

ان واقعات کا بیان جو حضرت عثمان کی خلافت میں

ظاہر ہوئے
ہجرت سے پچیسویں سال کے وقایع اور سکنہ

کی فتح اور یاججان کی - بعد اسکے کہ وناج کو گرون

سے عہد شکنی واقع ہوئی - اور صلح ارمینہ والو

سناٹہ اور ربوانہ کرنا مسلمان بن ربیعہ باہلی کو معاویہ

کی مدد پر اور فتح پانا روم کے بعض شہروں پر

پہلی عداوت جو شامیوں اور کوفیوں میں جاں دہ ہوئی

جنگ آفریقہ کا ابتدا

ہجرت سے چھبیسویں سال کے وقایع

ہجرت سے ستائیسویں سال کے وقایع

ہجرت سے اٹھائیسویں سال کے وقایع

ہجرت سے انیسویں سال کے وقایع

ہجرت سے تیسویں سال کے وقایع

حضرت کی اکثری خلافت ذوالنورین میں کم ہو گیا

ہجرت سے اکیسویں سال کے وقایع

ہجرت سے پینتیسویں سال کے وقایع

اور اوہاش لوگ فتنہ کی بنیاد لگے اور حضرت عثمان

کو منصب خلافت سے عزل و قتل کر نیکی در پی ہونا

تفصیل اس اجمال کی

کوٹنے کے فتنہ بازوں کا آنا مدینہ کی طرف

اسکھڑی افون اور فتنہ گردوں کا آنا مدینہ کی طرف اور بڑبا

کرنا فتنے کا

نوکر ازواج و اولاد و امجا و حضرت ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مطاع بن عثمان بن عفان رضی

پہلا طعن عثمان بن عفان کے مسلمانوں پر ایسے لوگوں کو

حکومت دی کہ جس سے ظلم و خیانت واقع ہوئی جس جواب

دوسرا طعن عثمان بن عفان کے مروان کا باپ

حکم ابی العاص کو مدینہ میں بلوایا جس جواب

تیسرا طعن عثمان بن عفان کے قرابت داروں کو

مال خیر دیا جس جواب

خمس آفریقہ کا قصہ

چوتھا طعن عثمان بن عفان کے صحابہ کی ایک

۲۶۳

۲۶۴

۲۶۵

۲۶۶

۲۶۷

۲۶۸

۲۶۹

۲۷۰

۲۷۱

۲۷۲

۲۷۳

۲۷۴

۲۷۵

۲۷۶

۲۷۷

۲۷۸

۲۷۹

۲۸۰

۲۸۱

۲۸۲

۲۸۳

۲۸۴

۲۸۵

۲۹۸	جو تھی خیا بان حضرت علی کی نسبت اور لائق	کعب بن عبد نیری کا قصہ
۲۹۹	کے بیان میں	قصہ مع جواب
۳۰۰	پہلی روش آن تو کی غنیمت پر علی رضی کی	دوسرا جواب
۳۰۱	شیان بن نائل پر	عابد بن یاسر کا قصہ
۳۰۲	آیت نمبر	کعب بن عبد نیری کا قصہ
۳۰۳	حدیث ثقلین	ابن شتر تھی کا قصہ
۳۰۴	امیرت بن قسیر	چھٹواں طعن عثمان بن عفان کے عہد
۳۰۵	حضرت کی اولاد موری و مسموی	بن عمر سے قصاص بر قوف یکجا مع جواب
۳۰۶	دوسری روش آن حدیث کے بیان میں	پہلا وجہ ہرزان کا قصہ
۳۰۷	حضرت علی کی فضیلت میں	دوسرا وجہ
۳۰۸	حدیث من کنت مولاه کی تحقیق اور شہادہ	تیسرا وجہ
۳۰۹	پہلی شاخ حضرت علی کے خصوصیات کے بیان میں	ساتواں طعن عثمان بن عفان کے سنت نبوی
۳۱۰	دوسری شاخ حضرت علی کے خصوصیات کے بیان میں	کو تفسیری مع جواب
۳۱۱	پہلا گل حضرت علی کے خصوصیات کے بیان میں	اکھواں طعن عثمان بن عفان کے نسبت الال
۳۱۲	دوسرا گل حضرت علی کے خصوصیات کے بیان میں	سے زمین کے قلعے اور ناگیرین اپنے بارون
۳۱۳	تیسرا گل حضرت علی کے خصوصیات کے بیان میں	کو دین مع جواب
۳۱۴	چوتھا گل حضرت علی کے خصوصیات کے بیان میں	نواں طعن سب صحابہ عثمان بن عفان کے قتل
۳۱۵	کے بیان میں	پر راہنی کے مع جواب
۳۱۶	پہلا گل سہ حضرت علی کے مواظفہ علیہ	چوتھا گل از خلیفہ چہارم علی بن ابی طالب
۳۱۷	دوسرا گل سہ حضرت علی کے مواظفہ علیہ	کے احوال میں
۳۱۸	تیسرا گل سہ حضرت علی کے مواظفہ علیہ	پہلی خیا بان حضرت علی کے نام نامی و نسب
۳۱۹	چوتھا گل سہ حضرت علی کے مواظفہ علیہ	گراہی کے بیان میں
۳۲۰	پہلا گل سہ حضرت علی کے مواظفہ علیہ	دوسری خیا بان حضرت علی کے بیان میں
۳۲۱	دوسرا گل سہ حضرت علی کے مواظفہ علیہ	مہمال انبیا کے بیان میں
۳۲۲	تیسرا گل سہ حضرت علی کے مواظفہ علیہ	تیسری خیا بان حضرت علی کے بیان میں
۳۲۳	چوتھا گل سہ حضرت علی کے مواظفہ علیہ	والسلام کے کفر تربیت میں
۳۲۴	پہلا گل سہ حضرت علی کے مواظفہ علیہ	۱۰ کے بیان میں

۳۷۱	مطالعن بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا	۳۳۸	سنا نقل عثمان بن عفان النورین کا راہ میں اور پھر چاروں طرف مکہ معظمہ کے
۳۷۲	پہلا طعن بی بی عائشہ نے عیینہ منورہ سے	۳۳۹	روانہ ہونا طلحہ وزیر کا طرف مکہ معظمہ کے
۳۷۳	مکہ معظمہ تک پھر وہاں سے ایک طرف سفر کیا	۳۴۰	حضرت علی کا مدینہ سے ذی قار تک اور اقامت فرما
۳۷۴	دوسرا طعن بی بی عائشہ نے طلحہ بن عثمان کے	۳۴۱	اسی مقام پر اور روانہ کرنا محمد بن ابی بکر اور عبداللہ بن جعفر کو کوفہ کی طرف اور طلب کرنا لشکر کا کوفہ سے
۳۷۵	سفر کیا مع جواب	۳۴۲	اور مخالفت کرنی ابو موسیٰ اشعری ان پر دو کے ساتھ پھر روانہ فرمانا امام حسن و عمار بن یاسر کو کوفہ کی طرف
۳۷۶	تیسرا طعن بی بی عائشہ نے پیغمبر خدا کی مخالفت کی	۳۴۳	تشریف لانا اولین قرنی کا اور جمعیت کرنی حضرت علی کے دست مبارک پر اور لشکر میں داخل ہونے کے
۳۷۷	چوتھا طعن بی بی عائشہ کا لشکر کبر کو پہنچا کر بیت المال کو غارت کیا اور عثمان بن حنیف الفصائی کی ایمانت کی مع جواب	۳۴۴	جنگ کرنا باغیوں کے ساتھ
۳۷۸	پانچواں طعن بی بی عائشہ آخر حال میں کہتی تھیں مع جواب	۳۴۵	نامہ روانہ فرمانا حضرت علی کا طلحہ وزیر کے نام سے
۳۷۹	مطالعن اصحاب کرام عموماً	۳۴۶	دوسرا مکتوب روانہ فرمانا خدمت میں عائشہ صدیقہ
۳۸۰	پہلا طعن صحابہ دو بار مرتب کبیرہ میں مع جواب	۳۴۷	روانہ کرنا حضرت علی کا قحطاع بن عمر کو کعبہ کی طرف
۳۸۱	دوسرا طعن ابن عباس سے اہل سنت کے صحاح میں مروی بی مع جواب	۳۴۸	اور دریافت کرنا ارادہ ام المومنین طلحہ اور زبیر کا
۳۸۲	صحابہ انبیاء کے اور باقی امتیوں کے درمیان میں	۳۴۹	روانہ فرمانا حضرت علی کا عبداللہ بن عباس کو طلحہ وزیر کے پاس مصالحت کے لئے
۳۸۳	زبیر پر ظلم کیا مع جواب	۳۵۰	جنگ جمل
۳۸۴	مطالعن خواج و نواصب کے جو حضرت علی پر کرتے ہیں	۳۵۱	زبیر بن العوام کی فضیلت و شہادت
۳۸۵	جواب اجمالی	۳۵۲	طلحہ بن عبداللہ کی فضیلت و شہادت
۳۸۶	علمائے راسخین اختلاف میں جزم ایک طرف نہیں کرتے ہیں	۳۵۳	حضرت علی روانہ فرمانا عائشہ صدیقہ کو مدینہ منورہ طرف
۳۸۷	تشریف فرمانا علی کا کوفہ کے طرف	۳۵۴	تنبیہ
۳۸۸	نامہ روانہ فرمانا حضرت علی کا معاویہ کی طرف	۳۵۵	کید پنجاہ و یکم
۳۸۹	خطوط روانہ کرنا معاویہ کا طرف اہل مدینہ	۳۵۶	کید پنجاہ و دوم
۳۹۰	شتمون صحیحہ کا مضمون جو پیغمبر آخر الزمان کی شان	۳۵۷	کید پنجاہ و سوم

۴۲۳	اولا اور تبرا کا بیان	۳۹۶	اور حضرت علی کی فضیلت پر مشون ہی
۴۲۴	سپلا مقدمہ	۳۹۷	بابوس جو ہر تفریق کا معائنہ ہے اور آخر
۴۲۵	دوسرا مقدمہ	۳۹۸	ہم مجروحہ ناجنگ و محاربت کی طرف
۴۲۶	تیسرا مقدمہ	۳۹۹	عاجز بن یاسر کی شہادت
۴۲۷	چوتھا مقدمہ	۴۰۰	ایضاً ابراہیم کا جنگ
۴۲۸	ہجرت چالیسویں سال کے وقائع	۴۰۱	اکبر جیل سے نکل آیا اس شام کا حضرت علی کے
۴۲۹	امیر المومنین حضرت علی کی شہادت	۴۰۲	لے کر کسک ساتھ
۴۳۰	سید بن مقلدہ بنایا کاروان	۴۰۳	حکم مقرر کیا کہ فریقین اور خلافت میں اور صلح ہو گئی
۴۳۱	اوشی کو مار بھاگے	۴۰۴	جج جو ہر تفریق کا دومہ الجندل بن
۴۳۲	حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے	۴۰۵	محمد بن ابی بکر ابوبکر اشتر کو قتل
۴۳۳	احوال جن	۴۰۶	ہجرت چالیسویں سال کے وقائع
۴۳۴	حضرت امام حسن کی وفات کا بیان	۴۰۷	فوجین روانہ کر کے معاویہ کا فریق سے اور جن
۴۳۵	حضرت امام حسن کے اولاد اخرج	۴۰۸	عاجز عراق کی طرف
۴۳۶	کاتبان	۴۰۹	ہجرت چالیسویں سال کے وقائع
۴۳۷	عبدالرحمن بن عوف کا احوال	۴۱۰	خوارج کا جنگ
۴۳۸	سید بن رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۴۱۱	فصل تیسرے کے فضیلت میں
۴۳۹	کا احوال	۴۱۲	تبرہوان تختہ من جرات
۴۴۰	اختتام کتاب	۴۱۳	چودہواں فصل میں جواب

فصل چوتھے میں جواب

۱۰۸۵

۱۰۸۶

۱۰۸۷

۱۰۸۸

۱۰۸۹

۱۰۹۰

۱۰۹۱

۱۰۹۲

۱۰۹۳

۱۰۹۴

۱۰۹۵

۱۰۹۶

۱۰۹۷

۱۰۹۸

۱۰۹۹

۱۱۰۰

تاریخ کتاب مطاب حدیقہ الاحیاء نوکیر زخامہ مولوی عبد القادر عظیمی صوفی

یہ حدیقہ حدیقہ غلبا روضہ خوش ہی گلشن و غم دیکھ اسکو شکستہ و خندان دیکھا سرسبز اسکا سبز تر اسکے چشمے کا حضری ساقی کل جنت حبیب کا کل گھیا اسکا چشمہ ہی چشمہ کوثر اسکا کچھری غیت گلگون بر رنگ گل کے ہی سن لب لالہ زار اس حجر کا دیکھا ہی کیسا اگر ہو کر طلب زر کی راستی اسکے سرو کی دیکھی اس سے جب صبح کو نہم ہے کہتا باران رحمت یان ہی کھو لاسون زبان لب و لعل شاخ شمشاد کی ہی تلوار اسکے زگلے خواب جو گھا نہرین علم علی کی یان ہی چارہ ہی چارہ ہیں دیار جہا وسے خلافت کے جہا پار کا خانہ دین چار کھام ہیں چار اخلاط گو جہا ہی ہیں چار کے ہی عدد میں لکنا شیر	کیا ہی روضہ ہی روضہ روکش رنگ تو باغ و دم کہیں اہل بیت باغ جہا دیکھا لچا یا اسکے کا تون دور جبکا مدام ہی باقی رشک سے پرین کو چاک کیا نخل طوبی اسکا ایک حجر حور کہتی ہی دو کہ منہ بلون خار سے اسکے کچھ نشتر لالہ حسرت سے داغ کھایا رشک اکیر خاک ہی اسکی بشت سرو جہا کی راست صحیح صادق صدق اک با کفر کہتا ہی تر باران ہی یہاں درہ عمر کا ہی سنبل سرنگون جن سے لشکر کفار گوشتہ چشم سے اشارہ کیا نیشگان علوم آئین بہاں چارہ بنیو نکی جان ہی دین کی سلطنت کے چارہ کال دین احمد کے چار نام ہیں پر کہیں اخلاط آپسین چار چہرین ملین تو ہو کسیر	نام لے اسکا کوئی گزیر اسکو کہتے ہیں روضہ جاوید رشک جنت کہا آرزو کل و غنچہ حبیب کے دیکھے ہیں خلدین و جہرین ہی ہیں عذیب بہت آتی ہیں سرو جنت اسکا اک پتہ کوہے تا مار بر روش اسکی خار زار اسکا یک گلستان اسپہ عاشق کی گر نظر جہا اسکی شبنم نے سنی ہی گہر سرو صدیق کی صدق ہا اسکے باران ہی ایک دست نغمہ صدق عدل علم جہا بھول اسکے سیر کا بھول اسکا گلستہ و شہ خنجر یان کی طوطی کا آئینہ جہا اس حدیقے میں چار گلشن ہیں پادشاہ ایک اور وزیر جہا چار گھنے صدق و علم کے ہیں انہیں کہتے ہ اختلاف ہیں اک فنون ان چہا ہر جہا عدو چار حق نے کی پسند	ہو و خوشبو مال غنچہ و مال کوئی کہتے ہیں اسکو باغ سید اسکے زگلے ہی ہور باجران حور و غلمان بہت چھو ہیں چار نہرین اسکی اپنی ہیں آشیان اپنے یان بانی ہیں جنت اسکا اک مہر مشک و فخر اسکی ہی خون فاشاک سنبلستان داغ دل بحر باران جہا جوہری جمع کچھ سنگ قامت راست کیا تھا کسو جنت کسو جنت ہی کیا بلیل تو آسمان گھیا تیج کا پہل وخت اسکا کفر کا پارہ پارہ کوہے نام لیتی ہی صبا عثمان چار خلفا دن کی شہرین چار خلفا کو کہتے میر جہا چار آئین شرم و حلم کے ہیں گو حد میں ہر خلاف نہیں جن سے حقا و فض کا شکار اسے چار کہتے ہیں بلند
---	---	--	--

چار کوفی سے ایجا یا
 نام اللہ کے جن حرف چار
 خاص شریف ہیں چار
 چار دوا دوا دوا دوا
 چار دیکھ میں چار
 بہتی ہر بہت میں چار
 دیکھ چار میں طبیعت بھی
 چار تھے میں کام تو باقی
 چار طعناں جب چلی غبار
 کیا چو بخ کفر کو یہ چار
 واسطے دیکھ خون سیاہ کا
 یہ خدا تیرے نام ایک کتاب
 نثار حکم چارم اسطراب
 فیض کا کہ نہ بند کر باقی
 ہند کے چار طاق میں بھی
 کوئی تاریخ چار طعناں
 اسے نقشب جیب قائم کیا
 چاہن جو کچھ سو چار دین
 عدل خلفا راشدین ہیں

پس نبی کو بھی چار یاد دیا
 اور محمد کے جن حرف چار
 حق سے نازل ہیں چار
 تمام کچھ میں چار سو چار
 جو سکھاتے ہیں چار احکام
 ندیان بھی بڑے بہان چار
 گئی دوسری تری حسی
 کام کا انتظام ہو باقی
 کفر چار و طرف کی بھی
 تیرے دیول عمرے چار ہزار
 دیوے اللہ خون بہا کا
 جو تواریج کی ہی تبت با
 بودی عبدی بلند جا
 چار کہ وہ غلط دہند کر باقی
 فیض پاہن پر چار اقلیم
 نہیں اب تک کیسے ہی لگی
 محکمہ ریح کا خال ہوا
 حل مطلب ہو چار بار میں
 فضل خلفا راشدین ہیں
 نام میں انکے اک کرامت ہیں

نبی چاروں چار خاص کیا
 انبیاء میں بھی چار کا بھی
 میں فرستوں میں بھی چار
 کر کن بھی میں چار کہے میں
 چار منزل میں میں منصوص
 چار پہی ہیں چار جان دار
 کر فارغ میں بھی بہت چار
 چار مل کر وہ ہلا دیوں
 دین پہنچا بھر صد سی سال
 کی چاروں کو دین میں کیا
 اسنے راضی رہے خدا کا
 کون ہی وہ بچا کی تصنیف
 چار بالش کو جو دایت کی
 وعظ دہند گیر میں چار ہزار
 لکھا خلفا راشدین کا حال
 حسن نیب سے رتب کی
 گوش مل میں مروش کیا
 صدق خلفا راشدین ہیں
 علم خلفا راشدین ہیں ہی
 کام میں انکے اک کرامت ہیں

ایک بزرگی کا اجتماع
 اک لکھ بیت و چہار ہزار
 ساکاماک جو ہیں مزار
 میں مصطفیٰ بھی چار کہے میں
 بجز انکے کمال ہی مغفود
 چار فطر ہیں انکے حرف چار
 رات کو کچھ میں چار چار
 جتنے بار کوی کفر کر دین
 مشرق و مغرب چار ہزار
 دین گستاہی اب تک انجام
 ہم سے پہنچے انہیں دودھا
 کان ششیا عن حق و صیف
 فیض سے اپنے رتب ہیں
 ہی قلم اسکا چار کاہر دان
 حال اقبال انکا اور چار حال
 زیب تہذیب سے ہند کی
 کیا تعریف ہی چار خلفا
 عشق خلفا راشدین ہیں
 علم خلفا راشدین ہیں ہی

سال ختم کتاب فتح پتی
 بیخ خلفای راشدین میں ہی

۱۹۹۹

وقتی که در آن روز
اصدا بنوا شد در آن روز

سبحان الله بر عجب گلزار و بیشه بار بی که جسک بر غنچه دل سے احوال عطا عی بر کی سیرت
شیم هر طرف پیله بی بی اور بهر شب روضه رضوان ی که جسکی بر طیلان شایخ کل
بر زمره کرید رضی الله عنهم و رضوانه لعل نصرت سے کہہ بی بی بی

۱۲۸۹
خلفه الاحیاء
فی ظل الانبیاء

تا ایفات مجلند گلستان تاریخ و سیرت لعلستان و جز آریار گلزار بند و عظم
حضرت مولانا مولوی عبدالحی صاحب اعظم قریب نصف مطبع مواعید الرحمن
چھپی تھی سوا سکو خاص جو سفا رکاتی نہ کامل و یا کل میں بخور و شمع و شادین ہر شین

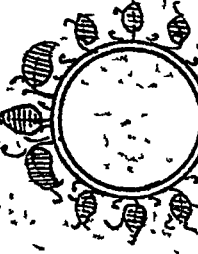
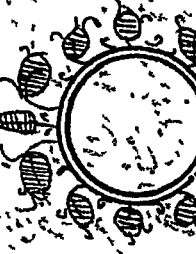
الحمد لله الذي جعل في ذلك
المصطفى الواقعة معسكر

۱۹

دیناچہ النشار دوز دقتہ رس سخن طراز صبح نفس فصاحت مظهر قلندر حسین صفا اظہر

	بسم اللہ الرحمن الرحیم	
---	------------------------	--

	قطعہ	
--	------	--

	<p>سرورِ حق خطِ ماست کلمہائے حمد ہدیہ حیات از پرہیزِ حجاز کہ آہنگ بر کشیم یعنی نشیدِ مدحت اصحابِ مینکیم</p>	
---	---	--

چمن چمن پاش پاش گلشن گلشن شاد دنیائش - باغبانِ حقیقی را کہ پنجرہ نورش نیکو چار گلزارِ صفتش گریبانِ درخ
روشن است - دینارہ آفتابِ خار گلزارِ حکمتش انگشتِ نای شجرِ امین - گل از شکفتگی از زبانی گنجینہ جویش بلالی طغرات
شبنم درخندہ دندان نما - و بلبل از شادمانی انعامِ نطق خرنوبہ نوازانش بہر از ہفتار زفرہ شکر اندہ سیرا - خار سرفرازِ خرم
دشتِ قدرتِ او بہ تعظیم تقدیمِ دشتِ زرگانِ انگشتِ بر حسین بہارہ - و ابلہ گفت پای رہبرِ روانِ جاوہِ الفتح نیاہ
مردم دیدہ جائیں بخشیم در دادہ - ملک زخمِ جگر بلبل بہ تنگ و مان غمخوارِ گل نہادہ کہ نہ بدیش مالیدنِ دوست - و بہ جز
شبنمِ سلطان بہر ہم نورشید درختانِ بیادگی را جا دادہ کہ بر آمدش بریدنِ او

کیا گلزارِ کن میں کافیتان	دہان گل دستِ شاخ و گل نشان	دل پر داغِ طاووس سخن کا	ہی خیس لک بید بخون سکے کا
ہی جبکہ مینہ ریشاں خیابان	ہی ز گس چمن کا خیمہ حران	اشتر کو گاہ نہ سر جو دیا ہی	کہ عین عین غمی ہوں گدا ہی

وامن امن گہا سے نوت و حجت نثارِ براق سوار - لامکانِ سیارہ ملک شہم - ملک حیم - ادنیٰ تزلزلت - قدلی مرتب
والفجر کو - والیہ کو - یہ خطاب طہ القاب - ز رسالت جاگیرِ قرآن قبائے - نور خیمہ طوبی بالا - کہ خدو و خیابان گلزارِ عدیشہ
بہارِ ربانِ خازنِ رسالتش بدمانِ قیامت پیوستہ کہ بجز از دمر سلی نیست - و مہجراتِ عالی در سیا سادوی و حامی نبوت
واقف شفاعت کہ خدو و عالم اندین شہزادہ ہر عالم ہذا با برکاتِ آن شرف الذوات و ولایت نہادہ کہ بجز از فضل
ایست

چلے میں جہاز اور کوسین	اور سے کھڑکی جالے سے کوس
------------------------	--------------------------

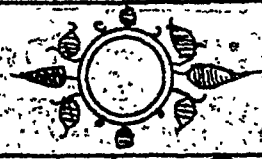
[illegible]

فوج اصفی نامرکز دیر جوان در سینه کمر در دود و صد و بیست و نه تیر سلطان جام شهادت بخشد بمواید سلطنت شاهی در

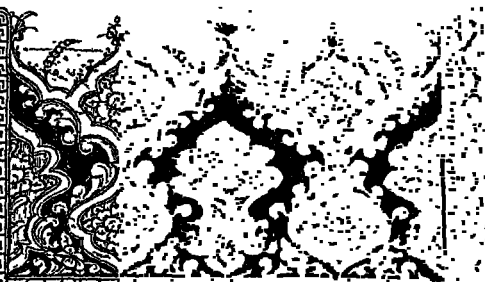
جو فاون کو وہ خبابا کر دیا
 ہو گئے یکبارہ شراب و مخم
 اس زمانہ جو کئی درخشاں
 ہو گئے غم سے کہ غلام و ستم
 جب آتشا دینا سے وہ کسا
 اور ملک آباد اور مال کا دینا
 دوسروں کے نام سے سارا
 جس کو کہ خراب اور مفلح
 ہو گئے غیر کی طاقت و نفو
 بزم شادی میں کھینچو ہنر
 زیر و بالا ہو گیا ملک و کن
 جن کے سوا عالم و ان کا دینا

[illegible]

ملک عرفان و سلیکانش	جنید اسرار دیر فرمائش	هست مبلو جوی خاقانش	معی دین اطهرت خجانش
لری هست شرع او جان	عین اسلام و اوست لبانش	هست قرب فضل اویش	طاعت قدیانت عقیبا
زین نیر یک فریب لبانش	طلوعی قدس شکرش	گاه بگیه بخوان احسانش	چه مقیم و غریب جهانش
ای نام ربان هم در دکان این	این گهر هست لولو کانش	بس و هم بظهر سجده است	زنان تجویم حسین و درانش
ایان جنود زنده و ایوان معتقد	از نیر یا ضعی که هست عرفانش	مشعل وادی هدا کردش	طلعت گری چراغانش
روی شمع دکان	از گریبان سر سراز دادش	دست هر کس کند ز دیوانش	



6



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

[illegible]

بیت کا بیان ہے۔ فَأَتَى السَّكِينَةَ اُسے سکون وطمینان کی شان۔ اَذَلَّ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ اَعْرَقَ
 عَلَى الْكَافِرِينَ اُنکے اخلاق حمیدہ کی تعریف ہے۔ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لِيُخْلَقَ
 لَهُمْ لَهْجُمْ اُنکی اوصاف پسندین کی توصیف۔ وَيُؤْتُوا عَلَى اَنْفُسِهِمْ اَلْاَبْدَانِ
 وَابْنَاهِی۔ وَيَطْعَمُونَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّهِ اُنکے غایت کرہی کے آثار۔ خطاب گنتیم جبر
 اُمۃ سے سرفراز ہیں لَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلٰی النَّاسِ ہرگز جاہد وایامولہ
 وَاَنْفُسِهِمْ اُنکی ساعی جلدی وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرَاتُ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْمُقْلُونَ
 اُنکا اجر جزیلہ۔ اَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ جَنَّاتٍ جَزَىٰ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ اُنکے وعدے کا مقام
 ہے۔ خَالِدِينَ فِيهَا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ۔ اُنکا مژدہ انعام واکرام۔ حَاجِرًا
 وَاُخْرٰی جَوَامِرٍ دِیَارِہُمْ وَاَوْذَوْا فِي سَبِيلِنَا اُنکے صبر جمیل کی صفت ہے و
 لَا دَخْلَ لَهُمْ جَنَّتٍ اُنکے جزا جبریل کی بشارت۔ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا
 اُنکے کمال بیان منشور ہے۔ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَّزِينَةٌ وَاُنٰی نُوَدِّعُكَ اُنکی نوبت مغفرت و بذل نعمت
 کا مذکور وَاَلَمْ نَرِ الدِّينَ يَدْخُلُونَ رَجَعُہُمْ اُنکے فتر کی شان ہے۔ الَّذِیْنَ
 يَنْفَقُونَ اَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ اُنکے انفاق کے جو دو سخا کا بیان۔ الَّذِیْنَ
 يَنْفَقُونَ اَمْوَالَهُمْ بِاللَّیْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَعَلَانِیَّةً۔ اُنکے فقر کی انواع صدقات
 کی تفصیل ہے اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللَّهُ وَرَسُولُكَ اُنکی غایت عزت و جمیل سبحان اللہ ایسے ہی آیت
 بینات و احادیث سید کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اُنکے کمال اہلال پر دل میں۔ لسانِ انسان اسکی
 تشریح و تبیان میں لال جب کلام خدا کلامِ رسول و اُنکی لوح و شامین ہر بقول و پھر ہو کو کر
 مجالِ انسانی و کرے اس باب میں قلم رانی و سبحان اللہ احادیث صحیحہ میں انبیاء اولو العزم کے ساتھ اُنکی شبانیت
 آئی ہے۔ چنانچہ کسیکو حضرت ابراہیم اور کسیکو حضرت نوح اور کسیکو حضرت لوط اور کسیکو حضرت یونس اور حضرت
 عیسیٰ کے ساتھ علیہم الصلوٰۃ والتحمیات اللہ تعالیٰ و حدیثیں اُنکے ہر ایک کی فضیلت کی باب میں آئے گئے کتاب
 و سنت اور دین و شریعت حضرت سب سے سب کو پہنچنے میں اُنہیں بزرگواروں کا واسطہ تھوئی ہے۔ یعنی
 قرآن کریم کی آیتیں اور حضرت کی حدیثیں اور اُنکی نبوت کے واسطے پہنچے اُنہیں انکو تو اور کسانہ نہیں کہ وساطت
 پہنچے۔ اور دین اسلام احکام سب انہیں سے سیکھے۔ جب کسی نے اُنکے صدق و عدالت کو دستاویز کرتے
 اور اُنکی وساطت اور روایت کو درمیان آٹھا وے و تحقیقت میں دین قرآن سے ماٹھا اُٹھایا اور اسلام
 و ایمان سے ماٹھا دھویا تو ذالہ اللہ فیہا۔ جب اعجاز قرآن کے راوی اور دین بتین کے ناقل اور شرع میں کمال

۱۱ حال میں ہر کچھ دینے پر توفیق ثابت اور ان کا خود کو اگر لازم نہ تھی۔ اور ان کے دین کی اعانت اور
شرح و سنت کی حفاظت بیان نہ کئے۔ اور کفر و ضلالت کے ستاروں کی کشتن بجلائے کہ جس پر زیادہ مقرر ہوئیں۔
حضرت سید کائنات غفر لہ وجوہ طہارت و استقامت کی حسین تیا اور بعد و کا خدا و رسول کی محبت میں مگر بار اور اپنے
شہر و دیار پر توجہ اور اپنے نامیاب اور ذیل و حوال اور خوشیوں کا رب جبار و ارباب جان مال خدا کئے۔
خدا و مشرکین ان شاء خدا بنیں ہزاروں بھائی بن گئے۔ اور اسی طرح آیتیں و معجزات بھیجئے اور جب جہاد کا حکم
آیا۔ کا فوج جنگ و جہل میں ایسی جو ہر کسی کی داد دے۔ اور ایسی قادی اور بیاد و رقی کے کٹے و کھلائے
کہ کبھی چشم زمانہ و کھانہ بن۔ راہ خدا میں اپنا خون پیا۔ اور اپنے فرزندوں اور بدلتہ کو برادر و نادر و کونوں
کٹائے۔ بیان تک کہ حق اپنے مکر میں خراب پا۔ اور دین اسلام شرق سے مغرب تک پھیل گیا۔ لاکھوں
کافر مسلمان ہوئے۔ ہزاروں شہر فتح کئے۔ اور ہزاروں بکدین بنا ہوئے۔ اور ہزاروں بھائی بن گئے۔
اور صد نامہ اسلامیہ طبع فرماں طہارت کو شہر۔ الحمد للہ آج تک اسلام ترقی میں ہی اللہ تعالیٰ ان کی
مساعی جبر و شکر کیا اور اسے راضی ہوا۔ اور وہ اسے راضی ہو چکا ہے فرمایا رضی اللہ عنہم و عنہم
عنہ۔ عرض جب ان کی حسن سے دین اسلام میں شوکت اور فخر لیا اور مسلمانوں میں ان کا راج ہو گیا۔ انھیں
اسلامی ہر ایک کو انیس کے سفر کا واسطہ ٹھکانا۔ اور غفلت یا بیانیہ کچھ وسیلہ یعنی ہر فرد میں ہر نگاہا ہوت
ثابت اور کا شکر احسان کا لانا اور اب ہی۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم تعلیم کی ہی کر کے بھیجے ان کے لئے
مومن کے حق میں ہر دھار میں رہتا اغفر لنا و لاخواننا الذین سبقونا بالايمان و
لا يجعل فی قلوبنا غلا للذین امنوا ربنا انک رؤوف رحیم۔ ہر
مسلمان کو لازم ہی کہ کئے فضائل و مناقب جو کتاب دستک ثابت باشد اور دین اسلام جیسے اور بعد
دراستہ مراجع دینے میں انھوں نے جو مستحقین کو پہنچا اور جو محبتیں ہیں اس سے وقف ہو کے ان کی قدر و تکر
ہوئے۔ اس دین کی بزرگی پر مشیہ پیش نظر ہے اور اس کی محبت و تفضیل میں ہر ایک جو ایک ایک چیز کے حال
کرنے میں ان کو پہنچانے جو نعمت انھوں نے ہر جہاد میں اس کی شرح و تفسیل معلوم ہوئی تھی۔ اور اس چیز کی
قدر و حرمت پہچان کر کہ میں بجا کرتی تھی۔ اور یہ بات ان کو کی پروری پر بھیج کر کہ حقیقت ہی ہی سبحان اللہ
ع این کا دولت است کہ تو نے نا کارہ اس واسطے علماء اعلام و محدثین کو ام ایما میں سے ان کی تفسیر
کئے۔ اور صحابہ کا احوال تفسیل و تفویض کے ساتھ لکھے۔ جیسے شیخ ابو عمرو ابن عبدالبرہ کا لکھے کتاب التفسیر
اور حافظہ حدیث عز الدین ابن ابی شیبہ شافعی نے اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ کا تفسیر کی اور شامی بخاری
شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی نے اصحابہ فی معرفۃ الصحابہ کہ جس کے دس جلد ختم ہیں تصنیف فرمائی۔ ہر آبا

ہی اس کو مختصر کیا تو اسکے دو جلد کیر ہوئیں۔ اصحاب سب علماء و محدثین کے پاس نہایت مستند و معتبر تھی۔ لیکن جب پرتگیزیوں نے عربی میں امر کو اس
 کچھ نہ بین علامہ شہیر فرمادے نظیر فضایل و سنگاہ مولانا مولوی محمد باقر گاہ علیہ الرحمہ نے تحفۃ الاحباب کے دیباچے میں لکھا ہے کہ اکثر علماء اجماعی و
 عربی کتابیں پرستے کی طرف تامل نہیں بلکہ رات دن معذرت میں ہی مشغول ہیں جب اس ملک کے علماء کا یہ حال ہو تو عوام کو صیحا کے احوال
 کیا خبر تھی۔ اور فارسی ہندی میں ایسے کتابیں نہایت کیا بلکہ حکم عقار کہتے ہیں مگر فارسی میں علامہ طبرسی محدث نیر سید جمال الدین محدث کی
 روضۃ الاحباب و درندین جناب گاہ کی تحفۃ الاحباب کے سوا دوسری کتاب لکھنے میں آئی۔ تحفۃ الاحباب میں بھی فقط صیحا کے مناقب مذکور ہیں
 خلفاء اربعہ کے زمانہ میں جو واقعات روئے ہیں تفصیل کے ساتھ مسطور ہیں۔ اسکے مولف نے محض اختصار کے واسطے ایسی پرکھائی۔ عوام مقدم
 مناقب سے بھی گاہ ہوا غنیمت سمجھا۔ ثانی ہمارے زمانے میں فاضل شہیر ہر حدیث و تفسیر مولوی بدرالدین ولہ ہا و دیگر عربی ایک کتاب
 مستی پرست گزاردی مناقب فقیہ غار جمعی تالیف کی اور شرح و بسط کے ساتھ لکھا لاکن فقط ابوکر صدیق رضی اللہ عنہ کے احوال پر لکھا
 کیا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو توفیق دے۔ اسے خیر دیوے آمین۔ یہ فقیر جو محمد ان و حقیر نا تو ان جب کتاب جناب السیر فی احوال سید البشر کی
 تنظیم فارغ ہوا۔ حضرت کا احوال ابتدا اعلیٰ حضرت نور محمد ص و وفات شریفہ تک میں لکھا۔ بعضے دوستوں نے خواہش کیا کہ صیحا کے
 احوال میں بھی ایک کتاب مسطور لکھے۔ تا حضرت کے بعد وفات چاروں خلیفوں کی خلاف میں جو حالات وقوع میں آئیں ہیں ترتیب
 معلوم ہو۔ لاکن دوسرے تصنیفات کی ضرورت ایک کے بعد دوسری ایسی هجوم کی کہ عرصہ میں سال سے یہ فرصت ہاتھ نہ دلی۔ بار
 اندون سن بارہ سو سی پر چار ہجری خوف ذوالحجہ کے دن جب بوند تعالیٰ شانہ ترجمہ تذکرۃ الاولیاء کے اختتام کو رخت حاصل
 ہوئی۔ اسٹھی تو کلا علی اللہ تعالیٰ یہ کتاب مستطاب غار کیا۔ چونکہ روضۃ الاحباب میں شہیر اور مستند و معتبر کتاب ہی جا کر
 ایک ترجمہ کرے لاکن جب اس میں بھی بعضے حالات اجمال کے ساتھ آئے ہیں۔ اور بعضے واقعات نہیں لکھے گئے ہیں۔ لہذا اجاباً دو سر کتابوں
 سے بھی بعضے معانی میں اخذ کر کے ایک مستقل کتاب کی بنا کیا اور یہاں نام حدیقۃ الاحباب فی احوال الاصلی
 رکھا۔ اور ایک مقدمہ اور چند روش اور چار باب اور ایک خاتمہ یہ قیاس کلا والا گزرا ہر ان تو اس پر جو سیر ملے کہ کہیں مہو
 منظور نظر ہو تو فرجواے اکثر نشان و مرکب مع الخطایہ والنسیان کے اس فقیر کو معذور رکھیں۔ اور برعایت اجوب
 اسلامی قائم اصلاح جاری کر کے ماجر ہوئیں بیت توبہ زہدی مینی اندر سخن و خلق حیا آفرین کارکن مناجات منظومہ

یار بے کلف اور گرم	یار بڑی حنت ہے	ہر مہین مجھے مجھ کو خلاص	تالیف میں اس کتاب کے خاص
اور کیے صیحا اس کا	کر شکیں میر سہیل و آسان	اور جلد کا انصرام اس کو	دے خلعت خست ام اس کو
کر اس کو قبول یا آبی	از بہر رسول یا آبی	اور نفع دے اس مسکین کو	کبا میر فقیر اہل دین کو
دے وقت ہر صبح جان مجھ کو	تا خبر بیان کی شان مجھ کو	امراض سے رکھے مجھ کو محفوظ	اور صحت و عافیت مجھ کو
دے مجھ کو حصہ روئے طاعت	اور دیکھے لذت مناجات	اور مجھ کو اپنے ذکر میں رکھ	اور ستر قرق و فکر میں رکھ
اور نفس کو بہر تر کر دے	اور قلب کو میر تصفیہ دے	کر مجھ کو عطا کمال عا	اور مجھ کو دکھا جمال عرفا

شان میں کیا حکم الہی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ودعا لہ ولا یعرف لہ رتبہ بل هو تابعی و
 حدیثہ من سئل۔ اور سابقین کی ایک جماعت پر گئی ہے کہ جسے پیچھے کی حالت میں حضرت کہا ہو۔ اگرچہ روایت کے دوسرے
 اسکی حدیث مرسل ہی۔ لاکھ شرف روایت کے سب سے وہ صحابہ میں داخل ہیں۔ اور اکثر ناموں کے تصانیف ای پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ
 محدثین الی کہ صدیق کو صحابہ میں رکھتے ہیں حالانکہ انکی ولادت حضرت کی وفات سے تین مہینے اوچھتر روزانگے ہوئی۔ اور یہاں
 یہاں میں بھی تردید کی مجال کا اسم خاص بنی آدم کے ساتھ ہی۔ یا چونکہ لاکھ کو بھی شامل ہی رہا ہے یہاں تک کہ جو بھی شامل ہو کر
 حضرت جنوں پر ہی نبوت تھے۔ اور وہاں تک کہ انکی اور نہیں ایک و بد ہو کر رہے ہیں۔ پس جنات جسے حضرت کی حضور فیض
 پہنچا وہاں تک شرف ہوا وہ صحابہ میں داخل ہی۔ اور ملائکہ کو صحابہ شمار کرنا ہوتا ہے کہ حضرت ان پر نبوت ہیں یا نہ اس
 مسئلہ میں خلا ہی بعضے کہتے ہیں کہ ملائکہ پر ہی نبوت تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ نبی اللہ اعظم پہلی روشنی صحابیت
 کے اثبات میں۔ جانتے کہ صحابیت کا ثبوت کئی وجہ ہو سکتا ہے۔ پہلی وجہ تو اس پر ہی۔ یعنی ایک
 کثیر متفق ہو کے کہیں کہ فلاں صحابی ہی جیسے مطلقاً اربعہ اور باقی عشرہ اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم دوسری وجہ
 شہرت ہی۔ یعنی ایک جماعت جو خود تو اسے کہہ رہے خبر دے کہ فلاں صحابی ہی جیسے حکام شہ بن محض اسدی و مقام
 بن ثعلبہ وغیرہ۔ تیسری وجہ یہ کہ صحابہ ایک شخص خبر دیں یا کوئی تابعین کہیں کہ فلاں صحابی ہی۔ چوتھی وجہ یہ
 کہ ایک شخص حضرت کا ہم عصر ہوا اور وہ اپنی حالت خبر دے کہ میں صحابی ہوں۔ اور یہاں صحابی ہونا عادت کی راہ کرتے ممکن
 حضرت کے معاصر ہونا حضرت کے وفات سے ایک سال تک ہی۔ پس اگر سو سال کے بعد کہنے دیا کہ فلاں صحابی ہوں تو اسکا
 دعوہ مقبول نہیں کہو کہ حضرت نے اپنی اخیر عمر شریف میں فرما کہ واللہ کل کی شب رومی میں رہتے زندگان ہیں ان سب کو اللہ
 تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ان مذکور سے ایک برس کے بعد کوئی باقی نہ رہے گا۔ اسی دلیل سے حفاظ احادیث رسول و اکابر اہل
 عدول کئی کذاب و الضعول کو جیسے ربع بن محمود و مار و بنی جو ہجرت سے پانچ سو و پونہ سو سال کے بعد اور باقی مہندی کو جو ہجرت
 سے چھ سو بیس برس کے بعد پیدا ہوئے اور حضرت کی رویت و محبت کا دعوہ ان کے صحابہ نہیں کہتے اور ان کے دعوے کو رد کرنے
 پہلا جہن ان اتوں کے بیان میں جو عمر و ماسب صحابہ کہا را و خصوصاً حجاج
 و انصار کی قضیت میں آئے ہیں۔ پہلی یہ بات جو سورہ بقرہ میں آئی ہے
 وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ
 شَهِيدًا۔ یعنی اس طرح ہم کو امت درمیان کی جو برگزیدہ ہی بنا دیں کہ وہ گواہ گوئیں۔ اور جو دوسرے رسول تم بزرگوار۔
 دوسری یہ بات جو سورہ آل عمران میں آئی ہے۔ كَتُمُوا خَبْرَ امَّةٍ اخْرَجَتْ لِلنَّاسِ۔ یعنی تم سب امون
 بہتر ہو۔ اور ایک قول ہی کہ تم سب امون بہتر تھے علم الہی میں مایح محفوظین یا روز میثاق میں جو انست پر تم کے جواب میں جلدی
 اور میدان لایا کہ تا بعد از ہی سے سر فرما رہے۔ حتیٰ کہ حضرت کو کیا ہی حکم خیر المرسلین پس کیا ہی

نماز یوں کیجئے کہ پہلے اہل دل کے نظر میں آفتاب کی مانند تاباں رہتے ہیں کہ مَنْ كَرَّ صَلَاتَهُ بِاللَّيْلِ حَسَنٌ وَجَهْرًا لَيْسَ بِهَذَا
یعنی جس نے رات میں نماز کی زیادہ پڑھائی، کچھ روزہ اور شہنشاہی۔ نجات میں مذکور ہے کہ جب ارواح قرب

الہی کی برکت سے مصفا ہوتے ہیں۔ انوار معرفت ان کے بدن پر ظہور کرتے ہیں۔ ذَلِكْ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْحِيدِ وَمَثَلُهُمْ فِي

الْاِخْتِلَالِ۔ یہاں وضو انکی مذکور ہو میں اس طرح توہیت میں اور اس طرح اخیل میں مذکور ہیں کُنْجِ الْخُجْ شَطْطُهُ فَانْ مَرَّ فَانْ

فَاسْتَوْعَلَ عَلَى مَوْقِعِهِ۔ جیسے ایک کھیت کو اپنی شاخ نکالا پھر مضبوط کیا اس شاخ کو پھر مڑا تا ہوا پھر کھڑا رہا اپنی ساق پر بیٹھ

الترشح نجب میں دلتی ہی اسکی مضبوطی اور خوبی درستی۔ کھیتی کر نوا کو کو بہ ایک مثال ہی اسکے مثل حضرت سید البرار اور آپ کے

اصحاب باوقار ہیں کہ پہلے دعوت اسلام ضعیف تھی دن بدن قوی ہونے لگی اور سیدی کھری رہی۔ اس سے لوگوں کو تعجب کا

سبب ہوا اللہ تعالیٰ نے یہ پیش نظر فرمایا لِيُغَيِّظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ۔ تاجل جاوین نے کفار۔ امام قشیری نے فرمایا کہ یہ آیت

اصحابی شان میں ہی پس جس نے اسے جلیگا اور ناخوش ہوگا وہ کفار میں داخل ہو جائیگا۔ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَ

عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ۔ وعدہ دیا اللہ نے ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور عمل کئے اچھے میں تم لائے یعنی تمام اصحاب کرام وعدہ

کیا ہی مغفرت و اکبر اعظمیٰ۔ بخشش کا اور اجر عظیم کا رِضْوَانُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْهِمْ اَجْمَعِينَ۔ پانچویں آیت جو سی

سورہ میں آئی ہے اِنَّ الدِّينَ يَبْتَغِيْكَ اِيْمًا يَبْتَغِيْكَ اللّٰهُ۔ مقرر جو لوگ بیعت کئے تھے یہی عہد میں سورہ

بیعت کئے میں اللہ تعالیٰ سے کہ اسکی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لئے۔ اسکو بیعت الرضوان کہتے ہیں۔ يَدْخُلُ اللّٰهُ

فَوْقَ اَيِّدِيْهِمْ۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ہاتھ انکے ماتون پر ہی بیٹھوے صحابہ کا عہد و قرار نہایت سچا اور بہت استوار

ہی اللہ تعالیٰ انکو کفار پر غالب کرے گا اور اپنے پیغمبر کو نصرت دیوے گا اور آخرت میں انکو ثواب عطا فرماوے گا۔ شیخ سلمی رحمۃ اللہ

علیہ نے فرمایا کہ یہ جمع کا مقام ہی۔ اللہ تعالیٰ نے جمع کا مرتبہ کیسے واسطے ظاہر کیا۔ مگر اشراف موجودت کے واسطے۔ اسی مقام سے

ہی مَنْ يُطِيعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اطَاعَ اللّٰهُ۔ یعنی جس نے اطاعت کی رسول کی سو مقرر اطاعت کی اللہ کی۔ چھٹی

یہ آیت جو سی سورہ میں ہی لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يَبْتَغِيْكَ اِيْمًا يَبْتَغِيْكَ اللّٰهُ۔ یعنی مقرر

خوشنود ہوا اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں سے جسوقت کہ بیعت کئے تھے سے نیچے ہمارے فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ۔ پھر جانا جو ان

دلوں میں ہی بیٹھتا انکی پاک نیتیں۔ فَانْزَلْنَا السَّيْفَ عَلَيْهِمْ وَآتَيْنَاهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا۔ پھر اتارا اپنا آرام و چین اور

انعام دیا انکو نزدیک کی فتح یعنی خیر کی فتح یا کئے کی۔ وَمَعَانِزَ كَثِيْرَةً يَّاخُذُوْنَهَا۔ اور بہت سے غنیمتیں ہیں

جو لوبے لے آئے اُوْكَوْكَانَ اللّٰهُ عَزَّوْجَلَّ اِيْزًا حَكِيْمًا۔ اور ہی اللہ تعالیٰ زبردست حکمت والا کہ اپنے دوستوں کو دشمنوں پر غالب

کر تابی۔ ساتھوں یہ آیت جو سورہ توبہ میں آئی ہے۔ لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهُ جَاهِدُوْا

بِاْمُوْرِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ۔ لٰكِنِ سُوْلٌ اُوْرُوْكَوْكَوْجَاوِيَاں اُوْر اُسکے ساتھ ہو کے جہاد کئے اپنے مالوں اور جانوں سے

وَاُوْلٰئِكَ لَهُمُ الْخَيْرَاتُ وَاُوْلٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ اور انہیں کو ہی خوشیاں۔ اور وہی پہنچے مراد کو۔ اُوْلٰئِكَ

مدد کرتے ہیں وکلیحدون فی صدقہم حاجۃ تریاؤنوا اور نہیں پاتے ہیں دلوں میں کچھ حسد یا خدو اور
 ان چیزوں کو دے گئے ہیں۔ نقلی کہ جب ہاجرین اپنے گھر بار اور مال و متاع کے میں ہی چھوڑ کے مدینہ آئے انصار کے مددگار
 ہوئے اپنے مکانات اور باغات میں حصہ دے اور مال و زر سے تائب نہ کئے۔ بنی نضیر کے ہو جو مدینہ کے پاس رہتے تھے جب حضرت
 سے بدعہدی کئے انکو مدینہ کے سرحد کمال دے اور انکا مال و متاع مسلمانوں کے ہاتھ آتا تب حضرت نے انصار کو بلا کے فرمائے
 کہ یہ مال اور زمین تمہارا اور ہاجرین کو دیا تمہیں قسم کر دیتا ہوں تم اپنے مکانات اور باغات جو ہاجرین کو دے ہو انہیں پر کمال رکھو
 یا یہ ہاجرین پر ہی تقسیم کر دیتا ہوں تم اپنے مکانات اور باغات انہیں واپس لے لو۔ تب سعد بن ابی وقاص و سعد بن معاذ
 اور سعد بن عبادہ جو انصار کے سرداروں کے تھے عرض کئے یا رسول اللہ ہماری ہنایت خوشی بستان میں ہی کہ نبی کا مال اور زمین وغیرہ
 سب ہمارے کھائی ہاجرین پر تقسیم فرماؤں اور انکو ہم جو زمین اور باغات دے دیں وہ بھی انہیں پر کمال رکھیں اور ہمارے
 مکانات میں ہی تشریف رکھیں کہ ہمارے گھر و زمین انکا رہنا خیر و برکت کا سبب ہی۔ حضرت نے یہ سنکے بہت خوش ہوئے اور انصار کے
 حق میں دعا کئے اور وہ مال و باغات ہاجرین پر ہی تقسیم فرما کر جسبحا بنہ تعالیٰ انکی شان میں فرماتا ہی۔ **وَيُؤْتِيهِمْ مِنْ فَضْلِهِ**
وَلَقَدْ كَانَ مِنْهُمْ خَصَاصَةٌ اور ایسا کرنے میں اپنے جانوں پر اگرچہ ان چیزوں کے ساتھ انکو حاجت رہے یعنی ایک چیز کی
 ایک حاجت رہتی ہوئی ہاجرین کو مقدم رکھتے ہیں انکو اسے باز رکھ کے وہ چیز انہیں کو دیتے ہیں۔ اسباب نزول میں لکھا
 ہیں کہ بکرے کا ایک سر بریان فخر سے صحابہ ایک کے پاس گئے ہر بھیجا وہ صحابی نے کہا کہ ظان میرے سے زیادہ محتاج ہی اس کے
 پاس بچائے اور وہ دوسرے تیسرے کو اپنے سے زیادہ حاجت مند جان کے اس کے پاس بچا وہ ایسا ہی فن شخص میں پھر انزال
 جس کے پاس یہ آیا تھا اُسکو پہنچا۔ یہ آیت کو درویشان تو نگر کی شان میں نازل ہوئی **وَمَنْ يُؤْتِ شَيْءَ نَفْسِهِ** اور
 جسے بچا لیا گیا ہو وہ نفس کا بچل ہے یعنی اپنے نفس کو مال کی محبت سے دور رکھے اور بھلائی بچاؤ **وَالَّذِينَ هُمْ**
 پس وہی لوگ ہیں خوبی اور بھلائی پائے ہو پھر وہ جہان میں **وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ** اور جو لوگ ہاجر و انصار کے
 بعد آئے اور آتے ہیں ان سے مراد وہ کوسم ہیں جو قیامت تک ہو وین اور صحابہ کے تابع رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ویسوی صفت
 بیان کرنا ہی اور انکی ہر علامت بتلاتا ہی کہ **يَقُولُونَ** دے کہا کرتے ہیں یعنی صحابہ کے حق میں ہر بدعا کرتے ہیں کہ
اعفوا لنا ولا حقنا الذين سبقونا باليمان اسی پروردگار ہمارے بخش بگو اور ہمارے بھائیوں کو جو سبق کئے
 ہم پر ایمان لانے میں **وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًا لِلَّذِينَ آمَنُوا** اور مت رکھ ہمارے دل میں کینہ اور حسد اور خیانت ان
 لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائے ہیں ہمارے آگے **لَقَدْ كَانَ ذِكْرُكَ حَنِيمًا** اسی پروردگار ہمارے مقرر تو ہر بان رحم کرنا اور انکی
 ہماری دعا قبول کجئے۔ اور ان پر رحمت ہو کہ بخش دے اور ہر کو سا بقین کی گروہ میں داخل فرما۔ مفسرین نے لکھا ہی کہ اس آیت سے
 صفا معلوم ہوا کہ اگر کسی کو کسی ایک صحابی کے ساتھ بھی دل میں کینہ رہے وہ اس آیت کے لوگوں نہیں۔ اور اس آیت میں اللہ
 تعالیٰ نے مسلمانوں کے میں قسم ظاہر کیا۔ ایک ہاجر و دوسرے انصار۔ تیسرے ان کے تابعین جو صحابہ کے ساتھ دل میں کینہ رکھیں

کہو۔ اور نیز یہ اذی کے ارشاد کہ مسدق ظاہر ہو کہ تم اُن بعد تم قوماً ایشید و زوکیتشید و نبحرین
 بعد ایشید لوگ آویٹکے کو دے گا وہی دیوینکے حالانکہ اُن سے کوئی حدیث کی جائیگی۔ شارحون لکھتا ہے کہ اس قبہ کو وہی سے مراد گوشت
 یعنی انکو سوز دینے کے لئے جو انکو گوشت کھا کے شاہدی دیوینکے۔ جیسا کہ دوسری روایت میں ایسا ہی آیا ہے۔ وَیَحْذَرُونَ
 وَکَیْفَ یَحْذَرُونَ اور حیات کرینگے اور امانت دار نہ رہیں گے۔ وَیَسْتَدْرِفُونَ وَکَیْفَ یَسْتَدْرِفُونَ اور اللہ تعالیٰ سے نڈر ہائیں گے
 اور وفا نہ کریں گے۔ وَفِی رِوَایَہِ وَیَخْلِفُونَ وَکَیْفَ یَخْلِفُونَ اور گوشت کھاویں گے حالانکہ سوز نہ دے جائیں گے۔ طبرسی
 حدیث جمع ترمذی میں آیا ہے عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قَالَ لَا تَمْسَسُ النَّارَ سِوَا
 لَآئِنِ اَقْدَى مِنْ رَأْبِیْ۔ جابر سے روایت ہے کہ حضرت نے فرماتے کہ دوزخ کی آگ اسکو نہ لگی جسے مجھے دیکھا ہو
 یا اسکو دیکھ جسے مجھ کو دیکھا ہے یہ صحابہ و تابعین۔ چوتھی حدیث شرح السنہ میں آیا ہے عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مِثْلُ اَصْحَابِیْ فِی اَمْتِیْ کَالْمِلْحِ فِی الطَّعَامِ وَلَا یَضِلُّ الطَّعَامُ
 اِلَّا بِالْمِلْحِ۔ انس بن مالک سے روایت ہے کہ حضرت نے فرماتے کہ میرے صحابہ کھانے میں نمک کے مانند ہیں
 اور نمک کے سوا کھانے میں اور اچھا نہیں ہوتا ہے۔ پانچویں حدیث جو صحیح رضی میں آیا ہے عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَعْقِلٍ
 قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اللَّهُ فِی اَصْحَابِیْ اللَّهُ فِی اَصْحَابِیْ
 اللَّهُ فِی اَصْحَابِیْ۔ عبد اللہ بن معقل جو اصحاب اہل شجرہ سے ہیں روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے فرماتے کہ اللہ
 تعالیٰ سے درود اللہ تعالیٰ سے درود اللہ تعالیٰ سے درود میرے صحابہ کے باب میں لَا تَتَّخِذْ وَہُمْ غَرْضًا مِنْ بَعْدِیْ
 انکو میرے بعد مت پرکھو اور نشانہ مت بناؤ کہ انکی طرف طعن و تشنیع کے تیریں پھیکا کریں فَمَنْ اَحَبَّہُمْ فَحَبِّبْتِیْ اَحَبَّہُمْ
 پس جسے دوست رکھتا ہے انکو سو میری دوستی سے انکو دوست رکھتا ہے وَمَنْ اَبْغَضَہُمْ فَبِغْضِیْ اَبْغَضَہُمْ اور جسے
 دشمن رکھتا ہے انکو سو میری دشمنی سے انکو دشمن رکھتا ہے۔ یعنی انکی محبت میری محبت کا سبب اور انکی عداوت میری عداوت
 کا موجب ہے اللہ کی پناہ وَمَنْ اَذَانُہُمْ فَقَدْ اَذَانِیْ۔ اور جسے ایذا دیا یا انکو سو مجھے ایذا دیا۔ وَمَنْ اَذَانِیْ فَقَدْ
 اَذَانِیْ اللہ۔ اور جسے مجھے ایذا دیا سو مقرر اللہ تعالیٰ کو ایذا دیا۔ وَمَنْ اَذَانِیْ اللہ فِیْؤْشَکَ اَنْ یَاخُذَہُ۔ اور
 جسے اللہ تعالیٰ کو ایذا دیا پس نزدیک ہے کہ اللہ تعالیٰ اسکو بڑی عذاب دیگا۔ چھٹویں حدیث جو بخاری اور مسلم
 میں آیا ہے عَنْ اَبِی سَعِیدٍ اَلْحَدَرِیِّ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم لَا تَسْبُوْ
 اَصْحَابِیْ۔ یعنی ابی سعید خدری سے روایت ہے کہ حضرت نے فرماتے کہ میرے صحابہ کو گالی مت دو۔ فَلَوْ اَنْ
 اَحَدٌ کَرَأَتْکُمْ مِثْلَ اَحَدٍ ذَہَبًا۔ پس اگر کبھی تمہارے سے راہ خدا میں کوہ احد کے برابر پہنچ کرے
 مَا بَلَغَ مَدَّ اَحَدُہُمْ وَلَا اَضْفِیَہُ۔ انکے ایک پیادہ بلکہ نیم پیادہ اناج کے ثواب کو نہیں پہنچے گا اس جگہ سے صحابہ
 کی فضیلت پر جو کثرت ثواب کے معنی میں ہے ابی لیمامین۔ عرب میں نہ کا مقدار ایک رطل یعنی تیسرا حصہ رطل کا ہے

ساقون حدیث زین کی کتاب میں ہی عن عمر بن الخطاب قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول سألت ربی عن اختلاف اصحابی من بعدی - عمر بن الخطاب سے روایت ہے کہ میں نے حضرت سے سنا ہوں کہ تم نے کہہ کرے صحابہ کے اختلاف کا بعد از میرے بعد میں ہو جائیگا یہ مراد سے یہ سوال کیا۔ **فَأَوْخِي إِلَيَّ يَا مُحَمَّدُ أَنَّ أَصْحَابَكَ عِنْدِي عَيْنٌ كَأَنَّ الْجَوْشَمَ فِي الشَّكَةِ** - اس سوال نے میری طرف دی کہ کیا محمد کے لئے صحابہ پر اس کسان کے سنا کر لوگ سے ہیں۔ بعضہما آقویٰ من بعضہما وکلک قسراً۔ اسے یعنی بعضوں کو تو یہ زور و روش تریں اور ہر ایک کو ایک نہی۔ **فَمَنْ اخْتَلَفَ مَا هُمْ عَلَيْكَ مِنْ اخْتِلَافِهِمْ** - پس جسے انکی اختلافی باتوں سے ایک بات ملے فقہ کے مسئلوں میں جو اختلاف آیا ہی اس اختلافی مسائل میں جسے ایک مسئلہ اختیار کر لیا۔ **فَهُوَ عِنْدِي عَلَى الْحَدِّ** - پس وہ شخص میرے پاس ہر بات پر میری جیسا کہ دوسری حدیث میں آیا ہے۔ **اخْتَلَفَ مَا عَنِ رَجُلٍ مِنْ اخْتِلَافِ رَجُلٍ** - یعنی میری بات کا اختلاف رجحان ہی کا تھا **وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابُكَ الْجَوْشَمُ فَإِيَّاهُمْ أَقْدَنُكُمْ لِمَا تَخْتَلِفُونَ** - عمر فاروق نے کہا کہ حضرت نے فرمایا کہ میرے صحابہ میں لوگوں کے مانند میں پس اسے عمر فاروق ہی کو کہ سید ہی راہ پاؤ گے چنانچہ ان کے آگے ارشاد ہوا **وَكُلُّ قَوْمٍ** **فَإِنْ جَاءُوا بِحُجَّتٍ** کہ ہر بات اور ہر گئی کہ وہ بعد از علم و فہمیت رکھتا ہو اور علم و فہمیت میں صحابہ کے درجہ متفاوت ہیں کہ کسی کو علم زیادہ تھا اور کسی کو کم ہاں کے سب اس ایک حد تک تھے بین فی شریعت کے احکام سے کوئی خالی نہیں ہاں صحابہ مجاہد ہیں میں بشریت کی ذمہ داری بعضہ راضع میں بعضوں کو خطا سرزد ہو ہی ہی حال ایسے امور میں انکی اقتدا و دست نہیں اور یہ بات انکی اصل ہدایت کے سنانی نہیں **فَأَقْبَهُمُ بِاللَّهِ التَّوْفِيقُ - اخْتِصَارُ** حدیث زین کی کتاب میں عبد اللہ بن مسعود مروی ہے۔ **أَنَّ قَالَ مِنْ كَانَتْ مَسْتَعْنَةً فَلَيْسَتْ بِنَبِيٍّ قَدْ سَأَلَتْ** **فَأَنَّ النَّبِيَّ لَا يُؤْمِنُ عَلَيْهِ الْإِثْنَةُ وَأُولَئِكَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوا أَتَّخِذُوا** **هَذِهِ وَأَكْمَلَتْهُ أَبْرَئُهَا قُلُوبُ وَأَعْمَلُهَا عُلَمَاءُ وَأَقْلَمُهَا أَخْبَارُكُمْ اللَّهُ تَعَالَى اخْتِصَارُ نَبِيِّهِ وَكَفَاةُ** **دِينِهِ فَأَعَزُّهُ الْكَمُّ فَضْلُهُمْ وَوَسَّعَهُمْ عَلَى التَّأَرُّفِ وَتَبَتُّ كَوَائِمُهَا أَنْسَطَعَتْكُمْ مِنْ تَخْلُافِهِمْ وَتَبَتُّ** **فَأَقْبَهُمْ كَانُوا عَلَى الْحَدِّ وَالْمُسْتَقِيمِ** - یعنی عبد اللہ بن مسعود نے کہا کہ جو سنت پر چلے والہابی ہو جائے کہ ایسوں کی سنت چیلے جو اس نبی سے مدد کریں کیونکہ زندہ نہ تھے اسے اس اور چلے نہیں ہی ویسے کہ نہ تو کوئی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ہیں ساری امت سے بیرون اسے ایک سے اولم الخا مین تھا اور ان میں مختلف کم حاجتوں کا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو ایسی جس کے لئے اور اپنے نبیوں کے فایز کر لیا واسطے پس بچاؤ تم انکی بزرگی اور پیروی کو تم کے اختیار کی اور بعد از ہر کے انکی اخلاق و سیرت کو دستاویز کو کہو کہ وہ سے موزر سیدی راہ پر تھے۔ **وَفَوْسَرِي** **رَوَى** **صَحَابِي** **بِهِ** **عَدْوِي** **مِنْ**۔ **جَابَتْ** **كُمُ** **مَعِيَ** **بُكَرَامُ** **رَضِيَ** **اللَّهُ** **عَنْهُمْ** **حَبِ** **بِ** **وُجْهِ** **لُكُونِ** **أَوَّلِ** **شَهْرٍ** **مِنْ** **أَوَّلِ** **بُخَارُونِ**

اور قریب میں منتشر تھے ایک عدد میں پانچاھ سو سکتا ہیں۔ لیکن بعض جنکوں اور سفروں میں جو حاضر تھے انکا شمار آیا
 ہی۔ چنانچہ جنگ بنوک میں حضرت کے ہمراہ رکاب ستر ہزار صحابہ تھے۔ اور حجۃ الوداع میں ایک لاکھ سے
 زیادہ تھے۔ روایت ہی کہ امام ابو ذر عدرازی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں جو اکابر ائمہ حدیث تھے کسینے ذکر کیا کہ حضرت کی حدیثیں
 چار ہزار سے زیادہ ہیں۔ امام ابو ذر نے فرمایا جسے ایسا کہنا ہی اسکے دہت توٹ جاوے۔ یہ قول محدثوں اور زندقوں کا
 ہی کہ کوطاف ہی کہ احادیث نبوی کا شمار کر کے حالاً کتب حضرت دنیا سے رطل قرآن آپ کے صحابہ ایک لاکھ سے زیادہ
 حاضر تھے وے سب کے سب اپنی رویت شریف سے مشرف تھے۔ اور آپ کے اقوال مبارک سننے تھے۔ پھر لوگوں نے اسے سوال
 کیا کہ ایسی جم غفیر اور جماعت کثیر کون تھی اور کہاں رہتے تھے اور کس جگہ حضرت سے سننے تھے۔ جواب دئے کہ حدیثیں شریفین کے لوگ
 اور جو لوگ کراں و دون شہروں کے درمیان تھے۔ اور ان شرف عرب جو اطراف و جوانب میں رہتے تھے اور حضرت کی شرف ملازمت
 حاصل کرنے کے لئے آیا کرتے تھے۔ اور حجۃ الوداع کے سفر میں جو صحابہ کہ ہمراہ تھے یہ سب حضرت کی زبان دُرفنان سے حدیثیں سننے
 تمام صحابہ کرام چار یا بار بار و قاریسے راویان ہیں کہ کثرت روایت کے میدان میں اپنے اقوان سے گویے سبقت لیکے ہیں
 اور ابو ہریرہ اور عبد اللہ بن عمر اور انس بن مالک اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم سے ایسے کثیر روایت ہیں کہ جن کو روایت
 کا عدد ہزاروں تک پہنچا ہی۔ انکا تذکرہ کثرت اللہ تعالیٰ ہر ایک کے احوال میں مسطور ہو گیا۔ تیسری روش

طبقات صحابہ کے بیان میں۔ حدیث شریف میں آیا ہی کہ اَھْبَاؤُکَ الْخَیْرِ مِنْ رِیَاسَتِہِمْ
 اَفْکَلُ نِیْمَ اَھْتَدَکَ نِیْمَ۔ یعنی میرے صحابہ ستاروں کے مانند ہیں تم جس کی پیروی کرو گے راہ پاؤ گے۔ ایسے جیسے دنیا
 کے مسافر لوگ جب پھلی پہر شب میں نکلتے ہیں و ستارہ گون کی روشنی میں اہ چلتے ہیں۔ ویسا ہی اہ خدا کے سارکوں کو چاہئے
 کہ صحابہ جو ہمان ہدایت کے ستارے ہیں انکی تبعیت کی روشنی میں راہ خدا طی کریں۔ انہیں کی پیروی میں سید ہی راہ طی
 ہی۔ غرض حدیث شریف میں جب صحابہ کی تشبیہ ستاروں کے ساتھ واقع ہوئی۔ اور ستارے بار بار بروج پر منقسم ہیں محدثین کبار و
 محققین غالباً قاریسی بنا سبت پر صحابہ کی تقسیم باربطون پر کئے ہیں۔ اگرچہ صحابیت کی رو سے سب صحابہ ایک مرتبہ رکھتے
 ہیں۔ لاکن فضیلت کی راہ کرتے انکے باراطبہ ہیں۔ پہلا طبقہ وہ صحابہ ہیں جو ابتدا کعبت میں حضرت جناب رسالت
 پر ایمان لائے۔ حضرت کا آفتاب نبوت طلوع ہو گئی جاہلیت کی ظلمت سے نکل کے اسلام کے نور ہدایت میں آئے۔ دین اسلام
 اور حضرت سید نام کی اعانت میں کمر بستہ باندہ ہے۔ عنایت ربانی و توفیق یزدانی ان بزرگوں کو اول سفر ایمان پر پھلا
 اسلامی نمونے سے حصہ کامل بخشی اور عرفان ایمان کے میدان میں انکی سبقت و فضیلت کا علم پر پا کئی انکو سابقین بلکہ اسبق
 السابقین کہتے ہیں۔ جیسے ام المومنین خدیجہ کبریٰ و علی رضی اللہ عنہما و عقیلہ و زید بن حارثہ و ابن مطلقون
 و بلال اور دوسرے اہل فضل و کمال۔ دوسرا طبقہ صحابہ دارند وہ ہیں یعنی نبوت کے چھتویں ان جب
 کفار قریش کا ظلم و ستم زیادہ ہوا۔ اور ان ظالموں نے حضرت کے قتل کا ارادہ کیا کہ معطریں میں ایک مکان تھا کہ اسکو

وادار قوم بکارتے تھے تب حضرت کے غم سے صحابہ بگڑا دیا مگر میں کچھ کے رت دن آپ کی صافست کرتے تھے ایک اللہ تعالیٰ
 نے عمر فاروق اور حمزہ رضی اللہ عنہما کو توفیق دی۔ دسے ہر دو شرف ایسے شرف ہو گئے ہیں کہ ہر قوم کو بڑا قوت و شہرت کا پہنچا
 ہو اللہ تعالیٰ نے انکو کافروں پر ایک غلبہ دیا کہ ان کے لئے نسب کا بجا بجا ایسے عمر فاروق سے پورا جالیس ہو اسیر ہو انکو شہر
 لادریج کہتے ہیں۔ پس امداد قوم سے نکل کے دار یدہ میں گئے رہنے لگے اس حال کی تشہیل میں ہر غیر نے جان الیر کے دوسرے جن
 میں اودمناج البزہ میں لایا ہی جاہن تو اس میں دیکھ لیں۔ تیسرے طبقہ دے صحابہ کما ہی کرب کہ معتزلہ میں کافرون کا ظلم حد سے
 بڑھ گیا تب حضرت کے حکم سے اپنا گھر بار اور مشہر وطن چھوڑ کے ملک حبش کے طرف ہجرت کئے انکی ہجرت دو بار ہوئی۔
 بار اول گیا ممد واد پر چار روزین۔ دوسرے بار اور زیادہ جو اول و آخر کے جویا تھی تن سے ان سب کے مرد و جعفر طیار
 تھے۔ چوتھا طبقہ دے انصار باد قار ہیں جو بعض نبوت کے بارہویں سال اور بعض تیرہویں سال مدینہ منورہ سے
 مکہ مکرمہ کے طرف تھے ان سب کے شرف ہو ان سب سے حجت کئے۔ پانچواں طبقہ دے ہاجرین ہیں کہ حضرت مدینے
 کی طرف روتی افز ہونے کے آئے حضرت کے حکم سے مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ میں اقامت کئے تھے جب حضرت
 ہجرت کئے اور قبائین نزول فرما تب دے ہاجرین استقبال کے حضرت کی دولت لازمیت ہو یہ اب ہو۔ چھٹا طبقہ
 اہل بدر ہیں جو غزوہ بدر میں حاضر تھے اگرچہ عدد میں تین سو تیرے تھے مگر کچھ کم کر کے کہ من فکرتہ فلیکک غلبہ
 کثیرہ کے ہزاروں کافرون کا مقابلہ کئے اور ایسی جو اندری و شجاعت کی داد دے کہ نہ انکو قیام قیامت تک یاد ہو خدا اور
 انکی توصیف کئے ہیں کہ اب دست انکی ثنائین باطن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے انکو مرفی العظم کی جیسا کہ صحیحین کی حدیث
 میں آیا ہے **إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَطْلَعَ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ وَقَالَ لِمَ أَعْلَى أَسَاسُ شَفْعٍ لَقَدْ عَفَرْتُ لَكُمْ**۔ یعنی مقرر اللہ
 اللہ تعالیٰ آگاہ ہو اور بدروالوں پر مرفیایا کہ جو چاہے سو تم کو پس بخشن میں تم کو بخشا۔ ہے اللہ تعالیٰ کے علم قدیم میں یہ بات
 مقرر تھی کہ انے ایسے گناہ نہ ہوینگے کہ دے دونوں کے سزاوار ہوں۔ سنا تو ان طبقہ دے صحابہ ہیں جو غزوہ
 بدر کے بعد امداد صلح حدیبیہ کے آئے مدینہ منورہ کو انکے حضرت پر ایمان آگاہ اور سعادت جاودانی پائے۔ آٹھواں طبقہ
 دے صحابہ ہیں جو حدیبیہ میں لیکر کے جہاز کے نیچے جب حضرت تشریف رکھے تھے اور کفار سے جہاد کا عزم مسرے تھے تب حضرت
 کی تجدید بیعت سے شرف اندوز ہوئے۔ سبحان اللہ انکا کلام تیرہویا چاہے کہ جن جہاد نہ تھا ان سے راضی ہوا کہ انکے ہاتھوں
 پر اپنا تھم ہی فرمایا چنانچہ پھر تین انہیں کی ثنائین نازل ہوئیں۔ **لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ**
تَحْتَ الشَّجَرَةِ۔ دوسری آیت **إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ**
أَيْدِيهِمْ۔ انہیں صحابہ کو ان بیعت الرضوان کہتے ہیں دے سب ایک ہزار پانچوئے۔ نواں طبقہ دے ہاجرین
 ہیں جو صلح حدیبیہ کے بعد امداد فتح مکہ کے آئے حضور نبوی میں آئے اور ایمان کا شرف پائے جیسے خالد بن الولید اور عمرو بن
 العاص وغیرہ۔ دسواں و گیارہواں طبقہ دے صحابہ ہیں جو فتح مکہ کے بعد ایمان لائے انکے دوسرے

پہلی قسم وہی جو طبع و رغبت ایمان لائے دوسری قسم وہ جو اہمیت کے ساتھ شرک سے باز آئے اور ایمان لائے
 بار ہوا ان طبقہ ان رکون اور شرف و ارفع و بکائی جو فتح مکہ کے رکنا اور حجۃ الوداع میں اور اسکے بعد حضرت کی رویت
 شریف سے شرف ہو۔ جیسے محمد بن ابوبکر جو حضرت کے وفات کے وقت تین مہینوں کے تھے ایسے اور تیس کے اطفال
 رویت نبوی سے بہرہ ور ہوئے جو مشاہیرات حسنین کریمین اور عبد اللہ بن جعفر اور عبد اللہ بن عباس و عبد اللہ بن ہر رضی
 اللہ عنہم بلکہ وہ حضرت کی شرف بیت بھی شرف و ممتاز میں آئے سو اور کوئی رکون کو دولت بیت سرفراز نہیں تھا
 جو حقیقی روش بعض صحابہ کی فضیلت میں۔ جاسنے کہ صحابہ کے حقوق کی رعایت اور انکی
 تعظیم و عزت ہر کون کو لازم تھی۔ اور ان سے ہر ایک کا مرتبہ اور فضیلت میں کہ حضرت کی احادیث سے ثبوت کو پہنچی تھی
 ویسا ہی اعتقاد کیا جاسے۔ احادیث صحیحہ و اجارہ کریمین ایمانی کہ اصدق امتی ابو بکر و اشد ہم
 فی دین اللہ عرفا حیا ہم عثمان و افضا ہم علی و اقرہ ہم زید بن ثابت و اقرہم ابی بکر و
 اعلم ہم بالحلال والحرام معاذ بن جبل و کل امۃ امین و امین ہذہ الامۃ ابو عبیدہ
 بن الجراح و فی روایۃ ابو ہریرہ و عاء العلم۔ جمہور اہل سنت و جماعت کا اجماع ہے کہ بعد نبوی
 کے افضل صحابہ حلقہ اربعہ میں انکی فضیلت بترتیب خلافت ہی۔ انکے بعد باقی عشرہ مبشرہ انکے بعد اہل بدر انکے بعد اہل بیت
 بعد البیت الرضوان صحابہ حدیث اور امام شافعی کا مذہب یہی ہے۔ اور ابوشامہ کو رسالی جو اکابر علماء حنفیہ سے یہی اپنی کتاب
 تہذیب میں لایا ہے کہ حلقہ اربعہ کے بعد افضل و کامل البیت رسول میں انکے بعد صحابہ میں کہ حضرت سے بالخصوص جنبت
 کی بشارت سے کامیاب ہیں۔ انکے بعد اہل بدر انکے بعد البیت الرضوان انکے بعد تمام صحابہ باقی امت سے افضل میں انکے
 بعد تابعین انکے بعد تبع تابعین میں چنانچہ حدیث خیر القرون قرنی ثلث الذین یلون ہم ثم الذین یلون ہم
 اسبات پر صاف دلالت کرتی ہے۔ جاسنے کہ حضرت نے بعض طوائف صحابہ کی شان میں عموماً فرمائے کہ اہل بیت میں جیسے
 اہل بدر وہاں بیعت الرضوان۔ اور بعضوں کا نام لیکے جنت کی بشارت دے ہیں جیسے سیدۃ النساء فاطمہ زہرا و خدیجہ کبری
 و عشرہ مبشرہ و حسنین کریمین و عکاشہ بن محسن سدی و سعد بن معاذ و عبد اللہ بن سلام و ثابت بن قیس بن ثمال و غیر ہم
 رضی اللہ تعالیٰ عنہم انشاء اللہ تعالیٰ انکے بیان ہر ایک کے احوال میں مذکور ہو گیا۔ یہ فضیلتیں جن صحابہ کی شان میں
 واقع ہوئیں انکا حکم جو کچھ کہیں اور باب اصول کے نزدیک سب مہین کے حکم مشیت الہی میں ہی ولیکن دوسرے مہین کے نسبت
 دخول جنت کی امید انکے حق میں زیادہ ہے بلکہ جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ کی روایت سے ایک حدیث آئی ہے کہ حضرت
 نے فرمائے و لا تمس التار مسلماً رانی او رانی من رانی۔ یعنی اگر نہ لگی اس مسلمان کو جس نے مجھے
 دیکھا۔ یا جو مسلمان کہ مجھ کو دیکھا ہو جسے مسکویا۔ جس نے شہر نظر کرتے صحابہ کے تابعین میں بھی بہشتی ہوئے حکم کر کے ہیں لکن انکا حکم اعتبار
 انکا حکم مشیت حق میں ہے۔ تعلیم یہ جانا چاہیے کہ سب صحابہ رسول بلا شک حد دل میں اللہ تعالیٰ سے انکو حضرت کی فضیلت

کہیں۔ اور جو مسلم غیر مومن نہ کہی کہ الصحابة کلمہ عدل۔ یعنی صحابہ عدل میں ہیں بناوٹ و عنایت کی
 توجہ کیا ہی اور جب بناوٹ متنی علیہ بی بی میری کی امانت کرنے میں کیا مضافاً اور بعض علماء کو منہ کے ہیں ہلکا سبب۔
 اور بعض کو عقیدہ لکھنے میں اور بعض نہیں محمد بن ہرے کی صورت میں حضرت علی کی خلافت پر حجاج بر اعادہ پس اجماع میں
 شریک نہ ہوئے ہیں کہ انھیں لاکھ کو محمد بن کہا اس قول کے معانی ہی جو اور اس سے متوال ہی کہ معاویہ ناز و تراکبت کہتے ہیں
 جب یہ بیانات حدیث صحیح کے خلاف ہیں ہی میں نے ابن عباس سے ظاہر کیا تو انھوں نے فرمایا کہ اِنَّهُ فَقِيْهٌ۔ کذا فی البخاری
 اور مشکوٰۃ میں مذکور ہی کہ قال ابن عباس رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اِنَّهُ فَقِيْهٌ۔ پس ان کو محمد بن کہنے کا کیا سبب اہل
 توجہ کیا ہی۔ **جواب** عقاید کے متون میں جو قوم ہی کہ صحابی پر طعن کیا جاتا ہے درست اور صحیح ہی لاکھ کی حدیث
 کی روایت میں کسی صحابی پر طعن کے وجوہات سے کوئی وجہ پایا جاتا تو اس کا کچھ مضافاً نہیں بلکہ اس بات سے متعلق ان کا عرض
 صحابہ کا جس ادب ہی نہ ان کو سب صحابہ معلوم تھے اور طعن کے وجوہات سے کوئی وجہ نہیں کہتے تھے کہ اگر اہل اسلام میں بعض صحابہ
 سے شرب خمر ثابت ہو چنانچہ مشکوٰۃ میں ہی اور حضرت نے بار بار خبر حد قائم کئے ہیں۔ اور حسان بن ثابت اور سبط
 قذف ثابت ہو اسو ابیر حد جاری کئے اور اخر معلی سے زنا صادر ہوا ان کو سنگسار کر دئے۔ ان یہ لوگ جو صحابہ کے رو
 و جب الاحقرام بن ابی لغزش اور خطاس قبیل کی نہیں ہی کہ امت طعن کی زبان دراز کرین جب تک ان کا اتفاق اور ارباب
 قطعاً معلوم نہ ہو مثلاً ابو ذر غفاری کے باب میں صحیح بخاری کی حدیث میں وارد ہوا اِنَّكَ اَمْرٌ اَوْ قَبْلَكَ كَاھِلٌ۔ یعنی تو
 ایسا مذہبی کی تیرے میں جاہلیت پائے جاتی ہی۔ اب ہم لوگ کو نہیں پہنچاتی کہ ابو ذر رضی اللہ عنہ کو جاہل کین اور اس طرح ان کو ہم
 کے حق میں جو عمدہ صحابہ سے ہیں صحیح بخاری میں وارد ہوا کہ لا یضیع عصا عن عاتقہ۔ یعنی نہیں اتارنا ہی اپنی
 لکڑی اپنی گردن سے یہ نہ کہ یہی اس بات سے کہ انھوں نے اپنی غورتوں اور خادموں کو بہت مارا کرتے تھے۔ اب ہم کو نہیں پہنچاتی
 کہ ابو جہیم کو ظالم کہیں۔ بلکہ اگر ہم نظر بلند کرین تو پاتے ہیں کہ بعضے انبیاء علیہم السلام کے باب میں بھی مارا گیا کہ اس سے عتاب
 کے مقام پر ان کا عتاب ایزد وارد ہوئے ہیں سو بہت کو ہرگز جائز نہیں کہ اس کے حق میں ان لفظوں کے موافق کلام کرین چنانچہ حضرت
 آدم کے حق میں وارد ہوا کہ عَصَى اِذَا مَكَرْتَهُ فَعُوْی۔ یعنی بیفرمانی کی آدم اپنے رب کی۔ پس حضرت آدم کو بھی
 اور غاوی کہا کفر ہی۔ اور حضرت یونس کے حق میں ارشاد ہوا اَلَا اِنَّكَ اَنْتَ سَيِّئٌ مِّنَ الظَّالِمِ
 وَاِذْ اِنۡقَىٰ اِلَیَّ الْفَلَکَ الْمَشۡحُوۡنَ فَاَلۡتَقَمۡہُ الْحَوۡتَ وَهُوَ لَمِیۡم۔ اب یونس علیہ السلام کو ان دو
 ظالم اور ظالم کہا کسی شخص کو جائز نہیں۔ پس امت پر جواب و جواب ہی اسکی رعایت پر نظر کرنے میں ان لوگوں جو عبارت کتب
 ہی اور واقع کے نظر کرتے حدیث مذکور کا معنا بھی صحیح ہی اور بی عقیدہ ہی اہل سنت کا شکر اللہ تعالیٰ سبحانہ۔ اور وہ جو
 اصول کی کتابوں میں لکھا کہ الصحابة کلمہ عدل اسکی مراد یہ ہی حضرت سے حدیث کی روایت کرنے میں سب
 صحابہ مومن اور معتبر ہیں حدیث کی روایت میں ہرگز اسے کذب ثابت نہ ہو چنانچہ یہ بات تحریر اور تحقیق کو پہنچی ہی کہ وہ

مقدمات میں ہی آئے تھے کیسے عفو کا اور دوسرا مذکور کسی سے گناہ ہی ہوا چنانچہ حضرت گداز کر بیٹھے عوام صحابہ حضرت کے حضور میں
 بیٹے کیا کر کے مرتکب ہو گا اور پھر مدشرعی جاری ہوا۔ ان کا برصحا برصحا یعنی اللہ عزوجل کی توبہ کی توفیق ملے۔ اور خدا ویکے چہاد
 و غیر چہاد میں فتح کرنا ہرگز کوئی فائدہ نہیں دیتا ہی کہ کوئی وہ مجاہد ہو تو بھی اس مسئلے میں بالیقین خلاصہ کے کوئی نقص کے مقابلہ
 میں آیتا ہو کہ اعتبار نہیں کھتا ہی اب ہم حالت واقعی کی تحقیق کرتے ہیں کہ روایتوں کی نقصان تحقیق کے بعد مضمون
 ہی کہ معاویہ اپنے آخر عمر میں ہتھاکا دیا ہم نے بچا ہے۔ لاکھ انہوں نے جو علم کا پایہ رکھتے تھے اس سے سب احادیث کا
 جو حاصل نہیں تھا خلافت دوسروں کے حضرت کے حضور میں گویا برصحا برصحا کا پایہ رکھتے تھے اور حضرت نے ان کے چہاد
 کی محنت پر حکم فرمائے ان کو فوری اور قلیل کی اجازت دے تھے چنانچہ حضرت عمرؓ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما اور جیسے عبداللہ
 ابن مسعودؓ اور سعادت بن قیس اور زید بن ثابت اور کئی مثال ہیں جسے معاویہ کی چہاد کی نفی کی درست ہی کہ کوئی حضرت کے
 حضور میں چہاد کا مرتبہ حاصل نہیں تھا اور حضرت نے کسی مسئلے میں بھی لکھے صحابہ چہاد پر حکم نہ فرمائے یا ان کا چہاد
 معجزہ دینی پر ہو سکے۔ اور جسے ان کو مجاہد کہا وہ بھی درست ہی کہ معاویہ دوسرے صحابہ سے احادیث کثیر سننے کے سبب
 سے آتی آخر عمر میں ان کو بعض فقہ کے مسئلوں میں دخل تھا۔ عباس رضی اللہ عنہ نے جو فرمائے کہ ان کا فیقت تھا۔ ہوا غلطی
 ہی ممانی۔ اور وہ جامع حضرت علی کی خلافت پر عقد ہوئی اس سے معاویہ کا خروج بھی کچھ پر دین میں کھتا ہی کہ کوئی
 ان کا چہاد وہ مرتبہ نہیں کھتا تھا کہ کوئی صلہ عقد والوں میں شمار کر سکیں اور سلاوہ یہ کہ حضرت علی کی خلافت تحقیق کے
 پاس ان سے ثابت ہی اور نص کے معاویہ میں چہاد کو املا اعتبار نہیں جیسا متعہ کا طلال ہونا چاہیں عباس کے طرف مزبور
 ہی اور غرض کا وجہ ہونا صلح کے بعد انزال ہونے کی صورت میں چہاد کی طرف منسوب ہی۔ خافہم۔ یا چوچ
روش اس بیان میں کہ صحابہ سے اول کون ایمان لائے۔
 در باب تواریخ دوسرے میں اختلاف آیا ہی کہ پہلے کون ایمان سے مشرف ہوا ایک جماعت کہتی ہی کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ
 عنہ ہیں یہ قول عمر بن خطابؓ و ابو سعید خدری و حسان بن ثابت سے منقول ہی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ابن عباسؓ کا
 ایک روایت عمرو بن عبسہ سے ایسی آئی ہی کہ جب میں دولت اسلام مشرف ہوا حضرت سے سوال کہ امرو میں میں
 آپ کے تابع کون ہیں اسکے جواب میں فرمائے حضرت و عقبہؓ۔ ایسے ایک آزاد ہی اور ایک غلام۔ راوی
 نے کہتا ہی کہ اس وقت حضرت کے ساتھ ابو بکر اور بلال تھے۔ اور ایک روایت ہی کہ خدیجہ کبریٰ رضی اللہ عنہا اول
 ایمان مشرف ہوئیں۔ اور ایک روایت ابن عباس سے آئی ہی کہ پہلے جو ایمان سے مشرف ہوئے علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ یہ قول
 ابو سعید خدری و سلمان فارسی و مقداد بن الاسودؓ و انصاری و عمار بن عبد اللہ انصاری و عمر بن خطابؓ
 انصاری و ابو الزبیر انصاری و زید بن اسلم و انس بن مالک سے منقول ہی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اور ایک روایت ابن
 عباس سے آئی ہی کہ السبق ثلاثہ الی موتی بن شمع بن یون والسائق الی عیسیٰ صاحب

السابق الى محمد صلى الله عليه وآله وسلم على بن ابي طالب۔ یعنی ایمان چن جو بخت کے سوتین ہیں یونسی علیہ السلام پر چو اول یان لایا یوشع بن نون ہی اور عیسیٰ علیہ السلام حبیب بنجار اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر علی بن ابیطالب۔ اور ابو ذر غفاری و سلمان فارسی رضی اللہ عنہما سے مروی ہی کہ حضرت نے اپنے دست حق پرست علی مرتضیٰ کا ہاتھ پکڑے اور فرمائے ہذا اقل من امن بی یعنی یہ پہلی حجہ پر ایمان لایا۔ اور مروی ہی کہ حضرت نے جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمائے کہ میں تجھے ایسے مرد کے ساتھ نکاح کر دیا کہ جس کا عرفان سب زیادہ ہی۔ لکن اہل سیر و تاریخ کے پاس صحیح بات یہی ہے کہ پہلے خدیجہ کبریٰ بھری علی مرتضیٰ بھر زید بن حارثہ پھر ابو بکر صدیق پھر بلال بترتیب ایمان لائے۔ اس شیخ ابن عبد البر اپنی کتاب استیعاب میں لایا ہے کہ محمد بن کعب سے پوچھے کہ مرتضیٰ علی کا اسلام سابق ہی یا ابو بکر صدیق کا۔ جواب دیا کہ سبحان اللہ مرتضیٰ علی اول ایمان سے مشرف ہوئے۔ لکن ابوطالب کی رعایت سے اپنا ایمان ظاہر نہیں کئے۔ اور ابو بکر صدیق جب ایمان لائے اپنا اظہار اسلام کئے۔ اور بعضے ائمہ دین کہے ہیں کہ احتیاط سے نزدیک یہ بات ہی کہ کبیر کہہ بی یون سے پہلے جو ایمان لائے خدیجہ کبریٰ ہیں۔ اور لڑکوں سے علی مرتضیٰ اور بالغ مردوں سے صدیق اکبر اور مولیٰ سے زید بن حارثہ۔ اور غلاموں سے بلال بن رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ پہلا گلزار قدوة المہاجرین والانصار۔ ثانی تنہن اذہما فی الغار۔ خلیفہ رسول اللہ بالتحقیق ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه عننا کے احوال میں۔ اس گلزار میں چند خیابان اور چند فضیلین ہیں۔ پہلی خیابان ان کے نام ونسب اور تولد و لقب اور شمایل کثیر الفضائل کے بیان میں۔ جانا تھا کہ ابو بکر صدیق حضرت جناب رسالت کی ولادت باسعادت کے بعد دو سال اور چند مہینوں کے پیدا ہوئے ان کا نام عبد اللہ ہی۔ اور ان کے والد ابی قحافہ ہیں۔ ابی قحافہ کا نام عثمان ہی بن عمرو بن کعب بن سعد بن تميم بن مرہ بن کعب بن لوی۔ مرہ بن کعب میں ان کا نسب حضرت کے نسب شریف کے ساتھ ملتا ہے۔ اور صدیق اکبر کے والد کا نام سلمیٰ اور کنیت ام الخیر بنت صخر بن عمر۔ اور وہ ابی قحافہ کے چچا کی دختر تھی۔ اور بعضے اہل سیر لکھتے ہیں کہ جاہلیت میں صدیق اکبر کا نام عبد اللہ تھا۔ حضرت سیدنا نام ان کا نام ظہور اسلام میں عبد اللہ سے بدل فرمایا۔ روایت ہے کہ صدیق اکبر کا رنگ گورا اور قد مبارک و راز تھا۔ اور ہر دو رخسار پر بال کم تھے اور چہرہ مبارک صاف تھیں۔ اور پیشانی کچھ اٹھی ہوئی تھی۔ انگلیوں اور ہونٹ ہون پر بال نہیں تھے۔ اور اپنی ریش مبارک کو مہندی سے خضاب کرتے تھے۔ اور صدیق و عتیق جو ان کا لقب ہی ان کے وجہ لقب میں کئی روایتیں آئی ہیں پہلی روایت یہ ہے کہ حضرت نے ایک روز ان کے چہرہ انور پر نظر کئے اور فرمائے من ان کا کہ ان یُنظر الی عتیق من النار فلینظر الی ابنی بکر یعنی جسے چاہی کہ اس شخص کو دیکھے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے آتش دوزخ سے آزاد کیا ہو تو چاہئے کہ وہ ابو بکر کی طرف نظر کرے۔ اور کہتے ہیں کہ جب صدیق اکبر شرف اسلام

یہ وہ ہے۔ حضرت نے فرمائے اَنْتَ حَقِيقٌ اللّٰهُ مِنْ النَّاسِ یعنی اللہ تعالیٰ تجھے آتش و خون سے آزاد کیا۔ جب انکو
 متفق کہنے لگے۔ دوسری روایت یہ کہ انکے حسنِ جمال اور حسنِ خصال پر نظر کرنے انکو متفق کہنے لگے کہ یہ عارف
 حسنِ کمال ہے یا نبی۔ تیسری روایت یہ کہ اپنی طہارت کے سبب جو میرین پاک تھے اس لقب سے
 لقب ہوا چوتھی روایت یہ کہ انکے دو برادر تھے ایک کا نام عاتق دوسرے کا متیق دسے نزداد برک کے
 ولادت کے آگے دنیا سے قتل گئے۔ جب وہ پیدا ہوئے متیق کے ساتھ بڑی مشابہت رکھتے تھے اسلئے انکو متیق سے
 لقب کئے یا چونکہ روایت یہ کہ انکی والدہ کا کوئی بچہ نہیں پیدا تھا۔ جب وہ پیدا ہوا اور عاتق جانی کو پہنچے
 انکو متیق کہنے لگے کہ یہ گروہ حرمِ آزاد ہے۔ ایک روایت یہ کہ جب انکا والد ہوا انکی والدہ بیت اللہ کے پاس
 لپکے کہے یا کہتے ہلدا عتیق من الملویت یعنی یہ میریت سے آزاد ہوئی۔ تب مرن کی طرف آواز آئی
 يَا اَكَّةَ التَّوْحَمِ بِالْحَقِيقِ وَلَكِنَّ التَّوْحَمِ الْعَتِيقُ يَعْرِفُ فِي التَّوْحَمِ بِالْقَصْدِ قِیْ یعنی زہی
 رحمن کی باندی مقرر ہوئی ہے فرزند کو کہ وہ آزاد ہوئی۔ اور توحیت میں انکا نام صدیق ہی۔ یا اسلئے کہ جب انہوں نے
 سراج کی تصدیق کی حضرت نے فرمائے کہ اللہ تعالیٰ تیرا نام صدیق کیا۔ یا اسلئے کہ قصہ علاج میں جو پہلے تصدیق
 کئی وہی تھے۔ یا حضرت کی بڑت پر جو پہلے تصدیق لائے وہی تھے۔ اور بعضے اہل تحقیق کہتے ہیں کہ صدیق وہ ہی کہ
 جسکا ظہر باطن مدق و دہستی کے ساتھ مستقیم رہے گما قالوا القصدین من لم یغیر باطن امر
 من ظاہر وقیل القصدین هو الصادق قولہ وفعلوا وینفرو عقلا یعنی صدیق وہ ہی کہ
 وہ صادق رہے قول و فعل او نہایت اور عقل کے روئے اور بعضے عرفائے کمال کہ رویت حق کے مقابلہ میں کوئیں کو اپنی نظر
 سے دور کرے۔ یہ سب عتقین صدیق اکبر کے ذات مقدس میں جمع کئے گئے ہیں۔ چنانچہ جب حضرت نے حبش عسرت کا
 بیتہ کرنے لگے۔ ابو بکر صدیق یا سب مال حاضر کئے۔ حضرت نے بوجھ کر ای صدیق اتا مال و فوج کو نما کر کیا اپنے اہل و عیال
 کے واسطے کہا رکھا جواب دئے کہ اللہ و رسولؐ۔ دوسری خیابان صدیق اکبر ایمان لائے
 کے بیان میں۔ جانا چاہئے کہ صدیق اکبر ایمان لائے کے باب میں کئی روایتیں منقول ہیں۔ از انجملہ روایتیں
 ابن مسعود ابو بکر صدیق سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت کی بیعت کے آگے تجارت کی تقریب سے میں نے جب میں گیا وہاں
 ایک راہب ملا۔ اسکی عمر تین ہزار سال کی تھی اور وہ آسمانی گناہوں سے آگاہ تھا۔ اُسے خبر کو دیکھتے ہی کہنے لگا
 کہ میں گمان کرتا ہوں کہ تو مکہ معظمہ سے آیا ہو۔ میں کہا ان پھر کہا کہ تو قوم قریش سے ہو۔ میں کہا ان پھر کہا کہ تو نبی
 کے قبیلے سے ہو میں جواب دیا کہ ہاں۔ تب وہ راہب نے کہا کہ اور ایک علامت باقی رہی ہے تو چچا کہ وہ کونسی
 علامت تھی۔ اسے کہا کہ اپنے منہ سے کپڑا اٹھا میں نے کہا کہ اس سے تیرا کپڑا متھرو وہی جب تک نہ کھینچا میں کپڑا نہ
 اٹھاؤں گا۔ تب وہ کہنے لگا کہ میں گناہوں میں دیکھا ہوں کہ حرم میں ایک چیز بڑھوت ہو دیکھا اسکی مانند پر وہ شخص

بن ہست جلدی کرے۔ چنانچہ چاکرہ و پتھر کون بنی اور کھانا کھائی۔ کہا کہ کھانا نام نامی محمد بنی ابن عبداللہ بن عبدالمطلب
 ابن ہاشم۔ بن کہا کہ وہ وزیر اعلیٰ اور صاحب اور حبیب بنی۔ تب اس جہاد سے بن نے ہمدلیا کہ جب وہ پتھر پھوٹ جو
 مجھے بشارت دیجیو۔ جب حضرت جوش ہوئے اس جہاد سے آواز آئی کہ ایسا پسر ابو قحافہ جلدی کچھے کہ اس پتھر
 وحی آئی۔ قسم بنی رہی کہ کوئی پتھر برکت نہ لگے۔ پھر جب صبح ہوئی بن نے حضرت کے حضور فیض گنجور میں گیا۔ اور حضرت
 نے مجھے دعوت کئے میں کہا اَشْهَدُ اَنْكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ بِحَقِّكَ بِالْحَقِّ سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ۔ اگلے سبب بیان
 میں اور بنی روایتیں آئی ہیں ان سے بعضے یہ فقیر جان السیرین لایا بنی تیسری خیابان صدیق اکبر
 کی رہنمائی دوسرے صحابہ ایمان لانے کے بیان میں صدیق اکبر کی بیٹی امارضی
 اللہ عنہا سے روایت بنی کہ میرے والد ماجد جسدن ایان کے مشرف ہوئے گھر میں تشریف لائے ہم سب کو دین اسلام
 کی طرف دعوت کئے جب تک سب گھر والے ایمان نہ لائے اور ہوسے تب تک مجلس سے نہ اٹھے اور جس روز ابو بکر صدیق
 ایمان لائے اسی دن شام تک انہیں کی ترغیب سے یہ پانچ اصحاب کرام دولت اسلام کا مایاب ہوئے۔ عثمان بن عفان۔ و زبیر بن
 العوام و طلحہ بن عبد اللہ۔ و سعد بن ابی وقاص و عبد الرحمن بن عوف اور ان کے بعد انہیں کے رہنمائی سے یہ صحابہ ایمان کے مشرف
 ہوئے۔ ابو عبیدہ بن الجراح۔ و عثمان بن مظعون۔ و ارقم بن ابی الارقم۔ و ابوسلمہ بن عبدالاسد۔ اور ان کے بعد عیسیٰ
 بن الحارث بن عبد المطلب۔ و سعید بن ابی بن عمر بن نفیل۔ و قاطر بن الخطاب عمر فاروق کے خواہر سعیدہ کو رکے زوجہ۔
 و قدس بن مظعون۔ و خباب بن الارت۔ و عبد اللہ بن مظعون۔ و عمرو بن ابی وقاص۔ و عبد اللہ بن مسعود۔ و مسود بن
 الریح۔ و سلیمان بن عمرو۔ و عباس بن ابی سہل۔ و فہس بن حذافہ۔ و عامر بن ربیعہ۔ و عبد اللہ بن جحش۔ و جعفر بن ابیطالب اور انکی
 زوجہ ابی سہل بن عیسیٰ و عاتق بن الحارث و خباب بن عمرو بن حبیب۔ و سائب بن عثمان بن مظعون۔ و نعیم بن عبد اللہ۔ و عامر
 بن فہرو۔ و خالد بن سعید۔ و عاتق بن عمرو بن عبد الشمس۔ و ابو حذیفہ بن عقیل بن ربیعہ۔ و داؤد بن عبد اللہ۔ و عامر بن یاسر
 و حبیب بن سنان۔ و ایاس بن بکر۔ و خالد بن البکر۔ و ابو ذر غفاری۔ و طلحہ بن عبید۔ و عصب بن عبید۔ یہ سب فقیر
 بن رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے ہر ہر کے ایمان کا ایک سبب اور ایک قصہ بنی لاکھ اس مختصر میں انکی تفصیل
 لکھنا بیش ذہن کمال الحاج۔ چوتھی خیابان اُن ایتوں کی تفسیر میں جو ابو بکر صدیق
 کی فضیلت پر وال ہیں۔ پہلی آیت۔ جو سورہ توبہ میں آئی ہے فَقَدْ نَصَرْنَا اللّٰهَ
 یسے ضرورت کیا اللہ تعالیٰ نے اُسکی پیٹھے اپنے رسول مقبول کی۔ اَزَاخِرْ حُجْرَةِ الدِّیْنِ كَعَمْرٍ وَاَجَلِ
 قصہ کے کافروں اُسکو کہ اسطر سے نکلے گا۔ اور حق سبحانہ تعالیٰ شاہد ہو کہ ہجرت کی اجازت دی تائی اشتین لہ
 ہمارا فی الغار۔ دو جانوں سے جبکہ تھے دونوں غار میں بیٹے غار ثور میں اِذْ یَقُوْلُ اِصْحٰبِہٖ لَا تَحْزَنْ
 جب کہا پیڑ سے اپنے یار کو بیٹے ابو بکر صدیق کو کہ غم نہ کھا اندیشہ نہ کر لَنْ اَللّٰہُ مَعَنَا۔ مقرر اللہ ہمارا ساتھ بنی

شخص کے جو دراپنے رب کے آگے کمر اٹھنے سے دو جنت ہیں۔ یعنی جسے بوقتِ حاجت درے اور گناہ نہ کرے ہر
 دو بہشت دیو گئے۔ ایک جنت عدن و دوسری جنت نعیم۔ توفیق بین الایمانی کہ دو باغ ایسے دیو گئے کہ ان سے ہر ایک کی چڑا
 اور نباتی مزا سال کی ماہ ہو گئی ہر ایک باغ میں شاد رفت اور بہتر میوے اور خوبصورت حوریں ہو دیو گئے۔ اور محمد حکیم
 ترمذی قدس سرہ نے کہا کہ ایک بہشت خوف الہی کے بدلے میں ہو گئی دوسری ترک سناہی کے عوض۔ یا ایک خاص
 درجہ والے کے واسطے ہوگی۔ دوسری اسکے تعلق اور خدام بہنے کے لئے۔ کہتے ہیں کہ لن ینزل علیہ خائف سے مراد ابو بکر
 صدیق بن رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو بھی آیت سورہ زمزمین انی ہی واللہ فی جاءہ بالصدق فی بیئہ وہ
 شخص جو آیا ہے بات کے ساتھ وَصَدَقَ بَیْہ اور وہ شخص جو جج جانا کر کہ اُولَئِکَ کُھم الْمُتَّقُونَ دے لوگ
 پر ہر نگاہ ہیں۔ کہتے ہیں کہ جاءہ بالصدق سے مراد جبریل ہیں۔ اور تَشَدَّقَ یعنی بیعہ سے مراد اسے دے دے انحضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں کہ کلام الہی پر تصدیق لائے اور قبول کئے۔ اور ابو العالیہ او بکلی رحمہما اللہ جج اکابر مفسرین
 ہیں کہتے ہیں کہ جاءہ بالصدق سے مراد رسول خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صدق سے مراد ابو بکر صدیق بن رضی
 اللہ تعالیٰ عنہ کہ ان فی تعمیر عالم التبریل و تسبیح اور وصف الاحباب۔ پانچویں آیت سورہ الفجر میں انی ہی کیا آیت
النفس المطمئنتۃ۔ اسی جی میں کہتے ہیں کہ اس کے ساتھ حق کے کہ توفیق کے سوا کسی طرف التفات نہیں کھتا تھا
 مجھ کو زمین پر جانے سے اور فرشتوں کے صفوں کو دیکھنے سے اور پر ہر اول آواز سننے سے ورنہ کے کہا پر الہی انحضرت
الیٰ ذلک۔ پھر اپنے پروردگار کی طرف کہ ہمیشہ تو اسکے حضور میں مستغرق رہتا تھا اور اسکے ماسوا کی طرف التفات نہ کرتا تھا
راضیۃ مہر صبیحہؑ۔ اسی حالت میں کہ تو خوشوف ہو تو الائی حال حق کی تجلی دیکھنے سے۔ اور پسند کیا الہی
 زمانہ ہر زمانہ ہر حال میں ملنے کے۔ کاذ خلنی فی عباد یعنی پھر داخل ہو کر میرے مقرر بندگوں کے گروہ میں جو دیدار
 کے مقام میں رہے ہیں۔ اور یہ نیز امر تہجدات روحانی کا۔ کاذ خلنی جنتی۔ اور داخل ہو میری جنت
 میں کہ وہ مقام لذت جسمانی کے مزہ افشاں گاہی۔ رَبَّنَا اللہ الفوقین یا سعادتین۔ اس جگہ پر بھیج
 لیا چاہے کہ نفس انسان کو قرآن مجید میں تین صفوں سے موصوف کیا الہی ایک آثارہ دوسری تو آمد تفسیری طائرہ
 آثارہ کافرون اور فاسقون کے نفس کی صفت تھی جو کفر اور فسق سے ہمہ زمین بھرتے۔ اور انھما نفس انکو ہر وقت
 اپنی کاموں کی طرف رجعت دلانا تھی۔ اور تو آمد ان گنہگاروں کے نفس کی صفت تھی جو اپنی بدی پر مذمت
 کہتے ہیں۔ اور گناہ جو جاتے کہ بعد اپنے کو آپ ملامت کرتے ہیں کہ یہ کلام میں نے کیوں کیا اور یہ بت برا کیا۔
 اور طائرہ انبیاء اور اولیاء کے نفسوں کی صفت تھی کہ ایمان اور طاعت اور ذکر و فکر میں حق کے طینان پائے تھے اور
 خوشیوں کی کش مکش اور گناہوں کی خطرات سے ان کے احوال پر آگاہ اور اوقات کد رہیں ہوتے تھے۔ اور کہتے
 کہتے ہیں کہ اگر کسی ہر نفس کی ذاتی صفت تھی کہ ثبوت اور غضب کے وقت عقل اور شرع کے حکم پر ظہور کرتی تھی

اور تو آگ بھی ہر نفس کی صفت ہی مگر جسوقت کہ عقل اور شرع کی طرف رجوع کرے اور خیر و شر کو پہچانے اور طہانہ ہو کر
نفس کی صفت ہی مگر جبکہ ذکر کا نور نام بدن کے اجزا پر غالب ہو جاتا ہے۔ اور حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے
فرمایا ہے کہ سارے نفس قیات کے دن لوامہ ہونگے اور آپکو طامات کریں گے کہ طاعت زیادہ کیوں کی اور گناہ کیوں کیا
اور ہر چند کہ اصل میں اس ندا اور بشارت کا وقت فریخ اکبر کا ہے اور وہ قیامت کے دن ہو گا لیکن اسکا نونہ ہر
مومن مرنے کے وقت ظاہر ہوتا ہے۔ چنانچہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے میں نے سنا ہے کہ جب باایمان آدمی کو اجل آتی ہے تو ستر اُسکے فرشتے خوبصورت اور معطر آتے
ہیں اور کہتے ہیں اے جان بحق آرمیدہ خوشی اور مسکانی سے نکل آ کہ تیرا پروردگار تجھ سے خوش ہے۔ یہ بات
سن کر مسلمان کی جان کمال خوشی سے نکل آتی ہے اور ایک عالم اُسکی خوشبو سے معطر ہو جاتا ہے اور فرشتے اُسکو
ریشمی معطر کپڑوں میں لجا تے ہیں اور دروازہ آسمان کے کھلتے ہیں اور رومان کے دربان مہربان کہتے ہوئے استقبال کرتے
ہیں اور اس کے واسطے بخشش طلب کرتے ہیں اور اسکو عرض معالیٰ کے نیچے لیجاتے ہیں تا اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرے اور حضرت
یسکائیل کو حکم ہوتا ہے کہ اس جان کو مسلمان اور نیکو کاروں کی ارواح کے مقام میں داخل کر دو اور اسکی قبر کو فراخ کر دو تا
آرام اور رحمت اُسکو پہنچی رہے اور اُسکو کہہ دو کہ آرام سے رہے نئی دلیں کے طرح جسکو کوئی بد خواب نہیں کرنا اور کافروں
کے ساتھ اس کے برعکس معاملہ واقع ہوتا ہے کذا فی تفسیر عزیزیہ۔ روایت ہے کہ جب یہ آیت شریف نازل ہوئی ابو بکر
صدیق نے کہے ان ھذا الحسن۔ حضرت نے فرمائے کہ اے ابو بکر تو آگاہ ہو اس بات سے کہ تیری موت کے
وقت فرشتہ یہ آیت تجھ پر پڑیگا۔ انکے سواے اور بھی آیتیں ہیں کہ صدیق اکبر کی فضیلت پر دلالت کرتے ہیں اختصاراً
کے لئے ان چند آیتوں پر اکتفا کیا۔ اور آیت لَوْ کَا یَا تِلْ لَوُ الْقَضَلِ جو انہیں کے شان میں مسلح کا نفعہ موقوف
کرنے کے باب میں نزول پائی ہے اور وہ سورہ نور میں آئی ہے۔ انکا بیان درازی چہا ہے یہ فقیر جہان السیر کے
چوتھے چین میں بسط کے ساتھ لایا ہے چاہیں تو اس میں دیکھ لیں۔ اور سورہ لیل جو صدیق اکبر کی فضیلت میں
نازل ہوا۔ تفسیر عزیزیہ سے اُسکے چند آیتوں کی تفسیر جو کئی حدیثوں کو بھی شامل ہے یہاں لکھی جاتی ہے وہی ھذا
سورہ لیل کے نازل ہونیکا سبب یہ ہے کہ مکہ مکرمہ میں دو شخص رئیس و نبین برے مالدار تھے۔ ایک حضرت ابو بکر
صدیق رضی اللہ عنہ۔ اور دوسرا امیہ بن خلف۔ اور ان دونوں کا معاملہ مال کے حرف کرنے میں مختلف تھا اور مال
بہت رکھتا تھا اور بارہ غلاموں کو تربیت کر کے ہر ایک کو ایک کام سپرد کیا تھا چنانچہ ایک غلام کو کھیتی کا داروغہ
کیا تھا۔ اور ایک کو میوؤں کے باغ کا اور ایک کو قیمتی کپڑوں کی تجارت کے واسطے مین اور شام کی طرف بھیجتا تھا۔ اور
ایک کو جانوروں پر مقرر کیا تھا کہ دودھ اور دہی اور نسل کی خبر داری کر کے اس کے حاصل کو جمع کیا کر کے اس طرح
پر غلام کو ایک کام سپرد کیا تھا اور اس تدبیر سے مال بہت جمع کیا تھا۔ اور باوجود اس ثروت اور مالدار

کے ایک کرتی خیر کو نہیں دیتا تھا بلکہ اگر کسی غلام کسی محتاج کو کچھ دے دیتی تو اس پر خفا ہو جاتا کہ اس کو کچھ دیا گیا ہے۔
 موقوف کرنا تھا اور اگر کوئی شخص اس سخت کو بطور نصیحت کے کچھ سمجھا تھا کہ باوجود اس کثرت مال کے اللہ تعالیٰ کی راہ
 پر محتاجوں اور سیکھنے والوں کو کس واسطے نہیں دیتا ہے اور آخرت کا ذخیرہ کیوں نہیں کرتا ہے۔ تو وہ بدبخت اسکے جواب میں
 کہتا تھا کہ اول تو آخرت کماں ہی اور اگر بالفرض ہو تو بھی اقدار الٰہی اسباب اور اولاد میں نے جمع کیا ہے
 کہ مجھ کو کچھ احتیاج بہشت کے نعمتوں کی نہیں ہے۔ اور ان چیزوں کی جسکی طرح اور الحاج محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود
 اور محتاجوں کو دیتے ہیں اور اس سبب سے ان لوگوں کو اپنا گرویدہ کرنے میں مجھ کو کچھ پروا نہیں ہے۔ اور جسکے
 غلاموں میں سے ایک حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاص خادم
 تھے اور بزرگی میں ان کا مرتبہ اس حد کو پہنچا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو خواب میں اپنے
 آگے آگے بہشت میں دیکھا۔ اور ان کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہشت بلال کی شان
 ہے یہی وہ حضرت بلال جو حق میں کہ ملک اس بدبخت کے تھے پوشیدہ اسلام لائے تھے آخر کو رفتہ رفتہ ان کے
 اسلام لانے کی خبر ہو گئی تو اول ان کو معزول کیا اور آخر ان سے بچانے کی دادرسی چاہی جو ان سے متعلق تھی دوسرے
 غلام کو سیر دی۔ پھر ان کو اپنے مسلحہ بڑا کے پوچھا کہ تو کس کو جانتا ہے۔ حضرت بلال نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم کے خدا کو اس ملعون نے کہا کہ اس دین کو چھوڑ دے نہیں تو میں تجھ کو بڑی سزا دوں گا اور مارے جارہے
 ہیں اور ان کا۔ حضرت بلال نے کہا کہ میں تو اس دین سے نہیں بھرتا لیکن میں تیرا غلام ہوں تو جو چاہے سو کر۔ اس شقی باذل
 اپنے غلاموں کو ایسا حکم کیا کہ دن چڑھتے آگے بدن میں بول کے کاٹتے چھو بکا رو جب آفتاب خوب گرم ہو
 تب وہ پ میں ان کو چیت لٹا کر سر سے پیرنگ ان پر گرم بھر رکھا کہ وہ ناکہ ہل سکیں اور گرد آگے اگ جلا یا کہ او جب
 شام ہو تب ہاتھ پیر باندھ کے اندھیرے مکان میں قید کر رکھو اور باری بارسی گات بھر کر دے مارا کہ اور
 صبح تک مار ہو قوف نہ کر و اس طرح کئے دنوں تک حضرت بلال اس معصیت میں گرفتار رہے اور پکار پکار کر اہل
 اہل کہا کرتے تھے بیٹے معبود میرا ایک ہے۔ ایک روز حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کے وقت اس
 طرف سے گز رہے اور اس ملعون کے گھر سے آواز نہ و زاری کی آپ کے کان میں پڑی۔ پوچھا کہ اس میں کیا ہو رہا ہے
 اور میرا آواز کیسی ہے لوگوں نے کہا کہ بلال نام ایک غلام ہے اس پر مار پڑتی ہے یہ آواز اس غلام کے رونے کی ہے سخت
 صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ بات سننے نہایت رنج ہو اور صبح کے وقت ان کے گھر میں آپ تشریف لے گئے اور
 اس مردود کو نصیحت کرنا شروع کیا کہ خدا سے ڈر اور اس غلام پر اتنا ظلم ماحق نہ کر اس واسطے کہ اُسے جیسے دین کو قبول کیا ہے
 اور اللہ تعالیٰ کی دوستی اور رضا مندی کو اختیار کیا ہے تجھ کو چاہئے کہ اس غلام کو غنیمت جان اور اسکے ساتھ احسان کر کہ
 آخرت میں تیرے کام آجگا اور تجھ کو اس کی سختی سے بچاویگا۔ اس ملعون نے کہا کہ آخرت ہی کہاں اور یہ دین کہاں

اچھے کارن میں صرف کر کے ذخیرہ آخرت کا جمع کیا تھا چنانچہ حضرت ملال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خرید کرنے میں جو کچھ خرچ
 کیا سو اسی معلوم ہو چکا ہے سچ سچ شخص غلام اور لونڈی قریش کے جنھوں نے دین اسلام کو دل سے قبول کیا تھا اوّلین کے
 مالک اس سبب سے انکار کیا دیتے تھے خرید کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے واسطے آزاد کر دیا تھا۔ چنانچہ انہیں سے ایک
 عامر بن عبیدہ بن کر بنی جعدان کے غلام تھے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انکو انکے مالکوں سے ایک مدخل پر
 سونے کے عوض میں خرید کر کے آزاد کر دیا اور وہ ہجرت کے سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجر کا بی بی بن گئے
 تھے اور یہ مرنے کے دن شہید ہو کر وہ ہجرت سے اولیا اللہ سے تھے۔ اور انہیں سے ایک ذبیحہ بن کر کمال کی نہایت
 کو پیچھے تھیں اور بڑا ایمان کامل انکو نصیب ہوا تھا انکو بھی انکے مالکوں سے لیکر آزاد کر دیا تھا ایک قصائے کو دکھا کر سے بھرنا دہرے
 کے انکی آنکھوں میں درد ہوا اور پتائی جاتی رہی انکے مالکوں نے یہ بات سن کر انکو طعن کے طور سے کہا کہ دیکھا لات اور انکی بی
 مارنے لگا کہ کبسا اندھا کر دیا۔ انھوں نے جواب دیا کہ بات تمہاری جھوٹی ہی لات اور عمرنی کو ہرگز یہ قدرت نہیں ہی
 اگر کیسا کچھ اچھا یا بڑا کر سکیں سو اللہ تعالیٰ کے وہ مالک ہی جو چاہتا ہی ہو کر تا ہی یہ بات انکی اللہ تعالیٰ کے جناب
 میں پسند آئی اسوقت انکی آنکھیں اچھی ہو گئیں اور جیسی مینائی تھی ویسی ہی ہو گئی۔ اور انہیں میں سے حمیدہ اور انکی بی
 بن کر بیے دو وزن ایک عورت بیٹے عبدالدار کی لونڈیاں تھیں اور وہ عورت انکو نہایت ایزا پہنچاتی تھی۔ حضرت ابوبکر
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ انکے حال سے خبر پائے اس عورت کے مگر تشریف لے گئے اور اسکو نصیحت کی کہ انکو زیادت دے اور
 جو کچھ انکی قیمت ہو چھ لے۔ اس عورت نے قیمت بہت مانگی پاپ نے بلا کر انکی قیمت موافق اسکی خواہش کے
 اسکو ادا کیا اور ان دو وزن سے کڑس عورت کے آٹا بیسنے میں مشغول تھیں کہا کہ خوش خبری ہو جو جو لوگو کہ میں نے تم دونوں
 کو مل لیا اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے واسطے آزاد کر دیا اب انھو اور اتنے کو چھوڑ دو اور میرے ساتھ آؤ۔ ان دونوں
 نے عرض کی کہ ہاں ابو بکر صدیق بیت بر سر تک ہم نے اسے گھر میں پرورش پائی ہی اور ہمارا مالک کیا ہی اب یہ اسکا مال
 اور ہر چھوڑنا مناسب نہیں ہی اس آئے کہ میں نے اسکو دیکر ہم آتے ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
 اس بات کو سن کر تیز آفرین کہے اور انکو انہیں کہنے کے بوجہ اجازت دی۔ اور انہیں میں سے ایک عورت وہ بھی کہ
 بی بی حول کی ملک تھی اور بی بی حول ایک فرقہ تھی بنی عدی سے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسوقت تک ایمان سے مشرف
 ہوئے تھے اس لونڈی کو اسلام لانے کے سبب سخت تقدیر اور تعذیب کیا کرتے تھے یہاں تک کہ حضرت ابو بکر صدیق
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسکو خرید کر کے آزاد کر دیا۔ اور اسے سچ ام عبیدہ کو بھی خرید کر کے آزاد کیا تھا۔ اور جو
 انکے جو مذکور ہو کر اور بہت برد کو آزاد کیا ہی۔ اور بعد اس تمام خرچ کے چالیس ہزار درم جو سرمایہ انکے پاس باقی رہا تھا
 حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور بوجہ انکے فرمانے کے دوسرے مسلمانوں پر تیرہ برس کے عرصہ میں خرچ کیا اور جسے
 ہزار درم جو باقی رہے تھے کچھ ہجرت کے سفر میں اور کچھ سجدہ نبوی کی زمین کے خرید کرنے میں اور کچھ دوسرے بندگان کو

میں خرچ کئے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بار بار اپنی زبان فیضِ ترجمان اس کلمہ کو ارشاد فرمایا یہی مَا فَتَعَنِي مَا لَ أَحَدٍ قَطُّ مَا فَتَعَنِي مَا لَ أَحَدٍ بَكَرٍ۔ یعنی کسی مال سے مجھ کو ہند نہ فائدہ نہیں پہنچا جس قدر ابو بکر کے مال سے مجھ کو فائدہ ہوا۔ اس واسطے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مال اور ابو طالب اور عبدالمطلب کا مال آپ کے کھانے اور لباس میں اور صلہ رحم میں بھی خویش اور اقربا کے دینے لینے میں اور ہمانوں کی ضیافت میں اور محتاجوں کی خبر گیری میں صرف ہوا تھا۔ اور ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مال اسلام کی شوکت اور دبدبے کی زیادتی میں اور مسلمانوں کی خلاصی میں کافروں کے پنجے سے اور ضعیف مسلمانوں کی مدد اور دستگیری میں صرف ہوا۔ اور وہ دونوں مصروفین میں نہان اور زمین کا تفاوت ہی۔ حاصل کلام حقیقت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سب مال تمام ہوا اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ ہو چکا اور بالکل فقیر اور محتاج ہو گئے۔ ایک روز ایک کسلی کو کڑے کی طرح گلے میں ڈال کر اس کو کائنات سے گونٹ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوئے تھے اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھے کہ ابو بکر تو بڑے مالدار اور تو گھر تھے یہ کہا ہو اگر فقیروں کے سے کپڑے پہنے بیٹھے ہیں۔ جناب رسالت اب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ انھوں نے سب اپنا مال مجھ پر اور میرے واسطے خرچ کر ڈالا اور اپنے پاس کچھ نہ رکھا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ حق تعالیٰ نے ابو بکر کو سلام فرمایا یہی اور پوچھائی کہ اس فقیہی میں بھی مجھ سے راضی ہی یا کچھ رنج دل میں رکھتا ہی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کلام کے سنے سے ایک عجب حالت پیدا ہوئی اور صحابہ حال کے مانند بخود ہو کے کہا میں کیوں کر اپنے پروردگار سے کدورت رکھوں گا اور اس کلمہ کو بار بار اپنی زبان پر لگاتے آنا عَنْ رَبِّي رَاضٍ لَنَا عَنْ رَبِّي رَاضٍ یعنی میں اپنے پروردگار سے راضی ہوں میں اپنے پروردگار سے راضی ہوں سو حق تعالیٰ نے اس سورت میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں ارشاد فرماتا ہے وَ سَيَجْنِبُهَا اللَّهُ الْفِتْنَةَ الدِّينِ اور نزدیک ہی کہ دور رکھا جاوے گا اوس آگ سے جو برائتی ہی اور اہل شرع کی اصطلاح میں تقویٰ اُسے کہتے ہیں جو کفر سے اور گناہ کبیرہ اور صغیرہ سے بچا رہے اور اگر کبھی کوئی گناہ اُس سے ہو جاوے تو اس سے افسوس و توبہ اور استغفار کرے تاکہ اُس گناہ کا اثر اور نشان دل پر باقی نہ رہے اور گناہ دل میں گھر کرنے پناوے اور اتنی کام تہ اس سے بھی بڑھ کر ہی یعنی شریعت اور طریقت کے آداب بھی بچے تو اسے اور گناہ کا قطرہ اور بری نیت کا خیال بھی دل میں نہ آنے دے اور اپنے ظاہر اور باطن کو ایکساں رکھے سو یہ باتیں بہت نادر اور کیا ہیں اللہ تعالیٰ جس کو اپنے کرم اور فضل سے یہ رتبہ نصیب کرے اُس کو ملنا ہی۔ اور اس جگہ پر اتنی سے سب مفسرین کے نزدیک مراد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور یہ سورت انھیں کے شان میں نازل ہوئی ہی جیسے اُمتی اسے یہ بن خلیفہ مراد ہی کہ کفر کی شقاوت اور بد بختی کو بخل اور دوسرے گناہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی ایذا کے ساتھ جمع کر کے اُمتی کے مرتبے کو پہنچا تھا اور اہل سنت و جماعت نے حضرت

ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت اور بزرگی سب بہت پروردگار علیہ السلام و اسلام کو سب باتوں میں سب سنان
 سے علیہ جوئے ہیں اسی آیت سے کمال ہی اور یہی آیت ہی دلیل ہی اور کفر یہ اس دلیل کی اس طرح یہی کہ حضرت
 ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حق تعالیٰ نے اتنی فرمایا ہی اور دوسری آیت میں فرمایا ہی کہ اِنَّ اَبْرَارًا لَّكَ
 عِندَ اللّٰهِ اَتَقَرُّوْنَ کہ جسے بے شک بزرگ نم میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہی جو بڑا متقی ہی تو ان دونوں آیتوں
 میں فرق دے سے ایسا ثابت ہو تا ہی کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو میرا میں بڑے بزرگ ہیں اللہ تعالیٰ
 کے نزدیک اور یہ بھی فضیلت کے اور تفصیل لوگ کہتے ہیں کہ یہاں پر اتنی سے متی مراد ہی نہ یہ کہ جو سب زیادہ ہو تو ہی
 میں وہ مراد جو اس واسطے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہاں بکتر تھے تو ان متون سے
 ان پر اتنی جو ثابت ہو تا ہو بلکہ یہاں حساب رسالت آب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایسے صادق ہوتی ہی اور جب اتنی ہی کے
 کے معنی میں جو ابو بکر رضی اللہ عنہ کا افضل ہو تا سب بہت پر ثابت ہو تا اور اتنی سنت کے جو سب میں کہتے ہیں کہ اتنی
 کو اتنی کے متون میں کہنا عربی لغت کے خلاف ہی اور اللہ تعالیٰ کے کلام سے جو عربی خالص ہی ایسے معنی مراد لیا جو
 کے محاذ کے خلاف ہو ہی بہت نہیں ہی اور جو صورت کلام متون کے مراد لینے میں بیان کرتے ہیں وہ مراد ہی کو کہ
 کلام دوسرا آدمیوں میں ہی نہ پیغمبروں میں اس واسطے کہ شریعت کے قاعدوں کے معلوم ہو چکا ہی کہ سب پیغمبر بزرگی اور حجت
 میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے بڑے ہی پیغمبروں کو دوسرا آدمیوں پر اور دوسرا آدمیوں کو پیغمبروں پر سب امر میں
 قیاس کیا جاوے اس واسطے کہ ایسے افکار کے بولنے سے بزرگی اور برتری تمام پر عرف شرعی میں بہت ہی مراد ہو گئی
 یہ پیغمبر بزرگ اس سکراد نہیں جو اور عرف کی تفصیل کی تفصیل سے قوی ہوتی ہی جیسا کہ اگر کوئی شخص کے گہر ہو ہی وہی تو
 روٹیوں سے اجبی ہوتی ہی تو اس کلام سے یہ نہ جو جابجا کہ باوام کی روٹی سے بھی پیغمبر ہوتی ہی باوجود سب اس کے
 کہ باوام کی بھی روٹی ہوتی ہی لیکن یہ کلام عرف سے خارج ہی ہو اس واسطے کہ کلام کے بولنے سے وہ روٹی مراد ہی جو غلہ
 سے جو نہ وہ روٹی جو چوک سے ہی ہو اور جسے اس سنت و جماعت کے بزرگوں سے سنا گیا ہی کہ فرماتے تھے کہ اتنی یہاں اپنے
 اصل معنی تفصیل پر ہی ہے کہ وہ شخص جو قوی میں زیادہ ہو اپنے سوائے کُل پر خواہ پیغمبروں خواہ بہت لیکن یہ خاص ان لوگوں
 کی نسبت سے ہی جو زندہ ہیں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آخر عمر میں جد رحلت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو
 اتنی خلاف کا زمانہ ہی اس کلمے کے مصداق ہو سکے ہیں ایسے اتنی کا لغز اس وقت میں اپنے مصداق آتا ہی اور حضرت
 عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام اگرچہ زندہ ہیں لیکن میں پر نہیں ہیں بلکہ ان پر چونکہ دنیا والوں کے نزدیک مراد کا حکم
 رکھتے ہیں اور اتنی کو یہ لازم نہیں ہی کہ ہر وقت اور ہر شخص کی نسبت سے تو سے میں زیادہ ہو اور اگر اس کو تو کسی متقی
 کہنا درست نہ ہو اس واسطے کہ کہیں میں قوی ہو نہیں سکتا ہی اور جو منصب اور ہر چیز میں خود ہی اس میں آخر کا اعتبار ہی
 جیسے صالح ہو تا یا غوث ہو تا یا ولی ہو تا یا نبی ہو تا اس واسطے کہ شخص اپنی آخر عمر میں ان مرتبوں کو پہنچے ہیں

بھی انہیں القابوں سے دکر کرتے ہیں اگرچہ کہیں ہیں اور جو انی میں انکو بہ مرتبہ حاصل نہ تھا تو معلوم ہوا کہ اتنی اسکی کہتے ہیں جو اپنی آخر عمر میں کہ وہی علوی کے اعتبار کا وقت ہی اپنے زمانے کے لوگوں سے جو زندہ ہیں افضل ہوا اور تو سے میں زیادہ بس اس تقریر سے اپنا مطلب ثابت ہوا بغیر تکلف اور تاویل کے اور جو دوزخ کی آگ سے دور رکھنے میں ابو بکر کو اتنی فرمایا یہی قیاس ہے عمل انکے جو اس سورت کے اترنے کے درگاہ آئی ہیں مقبول ہو گئے یا د فرماتے ہیں کہ اَلَّذِي يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا یعنی وہ تو سے والا اور دین والا کہ اپنے مال کو دینا ہی اللہ تعالیٰ کی راہ میں چنانچہ بلال سے شخص کو اور سوائے اسکے دوسرے غلام اور لونڈیوں کو جو اسلام لائے تھے اور اسلام لانے کے سبب انکے مالک انکو ایذا دیتے تھے اور طرح طرح کے تکلیفیں پہنچاتے تھے اُن سب کو اُن کا فروغ سے مول لیکر آزاد کر دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کاموں میں اور ہجرت کے سفر کے سامان میں اور مسجد نبوی کی زمین خرید کرنے میں اپنے مال کو خرچ کیا اور غرض اسکی اُس مال کے خرچ کرنے سے یہہ متی کہ یتیم کی اپنے تین پاک کرے سود مبدم مال کے دینے میں اس نیت سے ترقی کرتا جاتا ہی اور اسکا کمال نئے ہوتے ہے کے طرح کہ پانی اور ہوا کے پہنچنے سے پرتہا ہی روز بروز زیادہ ہوتا جاتا ہی ہوا سطر کہ زکوٰۃ کی لفظ میں دینے پاجاتے ہیں ایک ہمارت اور دوسری زیادتی اور یہ دو باتیں اسکو حاصل ہیں وَمَا كَلَّا حُلِّ عِنْدَهُ مِنْ فِخْمَةٍ حُجْرَتِ اے۔ اور نہیں ہی اسکی کسی حسان کہ اس مال کے دینے سے اسکا عوض اور بدلہ لیا جاوے ہر چیز کہ مال کا دینا حسان اور سلوک کے بدلے میں بھی نیک ہی لیکن جو اُس میں اپنا نام بھی منظور ہوتا ہی تو کمال اخلاص کے مرتبے کو نہیں پہنچتا۔ اور حدیث صحیح میں ارد ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا ہی کہ کسی کا سلوک اور حسان مجھ پر ایسا نہیں ہی جسکا عوض اور بدلہ دنیا میں میں نے اُسکے ساتھ نکلیا ہو سوا ابو بکر کے اور اسکے حسان اور سلوک کا عوض میں نے نہیں کیا اسکا عوض اللہ تعالیٰ اسکو قیامت کے دن عنایت فرماویگا۔ اسی جگہ سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرتبے کا کمال اور ثواب کا اندازہ ہو جاتا ہے کہ قُلْ هِيَ ذٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ فَمَا تَجِدُوْنَ اِسْرَہٗی اگر کسی کو انکے مرتبے میں شک اور شبہ باقی رہے تو یہ سمجھ لے کہ ایمان کے آفتاب کا پروانے کے دل پر نہیں پڑا **س** کہ زمیند روز شہر چشم چشم آفتاب را چو گناہ داور دوسری صحیح حدیث میں آیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کئی دن پہلے اپنی وفات سے خطبہ پڑا اور اُس میں تعریف حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیت ارشاد فرمائی چنانچہ یہ بھی فرمایا کہ کسی کا حسان مال کا اور سلوک اور حق کی خدمت کا اور جان کا مجھ پر شہد رہنیں ہی جسقدر ابو بکر گاہی اپنی بیٹی میرے نکاح میں دی اور مجھ سے جہز لیا اور بلال کو اپنے خالص مال سے مول لیکر آزاد کیا اور مکے سے مدینے کو ہجرت کے سفر میں سب اسباب زاد اور راحلہ کا درست کر کے مجھ کو پہنچایا اور اپنے جان و مال سے ہمیشہ میری غمخواری کرتا رہا سوا سب کے دروازے مسجد کی طرف سے بند کر دوسوا ابو بکر کے دروازے کے کہ اسکو کھلا رہنے دو۔ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمال کا مرتبہ اس سے زیادہ کہا ہو گا کہ غلام الغیوب خود انکے دل کے خلاص پر گواہی دینا ہی اور اپنے کلام پاک میں فرماتا

ہی کہ وہ یہ کام نہیں کرتا ہی کہ ابیضا کو و خیر بنیہ اکملی۔ گرد اسطے چاہئے رضامندی اپنے پروردگار کی جو سب
 بزدل بجز اور بزرگ ہی ہو کہ سطح کی نفسانیت اس طرح کرنے میں ایک کو منظور نہیں ہی بلکہ قلوب کا لالچ اور مذہب کی دوری
 بھی دینے میں اسے غصہ و ہین چنانچہ حدیث صحیح میں آیا ہی کہ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیت کو تندی
 غلاموں کو جو اسلام لائے تھے بڑی بڑی قیمتوں سے خرید کر کے آزاد کیا۔ ابو قحافہ جو آپ کے باپ تھے اس کا بیٹا
 کرنا شروع کیا کہ اگر کوئی تندی غلام نکالے اور کرائی منظور تھا تو اچھے قیمت اور چالاک جو سب کام کے قابل تھا وہ بھلا
 ہر کام میں مدد کرے ان کو لے کر آزاد کیا ہوتا تو کچھ فائدہ بھی تھا ایسے تندی غلام کو جو کسی کام کے بہن میں مول لیکر آزاد کرنا
 اور مانا کرنے کے بعد ان کے کھانے پکڑے کا بھی قدردار ہونا اس کے کچھ فائدہ ہی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 نے اپنے باپ کے جواب میں یہی کہا کہ اگر اس کام سے جو محکوموں کو رضامندی منظور ہی اس کے سوا کوئی دوسری چیز منظور
 نہیں ہی۔ اور جامع عبدالرزاق بن ابی یحییٰ کے طریق سے مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کہ کسی کا مال سنا
 جن کے سیرے اس کا کام نہیں آیا جیسا ابو بکر کا مال میری عزت پر کام آیا راوی کہنا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مال کو اس طرح صرف کرتے تھے جیسے کوئی اپنا مال خرچ کرتا ہی اور کسی طرح کی جدائی اور فرق
 اپنے اور ابو بکر کے مال میں نہ سمجھتے تھے۔ اور ابن ابی شیبہ کی مشن میں مذکور ہی کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 نے فرمایا اے مال سے جو محکوم بھلائی نفع نہیں ہوا جتنا قدر ابو بکر کے مال سے جو محکوم نفع ہوا حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 پر حاکم سے یہ بات سن کر رونے لگے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں بھی اچھا ہوں اور میرا مال بھی اچھا ہی اور امام
 احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس قصے کو روایت کیا ہی۔ اور جسے کمال کے مرتبہ پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 کی یہ بات دلالت کرتی ہی کہ حق تعالیٰ نے جس طرح اپنے پیغمبر کی دلجوئی اور غاظر داری کے واسطے وَالضَّحٰی کی
 سورت میں وعدہ فرمایا کہ وَلَسَوْفَ يَعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ۔ اس طرح اس وقت میں حضرت ابو بکر رضی
 اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطے وعدہ فرمایا ہی کہ وَلَسَوْفَ يَنْصُرُنِي اللَّهُ۔ اور یقین ہی کہ ابو بکر اپنی ہر گاہ حق تعالیٰ سے یا
 حق تعالیٰ جل شانہ ابو بکر سے رہی ہو گا اور اسلئے کہ یہ نصیٰ میں غیر ہی وہ دو احتمال کہتی ہی ایک احتمال یہ بھی کہ حضرت
 ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف پیہر سے اور دوسرا احتمال یہ بھی ہی کہ حق تعالیٰ کی طرف پیہر سے لیکن دونوں صورتوں
 میں باطنی مطلب صوابی و نفع مما قبل یعنی کچھ اچھی بات کہی ہی کسی شاعر نے بخت اگر مدد کند و شمشل و دم
 کہ کچھ شمشل ہی طرف و بخت نہ ہی شرف دے ایسے اگر اپنے نصیب کی مدد سے مستحق کا دامن آخر میں دے پیہر اگر میں اس کو
 کیچوں تو نہ پیہر نصیب میرے اور اگر وہ کچھ نہ تو بے بزرگی اپنی۔ اور حضرت جابر بن عبد اللہ سے مروی ہی کہ جب تک
 ہمارا اور انصار ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دروازے کے پاس حاضر تھے اور لوگوں کی غصیلین اور بزرگیاں
 آپس میں بیان کر رہے تھے کہ فلاں اس مرتبہ کا اور فلاں اس مرتبہ کا ہی۔ اسی گفتگو میں آدھین ہمارے ہاں بنیہ جن جناب

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو تہائی مبارک سے تشریف شریف باہر لگا اور ہم لوگوں کی طرف متوجہ ہو کے فرمایا کہ غسل میں مشغول ہو۔ ہم نے عرض کیا بعضے لوگوں کی بزرگیاں بیان کرتے ہیں تب آپ نے زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ اگر اس طرح کا ذکر ہی تو خبردار ابو بکرؓ کو بزرگ مت جانو اس واسطے کہ وہ فضل ہی تم سب کا دنیا اور آخرت میں۔ اور ابوہریرہؓ سے روایت آئی ہے کہ ابوہریرہؓ نے کہا کہ ایک روز میں اگے اگے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے راستے میں جاتا تھا کہ یکایک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راستے میں مل گئے اور فرمایا کہ کیا تو اس شخص کے اگے اگے چلتا ہے جو دنیا اور آخرت میں تجھ سے بہتر ہے قسم ہی خدا کی کہ آفتاب طلوع اور غروب نہیں کیا کسی پر بعد انبیا اور مرسلین کے کہ وہ بہتر ہو بکر سے۔ اور ابن السمان کتاب المواقف میں حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحیح سند سے روایت کیا ہے کہ وہ اپنے والد بزرگوار امام باقر سے اور واپس والد بزرگوار امام زین العابدین سے اور وہ اپنے والد ماجد جناب سید الشہداء حضرت امام حسینؓ سے اور حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ فرماتے تھے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سنا ہے کہ آفتاب طلوع اور غروب نہیں کیا ہے کسی پر بعد پیغمبروں اور رسولوں کے کہ بہتر ہو بکر سے۔ اور حافظ خطیب بغدادی جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتا ہے کہ میں ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت ایک شخص ایسا آتا ہے کہ حق تعالیٰ نے میرے بعد اس سے بہتر کسی کو پیدا نہیں کیا اور اس کی شفاعت قیامت کے دن پیغمبروں کے شفاعت کے مانند ہوگی۔ جابر کہتے ہیں کہ دیر گزری تھی کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھے اور ان کی پیشانی پر بوسہ دیا اور بچہ گھر پر کر ایک عت است حاصل کی اس بات سے معلوم ہوا کہ جس طرح رضامندی حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت میں منحصر ہے۔ اس طرح حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بھی رضامندی ہوتی شفاعت میں اس واسطے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رضا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضائیں فانی تھی اور بس واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔

پانچویں خیابان ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض خصوصیات کے بیان میں۔ جانا چاہئے کہ چار فضیلتیں ایسی ہیں کہ جن میں صدیق اکبرؓ کی شریک نہیں۔ اول ثانی اثین اذ ہما فی العار یعنی غار میں حضرت کے دو سر رکھے۔ وثانی اثین فی العریش۔ اور دوسرے میں بھی حضرت کے ثانی تھے یعنی بدر میں حضرت کے واسطے ایک منہ وا دلے تھے اس منہ دے عین ابو بکر صدیق حضرت کے ساتھ تشریف رکھے تھے۔ وثانی اثین فی المذقن اور مدفن میں حضرت کے ثانی ہیں۔ وخلفہ مکتوم اور حضرت کے بعد خلیفہ ہو۔ اور ان کے خصوصیات سے ہی کہ آپ کے والدین اور تمام اولاد اور اولاد کے اولاد بھی سب ایمان لائے اور صحابہ میں داخل ہوئے۔ یعنی عبد اللہ وعبد الرحمنؓ فی بنی

عائشہ رضی اللہ عنہا۔ اور انکے پوتے ابو عقیل محمد بن عبدالرحمن بن ابی بکر۔ اور نواسے عبداللہ بن اسماعیل ابی بکر رضی اللہ عنہم۔ یہ
 فضیلت کسی صحابی کو نہیں کہ وہ دین اور دلاور مسلمان اور مجاہد ہوں۔ اور اول جو حضرت کے حضور میں غلبہ کرتے ہیں اور کفار کو ہار
 کی طرف دعوت کئے وہی تھے۔ اور اول جو حضور نبوی میں فتویٰ دئے وہی تھے۔ اور اول جو معراج کی تصدیق کئے وہی
 تھے۔ اور اول جو امیر معراج ہوئے وہی تھے۔ اور اول جو اسلام میں مسند خلافت پر بیٹھے وہی تھے۔ اور اول قریش سے
 اپنے باپ کے میں حیات جو غلیف ہوئے وہی تھے۔ اور اول جو اس امت مسجد کی بنائے وہی تھے۔ اور اول جو حضرت پر
 جان تن بذل و نثار کئے وہی تھے۔ اور اول جو اس امت بہشت میں آئے سو وہی ہیں۔ اور رحمت و رافت کی صفت بزر
 حضرت محمد بن عبد اللہ بن ابی طالب علیہ السلام کے ساتھ دیئے۔ چھتوین خیابان صدیق اکبر
 رضی اللہ عنہ کے روایت کے تعداد میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جو حضرت سے حدیثیں روایت کئے
 ہیں وہ سب حدیث کے معبر کتب میں ایک سو پچاس ہیں انہیں متفق علیہ بیسے بخاری و مسلم میں آئے ہیں اور فرد بخاری
 گیارہ ہیں اور فرد مسلم ایک ہی۔ حضرت کے ساتھ ابوبکر صدیق کو باوجود کثرت ملازمت رہنے کے قلت روایت کا سبب
 یہی ہے کہ حضرت کے بعد انھوں نے جلد وفات پائی کہ دوسرا اور پانچ جیسے اور چند روایات کئے۔ اور اس زمانے میں لوگ
 روایت حدیث میں زیادہ اہتمام نہیں کرتے تھے بلکہ اگرچہ کفار میں کہ دین کے اہم مقامات سے ہی کرنا ہوتا تھا۔ اس لئے
 اکثر روایت حدیث کی فرصت نہیں تھی۔ صحابہ کی ایک جماعت مدینہ کی کبر سے روایت کرتی ہی۔ جیسے عرب الخطاب و
 عثمان بن عفان علی ابن ابیطالب عبدالرحمن بن عوف عبداللہ بن مسعود عبداللہ بن عمر عبداللہ بن عباس عبداللہ
 بن عمر بن العاص و عبداللہ بن لیثان و زید بن ثابت و ہر ابن ثابت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق و عبدالرحمن بن ابی بکر
 و عبداللہ بن ابی بکر و انس بن مالک و جابر بن عبداللہ و زید بن رعم و عبداللہ بن معقل و عمار بن ابی سلمہ و جابر
 بن عمر و مرنی و عمار و جہنی و عقبہ بن عارض و نوفل و عمر بن جریر و عمر بن حفص و عمر بن حفص و عمر بن حفص و عمر بن حفص
 بن عثمان و شعیب و ابو امر و ابی و ابو بردہ و سلمی و ابوبکر و عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اور تابعین سے ایک جماعت
 آئے روایت کرتی تھی۔ جیسے قیس بن ابی ہازم و ابو حمزہ عبداللہ بن ابی حمزہ و جابر بن جابر و جابر بن جابر و جابر بن جابر
 صفی و عبداللہ بن ربیع و اکرم بن نوائل و عمر خطاب و زمرہ بن جہل و محمد بن ابی بکر صدیق و ابو صالح رضی اللہ تعالیٰ عنہم
 اور مدینہ کی کبر رضی اللہ عنہ کے احادیث پر مرفوعہ سے ایک حدیث یہی کہ کہے میں نے حضرت سے سنا ہوں کہ فرماتے
 تھے مَا مِنْ شَيْءٍ اَذْنَبَ ذَنْبًا فَوْضًا فَاحْسَنَ الْوُضوءِ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى وَكَانَ مِنْهُمْ مَنْ دَعَى
 وَاسْتَغْفَرَ وَبَكَى وَاسْتَغْفَرَ وَبَكَى ثُمَّ قَرَأَ۔ یعنی نہیں ہی کوئی مسلمان ایک گناہ کیا پھر وضو کیا اچھا وضو پھر کھڑا
 رہا اور رکعت نماز پڑھی پھر دعا کی اور بخشش چاہی اپنے پروردگار سے کہ بخشے اس کو اللہ تعالیٰ پھر ہر ایک ملاو
 قرآن وَمَنْ يَعْمَلْ سُوءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللَّهَ يَجِدِ اللَّهَ غَفُورًا رَحِيمًا

بیٹے اور جو کوئی گناہ کرے یا اپنا بڑا کرے پھر اللہ سے بخشنا دے پاوے اللہ کو بخشنا مہربان۔ اور مروی ہی کہ ابو بکر صدیق نے
 حضرت عمرؓ کے لئے کچھ ایک دعا تعلیم فرمائی تانا زمین پر پا کر وہ تب حضرت نے انکو یہ دعا سکھائی۔ **اللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ**
نَفْسِیْ ظَلَمًا کَثِیْرًا وَّ لَا یَغْفِرُ اِلَّا اَنْتَ اَلَا اَنْتَ فَاعْفُ عَنِّیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِکَ وَ اَحْمِ
اِنَّکَ اَنْتَ الْعَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۔ تفسیر حسینی میں لائے ہیں کہ شیخ ابو صالح روایت کرتا ہی کہ اہل اسلام اور اہل
 کتاب کی ایک جماعت ایک مجلس میں جمع آئے تھے یہود و نصارا فرار کرنے لگے کہ تمہارے پیغمبر مبعوث ہو اور ہماری کتاب
 تمہاری کتاب کے آگے نازل ہوئی۔ بہشت میں داخل نہ ہووینگے مگر یہود و نصارا۔ مسلمان جو حاضر تھے انکو جواب دے
 کہ تمہارے پیغمبر خاتم انبیاء ہیں اور ہماری کتاب تمہاری کتاب کی ناسخ نہی۔ پس بہشت میں جانے کے لئے ہم زیادہ نراوا
 ہیں۔ تب یہ ہدایت نازل ہوئی۔ **لَیْسَ بِاَمَّا بَیْنَکُمْ**۔ یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ جو ثواب کا وعدہ کیا ہی ای
 مسلمان تمہارے آرزوؤں سے حاصل نہ ہووینگا و **اَلَا اَمَّا بَیْنَ اَهْلِ الْکِتٰبِ**۔ اور نہ آرزوؤں سے اہل کتاب کے جو کہتے
 ہیں **لَیْسَ یَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ کَانَ هُوْدًا اَوْ نَصَارٰی**۔ یعنی کوئی کام آرزو سے بر نہیں آتا ہی
 بلکہ ریاضت کھینچنا چاہئے کہ ریاض بہشت میں جاوے۔ **مَنْ یَعْمَلْ سُوْءًا مِّثْرَ نَجْمٍ**۔ جسے بُرائی کرے اسکی جزا دیا جاوے
 جب یہ حدیث شرف نزول پائی صحابہ دیگر اور ملوث ہوئے۔ ابو بکر صدیق نے کہنے لگا یا رسول اللہ کیف الفلاح بعد
 ہذا کا لیتے ہیں اس آیت شریف کے نزول کے بعد کیونکر سب کا رہو گی یا رسول اللہ کیونکہ کوئی شخص بد عمل سے خالی
 نہیں پس اسکے بدلے کی طاقت کسکو ہوگی۔ حضرت نے فرمایا کہ باکوبیا رہیں ہوتا ہی اور نکلین نہیں ہوتا ہی کبائتجہ پر
 مصیبتیں نہیں آتے ہیں۔ صدیق اکبر نے کہا مان یا رسول اللہ حضرت نے فرمایا ہوذا کہ یعنی اس بدی کا وہی
 بدلہ ہی۔ اور تیسرے میں لایا ہی کہ اس ارشاد کے بعد حضرت نے فرمایا کہ ای ابو بکر تجھے اور میرے یاروں اور مومنوں
 کو دنیا میں جزا دیوینگے۔ تاہم درگاہ الہی میں جب جاویں کچھ گناہ باقی رہے اور دوسرے دن کو جمع کرینگے قیامت
 کے دن انکو دیوینگے انتہی۔ **سَاتُوْنِیْ خِیَابَانَ اَبُو بکر صدیق کے بعض**
کلمات فیض سمات کے بیان میں۔ مروی ہی کہ صدیق اکبر نے فرمائے **مَنْ**
ذَاقْ خَالَصَ حُبَّ اللّٰهِ شَغَلَہُ ذٰلِکَ عَنْ طَلَبِ الدُّنْیَا وَ اَوْحَشَہُ عَنْ جَمِیْعِ الْبَشَرِ یعنی
 جسے اللہ تعالیٰ کی خالص محبت کا ذائقہ چلیگا۔ اس محبت کا ذائقہ اسکو دنیا طلب کرنے سے بچھو دے گا۔ اور سب لوگوں سے
 اسکو وحشت ہوگی۔ اور فرمائے **اَلْمَرْءُ کُلُّہٗا شَیْءٌ وَ شَرُّ مِمَّا اِنَّہٗ لَا یَدْرِیْہَا**۔ یعنی عورت سب
 بدی اور اس سے بدتر وہ شخص ہی جو اس سے ناچار نہی۔ اور انہیں کے مواعظ سے ہی کہ جسے اپنی عمر محبت میں گزاریں گا
 اپنی زراعت کا وقت ضائع کیا جسے زراعت کا وقت ضائع کر لگا زراعت کا شے کے وقت پشیمان کھینچے گا۔ اور
 انہیں سے منقول ہی کہ فرمائے **وَدِدْتُ اِنِّیْ حَصِیْنٌ یَّا کَلْبِیْ الدَّوَابُّ مَخَافَتِ الْعَذَابِ**

فیض عذاب کے لئے میں دوست رکھتا ہوں کہ کائنات میں گناہ سے بڑا اور مہاجرین کو کہتے۔ اور فرمائے **اُخْتَلِجَ قَتْلُكَ**
يُخْلِجُ لَكَ النَّاسَ۔ یعنی دوست اور اچھا کر اپنے نفس کو تب لوگ تجھے اچھا جانیں گے۔ اور معرفت کے باب میں
 فرمائے۔ **اَلْعَجْرُ مَحْنٌ دَنْ لَكَ اِلَّا ذَاكَ اِلَّا رَاكَ**۔ یعنی عاجز مرنے پانے سے اور اک کے اور اک
 ہی۔ تدوۃ العارفین شیخ روزیہ بن ابی شریح شطیبات میں سید الطائفہ حفید بغدادی قدس سرہ سے نقل کی
 ہے کہ میت عمرہ کو جو معرفت کے باب میں واقع ہوا۔ یہ صدیق اکبر قول ہے۔ اور فرماتے ہیں **مَعَ الصَّبْرِ مَحْنٌ**
وَالْمَعَ الْجَدِّ كَانِكُ۔ یعنی مجھ کے ساتھ کچھ مصیبت نہیں اور دو دفعہ دو میں کچھ نعمت نہیں۔ اور فرماتے
اَلْبَدْرُ مَوْكَلٌ بِالْمَخْلُوقِ۔ یعنی بلا سونے گئی ہے کلام کے ساتھ۔ پس چاہئے کہ جو قدر ہر کے زبان
 کو بچاؤ گا بلا میں ہے۔ اور فرمائے **اَخْرَضَ كُلِّي الْمَوْتِ تَوَجُّبَ لَكَ الْحَيٰوةِ**۔ یعنی موت کی
 حرص کرنا تجھے حیات بخشنے جاوے۔ ہمیں شاہد ہی موت اختیار کی کا اور بخل جانا صفات بشریہ سے اور اتصال
 عالم قدسیہ۔ **فصل پہلی سقیہ بنی ساعدہ کے ذکر میں**۔ اور اختلاف مہاجر
 و انصار کا امر خلافت میں اور بیعت صحابہ کی بو بکر صدیق رضی
 اللہ تعالیٰ عنہ کی ماحضہ پر۔ ثقات کلام و علماء اعلام روایت کرتے ہیں کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم جن روز وفات کئے اسی روز تدوۃ اہل بیت علیہم السلام نے ابوعبیدہ بن الجراح کو فرمایا کہ اپنا ہاتھ دانا
 کیجئے تمہارے بیعت کروں کو جو حضرت نے تمہاری شان میں فرمایا ہے **اَمِيْنٌ هٰذِهِ اَمَامَةُ اَبِي عُبَيْدٍ**۔
 انھوں نے کہا کہ اے عجب سے کہ تم مسلمان ہو کہ میں تمہارے ساتھ کلام نہیں سنا۔ مگر یہ بات جو کہتے ہو کہ میرے
 بیعت کرے حالانکہ ابو بکر صدیق کہ جس کی شان میں یہی آئینہ اور ایک روایت **ثَلَاثَةَ اَوَّلِ** اور
 تمہارے میں موجود ہیں۔ جانتے کہ ابو عبیدہ کے اس کلام میں اس آیت کی طرف اشارہ ہے جو صدیق اکبر
 شان میں آئی ہے **ثَلَاثِي اَشْيَا اِذْ هَمَّ فِي الْغَارِ وَيَقُولُ اِلٰهَاجِيبْ اَلْخَشْيَةَ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا** اور
 وہ جو حضرت نے غار میں ابو بکر صدیق کو فرمایا **وَمَا ظَنَنْتُكَ بِاَشْيَا اَللّٰهُ تَالِہَا**۔ اکثر مہاجرین اور قحط
 انصار ابو بکر صدیق کی طرف مائل تھے۔ سقیہ بنی ساعدہ ایک بڑی جو بی بی کہ کسی کام کے مشورت کرنے یا قضا
 جیسے کے وقت انصار اس مکان میں جمع کرتے تھے۔ یہ سہ طرہ اس روز بھی امر خلافت میں مشورت کرنے کے لئے انصار
 جمع تھے اور سعد بن عبادہ کو جو انصار کے سردار وقت تھے بعد کام بلالائے۔ اوچتے تھے کہ انھوں نے خلافت پر شوال
 اور نئے بیعت کریں۔ سعد بن عبادہ اس وقت اگرچہ بیمار تھے پر ایک غلبہ ہے۔ ہمیں اللہ کی حمد اور حضرت پر درود و سلام
 اور انصار کرام اسلام میں بہت کئے ہیں سو فیصلہ بعد ہی مضمون تھا۔ کہ اے مسلمان! یہی خیر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا
 مسخر میں تیرا سال کی اپنی قوم کو دعوت کئے ایک فتویٰ جاہل کے سربراہ کی ایاں لائے۔ اور اس چھوٹی جاہل کو

یہ طاقت نہیں تھی کہ حضرت کی حمایت اور دین کی اعانت میں کربا بن اور کفار کا رنج و ضرر دفع کریں۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ حضرت کے قدم محنت ازوم سے تمہارے شہر کو مشرف کیا۔ اور ایمان کی دولت گسروا فرمایا۔ اور دین بتین کی حمایت و سید المرسلین کی اعانت اور کفار و مشرکین سے جنگ و جہاد کر نیکی عم کو توفیق دی۔ یہاں تک کہ عرب اپنی کج مزاجی اور ضد و عداوت اور ظلم و ستم و کفر و شرک چھوڑ دیکے راہ رہت پر آئے۔ اور ایمان عرفان سے بہرہ ور ہو۔ اور عرب کے اکثر قبائل تمہاری زوار کے بل طوعاً و کرہاً حضرت کے مطیع و منقاد ہو۔ اور حضرت دنیا سے سدا رہے تم سے رضی تھے۔ پس تم اس امر خلافت میں جلدی کرو دوسرے لوگ اس کے دہلی ہونے کے آگے ہی تم حاصل کر لو۔ انصار باوقار جب یہ خطبہ سنے جواب دے کہ تم اچھی بات کہے ہو ہم تمہارے خلافت قبول کرتے ہیں اور ہم تمہارے سے رضی ہیں پھر آپس میں کلام کرنے لگے کہ اگر جہاجین قریش اپنا استحقاق ایسا بیان کریں کہ ہم اسلام میں سبقت کئے ہیں اور حضرت کی خدمت بجا لائے ہیں اور اپنے وطن سے ہجرت کئے ہیں اور حضرت کے ساتھ قربت رکھتے ہیں جب ایسی فضیلتیں ثابت کریں ہم کہا جواب دیں۔ تب انصار سے ایک گروہ کہنے لگی کہ ہم جہاجین سے کہیں کہ مِنَّا اَمِينٌ وَمِنْكُمْ اَمِينٌ یعنی ہم سے ایک امیر ہو اور تمہارے سے ایک امیر۔ اور ہم کے سوا کسی ہرگز رضی نہ ہو۔ ہر ایک شخص کے خاطر میں جو گذرنا تھا وہی کہتا تھا۔ ایسے میں انصار ایک مرد عمر فاروق کی خدمت میں جا کے سب انصار جمع ہو کے اس مشورت میں ہیں سو خبر پہنچایا۔ اور بہت مبالغہ کیا کہ اسباب میں بہت جلدی کی گئی تاجدار و قتال کی نوبت نہ پہنچے۔ یہ خبر سنے ہی عمر فاروق نے اٹھے اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر کی طرف آئے۔ ابو بکر صدیق وہاں حاضر تھے سو انکو خبر دئے اور سقیفہ بنی سعدہ میں جو انصار کا مجمع تھا وہاں جانے کے باب میں بہت جھگڑا۔ تب ابو بکر صدیق اور ابو عبیدہ بن الجراح اور قریش کی ایک جماعت اتفاق کر کے وہاں جا پہنچے۔ اور علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ اور زبیر اور بنی ہاشم اور صحابہ کی ایک جماعت حضرت کی تجویز و کفین اور غسل و تدفین کے کام میں شاعلی رہے۔ اور راہ میں انصار سے دو مرد یعنی عوم بن سعد و یمن بن عدی صدیق اکبر عمر فاروق سے ملے اور انکی دلداری کئے۔ اور جب سقیفہ میں جا پہنچا دیکھتے ہیں کہ ایک شخص پلنگ پر گھیر گیا ہوا تھا ہی اور انصار کے اطراف جمع آئے ہیں اور اپنی فضیلتیں بیان کر رہے ہیں۔ اور خلافت کا داعیہ رکھتے ہیں۔ عمر فاروق نے پوچھا کہ یہ مرد جو پلنگ پر بیٹے کون سی سہ کے کہ سعد بن عبادہ ہی۔ عمر فاروق سے متول ہی کہ کہے کہ میں کتے باتیں اپنے دل میں مقرر رکھا تھا اسوقت بیان کرنا چاہا۔ لکن ابو بکر صدیق نے مجھے قسم دیکے منع کئے اور آپ باتیں کرنے لگے۔ قسم ہی پروردگار جل شانہ کی کہ جو باتیں میں نے اپنے دل میں کھا تھا اس سے بہتر کلام کئے۔ اور ایک روایت ہے کہ ابو بکر اول اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا دوائے اور حضرت پر درود و سلام بھیجے۔ پھر جہاجین کی فضیلتیں جو انھوں نے اسلام میں سبقت کئے اور حضرت کے سناوٹ اور حسن مذاک سے پیش آئے اور ایک گروہ جو حضرت پر جان و مال فدا کئے۔ اور کفار قریش سے سخت جھائیں اور بلائیں کھینچے بیان کئے۔ اور ان کے بعد انصار کے

تہوت خلافت ابو بکر رضی

۴۰

انصاری کا بھی شمار کیا گیا اور ولایت میں آئے۔ اور ثابت کو اسے کہ ہاجرین حضرت کے سامنے قرابت قربر رکھنے
 جب ہنری عرب میں اور حبشہ میں گئے۔ اور عرب میں قریش کے دوسرے کے تابع نہ ہو گئے۔ پس تم انہیں
 صد کرو اور انکی مخالفت پر پناؤ۔ بحکم حدیث شریف لَا تَنْتَسِبُ قُرَيْشَ قریش کے لوگ قریش کے پیرو ہیں۔ تم کتاب
 اللہ کے رو سے ہمارے بھائی اور دیں ہیں ہمارے سر کی ہیں۔ اور دوسروں کے نسبت ہمارے بڑے دوست ہیں سو تم
 زیادہ ہزا اور سہاوت کے ہیں کہ انصاری نے ان پر رضی رہیں اور اپنے بھائیوں کی فضیلت کو مسلم رکھیں۔ اللہ تعالیٰ جس
 کام سے انکو سرزد فرماوے تم تنگ دل نہ ہو۔ انصاری کہنے لگے اجماع ہاجرین سے کسی خلافت قبول کرتے ہیں بشرط
 جب وہ قتال کرے تب انصاری سے کوئی خلیفہ ہوگا۔ اور یہ کام ہی طرح جاری رہے۔ عمر فاروق نے کہا کہ وہ اللہ جو
 ہماری مخالفت کرے ہم کو قتل کرے گئے۔ جناب بنی النضر انصاری جو خزیج کے قبیلے سے تھے انھیں انصاری نے کہا کہ وہ اللہ ہم
 کسی خلافت قبول کرے گئے ان ہمارے سے ایک امیر ہوگا تمہارے سے ایک امیر۔ حدیث کہہ گئے کہ امارت ہمارا
 حق ہے پس یہ کہ امیر ہمارے سے رہے اور تم ہمارے وزیر۔ جناب نے انصاری کو خطاب کر کے کہا کہ اے انصاری وہ نہ ہمارے
 اس بات کو قبول کر اور ثابت قدم رہو کہ خلافت کے لئے تم اہل حق ہو۔ اور ہاجرین کہہ گئے کہ اے انصاری وہ نہ ہمارے
 نہیں کہ ہمارے سے ایک امیر ہو اور تمہارے سے ایک امیر۔ اگر تم چاہتے ہو تو اس بات کو قبول کرو والا ہم تمہارے سامنے قتال
 کرے گئے تا کہ کیا قرار پائے عمر فاروق نے کہا کہ اللہ خلافت میں دونی روا نہیں ہی دو بادشاہ ایک ملک میں ہونا ممکن
 نہیں۔ جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے قبیلے سے نہیں تھے عرب تمہاری امارت پر رضی نہ ہو دیکھئے جناب
 کہنے لگے کہ ہم جو یہ بات کہتے ہیں تمہارے پر کچھ حسد نہیں کہتے ہیں۔ ولیک یہ کہ اندیشہ یہی ہے کہ ہم پر ایسے لوگ والی ہیں
 کہ جنکے باپ اور بھائی کو ہم قتل کئے ہوں۔ عمر فاروق نے کہا کہ جب خلافت ان پر قرار پائے تو مسلمان ہی قوم ہمارے عرض
 جناب اور عمر بن الخطاب کے درمیان بیعت سختی سے ہاتھ چلے۔ ہاجرین انصاری کے درمیان جری خاصیت اور
 کھڑی رہی یہاں تک کہ زوار چلنے کی نوبت قریب تھی اور اس شور و غوغا میں معد بن عبادہ لوگوں کا مال چھو گئے۔
 تب انصاری سے ایک شخص فریاد کیا کہ تم نے مسک کو مار ڈالا۔ عمر فاروق نے کہنے لگے کہ خدا اسکو بڑے کریم سے شرا و فتنہ
 چھائیائی۔ ابو بکر صدیق جب یہ حال دیکھے سب ہجاب کو اچھی طرح سے تسکین دے انھیں کہہ گئے کہ اے انصاری تم کو خدا
 عزوجل کی قسم دیتا ہوں تم یا دو کرو کہ کہ حضرت بنی جس شب عقبہ پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تم نے جو بیعت کیا
 اس وقت حضرت نے تم سے جو چند شرطیں لے لیں یہ بھی ایک شرط تھی کہ خلافت و حکومت کے باب میں تم مخالفت کرنا
 جو شخص اس کام کے لائق ہو اسکے ساتھ منارعت میں شریک آویں۔ یہ بات سننے ہی سے سب کہہ کر مانے۔ میرے معد بن
 عبادہ کی طرف متوجہ ہو کے کہنے لگے کہ تم نے صحت سے نہیں سنائی کہ اس کام کے والی قریش ہیں۔ مسعد نے کہا ان
 میرے معد بن ثابت انصاری تھا اور کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہاجرین کی قوم سے تھے پس انکا خلیفہ بھی ہاجرین

ہی چاہئے۔ ابوبکر صدیق کہے جزاکم اللہ خیر ایں عمر فاروق اور ابو عبیدہ کا ہاتھ پکڑ کے کہنے لگے کہ ان دونوں سے ہر ایک کو من خلافت کے لائق جانتا ہوں۔ عمر فاروق کہے کہ ہم تمہارے سے بیعت کرتے ہیں کہ ہم میں جبر اور بہتر تم ہی ہو۔ اور ہم سب سے حضرت کے نزدیک زیادہ دوست تم ہی تھے۔ اور ایسا شخص کون ہی کہ جسین بہتین فضیلتین جمع ہوں جو اس آیت سے معلوم ہوتے ہیں۔ لَکِنِیْ اَشْیَیْنِ اِذْ هَکَا فِی الْعَارِ اِذْ قَالَ لِصَاحِبِهِ لَا تُخْشَیْنِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔ پس ابوبکر صدیق کا ہاتھ پکڑے اور بیعت کئے پھر ہاجرین کو کہے کہ بیعت کیجئے تب وہ بھی بیعت کئے۔ پھر سب انصار بھی کر چکے مگر ایک چھوٹی جماعت باقی رہ گئی۔ اور بعضوں نے کہا کہ ہم علی مرتضیٰ کریم اللہ وجہہ کے سوا کسیکے ہاتھ پر بھی بیعت نہ کریں گے۔ اور سعد بن عبادہ نے نقشب اور حمیت کے سبب جب تک زندہ تھے بیعت نہ کی۔ پر ایک ضعیف روایت آئی ہے کہ آخر الامر اسنے اگر اسے بیعت کی۔ تب نہیم پوشیدہ نہ رہے کہ ہاجرین انصار کا اختلاف عرب کی عادت پر واقع ہوا۔ کہ کسی قوم پر اس قوم والے کے سوائے دوسرے کو حاکم نہیں ٹھہراتے تھے۔ اور حضرت نے جو فرمائے تھے اَلَا یَاۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّکَ لَمَّا تَرٰ مِنْ الْقُرَیْشِ۔ اس ارشاد سے غافل تھے جب وہ بات یاد آئی اس خلاف سے باز آئے۔ اور ہاجرین و انصار کی وہ مخالفت صاف اس بات پر ولالت کرتی ہے کہ حضرت حضور کسی کی خلافت پر تفضیل نہیں فرمائے کیونکہ حضرت خالص کی خلافت پر نص فرمائے ہوتے تو صحابہ اسباب میں ایسا خلاف نہ کئے ہوتے۔ اور منقول ہے کہ جناب مرتضیٰ علی کریم اللہ وجہہ جب تک حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا زندہ تھیں بیعت نہ کی۔ کیونکہ آپ کی دامن خاطر پر اس بات کا غبار تھا کہ ابوبکر صدیق امر خلافت اور عقد بیعت کی ایک جو خبر نہ دی اور اسباب میں آپ سے مشورت نہ کی۔ اور اکثر مبنی ہاشم امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کے ساتھ اتفاق کر کے بیعت نہیں کئے۔ اور ہاجرین قریش کی ایک جماعت جیسے زبیر اور طلحہ اور خالد بن سعد بن العاص۔ اور انصار کی ایک گروہ بیعت میں توقف کی تھی اور چند روز کے بعد سب بیعت کئے۔ روایت ہے کہ جب امیر المؤمنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیعت لینے سے فارغ ہوئے۔ اسی روز ایک خطبہ پڑھے اس میں حمد ثنا اور درود و سلام اور لوگوں کے دل جوئی کے بعد یہ مضمون تھا کہ اے مسلمانو! میں نے اس امر خلافت اور حکومت کی طرف مائل ہونے لگا بلکہ میں خدا و رسول کی اطاعت کروں تو تم بھی میری اطاعت کرو۔ اور میں خدا و رسول کی بیغیر مانی کروں تو تم پر مجھے کچھ حکم اور فرمان روائی نہیں۔ بلکہ میرے سے کبھی خدا واقع ہو جاؤ تو تم مجھے گاہ کرو اور راہ راست بتلاؤ۔ پھر اس کے بعد حضرت کے دفن میں مشغول ہوئے۔ جب دفن سے فرغت حاصل ہوئی ابوبکر صدیق نے دوسرا خطبہ پڑھا اسکا یہی مضمون تھا کہ امر بیعت میں تم نے جو میرے سے تمام دیکھا سو وہ ولایت و امارت کی حرص کا سبب نہیں تھا بلکہ فتنہ و فساد اور اختلاف کا اندیشہ تھا اس واسطے میں نے جلدی کی۔ الحمد للہ

ابن ابی اسود اور ہوا۔ پس اب تم جو چاہتے ہو غلطہ فقہروں میں بھی اس سے بیعت کرنا ہوں۔ سب کے سب گئے
 خلافت ابو بکر ہی سزاوار ہی ہم سب آپ سے رہی ہیں۔ صدیق اکبر نے کہا اللہم صل علی محمد و آلہ
 علیہ السلام۔ پس خلافت افسین پر قرار پائی۔ اسی روز سے انکو طغیان رسول اللہ کہنے لگے۔ کہتے ہیں کہ جب حضرت
 کے دفن سے فارغ ہوئے علی رضی اللہ عنہ چہ نے عزت اختیار کی۔ اور اپنے گھر میں تشریف رکھے اور لوگوں
 سے طاب کر دئے۔ ابو بکر صدیق پیام بھیجے کہ تم کسی بیعت نہیں کئے کہا میری خلافت کو کمزور رکھتے ہو۔ مرتضیٰ
 علی نے جواب کھلا دیا کہ میں آپ کی خلافت کو کمزور نہیں کھتا ہوں۔ لاکھ ہیں نے قسم کھائی کہ جب تک قرآن مجید
 جمع کرنے سے فارغ نہ ہوں اپنی چادر کھندے نیز زکوٰۃ ادا نہ کروں مگر فرض نازوں کے لئے۔ کیونکہ مجھے سب کا بڑا خوف ہی کہ
 قرآن کریم جو مجھ پر کو یاد ہی کہیں کسی سے محروم نہ رہے۔ اور بعض اہل تاریخ لائے ہیں کہ جب بیعت کی ہم سے وقت
 حاصل ہوئی ابو بکر صدیق نے ہمارے انصار کا ایک عجیب کر کے علی مرتضیٰ کو بلا بھیجے۔ جناب امیر نے قبول کر کے اس
 مجلس میں وقت افزا ہوئے اور اپنے لائی مکان میں تشریف رکھے اور آپ کو بلا بھیجے کہ سب دریافت کئے
 عمر فاروق نے کہا کہ آپ کو بلا دیکھا ہی بسبب فنا کہ سب سب مجھ پر ابو بکر صدیق سے بیعت کئے ہیں آپ بھی بیعت
 کریں۔ جناب امیر نے فرمایا کہ تم انصار جو جنات کی حجت لاکھ خلافت کا منصب لے ہو۔ میں ہی تم پر وہی دلیل لانا ہوں
 تم سچ کہو کہ حضرت جناب سات کے ساتھ زیادہ نزدیکی اور قربت کس کوئی۔ عمر فاروق نے کہا کہ اے علی ہم آپ کو
 بیعت کے سوا نہ چھوڑیں گے۔ جناب امیر نے کہا کہ اول میری اس بات کا جواب باصواب دیجئے اسکے بعد بیعت طلب
 کیجئے۔ ابو عبیدہ کہنے لگے کہ اے ابوبکر آپ کو سلام میں جو بیعت اور حضرت کے ساتھ نزدیک کی قربت حاصل
 تھی اس فضیلت پر نظر کر کے خلافت کے لئے آپ ہی زیادہ سزاوار ہو۔ لاکھ سب مجھ پر متفق ہوئے اور ابو بکر صدیق
 سے بیعت کئے مناسب ہی تھی کہ آپ بھی انکی اور وقت کریں اور قدم دائرہ وفاق میں رکھیں۔ جناب امیر نے کہا
 کہ اے ابوبعبیدہ حضرت کے قول سے تم اس امت کے امین ہو گوارہ دو کردار میں نہ حصہ دہستی اور مصائب امانت ہیں
 ایسی بات نہ کہنے جو صدق و دہستی سے متعرون نہ رہے۔ نہ سوچئے کہ حسیبہ تعالیٰ جو جو بخششیں اور رشخیں خاندان نبوت
 میں کرامت فرمائی ہیں وہ ساری جگہ نقل کریں۔ حالانکہ قرآن کریم ہمارے گھر میں نازل ہوا علم دین کے مخزن اور
 سنن سید المرسلین کے محافظ ہم ہی ہیں۔ شریعت کے طواریں اور دین و ملت کے صلحہ حق و سرون سے ہم ہتر
 جانتے ہیں اسلئے خلافت و امارت کے واسطے ہم زیادہ سزاوار ہیں۔ بشیر بن سعید انصاری نے کہا اے ابوبکر
 واللہ آپ کی یہ جو بہتس چراغ ظاہر کرتے ہو اسکے آگے لوگوں کو معلوم ہونی چاہیے کہ آپ سے ہی بیعت کئے جوتے
 ہرگز خلاف کرتے لیکن تم نے جب گھر میں لوگوں کو یہ گمان ہوا کہ آپ امر خلافت سے دست بردار ہیں یا امت
 و حکومت سے بیزار۔ لہذا لوگوں نے ابو بکر صدیق کے ہاتھ پر بیعت کیا۔ یہاں میں اس واسطے اتنی جلد ہی کتاب شریف

امور جاری ہونے میں کچھ خلل نہ آوے۔ جناب امیر نے فرمایا کہ اسی بشیر کا تم اسباب کو رد رکھتے ہو کہ میں نے حضرت خواجہ کائنات و خلاصہ موجودات کا جس شریف گھر میں چھوڑ دیے اور آپ کی تجہیز و تکفین کو ضروریات سے بچان کے طلب ریاست و حکومت کی طرف دوڑوں۔ اور لوگوں سے منازعت کروں۔ جب ابو بکر صدیق نے دیکھا کہ مرتضیٰ علی کا ہر سخن نہایت استوار تر اور محکم تر اور ہر بات ہزار باتوں کے مقابل اور برابر ہی زرجی اور ملائت کی راہ اختیار کی اور کہنے لگے کہ اسی ابو الحسن میرا گمان یہ تھا کہ آپ اسباب میں میرا خلاف نہ کرو گے والا اس امر میں ہرگز تقدیم نہ کیا ہو تا اب جو لوگوں نے میری بیعت پر اتفاق کیا ہی آپ بھی انکی موافقت کرو گے تو میرا گمان خطا نہ کیا بلکہ راست آیا فی الحال بیعت کرنا نہیں چاہتے ہو اور اسباب میں فکر و تامل کر سکیا اور ادھ رکھتے ہو تو آپ پر کچھ حرج و تکلیف نہیں۔ جب علی مرتضیٰ نے یہ بات سنی وہیں مجلس سے اٹھے اور اپنے گھر تشریف شریف ارضانی فرمائے۔ بعضہ کہتے ہیں کہ چالیس روز کے بعد اُسکے بیعت کی۔ اور ایک روایت یہی کہ قرآن مجید کے جمع کرنے میں اور جناب زہرا جو حضرت کی جدائی میں غلین اور بیمار تھیں چھ مہینے انکی غم خواری اور بیمار داری میں فرصت نہوی جناب خاتون کے وفات کے بعد بیعت کر سکیا اتفاق ہوا۔ اللہ تعالیٰ اسکا بیان اگے آویگا۔ اور صاحب روضۃ الصفا غنیہ سے نقل کیا ہے کہ ابو بکر صدیق کے ماتھے پر لوگ بیعت کرنے کی خبر جب جناب امیر کو پہنچی ایسی جلدی کر کے گھر سے نکلے کہ چادر اوڑھنے کی بھی فرصت نہ ملی پیرہن کے سوا بے کچھ نہیں تھا اسی حالت سے صدیق اکبر کے پاس اُسکے بیعت حاصل کی۔ ابجا پوشاک اسی مجلس میں گھر سے نکلے۔ اور بعض روایت میں آیا ہے کہ جب لوگوں نے ابو بکر صدیق سے بیعت کیا ابوسفیان بن حرب جناب امیر کے پاس جا کے کہے کہ آیا تم رضی ہو تے ہو کہ بنو تمیم کا ایک شخص امر حکومت کا والی ہو واللہ تم چاہتے ہو تو یہ جنگل سوار اور پیادوں کے بھردوں۔ جناب امیر نے فرمایا کہ اسی ابوسفیان تو ایام جاہلیت میں ہمیشہ فتنہ ڈالتا رہا اب بھی جتنا ہی کہ اسلام میں فتنہ ڈالے اللہ تعالیٰ تیرے فتنے سے مسلمانوں کو کچھ ضرر نہ پہنچا سکیا میں ابو بکر صدیق کو خلافت و امارت کے لئے لائق اور سزاوار جانتا ہوں۔ کہتے ہیں کہ جب صدیق اکبر اور عمر فاروق کو معلوم ہوا کہ ابوسفیان مخالفت کا عزم رکھتے ہیں جلد یزید بن ابی سفیان کو شام کی حکومت پر مامور کئے۔ تب ابوسفیان مخالفت سے باز آئے اور مطیع و منقاد ہوئے۔

فصل دوسری ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ماکول و مطبوس کے بیان میں جو بیت المیال سے مقصر ہوا تھا۔ اور ان کے کاتب و حاجب و عمال اور نقش خاتم کے بیان میں۔ روایت یہی کہ جب ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سند خلافت پر بیٹھے دوسرے روز علی الصبح اپنی قدیم عادت کے موافق تجارت کے لئے بازار کی طرف متوجہ ہوئے۔ ناگاہ عمر فاروق اور ابوعبید

رحمی اللہ عنہما نے راہ میں لے اور پوچھے کہ یا خلیفہ رسول اللہ کیا ان تشریف فرما تھے ہو۔ کہے تجارت کے لئے
 بانام کی طرف جانا ہوں۔ انھوں نے کہا کہ آپ مسلمانوں کے امیر ہو اور مسند خلافت پر بیٹھے پس اب بانام کی
 طرف جانا اور تجارت کرنا اس منصب کے لائق نہیں۔ کہنے لگے کہ میرے اہل و عیال کا فتنہ جو اللہ تعالیٰ میرے
 دستے پر واجب کیا ہے کہ بکراؤا ہو گا۔ و سے ہر دو بزرگوں نے کہا کہ بیت المال سے ہم آپ کا کفاف مقرر کرتے
 ہیں تب انکو پھیر لائے اور اہل و عیال کے واسطے ہمیشہ آوا بکر اور سالیانہ دو ہزار پانسو درہم اور ایک ہزار
 اور ایک خادوم بیت المال سے مقرر کئے۔ کہتے ہیں کہ انکا گھر مدینے کے مغرب کی طرف واقع تھا وہاں مسجد
 نبوی تک ایک میل کی مسافت تھی شروع خلافت میں ایک مہینے تک وہیں رہیں ہر روز سوار ہو کے تشریف لائے
 اور نماز پنجگانہ جماعت کے ساتھ مسجد نبوی میں آپ امام ہو کے ادا کرتے۔ اور نماز عشا سے فراغ ہو کے اپنے
 مکان کی طرف مراجعت فرماتے تھے۔ کبھی وہ حاضر ہوں تو انکی نیابت سے عمر فاروق امامت کرتے تھے اور جمعہ
 کے روز جماعت لے کے اور ذاتہ ہی کو ہندی کا خضاب کے غسل سے فراغ ہو کے آتے اور نماز جمعہ ادا کرتے
 تھے اسلئے ایک مہینے کے بعد مسجد نبوی کے نزدیک آگے رہنے لگے۔ کہتے ہیں کہ منصب خاتم عمر فاروق کے کول
 کی۔ اور عثمان ذوالنورین و زید بن عارث و عبد اللہ بن ارقم رضی اللہ عنہم کو اپنے کاتب مقرر کئے اور شریف جو
 انکا ملا تھا اسکو حاجب بننے اپنا دربان مقرر کیا۔ اور ملکون پر جو عاملون کو مقرر کئے سو یہ تھے کہ حضرت نے فتح مکہ
 کے بعد غائب بن اسید کو کہ معتز کے عامل مقرر کئے تھے ابو بکر صدیق بھی انھیں کو بحال رکھے موعتاب انکا حال
 تک اسی منصب پر چوتھے صدیق اکبر کی رحلت کے روز وہ بھی رحلت کی۔ اور طاہف بر عثمان بن ابی العاص کا دار
 مصنا پر مہاجر بن ابی امیہ کو۔ اور حضرت پر زید بن ولید۔ اور قحطان پر یعلیٰ بن امیہ کو۔ اور برجنہ پر حاذ بن جہل
 کو۔ اور بکر بن ہلال بن الحنفی کو۔ اور بکر بن جریہ بن عبد اللہ الجلیلی کو۔ اور سواد عراق پر شعی بن عارث کو۔ اور
 دیار شام پر ابی عبیدہ بن الجراح و سر جہل بن حسنہ و زید بن ابی سفیان کو مقرر فرماے اور یہ تینوں امیر باوجود ان
 کے خالد بن ولید کے تحت حکم تھے۔ اور صدیق اکبر کی خاتم پر یہ فقرہ متوشش تھا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عَبْدُ اللَّهِ

تیسری فصل ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت سے
 پہلے سال کے وقایع کے بیان میں۔ صدیق اکبر اپنی خلافت میں کافروں
 سے جنگ کرنے کے لئے پہلا لشکر روانہ کئے سو وہ اسامہ کا لشکر تھا۔ اسکا ذکر مختصر
 یہ فقیر جو جان السیر میں لایا ہے سو یہ ہے۔

سب غفلت کے امام تھے ہر واسطے آپ کے دفن میں بری ہوی سو چار شنبہ کی آخر شب میں دفن کئے۔ اسکے بعد مدفن
 اگرچہ سب مخالفت پر بھیجے پر حکم کے گوہر میں نہ رہے میں مذکورین کہ ہمارے شکر کے ساتھ حضرت نے جن جن کو مقرر
 فرمائے تھے وہ سب ہمراہ جاوین کوئی باقی نہ رہے۔ ایسے میں پہر خبر آئی کہ بعض قبائل عرب مرتد ہوئے اور
 بیسے ہر دہائی کے ساتھ شریک ہو کے مدینے کے ناخست و ناخج کا ارادہ رکھتے ہیں۔ لہذا بعض صحابہ ابوکر صدیق
 سے گزارش کئے کہ لشکر اسلام کی پیہری جماعت ہی جو ہمارے ہمراہ جاتی ہی پس ایسے وقت میں بعض قبائل
 عرب جو مرتد ہو کے بودی شرکت سے مخالفت پر کربا بندہ ہیں۔ اس فرست کو شنیت جان کے جنیش کر گئے تو ملک
 ملت میں ایک غفل واقع ہو جائیگا۔ پس چندے اس لشکر کے بھیجے میں وقف مناسب ہی صدیق اکبر نے جواب دیا۔
 اسامہ بن زید لشکر لیا جانے سے اگر دیر نہ دے کچھ کھا جائے تو بھی ہر لشکر روانہ ہی کرونگا۔ نقل ہی کہ انصار کی ایک
 جماعت نے عرف فاروق سے کہی کہ طیفہ پیغمبر صدیق اکبر سے آپ کہنے کہ ہمارے حکم عمر بنی اس لشکر کی امارت ایسے مختصر
 پر مقرر کرے کہ عمر اور جوہرے میں اسامہ سے زیادہ رہے۔ عمر فاروق نے صدیق اکبر سے عرض کی تو فرمائے عجیب
 اسی عمر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جسکو پیغمبر عطا فرمایا ہو تم کہتے ہو کہ ہمارے معزول کروں۔ عرض حکم کئے
 کہ لشکر کوچ کرے۔ اس فوج میں تین ہزار پیادہ اور ایک ہزار سوار تھے۔ ہمارے سب الحکم مرکب پر سوار ہو کے تمام
 کی طرف توجہ ہوئے۔ ابوکر صدیق اسامہ کے ساتھ پیادہ چلنے لگے۔ ہر چند ہمارے نے عمر بنی کی کہ آپ بھی سوار
 ہووین یا زحمت دین۔ پر صدیق اکبر قبول نہ کئے۔ اور اس لشکر کے سرداروں کو وصیت کی کہ کسی امر میں کراؤ و خیانت
 کریں۔ اور بولہ بخون اور جو رتوں اور بچوں کو نہ مارو اللین۔ اور بار بار دعا تاون کو نہ کات دین۔ اور رہا میں بیٹھے
 قوم انصار کے درویش و صومچوں کے درمیان عبادت میں مشغول رہیں اسے تعرض کریں۔ اور اتقول ہی کہ حضرت نے
 جن جن کو لشکر اسامہ کے ساتھ جانے کے لئے مقرر فرمائے تھے انہ کوئی باقی نہ رہا سب کے سب روانہ ہوئے۔ لاکھ
 اکبر نے دھت کے وقت ہمارے کہا کہ اگر نہات میں عرف فاروق میرے پاس پہنچے کی حاجت ہی۔ تمہاری رائے
 بھی استیلا پر آوے تو انکو زحمت دیکھئے۔ ہمارے قبول کئے اور عرف فاروق کو مدینہ مقدسہ کی طرف رجعت کر چکی زحمت ہی
 پیش نہیں کریں مدینہ منورہ کی طرف پھر گئے۔ اور ہمارے لشکر اسلام کو اسے قطع منازل کرنے لگے جس شہر اور
 جس قبیلہ پر لگا گذر رہا تھا ہر انہ پر اسلام کا براعب پڑتا۔ اور صدیق اکبر کے فرمان بوجیب جب قنعا کے قبائل پر پہنچے تو
 نارت اور تاج کئے۔ اور جب اس منزل پر پہنچا کہ جہان کافروں نے لکے والد ماجد کو شہید کیا تھا۔ اپنے پدے پر
 قانون سے انتقام لیا۔ پھر سالم خاتم مدینہ منورہ کی طرف لوٹ آیا۔ مدینہ سے اسامہ لاکھ چھٹا ہاتھ ستر و دو تیک
 روات سے چالیس دس کے عرصے میں پھر داخل مدینہ ہوا۔ اور بیچ الاول کے آخری دنوں میں اسود عسک کے قتل کی
 خبر آئی اسکا نام عیاد بن کعب تھا اسکا مختصر قصہ یہی ہے کہ ہجرت کے چھ توین سال میں جب ایک حاکم باذان مسلمان ہوا تھا

نے یمن کی حکومت اسی پر بحال رکھے ہو و غنسی بھی باذان کو قوت ایمان لایا تھا۔ جب ہجرت کے دسویں سال باذان کا انتقال ہوا حضرت اسکی ریاست کے چند حصے کئے اسکی تفصیل یہ ہے باذان کا بیٹا کہ جسکا نام شہر تھا اسکو صنعا کا ناظم بنائے صنعا ایک بڑا شہر بھی جو یمن کا دار السلطنت بھی۔ اور بحر ان کی حکومت عمرو بن خزیمہ کو دئے۔ بحر ان اور ربیعہ کے درمیان جتنے شہر ہیں ان شہروں کی فرائضی خالد بن سعید بن العاص کو بخشے۔ اور ہمدان کی حکومت عامر بن ہبل کو عنایت فرمائے اور حضرت موت پر زیاد بن لبید انصاری کو حاکم مقرر کئے۔ اور چند مواضع کے بندوبست پر عکا مشہ بن ثور اور ہاجر بن امیہ کو مقرر کئے اور ابو موسیٰ اشعری کو امامت پر اور معاذ بن جبل کو قصائد پر نصب کر کے روانہ فرمائے۔ حضرت کی وفات کے قریب اسو غنسی اپنی شقاوت سے نبوت کا دعوہ کرنے لگا وہ ملو کاہن تھا ایک جن اسکا تاج تھا سو اس شقی نے عجیب و غریب شعبہ بے ہنگام کے لوگوں کو راہ حق سے پھیرا۔ منج کا قبیلہ اسکا تاج ہوا اور قیس بن عبد یثوث کو جو یمن کے رئیسوں سے تھا اسو غنسی اپنا سپہ سالار مقرر کیا اور روز بروز اسکا فساد ترقی کرنے لگا آخر ساتھ سو آدمی کو جمع کر کے صنعا کی طرف متوجہ ہوا۔ اور شہر یمن باذان جب اس سے مقابلہ کیا اسکی جنگ پیش ہی ہد ہوا۔ اور وہ ملعون صنعا پر مسلط ہو کے شہر یمن باذان کی عورت کو اپنے کنجا میں لایا وہ شہید کیلہ تھی اسکا نام لزاز تھا اگرچہ ظلم سے اسکی کنجا میں آئی لاکن وہ دین پر ثابت قدم تھی اسو غنسی اس بی بی کے چمیرے بھائی فیروز دہلی کو اور دادویہ نام جو ایک شخص تھا اسکو یمن میں جو عجبی لوگ تھے سردار بنایا۔ اور یمن کا سب ملک ماتھ لائے کے ارادے سے حضرت کے عاملوں کو اپنی متابعت کرنے کے باب میں خطوط لکھا۔ تب معاذ بن جبل صنعا سے نکل کے ابو موسیٰ اشعری کے پاس جانے کے ملاقات کی پھر دسے دو یون ملے حضرت کو آئے اس ملعون کو دفع کرنے کی تدبیر میں تھے اس شان میں یمن کا سب ملک اس ملعون کے ہاتھ لگایا یمن کے سب مسلمان ظاہر میں اسکی عاملوں کے تابع اور در و دل بیزار تھے اور اکثر لوگ مرتد ہو گئے تھے۔ جب یہ خبر حضرت کے حضور میں پہنچی تھی نے اس کذاب کو قتل کرنے کے باب میں یمن کے اہل اسلام کو ایک حکمنامہ روانہ فرمائے۔ معاذ بن جبل اسکی قتل میں جری کوشش کر رہے تھے اور وہاں ایک عورت کو کنجا کے اسکا نام ملہ تھا وہ بنی السکن کے قبیلہ والی تھی اس قبیلہ کے تمام لوگ معاذ کے تابع ہوئے۔ ایسے میں اسو نے اپنے سپہ سالار قیس پر خطا ہوا تھا۔ اور فیروز دہلی اور دادویہ جو عجبی لوگ کے سردار تھے یہہر دو بھی اس پر دل تھے معاذ اس بات کو غنیمت جان کے سب مسلمانوں کو اپنے ہمراہ لے کے ان تینوں سے ساخت کئے اور اس کے قتل پر متفق ہوئے۔ پھر فیروز نے اپنی بہن سے جو اس ملعون کے کنجا میں تھی سخت کر کے شب کے وقت اسکی گھر کی دیوار کو سوراخ ڈال کے اندر گیا وہ ناہنجار شراب پی کے کچھوٹے پر پڑا ہوا اور خورائے مار رہا تھا اسکی عورت اسکی سرانے بیٹھی تھی فیروز کو دیکھے ہی اسکا شیطان اسکو ہشیار کر دیا۔ فیروز نے دیر نہ کر کے اسکو قتل کیا پھر باہر جا کے قیس اور دادویہ کو بلا لایا۔ یہ تینوں ملکر اسکا سر کاٹنا چاہے تو اسکا شیطان اسکو

حکمت میں لایا اور وہ خطر اب کرنے لگا۔ تب دو شخصوں کی میٹھ پر چڑھ کے دبائے اور ایک عورت اس کے سر کے بال کچھ کپکپ کر کے تب وہ آؤ کر کے لگا۔ اس کے گھر پر جو لوگ گھبانے سے دے دوڑتے آئے اور باہر سے پوچھے کہ یہ کیا آؤاؤ نبی تب اس کی عورت نے کہی کہ یہ تمہارے نبی پر وہی نازل ہو رہی ہے۔ غرض اس کے قتل کے بعد سب لوگ معاذ بن جبل کے تابع ہو کر اس کے ساتھ ناز پر رہنے لگے۔ اور مدینہ میں اسی شب حضرت نے خبر دے کر آج کی شب اس وقت کو اچھی جماعت کا ایک نیک شخص نے قتل کیا۔ صحابہ مرض کئے کہ یا رسول اللہ وہ کون سی مرضی ہے کہ وہ فیروز دیلی ہوئی۔ اور اس کے قتل کی خبر معاذ لکھ کے حضور نبوی میں روانہ کئے انکا عرض پہنچنے کے آگے حضرت کی وفات ہو گئی۔ صدیق اکبر مسند خلافت پر بیٹھے بعد پہلی خوشخبری جو آئی یہی تھی **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ**

بدویان عرب کا بلو جب اسلام کا انکار مدینہ سے روانہ ہو چکا اطراف و جانب کے لوگ جو مدینہ کے مدینے پر شیخوں اور کے لوٹے کا ارادہ رکھتے تھے۔ یہ سب کے صدیق اکبر نے مدینہ میں آنے کے جو ماہین تھیں ان پر علی مرتضیٰ اور طلحہ و زبیر اور سعد بن ابی وقاص کو پاس بانی کے واسطے مقرر کر دئے۔ اور سب لوگوں کو بھی مسجد میں حاضر رہنے کا حکم کئے۔ پس تیس روز نہیں گزرے کہ مرتدوں کی فوج مدینے کا قصد کر کے آئی۔ اور ان کے آہے لوگ ان کی لگ کے لے ڈوالہ میں تھے۔ غرض جب مرتدوں کی فوج مدینے کے قریب آنے کی خبر صدیق اکبر کو پہنچی۔ مسجد میں جو لوگ حاضر تھے ان سب کو ہمراہ لے کے اونٹوں پر سوار ہو سکے مرتدوں نے فوج اسلام بچتے ہی بھاگنے لگے اہل اسلام انکا بچا کر کے ڈوالہ تک پہنچائے۔ پھر مرتدوں اور مسلمانوں میں جنگ ہوئی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح و نصرت بخشی اور مرتدوں کو شکست فاش ہوئی۔ **زکوة موقوف کئے سو مرتدوں کا جنگ**۔ مدینہ کے اطراف و اطراف میں بعض قبیلے والوں نے زکوة دینے میں جو استاد کئے تھے صدیق اکبر نے جمادی الاولیٰ میں انکے جنگ پر ایک فوج لے کے نکلے۔ ان مرتدوں نے مشکوں میں دم مہر کے پیادوں پر سے لڑا دئے۔ اونٹ اس سے چمک کے بھاگنے لگے۔ لشکر اسلام میں ہند فقرہ رونا کہ شام تک جاؤ کسی اختیار میں تھے پس شب کو مدینہ میں آئے رہے اور مرتدوں نے سمجھ گئے کہ اب مسلمانوں کو قوت باقی نہیں۔ پھر صدیق اکبر نے شب کو فوج تیار کئے اور مدینہ میں سنان بن خمری کو نائب ٹھہرائے اور مدینہ کے راہوں کی حفاظت پر عبداللہ بن مسعود کو متعین کئے اور آپ فوج لے کے پچھل شب میں نکلے۔ ہمنوع صحابہ صادق نہیں ہوئی تھی کہ ہر دو جاعتیں ایک ہی میدان میں مل گئیں۔ تب اہل اسلام ان پر تلوار چلائے اہل قباہ طبع نہیں ہوا تھا کہ کفار کو شکست ہو گئی اور انکے اکثر جاؤ مسلمانوں کے ہاتھ آئے اور صدیق اکبر انکا بچا کر کے ڈوالہ تک لے گئے ڈوالہ مدینہ سے آٹھ فرسنگ پر واقع ہے ایک فرسنگ کے تین میل ایک میل کے چار ہزار قدم ہوتے ہیں۔ اس فتح سے یمنوں کو قوت و شوکت حاصل ہوئی اور کافروں کو خواری وادارت۔ اور بنی

ذبیان اور بنی عیسٰی کے قتل کے واسطے مرتد ہو گئے۔ اپنے قریبوں میں جو مسلمان کو قتل کئے تھے انکی جرأت دیکھ کر دوسرے
 قتل کے واسطے بھی ایسا ہی کئے۔ صدیق اکبر نے قسم کھائی کہ انشاء اللہ تعالیٰ اسکے بے یمن ہونے کو وہ ان مرتدوں کو
 قتل کرونگا پھر مغفرت و مغفرت دے دیے کی طرف لوٹ آئے اسی شب عدی بن حاتم اور صفوان اور زبرقان کے یہاں
 زکوۃ کا مال آیا ایک کے یہاں اول شب میں دوسرے کے یہاں اوسط شب میں تیسرے کے یہاں آخر شب میں
 چوتھے کے یہاں حضرت کی وفات سے ساتھ دن کے بعد واقع ہوا۔ پھر چار روز کے بعد اس مہینہ میں زید بن جحش کے لئے
ابیرق کا جنگ ابو بکر صدیق نے اس مہینہ کو مدینہ میں خلیفہ کئے اور ان کے لشکر والوں کو وہاں
 چھوڑ دئے تاجازون کو آرام ہو۔ اور آپ نے اول جن غازیوں کو ساتھ لے گئے تھے انہیں کو ہمراہ لے
 کے ابیرق کی طرف روانہ ہوئے وہاں بنی عیسٰی اور بنی ذبیان اور بنی کنانہ کے تکریمان جمع آئے تھیں اپنے
 جنگ کئے مخالفوں کو ہزیمت ہوئی۔ پھر ابیرق میں چند روز اقامت کئے اور بنی ذبیان کے ملکوں کو اپنے
 تصرف میں لائے اور فرمائے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو غنیمت دیا پھر دسے لوگ ان ملکوں کے مالک
 بنو نازحرام بنی۔ اور ابیرق اور ربذہ کو احاطہ باندھ کر مسلمانوں کے گھوڑوں کی چراگاہ مقرر کئے۔ اور
 آپ مع الخیر مدینہ کی طرف تشریف لائے ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی
روانگی ذوالقصہ کو بنی عیسٰی اور بنی ذبیان جو بھاگے تھے بڑا فتح میں جا کے طلیحہ سدی کے
 پاس جمع ہو پھر صدیق اکبر کے لشکر کو ساتھ لے کے طلیحہ پر جانے کے ارادے سے ذوالقصہ تک آئے۔ واپسی
 ابن عمر سے اور ذکر یا مساجی عایشہ صدیقہ سے روایت کئے ہیں کہ جب ابو بکر صدیق اونٹ پر سوار ہوئے سیدہ
 اور تر واریام سے کہنے علی مرتضیٰ نے ان کے ناقے کی جہار پر کڑے کئے کہنے لگے کہ یا خلیفہ رسول اللہ آپ کہاں جاتے
 ہو حضرت نے آپ کو جنگ احد کے روز جو فرمائے تھے میں بھی وہی بات کہتا ہوں کہ تم اپنی تر واریام کو نیام کرو
 اور اپنی جان کی مصیبت کا درد ہم کو نہ بتلاؤ۔ اور مدینہ کی طرف تشریف لے چلو واللہ آپ پر کچھ مصیبت ہو تو
 اسلام کا نظام باقی رہے گا۔ اور دوسرے صحابہ بھی ایسا ہی مانع ہوئے اور عرض کئے کہ مدینہ کی طرف مرجعت
 کیجئے اور جنگ کے واسطے دوسرے صحابہ کو روانہ فرمائے۔ تب صدیق اکبر نے اپنا سفر موقوف کئے جب ہاتھ
 کا لشکر آرام پا یا اور صدقات کی تقسیم کے بعد کچھ مال باقی رہا۔ گہارا جھنڈے بنا کے گہارا امیروں کے
 حوالے کئے۔ ایک جھنڈا خالد بن ولید کے ہاتھ دیکے حکم کئے کہ تم جا کے طلیحہ بن خویلد سدی کے ساتھ جنگ کرو۔
 اس سے فارغ ہوئے بعد بلال کی طرف مالک بن نویرہ پر جاؤ۔ دوسرا جھنڈا عکرمہ بن ابوجہل کے ہاتھ دے کے واپس
 کہ تم جا کر سیدہ کذاب سے جنگ کرو۔ تیسرا جھنڈا شرجیل بن حسنہ کے حوالے کر کے عکرمہ کی کمک پر مقرر فرمائے اور
 کہئے کہ اس سے فرخت پائے کے بعد بنی قضاہ پر جاؤ۔ چوتھا جھنڈا جہار بن ابی امیہ کے ہاتھ دے کے فرمائے

کہ غسی کا لشکر کے قس بن کشتی پر بھاؤ۔ پانچواں جہتدا خالد بن سعید بن العاص کے آؤ کیے مشرق کے جانب
شام کی طرف روانہ گئے۔ چھٹا جہتدا عمرو بن العاص کے حوالے کر کے قنقاہ وغیرہ پر بھیجے۔ سہواں
جہتدا حذیفہ بن یمان کے ہاتھ دے کے ابن ہوشم پر بھیجے۔ اور آٹھواں جہتدا عوف بن غارہ کے ہاتھ دیکے
بنی سلیم اور جوازن پر روانہ فرمائے۔ نوواں جہتدا سہیل بن مرقن کے پاس دیکے ہمارا کی طرف بھیجے۔
دسواں جہتدا ابی بن العاص کے ہاتھ دیکے بحرین کی طرف روانہ گئے۔ گیارہواں جہتدا حکامہ بن جعفر
اسدی کے ہاتھ دیکے قطن کی طرف روانہ فرمائے اور ہر امیر کو ان کے منصب کا عہد نامہ اور سر تہذون
کے تہذیب بن ایک فرمان لکھ دئے اور ہر ایک کا لشکر لکھ کر ہاتھ دیکے ذوالقعد سے چو طرف روانہ فرما
اور آپ مدینے کی طرف مراجعت گئے۔ **ہجرت سے بارہویں سال کا**
احوال ہجرت سے بارہویں سال کے ابتدا میں ابو بکر صدیق نے طلیحہ بن خلد سے جنگ کر لیا
قصد گئے اور ذوالحجۃ تک پہنچے مدینہ و ماکہ ایک ہفتہ تک کے قیام سے پہلے برہی۔ امیر المومنین رضی علیہ السلام
وجہ انتخابنا مصلحت وقت نہ جان کہ ان کے مرکب کی ہلک پڑ کے کہنے لگے کہ آپ کا جانا مناسب نہیں ہے
کہ آپ کے عوض میں اور کسی عیبت تب صدیق نے خالد بن ولید کو روانہ کر کے آپ مراجعت کی۔ ان دونوں
طلیحہ بن خلدین اور خلد اور ہر کو ایسا لشکر گاہ چھڑا دیا۔ اس طلیحہ کا قصد مختصر یہی کہ اسے حضرت کے وقت میں
ایمان لاکے اپنے قبیلے کی طرف گیا ایک ایک مرتبہ ہر کے نبوت کا دعو کر کے لگا اور لوگوں سے ناز روزہ تھا
کر دیا اور نہ کو مباح شہر یا خود یا اللہ نہ یا ایسی انسانی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حبیب بنی اسکے لوگ اسکی رست
کا قرار گئے۔ اور عیینہ بن حصین بنی فرارہ کے ساتھ اور عمرو بن عبد کرب بھی اسکے شریک ہو گئے۔ حضرت کی آپ
کے بعد انکا ہم دور بھی قوی اور حکم ہوا۔ عرض خالد جب اپنے لشکر سمیت ان جا پہنچے اول طلیحہ کے پاس دیکوں کو
روادہ گئے اور ہر کو نصیحت کی کہ مخالفت چھوڑ دو یہی ہے اور اس دیکے باز آوے لاکوں سے قبول کیا۔ تب
خالد نے لشکر کسی کئی اور صفیں کر کے عیینہ بن عدی بن عامر خانی اور عیینہ بن زید بن لیل کو مقرر کئے اور
آپ قلب لشکر بن قیام کیا۔ اور طلیحہ عیینہ بنی اسد اور غطفان اور فرارہ کے قبیلوں کو لشکر اسلام کے مقابل کیا
اور صفیں کھینچا اور آپ سربراہ چادر کھینچا جو ایک گچہ پر تھیا۔ اسکے سپاہ کو ایسا نظر آتا تھا کہ گویا جبریل علیہ
السلام کے نزول کا انتظار کر رہی تھی۔ پھر دولشکر جنگ آغاز کئے۔ عیینہ بن حصین بنی فرارہ سے ساتھ کھینچا
کو ہر وہ لیکر خالد کا مقابلہ کیا اور بہت سعی و کوشش سے لایا کچھ فائن ہوا۔ جب سپاہ اسلام کی تھوکت اور
وہمہ دیکھا نہایت مضطرب سے جنگ موقوف کر کے طلیحہ کے پاس آئے پوچھا کہ جبریل نازل ہوا یا نہ طلیحہ نے کہا جبریل
نہیں آئے۔ عیینہ پھر طرغاد کو راجا جنگ کرنے لگا پھر ایک ساعت کے بعد دوسرے بار آئے طلیحہ سے دریافت کی

جنگ

عین و جنت میں لے آئے تھے ترفہ اسلام حاصل کی۔ اور حضرت نے جبرائیل سے کہ یہ عورت میرے بعد مخالفت پر
 کرنا نہ ہوگی۔ یہاں حضرت کے بعد اس کو حکومت اور ریاست کی جو سب بڑا ہوئی وہ نایاب مرتبہ ہو گئی۔ خلفائے
 اور چواڑن اور سلمہ اور ہمدانی کے قیلولہ کا ایک جماعت کثیر اسکے تابع ہوئی۔ جب یہ خبر خالد کو پہنچی اپنا
 لشکر چار ہزار لے کے یثرب پہنچا۔ سلمیٰ بھی یہ خبر پا کر کئی لاکھ قیادہ لے کر تیار ہوئی جب ہمدانی کے
 مقابل ہوئے خالد اس وقت جنگ کے کہ مرتدوں کو سوائے خوار کے چارہ زبانا کھڑا کر دیا۔ سلمیٰ جو ایک
 اونٹ پر سوار تھی غازیوں کی ایک جماعت اس کو گھیر لی اور اسکے اونٹ کو بے گناہ اور سلمیٰ کو قتل کر کے جہنم
 میں روانہ کر دئے دوسرے فتوحات پر یہ فتح عظیم علاوہ ہوئی۔ **سجاء نبوت کا دعوا**
کرنا اور سید کذاب کے ساتھ ملنا اور خالد ان کے ساتھ
جنگ کرنا۔ قتل بھی کہ سجاء ایک نصرانیہ عورت تھی۔ فصاحت بیانی اور طلاق لسانی میں
 مشہور و معروف تھی۔ شریعت عیسوی کی اوضاع و احوال خبردار تھی جب ریاست اور علم فصاحت کے
 سبب جیتی تھی کہ نبوت کا دعوا کرے لاکھ جب تک حضرت زندہ تھے طلاق نہ پائی۔ اور جب حضرت رحلت
 فرمائے سجاء نبوت کا دعوا کرنا لگی۔ کلمات مستحجباتی اور کہتی تھی کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی
 آئی ہے۔ جی ٹھیک لوگ جو وہ بھی انھیں سے تھی سب کے سب اسکے تابع ہوئے اور اس کی تصدیق کئے
 اور سجاء اپنے مابون کو ناز و روزہ اور زکوٰۃ و صدقہ کا حکم کرتی تھی۔ اور خوک کا گوشت ان پر حلال کر دیا۔
 بنی ثعلب تابع جو تھے فی الجملہ جب اس کا کام قوت پایا اگر قبائل عرب کو خطوط لکھ کے اپنی نبوت باطل
 کی طرف دعوت کئی۔ جب ایک جماعت اس کی تابع ہوئی اور اس کا حکم قوی ہوا مالک بن نویرہ کو جو بنی تمیم کا
 سردار تھا اور شعراء سلام رکھتا تھا مار لکھی۔ مالک اپنی اہلی و عیال اور کم عقل سے دین اسلام بدل گیا اور اس کا
 تابع ہوا۔ اور عرب کے بہت سردار جب اسکے تابع ہوئے سجاء کہے کہ ہمارے مخالف بہت ہیں سو ہم پہلے کس
 فرسے کے فرقہ کرنے میں کرنا چاہیں۔ سجاء چند مستحجباتی ان کو سنائی اور کہی کہ یہ کلمات تمہارا سے نازل
 ہوئیں۔ ان جملات میں یہی معنیوں تھا کہ اول بنی زبایہ سے جنگ کرین پس اس قبیلے کے جنگ پر مستعد
 ہوئے اور اس قوم کے اکثر لوگ مارے گئے۔ پھر وہ سرداروں نے سجاء سے کہا کہ ہم ایک ام غلیم پر کر
 بانہ ہیں جب ہم کا مخالفین میں مناسب یہی نہیں کہ اول اہل اسلام جنگ کر کے ابو بکر صدیق کے لشکر کو تباہ
 کر دیں۔ سجاء نے کہا کہ میں وحی کا انتظار کر رہی ہوں اسی شب چند مستحجباتی ترشہشی کہ اول یارہ کے
 طرف جا کے سید کذاب سے جنگ کیجئے۔ اور علی القلیح اپنے سرداروں کو سنا دی۔ ان دنوں سید کذاب
 بنی امیہ کی طرف نخل کے نبوت کا دعوا کر رہا تھا۔ سو ابو بکر صدیق نے شرجیل بن حسنہ اور عکرمہ بن ابی جہل کو اپنے

تھے۔ اور ابو بکر صدیق کے فرمان پر خالد بن ولید بھی مشر جبل اور عکرمہ کی کمک پر جائیکا قصد رکھے تھے۔ ایسے میں خالد نے پہنچ کر سنی کہ سبجاء نے مسیلہ کذاب پر لشکر کشی کی، یہی مصلحت اسی میں دیکھے کہ چندے توقف کرے۔ اس اثنا میں مشر جبل اور عکرمہ یہی حال معلوم کر کے مدینہ کو لوٹ آئے۔ کہ ان دونوں کا انجام کار کیا ہوتا ہی دیکھیں۔ غرض جب مسیلہ کذاب نے سنا کہ سبجاء ایک برا لشکر لے کے جنگ کرنے کو لے آتی تھی۔ مسیلہ کذاب نے اپنے چند مصاحبوں کو دکالت دے کے سبجاء کے پاس بھیجا تا اسکا غرض معلوم کریں۔ وکیلون نے جا کے اسکا غرض دریافت کیا سبجاء نے کہنے لگی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بروچی کی ہی کہ تمہارے سے جنگ قتال کروں۔ پھر اسباب میں دے پریشان کلمات جو باندھی تھی انکو سنائی اور رخصت کی۔ وکیلون نے اس وقت پھر اور جو کچھ سنا تھا مسیلہ کذاب کے پاس جا کے سنایا وہ ملعون ہر چند جانتا تھا کہ سبجاء اپنے مانند نبوت کے دعوے میں جھوٹی تھی لاکن لشکر اسلام کا برا ہی خوف جو اسکے ناپاک دل میں جاگیر تھا مصلحت وقت اسی میں جانا کہ سبجاء سے صلح کرے سو دوسرے روز اپنے وکیلون کو سبجاء کے پاس روانہ کیا اور یہ پیام بھیجا کہ جب تیرے پر وحی نازل ہوتی ہی تصدیق کے سواے چارہ نہیں۔ اب میں چہتا ہوں کہ تو اپنے خواص کو ہمراہ لے کے آوے تا تیرے سے ملوں اور تیرے باتین سنوں۔ جب وکیلون نے یہ پیام پہنچایا۔ سبجاء بری جلدی سے اپنے خواص و دشمن شخص کو ساتھ لے کے نکلی جب نزدیک جا پہنچی وہ ملعون نے حکم کیا کہ قلعے کے دروازے پر ایک باغ جو واقع ہی اس میں خیمہ کھڑا کریں۔ پس آپ قلعے سے باہر آیا اور اس خیمے میں سبجاء سے ملاقات کی۔ اثنائے کلام میں سبجاء نے اس پوچھی کہ آی مسیلہ ان دونوں کو ہی آیت تجھ پر اتری تھی۔ کہا ہاں پوچھی وہ کونسی تھی۔ تب وہ کہنا اب نے یہ مہلات بکا۔ الم ترکیف فعل رباک بالخیل اخرج منها فسلت تسعی من صفاق۔ پھر اسے پوچھی کہ اسکے بعد تیرے پر ورد گارنے کیا بھیجا تھی۔ تب وہ ملعون نے چند کلمات عشق آمیز اور شہوت انگیز جرم و دن اور عورتوں کے اختلاط میں تھیں سنایا جب سبجاء سنی اسکی شہوت کو چھیر ہوئی بے اختیار بول تھی کہ واللہ تو پیغمبر ہی جب وہ کذاب نے سبجاء کی رغبت اپنی طرف دیکھی اور بھی اسکی طمع زیادہ ہوئی۔ کہنے لگا کہ تو اور میں ہر دو پیغمبر ہیں۔ اور ہر دو نبوت میں برابر پھر اس سے کہا بہتر کہ شیر و شکر کے مانند تیرے ملجاوے اور میرے نکاح میں آوے۔ سبجاء رضی ہوئی۔ پھر ہر دو کہنے لگے کہ وحی کا انتظار کریں چونکہ مسیلہ کذاب کی شہوت غالب ہوئی تھی فی الحال اضطراب شروع کیا اور سبجاء کو ایسا بتلایا کہ گویا آپ پر وحی نازل ہوئی تھی پھر ایک لفظ کے بعد ایک مسجع عبارت بنا کے سنا دی اور اس میں سبجاء کے ساتھ جماع کی تصریح کی تھی کہ ان شئت جماع پس اس وقت وے ہر دو بدکار زنا میں گرفتار ہوئے تین دن یہی خیمہ کے دریا زنا کاری میں رہے پھر سبجاء اپنے قوم میں آئی اسکے لشکر کے سرداروں نے جیسے ٹالک بن نویرہ و زرقان

بن جریر و عاصم بن النخاج و غیرہ اس پر چما کہ سیدہ کذابہ کے ساتھ تیری ملاقات کس طرح ہوئی۔ کہنے لگی کہ اسکو
 میرے سائینہ بڑی حکم الہی سے اسکے ساتھ اپنا نخل کی۔ سردار و نخل پر چما کہ تیرا مہر کہا مقرر کیا۔ کہی کہ نہ بین انہوں
 نے کہا کہ مہر ترے عیب کی بات تھی کہ ترے سی عورت بلا مہر کے نخل میں آوے اب اپنا مہر طلب کیجئے
 سبھا و مہر لگئی اور مہر طلب کنی۔ وہ ملعون پر چما کہ تیرا مہر کون ہی۔ اسنے کہی شیت بن لہی۔ کہا اسکو کہو
 جب وہ حاضر ہوا کہا کہ اپنی قوم میں خدا کر دے کہ عشا اور صبح کی غارین جو دین محمدی کے موافق تھیں میں نے تم سے
 مصاف کیا ہوں اور سبھا و مہر لگایا ہے۔ اور بیٹھے تو اس پر مہر میں مسطور ہی کہ جب ان دونوں کی غوث
 صحیحہ ہوئی اور عرب کے سردار جو اسکے قلعہ پر تھے اکو ہر خبر پہنچی وہی بہت ہی پشیمان ہوئے اور کہنے لگے کہ
 خطا کئے جو اپنے قبائل سے نکل اس عورت کا دین قبول کئے اور اسکو یارہ کے قلعے تک لاسیدہ کذابہ کے ملائے یہاں
 تک کہ ہر دو دن کا کاری میں گرفتار ہوئے۔ اب ہم اسکا تدارک کیا کریں اور خالد کو کس طرح ہنہر ملائیں۔ سب کے
 سب مشورت کر کے متفق ہوئے اور اپنے اپنے قبیلوں میں جا پہنچے اور کمال مذمت اور معذرت سے ابو بکر
 صدیق کی خدمت میں عرض کر دئے۔ جب سبھا و مہر حال دیکھی جلد گبر اسکے چار کو شخص کو عہد لے کے اپنی
 منزل کی طرف روانہ ہوئی۔ لاکھ بیٹھے یہ روایتیں آئی کہ سبھا و مہر اپنے کئے سے باز آئی اور توبہ کر کے اسلام
 سے شرف ہوئی۔ واللہ اعلم بالصواب۔ خالد بن ولید کے ماتحت سے مالک
 بن نویرہ کا مقتول ہونا۔ مالک بن نویرہ عرب کے سردار و نخل تھا اور عمر فاروق کے
 ساتھ اسکو دوستی تھی مالک جب سبھا و مہر اطلاع میں فاطمہ کی اپنی موت تک وہیں رہا۔ فقہی اسکا
 اہمال کی یہی کہ امیر المومنین صدیق اکبر جب خالد کو خدمت کی بہرہ وصیت فرمائی کہ جا سو سون کو عرب کے قبیلوں
 کی طرف بھیجئے۔ جس قبیلے سے اذان کی آواز آوے انہیں اسلام کا حکم فرمائے اور ان سے عرض نہ کیجئے۔ اور جس قبیلے
 سے اذان کی آواز نہ آوے انکو اسلام کی طرف بلائے اگر قبول کریں بیڑ والا ان پر تیغ چلائے۔ خالد نے یہ وصیت
 قبول کر کے روانہ ہوئے۔ جب مسنا تھا کہ عرب کے سردار سبھا و مہر کی متابعت سے پشیمان ہوئے اپنے قبیلوں کی طرف
 پھر گئے۔ ابو بکر صدیق کی وصیت کے موافق اپنے قبیلوں کی طرف جا سو سون کو روانہ کئے ناان کے حالات
 واقف ہوئے جلد اگر ضرورین۔ سو ایک جماعت کو مالک بن نویرہ کے قبیلے کی طرف بھیجئے تھے تا انکی کفر و اسلام
 سے آگاہ کرے۔ انہوں نے یہاں ہی دریافت کر کے آئے۔ اور بیٹھے جا سو سون سے عرض کیا کہ مالک بن نویرہ کے
 قبیلے سے ہم اذان کی آواز نہ سنا۔ لاکھ ابوقحادہ انصاری جو انہیں میں تھے یہ گواہی دی کہ میں اس قبیلے سے
 اذان کی آواز نہ سنا ہوں۔ عرض جب خالد نے مالک سے ملاقات کی اٹھائے کلام میں بار بار خالد کی خاطر میں گزرا
 تھا کہ یہ شخص مرتد ہی۔ اور مالک جب باجون بات حضرت سیدہ کائنات سے کوئی قول نقل کرتا تو وہ کہتا کہ

قَالَ صَاحِبُكُمْ يَا قَالَ رَجُلُكُمْ۔ یعنی ایسا کہا تھا: تمہارا پیام دہارا۔ جب کئی بار ایسا کیا۔ خالد نے غصہ ہوا۔ اور سر بلند کر کے کہنے لگے کہ ارے کتنے۔ کہا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ہی جیسے تھے تمہارے جیسے تھے۔ پس حکم کئے کہ اس کو قتل کرو مجھ کو اس حکم کے اسکا سر اس کے تن سے جدا کر دے۔ اور بعضے تارہ بخون میں لائے ہیں کہ جب مالک کو اسکی قوم سمیت اسیر کر کے لائے خالد نے انکو قید میں رکھے۔ رات کے وقت جب ہوا تند چلنے لگی اور سرما زیادہ ہوا۔ خالد کمال شفقت سے حکم کئے کہ ارجو الاسرا کم۔ یعنی تمہارے قیدیوں کی نگہبانی کرو حقیقی نہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کا ارادہ کرنا ہی تو اسکا سبب بھی جہتیا ہوتا ہی۔ جب خالد نے یہ حکم کیا نہ کرنے والے نے بنی کنانہ کی لغت سے جو قتل سے عبارت تھی نہ کی۔ اکثر نگہبان جو بنی کنانہ سے تھے کنانہ قتل سے سمجھ کے قبضہ شمشیر پر ماتھے دالے اور سب قیدیوں کو قتل کر دئے۔ جب خالد حقیقت حال خبردار ہو گئے لگے کہ اِذَا ارَادَ اللّٰهُ اَمْرًا اَصَابَهُ۔ یعنی جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کا ارادہ کرنا ہی تو وہ کام ہو جاتا ہی۔ غرض مالک کے قتل کے بعد خالد اسکی عورت کو اپنے نخل میں لائے۔ کہتے ہیں کہ جب مالک بن نویرہ اور اسکی قوم قتل ہوئی۔ ابو قتادہ انصاری برہم ہوا اور کہنے لگے کہ خالد جس لشکر میں رہے میں اس لشکر کے ساتھ نہ آؤں گا۔ پس اس لشکر سے نخل کے مدینہ طیبہ کے طرف روانہ ہوئے ابو بکر صدیق کی خدمت میں پہنچ کے سب برگزشت بیان کئے اور یہ کہ خالد نے میری بات نہ سنی دوسرے اعراب کے گواہی جو انکا مقصد غنیمت حاصل کرنا تھا معتبر جانی۔ **نقل** یہی کہ مالک کا بھائی ضمیم بن نویرہ بھی وارد مدینہ ہوا اور صدیق اکبر کے حضور میں حاضر ہو کے صورت حال گزارش کی اور اپنے بھائی کے خون کا بدلہ طلب کیا۔ عمر فاروق اسکی تائید کر کے کہے کہ خالد کی شمشیر اسلام پر کھینچی گئی یہ بات واقع کے مطابق ہو تو اچھا حاصل کیا جائے۔ جب اسباب میں عمر فاروق کا باطن حد سے گذر ا صدیق اکبر فرمائے کہ خالد کو اس مقدمے میں کچھ تاویل رودنی ہوگی اور اس سے اس تاویل میں خطا ہوئی۔ اسی عمر اسکی شان میں اپنے زبان کو پچائے کہ حضرت نے اسکو سیف اللہ فرمائے اللہ تعالیٰ جس شمشیر کو کافروں پر کھینچو ایامین اسکو ہرگز نیام میں نہ ڈالو گنا۔ پس خالد کو ایک نامہ اس مضمون کا روانہ فرمائے کہ لشکر کو وہیں چھوڑ کے آپ مدینہ مقدمہ کی طرف آوئے۔ جب ابو بکر صدیق کا نامہ پہنچا خالد اُفتیت نکلے اور جب داخل مدینہ ہوئے ویسا ہی بلال کی اعانت سے صدیق اکبر کی خلوت میں جا کے ملازمت حاصل کی اور حقیقت واقعی بیان کر کے اس مقدمے میں اپنی عذر خواہی ظاہر کی۔ صدیق اکبر سب احوال سنے اور انکا عذر قبول کر کے اسکی انکو رخصت دی اور حکم فرمائے کہ اُفتیت روانہ ہوئے اور اپنے لشکر میں جا کے پہنچتے ہی تیاری کر کے بائیں طرف جاؤ و مان مکر بن ابوجہل جو مسیلمہ کے ایک جنگ پرستعد ہیں ان کے ساتھ مل کے اس ملک سے جنگ کرے خالد حکم کے موافق اُفتیت روانہ ہوئے۔ باہر عمر فاروق جو دروازے پر بیٹھے تھے خالد کو خوشحال

دیکھو کہ کب کا خاندان صدیق اکبر کے حضور میں قبول ہوا۔ بھر صدیق حکم کے کہ مالک بن نویرہ کا خون کا پتہ لال
 میں دیکھی قوم کے سبب ان ہی مالک کے بانی کو بچا دے۔ روانہ ہونا خالد کا کام کے
 طرف اور مارا جانا سیکڑ کذاب کا۔ جب خالد ابو بکر صدیق کے حکم پر مدینہ سے
 نکلے جلد قلع منانل کر کے اپنے لشکر میں داخل ہوا اور جلد ترسراؤ جنگ کا سہا ہوتا کر کے یا سکی طرف روانہ
 ہوئے۔ اور گردہ انصار کی زمام اختیار ثابت بن قیس کے ماترہ دئے۔ اور حکم کے کہ سب ہماجر و انصار ابو بکر
 بن عتبہ بن یحییٰ کے اور زید بن الخطاب کی صواب دید سے بھاؤ و نگرین اور اسی مغرمیں خالد نے دیکھا کہ سواروں کی
 ایک جماعت گھوڑوں کے اتر کے اٹھے باگیں اپنے ہاتھوں میں لے کے سوئی تھی۔ ایک شخص نے جو یاہم کے سردار
 سے ایک سہدار کو قتل کر کے فرار ہوا تھا سواروں نے اسکو دھو تہہنے کے لئے بچلے تھے خالد کے لشکر
 انکو سیدار کے پوچھے کہ تم کون لوگ ہو اور کہاں جاتے ہو۔ دے اپنا قصہ بیان کئے تب انکو خالد کے پاس
 آئے خالد انکا عقاد و ریافت کئے تو دے گراہوں نے جواب دیا کہ تمہارے سے ایک پیغمبر اور ہمارے
 ایک پیغمبر ہیں۔ خالد یہ سنتے ہی ان کے قتل کا حکم کئے جب سب کو قتل کر چکے ساریہ بن عامر اور نجافہ بن خزائن
 یہ ہر دو سیکڑ کذاب ارکان دولت اور یاہم کے سرداروں کے تھے ساریہ نے کہے لگا کہ اسی خالد اگر تم چہتے ہو کہ یہ
 حکمت تمہارے ہاتھ آوے تو مجاہد کے خون سے درگزر کرو تب اسکی وصیت کے موافق خالد ان سب کو قتل کر دئے
 اور مجاہد کو گلاہ بانی میں رکھے۔ پھر خالد یاہم کے قرونے ایاض جو ایک قریہ تھا اسکو اپنا لشکر گاہ متبرائے تاخو
 و تامل سے جنگ جدالی پر قیام کرین کہ چونکہ ان دونوں رجال بن افواہ کی جمہولی گواہی سے سیکڑ کذاب کا کاروبار بہت
 قوی ہوا تھا اور چالیس ہزار مرد جمہولی کے قریب اسکے پاس جمع آئے تھے رجال کی جمہولی گواہی کا قصہ یہی
 کہ ان سے حضرت کے زمانے میں اقل مدینہ ہر کے حضرت پر بیان لایا اور سورۃ البقرہ سیکڑ کذاب پر یاہم کی طرف
 گیا دین اسلام سے میر جا کے سیکڑ کذاب کے ساتھ شریک ہوا اور اسی طعون کے ان سے یاہم والوں کے جلس میں
 جمہولی گواہی دی کہ میں نے حضرت سے سنا ہوں کہ سیکڑ کذاب سیری پیغمبری میں شریک تھی۔ اس طعون کی
 جمہولی گواہی سے ہی خیفہ کے لوگ اسکو پیغمبری کے دعوے میں بچا جانے تھے عرف سیکڑ کذاب نے جب خالد کی
 خبر سنا اپنے لشکر کو تیار کر کے مقابلہ پر آیا۔ خالد زید بن الخطاب کو اپنے لشکر کے میمنہ پر اور زید بن الحارث کو میسر
 پر مقرر کر کے جنگ شروع کئے مخالفوں سے پہلے جو مارا گیا وہی رجال تھا جو جمہولی گواہی دی تھی زید بن الخطاب
 کے ترور سے داخل سفر ہوا۔ اور خالد اپنے لشکر سے باہر آئے جنگ کے میدان میں شجاعت کی داد دیتے اور
 ایک رجز پڑھتے تھے اپنی شہر بانی سے آتش فشاں کر رہے تھے بہت سے کافروں کو قتل کر کے اپنے ہمراہ
 کئے بیچ کر گھرے رہے ان کے بعد تار بن یاہم نے میدان میں آئے اور ایک رجز پڑھتے ہوئے علامہ تیر کر چکے

دشمنوں کی ایک جماعت کو قتل کر کے دوزخ کی طرف بھیجے ایسے میں ایک شقی نے اپنا ایک شمشیر کا اہسا ضرب کیا کہ اسنے سر کا پوست کٹنے لگتا تھا لٹک رہا تھا عمار باوجود ایسے زخم کے اُس ملعون کو مار کے زمین پر گر گئے پھر اپنی جگہ پر لوٹ آئے پھر حادث بن الہشام مخزومی بعض کو قتل اور بعض کو زخمی کر کے اپنی جگہ میں اگر کھڑے رہے۔ کہتے ہیں کہ زید بن الخطاب مخالفوں کے پانچ مشہور سپاہیوں کو قتل کر کے گھوڑے سے زمین پر گر گئے آخر انکو ایک خرم ایسا لگا کہ اس سے شہادت پا کے جنت کی طرف روانہ ہوئے اور سب الم جو ابو حذیفہ کے غلام تھے اور اس روز علم برداری کی خدمت انھیں پر مقرر تھے وہ بھی شہداء ہو گئے۔ بالکل مسلمانوں میں تین تلو شخص کے قریب مشرب شہادت نوش کئے کہتے ہیں کہ ابتداء سے ظہور اسلام اسوقت تک مسلمانوں میں ایسا واقعہ رونمایا تھا۔ جب لشکر خالد کے برے برے بہادر شہاوت پا گئے لشکر میں ضعف آیا دشمنوں نے غنیمت جان کر خالد کے خیمہ پر آکر سے اور تلواروں سے اسکو پارہ پارہ کر کے اندر گئے مالک بن نویرہ کے قتل کے بعد ہر عورت ام تمیم کو خالد جو اپنے نکاح میں لگائے اور وہ عورت اس خیمے میں حاضر تھی چاہے کہ اسکو قتل کریں۔ جماعہ جو اس خیمے میں مقید تھا سو مخالفوں کو اس کے قتل سے منع کیا اور کہنے لگا کہ اس عورت سے میں سوا رحمت و شفقت کے امر دیگر نہیں دیکھا ہوں۔ اس اثنا میں خالد نے شمشیر انتقام اپنے نیام سے کھینچ کے اُن کافروں کی جماعت کو قتل کر ڈالے۔ غرض شام تک جنگ و جدال کمال رہا۔ اور ہر دو فریق بھی شب خون کے اندیشہ سے گھوڑوں کی باگ مانعہ سے نہ چھوڑے اور اس شب میں خوب نکلے علی الصباح جب اقلیم چارم کا بادشاہ خنجر زنگار لیا ہوا اُفق شرقی سے طلوع کر کے ولایت یثرب کی شیر کے لئے جھنڈا کھڑا کیا یعنی جب آفتاب طلوع ہوا مخالفوں کے لشکر سے پہلے جو میدان میں آیا مسیلہ کذاب کا صاحب راز حکم بن عقیل تھا لشکر اسلام مقابلے میں آگے ایک رجز پڑھا میں سید کذاب اور اس کے خواص کی تعریف تو تو صیف تھی۔ تب ثابت بن قیس انصاری نے جو شہیدہ دلاوری میں بے نظیر تھے اپنا گھوڑا میدان میں لگوا اور بہت جلد کے حکم کی کمر پائی نیزہ ایسا مارا کہ اسکا کام تمام ہوا اور اس کے قتل کے بعد مکر کے میں چپ و پست اپنا گھوڑا دوڑاتے تھے اور دشمنوں کو قتل کرتے تھے بہتوں کو قتل کر کے آپ بھی شہادت پائے اُنکے بعد جناب بن ثابت بن العوام جو زبیر کے براہر تھے میدان میں آئے اور بہت سے دشمنوں کو قتل کر کے آپ بھی شہادت پائے۔ پھر بڑا بن عازب اپنے لشکر سے باہر آئے کفار پر حملے کر کے بہتوں کو تربیع کئے۔ جو اغوزی کی داد دے کے پھر اپنے چار کے کھڑے رہے دشمنوں نے یہ حال دیکھ کر بہت فکر مند ہوا اور سب کے سب ایک بار حملہ کر کے لشکر اسلام پر گرے۔ تب خالد کے لشکر میں ایک تزلزل آیا خالد نے ایک نعرہ کیا کہ اے مسلمانو خدا سے درو عاقبت کا اندیشہ رکھو اور ملت محمدی رکھتے ہو تو اپنی جانے بچو۔ جب اہل اسلام خالد کی آواز سننے اپنی دین دنیا کی بہتری اس میں جان کے پھر گئے برے اور کافروں پر ایسے کچھ حملے کئے کہ ان کے لشکر میں تزلزل آگیا۔ القصہ اس روز ایسا جنگ ہوا کہ ہر دو لشکر میں بڑا زیادہ اپنی جگہ چھوڑ کے پھر

ایسے مقام میں قائم ہو پھر اللہ تعالیٰ لشکر اسلام کی تائید کی بنا پر وہیں تک پہنچا اور وہاں اس نے واپسی کا ارادہ کیا اور وہاں کا قتل
 کا بہانہ لاکے ایک باغ میں جسکو حدیقۃ الرمان کہتے تھے بنایا۔ وہاں اس باغ کا دروازہ بند کر دئے جب باغ کے اندر چلا
 خصل ہوا براہین مالک نے کہا ای گروہ یسلیں مجھ کو اٹھا کے دیوار پر باغ کے اندر والدہ شہیدہ دروازہ کھلے گا سبب
 ہو۔ سو انکو حصہ پر پھینک دئے کافروں کی ایک جماعت جو دروازہ کھلے پاس تھی براہین کو قتل کر کے
 کھوٹ کر جب اسکا دروازہ کھل گیا اور لشکر اسلام اس باغ میں داخل ہوا پھر جنگ شروع کئے اور ایسا سخت
 جنگ ہوا کہ دشمنوں کو س ہزار آدمی بے قریب مار گئے حکم بن طلحہ بن امیہ بن ابی اسحاق اور سید کذاب بھی اسی
 باغ میں وحشی کی تیغ سے قتل ہو گئے جنم کی طرف اپنا منہ کرنا لگیا اسبیلو وہ باغ حدیقۃ الرمان سے دو سو گز
 پہر وحشی وہی نبی جو حضرت کے عم بزرگوار حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ جسکے ہاتھ سے شہید ہوئے وحشی کے ایمان
 لانے کا بیان یہ ہے کہ جو ان میں سے کسی کو چاہیں اسے دیکھ لیں۔ غرض وحشی سے قتل ہوئی کہ حمزہ رضی اللہ عنہ کی
 شہادت کے بعد میں نے مدینہ کو آئے کہ حضرت کے ملازمت کے شرف ہوا اور ایمان لایا پھر جب حضرت میر تقی میر نے
 لاکھ میری ملاقات کو کر دیا رکھتے تھے کہ کوئی مجھے دیکھے سے حضرت کو حمزہ رضی اللہ عنہ یاد آتے تھے ہوا سٹے میں
 حضرت کے حضور میں نہیں آتا بلکہ پیچھے رہتا تھا جب حضرت کا وفات ہوا اور لشکر اسلام یا مدینہ کی طرف توجہ لایا
 میں نے وہی حربہ کہ جسکو حمزہ رضی اللہ عنہ کے اوپر پھینکا تھا لیا ہوا اس لشکر کے ساتھ نکلا جب کافروں نے حدیقۃ الرمان
 میں پناہ لئے اور مسلمانوں نے انہیں جنگ کرنے لگے میں بھی اس جنگ میں حاضر تھا ناگاہ کہا دیکھتا ہوں کہ سبیل
 کذاب نے شمشیر کھینچا ہوا کمر اتاری اور لوگوں کو جنگ پر پھیل کر رہا ہے جب میری نظر اٹھیں پری پری اور وہ بھی
 مجھے دیکھا میں نے اسکا قصد کر کے چل دیا ایسے میں غارہ انصاری کے چہرے بھائی نے دوسری طرف سے
 اسے ملوں یہ آئے بن نے اپنی حربہ اس ملوں پر پھینکا سو اس کا فر کے سینے سے پار ہو گئی اور ادھر سے غارہ
 کے چہرے بھائی بھی تیغ چلائی اللہ تعالیٰ جانے کہ وہ ملوں میرے قریب سے مار گیا یا ان کے قریب سے۔ لاکھ
 ہزاری ہر ایک عورت نے کھڑی تھی سو پکار کے کہنے لگی کہ سید کذاب کو ایک سیاہ غلام نے مار ڈالا۔ اور وحشی کا یہ قول
 مشہور ہوئی کہ میں نے اپنی جاہلیت میں خیر الناس کو قتل کیا تھا اور اسلام میں شر الناس کو مار ڈالا الحمد للہ علی ذلک
 جمہور مدینہ نے کہا یہی کہ اس روز کافروں کو ستر ہزار شخص باغ کے اندر اور ستر ہزار شخص باہر مارے جانے پر سے
 تھے۔ کہنے ہیں کہ جب سید کذاب نے مارا گیا نبی خفیہ کے لوگ اس باغ کے دیوار کو وزن ڈال کے بھاگ گئے
 اور مسلمانوں سے اس جنگ میں ایک روایت سے تین سو پچاس شخص دوسری روایت ایک ہزار دوسر
 جو انہیں ہزار و انصاری شہادت پاتا اور انہیں اکثر قرآن مجید کے حافظوں اور قاریوں سے تھے ایسی سبب
 جب ابوبکر صدیق نے یہ واقعہ سنا کہ انہیں شہادت ہو کہ کہیں لوگوں کے خاطر سے کلام برائی اور بیانات

موجودہ واپس قرآن مجید کے جمع و ترتیب کا حکم فرمائے۔ القصد یہ تھا کہ خالد کو یقین ہو کہ اس کی کتاب بارگاہِ جاہلیہ کی ایک نقشِ پاک دیکھتے تب مجاہد کو اپنے ساتھ لے کے معقولوں میں گشت کرنے لگے ایسے میں ایک شخص نظر آئی کہ وہ خوش رو اور عظیم الجسم تھا خالد مجاہد سے پوچھے کہ کیا تمہارا صاحب یہی ہے کہا نہیں لاکن یہ شخص مجاہد سے ہزار مرتبہ بہتر تھا یہ حکم بن طفیل ہی۔ پھر ایک نقش پر گزرے کہ وہ زرد چہرہ اور لاغر اندام تھا مجاہد نے کہا کہ اس کی کتاب یہی ہے کہ نہ اپنی بھلائی کی نہ ہماری۔ خالد نے کہا کہ افسوس یہی تمہارے برکے ایسے بد شکل اور بدکار کے سبب دولتِ اسلام اپنے ماتھے سے دھوئے ہو اور اپنی دنیا و آخرت کو برباد کئے ہو۔ نقل یہی کہ جب جنگ سے فراغت حاصل ہوئی اور یامانہ کا ملک ماتھے آیا خالد نے مجاہد کی دختر کو اپنے نکاح میں لائے اور اسی جنگ میں ایک کسیر جو ماتھے آئی تھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حصے میں آئی کہ جب کو حقیقہ کہتے ہیں انھیں کے شکم سے ایک فرزند از جنم نکلا حضرت علی نے انکا نام محمد رکھے جو محمد بن حنفیہ سے مشہور ہیں اور وہ ثقات تابعین میں داخل ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ بحرین کے مردوں کا احوال روضۃ الاحباب میں لائے ہیں کہ حضرت نے اپنے صحابہ سے علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کو بحرین کی طرف نذر بنیادی کے پاس بھیجے تھے نذر نے سب بحرین کے لوگوں کے ساتھ ایمان سے مشرف ہوا اور علاء بن الحضرمی نے حضرت کے حضور فیضِ گنجور میں حاضر ہو کر ان کے ایمان لائے خبر دی ہجرت کے دہائیوں میں ان کا جب حضرت نے زکوٰۃ اور صدقات وصول کرنے کے واسطے چاروں طرف قیون پر عاملوں کو روانہ کئے علاء بن الحضرمی کو بحرین کی طرف بھیجے تھے انھوں نے بحرین میں ہی تھے حضرت نے مدینہ منورہ میں وفات کئے اسکے بعد حضور نے ہی عرصہ میں نذر بھی فوت ہوا اور بحرین کے لوگ اور ربیعہ کے قبیلہ والے سب سب مرد ہو گئے اور اس واپسی شبے میں پرے کہ حضرت پیغمبر رہتے تو رحلت نہ کئے ہوتے۔ اس آیت سے انکو غفلت ہو گئی تھی۔ وَمَا جَعَلْنَا الْإِنسَانَ مِنْ قَبْلِكَ الْخَالِدَ أَفَازْتَ فَهُمْ الْخَالِدُونَ كُلِّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ۔ علاء بن الحضرمی صدیق اکبر کے خدمت میں حاضر ہو کر یہ حال ظاہر کئے۔ کہتے ہیں کہ عبدالقیس حضرت کے زمانہ میں مدینہ کو ان کے ایمان سے مشرف ہوا اور قرآن مجید اور حکام شریعت سیکھا تھا سو اپنے قوم کو جمع کر کے نصیحت کی اور انکو جو شبہ ہوا تھا قوی دلیلوں سے اسکو دور کیا اسکی قوم والوں نے پھر توبہ کر کے مسلمان ہو گئے بنی بکر کی قوم جو بحرین میں تھی دنیاوی معاملات میں عبدالقیس کے لوگوں کے ساتھ مخالفت رکھتی تھی سو وہ اپنی مرتدی سے نہ پھری اور عبدالقیس کے قوم کے ساتھ انکی عداوت اور زیادہ ہوئی دنیا کی عداوت کے ساتھ دین کی عداوت بھی منضم ہو گئی۔ تب بنو بکر کے لوگ کسریٰ کے پاس آئے اس سے مدد طلب کئے اسکی طرف سے ایک لشکر لے آئے جنگ پر مستعد ہو عبدالقیس بھی اپنی قوم کو فراہم کیا اور جنگ کا سبب جیسا کہ انکا مقابلہ کیا۔ ہر دو فریق میں جنگ عظیم واقع ہوا۔ پہلے لشکر کفار کو شکست ہوئی۔ پھر حرب اے علی علیہ السلام

صورت پائی گئی۔ تب لشکر اسلام ایک قلعہ میں داخل ہوا سکادروانہ بند کر دئے اور کھانا ایک مدت دیا نہ سپر حمارہ
 کئے۔ جب قلعہ میں کھانے پینے کے چیزیں نہیں تھیں اہل اسلام بہت ہی تنگ آئے۔ تب انہوں نے ایک شخص سے یہ
 سچا و تصدیق ایک شہر میں ظاہر کر کے صدیق کبیر کے حضور میں لے کر گیا۔ صدیق نے ایک قلعہ علاء بن الحضری کے ساتھ
 دیکھ کر کہا کہ جب اس پر روانہ کئے۔ اور فرمائے کہ راہ میں مسلمانوں کے جن قبیلوں پر تمہارا گذر ہو وہ سب کو بھی اس جنگ کے
 حکم میں دے۔ قبول کر کے ان کو اپنے ہمراہ لیا جو۔ پس علاء حضری جب اپنے قلعہ کو ہراہ لے کر دیکھنے سے نظر راہ
 میں نامہ بن ناگ حنفی اور قیس بن عامر مضر بنی تھے اور یہ ہر دو شخص اپنے قبیلوں کو ہراہ لے کر علاء حضری کے
 ساتھ چل دئے۔ کہنے میں کہ ایک شب ایک ریگستان میں نزول کئے ہوں زارم نہیں پاؤں اور خیمے نہیں تہا مکے انکا
 سب مان اونٹوں پر ہی تھا کہ ایک ایک سب دن وقت جمعہ سب دن نکل گئے۔ وہ سخت اندھیری شب تھی سب مجاہد
 نے اونٹوں کے دھوندتے ہوئے میں بری تصدیق اٹھائے اور بہت جستجو کئے کہیں اونٹوں کا سرخ پٹا ہے آخر تماک
 جا کے بے امید ہو گئے۔ اس میان میں جہت انکا سب اسباب اور توشہ اونٹوں پر لگیا اور اس میان میں کہیں
 پانی کا نام و نشان بھی نہیں تھا اور وہ زمین ریگستان کی ہونے سے منزل بھی ملے نہیں ہوتی تھی سب کے سب اپنے
 جینے سے ہواؤں ہو گئے ایسا درد و الم اور ہزار ہوا کہ سو اٹھنا یہاں کے کوئی نہیں جانتا تھی پس سب کا سب اپنی
 زندگی سے بے امید ہو کر روئے ہوئے ایک دوسرے کو قلعہ کرنے لگے علاء حضری جو مجاہدین جو جمیل اللہ اور عالم
 عابد و متجانب لڑو تھے اور انکی محنت بلند تھی اور انکا صدق و توکل کامل تھا سب کی دلاری کرنے لگے اور کئی دن
 کہ تم اہل اسلام جو محض اللہ تعالیٰ کی رضا مندی حاصل کرنے اور دین کے دشمنوں سے جدا کرنے کے لئے نکلے ہو سو قلعہ
 اللہ ہیں پس اس کے لطف و رحمت کے امیدوار ہو قیمن ہی کہ کوئی ملاک کوڑ لگا ان باتوں سے سب مجاہدین کو کہیں
 حاصل ہوئی۔ یہ صورت وہ شب اسی میان میں گذرے جب صبح کی ناز سے فارغ ہوئے علاء حضری نے دعا کے لئے
 ہاتھ اٹھائے اور بہت تضرع اور بجز و نثار سے بارگاہ الہی میں مار کرنے لگے اور سب مجاہدین بھی ہنایت آہ و زاری
 سے آمین آمین کہتے تھے اللہ تعالیٰ نے انکی دعا قبول فرمایا ایک ایک اس میان میں ایک پانی کا چشمہ پیدا کیا پانی
 بہت شیریں اور صفا تھا پس سب کے پاس گئے شکر الہی بجالائے اور وہ پانی پئے اور وضو و غسل کئے اسی
 آفتاب بلند ہوا تھا کہ ان کے اونٹ بھی اسی میان میں نظر آئے لگے سب اہل لشکر بہت خوش ہوئے ان اونٹوں کے
 پاس گئے اور اپنے اونٹ کو کپڑے کے اور انکو پانی سے سپر کر کے آگے کیج کئے کہتے ہیں کہ صدیق کبیر نے ابو ہریرہ
 کو بھی اس قلعہ کے ساتھ روانہ کئے تھے تو ابو ہریرہ نے مناجات میں اللہ کو اپنے ساتھ لے کے اس چشمے پر پہنچے
 دیکھے کہا بن کہ اس چشمے میں پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں ہے ابھی تک اس چشمے میں پانی کا قطرہ بھی نہیں ہے
 گذر ہوں کہ اس چشمے میں ایک مشک خیر پائی بھی نہیں کیا ہوں۔ ابو ہریرہ نے کہے کہ ان تو بہت کہتا تھا

و اللہ بہ وہی جگہ ہی جو ہم نے ابھی اسکا پانی نوش کئے اور اونٹوں کو بلائے تھے۔ میرا منصوبہ یہی تھا کہ تاکجے معلوم کروں کہ یہ پانی جو اللہ تعالیٰ نے ہم کو اس بیابان میں دیا اس میں مسلوئی کے مانند ہی جو موسیٰ علیہ السلام کی قوم پر نازل فرمایا پس ہر دو شکر الہی بجالاے پھر وہاں سے جلد روانہ ہو کے اپنے لشکر میں جا ملے۔ غرض جب یہ لشکر اس قلعے کے نزدیک جا پہنچا کہ جس میں عبدالقیس کا لشکر محصور تھا علاء حضرمی ایک قاصد کو انکے پاس روانہ کئے وہ قلعے والے مجاہدوں نے اس خبر کے سنے سے نہایت خوش ہوئے اور شکر الہی بجالاے اور علاء حضرمی کی خدمت میں یہ پیام بھیجے کہ دشمنوں کی کثرت حد سے گزر گئی ہے چاہئے کہ تم ان پر شب خون گرین اور ہم کو اس قلعے سے چھڑالیں تب ہم بھی تمہارے ساتھ شریک ہو کے کافروں کی خونریزی کریں گے علاء حضرمی کو یہ راسخ انداز سن کر اپنے طرف سے ایک جاسوس کافروں کے لشکر کی طرف روانہ کیا تا انکی خبر رکھے اور قابو نہ ہوتا رہے جب انکو غافل پاوے لشکر اسلام کو جلد اس بات سے واقف کر دیوے سو وہ جاسوس نے جاکے قابو نہ ہونے کا ایک شب ان کافروں کو غافل پا کر جلد انکے لشکر اسلام میں خبر دی۔ تب علاء حضرمی کا لشکر ان پر بشنوں کے بہت ہی جنگ کیا بہت کفار مارے گئے اور بعض مقتید ہوئے اور بعض بھاگ گئے اور انکا بہت سا مال و متاع مسلمانوں کے ہاتھ آیا پس علاء حضرمی نے قلعے والے مجاہدوں سے ملاقات کر کے انکو بہت کچھ تسلی اور دلداری دی۔ اور کہے کہ تم پر کافروں نے ایک مدت دراز جو حیا مرہ کئے تھے اور تم نے جو بیخ و تصدیح اٹھائے ہو یہاں میں امیدوار رہو کہ اللہ تعالیٰ تم کو ترازو ثواب عطا فرماویگا اور یہ تمہارا جہاد دین کے دشمنوں کے ساتھ جو واقع ہوا بدراور احوال و احزاب و حنین کے جنگ کا حکم رکھتا ہے القصد اسی سرزمین میں ایک جزیرہ تھا کہ مردوں کی ایک گروہ جو عبدالقیس کے دشمنوں سے تھے اسکو اپنا ملجا و ملاقات تھے عبدالقیس کے لشکر والوں نے جب انکی خبر دئے انکے ساتھ بھی جنگ کرنے کا ارادہ کر کے یہہر دو لشکر آگے روانہ ہوئے چند منزلین قطع کئے تو ایک دریا ملا اس دریا سے جزیرے تک کشتی کی سواری ایک رات دن کی فرتا تھی بغیر کشتی کے اس دریا سے پار ہونا ممکن نہیں تھا اور وہ جزیرے والوں نے علاء حضرمی کی فوج کی خبر سن کر دریا سے کشتیاں بچا لے تھے جب لب دریا پہنچے اس میں کشتیاں نہ رہنے سے بہت ملول اور مکرہ ہو گئے علاء حضرمی نے انکو تسلی دی اور اس گسٹان میں اللہ تعالیٰ کا جو فضل ہوا تھا انکو یاد دلوائے اور کہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس بیابان میں یہ پانی جو تم کو کرامت فرمایا تم جانتے کہ وہ اسیر اسطے تھا کہ تا اس سے اعتبار لین اور اس کے فضل پر کیکر کے اس دریا سے بھی پار ہو جاوین ہو اب بھی وہی فضل ربانی و تائید اسمانی کے امیدوار ہو کہ وہ قادر و متعال جل شانہ کو بغیر کشتیوں کے اس دریا سے پار کر دیوے گا۔ علاء حضرمی سے جب یہ بات سنے ہر دو لشکر کے مجاہدین بھی قبول کئے اپنے اونٹوں اور گھوڑوں کو اس دریا میں اتارے۔ علاء حضرمی نے پھر عجز و نیاز کے ساتھ دعا آغاز کئے اور

ملک کی حکومت ان ہی کو دی گئی تھی یہ ہر دو عمان سے بچ جانے کے لیے اور حیر نے ایک قاصد کو صدیق اکبر کے حضور میں بھیجا۔ عمان اور ہر اورین کے لوگ جو مرتد ہو گئے انکا سب احوال ظاہر کیا صدیق اکبر نے حذیفہ بن محسن حمیری کو عمان پر اور عرجہ باریقی کو ہرہ پر جانے کے لئے مقرر کر دئے۔ اور اسکے آگے عکرمہ بن ابی جہل کو سیار گڈاب سے جنگ کرنے کے لئے یا مد کی طرف جو بھیجے تھے اس ملعون پر فتح پانے کے بعد عکرمہ کی اقامت اسی سرزمین میں تھی سو ابو بکر صدیق نے عکرمہ کے نام سے ایک نامہ اس ملعون کا لکھا کہ عمان اور ہرہ اورین کے مرتدوں سے جنگ کرنے کے لئے ہم نے حذیفہ اور عرجہ کو بھیجے ہیں تم بھی ان کے ساتھ شریک ہو کے انکو دفع کرنے میں بری کوشش اور جو اغردی بجا لائے۔ جب یہ نامہ عکرمہ کو پہنچا انھوں نے خلیفہ کے حکم کے موافق ان ہر دو امیر کے ساتھ شریک ہو کے ان مرتدوں کے ساتھ بری لڑائی کی۔ عمان پر جو جنگ ہوا اس میں دس ہزار کا فر مقتول ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی تائید سے ان پر فتح و ظفر پائے اور بری غنیمت ماقتہ آئی۔ ہر وہاں سے مہرہ کی طرف گئے اللہ تعالیٰ نے اس پر بھی فتح دیا الحمد للہ علی ذلک۔ قبیلہ کندہ اور

حضرت موت اورین کے مرتدوں کا جنگ۔ حضرت نے اور آخر عمر شریف میں یاد بن لبید الفزاری کو حضرت موت پر اور عکاشہ بن امیہ کو سکاسک اور سلوک پر اور ہاجر بن ابی امیہ کو کندہ اور صفاء اور ین پر عامل بنا کے بھیجے تھے۔ اس ملک کے لوگ جب دوسرے قبیلہ مرتد ہونے کی خبر سنے آپ بھی مرتد ہو گئے۔ زیادہ ایک لشکر اسلام جمع کر کے چاہا کہ انکو دفع کریں لیکن مرتدوں کی کثرت کے سبب مقابلہ نہیں ہو سکا۔ تب مدینہ کی طرف آگے صدیق اکبر کی خدمت میں یہ خبر سنا تب جناب خلافت مآب اکابر ہاجر و انصار سے مشورت کر کے چالیس ہزار جنگی مردوں کو انکے ساتھ دیکے کندہ اور حضرت موت اورین کی طرف روانہ کئے جب لشکر اسلام وہاں چلا پہنچا ہر دو فرقہ میں جنگ ہونے لگا اہل اسلام کبھی شکست پاتے تھے کبھی فتح و ظفر۔ جب اسی میں ایک مدت دراز منقطع ہوئے ابو بکر صدیق کے حکم سے عکرمہ بن ابی جہل اور ہاجر بن امیہ زیاد کی مدد پر لیغا را پہنچے جب بہت سے جنگ ہوئے زیاد نے ان پر غالب آئے۔ اور مجاہدین اسلام سخت بن گندی کو جو اس قبیلہ کے سردار و رئیس تھا حیرہ کے قلعے میں محاصرہ کئے اور کچھ بھی ایام دراز گزرے آخر صلح استبا پر پھری کر ان سے دس شخص کو امان دیوں۔ زیاد نے راضی ہو کے قلعہ کا دروازہ کھولے اور ان دس شخص کو جو معین کئے تھے علیحدہ کر کے فرمائے کہ اقرار کے موافق و س دس شخص کو ین مان دیا ہوں تجھے اور دوسروں کو سب قتل کر دو گنا۔ اس سخت یہ بات سن کر غصہ ہوا اور کہنے لگا کہ ہاں تو یہ گمان ہی کر میں دوسروں کے واسطے امان لون۔ اور انکو ہلاکت میں ڈالوں یہ بات کس طرح ہو سکیگی عقل اس بات پر دلالت نہیں کرتی ہی۔ اور بہت سے باتیں چلے آخر یہ بات پھری کہ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو حکم فرماوے قبول کریں۔ تب زیاد نے سات سو مرتدوں کو جو اس قلعے میں محاصرہ کئے تھے قتل کر دئے۔ اور ان کے اکابر سے

ایک جماعت کو جو شعث کے ساتھ قید و زنجیر کئے تھے مدینہ کی طرف لیج دئے۔ صدیق اکبر کی نظر اشعث پر پڑی
 فرماتے الحمد للہ اللہ تعالیٰ نے تم پر رحمت پائی کیا۔ عمر فاروق نے کہا یا خلیفہ رسول اللہ اشعث نے مرتد ہو کے
 بہت کچھ فساد برپا کیا۔ حضرت نے فرمائے ہن من بکال دینہ فاقنواہ یعنی جسے بدل گیا اپنے دین
 سے اس کو قتل کر دو۔ اب سرزاداریہ تھی کہ اس کے قتل کا حکم کریں۔ تب اشعث کہے لگا کہ میں مسلمان ہوں اور اپنے گناہ
 سے نہایت پشیمان ہوں اور یہ بتا لیسہ حرکات جو میرے سر زد ہوئے وہ مرتدی کا سبب نہیں تھا بلکہ یاد بخیر
 میری قوم کے ساتھ جو بے التفاتی اور زیادتی کی سوا کے ننگ و کار کا سبب تھا اب افواہ کرتا ہوں کہ میں نے
 برا کام کیا اور اس سے باز آئے توبہ و استغفار کیا۔ اور شرط کرتا ہوں کہ اہل اسلام میرے ملک میں جس سیر کو چاہیں
 چھو دو گنا اور اس کے بعد سلام میں اچھے کام کرتا رہو گنا۔ اگر خلیفہ پیغمبر محمد پرست رکھے اور اپنی خواہرام فردہ بنت ابی
 قحافہ کو میرے ساتھ نکاح کر دے میں نے شرط دامادی اچھی طرح بجا لاؤ گنا داماد بن نہ ہو گنا۔ ابو بکر صدیق کے مت
 میں اسکی عذر خواہی قبول ہوئی۔ بلکہ لیسہ میں عادات الکرام سے عذر و استغفار کے ایک سات
 تامل کئے پھر جواب دیا کہ ول یخفوا و لیصفوا کے عفو کئے۔ اور فرمائے کہ اشعث اور کندہ کے قیلے کے سب
 اشرف و عابد کے بند کھول دیں۔ پھر اپنی ہمیشہ کو شعث کے ساتھ نکاح کر دئے۔ کہتے ہیں کہ اشعث کو چند فرزند نام
 فردہ کے بطن سے پیدا ہوئے یہ ہیں محمد و یحییٰ و سستی و جعدہ۔ ہن شعث دامادی کے جہت اشعث نے محمد
 اکبر کے پاس بڑا ہتار پایا اور مدینہ میں ہی مقیم ہوا۔ اور عمر فاروق کی خلافت میں شام کی طرف روانہ ہوا اللہ
 اعلم حضرت فاطمہ ہر راضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات اسی کی ہوئی۔ بی بی کا مختصر
 احوال یہ ہے کہ حضرت نے جس سال میں فوت پائے جناب خاتون جنت اسی سال میں پیدا ہوئیں۔ یہ قول
 ابو عمر کا ہے۔ لاکن محمد ابن اسحاق نے کہنا ہے کہ حضرت کے سب اولاد و جنت کے آگے ولادت پائے ایک براہیم
 کے بعد ہیں۔ اور بی بی حضرت کے سب دختر و بی بی جن ہیں جو انکی وفات کے بعد زندہ تھیں۔ ہجرت کے دوسرے
 سال حکم وحی سے حضرت نے بی بی کی عمر تقی علی کریم اللہ وجہہ کے ساتھ نکاح کر دئے۔ اچھا مہر روپے کے چار
 سو درہم ہا نہ ہے جسکے خیمنا ایک سو تیس روپیہ ہوتے ہیں۔ اور حضرت نے بی بی کے چیریزین کتان کے دو ہالیاں
 اور دو تکیہ کچھین خڑے کا نار بھرا ہوا ایک کتورا اور ایک پکی اور ایک شاک اور دو گھرے اور کچھ مٹی کے برتن
 دئے۔ اوفت بی بی کی عمر پندرہ برس اور پانچ مہینوں کی تھی۔ اور حضرت علی کی عمر سے اکیس برس اور پانچ مہینے
 تھے۔ بی بی نے حضرت کے بعد چھ مہینے زندہ رہیں۔ اور یہ چھ مہینے ہی حضرت کے جدائی کے درد و غم اور
 بیماری کے رنج و الم میں گزرے۔ رمضان کی تیسری شگل کی شب میں وفات پائیں۔ اور بی بی نے حضرت

علی کو وصیت کئی تھیں مگر مجھے رات کے وقت وفات کیجئے تا نا محرم کی نظر پرے جنازے پر نہ پڑے۔ حضرت علی نے بی بی کی وصیت کے موافق رات میں ہی آپ کے جنازے پر نماز ادا کئے۔ ایک روایت یہی کہ عباس رضی اللہ عنہ جنازے کی ناز پڑھے۔ پھر بقیع میں دفن کئے اس وقت بی بی کی عمر ساٹھ سال کی تھی بی بی کے مناقب و فضائل جسطہ تحریر سے زیادہ ہیں۔ اور بی بی کے فضیلتیں صحیح حدیثوں سے ثابت ہیں انکا تذکرہ فرمائے ہیں کہ جنت کے سب بی بیوں کے سیدہ فاطمہ زہرا ہی۔ اور فرماتے ہیں کہ فاطمہ میری پارہ جگر ہی پس حضرت کے جگر پارے پر لکھو بھی فضیلت نہیں ایسا ہی کہا ہی امام مالک نے۔ اور جناب خاتون جنت کے بطن مبارک سے پانچ اولاد ہوئے تین صاحبزاد اور دو صاحبزادیاں امام حسن امام حسین محسن بی بی زینب و بی بی ام کلثوم یہ فقیر انکا تذکرہ پر نور و ضیاء البرار اور شرح ستر الشہادتین میں لایا ہی صلوٰۃ اللہ وسلم علی جدہم و علیہم الی یوم الدین۔ ائمہ ایمین کی رحلت۔ اسی ل ہوئی۔ ام ایمن کا نام برکتہ بی ثقلیہ بن عمرو بن نفیل بن مالک بن سلیم بن عمرو بن عثمان کی بیٹی تھی۔ اور وہ حضرت کے والد کی کنیز تھی۔ حضرت کے بچپن میں انکی خدمت گزار سی وہی سعادت پائی۔ حضرت نے انکو آواز کے عید کے ساتھ نکاح کر دئے انسے ایمین پیدا ہوا اسکے بعد زید بن حارثہ کے ساتھ نکاح کر دئے۔ زید حضرت کے بھتیجے تھے انسے امہ پیدا ہوئی۔ ام ایمن جیش کے ہر دو ہجرت کے بعد مدینہ کی بھی ہجرت کئیں۔ اور وہ بی بی بڑی صالحہ تھیں۔ حضرت انکی ملاقات کے لئے انکے گھر تشریف لیا اور فرماتے تھے کہ میری والدہ کے بعد وہی میری والدہ ہی حضرت کے بعد ابو بکر صدیق اور عمر فاروق بھی انکی ملاقات کے واسطے جایا کرتے تھے۔ وہ بی بی نے حضرت کی وفات کے پانچ یا چھ جیسے بعد رحلت کئیں۔ اور اسی سال عبداللہ بن ابو بکر صدیق کی رحلت ہوئی وہ قدیم الاسلام تھے طایف کے جنگ میں حضرت کے ہمراہ رکاب تھے اور ابو محجن ثقفی نے انکو تیر سے زخمی کیا زخم تو درست ہوا لکن اسی سے لاعز ہو کے بیماریاں کھینچنے شوال میں انتقال کئے رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ علی مرتضیٰ کا بیعت کرنا ابو بکر صدیق کے ماتھے پر یہ بات صحت کو پہنچی ہی کہ جب تک جناب فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا زندہ تھیں اور حضرت کی جدائی میں نہایت مغموم اور رنجور تھیں انکی دلجوئی اور تیمارداری میں جناب مرتضیٰ علی کو بیعت کرنے کا اتفاق نہ ہوا جب بی بی کی رحلت ہوئی صدیق اکبر کے پاس یہ پیام بھیجے کہ کل کے دن واحد اپنے گھر تشریف لاوین۔ صدیق اکبر قبول کئے دوسرے روز علی مرتضیٰ کے مکان پر تشریف لے گئے جب ہر دو کی ملاقات ہوئی جناب امیر نے اول اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا ادا کی پھر حضرت پر درود و سلام بھیجے اسکے بعد ابو بکر صدیق کے فضیلتیں بیان کر کے بیعت میں جو ہتھکڑیاں ہوئی اسکی عذر خواہی کی۔ اور فرمانے لگے کہ میں نے جو آپ سے بیعت نہیں کیا یہ کچھ حسد کا منہب نہیں تھا بلکہ آپ سے یہ لگہ ہی کہ آپ نے ہم سے رائے نہ لیا اور اس باب میں مشورت نہ کی حالانکہ یہ حضرت کی

قرابت کی جیت سے اسباب میں عقل عظیم و استقامت فہم تھا۔ ایسے ہی صالح تئیر اور محبت اگلیز بائیں زبان پر لگا اور حضرت
 کو یاد کرتے تھے۔ صدیق اکبر کو بڑی رفت ہوئی اگلے آنکھوں سے پانی جاری ہوا تب حضرت علی سے معذرت
 کرنے لگے کہ قسم علی اس پروردگار کی کہ جسکی دست قدرت میں میری جان نبی حضرت کی آل کے ساتھ ٹکی کرنی
 اور محبت رکھنی میرے خویش و اقارب کے ساتھ ٹکی کرنے سے زیادہ دوست رکھتا ہوں۔ پھر باغ فدک کے
 بابت میں جناب خاتون جنت کے ساتھ جو معاملہ رو دیا تھا اور قیغہ نبی ساعدہ میں جو مہاجر و انصار جمع آئے تھے
 اور خلافت کے باب میں جو لٹکے در میان نزع آیا تھا سونے جلد بیعت لینے میں جو مصلحت مندرج تھی اور ابو بکر جناب
 امیر سے مشورہ لینے کی جو فرصت منہی ابو بکر صدیق نے ان سب باتوں کی معذرت کئے۔ جناب امیر بھی بخاک خدا
 قبول کر کے فرماے کہ جب ناز نہر کے لئے میں مسجد کو آؤں گا ناز کے بعد آپ سے بیعت کروں گا تب صدیق اکبر نہایت
 لے کے اپنے گھر آئے۔ جب سب صحابہ نظر ادا کرنے کے لئے مسجد نبوی میں حاضر ہوئے۔ صدیق اکبر ناز کے بعد منبر پر
 چڑھے اول اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء ادا کئے اور حضرت پروردگار و دو سلام بھیجے پھر جناب امیر کے شرف اور فضیلت بیان
 کر کے بیعت میں چلے آئے بعد تاخیر ہوئی اسباب میں انکا عذر موعج ظاہر کئے اور منبر سے اتر گئے۔ پھر جناب امیر نے منبر پر
 سوار ہو ایک خطبہ جو حمد و ثناء الہی اور تشہد و درود حضرت رسالت پناہی کے ساتھ شش نما کمال فصاحت کے
 ساتھ پڑھا پھر ابو بکر صدیق کے فضیلتیں اور اپنا عذر جو بیعت میں تاخیر ہوئی جیسا صدیق اکبر بیان کئے تھے
 آپ بھی ویسا ہی فرماے۔ پھر صدیق اکبر کے ہاتھ پر بیعت کئے سب صحابہ ہنایت خوش ہوئے جناب امیر کی
 تحسین کرنے لگے اور دہاکئے۔ اور بعضے کتب تاریخ میں مذکور ہے کہ جناب امیر کی بیعت جناب فاطمہ زہرا
 رضی اللہ عنہا کے وفات کے بعد شتر روز کے واقع ہوئی واللہ اعلم۔ اور اسی سال صدیق
 اکبر کے حکم سے قرآن مجید کو جمع کئے۔ جانا چاہئے کہ حق سبحانہ تعالیٰ شانہ کریمہ ارشاد
 مکتوب **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَنَاكَرُ كَمَا فُطِقَ** میں قرآن کی حفاظت حفظ کا جو وعدہ کیا تھا سوا خلفائے
 راشدین کے زمانہ میں واقع ہوا تفصیل اس حال کی یہ ہے کہ حضرت کے زمانے میں جو آیتیں نازل ہوئیں حضرت
 کے حکم سے صحابہ ہر کو قید قائم کرتے تھے جب کاغذ میسر نہیں تھا۔ اونٹ کے پھسل کے تار پر اور پوست کے ٹکڑوں
 پر اور چونے پتھر پر لکھ کے رکھتے تھے۔ جب صدیق اکبر کی خلافت میں جنگ یمامہ ہوا امین صحابہ خصوصاً قرآن مجید
 کے ستر قاریان شہید ہوئے سب صحابہ کرام کو اس بات کا برا غم ہوا۔ عمر فاروق نے ایک روز بعضے قاریوں کو
 ایک آیت دریافت کی تو انھوں نے کہا کہ یہ آیت فلاں صحابی کے پاس تھی سو وہ جنگ یمامہ میں شہید ہوا۔
 عمر فاروق نے یہ سنے ہی کہا **إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاغِبُونَ**۔ اور یہی وقت صدیق اکبر کی خدمت میں
 آنکے عرض کی کہ یا علیہ السلام رسول اللہ جنگ یمامہ میں اکثر قاریان شہید ہو گئے اب جو قرآن باقی ہیں انکا جو ذخیرہ

مجھے بہا کا خوف ہوا کہ کہیں قرآن کریم محفوظ نہ رہے اور میں بہت مناسب سمجھتا ہوں کہ اسکو کاغذ میں جمع کر لیا حکم کریں۔
 صدیق اکبر نے فرمایا کہ میں اس کام پر کس طرح اقدام کروں کہ جو کام حضرت نہ کئے ہوں۔ عمر فاروق نے نہایت مجید
 ہو کے اس امر پر حکمت و مصلحت بیان کی اور اللہ تعالیٰ کی قسم دی۔ تب صدیق اکبر قبول کئے۔ عمر فاروق مجمع
 صحابہ میں اٹھ کر کھڑے رہے اور اعلام کئے کہ جن جن کے پاس آیات قرآنی سنگ و چوب وغیرہ ہر قوم پر
 حاضر کریں۔ حسب الحکم صحابہ حاضر کرنے لگے۔ ابو بکر صدیق نے فاروق اعظم پر حکم کیا کہ مسجد نبوی کے دروازے
 پر یطہقین ہر آیت پر جب تک دو گواہ معتبر نہ آئیں حضور نبوی میں لکھی گئی تھی کہ کے نگذا رہیں قبول کریں زید بن
 ثابت انصاری جو بڑے قاری اور حضرت کے زمانے میں کاتب وحی تھے سوا انکو حکم کئے کہ کاغذ پر جمع کریں۔ زید
 کہتے ہیں کہ جب مجھے صدیق اکبر کا حکم ہوا یہ کام مجھے دشوار نظر آیا کہ اگر ایک پیارے اٹھائے گا حکم کرتے تو ہمدرد و شہار
 ہوتا۔ میں نے عرض کیا کہ یا خلیفہ رسول اللہ آپ کس لئے یہ کام کرتے ہو جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں
 کئے۔ ابو بکر صدیق کئی وجوہات سے اس کے مصلحتیں سمجھائے۔ میں نے سوچا کہ یہ امر خیر ہی۔ پس بولہ وقتہ لکھی
 تحریر پر مستعد ہوا۔ جن جن صحابہ کے پاس متفرق آیتیں تھیں وہ سب فراہم آئے تب اسکو میں کاغذ پر نقل کیا
 جب تمام آیتیں جمع ہو کے قرآن حسن انصرام پایا سب احباب کرام بہت خوش ہوئے۔ اور یہ متفق ہوئے کہ اسکو
 مصحف سے ملقب کئے۔ سبحان اللہ صدیق اکبر کی خلافت میں یہ بڑا کام ہوا۔ جناب مثنیٰ علی کرم اللہ وجہہ نے یہاں
 میں صدیق اکبر کی تعریف کی ہے کہ اعظم الناس فی المصاحف اجر ابو بکر رحمہ اللہ ہو من
 اول جمع کتاب اللہ۔ یہ پہلا جمع قرآن ہی جو حضرت کے بعد ابو بکر صدیق کی خلافت میں ہوا۔ دوسرا جناب
 امیر بھی جمع کئے تھے حضرت کے بعد وفات چھ مہینے تک جماعت نماز کے سوا بے جو باہر تشریف نہیں لاتے
 تھے سو قرآن مجید جمع کرنے میں ہی مشغول تھے آپکا جمع کرنا ترتیب نزول پر تھا۔ آپ کے سوا دوسرے بعض صحابہ
 جیسے ابی اور ثابت بن ثابت اور عبداللہ بن مسعود بھی جمع کئے تھے۔ تیسرا جمع کرنا عثمان ذوالنورین کا ہی۔
 ابو بکر صدیق اور عثمان ذوالنورین اور دوسرے صحابہ کے جمع کرنے میں فرق یہی تھا کہ ابو بکر صدیق اور دوسرے صحابہ کا
 جمع کرنا محض اس واسطے تھا کہ قرآن مجید سے کہیں کچھ جاتا نہ رہے بلکہ سب ایک جگہ جمع رہے۔ اور جناب ذوالنورین
 کا جمع کرنا لغت قریش پر اس قراءت کے مطابق تھا جو حضرت کے سال وفات جبریل امین آپ کو سنانے
 تھے انشاء اللہ تعالیٰ اسکا بیان عثمان ذوالنورین کے احوال میں آویگا وہو علی ذلک قدیر۔ ابو بکر صدیق
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلافت سے دوسرے سال کا احوال۔
 صدیق اکبر کے فوجیں عرب کے جزیرے میں جب تمام مرتدوں کو قتل کر چکے اور دین اسلام کو از سر نو قائم اور تمام عرب
 کا جزیرہ تابع ہوا تب صدیق اکبر کا قصد سبابت پر آیا کہ لشکر عجم کی تسخیر پر بھیجیں اور عجم میں اسلام کو بھندہ بپا کریں۔

روایت ہے کہ جبریل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ تمہاری امت میں
 ایک مسلمان ہو اور عرض کیا کہ تمہارے بادشاہوں کا کاروبار نہایت ضعیف اور پریشانی کو پہنچائی مجھے اجازت فرماؤں
 تو کہنے کے بعد سے جنگ شروع کرنا ہوں جو جو شہر کر میرے تختہ میں آوے مجھ کو کسی حکومت دینا چاہو تو بکر صدیق
 یہ بات قبول کر کے انکو روانہ کئے اور فرمائے کہ تمہارے پیچھے مدد کے واسطے ایک لشکر روانہ کرو گنا۔ پس مثنیٰ بن
 عمار کی طرف متوجہ ہوئے کہنے کے اطراف و نواحی میں جو قبائل کہ رہتے تھے بادشاہان عجم کی طرف سے بہت مزاح
 کھینچتے تھے جبکہ دشمن سے بدلہ لیا انسان کی طبیعت میں رکھا گیا ہی مثنیٰ نے کئی قبیلوں کو اپنے ہمراہ لے کے کہنے کے
 اطراف و نواحی کے قریوں کو غارت کرنے اور اسلام کے جھنڈے پر بار کر کے جب دہلی شہر کو فتح کیا تو
 شہر پر چاروں طرف شہر ہوئی اور یہ خبر ابو بکر صدیق کے خدمت میں پہنچی انکو ایک غلٹ اور غلام روانہ فرمائے اور بکر
 کے جنگ پر پھر نہیں کی۔ اور جب مثنیٰ کے دفع کرنے کے لئے چاروں طرف سے کھارائے اور یہ خبر صدیق کی کہ بکر کو اپنی اکابر
 ہمارے انصاف کے مشورے خالد بن ولید کو مثنیٰ کے مدد پر روانہ کئے۔ اندون خالہ نے سید کے جنگ سے فلاح
 ہو کے مدینہ آئے تھے لاکھ جنہو کہتے ہیں کہ ابھی یہاں کے سرحد میں ہی تھے صدیق اکبر انکو ایک نذر لکھے کہ اسی خط
 سے تم نے عراق عرب و عجم کی طرف متوجہ ہوئے اہل خارج کے ساتھ جنگ کیجئے ملک چہرہ کو کو فہم کو ہی دیا گیا ہی
 اور اسکی فتح کے بعد انکو کی طرف متوجہ ہووین اللہ تعالیٰ کی عنایت سے اکو بھی فتح کیجئے اتنی۔ اور دو سر اکو تہ مثنیٰ
 بن حارثہ کے نام سے اس مضمون کا لکھا کہ خالد کو تمہارے طرف روانہ کیا ہوں تو چاہئے کہ انکا اکرام و احترام کیا جائے
 اور اپنے تمام لشکر کو لے لے انکی استقبال آوے اور سب کا نوین انکی تابعدار اور مددگار رہے۔ پس خلیفہ رسول اللہ
 کا یہ فرمان جب خالد کو پہنچا انہوں ایک لشکر کہ جس میں س ہزار سوار کے قریب تھے اپنے ہمراہ لے کے عزم کے
 جیسے میں بارہ سے نکل کے کہنے اور عراق اور عجم کی طرف روانہ ہوئے اور راستے میں فتح کیجئے کہ شہر اور قلعے بہت
 آباد ہیں۔ اندون ابن حنظلہ تاجو کہنے کی طرف آئے وہاں کا حاکم تھا بیت سے کھار کو جمع کر کے جنگ کے واسطے
 بہت ہوا آخر ہزیمت پانے صلح کرنے پر آیا خالہ نے اس سے کہ دو دینار لے کے مصالحت کی اور وہاں کے کئی قریہ
 اہل قبضہ قریہ میں آئے۔ جب حیرہ کے پاس آئے وہاں کے لوگ بھی گھبرائے اور اپنے قلعے میں پناہ لے کے
 اسکے دروازہ بند کر دیئے ہوقت حیرہ کا حاکم کسریٰ کی طرف قبضہ بن ایاس طائی تھا سو اسنے جنگ کے
 کی طاقت نہ پانے صلح کا پیام بھیجا۔ خالد کبلا علیجے کہ تمہارے میں جبر حرا عاقل اور دانا ہو سکو بھیجو اس سے کلام کروں
 تب انہوں نے ایسے ایک بو دے کہ روانہ کیا کہ اسکی عمر تین سو پچاس سال کی تھی وہ جبر عاقل اور فصیح تھا اور
 وزیران کے خواب کی تفسیر کئے کی خدمت اسی پر غرضی اسکا نام عبد المسیح تھا دین انسانی رکھتا تھا جب اسنے
 خالد کے حضور میں آیا بیت سے باقیں کر کے صلح کا ذکر در بیان لایا اور اسوقت ایک کاغذ کی پوری پیسہ ہوئی

॥॥॥

عنایت کر چکا ہوں سو اگر کہہ دوں کہ میں اتنے سے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا منہدہ برسیا کہ جس کے گزروں میں بانی شہرِ اسلام
اہل اسلام سرِ باب ہو کر خوشی کئے اور شکر اُٹھائی جیالا۔ غرض جب ہر دو لشکر کا مقابلہ ہوا ہر مرنے اپنے گھوڑے سے لڑ کر
پا پیادہ میدان میں آیا اور جنگ کرنے کے لئے مسلمانوں کو بلایا۔ اور خالد بھی اپنے گھوڑے سے اترے اور پیادہ
میدان میں آئے اول ہر مرنے اُن پر ہاتھ چلایا خالد اس کو بچائے اور آپ جب اس پر کرا چاہتے تھے ایسے میں
ہر مرنے لشکر سے حامیہ کی مگر ہی اس کو بچانے کے واسطے خالد پر حملہ کئی۔ خالد ان کے حملے پر نہ ہونے کے ہر مرنے کی ہی
قتل میں مشغول تھے ایسے میں لشکرِ اسلام حامیہ کی مگر ہی نکل کے لشکر ہر مرنے کے حامیہ کو بتا دی حامیہ اس فوج کو کہتے
ہیں جو لشکر کے سردار کی حفاظت پر رہتی تھی۔ غرض خالد کے ہاتھ سے ہر مرنے مارا گیا پھر لشکرِ اسلام غازیان مارنے
لگے فارس کا لشکر ہزیمت پائے بھاگنے لگا وہ لوگ جو ایک دوسرے کو بازو دھوئے تھے بھاگ کر اس کے گویا ہوا
کے ہاتھ سے ان کے لشکیان ہندو کے اللہ تعالیٰ نے ان کو مسلمانوں کے اسیر کر دیا تھا سو غازیوں نے ان کا پیچھا کر کے
غروب آفتاب تک قتل کرتے رہے ان کا اسباب ہتھیار وغیرہ جو ہزار اونٹ کا بوج ہو گا مسلمانوں کے غنیمت
میں آیا اور ان کے تیس ہزار آدمی مارے گئے اور بہت سے لوگ جو دریا پیر کے جانا چاہے دو ب گئے۔ پھر خالد
نے وہاں سے کوچ کر کے بھرے کے پاس جہان اب تر ایل ہی جا کے نزول کئے اور فتح کی خوشخبری اور غنیمت کا
خبر اپنے لوٹ کا پانچواں حصہ رزین بن کلیہ کے ہمراہ دیکے مدینے کی طرف صدیق اکبر کے حضور میں روانہ کئے
اور ہر مرنے کی تاج اور ایک ہاتھی بھی مدینے کو بھیجے۔ ابوبکر صدیق نے حکم کئے کہ اس ہاتھی کو مدینے کے اطراف
پھر ادین مدینے کے عورتیں جو ہاتھی کبھی نہ دیکھیں تھیں اس روز دیکھ کے تعجب کرنے لگیں۔ صدیق اکبر نے پھر وہ
ہاتھی رزین کے ساتھ ہی خالد کے پاس بھیجے تھے اور ہر مرنے کے بدن کا اسباب خالد کو عنایت کئے۔ کہتے
ہیں کہ اس کی تاج پر لاکھ دینار کے جواہر لگے تھے عجم کی یہ عادت تھی کہ جعفر بن مصعب ہر اہو تا ہند جو اہر اپنی قبلی
پر لگانے ہر مرنے کا منصب ہر مرنے سے ویسی تاج مینا تھا۔ القصد خالد پہلے کے مقام پر اقامت کئے تھے اپنے ہوتے
کے ساتھ فوجیں دیکے اطراف و نواحی میں روانہ کئے اور بہت سے قلعے جنگ اور صلح سے فتح ہوئے اور بہت
سامان غنیمت میں آیا خالد حکم کئے کہ فقط جنگی لوگوں کو قتل کریں زراعت کرنے والوں کو اور ان کے اولاد کے
ساتھ جو جنگ کریں مرنے مرنے ہر مرنے پس عجم کے بہت سے رہا یا مسلمانوں کے تاج ہوئے۔ مدار کا جنگ
اس جنگ کا یہ سبب ہوا کہ ہر مرنے خالد کا خط جوار و شیر کے پاس روانہ کیا تھا وہ شیر نے فاذن بن قریظ
کے ساتھ فوج دیکے ہر مرنے کے مدد پر بھیجا وہ فوج آنے کے آگے ہی ہر مرنے مارا گیا اور اس کی فوج کو ہزیمت ہوئی
تھی اور جو لوگ اس میں بچ گئے تھے سو وہ فاذن کے پاس جا کے پھر خالد سے مقابلہ کرنے پر مستعد ہوئے خالد نے یہ
خبر سننے ہی اسلام کے جوان مردوں کو ہمراہ لے کے نکلے اور اس طرف سے فاذن کا لشکر بھی بھلا یہ ہر دو

لشکرِ مدینہ میں اتارے۔ غنیمتوں پہ غور و فکر سے بہت سارے دروہا پر پہنچے ہوئے میدانِ بن کے جنگ کے لئے
 بلائے تب لشکرِ اسلام خالد بن ولیدؓ کے امیر و خن خالد پر بوقتِ کر کے آپ آگے ہوئے کہ کہیں مبادا
 خالد شہید ہوں تو لشکرِ اسلام کا نظام باقی نہ رہے گا غرض اس روز ایسا جنگ ہوا کہ فارسیوں کی فوج بھاگنے لگی اور
 ان کے تیس ہزار آدمی مسلمانوں کے ہاتھ سے مارے گئے اور بہت سے لوگ جان بچانے کے لئے پانی میں
 گر کے تباہ ہوئے۔ خالد نے مدینہ میں اقامت کر کے غنیمت جمع کی اور مخالفوں کے عورت بچوں کو رہا کیا سے
 مصالحت کر کے اپنے خراج گزار غنیمتوں اور سلب یعنی ہر قتل کے بدن کا لباس اور ہتھیار اور زر و جواہر
 وغیرہ اسکے قاتل کو دئے اور غنیمت کا خمس سعید بن نعمان کے ہمراہ دیکے صدیقِ اکبر کی خدمت میں بھیجے اور باقی
 اہل لشکر پر تقسیم کئے اسکے آگے جو مال کثیر مدینے کو روانہ کئے تھے اسکے بعد دو روز کے پہلے مال و متاع بھی جا پہنچا
 صحابہ اس بات سے نہایت خوش ہوئے اور خالد کی آفرین و تحسین کر کے ان کے حق میں دعا کئے۔

ولیجہ کا جنگ۔ اس جنگ کا یہ سبب ہوا کہ جب ہرمز کے قتل کی خبر ارد شیر کو پہنچی اپنے بھائی کے برے
 بیٹوں کو کہ جس کا نام ابدردن تھا اور وہ جیشون کے اولاد مدین میں پیدا ہوا تھا۔ ایک برے لشکر کے ساتھ
 روانہ کیا اور اسکے پیچھے دوسرے امیر کو کہ جس کا نام ہمیں جاوید تھا بھیجا۔ یہ ہر دو لشکر نخل کے ولیجہ کے مقام پر ملتے
 خالد یہ خبر سنتے ہی نخل کے انکے لشکر کے مقابل جا آئے دوسرے روز جنگ شروع ہوا مگر کے سے ایک غبار ایسی
 اٹھی کہ ایک آسمان کے مانند نظر آتی تھی اور تلواروں کی چمک بجلی کے مانند نمودار تھی اور جنگ ایسا سخت ہوا کہ خون
 کی نہریں بہنے لگیں۔ خالد میدان میں آئے غنیمتوں کو بلاتے تھے۔ جو اسے میدان میں آتا اس کو قتل کرتے۔ پھر دوسرے کو
 بلائے۔ جب ان کے پورے ہزار آدمی مارے گئے انکے ناپاک نعشوں کی ایک وہیگ ہو گئی تھی۔ خالد اس وہیگ
 کو تکیہ لگا کے ہانپتے کئے اور خالد نے اپنے لشکر کے دوڑ کر ان کی گاہ میں رکھے تھے وہ نہ آنے سے ان کو نہایت
 اضطراب ہوا ایسے میں کہیں گاہ سے دوسرے دو فوجیں و طرف سے آہنچے۔ غنیمتوں کو بھاگنے لگے۔ پیٹھ سے خالد کی
 فوج اور روبرو کہیں گاہ کی فوج ان کو گھیر لی۔ پھر کافروں کا قتل عام ہوا۔ ستر ہزار آدمی انکے مارے گئے۔ او مابذ
 اپنی جان بچا کے بھاگا۔ آخر تشنگی سے جنگ میں مر گیا۔ پھر خالد نے لوگوں کو جمع کر کے خطبہ پڑھا۔ اور غنیمت کا خمس صدیق
 اکبر کے حضور میں بھیج کے باقی اہل لشکر پر تقسیم کر دئے۔ اور اس ملک کے رعایا پر خراج مقرر فرمائے۔ جب ہر
 فتح و نصرت کی بشارت اور خمس غنیمت دینے کو بھیجا ابو بکر صدیق اور سب صحابہ بہت خوش ہوئے اور شکر الہی بجا
 لائے اور خالد پر بہت آفرین و تحسین کئے۔ لیکن اس جنگ کا خالد بن ولید نے جب ولیجہ کا جنگ کئے
 اس جنگ میں بکربن و ایل کے عرب کو جو نصرانی تھے اور غنیمتوں کے ساتھ شریک ہوئے تھے بہتوں کو قتل کئے۔ سوا
 انکے تمام قبائل جمع ہوئے خالد سے جنگ کرنے کے لئے عجم سے مدد چاہتے تب ارد شیر نے جابان کے ساتھ

ایک جزا لشکر دیکھ کر ایک لک پر روانہ کیا سو وہ لشکر تیس کے مقام میں آئے اور بکر بن وائل کے قبیلے میں داخل ہوئے۔ خالد بن ولید نے کہا کہ میں نے یہ خبر سنی ہے کہ آپ نے فوج کو ہزاروں کے ساتھ روانہ کیا ہے۔ کفار و مشرکین نے کہا کہ ان کے لئے جہنم میں جگہیں تیار ہیں۔ خالد بن ولید نے کہا کہ میں نے اپنے لشکر سے باہر آئے بلند آواز سے پکارا کہ عرب کے جو افراد کون ہیں جو میرے مقابلے میں آؤ۔ کسی کو بھی طاقت نہ ہو گی میرا ایک ایک نام لے کر آئے۔ تب مالک بن قیس میدان میں آیا خالد نے کہا کہ اے کافر! جسے تجھے کوئی برحق ہو کر میرے مقابلے میں آؤ پھر ایک ہی دھڑکن کا کام نام لے۔ غیروں نے یہ حال دیکھ کر گھبراہٹ میں آئے اور کہا کہ اگر یہ مشرکین مجھ پر حملہ کر دیں گے تو میں ہار جائوں گا۔ پھر ہر دو طرف سے جنگ شروع ہوئی۔ خالد نے زندگی کو الٹی اپنے لشکر کے لئے کی ہر قدرت دیو کا تو ان کے خون سے ندی بہا دینا۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان پر غالب کیا۔ خالد نے منادی کو بلا کر کہہ دیا کہ اسیر کرو۔ غازیان اسلام نے ان کو اسیر کر کے لائے گئے۔ خالد نے حکم لے کر ہر کوئی باندھ کر اس کا پانی دوسرے طرف پھیرا اور ان کو اسیروں کو نہیں لے کر گرن مارا۔ تین دن کا قتل کرتے تھے۔ ایک لاکھ پچاس ہزار کافروں سے لگے ان کا خون نہر چھو گیا تھا۔ جب اسیر پانی پیا۔ تب خون پینے لگا اور اس کی پیٹھ پر جل چکی تھی۔ اس دن سے اس ہزار کا نام نہر قائم ہوا۔ کہتے ہیں کہ جب جنگ سے فراغت ہوئی۔ غازیوں نے ان کے دوسرے ہزار کو لے کر ان کے گروہ سے بہت ہی خفیدہ ہوئے۔ بن جحلی عرب سمجھے کہ کپڑے کے ٹکڑے ہیں۔ تب شہری لوگ کہے کہ عرب جس کو رقیق العینس کہا کرتے ہیں سو یہی تھی۔ الغرض اس جنگ میں بہت سی غنیمت حاصل ہوئی۔ ان غنیمتوں میں ایک سو اکر دو ہزار درہم ملے خالد نے خمس اور بڑے جندل علی کے ہمارے صدیق اکبر کے حضور میں روانہ کئے۔ صدیق نہایت خوش ہوا۔ اور ایک باندی جندل کو مرحمت کی۔ اور قریش سے کہے کہ تم ہمارے شیرازیوں کو کھانا کھاؤ۔ خالد سے جو افراد کون کون عورت چاہیں گی۔ القصبہ خالد و دنان چند روز کے اطراف و اواسط کے لوگوں کو متنبہ کئے۔

انتہا کی فتح انہیں ایام میں عجم کا بادشاہ اردشیر مر گیا اس نے اس کی سلطنت میں غل غلیم رو دیا خالد نے عجم والوں کو ایک بار اس موضع میں کال کیا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ نثار خالد کی طرف سے کسری کو لکھا جاتا تھا کہ تم کو سپاس ہے اس پر رد کار کو جسے تمہاری جماعت کو متفرق و پریشان کیا۔ اور تمہاری حرکت کو توڑ دیا۔ اب تم سلام قبول کرو۔ تمہارا ملک تم پر باقی رہ گیا۔ اسلام میں نہیں آئے ہیں تو جزیرہ دو و الا تم پر ایسے لشکر کو بھیجنا کہ تم موت کو ایسا عزیز رکھتے ہو جیسے تم حیات کو دوست رکھتے ہو۔ جب یہ پروانہ کسری کو پہنچا عجم میں بڑا ہی انقلاب چڑ گیا۔ پھر خالد نے دنان سے نخل کے انبار کی طرف گئے بادشاہ فارس کی طرف سے شیراز و دنان کا حاکم خالد وہ بڑا عقلمند تھا۔ خالد نے اس کے شہر کا خامرو کئے۔ اس قلعے کی بڑی خندق تھی اس کے گرد و نواح کے اسباب جمع ہو کر خندق کے پاس جاتے سے منع کئے۔ خالد نے ان کو نہایت دیکھ خندق کے پاس چاہیے۔ اور قلعے والوں نے جب غصیلوں پر آئے خالد نے حکم لے کر ان کو تیروں کا رو۔ جب اہل اسلام تیر چلائے گئے ان میں ہزار کافر کے انھیں

ہوے۔ تب شیراز نے صلح کا پیغام بھیجا خالد نے چند شرطیں کئے تو قبول کیا۔ تب خالد نے حکم کئے کہ رومی اونٹوں کو فوج کر کے خندق میں ڈالیں اور رومی سامان بھی ڈال کے خندق بھر دیں۔ جب حکم کے موافق خندق بھر دیا لشکر اسلام اسیر سے چل کے قلعے کے نزدیک پہنچا۔ شیراز یہ دیکھ کے گھبرا یا۔ اور خالد کی شرطیں قبول کیا اور اسن چایا۔ خالد نے اسکو ان کے قلعہ لے لئے۔ چند روز وہاں کے لشکر کو آرام دئے۔ اور انبار میں برفا بن بدر کو نائب قہر کے عین التمر کا قصد کئے۔ **عین التمر کی فتح** مہروان بن ہیرام جو عین التمر کا حاکم تھا عرب کی بہت سے جماعتیں اس کے پاس جمع آئے تھے اور عین التمر کے اطراف جو عرب کے چند قبیلے رہتے تھے انکا حاکم عقبہ بن ابی عقبہ تھا۔ جب خالد کا لشکر نزدیک پہنچا عقبہ نے مہران سے کہا کہ تم مجھ کو ہم عرب بن عربوں کے ساتھ جنگ کرنے کا تہب ہو خوب معلوم ہی۔ ہم خالد کے جنگ میں سمیت کرتے ہیں۔ تم ہماری کمک پر ہمتہ رہو۔ مہران قبول کیا پس عقبہ اپنا لشکر لے کے لشکر اسلام کے مقابلے میں آئے کہہ ارمایا اپنے لشکر کی صفیں آگے نہ کرنا تھا۔ ایسے میں خالد نے اپنے لشکر سے نکلے اور تہا اس کے لشکر پر جا گرے اور عقبہ کو اسیر کر کے لائے۔ اسکا لشکر بھاگنے لگا بہت لوگ اسیر ہو مہران عقبہ کے لشکر کی ہزیت سے قلعہ چھوڑ کر بھاگا۔ وہاں کچھ زراعت کرنے والے لوگ جو نصرانی مذہب رکھتے تھے قلعے کا دروازہ کھلا ہوا دیکھ کے آپ قلعے پر مسلط ہو خالد انکا محاصرہ کئے تب عاجز ہونے کے صلح کا پیغام بھیجے خالد نے قبول کئے پھر عقبہ اور دوسرے جنگیوں کو قتل کر کے قلعے کے اندر گئے اور جو کچھ حاضر تھا غنیمت لئے۔ اور ان کے کلیسے میں چالیس لڑکے انجیل پڑھتے تھے۔ کلیسے کا دروازہ بند تھا۔ دروازے کو توڑ کے ان لڑکوں کو پکڑ لئے۔ اور اپنے لشکر کے امیرون پر تقسیم کئے۔ اور عمران جو انہیں میں تھے عثمان بن عفان کے حصے میں آئے اور سیرین جو محمد بن سیرین کے والد تھے انس بن مالک کے اخس میں آئے اور ایسے ہی چند غلام مشہور نکلے انکی اولاد میں برے برے علما پیدا ہوئے۔ اور اسی جنگ میں بشیر بن سعد خزرجی جو انصار میں اول وہی ایمان لائے اور سقیفہ میں صدیق اکبر سے اول وہی بیعت کئے اور خالد کے ساتھ سب جنگوں میں شریک تھے شہید ہوئے۔ **دومۃ الجندل کی فتح** عیاض بن غنم نے دومۃ الجندل کا محاصرہ کیا تھا۔ کافرون کی ایک فوج عراق کے جانب سے آئے عیاض کی راہ بند کی تھی۔ صدیق اکبر نے ولید بن عقبہ کو جو خالد کے نزدیک جس لے کے مدینے کو آئے تھے عیاض کی مدد کے واسطے دومہ کی طرف روانہ کئے۔ پھر ولید کی مشورت سے عیاض نے خالد کی خدمت میں بھی طلب تائید میں ایک نامہ لکھے خالد نے عین التمر کے بند و بست میں تھے کہ ایسے میں انکا نامہ پہنچا۔ تب عین التمر میں جو میر کو نائب قہر کے آپ دو دوسے کی طرف روانہ ہو گئے وہاں دوسرے دار تھے ایک الکید بن عبد الملک دوسرا جو دی بن ربیعہ۔ اور چند قبیلان کے لوگ ان کے پاس جمع آئے تھے۔ خالد آئے کی خبر سننے الکید نے کہنے لگا کہ وہ برا جمیع اور جو اغر دی کیسی بڑی جمعیت

والابی ہو سکو دیکھتے ہی عجب کما کے ہریت پاتائی۔ میں اس صلح کرنا بہترین نہیں سمجھتا۔ لوگ ہلکی پھلکی باتیں مانے۔ آخر اکیڈر کہا کہ خالد کے ساتھ جنگ کرنے کی مجھے طاقت نہیں۔ میں نے کہہ دیا کہ تم میرے جاکا۔ خالد نے جب دوسرے کے قریب آئے یہ خبر سنے اکیڈر کے پکڑنے کے لئے عاصم بن عمرو کو عیسے عاصم کو اسیر کر کے لائے خالد کو قتل کئے۔ یہ وہی اکیڈر ہی کہ حضرت نے اس کو اسیر کرنے کے لئے جو کہ اسے خالد کو بھیجے تھے اور وہ گورنر کی مشاعر کے لئے ایک شب بچھا تھا اس وقت خالد اس کو شکار کر کے حضرت کے حضور میں حاضر کئے اکیڈر نے صلح چاہا۔ اور جزیہ دینا قبول کیا بعضے کہتے ہیں کہ وہ سلمان ہوا تھا پھر حضرت کے بعد مرتد ہو گیا۔ غرض خالد نے اس کو قتل کر کے اس کا سب مال و اسباب لوٹ لئے۔ پھر وہ در کا حاکم جو دی بن ربیعہ نام قبیلہ کو ہمدان کے مقابلے میں آیا۔ خالد نے اپنے لشکر کی دو تہیں ان کے ایک تہی اپنے ساتھ دوسری تہی عیاض بن غنم کے ہمراہ دے کے ہمدان طرف سے دو گھر گئے۔ خالد کے پہلے تھے میں جو دی اسیر ہوا۔ کنار بھاگ کے غلے میں پناہ لئے۔ خالد نے غلے کا دروازہ توڑ کے اندر گئے اور سب کو قتل کئے اور اس کے رتے بالوں کو سلاخ پر ہر تہ کئے۔ جو دی کی مٹی نہایت جمید تھی خالد اس کو آپ سول لئے۔ اور اقرع بن جابس کو انار کی طرف روانہ کر کے دوسرے بندوبست سے جب فراغت ہوئی وہاں سے نکل کے تیرہ کی طرف گئے خالد کے اپنے سے وہاں لوگ بہت خوش ہوئے۔ حصید اور مصیغ کا جنگ۔ خالد نے دوسرے کی طرف روانہ ہوئے سو خبر سنے عجم والوں نے فرقت غنیمت چاہا اور چاہا کہ انار کو زبیر خان کا ماتھے سے جو خالد کا نائب تھا چھین لیں۔ زبیر خان یہ بات سنے ہی قلعہ بن عمرو کو جو چہرہ پر خالد کی طرف سے نایب تھا لکھ بھیجا۔ انہوں نے عبداللہ بن فہک کو لکھا کہ تم اپنا لشکر لے کے حصید کے پاس لیٹا جا جانا۔ اس عرصہ میں خالد بھی حیر کو اپنے انعام معصوم شاہک مابین کو جو کسری کا دار السلطنت ہی سحر کر میں لیکن غلے کا حکم نہ آنے سے اس کا قصد بالفعل ہو قوف رکھ کے قلعہ بن عمرو کو اسیر لکھ بنا کے حصید پر روانہ کئے اور عجم کا لشکر حصید میں اترا۔ تعجب ہر دو طرف سے جنگ شروع ہو اسلامان غالب آئے اور کافر بھاگ گئے۔ اس لشکر کے دو نو سردار جو ایک زہر دوسرا زہر تھا مقتول ہوئے اور بہت گھار مارے گئے اور بہت سی غنیمت اسلام کے ماتھے آئی۔ اور عجم کے لشکر سے جو بھاگے تھے مصیغ کو جا کے کچھ دم لئے۔ ایسے میں خالد نے کہہ دیے اور شبنون کے سب کو قتل کئے مگر عورتوں کو جان بچا کے بھاگ گئے۔ ان کے قتلان کردوں کے ہاتھ نہ بچے ہوئے کے پر تھے پھر خالد وہاں سے نکل کے شہن اور دوسیل کی طرف آئے۔ عجمیوں نے سوتے تھے ان پر شبنون گر کے سب کو قتل کر دے یہاں تک کہ انکی خبر لیجا بنے والا کوئی باقی نہ رہا۔ پھر خالد نے غنم و سب کو حصید کی اکبر کے پاس بھیجے۔ اسی سببی میں ربیعہ بن جبر تغلی کی مٹی کو مرتضیٰ علی حرید کئے انہیں سے عمر اور ربیعہ پیدا ہوئے۔

فراض کا جنگ - خالد نے اس جنگ سے فراغت پا کے اپنی فوج لیکر فراض کو گئے وہ ایک حد فاصل ہی شام اور عراق اور جزیرے کے درمیان - رمضان کا مہینہ تمام وہاں اقامت کئے اور جہاد کے واسطے رمضان میں افطار کئے تھے۔ جب رومیوں کو معلوم ہوا کہ خالد ہمارے سرحد کے قریب آگئے تب آپ بھی لشکر جمع کر کے جنگ کے واسطے نکلے۔ ذوالقعدہ کی پندرہویں کو فراض پر پہنچے ہر دو لشکر میں جنگ شروع ہوا رومیوں کی برتری کثرت تھی مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ پر توکل کر کے ثابت قدم رہے اور انکی کثرت و شوکت کا کچھ پروا نہ کئے ترا سخت جنگ ہوا آخر رومیوں کی ہزیمت ہوئی۔ لاکھ کا فرسہ کے میں مارے گئے۔ پھر خالد نے فراض میں دس روز اقامت کئے۔ ذوالقعدہ کی پچیسویں کو حیرہ کی طرف اپنی فوج بھیج دے کے آپ مخفی تھوڑے لوگ کو ہمراہ لئے ہوئے مسجد الحرام کا قصد کئے اور حج کے مناسک ادا کر کے پھر وہاں سے نکلے ابھی انکی فوج حیرہ تک نہیں پہنچی تھی کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ حیرہ میں داخل ہو گئے۔ جب یہ خبر صدیق اکبر کو پہنچی تو ایک نادرہ عتاب امیر خالد کو لکھے کہ لشکر کو چھوڑ دے کے بے اجازت تم گیسار و انہ ہوئے۔ اور اسی حرکت کے پاداش میں انکو عراق کی امارت سے پھر کے شام کے جہاد پر جانے کا حکم لکھے۔ اور اسی سال جناب مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ نے زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لڑکی امانہ کو جناب خاتون جنت کی وصیت کے مطابق اپنے نکاح میں لائے۔ اور اسی سال عمر فاروق نے عاتکہ بنت زید بن عمرو بن نفیل کے ساتھ اپنا نکاح کئے۔ یہ بی بی پہلے عبداللہ بن ابی بکر کے نکاح میں تھیں انکی وفات کے بعد عمر کے برادر زید بن الخطاب کے نکاح میں آئیں انکی شہادت کے بعد انکی تزویج عمر فاروق کے ساتھ ہوئی۔ انکی شہادت کے بعد زبیر کے ازدواج میں آئیں۔ اور اسی سال عمر فاروق نے اسلام کو خرید کئے اللہ تعالیٰ کی عنایت سے اسلام تابعین میں برے عالم اور بزرگ ہوئے۔ انکے فرزند علماے ثقافت ہیں۔ اور اسی سال ابوالحارث بن البرج جو حضرت کے دامادی بی زینب کے شوہر تھے رحلت کئے انہوں نے بی بی خدیجہ کے بھانجے تھے انکی والدہ کا نام مالہ بنت خویلدہ تھی۔ ابوالعاص کا نام ہاشم تھا جنگ بدر میں مشرکوں کے ساتھ اسیر ہوئے اور فدیہ دیکر رہائی پائے۔ فتح مکہ کے آگے چند روز کے اگر ایمان سے مشرف ہوئے۔ حضرت نے بی بی زینب کو نکاح سبائی سے انکے بچہ کو بی بی کے ساتھ بری محبت تھی ہر چیز انکو کافروں نے کہا کہ بی بی کو مطلق دو لاکھ انہوں نے قبول کئے۔ حضرت ابو بنی ہاشم اور بنی مطلب جب غار میں تین سال اقامت کئے تھے ویسے قحط میں رات کے وقت کافروں نے پوشیدہ ابوالعاص نے اناج وغیرہ لجا کے پہنچاتے تھے حضرت ان کے حق میں دعا کرتے تھے۔ اور حضرت کے صحن حیاء علی مرتضیٰ کے ساتھ میں کو گئے

تھے حضرت انکی بیعتی بیان فرماتے کہ میں نے جو بات کہی ہے اور مجھ سے جو وعدہ کیا اسکو وفا کیا۔ ہجرت سے تیرہویں سال کے وقایع۔ حضرت صدیق اکبر لشکر اسلام کا روانہ کرنا طرف شام و روم گئے۔ اول ابو بکر صدیق نے جزیرہ حبشہ بدست اور مندوں کو قتل پر مقرر کیا۔ جب اس سے وفات حاصل ہوئی عراق کی شیر کی طرف متوجہ ہوئے۔ جب اسکے نامور سپہ سالار آئے۔ پھر حیرت کے تیرہویں سال ورم اور شام کا قصد کیا۔ ابھی انکا عزم کسی پر ظاہر نہ ہوا تھا کہ ترجمان بن حسان نے اپنے پاس لے کے پوچھا۔ کہ یا خلیفہ رسول اللہ کیا آپ میرے کے جنگ کا ارادہ رکھتے ہو صدیق اکبر نے کیا کہان۔ ترجمان کو کھینچ کر ملامت فرمائی۔ انھوں نے کہا کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہوں کہ میں اسکی غیبت ہی میں پس اپنا خواب ظاہر کیا۔ صدیق اکبر نے وہ سننے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ شام و روم کی طرف فوجیں روانہ کروں تم اہل عرب سے ہو گے۔ پس ابو بکر صدیق نے صحابہ کے مجمع میں ایک خطبہ طبع پڑھا اور لوگوں کو جہاد پر متوجہ کیا۔ فرمایا کہ لشکر تیار کر بن اور چار شخص کو امارت دی۔ عمر بن العاص کے ساتھ ایک فوج دے کے حکم کیا کہ اٹلیہ کی راہ سے فلسطین کی طرف جاؤ۔ اور ابو عبیدہ کو حصن برد و ریزیدین الی سحیان کو دمشق پر اور شعیب بن جہشہ کو بارون پر مقرر کیا اور ابو بکر صدیق کی جگہ امانت میں حیات کرنے کی وصیت کر کے جہاد کی تحریص دی۔ اور فرمایا کہ جب اب ایک جگہ جمع ہوں تو ابو عبیدہ امیر رہے۔ اگر فوجیں متفرق ہو جاویں تو ہر ایک اپنی اپنی فوج پر امیر ہی چلے۔ ہر امیر اپنی فوج کے لئے روانہ ہوا کہتے ہیں کہ لشکر کے سب غازی مشاہد تھے۔ عمر بن العاص نے جب فلسطین کو پہنچا تو خبر پائی کہ ہر فوج نے اپنے اپنے کام کے لئے کی جہازیں اپنے بحالی سداق کے ساتھ پچاس ہزار اور ایک روایت سے ستر ہزار کا لشکر روانہ کر کے آپ انطاکیہ کی طرف گیا۔ لشکر اور سب اس جگہ جمع کر کے فوجیں منقول ہوئی۔ تب عمر بن العاص نے صدیق اکبر کی خدمت میں یہ سب احوال لکھیں اور غلاموں کی تحمیدیں لکھ کر ان میں سے کسی کو بھیجا کہ ہمراہ کچھ غلاموں کو دیکھے انکی طرف بھیجا۔ اور ہر روز وہ بکے واسطے فارغ تازی و حین روانہ کرتے تھے اور عمر بن العاص کے عافی ہمت ام کے ساتھ صحابہ کی ایک جماعت دے کے ہر فوج کے پاس روانہ کیا تاکہ وہیں ہر مقرر کرے یہی ہمت نام نے اپنی جماعت کو ہمراہ لے کے شام کی حالت میں ہر فوج کی ہمتاری تک پہنچایا۔ ہر فوج نے اس جماعت کو دیکھتے ہی ترسان و لرزان ہوا اور وہ صحابہ کی جماعت آواز بلند سے کہنے لگی کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں یہ کہہ رہے ہیں اسکی فہمی میں زلزلہ پڑ گیا۔ سب درود و اجتناب میں آئیں اور اسکی آواز تمام فوجی و اہل کے کان تک پہنچی۔ تب ہر فوج نے انکو کھلا بھیجا کہ گواہین پہنچا دی کہ ہمارے دربار پر اس طرح ایسا دین ظاہر کریں۔ اگر کچھ پیام کہتے ہو تو پہنچاؤ۔ پھر ہر فوج میں داخل ہو کر ہر فوج نے جہاد کا تاج سر پر رکھا ہوا اپنے تحت پر تھپا تھا۔ دے صحابہ اسکو سلام کئے۔ ہر فوج نے ہر جگہ کانٹے۔ ہر فوج نے جو تھا کہ تم نے کس نے شرط تحیت بخدا لائی۔ ہر نام نے کہا کہ تحیت اسلام اہل اسلام کے ساتھ مخصوص ہے۔ یہ ہر فوج شریعت محمدی کے احکام و عبادت و مواظبات اور ادب و اخلاق کی کعبیت پر تھپے لگا۔ ہر نام نے مفصل بیان کیا۔ اس تمام میں سوال کیا کہ تمہارے میں بہت بزرگ کلر کونسا ہی۔ انہوں نے کہا کہ لا الہ الا اللہ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ الطَّيِّبِيْنَ
 بھی دیسا ہی ملنے لگا اور بھی نہایت حیران ہوا اور پوچھا کہ یہ کلمہ تم جس مکان میں پڑھیں کہا وہ مکان بھی ایسا ہی ملتا ہی ہم
 کہے نہیں تیرے مکان کو سو یہ حال ہم نے کہیں نہ دیکھا تب کہا اگر ہر مکان میں ایسی جنبش ہوتی میں اسکو سحر جانا ہوتا جب
 ہر مکان میں نہیں یہ سحر بھی نہیں پھر ہمارے وضو و نماز سے سوال کیا۔ ہم سب بیان کئے۔ پس ایک مکان خالی کر داکے
 ہکو اسمین انارائین دن بکھو رکھا اور بڑی تکلف سے ضیافت کی۔ ایک شب ہکو بلو اسکے اول جو بائین دریافت کیں تھیں
 پھر انہیں باتوں سے سوال کیا۔ ہم نے سب کا جواب دیا تب ایک صندوق نکھایا اس پر نہری کام کیا گیا تھا اسکو کھولا
 تو اسمین چھوٹے خانے بہت تھے۔ اور ہر خانے پر قفل لگا ہوا تھا۔ ایک خانے کا قفل کھول کے ایک تصویر بخالی سرخ
 رنگ براسر بڑی بڑی انگلیں لہی گردن اور گیسو چھوٹی ہوئی تھیں۔ ایسی خوب تصویر تھی کہ ہم کہیں نہ دیکھا تھا ہم سے پوچھا
 کہا تم نے اسکو پہچانا۔ ہم کہے نہیں اسنے کہا کہ یہ آدم علیہ السلام کی تصویر ہے۔ پھر دوسرے خانے کو کھول کے ایک دیبا کا
 قطعہ نکالا۔ اس پر بھی ایک تصویر تھی۔ گورارنگ فرخ چشم گردن اور ہی تھی پوچھا کہ یہ کون ہی ہم کہے کہ ہم نہیں جانتے
 اسنے کہا کہ یہ نوح علیہ السلام کی تصویر ہے۔ پھر تیسرے خانے سے ایک حریر کا قطعہ نکالا۔ اس پر ایک تصویر نہایت
 خوب و لذیر تھی چاند کیسی شکل صاف رخسار سفید اور پیاری انگلیں تھیں اور پیشانی پر ایک نوردخشان تھا۔ پوچھا
 کہ یہ کون ہی ہم نے کہا کہ نہیں پہچانا کہا یہ ابراہیم علیہ السلام کی تصویر ہے۔ پھر ایک حریری قطعہ نکالا ایک تصویر
 بہت خوب اور طبع تھی پوچھا کہ یہ کون ہی ہم نے کہا کہ یہ ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر ہے ہم اسکو دیکھتے
 ہی بے اختیار روئے گئے۔ پوچھا کہ کیا یہی سچ ہمارے پیغمبر ہیں ہم نے کہا مان۔ اسنے کہا کہ یہ تصویر خانہ اخر میں
 تھی میں نے تم سے امتحان کرنے کے لئے انکے اسکو نکال کے پوچھا۔ ایسا ہی ایک ایک خانہ کھول کے ایک ایک پیغمبر
 کی تصویر بتلائی۔ پھر ایک قطعہ نکالا اس پر ایک جوان تصویر تھی انگلیں چاند کے مانند اور ریش سیاہ تھی پوچھا کہ
 یہ کون ہی ہم کہے کہ معلوم نہیں اسنے کہا عیسیٰ علیہ السلام کی تصویر ہے ہم نے پوچھا کہ یہ تصویر میں تجھے کہاں سے ملین
 اسنے کہا کہ ایک بار آدم علیہ السلام نے خواہش کی کہ انہی میری اولاد میں جتنے انبیا ہونگے انکی شکلیں بتلا۔ تب اللہ
 تعالیٰ نے انکی دعا قبول کر کے سب انبیا کی تصویریں روانہ کیں سو آدم علیہ السلام کے صندوق میں تھیں وہ
 صندوق سکندر کو ملا سو دانیال علیہ السلام کو پہنچا انھوں نے ایک ریشمی تھان پر اپنے ماتھے سے یہ تصویریں کھینچیں
 پھر کہنے لگا کہ ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا میں نہایت مشتاق ہوں چاہتا ہوں کہ اپنا ملک و مال ترک
 کر کے انکی خدمت میں جاؤں اور تابع فرمان رہوں۔ پس ہکو بہت سے تحفے وغیرہ دیکے مدینے کی طرف روانہ کیا۔ ہم
 جب صدیق اکبر کی حضور میں حاضر ہوئے۔ سب احوال بیان کئے صدیق اکبر ہنسکے رونے لگے اور فرمایا کہ اللہ
 تعالیٰ اگر اسکا خیر چاہیگا تو وہ ایمان لاویگا پس کہا کہ یہ وہ نصارا ہمارے حضرت کے اوصاف سے آگاہ ہیں

حضرت نے توہینِ خبر دی تھی۔ روانہ ہونا خالد بن لید کا عراق سے طرف
 شام کے حکم پر صدیق اکبر کے۔ نقل ہے کہ انطاکیہ پر قتل کا آنا اور اہل اسلام سے
 جنگ کرنے کے لئے وہاں لشکر جمع کرنا جب صدیق اکبر کو معلوم ہوا۔ اس وقت خالد بن لید کو ایک مکتبہ اس
 مسفرن کا لکھا کہ عراق کا لشکر اسی جگہ موجود ہے اور یہاں سے جو قوم ہمراہ لے آیا تھا اسیکو ہمراہ لے
 کے تمام کی طرف روانہ ہو کے بوجہ مدینہ کے ساتھ ملحق ہو جاؤ اور یہاں بھی غزیر فرمایا کہ جب تم وہاں پہنچو گے سب لشکر اسلام
 کی امارت نکڑی۔ خالد کو جب یہ مکتوب پہنچا۔ انہوں نے حکم کے موافق مثنیٰ بن حارثہ شیبانی کو عراقی کی امارت دیکر
 آپ باہر کا لشکر ہمراہ لے کے روم کی طرف متوجہ ہوئے۔ راہ میں جیسے قلعے اور شہر غارت کئے بہت سامان اور بٹیا
 مانعہ آئے۔ بصرے کے پاس ابو عبیدہ سے ملا وہاں کے لوگوں کا لشکر اسلام کی بہت کثرت و شوکت دیکھ کر جزیرہ دینے
 پر آمین ہو کر واصل کی۔ دیار شام سے پہلا شہر جہانہ آیا وہی تھا۔ خالد نے یحضر بن العاص کی مدد کے لئے اگلے روانہ
 ہوئے۔ یہ سب اسلام کی فوجیں باہم جمع ہونے کی خبر رو میوں کو پہنچنے ہی ہر قتل کی طرف سے ایک بڑی فوج
 کفار کی مدد پر آئی لشکر کفار کا عدد ستر ہزار اور ایک لاکھ تین سو دو سو چالیس ہزار اور ایک روایت میں نو سو
 کو پہنچا تھا۔ اور لشکر اسلام کا مازی چھتیس ہزار تھے۔ پھر ہر دو فریق میں جنگ شروع ہوا۔ خالد نے حکم کیا کہ سب
 اہل اسلام ایک بار حملہ کریں۔ اور داد و مدد کی اور شجاعت کی دین۔ پھر سب کا سب حملہ کئے۔ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت
 اکی مددگار ہوئی آیہ کریمہ فَنَكَبَتْ قُلُوبُنَا لِقَلْبِكَ وَجَدْنَاهُ غَلِيظًا کے بموجب لشکر کفار کو شکست ہوئی
 سبھوں نے ہزیمت پائی۔ غازیوں نے جو غزوی کی ایسی داد دی کہ رو میوں تین ہزار مرد و قتل ہو کر زمین پر پڑ گئے۔
 اور بھاگنے کے وقت بھی بہت کفار مارے گئے اور جو بھاگے تھے سوا ایلہ اور قیصر یا ر و دمشق میں جا بیٹھے اور قلعوں میں
 پناہ لئے ان کا بیست اسباب مال کسے کے ذمال اور اپنی خود اور داد و مدد کی بکتر اور باوا گھوڑے اور برے کھلنے کے
 سرسبز اور ہزار دہا اس قدر کہ حساب و شمار سے زیادہ تھا مسلمانوں کے مانعہ آیا۔ کہنے میں کہ میں فرسنگ کی مسافت
 انہی کے مال و اسباب اور جان و مال بھری تھی۔ خالد نے اس فتح و نصرت کی بشارت عبدالرحمن حبیبی کے ہمراہ صدیق
 اکبر کی خدمت میں روانہ کی۔ ابوبکر صدیق اور دو سو مسافر باہر بن انصار نہایت خوشی کئے اور شکر الہی بجالائے۔ اور انصار
 نے اس باب میں بایا اور قصاید مدحیہ کہے۔ اور اہل انساب نے نظیر فتح نامے تحریر کئے اس جنگ میں کبار صحابہ سے ابان
 بن عبد بن العاص اور سلمیٰ بن ہشام غزوئی اور نعم بن الحام اور ہشام بن العاص سب غیریہم نے شہادت پائی۔
 متول ہی کہ خالد نے اس فتح کے بعد دمشق کی طرف روانہ ہو کے ایک دیر کے پاس پہنچا اس کو اب تک بھی خیر
 خالد کہا کرتے ہیں۔ وہاں سے دمشق باب شرقی سے ایک میل کے فاصلے پر ہی۔ خالد نے اس جگہ منزل کی۔
 ابو عبیدہ اور یزید بن ابی سفیان دوسرے دروازوں کی طرف اترے۔ شہر دمشق کو درمیان لے کر محاصرہ کئے۔ ایسے

بن یہ خبر پہنچی کہ میں ہزار مرد جنگی و دم کی طرف سے دشمن کی مدد پر آگے مرج العسیر کے مقام میں آئے ہیں۔ خالد نے یہ سن کر اسامہ بن زیدؓ کے پاس پہنچا اور یہ جنگ کیا کہ کافر کو بزمیت ہوئی۔ مگر کہ میں ہاتھ کا فرار سے پرے اور بھاگنے کے وقت بھی کفار مقتول ہو گئے وہاں جا پہنچا اور یہ جنگ کیا کہ کافر کو بزمیت ہوئی۔ مگر کہ میں ہاتھ کا فرار سے پرے اور بھاگنے کے وقت بھی کفار مقتول ہو گئے

اس اجمال کی یہ ہے۔

کجب ابو بکر صدیقؓ کا حکم نامہ خالد بن ولیدؓ کو پہنچی انہوں نے شام کی طرف روانہ ہونے کے وقت ابوعبیدہ بن الجراح کے نام سے ایک نامہ لکھا کہ قد و کفی اکتونی علی جیوش السیلین فلا تبخ من مغانک حتی اقدم علیک والسلام اور یہ خط عامر بن طفیل دوسرے نامہ دیکر روانہ کیا عامر سے روایت ہے کہ میں جب ابوعبیدہ کی خدمت میں جا کے وہ نامہ پہنچا یا انہوں نے اسکو پڑھ کر ہنس ادا کیا انھن للہ السمع والطاعة لله ولخليفه رسول الله صلى الله عليه وسلم پھر اپنی معزولی اور خالد کی منصوبی مسلمانوں کو آگاہ کیا۔ اور یہ نامہ پہنچنے کے آگے ابوعبیدہ چہار ہزار سوار کا کتب رسول اللہ ﷺ بن حسنہ کے ساتھ دیکر بصرہ کی طرف روانہ کئے تھے سو شرجیل دمان پہنچ کے بصرہ کے حوالے میں آئے تھے اور دمان جا کر روماس مناجا ہر قیل کے اور رب رومیوں کے پاس بڑا مرتبہ رکھنا تھا۔ اور پچھلی کتابوں اور گذشتہ حالتوں سے خوب واقف تھا اور اہل روم تمام بلاد شام سے اسکے پاس آتے اور حکمت کی باتیں اس سے سنتے تھے اور شہر بصرہ بہت آباد تھا اور اسمین بارانہ رومی رہتے تھے۔ اور ایک مسم مقرر تھا کہ جازا اور بن کے تجار بھی دمان آتے تھے اور اسکے واسطے ایک لوہے کی کرسی بچھا چاہیے اور وہ اسپر پیچہ کے علم و حکمت بیان کرنا اور لوگ سنتے تھے۔ ایسے ہی حالت میں شرجیل بھی مع لشکر دمان جا پہنچے۔ جرجی واس کو انکی اپنی خبر ہوئی اپنی قوم کو تاکید کی کہ میں جب تک مسلمانوں سے نہ ملوں تم سے کوئی فرد اسے کلام نہ کرے۔ پھر اسے لشکر اسلام قریب ہیکار آبادی مسلمانوں تمہارا سردار کون ہی تب شرجیل بھی اپنے لشکر سے نکلے اسکے نزدیک آئے پوچھا تم کون ہو انہوں نے جواب دیا کہ ہم اصحاب ید الانبیاء محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیں جو نبی آتی تھے اور جنگا ذکر تورات وانجیل میں مذکور ہی۔ روماس حضرت کی خبر دریافت کی شرجیل نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت کی روح قبض کر کے اپنے پاس بلوالی اور وہ جیر خواہ اپنے پاس ہی انکے لئے اختیار کی۔ روماس نے پوچھا کہ انکے بعد کون شخص انکے قائم مقام ہو انہوں نے کہا کہ اس جناب کے بار غار ابو بکر صدیق خلیفہ ہو۔ روماس نے کہا کہ قسم ہے اپنے دین کی میں جانتا ہوں کہ تم لوگ حتی پر ہوا اور بالفرض تم عراق اور شام کے مالک ہو جاؤ گے اور میں اپنی راہ سے کہتا ہوں کہ تمہاری جماعت تھوری اور باری فوج کثیر ہی بس تم اپنے ملک کو لوٹ جاؤ تم سے تعرض نہ کرے۔ اور ابو بکر میرے دوست ہیں اگر وہ یہاں آتے مجھ سے نہ لڑتے۔ شرجیل نے کہا کہ اگر انکے بیٹے بھیجے بھی دین ملت کا خلاف کرینگے تو وہ نہ چھوڑینگے کیونکہ میرے دین خدا ہی اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ جہاد کا حکم فرمایا ہے اور جب تم میں باتوں سے ایک کو اختیار نہ کر دے تم سے جدا ہونے لگے یا ہمارے دین قبول کر دیا جزیرہ دو یا جنگ پر آمادہ ہو جائیو۔ روماس نے کہا واللہ اگر میرا اختیار ہوتا میں تم سے نہ لڑتا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تم حق پر ہو۔ میں جیتا ہوں کہ اپنی قوم میں جا کے انکو نصیحت کروں تا انکو کجا منظور نہ ہو دیکھو۔ شرجیل نے کہا

کہ اس باب میں بہت جلدی کیجئے کہ جو کہ تم نے جو تین باتیں کہہ چکے ہیں ان کی یکیات کا سر انجام دینا نہ کہ نہایت
 خود ہی جیسے تم کو داخل اسلام کرنا یا تم سے جو نہ بنایا جنگ تب رو اس اپنی قوم میں جاکے کہنے لگا کہ انی نصرانی تمہاری
 کتابوں میں جو مذکور ہے کہ عرب تمہارے شہروں میں داخل ہو گئے اور تمہارا مال لوٹ لیا اور تمہارے یہاں دو کوفی گھسے سر کا
 وقت یہی ہے اور تم لوگ کثرت میں روئیں گے لشکر سے ترک نہیں ہو جو خود وہ اور اسکے ساتھی ارض فلسطین میں مسلمانوں کی
 ایک چھوٹی سی طاقت کے ماتھے سے آگے لگے اور باقی جہاں نکلے اور یہی سنائی کہ انہیں سے ایک شخص حکام خالد بن ولید
 بن ولید کی طرف سے خروج کیا ہی اور اسے ار کہ اور تمہارا دوران فتح کرنے میں اور مغرب تمہارا طرف پہنچا۔ پس پھر
 یہ بھی کہ جو خبر دینا قبول کریں تاہم اپنے جان مال سے محفوظ رہیں اور یہ لوگ یہاں پہلے جاویں۔ رو اس سے یہ تقریر ہوتی ہے
 اس کی قوم اسکے قتل پر آمادہ ہوئی۔ اسے کہنے لگا کہ انی نصرانی جو تین شخص تمہارے امتحان کرنے میں بات کی تم حاضر جمع ہو رہے ہیں
 تمہارے ساتھ ہوں۔ واقعہ یہ کہ حضرت علیہ السلام نے روایت کی ہے کہ اس کو کہو کہ جلد روئی کفار اور جگہ و پکار
 ہو۔ شریعت بھی لشکر اسلام کو لینے پر میدان آئے۔ لیکن مسلمانوں کی قتل اور کافروں کی کثرت ایسی تھی کہ واجب
 رویم العیسٰی نے خبر دی کہ اہل اسلام بہت اُن کافروں کی نظر سے تھے جیسے سیاہ اوست کے بیٹوں ایک سفید
 نظر آئے۔ شریعت نے مجاہدوں کو جہاد کی ترغیب دی اور بارگاہ الہی میں ہاکی بھی دعا نام پڑھیں پانی بھی کر ایک گرد غبار
 نمود ہوئی دیکھتے کیا ہیں کہ وہ سارے برق رفتار تری تری سے آ رہے ہیں شریعت نے مسلمانوں کو بشارت دی کہ اللہ نے
 آگے دے دیا ہے۔ دس ہزار سوار جب نزدیک آئے ایک شخص کہا کہ میں خالد بن ولید ہوں دوسرے کہا کہ میں
 عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق ہوں۔ خالد کا قصہ یہ بھی کہ جب انہوں نے ابوسیدہ کے نام سے نامہ روانہ فرمایا
 آپ مع لشکر کوچ کیا انداز میں گئی شہر حنیہ لڑا اور تمہارا رخسہ اور حوران اور قرطبہ وغیرہ کی تیسریں آئے اور ان
 شہروں کے لوگ مسلمانوں کی جزیہ قبول کیا اور بعض مسلمان جو غرض خالد اور عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق جب ظفر
 و منصور ٹھہرے پراپنے سب مسلمان آپس میں ایک دوسرے کو سلام کیا۔ جب مدینہ فتح خالد کی آواز سنائی گئی آواز میں
 ہو گئیں اور بہت گھبراہٹ ہوئی۔ پھر خالد نے اس روز جنگ فزوف کے سب اہل اسلام کو آرام پانچا کر کیا۔ دوسرے روز ٹھہرے کا لشکر
 جنگ پر آمادہ ہوئے نکلا۔ خالد نے کہا کہ لوگ ہکو اور ہمارے بازو کو تھکے مانے دیکھ لیں کج لڑائی پر مستند ہو جائیں۔ پس تم بھی سوار
 ہو جاؤ اور ادا دہائی امید دار رہو۔ پس جب مسلمان سوار خالد نے رافع بن عمر الطائی کو میرے پروردگار
 بن الازور کو میرے مقرر کیا اور فرما کہ میں اور لڑائی میں رہے دلیر رہے۔ اور عبدالرحمن بن حمیلہ بھی
 پیدل پر مقرر فرمایا۔ اور حکم کیا کہ میں جب حکم کروں تم بھی حکم کرو لشکر اسلام حکم کرنے پر مستند تھا کہ ایسے میں لشکر روم کی
 صفیں چرتا ہوا ایک سوار نکلا اور شاگ عہد پہنا تھا سوار دبا اور حریف با قوت اسکے بدن پر چھتے تھے تردد لشکر کے دنیا
 اگر کھڑا اور کہنے لگا کہ انی گروہ عرب تمہارا جو حار بنی وہ باہر آوے کہ میں حاکم ٹھہرے گا ہوں۔ میرا نام رو مانا

ہی۔ تب خالد بھی اپنے لشکر سے نکل کے اسکے مقابل ہوئے۔ کہنے لگا کہ اسی سردار عرب میں بادشاہ روم کے مقربوں اور دشمنوں
ہوں میں کبھی کتابوں میں لکھا ہی کہ اللہ تعالیٰ آخر زمان میں نبی ہاشمی قرشی کو عرب میں نبی کا نام محمد بن عبد اللہ علیہ السلام
خالد نے کہا کہ وہ ہمارے پیغمبر ہیں۔ روماس پوچھا کہ آیا اللہ تعالیٰ نے تم پر کوئی کتاب نازل کی ہے۔ خالد نے کہا ہاں کے
نام قرآن ہے۔ پھر پوچھا کہ آیا شراب تم پر حرام ہوئی ہے۔ خالد نے کہا ہاں جسے شراب پینا ہی ہم اس پر جاری کرتے ہیں۔ پھر پوچھا
کہ آیا تم پر نماز فرض ہوئی ہے۔ خالد نے کہا ہاں پانچ وقت کی نماز فرض ہوئی ہے۔ پھر پوچھا کیا تم حج کرتے ہیں۔ خالد نے کہا ہاں
پھر پوچھا کیا تم پر جہاد فرض ہوا ہے۔ خالد نے کہا ہاں اگر جہاد فرض ہوتا تو ہم تم پر حج کے لئے نہ آتے ہوتے۔ روماس نے کہا کہ میں خوب
جانتا ہوں کہ تم حق پر ہو اور میں تم کو دوست رکھتا ہوں اور میں اپنی قوم کو تمہارے طرف سے دریا لاکھ وہ ہتھکنٹے ہی خالد
کہا کہ تو مسلمان ہو جا۔ روماس نے کہا کہ تجھے اس بات کا تو میری قوم مجھ کو قتل کرے گی اور میرے لوگوں کو قید کر دے گی
اس واسطے پھر بھی میں تمہارے لشکر کو ترغیب دیتا ہوں شاید اللہ تعالیٰ تم کو راست پر لادے۔ پس جب اس نے اپنی قوم میں جا کے
لشکر عرب کو دریا اور ایمان کی ترغیب دی اس کی قوم اس کی دشمن ہو گئی اور کہا کہ تو جا کے اپنے گھر میں بیٹھا رہ ہم جنگ کرتے ہیں۔
جب روماس بھی تو یہی چھٹا تھا خوشی سے اپنے گھر چلا گیا۔ اور اہل بصرہ نے دریا کے کنارے کو اپنا سردار چھوڑ دیا۔ جب کان
زور پہنچا ہوا اپنے لشکر کو لیکے میدان پر آیا عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق نے اس کا مقابلہ کیا تھوڑا وقت پر وہیں مجھ کر اڑانی
ہوئی آخر دریا کے کنارے بھاگ نکلا۔ پھر لشکر اسلام جب حکہ کیا بہت سے کفار مار پڑے باقی لشکر کو ہزیمت ہوئی مسلمانوں کے درمیان
شہید ہوئے۔ اور بصرہ والوں کا مال بھی مسلمانوں کے ہاتھ میں آیا خالد نے شہیدوں پر نماز پڑھ کے انکو دفن کر دیا۔ جب اس رات چوتھا
حصہ گذر روماس اپنے غلاموں کے ہاتھ سے شہر بھاہ کی دیوار کو سوراخ ڈھکے نکلا اور خالد کی خدمت میں اس کے اپنی قوم کا
ماجر ا ظاہر کیا اور اسلام سے مشرف ہوا اور کہا کہ تم اپنے معتقد چند لوگوں کو میرے ہاتھ روانہ کرین تو اس سوراخ سے انکو اپنے
قلعے میں لیجاتا ہوں تا شہر تمہارا قبضے میں آجائے یہ بات خالد نے سجدہ شکر ادا کیا پس عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق کے ہمراہ
سوار دیکے روانہ فرمایا جب داخل شہر ہوئے عبدالرحمن نے اپنی تکی کے چار حصے کے شہر کے چار طرف اٹکے کھڑے رہیں حکام کیا ہر طرف پکارتیں
تھے کہ اس کو حکم کیا کہ جب تم میری تکبیر کی آواز سنیں تم بھی تکبیر کو پس روماس عبدالرحمن کو اس رچ پر لگیا جہاں بصرہ کا سردار دریا
اپنے ساتھیوں سمیت مقیم تھا اسے پوچھا کون ہے روماس نے کہا میں بطریق ہوں اور یہ میرا سردار عبدالرحمن ہیں وہ اس لئے یہاں آئے ہیں
تا میری روج کو دوزخ میں نہ ڈالیں۔ دریا کے کنارے ہاتھ کے حصہ ہوا اور حکم کرنا چاہا لاکھ نامزد ہوئے قدم نہ بڑا سکا ایسے عبد الرحمن
نے جلدی کر کے اسکے شانے پر تر دار کا ایک ایسا ضرب کیا کہ وہ گر پڑا اور داخل دوزخ ہوا۔ تب عبدالرحمن نے تکبیر کی ایک آواز منکر
شہر کے چاروں طرف سب مجاہدین تکبیر کہنے لگیں بلکہ درختوں اور پہاڑوں اور پرندوں بھی تکبیر کی آوازیں اٹے لگیں اور
کہا اے ہمارا مالک اے ہمارے معبود کیا خوش اور پاک ہے تیرے نام اور ذکر کا سننا اور ہمارے کون تیری حقیقت شکر میں قیام کر سکتا
ہے اور تحقیق سننا ہم کو حید اور دیکھا ہے تیرا شکر اور تیری بزرگی ظاہر کرنا تو انکو اللہ حب عبدالرحمن نے تکبیر کی سب مسلمان بھی

خلافت صدیق اکبر جنگ دمشق

مکیر کہنے سے کافرون کا قتل شروع کیا۔ اور خالد بھی اپنی آواز میں ہنستے ہی اپنے لشکر کو لیکے خمر میں بیٹھ گئے۔ جب ان کے لشکر کو دیکھا کہ عرب اپنے شہر کو فتح کر لیا ورنہ خود قرون اور ترکوں نے گمیر کے برای خود و فیل مجایا۔ خالد نے پوچھا کہ یہ لوگ کیا کہتے ہیں۔ روماس نے کہا کہ ان کا مطلب یہ ہے۔ خالد نے حکم کیا کہ اب تلوار پکڑو ایمان دو۔ روماس نے خالد سے گزارش کی کہ اگر میں اس شہر میں قامت نہیں کرتا ہوں بلکہ تمہاری ساتھ رہتا ہوں میرا مال و اسباب میرے گھر سے باہر کرنا چاہتا ہوں تب ظالم کے حکم سے چند شخص جاکے اس کی اعانت کی۔ جب روماس کی عورت کو اسکے اسلام سے خبر نہیں تھی اسے شوہر کو دیکھتی ہی ہلک کر ادرست کے ساتھ اس کو دہری جب ملا تو یہ حال دیکھا پوچھا اس کا کیا سبب ہے اس عورت نے کہا کہ مجھے تم اپنے سردار تک لے جلتے یا اپنا احوال بیان کروں۔ پس جب لوگوں نے اس کو خالد کی خدمت میں حاضر کیا اسنے عرض کی کہ ان کی سردار میں لکلی کا شہب اچھے خواہ میں ایک معاملہ بھی دیکھائی کر ایک مرد و علیل انسان کو جنگ چڑھو مبارک بدر تا باج ماند و دشان ہی تشریف لائی ہی اور مجھ کو دیکھ کے فرماتے ہیں کہ یہ شہر بغیر اور تمام ملک شام و عراق سی گزہ عرب کا ہاتھ سے فتح ہو گا میں نے عرض کی کہ آپ کون ہر فرما کر میں محمد رسول اللہ ہوں پھر مجھ کو اسلام کی طرف دعوت کی ہے اس وقت اسلام سے مشرف ہوئی پھر مجھ کو قرآن مجید و دوسو ترین سکھائیں خالد نے یہ سنا کہ تعجب کیا اور کہا کہ اگر وہ دوسو ترین کہی ہیں تو حدیث نے سونہ فاقہ اور قل جو اللہ احد نہ کر سار اور خالد کے ہاتھ پر اسے اسلام کو تازہ کیا۔ اور اپنے شوہر روماس کے کہا کہ اگر تو یہاں قبول کیجئے یا مجھ کو چھوڑ دو کیجئے خالد یہ کہنے پہنچا کہ اسے سبحان من وقفہ نما اور اس وقت کہا کہ تیرا شوہر تیرے سے پہلے مسلمان ہو چکا ہے اسے سکر وہ عورت بہت خوش ہوئی

واقعی میں نے محمد بن مسلم سے روایت کی کہ روماس نے خالد کے ہراہ ہو گیا اور تمام کے سب قرآن میں شریک اور گھارے سے جہاد کرنا تمام ملک شام فتح ہوئے پر ابو عبیدہ کی ادھواست بوجہ حضرت عمر فاروق نے روماس کو بغیر کی حکومت دے دیا تو وہاں کی حکومت کر کے ایک بیٹے کو جھوڑ کر عدت کی۔ القہر بغیر کا شہر تیسیر میں آیا مودہ سرور و علی الصلیح سب خالد کی حیرت میں حاضر ہوئے معاشرہ کیا حال نے اپنے طرف سے ایک نائب شہر کے وہاں سے کوچ کیا اور ابو عبیدہ کے نام ایک نفاذ میں مصر کے کا لکھ بھیجا کہ بجز خالی ستاد شہر بغیر مفتوح ہو چکا اب میں دمشق کی طرف کوچ کرنا ہوں تم وہاں مجھ سے آنا اور ایک نفاذ میں اس بات میں حضرت صدیق اکبر کی خدمت میں بھی روانہ کیا اور وہ خود خالد کا بغیر سے دمشق کی طرف کہتے ہیں کہ جب خالد نے بغیر سے پیچھے راہ میں قرنیہ مغنیہ پر پہنچے تو فتح کیا اور اپنا ناس جگام راہ اللہ تھا وہاں نصب کر دیا اس وقت سے اس جگہ کا نام مغنیہ العقیقہ ہے وہاں پھر ان سے دمشق کی طرف کوچ کیا اور صوفت و متو میں اطراف و فراہی کے بہت لوگ جمع آئے تھے۔ کہتے ہیں کہ لفظ سواد و بخار بارانہ زرد سے زیادہ تھا اور انہوں نے بہت برف اور صلیب شہر راہ کو آگ لگا دیا تھا جب خالد مع لشکر قریب دمشق کے پہنچے ایک دھپکے پاس خزاں کیا اس وقت سے اسے آب تک دیر خالد کہتے ہیں اور اس مقام کو اپنا سنگ گاہ شہر کے ابو عبیدہ کی انتظار میں تھے۔ **واقعی** میں نے روایت کیا کہ جب ہر قل یہ خبر پہنچی کہ خالد نے ارگردا و تدمر اور حوران اور حمزہ اور بغیر سے کو فتح کر کے اب دمشق کی طرف متوجہ ہوئی ہے

مفسطہ ہوا اور اسے سرداروں کو حج کے کہنے لگا کہ دمشق ملک شام کا بہشت ہی اگر وہ بھی فتح ہو جاوے تو بڑی نصیب ہے اگرچہ میں ایک بڑا لشکر مسلمانوں کا دو جہز ہر گاہ دمشق کی طرف روانہ کیا ہی لاکھ تمہارے سے کوئی جوانمرد اگر مایاں گئے انکو ہز دینا تو مسلمانوں نے جیسے شہروں کو فتح کر لیا ہی ان سب شہروں کا حصول میں اسکو دو گنا۔ ہر قیل کے سرداروں کا ایک سردار کہ جس کا نام **کلوص** تھا اور اس زمانے میں اسکی شجاعت کا بجا بجا چرچا تھا فارس کا لشکر جب شام کا قصد کیا تھا اسوقت اسکا بہادری طائر توی مٹی ہر قیل کا کلام سنے کہا ای بادشاہ مسلمانوں کا مقابلہ کر کے میں انکو نہایت دو گنا ہر قیل نے اسکا کلام سنے خوش ہوا اور ایک سو بیس صلیب کروی اور پانچ ہزار سوار اسکے ساتھ دیکے کہا اس صلیب کو آگے رکھ بھی تجکو مدد دیگی۔ افسوس ہی ہر قیل کی سمجھ پر کہ باوجود عقل و دانشی کے اتنا نہیں سوچا کہ صلیب جو ایک جادو ہے جس حرکت ہی وہ کیسکی کیا نہ کر لگی وہ تو مسلمانوں کے ہاتھ سے قوت پر نی اور بارہ بارہ ہو نوالی ہی۔ پس کلوص نے اسی روز انطاکیہ سے کوچ کیا اور جب تہہ اپنیجا وہاں کے قیسوں اور راہبوں نے خوشبودار حیرین جلائی ہوں اور انجیل باقون میں لکھیں اسکے استقبال آئے اور مہر پر کا پانی اسپر چھڑکا اور اسکی فتح کے لئے دعا کی۔ پھر جب حص سے آگے تر باہر شہر کے نصار اسکے ساتھ ایسا ہی پیش آئے۔ پھر جب دمشق پر اپنی اسوقت دمشق کا سردار ہر قیل کی طرف سے **عزرائیل** نامی مقرر تھا کلوص اور عزرائیل کے درمیان مخالفت اگئی۔ آخر یہ جو نہ تمہری کہ ایک روز کلوص جنگ کرے اور ایک روز عزرائیل **رفاعہ بن سلم** نے زور دست کی ہی کہ خالد مع لشکر جو دیر غوطہ کے مقام پر اترے تھے و فتنہ انہوں کو دیکھا کہ فرج و دمشق اپنے طرف رخ کیا ہی چلاؤ کو حکم کیا جلد تیار ہو جائیو تب سب کے سب سوار ہو گئے۔ کلوص کو عربی زبان میں معلوم ہوتی تھی اسلئے اسے جس جس نصرانی جوان میں برا فصیح اور دانشمند تھا ہمراہ لیکے آیا اور خالد سے گفتگو آغاز کی اور اپنے لشکر کی کثرت اور کلوص کی شجاعت سے جو پایا اور مثالیں بیان کر کے پوچھا کہ تم اوپر کس آئے ہو اور کیا چاہتے ہو۔ خالد نے اسکی باتیں سنے کہنے لگا ای دشمن خدا تو ہمارے واسطے مثالیں بیان کرتا ہی اور اپنے لوگوں کی کثرت سے قرآنی دلائل ہم نے تمہاری کثرت کو ویسی سمجھتے ہیں کہ جیسے ایک شکاری بہت پرندوں پر اپنا چال چھکا اور وہ پرندے اسکے قدم میں آگئے اور وہ شکاری داین بائیں جس پرندے کو چاہا پکڑ لیتا ہی اور انکی کثرت سے نہیں قرتا ہی۔ اور ہم اوپر ایسا کہہ سب ہی کہ یہ ملک ہماری زمین ہی اسکو اللہ تعالیٰ نے ہمارے واسطے پسند کیا ہی اور یہ ملک ہمارا تھا ایسا وعدہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زبان مبارک سے ہو گیا ہی۔ اور تو نے ہمارا عقد و دریافت کیا ہم چہ ہیں کہ تم تین باقون سے ایک قبول کرین اسلام سے مشرف ہووین یا جزیرہ دیا کرین یا جنگ پر آمادہ ہو جاوین حتیٰ **لنحکم الله بحکمہ** و **هو خیر الحاکمین** جو جس نے خالد کا یہ کلام سنے عجیبے بنے لگا اور اسکا رنگ بدل گیا اور خالد کی مہابت کلوص ایسی غالب ہوئی کہ وہ اپنی زمین پر اسطرح کانپنے لگا جیسے تہ ہوا سے متلاخ ملتی ہی۔ اور جو جس سے کہا کہ اس سردار عت رخصت مانگئے کہ ترانی کل صبح پر موقوف رکھیں کہا کہ تو میرے سے فریب کرتا ہی حالانکہ میں تیرے فریب خوب آگاہ ہوں یہ بول کے اسپر نرہ اٹھا یا مارے خوف کے

خلافت ابو بکر صدیق

۶

جنگ دمشق

جس کی زبان بند ہو گئی اور وہ بھاگنے لگا پھر خالد نے کھوس پر چڑھ کر اسکو لٹکا دیا اور اسکو بھاگنے نہ دیا
 جب کھوس بھی چڑھ گیا ہر دو میں فیرو بازی ہوئی آخر کھوس نے کہا کہ کئی چاہی یہ خالد نے نہ چھوڑا نیز سے ایک ضرب
 کر کے اسکو گھورتے کی زمین سے جدا کیا تب مسلمانوں نے مجبوریت سے ہوتے اسکے پاس دوڑے خالد نے کھوس کو پکڑ کے مسلمانوں کے
 حوالے کیا اور کہا کہ اسکو شکیانہ بند کر دینا کہو۔ جب کھوس قیدی ہوا خالد سے کہا کہ اسی ہر رات تم قید خانہ کا حکم دمشق روانہ
 کرو تا وقت تک دمشق تمہارے ماتھے پر لگا جائے۔ خالد نے کہا کہ انشاء اللہ تعالیٰ میں تو کسی مشرک اللہ کے سوا اللہ تعالیٰ کے واسطے
 میرا قید دینا ہی تجھ تو دیکھا پھر خالد نے اسکا منہ بھر پھونکا اور کہا **واقیدی** روح نے روایت کی ہی کہ جب جرجس نے
 اپنے قوم میں جا کے سب ماجرا سنا کر کہا اسکی قوم نے غزائیل کو ترغیب دینے لڑائی پر بھیجا اسنے خالد کے مقابل ہوا خالد اسپر حملہ
 کرنا چاہتا تو اسنے کہنے لگا کہ اسی ہر رات عرب غزوات و قف کی خبر نام سے کچھ بتاؤں کہ ان۔ تب خالد نے ماتھے پر کھوس کے پچھا کہ تو کون
 بتائی اسنے کہا میں اپنے لشکر کا مشہور ہوں انہیں میں شانہ والا لشکر ترک اور جرمافہ کا ہوں خالد نے پچھا کہ تیرا نام کیا بتائی اسنے
 کہا کہ میں ملک الموت کا ہمنام ہوں میرا نام غزائیل بتائی خالد نے یہ سنے لگا کہ کیا کہی دشمن خدا تو جیسا ہمنام ہی ہے پھر
 مشاق ہی مانجھے داخل جہنم کرے۔ اسنے پچھا کہ تم نے جو کھوس کو قید کر دیا کیا سبب ہے اب تک قتل کیا۔ خالد نے کہا کہ کھوس
 باقی رکھنے کا یہ سبب ہی کہ نام دو دو کا یہی وقت قتل کروں۔ غزائیل نے کہا کہ ایک ہزار دشمن سونا اور دس کپڑے دشمن
 اور ہاچ گھورتے مجھ سے اور کھوس کو قتل کرو اور اسکا سر مجھ کو دو خالد نے اسکا مشغول کر کے کہا کہ یہاں تو کھوس کس خون کا
 عوض ہی دے مارے جائیگا کیا عوض دیگا۔ غزائیل نے غصے سے کہنے لگا کہ تم حقدہ تھار ہی قطع کر کے جہنم تم نامی
 ہماری ذلت و امانت سے میں نے جس غم کو کچھ یونین تمہارا قاتل ہوں۔ خالد نے یہ بات سنے بعد آتش کے اندر ہر
 حملہ کیا ویرنگ و خون بن لڑائی ہوئی۔ غزائیل کی مبادی جو ملک شام میں مشہور باد بنائون پرندہ بھی خالد کے روپر
 کچھل کہہ سکی۔ سو اسنے بھاگنے لگا خالد نے اسکا پیچھا کیا تا کہ جب اسکا گھوڑا تیز تھا خالد اس تک پہنچ نہ سکے غزائیل
 یہ حال دیکھ کے بھی کہ وہ مجھ سے درگئے ہیں پس بہتری کہ میں تمہاروں جب وہ مجھ سے آملین کو قید کروں شاید کہ
 مسیح مجھ کو غالب کریں آس مشرک نے یہ دسو چھا کہ اب کوئی دم میں اللہ نے اسکو خالد کا شکار کر دیا بتائی اور بلا اذن الہی کوئی
 کیسی تاخیر نہیں کر سکتا ہی اللہ یہ بھی نہیں سوچا کہ مسیح نے نصارہ کو ترک خدا تمہارے اور غیر از ان کا انکار کرنے سے
 ان سب ہر غصہ میں۔ موقوف الباسمجھ کے تمہارے جب خالد اسکے نزدیک پہنچے انکا گھوڑا ٹھگ گیا اور پیسے میں وہ باغیچہ
 اسکو کہا الہی دشمن خدا کیا میرا گھوڑا ٹھگ گئے سے زبردست طرف طع کر بتائی میں کس حال سے تجھ کو چھوڑ دیکھا پیدل کے پچھے تا کہ
 پس گھوڑے سے اتر کے اسپر چڑھ گیا اور زاد کے ایک ہی ضرب میں اسکے گھوڑے کی کوہن کاٹ دین غزائیل نے گھوڑے
 گر کے اپنے لشکر کی طرف بھاگنے لگا۔ خالد نے اسکا پیچھا کیا اور کہا الہی دشمن خدا تو جیسا ہمنام ہی ہے پھر غزائیل نے ادبیری
 جان کا پیچھا ہی پس اسکو پکڑ کے اپنے قانون اٹھایا اور چاٹا کہ ارد اللہ بن و میوں اسکا یہ حال دیکھ کے جھکے کا قصہ کیا

ایسے وقت میں ابو عبیدہ کاشکر بھی پہنچا خالد نے پھر سے کے مقام سے جو انکو نامہ لکھنے کے قاصد کا تھ سے بھیجا تھا قاصد کو کہہ دیا
میں آئے ہوئے پایا اور انکے ساتھ فوت گیا۔ اللہ ابو عبیدہ کاشکر جب ایسے وقت میں پہنچا کہ خالد کاشکر پر مریدان کا فوج
مقابلہ کیا ہی اور خالد انکے سردار کو پکڑ کے اپنے ہاتھوں پر اٹھا لیا ہی کافروں کی فوجوں میں مسلمانوں کا بڑا ہی رعب بھاگیا سو حکم کرنے
پایا اور خالد نے غزائیل کو جو سپر کر لیا اپنے لشکر میں لاکے گھبراؤں کو آئے کیا۔ **واقعی** کے روایت کی ہی کہ جب عبیدہ
خالد کے نزدیک آ پہنچے چاہا کہ سوار سی اتریں خالد بن ولید نے انکو قسم دیکے اترنے سے منع فرمایا کیونکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
انکو بہت دوست رکھتے تھے اور انکی شان میں آمین **ہذین** لکھتے فرمایا ہی۔ عرض جب ایک دوسرے کو سلام کیا ابو عبیدہ
بن الجراح کہا ہی فرزند خط سے ابو بکر صدیق کے تم امیر ہو کے اور ہر انکی خبر مجھے پہنچی تھی تمہارے آئے سے مجھے بری خوشی حاصل ہوئی
کیونکہ تم نے اہل فارس اور عرب کے ساتھ جو جنگ کیا ہی میں خوب جانتا ہوں۔ خالد بن ولید کہا قسم ہی خدا سے تعالیٰ کی میں
تمہارے بلا مشورت کوئی کام نہ کروں گا اور تمہارا خلافت ربوہ نہ کروں گا واللہ اگر خلیفہ کا حکم ہوتا میں امارت کا منصب قبول نہ کیا تھا
کیونکہ آپ میرے سابق الاسلام اور خاص کان درگاہ میدا امام علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہو پھر ایک دوسرے سے مصافحہ کیا۔
کلوصل اور غزائیل سے ہر دو سردار امیر ہو سوا ہیں کرتے ہو وہیں مقام دیر کی طرف رہا نہ ہوئے اور اپنے لشکر گاہ میں اترے
پھر جب دوسرا فوج آیا کاشکر اسلام آ رہے تھے جو اہل دمشق سے جنگ کر چکے تھے نکلا۔ جب انکے ہر دو سردار فیدی ہو گئے دمشق
والوں نے تو ما کو جو ہر قتل کا واما تھا اپنا سردار شہر لایا اور اپنا لشکر لیکے معرکے میں آئے۔ پس سب لافوں کا کبیر کہتے ہوئے ان پر
حملہ کیا انکی کبیروں سے اس مقام کا گرد و فواج کا پ اٹھا **عاصم بن طفیل** نے روایت کی ہی کہ اس مجلس میں ہم سے ایک ایک
غازی نے دس دس آدمی کو قتل کیا اور لوگ ایک ساعت سے زیادہ شہر نہ سکے اور بھاگ نکلے اور ہم نے مقام دیر سے دمشق
کے دروازہ شرقی تک انکو مارا ہوئے بھیجا کیا اور دمشق والوں نے اپنے لشکر کی ہر میت دیکھ کے شہر کے دروازہ کو بند کر لیا تب انہیں
لوگ جو باقی رہے سب کئے اہل اسلام انہیں جھنڈا قتل کیا اور بعض کو کوا لیا۔ پس خالد نے نصف لشکر لیکے دروازہ شرقی پر اترے اور
ابو عبیدہ نے نصف لشکر لیکے دروازہ جانیہ پر نزول کیا۔ اور اہل دمشق یہ معاملہ دیکھ کے بہت گھبرائے۔ کلوصل اور غزائیل
نے ہر دو سردار رومی جو قید میں تھے خالد نے حکم کیا کہ انکو حاضر کریں جب نگہبانوں نے ان ہر دو کو حاضر کیا خالد نے انکو سلام کی طرف
دعوت کی دے ہر دو ہر دو نے انکار کیا تب خالد انکے قتل کا حکم فرمایا۔ پس خرازمی والا زوز نے غزائیل کو اور رافع بن
عبیدہ الطائی نے کلوصل قتل کر دیا۔ جب دمشق والوں نے یہ حال دیکھا ہر قتل کو یہ سب ماجرا اپنے ہر دو سردار کا مارا جانا اور
اہل اسلام دمشق پر مجاہدہ کرنا اور اگر شہر ہوں برقع بانی مفصل لکھ کے لگ در خواست کی اور خط ایک قاصد کے ہاتھ میں دیکے
اسکی ہر کو سی بات پر رات کے وقت شہر بیاہ کی دیوار سے اتار دیا اس قاصد انکا کینہ تک جا کے جب وہ خط پہنچا یا ہر قتل
وہ خط دیکھتے ہی بہت روٹا اور اپنے سب ارکان دولت کو جمع کر کے مشورت کی کہ اب مسلمانوں کے جنگ پر کس کو روانہ کریں۔
سبہر نے مشفق ہوئے کہا کہ جس کا حکم **وزیران** تبرا رو یا ہی اور جنگی معاملات میں وہ ہم سب زیادہ ماہری اور

فارس کا لشکر جب ہمارا قصد کیا تھا اس وقت اس کی کسی بھادری ظاہر ہوئی تھی معلوم ہی نہیں ہرقل نے یہ ارمان کو ہرا کے
 اس کی تری تفریق و توسیع کی ہو سکتا کہ تو میرے سچا تو ہونے کی ہی میں بار بار ہزار ہزاروں پر نگہ مردانہ دنیا بانی ہی تیرا سیرت کی
 جب مقام بعلبک پہنچے، روم کا ایک لشکر جو مقام اجنادین پر ہی اس لشکر کے لوگوں کو حکم کر کے ان میں طبعاً اور خیال سے وہ میں مقیم
 ہو کے تھے یہ زمین ناکس تھا لہذا کہ اور نہ نہ زمین۔ جب وہ ان کے پانچ تین ہی نہایت خوشی سے بھول گیا اور اپنے فتنہ غفلت
 و غرور سیلنت سے کہنے لگا کہ میں اول خالد بن ولید کا سر کا تو گھاہر حجاز میں ہلکا کہے اور دیکھنے کو کھڑا دیکھا۔ ہرقل نے کہا
 قسم ہی تجھ کی کہ اگر تو دنیا تو دل پر رکھنا تو مسلمانوں میں سہرون اور غیور کو فتح کیا ہی میں تجھی کو دے دوں گا۔ اور سر سے بعد
 تو ہی بادشاہ بن جائیگا مگر وہ نہ دیکھا۔ پھر ہرقل نے اس کو غلامی کی صلیب دی جس کے چاروں طرف میں غیوریت کے تھے اور کہا کہ
 دشمن سے غلامی میں صلیب کے آگے رکھا جائے کہ یہ مرد ہوگی۔ **واقعی** رخ روایت کی ہی جب دروان نے صلیب کو لیکے
 کینسرہ میں آگے سر دیکھ پانی میں دریا اور سب سے لے کے واسطے فتح کی ناز تھی اور کناس کے خوشیوں کا بخور اس کو دیا پس
 اس وقت دروان شہر سے نکل کے باب فارس پر حیدر کتر کی اور رومی لوگ اس کے ہمراہ جانے لے آیا وہ ہو گئے ہرقل نے
 کوچ کے وقت اپنے ارکان دولت کو لیا ہوا اس کو رخصت کر کے لے آیا اور وہ کے ہلنگ اس کی ہر لڑی کے رخصت کی۔
 دروان اپنا لشکر ہمراہ لیکے راستہ فتح کرنے لگا اور مقام اجنادین پر آگے تھہرا۔ اور خالد نے دمشق پر چڑھا اور کیا تھا
 جنگ جو راتھا کفار قسے پر پڑے تیرا وہ تہرہ پھینکتے تھے اہل اسلام بھی تیرا وہ تہرے جنگ کرتے تھے آخر دمشق والوں نے
 نہایت تنگ آگے صلح کا پیغام کیا کہ ہم ایک ہزار آؤ قیر روپے کے اور پانسو آؤ قیر سونے کے اور ایک سو روپیہ کرے دینے
 میں تم پر ایمان لگچ کیجئے۔ خالد نے نہیں مانا اور کہا جب تنگ تین ہزار سے ایک قبل نکرین ہم پر ایمان لگچ کر گئے یا تم مسلمان
 ہو جاؤ یا تجزیہ دیا کرین یا جنگ کرین۔ اہل دمشق پر یہ بات نہایت گراں آئی۔ تیرا وہ تہرہ کا جنگ تو ہمیشہ جاری
 ناگاہ خالد نے ایک روز دیکھا کہ اہل دمشق قسے پر تالیان یا تین ناچتے کودنے میں اور پہاڑ کی طرف اشارہ کرتے ہیں
 ایسے میں ایک تری گرو و غبار بھی نظر آئی بھی شاید کہ اہل دمشق کی مدد پر کوئی لشکر آیا ہی لشکر اسلام کو حکم کیا کہ ہاتھ باند
 جنگ پر نادر ہو جائیو اس شان میں چند غلہ فروشوں نے اس کے خبر دی کہ پہاڑ کے دامن میں روہن کا ایک لشکر چڑھا آگے اور اپنی
 خالد نے یہ سنے ہی اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع لاس کے کہا کہ **لَا خَوْفٌ وَلَا يَؤُودُ اِنَّ بِاللّٰهِ الْعِظَمِ** پھر اپنے لشکر کو
 وہ فائدہ و فرتی پر چھوڑ کے آپ گھوڑا دوڑا کر وہ فائدہ چاہیہ پر گئے اور ابو عبیدہ کو یہ خبر دیکے کہنے لگا کہ میری آہ میں میرا
 آئی ہی کہ تم سب ملے اس لشکر سے تیرے کے لیے جاؤں۔ ابو عبیدہ نے کہا کہ یہ بات میں مناسب نہیں جانتا ہوں کہ جو
 ہم سب پر ایمان چلے جاؤں تو اہل دمشق قابو پا کے پھر قبضہ کر لو گئے بلکہ میری یہ رائے ہی کہ تم اپنے لشکر سے ایک جواز
 جنگ آؤ مرد کے ساتھ ایک نگر دی کے روانہ کرے اگر مقابلے کا وقت پاؤ تو اپنے جنگ کرے والا ہمارے طرف لوٹ
 آوے۔ خالد نے اس خبر کو قبول کیا **خضر بن الازور** جو تہہ شہج اور ولادہ تھے اور ان کے باپ چچا جاؤں

خلافت ابو بکر صدیق ۹ جنگ دمشق

ہوئے تھے سوانگو ہوائے فرمایا کہ میں تمکو پانچ سو ارہر ہزاری دی تم لشکر روم کے جنگ پر جانو۔ خزار جو شہادت اور کارزار بہت مشتاق تھے یہ بات سنے بہت خوش ہو اور اپنی فوج کو براہ لیکے کوچ کیا۔ اور بہت لھانگ جانے نزل کیا بہت لھاکا جنگ ابیرہ مقام ہی کہ جہان از بہت ترش بت بناتا تھا غرض جب ہر دو لشکر جنگ پر آمادہ ہو مزار کا بہرہ حال تھا کہ جنگ عربی گھوڑے پر سوار اور ناقہ میں ایک نیزہ ابدار لیا تھا جب لشکر کفار کے قریب ہو لکیر کھنے لگی سب غازیوں بھی تکرار اور زبانی بلند کی کہ کافروں کے دونوں بن رعب پر گیا۔ اور لشکر روم کا سردار وردان مقدمہ الجیش تھا اور وہ صلیب لشکر کے سب نشان ایک دوسرے سے ملے ہوئے اسکے ساتھ تھے۔ خزار نے بہرہ دیکھ کے سمجھا کہ سردار لشکر ابہن میں ہو گا پس غلوار کھچ کے تنہا آپ ان پر حملہ کیا اور قلب لشکر تگ پہنچ گیا۔ اور لشکر کفار میں ایک سوار کے سپینے پر جوشان بردار تھا نیزہ چلایا وہ سوار گھوڑے سے گرا اور نشان اسکے ماتھے سے چھوٹھ پڑا۔ پھر مزار نے میمنہ والوں ایک شخص کو مار ڈالا۔ پھر وردان کو دیکھا کہ صلیب اسکے سر پر ہی اور اسکے جواہر چمک رہے ہیں۔ اور ایک تاناری گھوڑے کا سوار جو اس صلیب کو اٹھایا ہوا تھا خزار ایسے قوت سے اسپر نیزہ چلایا کہ اسکے سینے سے سرین تگ پہنچ گیا اور وہ بے اختیار سر زمین ہوا اور صلیب اسکے ماتھے سے گر پڑی وردان بہرہ حالت دیکھتے ہی اپنی ہلاکت اسکو یقین ہو گئی جانا کہ گھوڑے سے اتر کے صلیب اٹھا لے لاکن غازیان اسلام کی ایک جماعت صلیب کو گھیر لیا تھا اسلئے اسکو طاقت نہ ہوئی پھر خزار نے لشکر اسلام کو جہاد کی ترغیب دی اور یہ آیت پڑھی

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ صَغَافًا كَأَنَّهُمْ بَنِيَانٌ مِّنْ صُورٍ

یعنی اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہی ان لوگوں کو جو جہاد میں اسکی راہ میں صف باندھ کر گواہ بنیا و مضبوط ہیں۔ مسلمانوں نے یہ آیت سنے ہی اپنے گھوڑوں کو خنجر میں لایا اور جنگ کرنے لگا اور مزار نے وردان کی طرف متوجہ ہوا اسنے گھبرا کے بھاگنے لگا مزار نے اسکا پیچھا کر کے قلب لشکر میں گھس گیا کفار کو تنہا دیکھ کے اسپر کرتے تھے لاکن سے کمال بہادری سے اپنے بائیں انگوٹھ فرخ کرنا اور جو روبرو آئے اسکو نیزے سے مار ڈالتا تھا ایسا ہی رومیوں کی ایک جماعت کو مار ڈالا۔ اور ہر دو طرف آتش جنگ تیز ہوئی اور مزار نے وردان کا پیچھا کر کے جو کفار کے قلب لشکر میں گھس گیا اور اپنے لشکر سے جدا ہوا تھا ایسے میں حران بن وردان نے اگے خزار پر نیزہ چلایا سوانگے بائیں بازو میں لگا اور وہ ضرب انکو مست کر دیا۔ بائیں مزار غرت میں لگے حران پر نیزے کا ایک ایسا ضرب کیا کہ اسکے سینے سے پار ہو گیا اور وہ کافر مزار نے پھر سپاہ نیزہ کھینچا تو بلا سان بازو لایا کافروں نے اسات کو بہت خیمت جانا اور انکو بے ہتیار دیکھ کے اسیر کر لیا۔ جب مسلمانوں نے خزار کو کفار کے ماتھے اسیر دیکھا بہرہ حال ان پر بہت شاق گذرا اور جنگ میں بہت سختی کرنی شروع کی اور ہر چند چاہا کہ مزار کو کفار کے ماتھے سے چھوڑا وین لاکن بہت بن نہ آئی اور لشکر اسلام میں ایک سنی رودی۔ تب رافع بن عمرہ الظالی نے مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دیکے ایک ایسا سخت حملہ کیا کہ لشکر کفار کے تیسے تیسے بہادریا مار مسلمانوں کے ماتھے سے مار پڑے۔ جب خالد کو بہرہ خبر پہنچی کہ مزار بدست کفار اسیر ہوا اور بہت سے مسلمان شہادت پائی یہ ماجرا خالد پر سخت گذرا اور پوچھا کہ رومیوں کا تعداد کس قدر ہی لوگوں کا

ہمارے ہر بن کہا داندین کی جماعت تھوڑی ہوگی سچہ کہ اپنی قوم کو بھیجے ہر جرات کی۔ پس ایک شخص کو ابو عبیدہ کے پاس
 بھیجا ایسا بن مشورت طلب کی۔ انہوں نے کہا بھیجا کہ اپنے معتدلوں کو داندہ شرقی پر چھوڑنے کے تم ہی لشکر روم کی طرف
 روانہ ہو دوین تو مناسب ہے۔ تب خالد بن ولید **المروق العجسی** کو ایک ہزار سوار پر سردار بنانے کے اپنی جگہ
 مقرر کیا اور باقی لشکر کو اپنے ہمراہ لیکے اشعار رجز پڑھتے ہوئے اپنے لشکر کے آگے چلتے گئے ناگاہ راہ میں ایک سوار کو دیکھا
 کہ گھوڑے سے بلند قامت کو ناہ گردن پر سوار اور اس کے ماتھ میں ایک تیرا تیرا آبدار بنی۔ اور اس سوار کے کمانہ چم
 سوار کو چلا پر نہیں ہوتا تھا۔ اور اس سوار کی کھنکھائی اور کمال پریشاری و غلغلہ کی اس کی شکل اور وضع سے غمزدار۔ اور اس کی
 سیاحت گھوڑے کے باگ موڑنے سے ظاہر اور آشکار تھی۔ اور اس کے گھوڑے کے باگین تھیلی کی ہوشن تھیں اور اس کے گردن
 زین پر ایسے جھنجھیں کہ گرجاں ہر گھنہ میں اور لباس سیاہ اس کے بالاکبر تھا اور ایک چادر اس کے کمر سے مضبوط باندھی ہوئی
 اور سینے کی طرف سے پشت تک کچی ہوئی تھی اور اس کا گھوڑا شوالہ آتش کے مانند رینگا لگے چلاتا تھا خالد نے اس کو دیکھ کر کہنے
 لگا کہ کاش مجھے معلوم ہو تاکہ یہ کون سوار بنی داندہ یہ سوار جسے بہادر و دلیر بنی حقیقت اس سوار کی خالد پر نہیں کھٹی
 سوار بنی بی خولہ طلحہ بن الاودر کی ہیں تھیں بی بی خولہ کی سیاحت اور بہادری کا بیان
واقدمی رح نے روایت کی ہے کہ رافع بن عوف الطائی اور اس کے ہمراہی لوگ ترے استقلال سے رومیوں کے
 ساتھ جنگ کر رہے تھے۔ ایسے میں خالد بھی مع لشکر انکی لگ پر جا پہنچے رافع بن عوف الطائی اور سب مجاہدین کی
 فطرت دور سے اس لشکر پر ترقی ہی رہا سب بہت خوش ہوئے اور سب اول بی بی خولہ نے گھوڑا دودا کے روم کے لشکر کو
 ایسا حاکم کیسیے باز چڑیہ چکر کرنا ہی اور اس سے روم کے لشکر میں ترنزل چڑ گیا اور انکی گردن میں متفرق ہو گئیں اور
 اس بی بی نے اپنے لشکر کو ایسا ہلا دیکے ایک ساعت وسط لشکر میں غائب ہو گئیں پھر جب باہر نکلی تو اس کا تیرہ خون سے بھرا ہوا
 بہت سے رومیوں کو مار ڈالا اور بہت سے بہادر و دلیر کو زخمی کیا۔ اور اس کی وضع سے افسوس اور غمزداری ظاہر ہوئی تھی
 پھر دوسرا بھی ایسا ہی ایک سخت حاکم اور دشمن کے لشکر کو بہادر دیکے تھوڑا وقت پر شہید ہو گئیں پھر جب باہر آئیں تو
 اس کی تیرا تیرا بھی بھرا ہوا تھا اس بی بی کے حملات ویرانہ و صرلٹ شیرازہ کو دیکھ کے رافع بن عوف الطائی تو یہ بھیجا کہ سوار
 خالد بن ولید بن اودر لوگوں نے آپس میں کہنے لگا کہ ایسے جگہ خالد بن ولید کو سوار اور کسی سے بن نہ آجئے۔ اسی گفتگو میں جن کو
 ایسے میں خالد بن ولید بھی مع لشکر آپس پہنچے ہر دو لشکر اسلام ایک دوسرے کو سلام کیا رافع نے باذان بلند خالد سے پوچھا کہ
 یہ سوار کون ہی جوانی جان کو راہ خدا میں خدا کرنا ہی اور دشمنان خدا کے ساتھ دلیری کی حادو سے رہا ہی۔ خالد کہا
 کہ داندہ میں بھی نہیں جانتا ہوں کہ یہ کون ہی اور اس کے اوصاف و حالات مجھے حیرت و تعجب میں ڈال رہی ہیں خالد نے حکم کیا
 سرفانیان اسلام بالاتفاق ایک بار حاکم بن ابیہ حکم سننے ہی سب اہل لشکر اپنے نیزے سید کر لئے اور حکم کرنے پر مستعد ہوئے
 ایسے میں دیکھتے کیا ہیں کہ وہی بی بی نے دشمنوں کے قلب فہم سے مانند شوالہ آگ کے بھلی اور وہ خون سے بھری ہوئی تھی

[illegible]

دیکھتے خبر دئی کہ میں فرار کو قید پائی یا منزل تک پہنچا۔ پس جب انکو اپنے بھائی سے بے امید ہو گئی بہت ہی ناہ و زنی کی میرا
 میت کی طرف خطاب کیا کرتے ہیں اور یہاں سے خطاب کر کے یہ کہنے لگی یا ابن ابی اسحق کنت ستغفر عنک فی البکاء
 طحونک ام تبتک یا لیت اُخْتُک لک الفداء اترائی انی اراک بعدک ہا ابد
 ترکک واللہ فی قلب اُخْتُک جرم کہ لا یطغی فیہا ولا یخجل فیہا یا لیت اُخْتُک لک الفداء اترائی انی اراک بعدک ہا ابد
 المصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام علیک منی السلام الی یوم القیامۃ ترجمہ اے میرے بھائی
 میں جانتی تھی کہ قال دیا تو مجھ میں یا اوردہ کر دیا تو میرا سے خون ہیں۔ کاش تم میری بہن تم پر قرآن پڑھائی یا میرا
 بریک کی کہ میں پھر کبھی نکو دیکھوں گی قسم ہی اللہ کی جھوڑی ہی تم نے اپنی بہن کو میں ایسی ناگ کی چٹاری کہ اسکا شعلہ میرے گز
 نہ بجھ سکے اور نہ خمدہ اوردہ گا۔ چاہے تم اپنے باپ کے ساتھ رو دو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور میرا سلام لکھو نیچے طاقت
 کے روز جنگ۔ خالد اور سب اہل اسلام جب خود کا یہ حکام رفت الیام نہایت دود سے روئے لگا۔ پھر دوسرا بار لشکر کفار
 پر چکر کرنا چاہیے میں دیکھتے کیا ہیں کہ لشکر روم کے بیڑے سے سواروں کی ایک گروہ نکلے جب نزدیک اپنی مسلمان
 جنگ پر آمادہ ہوئے وہ کفار اپنی جیتا رہیں پس کہ رین اور گروہ تو گئے اتر کے چلائے کہینے لگا لعون لعون روم
 زبان میں لعون امان کو کہتے ہیں۔ خالد نے مسلمانوں نے کہا کہ انکر امان دواور نزدیک لے آؤ پس جب انکو رو پڑے
 خالد نے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہم مدین کے لشکر والے ہیں ہمارا مقام حصص ہی ہو گا یقین ہو چکا کہ ہر کون
 معافی کے طاقت نہیں ہم اس واسطے آئے ہیں کہ تم کو ہمارا اہل عیال کو امان ہیں۔ اور جس نے تم نے صلح کی ہی ہو گئی
 بھینچیں اور جن مال تم طلب کر گئے ہم کو دینگے اور جو لوگ ہمارے دشمن ہیں وہ سے بھی سب بات پر راضی ہو گئے۔ خالد نے کہا
 جب ہم تمہارے شہر کو پہنچیں تب التہ صلح کریں پس اگر صلح نہ کر گئے لاکن تم اس وقت تک ہمارے ساتھ رہو کہ اللہ تعالیٰ
 ہمارے اندھارے دشمنوں کے درمیان حکم کرے جو چاہئے۔ پھر خالد نے انہی فرار کا احوال دریافت کیا انہوں نے کہا کہ انکی
 امیر جب اسے مدین کے قتل کیا ہوا ان کو یہ حادثہ بہت ہی رنج میں آتا ہے فرار جب اسکے قابو میں آگیا اور ان
 اسکو ایک ایسے سردار کو لے کے سو نہاد کے ہوا اسکو حصص کی طرف بھیجائی تا وہ ان سے ہرقل کے پاس بھیجے اور اپنی
 شجاعت ظاہر ہووے اس خبر کے سننے سے خالد کو تیری ہی خوشی حاصل ہوئی اس وقت رافع کے ساتھ ایک سوار
 کو دیکھنے روانہ کیا ناچر کے راستے سے جلد جا کے راہ میں آئے خالد فرار کو قید سے چھوڑا لاو جب رافع نے کج کیا
 خود بھی تیری خوشی سے اسکے ہوا ہر مین جب راہ طبر میں پہنچے رافع نے بہت خود مال سے تلاش کر کے دیکھا کہ میں نے
 قدم کے نشان نظر آئے نہیں سب مسلمان سے کہا کہ انکو بشارت ہو کہ انکے رومی لوگ یہاں تک پہنچے نہیں پائے پس
 مادی الحیات کو کہیں گاہ تمہارے سب اہل اسلام اس میں پوشیدہ ہو گئے۔ ایسے میں مدنی کا فزون کے وہ سوار فرار کو گزرتا
 ہوئے تھیں اپنے اس وقت فرار کی زبان لے کر انکے شمار جاری تھے کہ کہ مبلغا قونی یقول لہ زانی

[The page contains dense handwritten text in Arabic script, likely from a manuscript. The text is written in a cursive style and covers most of the page area.]

جناوین بر جانیجا واقعی روح نے روایت کی ہی کہ جب خالد و روان کے مقابلے سے پہلے اور دمشق پر اپنے فوجی
جو ابو بن مہدی الخفیری نے ٹبر کے مقام سے شریح بن حسنہ کی طرف اگر فوج ہزار کا لشکر تمام اجنادین بر جج ہو چکی خبر خالد کی
خدمت میں پہنچائی خالد یہ خبر سن کر ہی سوار ہو کر ابو عبیدہ کے پاس گئے اور نے مشورت طلب کی انہوں نے کہا کہ فوج مسلمان کے
مہر داروں کے شریح بن حسنہ ٹبر سے ہیں اور دعاؤں جیل رخص جو راں میں اور تیرہ بن ابو سفیان رضی اللہ عنہما میں اور انہوں نے
مقرن تدرین اور عمرو بن العاص فیسطین میں چھاپی فوجیں لیکے آمادہ ہیں میری ساری میں یہ بات اتنی ہی کہ ان کے خطوط
بجکے ملا ہیں اور جو انہوں نے ہم سے بالاتفاق اجنادین پر جا کے جس کا مقابلہ کریں۔ پس خالد نے اس وقت ان
امیروں کے نام سے خطوط روانہ کئے تاہم میرے لشکر اپنے مقام سے ٹھکرا کر حلاہ تمام اجنادین پر حاضر ہو دیں۔ اور آپ بھی اپنے
لشکر کو حکم کیج کا وہاں روٹ کا مال لشکر کے پیچھے رکھنے کا حکم فرمایا۔ اور ابو عبیدہ سے کہا کہ آپ لشکر کے آگے رہو میں پیچھے
رہتا ہوں کیونکہ غنیمت کا مال اور نذرانہ اطفال پیچھے رہینگے۔ ابو عبیدہ نے کہا کہ میری ساری یہ ہی کہ میں پیچھے لشکر کے رہوں
اور تم آگے لشکر کے رہیں تا اگر دوران روم کا لشکر لیکے تمہارے دربار و جاوے تو تم اس کا مقابلہ کریں۔ اور مال غنیمت اور
عورات تک پہنچنے سے باز رکھیں خالد کہا کہ میں تمہارا خلاف کر دوں گا دیبا ہی لشکر کے آگے ہو کے چلنے لگے اور ابو عبیدہ ایک ہزار
سوار ساتھ لیکے لشکر کے پیچھے رہے۔ پھر اہل منی سے بچنے کفار کا پیچھا کیا سوا ایک راہ میں جنگ ہوا بلولص اور
بطرس نے ہر دو نصرانی پیچھا کرنا لشکر خالد کا۔ اور قیدی ہو جانے والی بی خولہ اور عقیقہ
اور دوسری بی بویکا۔ پھر لوٹ کے انا خالد کا پیچھا جنگ کر کے شکست دینی دشمنوں کو
اور قیدی کرنا بلولص کو اور قیدی سے چھوڑنا انا بی بیوں کو روایت ہی کہ جب دمشق پر آئے
دیکھا کہ لشکر اسلام اپنے مقام سے کوچ کیا بہت خوش ہو کے گانے گونے لگے اور ان کے دانشمندان نے کہا کہ عرب اگر عسکر
جاتے ہیں تو امداد و فتح حاصل کیا ہی اور ترجیح ہوا اس کی راہ لی تو کچھ شک نہیں کہ وہاں تک طرف قرار ہو میں۔ جب کہ اسلام
سنبھل کر راہ الی اہل دمشق لے کر ساتھ بری کا امداد کیا واقعی روح نے روایت کی ہی کہ دمشق میں ایک بڑا
بطرس تھا اس کا نام بلولص بن بلعقا تھا اور نصار اس کی بڑی عظیم کرتے تھے یہاں تک کہ ہر قس کے پاس کوئی ایچی آتا اور
اس کا جواب پہلے سے نہیں آتا تو اس کو بلوانا اور اس کا جواب دینا۔ اور بلولص تیرا نذاری میں بیجا تھا۔ جس دن مسلمانوں نے
دمشق پر حاصر کیا کہی بلولص اپنے جنگ پر نہیں آیا تھا جب کہ اسلام دمشق سے روانہ ہوا دمشق و لوٹن بلولص کو بہت ہی مدافعت
کر مسلمانوں کا پیچھا کرنا وہ دشمنوں راہی ہو گیا۔ لاکھ بلولص کی عورت مانع ہوئی اور اپنا ایک خواب ایسا بیان کیا کہ جس سے اس کی
شکست کی خبر پڑی جانی تھی یہ کہ فصد ہوا ادا بی عورت کو ایک جہانچہ مارا اور کہا کہ سر مار عرب کو میں تیرا خادم بنا دوں گا
اور اس کے ساتھ ہو کر جو چاہے پڑے پڑے و دمشق کا لشکر براہ لیکے نکلا اس لشکر میں چھ ہزار سوار اور دس ہزار پیادے
سوار و کھار و آپ ہوا اور پیدل چاہے بھائی بطرس کو مقرر کیا۔ بڑی جلدی کر دیا کہ ہر کے لشکر اسلام تک پہنچا

ابو عبیدہ جو لشکر کے پیچھے تھے بولیں ان پر جاگڑا۔ انہوں نے اپنے ہزار سوار کو لیکے اسکے ساتھ مقابلہ کیا۔ اور اسکا بھائی بطرس
 زن اطفال پر چڑھ کر کے بی بیوں کی ایک جماعت کو اسیر کر لیا اور انکو ساتھ لیکے دمشق کی طرف لوٹ گیا۔ جب نہر استر
 پر جا پہنچا وہیں اُنز گیا کہ انجام کار اپنے بھائی بولص کا خالد کے ساتھ کیا ہوتا ہے دیکھے۔ اور ابو عبیدہ نے جب دیکھا کہ بطرس ایسا برا
 لشکر لیکے بچھا کیا اسوقت خالد کی بات یاد کی کہ انہوں نے آپ لشکر کے پیچھے رہنے کی جو جوئی کی تھی وہی راسے بہتر تھی۔ نوزن بولص کا
 ویسا برا لشکر ہے فقہ انکے ابو عبیدہ کے ہزار سوار کو گھیر لیا اور بطرس نے لشکر اسلام کے بی بیوں کو اسیر کر لیا **سہیل بن صباح**
 نے اپنا گھوڑا دوڑا کرے برق کے مانند خالد کے پاس جا پہنچا اور سب سرگندشت بیان کی۔ خالد نے سنے کہا **اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِہِ**
وَارْجِعُوْنَ اور افسوس کر کے کہنے لگا کہ میں ابو عبیدہ سے کہا کہ مجھے لشکر کے پیچھے چھوڑ دو انہوں نے یہ بات سنی لاکن ارادہ
 انہی میں جو بات تھی وقوع میں آئی۔ پس فوراً رافع کے ساتھ ایک ہزار سوار دیکے حکم کیا تم جلد عورتوں کی عاربوں تک جا پہنچو۔
 انکے بعد عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق کے ساتھ ایک ہزار سوار دیکے حکم کیا تم جا کے دشمنوں سے مقابلہ کرو۔ اسکے بعد ضرار بن الازور
 کے ساتھ ایک ہزار سوار دیکے روانہ کیا قیس بن مہیرہ بھی ان ہی میں داخل تھے۔ پھر خود ب لشکر لیکے انکے پیچھے روانہ ہوے
 ابو عبیدہ جنگ کر رہے تھے کہ ایسے میں یہ لشکر اسلام مدد پر پہنچا مجاہدوں نے ایسی جواغزی کی اور ایسی شجاعت کی داد دی
 کہ کفار کا قتل عام ہوا کہ انکے چھ ہزار سوار میں ایک ستو سے زیادہ کوئی نہیں بچا۔ ضرار بن الازور نے بولص کو ہزیمہ اٹھایا
 آپکو گھوڑے سے گرا دیکے بھاگنے لگا ضرار بھی گھوڑے سے اتر کے اسکا پیچھا کیا۔ بولص نے کہا کہ مجھ کو نہ مارو میری بغاوت تمہاری
 عورات کی بھی بغاوت ہے۔ جب ضرار نے دیکھا کہ اپنی بہن خولہ اور دوسری بی بیان دشمنوں کی قیدی ہو گئیں ہیں بولص کو
 مارنے سے ماتھر رکھا لاکن اسکو بکڑے اسیر کر لیا۔ پس خالد نے ابو عبیدہ کے ساتھ سب لشکر دیکے حکم کیا کہ آہستہ آہستہ آگے چلتے رہو
 مہرچ ہوا اور رابطہ کے مقام پر پہنچو۔ اور آپ دو ہزار سوار کو ہمراہ لیکے قیدی عورتوں کو چھوڑا اسکے ارادے سے دمشق کی طرف
 روانہ ہوے **خولہ اور دوسرے عورات عرب کا جنگ ان مشق کے ساتھ کہتے ہیں کہ جب**
بطرس نے عورات عرب قید کر کے لپکا اور نہر استریاق پر جا ٹھہرا اور سب عورتوں کو اپنے روبرو بلوایا اور خولہ کو دیکھا تو بہت خوبصورت
پا یا تب کہنے لگا کہ یہ خاص میرا واسطہ ہے اور دوسرے بی بیوں کو بھی دیکھ کے دوسرے کف رنجی ایسا ہی کہنے لگے اُن بی بیوں
یہ بہت شاق گذری پھر ان سب کو ایک خیمے میں آنا را۔ ابھی لشکر اسلام سے ان بی بیوں کی مدد پر کوئی نہیں پہنچا تھا۔ جب تمام
عورتیں ایک جگہ محزون تھیں بی بی خولہ نے انہیں کہا اے بی بیان حیرت رنج کی کیا تم اس بات پر راضی ہو کہ روم کے کفار تم پر قاب
ہو جاویں اور تم کو اپنی غلامی گزارنا پڑے۔ یہ سنے بی بی عذیرہ بنت عمار حمیرہ نے کہا اے بنت الازور کہ واللہ عقل اور شجاعت اور
گھوڑے کی سواری اور محاملات جنگ میں ہماری قوم کی بی بیان پورا کمال رکھتی ہیں۔ لاکن اب کیا کر سکیں گے ہمارے پاس
نہ گھوڑے ہیں نہ ہتھیار۔ خولہ نے کہا کہ خیموں کے چوبین تو حاضر ہیں یہ اللہ تعالیٰ ان ہی چوبین سے چمکوں پر غلبہ دے یا ہم شہادت
پاویں اور ان مشرکوں کی خدمت گزاری کی ننگے عمار سے بچ جاویں۔ سب بی بیان اٹھی ہو کر ولین تم نے اچھی نیکوئی پس

بی بی نے ایک ایک چوب کپنج لی اور خود نے ایک تری چوب اپنے کندھے پر پی ہوئی سب گنگے تھی اور ایک بچہ وغیرہ
 اور ام بان اور سلمیہ اور دوسری بی بیان پہلی تھیں ایسے جن ایک گندروی مدد دیا تو خود نے اس کے سر پر چوب ایست
 مارا کہ وہ گریزا اور مر گیا۔ جب بطرس کو یہ خبر ہوئی اس نے تعجب کی اور باہر نکلا دیکھا کیا بی بی کہ عورتیں جو میں لی ہوں ان کی
 جلا کر کہا کہ سختی ہو تم پر ہی ہو تو یہ کیا معاملہ ہے۔ غور کرنے لگی کہ کئی کا فر تھا، اللہ تعالیٰ ہم آج تم کو یہاں مارے گا کہ
 تمہارا سر نیچے گر جاوے۔ بطرس یہ بات سنے پہنے لگا اور اپنی قوم کو بھاگ کہہ کر سب ہاتھیاد ہو کے میدان پر آیا تو
 اور ان عورتوں کو تر دوار سے نہ مار دیا مگر صرف کردار اور پکڑا۔ جب اس کی فوج آمادہ ہو کے آئی اور جو طرف سے ان
 بی بیوں کو گریزا ہوا ہر چند چاہتے تھے کہ خود کو کپڑے لاکھ لیکو بہ طاقت نہیں ہوتی تھی جو سواروں کی قریب آتا اسکے گھوڑے
 اگلے پاؤں پر چوب ایسا مار لی کہ گھوڑا اور سوار ہر دو گرتے پھر وہ سب ہر نہیں پاتا کہ وہ کس چوب سوار کو مار دے تھی ایسا ہی
 ان بی بیوں نے سواروں کو مار دیا۔ جب بطرس نے دیکھا کہ خود سب کے آگے شیعہ کا منہ ضرور زن ہی اور اشعار بیا دی کہ
 جڑ پتے جن اپنے گھوڑے سے اترا اور ان کے نزدیک آئے زور زور اور مال منال اور شمت و جمل کی انگوٹھ بتلائی اور اپنی صورت
 میں بیٹے کی تمنا ظاہر کی۔ خود نے نہایت برسر ہو کے کہا کہ کئی کا فر ناہنجاری و بدکار کے بیٹے قسمی اللہ کی کہ میں تجھ پر غلبہ پاؤں
 تو تیرے سر کے پیچھے کس چوب گراؤں کی قسمی خدا تعالیٰ کی کہ میں اب تیرا راضی نہیں کہ تجھ کو اپنے کیوں اور دوتوں کا چور
 بناؤں کہ تو اس کام کا میں قابل نہیں پس تیرا کہ کوئی کرے کہ کیجیگا۔ بطرس کبیر کلام سنے غصے ہوا اور اپنی قوم کو جنگ
 بلانے لگا کہ کہا کہ اس زیادہ کوئی بات نرم کی ہو گی کہ عورتیں تم پر غالب ہو جاوے۔ یہ بات سنے اس کی قوم ایک
 سخت حملہ کیا اور ان بی بیوں کو سر کے سے قدم پیچھے نہیں رہا یا اللہ سخت قرانی کرتی تھیں کہ ایسے میں خالد بھی نہ لٹکا اپنے
 فرزند بطرس کی طرف متوجہ ہو۔ اس کا فر نے کہا کہ انی عورتی تمہاری بہن کو لے اور تم کو مبارک ہو یہ بول کے بھاگنے لگا۔
 خزانے اسکا بھیجا کیا خود ہی اپنے بھائی کے ہمراہ تھیں جب فرار اسکے قریب ہوا اسکے سینے پر نیزہ چلایا اور خود اسکے گھوڑے
 کے پیروں پر چوب مارا اسکا گھوڑا جھکا وہ دشمن خدا گرے آگے فرار اسکے پیچھے آئے اس کی کر رہا ایک ایسا نیزہ مارا کہ وہ کا فر
 مر گیا فرار اس بیوی تھیں کا فرنگ مار دلا پس مدھی لوگ جب بھاگنے لگے اہل اسلام دست و پا لگے اسکا بھیجا کیا مشق آفر
 کوئی فرزند نکلا جب یہ فوج و فرست حاصل ہوئی انکا مال اور تہیاد اور گھوڑے وغیرہ تری قیمت نامتھائی پھر فرار نے بطرس
 سراپے نیزہ پر چڑایا۔ اور خالد نے لشکر اسلام کو پورا دیکھا اور عیدہ کی طرف کچ کیا جب مسلمان بیکار اور عیدہ کے قریب پیچھے
 ٹیکر وں آئی آوازین بلند کیں ہر دوت کے مجاہدین ایک دوسرے کو سلام کیا کہ اور عیدہ کے لوگ عیدہ بی بیوں کی طرف
 اور کا فروں کی تباہی اور اپنے بھائیوں کی فتح مندی کے سبب خوش ہوئے اور مبارک باد دیا۔ پھر خالد نے حکم کیا کہ
 حاضر کریں جب وہ حاضر ہوا اسکو اسلام کی طرف دعوت کی اس نے قبول کیا خالد نے کہا کہ اسلام قبول کروا تیرے بھائی
 ساتھ جو معاملہ ہوا وہی معاملہ تیرے ساتھ کیا جائیگا۔ اس نے دیکھا کہ وہ کیا معاملہ ہے۔ خالد نے اسکے بھائی کا سر لٹکا کے بتایا

مروئی کی نذر بھی والی اور اپنے سر پہ تلخ بھی رکھ لیا تا اپنا دبدبہ ظاہر کرے پس عربی گھوڑے پر سوار ہوا ایسے میں
اصطیفان جو عمان کا حاکم تھا پیش آنے لگا کہ اسی سردار غرار سے میرا بدترین کیا ہوں آیا تو اپنی بیٹی کو میرے ساتھ
 لے کر گیا۔ وروان کہنا دو میرے ہی واسطے ہی میں اصطیفان بڑی دلیری سے شوالک کے مانند نکلا اور غرار کے مقابل کھڑا
 اس وقت ایک سو بیس مسلح کھڑے ہوئے کی طرح لڑنے لگے اسکے گلے میں تیزی تیزی ہو رہی تھی اور وہ اسکو چوم رہا تھا پس ایک دوسرے
 پر حملہ کیا اور دیر تک بڑی سختی سے لڑے یہاں تک کہ آفتاب گرم ہوا اور ہر دوسرا پسینہ پسینہ ہوا اور ان کے گھوڑے بھی تھک گئے
 تب غرار اپنے گھوڑے کی طرف خطاب کر کے کہنے لگا کہ ایک گھوڑے میرے ساتھ مضبوطی اور جلال کی کر نہیں تو حضرت جنت جنت
 علی اللہ علیہ السلام کے روضہ شریف کے پاس تیری شکایت کرو گا یہ بات سنتے ہی ان کے گھوڑے نے نہ ہانے لگا غرار
 وہ خطاب جواپنے گھوڑے کو کیا اور گھوڑے نے جو نہ ہانا لوگوں کو سن لیا۔ ایسے میں لشکر دم سے اصطیفان کا غلام ایک کوتل
 گھوڑے لے گیا اصطیفان کو دے جب غرار کی نظر اس پر پڑی جلد اگے بڑھ کے اسکے غلام کو نیزے سے مار ڈالا اور اسکے گھوڑے
 پر سوار ہو کر اپنے گھوڑے کو لشکر اسلام کی طرف چھوڑ دیا۔ اصطیفان یہ حال دیکھ کے گھبرا یا اور غرار کے ماتھے سے اپنا مارا جانا
 یقین کر لیا۔ اور وروان اسکو قریب الہلاک دیکھ کے اسکی مدد کے لئے دس سوار کہ جبکہ بیرون میں لوہے کے موزے اور ان کے
 بازو بھی لوہے کے تھے اور ان کے ماتوئیں لوہے کے ٹکڑے تھے اپنے ہزار لے ہوئے نکلا۔ اصطیفان جو گھبرا یا تھا اپنی قوم کو دیکھتے
 بھرسکا دل مضبوط ہوا جناب طغ نے جب یہ حال دیکھا اچھا دس سوار اپنے ہزار لے ہوئے غرار کی اعانت کے لئے معرکے میں اچھے
 اور ہر ایک مومن ہر ایک فزکی طرف متوجہ ہوا اور خالد تو وروان کے درباری تھے اور غرار اصطیفان سے لڑ رہے تھے آخر جب ہر
 نیزہ چلا یا اصطیفان بھر گھبرا یا اور اپنا اپنے گھوڑے سے گر کر کے بھاگنے لگا غرار بھی گھوڑے سے اتر کے اسکا پیچھا کیا اور اس
 پہنچے اور ہر دو ٹکے کشی کی وہ دشمن جلد ایک پہاڑ کے مانند اور غرار دہلے پٹے تھے اللہ نے انکو قوت دیا آخر اسکو اپنے ماتوئ
 اٹھایا اور زمین پر تنک مارا اسے چلائے لگا پیچھے سے سینے پر چڑھنے اپنی تر داری سے ایسا مارا کہ سینے سے حلق تنگ بھاڑ دیا اور
 اسکا سر کاٹ لیا اور بیکر کئی سبیلان بھی ان کے ساتھ بیکر کئے گئے اور ہر فریق ایک دوسرے پر حملہ کیا اس میں تری سخت لڑائی ہوئی
 یہاں تک کہ وقت عصر کا قریب ہوا اس جنگ میں رد میون تین ہزار آدمی کے قریب مار گئے اور ان کے ترے ترے سردار بھی مارے
 ہوئے کہتے ہیں کہ رد میون سپاہی تین ہزار کے قریب اور بہت سے سردار اور دس بادشاہ مارے گئے چنانچہ دسے یے میں مارے
 عمان کا حاکم قرش بن حنین و دیراب کا حاکم و خدر اور جولان کہن و قہم کا حاکم لاون بن حیل السواد کا حاکم مرزخوار
 غزہ اور عسقلان کا حاکم سخی اطلول کا حاکم جرقاش یا قاور اور ملک کا حاکم مروئیس ارض بلقا کا حاکم کوزل
 نابلس کا حاکم اور عوانم کا حاکم جبکا نام معلوم نہیں اور سلوان بنس مجاہد شہید ہوئے رضی اللہ عنہم جن میں جب ہر دو ٹکے
 اپنی اپنی جگہ پر پڑ گئے۔ اس روز وروان کو تباہی و غم ہوا اپنے لوگوں سے کہنے لگا تم لوگ خدا تعالیٰ کے فرمان پر
 اور سلمان اللہ تعالیٰ کے اور اپنے پیغمبر کے فرما پر وار ہیں میرے واسطے دس تم پر غالب آئے ہیں اور تمہاری عورت جو کچھ لے لیا ہے

سنیے کی کوئی مدد نہ ملے گی۔ بلکہ اگر آپ کو چھوڑ دینگے جب تک اپنا بدلہ نہ لے لیں۔
 ایک سید خورشید آبادی قوم کے علاوہ کوئی اور ایسا نہیں ہے جس کی تباہی کے لئے آپ کو چھوڑ دینا چاہیے۔
 اہل دین کے لئے جو کوئی اور ایسا نہیں ہے جس کی تباہی کے لئے آپ کو چھوڑ دینا چاہیے۔
 اور جب آپ سے چند لوگوں کو مار دینے کا ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا: میں اب میری ہی کوئی مدد نہیں کروں گا۔
 اور اپنے لشکر سے چلے جائیگا۔ وہ لوگوں کو مار دینگے اور وہ اپنے لشکر کے ساتھ رہیں گے۔
 لوگوں کو بچا دے گا۔ وہ اپنے لشکر کے ساتھ رہیں گے۔ اور اپنے لشکر کے ساتھ رہیں گے۔
 میرے لشکر کے ساتھ رہیں گے۔ اور اپنے لشکر کے ساتھ رہیں گے۔
 ماجر اس سے ظاہر ہے کہ اگر وہ لوگوں کو مار دینگے تو آپ کو چھوڑ دینا چاہیے۔
 ایک تمام پرانے میں بھی تھا۔ انہوں نے آپ کو چھوڑ دینے کا ارادہ کیا۔
 اسی دوران باقی اور قریب کاہرہ سے تشریف لائے۔
 دوران میں مانا اور غصہ ہوئے کہ ان میں سے کون سا ہے جو آپ کو چھوڑ دینگے۔
 وہ لوگوں کو مار دینگے۔ اور اپنے لشکر کے ساتھ رہیں گے۔
 اور اس کا یہ پیغام سننے کے بعد سب سچ میں رہے۔
 ہو تو قسم نبی خدا سے عالم الغیب کی کہ اس جہی کی تباہی اسی پر چھوڑ دی جائے کہ وہ اور اس کی قوم ہلاک ہو جائیگی۔
 اگر وہ اپنے قول میں بجا ہو جائے گا۔ اور اس کی قوم ہلاک ہو جائیگی۔
 کی جو طرح بتلانا ہی میں نہ لوں گا۔ بلکہ وہ جڑ سے نکال دینگے۔
 مسلمان ہو گیا۔ اور اپنے لشکر کی طرف مدد مانا۔
 صورت سے قریب آیا۔ اور اپنے لشکر کی طرف مدد مانا۔
 اور اس کی قوم بھی تباہ ہو گئی۔
 اہل ایمان کے واسطے امان دن میرے سچ کے پھر لشکر کی طرف آیا اور غالیہ قریب کی طرف چلا گیا۔
 پوچھا کہ کیا ہی داؤد کو مار دینے کا ارادہ کیا ہے تم جو تیار ہو چکے ہو۔
 فرمایا کہ میں نے اپنے لشکر کے ساتھ رہیں گے۔ اور اپنے لشکر کے ساتھ رہیں گے۔
 داؤد نے کہا کہ مجھے اپنے لشکر کے ساتھ رہیں گے۔ اور اپنے لشکر کے ساتھ رہیں گے۔
 کہ اس کے پیام کو میں نے قبول کیا ہے۔
 کہ اب صلیب سے نکلے دیں اور اپنے لشکر کے ساتھ رہیں گے۔

پوشیدہ رجب رات گزرجاگی طرح آفتاب کے بعد میں سردار عرب کو پکڑ لو گا اور ٹکڑا کر دو گا تو تم جلد آ کے اسکا کام تمام کرو۔ اور خالد
جب داؤد کو نصرت کر کے اپنے لشکر میں آئے اول ابو عبیدہ سے ملاقات ہوئی انہوں نے خالد کو کہنے ہوئے دیکھا اور کہا اے اباسلمان
اللہ تعالیٰ ہمیشہ تمکو نصرت ہی رکھے کیا حال ہے بیان کیجیو خالد نے حقیقت حال ظاہر کی ابو عبیدہ نے بوجھا پھر تھار کیا ارادہ ہی خالد نے کہا
کہ میں کیا جانا چھتا ہوں ابو عبیدہ نے کہا واللہ اگر پرانے بکے لئے تم ہی کافی ہو لاکن تم اکیلے مت جاؤ اللہ تعالیٰ نے فرماتا ہے **وَأَعِدُّوا**
لَهُمْ مَكَاثِدَ تَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ تَرْمِزُونَ اے تم مجھے اپنے آمادہ
کرو تم اے مسلمانو جو سکتے ہو قوت سے اپنے جنگ کے ساز و برگ سے۔ اور باندھے ہوئے گھوڑوں سے۔ تاؤ اور تم اس کو دشمنوں کو اللہ
کے اور دشمنوں کو تمہارے۔ اور تمہارا مقابلہ میں آئے جو دس آدمی کو آمادہ کیا ہی تم بھی اس غازیوں کو آمادہ کر کے کہیں گاہ میں رکھو
جب وہ اپنے لوگوں کو پکارے گا تم بھی اپنے بہادروں کو پکارو اور ہم بھی سب گھوڑوں پر سوار اور آمادہ جنگ و پیکار رہیں گے تم جب
اس دشمن خدا کے کام سے فارغ ہو جائیگے ہم بھی سب کے سب لشکر کفار پر حملہ کریں گے اور ہم اللہ تعالیٰ سے نصرت کے امیدوار ہیں۔ خالد
نے کہا کہ میں تمہاری رائے کا خلاف نہ کروں گا۔ پس خالد اپنے لشکر سے ان میں جو افراد کو اعتبار کیا رافع بن عمرہ الطحطاوی
اور مسیب بن نجیحہ القرظی اور معاویہ بن جبل۔ اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل الحارثی
اور سعید بن عامر بن حریج۔ اور ابان بن عثمان بن سعید۔ اور قیس بن ہبیرہ۔ اور زوزن
سعید البیاضی۔ اور غازی بن جاحظ طائی اور ان میں غازیوں پر دروان کا فریب ظاہر کر کے حکم کیا تم اسی
کہیں گاہ کے پاس جا کے شب گزارو اور علی الصبح جب دروان اور میں ایک جا پر ملیں اور ٹکڑا کر دوں تو دور آئے آئو۔
اسکی قوم کے دس شخص جب کہیں گاہ سے آویں تم بھی ایک ایک کا مقابلہ کرو اور میں دروان کا مقابلہ کرتا ہوں اللہ تعالیٰ
جانتا تو میں اسکے واسطے بس ہوں۔ ہزار کہا اے سردار مجھے اس بات کا خوف ہے کہ اسکی قوم تمکو اپنے سردار سے باز رکھیں اور
تمہاری طرف متوجہ ہو جاویں اسلئے میری رائے یہ ہے کہ ہم لوگ اپنی انکی کہیں گاہ میں جا پہنچیں اگر انکو سوتے ہوئے پاؤں میں
انکو قتل کر دیے انکی جگہ پر ہم پوشیدہ بیٹھیں اور جو وقت دروان اپنے لوگوں کو پکارے ہم دور سے ہوئے آ کے اسکا کام تمام کریں
خالد یہ بات سننے لگے ہنسے اور کہا کہ اگر ممکن ہو دیسا ہی کرو اور اس جماعت پر ہم سردار ہوں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ
تمہاری مراد کو پہنچا دے۔ پس یہ جماعت خالد کو اور سب مسلمانوں کو سلام کیا اور ان سے دعا چاہی اور اپنے ماتون میں تر واریں لئی
ہوئے روانہ ہوئے اسوقت رات سے تہائی گزری تھی۔ پس ہزار جیسا کہ مقام کے نزدیک جا پہنچے اپنے ساتھیوں کو شہرہ دیکھ کر آپ
اکیلے کہیں گاہ میں جا کے دیکھا کہ وہ دس شخص جو اس روز جنگ کی مشقت کھینچی تھی ہرے مانہ سے بیٹھ کر سو گئے ہیں یہ دیکھ کر لوٹ آئے
اور اپنے ساتھیوں کو بشارت دی **سے** شکر خدا کہ از در بخت کار ساز ہر حکیم خواستہ ز خدا میسر آید پس کہنے لگا بارودے
دس آدمی سو میں اب تم بہت آہستہ چلو تا ہمارے پاؤں کی آواز سے ان سے کوئی بیدار نہ ہو دے اور دو مردوں کو نہ جگا دے تم سے ہر ایک
غازی انکے ہر ایک شخص کو مار دے لاکن چاہئے کہ تر واریں مارے ایک ہی ہو۔ پس سبہوں نے خوش ہو کر اپنی تر واریں علم کہیں اور
آہستہ کہیں گاہ میں جا کے ایک ہی دفت انکی گردنوں پر ضرب کیا اور انکے بدن کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ضرر کہنے لگے الحمد للہ یہ پہلی
فتح تھی پھر سب غازیوں نے نام شب شکر الہی میں گزارا اور اس سے مدد مانگتے رہے جب صبح ہوئی غازیوں سے فارغ ہو کر اپنے کپڑے

امارہ نے امداد غزوہ کو کئی پرتے پہرے اور انکی نشیں پوشیدہ کر دیں اور ہاتھیار اور کٹو کار کے امیدوار بیٹھے رہے۔
 واقعہ یہ کہ روایت کی کہ جب جمع ہوئی خالد نے سب مسلمانوں کو ساتھ لے کر نارتہی اور اپنے لشکر کو بصورت قرانی
 کے ترتیب کیا اللہ کی طرح رسول کی لشکر بھی آمادہ ہو رہے تھے۔ ایک سو اسی ہزار لاکھ کھانے کھائی گزردہ عرب کیا تم نے
 یہ عہدہ کی کہاں ہی وہ معاملہ کل تھا کہ وہ ہر دین میں فرما پایا۔ تب خالد اپنے لشکر سے نکلے اور کہا ہمارا طریقہ قدر اور
 یوسفی کا نہیں۔ تب وہ سو اسی ہزار کے ساتھ خالد نے فرمایا کہ میں حاضر ہوں تب اس سو اسی ہزار کے
 خردی دروان بہت خوش ہوا وہ بہن لی اور اپنی غائبی کے واسطے جزو کی گردن بند اور سرخند اور تاج سے نراستہ ہو کے
 ایک اسیر پر چڑھا اور خالد بھی اپنے گھر سے پر سو اسی ہزار کے نکلے اور اس دشمن خدا کو دیکھ کے کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ چاہا تو
 اسکی زینت و دست کا یہ سامان مسلمانوں کی غنیمت ہی۔ غرض جب ہر دو اپنے قرار گاہ پر پہنچے اپنے کرکوتہ اتارے اور ایک
 اور سر کے سرور پر بیٹھے جناب خالد نے فرمایا کہ توجہ چینی بیان کرنا کہ توجہ دینی کو تو میں نہیں جانتے کہ تو اس شخص کے
 روبرو چینی کر دے کیسے کہ وہ فریب کا کچھ پرہیز نہیں کرتا ہی۔ دروان کہا کہ تم کیا چاہتے ہو بیان کرنا کہ تمہارے ہمارے در بیان
 معاملہ نزدیک چینی اور لوگوں کی خوش فہمی سے فائدہ کرنا۔ اور اگر تم دنیا کی کوئی چیز چاہتے ہیں تو میں کچھ نہ کروں گا بلکہ صورت
 اور خیرات کے دو ٹوٹا کیونکہ ہمارے پاس کوئی گزشتہ ہمارے سے زیادہ ضعیف نہیں ہی تم لوگ ملک خدا کے رہنے والے
 برہنہ اور غری کے مارے سے ہر سو ہو پس جو کچھ منسوب ہو اور ہمارے سے تمہارے سے تمہارے سے بڑا کھانا کرو۔ جب حضرت خالد نے اس کا بیان
 یہ ہر دو کلام سنا کہنے لگے اے نبیؐ تمہارے مقرر خدا سے غرض ہے جو تمہارے سے فائدہ اور خیرات سے بڑا ہو اور کوئی اور تمہاری غرض
 ہم بچال نہیں جب تک کہ تم کہو کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کریں اگر تم بیان نہیں لاتے ہو تو تمہاری غرض
 سے جزیہ دینا کہ اس صورت میں تم خود ذلیل رہیں۔ اگر اس سے بھی انکار ہو تمہارے اور ہمارے درمیان حاکم ترمذی تھا تو
 جب کو جائے گا وہ دو ٹوٹا۔ اللہ جو صلے سے لڑائی کی خواہش زیادہ ہی اور تو نے ہمارے گزشتہ کا ضعف جو بیان کیا اللہ تم لوگ
 ہمارے پاس مثل کتوں کے ہو کہ ہمارا ایک شخص تمہارے ایک ہزار آدمی کو ضعیف جانتا ہی اور میری یہ گنگو صلح کی نہیں بلکہ
 خدا کی ہی اگر میری گنگو صلح سے کسی کو میں کیا ہوں اور اپنی قوم سے جہاں ہوں تو جہاں وہ رکھنا ہی سو کر انشاء اللہ
 تعالیٰ میں ترے واسطے کافی ہوں۔ دروان نے خالد کا یہ کلام سننے ہی اٹھا اور دھچک کر انکے دونوں بازو پکڑنے خالد بھی
 زور کر کے اپنے بازو چھوڑا لے اور اس کے بازو پکڑنے اور ہر دو ٹوٹے اور ایک کو دوسرے نے لپیٹ لیا تب اس دشمن خدا نے
 اپنی قوم کو بھارا کہ جلد آؤ مگر صلیبے میری مدد کی ہی سردار عرب میری تابو میں آج کا یہ کلام تمام ہونے نہیں پایا تھا
 کہ فرما ہی جماعت لے ہوئے دوسرے اس دشمن خدا نے بھی کہ اپنی قوم ہی جب فرما ہی تروا کہ خوش دیتے ہوئے اور میر
 مانند محبت کرتے ہوئے نزدیک اپنے دروان کا حال متغیر ہو گیا۔ فرما کہنے لگے اے دشمن خدا تیرا وہ مکر و فریب کہاں گیا
 جو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کرنا تھا پھر فرما کہ ہر ای لوگ بھی تروا میں چھکاتے ہو میں چ
 اسکو کے گھیر لیا خالد نے فرمایا کہ اس کے مارنے میں جلدی نہ کرو جب تک میں حکم نہ دوں۔ دروان کا فائدہ پانچویں روز ہوا
 سوزیں پر گزرتا اور اپنی انٹھی سے اشارہ کرتا تھا اور ان امان بھارا تھا خالد کہا کہ امان اسکو دی جاتی ہی جو امان کا

سستی نہ اور تو کو دُور سے کہنا چاہا واللہ خیر الماکی بن نزار جب جناب خلد کا یہ کلام سنا اسکو ہمت نہ دی سرترا رہا اور اسکے ہمراہی مجاہدین بھی اپنی تر داریوں سے اسکو پارہ پارہ کر دیا اور اسکا سرکات کے خالد اپنی تر داری کی نوک پر لے کر گئے۔ ہوسے جلد سے روم کے لشکر والوں نے دور سے دیکھ کر سمجھی کہ وہ سر خالد کا ہی اور مارے خوشی کے کودنے اور تالیان بجانے لگے اور لشکر اسلام کے مجاہدین سے بھنے دیکر ہوسے اور دعا کرنے لگے جب خالد نزدیک سے ہر دو لشکر کے درمیان کھڑے رہے اور بلند آواز سے کہا ائی رو میو یہ سرترا مارے سرترا وروان کا ہی مین خالد بن ولید صحابی ہون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔ پس اسکا سر ناپاک انکے روبرو پھینک دیا اور نیکر کینا ہوا حملہ کیا انکے پیچھے مزار اور انکے ہمراہی لوگ بھی حملے کے اور انکے پیچھے ابو عبیدہ بھی سب لشکر لے ہوئے نیکر کہتے ہوئے حملے کئے۔ جب رومیوں نے اپنے سردار کا سر دیکھا انکو یقین ہو چکا کہ عرب کے ہاتھ سے ہم نہیں بچیں گے پس پیچھے ہٹ کر بھاگنے لگے اور مجاہدین اسلام انکا پیچھا کر کے صبح سے عصر تک مارتے تھے روم کا لشکر جو زونہار کا تھا سوائے پچاس ہزار سے زیادہ مارے گئے اور باقی متفرق ہو کر بعضے قیساریہ اور بعضے دمشق کی طرف بھاگنے لگے ایسے میں ایک گردوغبار ظاہر ہوئی پھر دیکھتے کیا کہ ایک لشکر آ رہا ہے جنھوں کو گمان ہوا شاید کہ ہرقل نے رومیوں کے لئے مدد بھیجی ہے۔ جب نزدیک پہنچا تو معلوم ہوا کہ وہ لشکر اسلام ہی جو صدیق اکبر نے روانہ فرمایا ہے رومیوں سے جو لوگ بھاگتے تھے راہ میں اس لشکر والوں کو ملے تھے تو بلا توقف ان کا فرو کو قتل کرتے تھے پس کفار ہر دو طرف سے مارے گئے اور اس جنگ میں

رومیوں کے سونے روپے کی صلیب اور زنجیریں اور انکا مال و متاع گھوڑے اور ہتھیار اسقدر مسلمانوں کی لوت میں آئے تھے کہ فتوحات شام سے کسی فتح میں بھی اتنا مال غنیمت میں نہ آیا تھا۔ خالد نے کہا کہ دمشق کی فتح حاصل ہو گئی میں اسکی تقسیم کا حکم کرونگا میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں واقعہ یہی کہ یہہ اجنادین کا جنگ چہار شہید کے دن جمادی الاول کی انھما بیسویں سن ہجری میں تیرا روزا کے صدیق اکبر کی وفات سے واقع ہوا۔ پھر دوسرے روز جو رخصتہ شہید تھا خالد نے صدیق اکبر کے نام سے ایک نامہ اس فتح و نصرت کی بشارت میں لکھا اور عبدالرحمن بن حمید الحنفی کے ہاتھ میں دیکر حکم کیا کہ اسبوقت روانہ ہووے۔ پس عبدالرحمن نے اسبوقت وہ نامہ لیکر مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے اور جناب خالد منہ لشکر دمشق کے جانب کیج کیا۔ واقعہ یہی کہ روایت میں ہے کہ ابو بکر صدیق ہر روز اخبار شام کی تلاش میں ہمیشہ مدینہ طیبہ کے باہر آیا کرتے تھے پس ایام انتظار میں عبدالرحمن جا پہنچے اور بعضے صحابہ نے پوچھا کہ ملک شام کی کیا خبر ہے انھوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح و نصرت دی یہ بات سنتے ہی وہ صحابہ جلد صدیق اکبر کی خدمت میں جا کر اس بشارت سے بھرپور حضرت ابو بکر صدیق نے اسبوقت مجدد شکر میں سر رکھا اور مجددہ دراز کیا یہاں تک کہ عبدالرحمن آئے اور کہا السلام علیک یا خلیفۃ رسول اللہ اب سرترائے مقرر اللہ تعالیٰ نے آپ کے انگلیں تھنڈی کیں تب سجدہ سے سرترا یا اور

انکے سلام کا جواب دیا اور بشارت نامہ کو قلابو عبیدہ کے ہاتھ کاٹھا تھا سب مسلمانوں کو ترہنہ کیا۔
 سب کے لب بہت خوش ہوئے اور شکر الہی بجالایا اور خالد کے حق میں دعا کی اور اس فتح کی خبر سنے
 شرفین اور اطراف و راجی کے بہت سے یہاں و دن کو تہاد کی خواہش پیدا ہوئی تو جو طرف سے
 - یہاں تک کہ مدینہ طیبہ میں سات ہزار کا لشکر جمع ہوا تب صدیق اکبر نے خالد کے مکتوب کا جواب
 - رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر سے اسکو مزین کر کے اسی قاصد کے ہاتھ سے روانہ
 - ورائے بعد وہ سات ہزار کا لشکر ابوسفیان اور عزن محمد کرب کے ساتھ دیکھ دمشق کی طرف
 - نچا حکم کیا۔ دمشق کا جنگ۔ واقعہ یہی ہے سے منقول ہے کہ جب خالد نے مقام
 - یں سے صدیق اکبر کی خدمت میں نامہ روانہ کر کے دمشق کے جانب کوچ کیا۔ اہل دمشق نے اپنے
 - ناہمیت اور اکثر دیر لوگ موہر دار مارے جانیکی حقیقت پھر خالد دمشق کی طرف متوجہ ہوئی
 - نت اترنے بہت ہی گہرائے۔ اور مقام اجنادین سے بھاگے ہوئے لوگ اور اکثر دیات کے
 - - بھی ان کے دمشق کے قصبہ میں پناہ لی اور سامان جنگی بھی قصبہ میں مہیا کیا۔ ایسے میں جب خالد کی
 - - مدد پر جانچے دمشق والوں کو اپنی ہلاکت یقین ہو چکی اور خالد نے وہی دور کے مقام پر نزول کیا
 - - محمد بن - - - - - کو اس کی حالت پر راجع ہی۔ اور ابو عبیدہ کو بلوائے کہا کہ تم
 - - معلوم ہے کہ جب ہم لوگوں نے یہاں سے کوچ کیا اس شہر والوں نے ہمارا پیچھا کر کے کیسی دعا بازی کی
 - - - - - دروازہ جاہ پر جا کے اتر و اہل دمشق کے گرد و فرب سے بہت ہوشیار رہو۔ اور یہ یزید بن
 - - - - - عیان کو باب الصغیر پر۔ اور شمر جہل بن حسنہ کو باب قویا پر۔ اور عمرو بن العاص
 - - - - - الفزادیس پر۔ اور قیس بن مسیرہ کو باب گسان پر اتر بچا حکم کیا۔ اور باب قرش قویا
 - - - - - پر تڑائی مہین ہوئی اس واسطے عرب اسکا نام باب السلام رکھا تھا۔ اور خود خالد دروازہ
 - - - - - شرقی پر نزول فرمایا۔ واقعہ یہی ہے روایت ہے کہ ابو عبیدہ کے واسطے دروازہ جاہ کے قریب
 - - - - - پست طالبی کا ایک خیمہ کھڑا کیا گیا۔ اگرچہ لوٹ میں آئے ہوئے ہزاروں مکلف اور عمدہ خیمے حاضر
 - - - - - تھے لاکھ لاکھ استعمال میں نہیں لائے گئے سب میں یہاں سبب یہ کہ انکو دیا کی شوکت اور تجل سے بڑی
 - - - - - کراہت تھی دوسرا یہ کہ کفار یہ نہ سمجھیں کہ اہل اسلام دیا کی مال مناع کے واسطے جنگ کرتے ہیں بلکہ
 - - - - - صحابہ کرام کی یہ حالت تھی کہ بارش میں بھیگ جاتے لاکھ لوٹ کے خیموں میں نہیں رہتے تھے کہ
 - - - - - ان خیموں میں اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیا گیا تھا مگر شرک کے ساتھ نعوذ باللہ منہما۔ اور وہ
 - - - - - مجاہدین اصحاب نے ایسے تھے کہ تم خرماء اور یوں میں پوروں کے زہ کی جا۔ پر ہیں اپنے خرماء

فکر کو دوست رکھتے تھے۔ غرض لشکر اسلام کے سرداروں نے جب ہر روز وار سے پر نزول کیا۔ اہل مشق نے ازودہ سیر کیا کہ اگر
یہاں تک آئے کہ اپنی قوم سے ایک شخص بھی قتل نہ ہو اور اپنے زن و اطفال انکے ہاتھ لگنے نہ۔ پس قلعہ پر چڑھ کر تیار ہو۔
پھر سے جنگ کرنا شروع کیا۔ اہل اسلام بھی تیر و تھیر چلانے لگے یہاں تک کہ ہر دو طرف بہت سے لوگ زخمی ہو گئے۔ ایسا ہی
ایک دروازہ شرقی پر جنگ ہو رہا تھا کہ ایسے میں عبدالرحمن بن عجمی نے مدینہ طیبہ سے ابو بکر صدیق کا نام لے بیٹھا خالد بن ولید
ہوئے اور غازیان اسلام کو یہ خوشخبری سنائی کہ ابو سفیان اور عمرو بن عبد کرب کے ہمراہ مدینہ منورہ سے تمہاری مدد کے
ساتھ ہزار کا لشکر آتا ہے باب شرقی پر جو لشکر حاضر تھا اسکے سب مجاہد بہت خوش ہوئے۔ اور اس روز شام تک لڑائی جاری
تھی جب رات ہوئی ہر دو فریق اپنے اپنے مکان پر گئے اور مسلمانوں کے لشکر کا ہر سردار اپنی فوج لیا ہوا ہر دروازے پر ٹھہرا
اور خالد نے ابو بکر صدیق کا ذکر مکتوب ہر دروازے پر روانہ کیا ہر سردار اپنی فوج کو تہہ مناسبت مسلمان بہت خوش ہوئے
اور تمام رات کو ہوشیار تھے تاکہ کبھی کوئی لشکر ہرقل کی طرف سے نہ آوے اور ضرار مع دو ہزار سوار قلعے کے اطراف بھرتے
تاکہ کبھی اہل مشق ارادہ شب خون کا نکرین۔ اور دمشق کے عاقل اور دانشمندوں نے جمع ہو کر تو حاکم کے پاس گئے جو ان
تہہ شمع اور جو افراد لڑائی کے فن میں تہہ جہارت رکھتا تھا اسی لئے ہرقل نے اسکی اپنی مٹی دی تھی اور تو اسے سب
احوال ظاہر کئے اور کہا کہ عرب معابلی کے حکو طاقت نہ ہی اب تو انھے مصالکہ کیا ہرقل کو لکھ کے ہماری مدد کے لئے ایک لشکر
منگوا تو یہ سننے کے لگا کہ کل عرب میں مقابلہ کیا ہوں اور انکے سردار کو مار ڈالتا ہوں تم خاطر جمع رہو جب صبح ہوئی -
مسلمانوں کا ہر سردار اپنی فوج کو لیکے مار تہہ ہی اور سب فوجیں جنگ پر آمادہ ہو گئیں۔ اور تو ابھی اپنا لشکر لیکے نکلا اور
نصرانیوں میں جو ایک تہہ زار ہمدانہ بھی اسدن اپنے مکان سے نکلا اور صلیب اعظم اسکے سر پر تھی اور دروازہ تو مالکے برج
اس صلیب کو مالکے کھرا کیا اور نصرانیوں کا ایک عالم اپنے ہاتھ میں انجیل لیا ہوا کھڑا تھا۔ تو مالکے صلیب کے قریب آیا اور انجیل کی ایک
ہاتھ کر کے کہنے لگا۔ اے اللہ مدد دہم میں اس شخص کو جو حق پر ہوا اور تہہ کر ظالم کو کم نہ دیکھی جیتے ہیں تیری اس صلیب کے وسیلے
اور اسکے وسیلے سے جو سولی دیا گیا اور ظاہر کیں اسے نشانیاں ربوبیت کی اور افعال لاہوتیہ کے اور وہ شخص قدیم ہی او
بیشہ تہہ ساتھ ہی دنیا میں آیا پھر تہہ سات وٹ گیا غرض تو مالکے ایسے ہی کلمات کفر کہے اور اسکی قدم آئین کبھی تھی
شریح بن حسنہ اپنی فوج لیکر دروازہ تو مارا پر جو کھڑے تھے اسکے بے کلمات کفر سننے ہی غضب میں آئے اور سب مسلمان اللہ تعالیٰ
سے پناہ مانگی۔ شرح بن حسنہ کہہ کر ای دشمن خدا تو جو تھہ کہتا ہے کفر عینی علیہ السلام کی مثل اللہ تعالیٰ کے نزدیک ام
کی سی ہی کہ پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے انکو مٹی سے۔ زندہ رکھا انکو جب چاہا اور بٹوایا انکو جب چاہا۔ پھر ہر دو فریق میں لڑائی
شروع ہوئی شرح بن اسدن لڑائی میں تہہ سختی کی اس روز مسلمان گھوڑوں پر سوار نہیں تھے کیونکہ کفار قلعے کی بلندی
تھے اور تہہ چلانے لگے انکو موقع قابو کا تھا جب اہل اسلام نیچے تھے ویسا موقع انکو نہ ملا با این مجاہدوں نے تیر و تھیر چلانے تہہ
ہی کوشش کی اور مکر کے میں ثابت قدم رہے۔ اور بہت لوگ زخمی ہو انھیں زخمیوں میں ابان بن سعید بن

العاصی کہ تیرے زور و کار کو نہ ختم کیا، انہوں نے جلد اپنا عامہ کو کر زخم پر باندھ لیا جب لوگ انہیں مہر کے سے اٹھائے اُسے
 اور زخم کو کر دیکھنا چاہا، ابان نے منع کیا اور فرمایا کہ اس کو کھولنے ہی میری خانہ کھلی ہوگی وانشہ میں بارگاہ الہی سے جو چاہتا تھا
 اُس نے منجھو دیا۔ لاکن مسلمانوں نے انکا کہنا مانا، عامہ کو کھولا یہی عامہ پورا نہیں کھلا تھا کہ انہوں نے اپنی ناکھ کا آسمان کی طرف
 کی اور اٹھ کر کہا اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ هَذَا مَا وَعَدَ النَّبِيُّ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُو
 اور طاعت کی مانند تھا اُن پر حجت کرے۔ انکی بی بی اُم ابان بنت عتبہ بن ربیعہ تھی ووس خیمین کہ جنگ یشتر
 کے روز اسکا تلخ ہوا تھا یہی اس کے قانون سے جہندی کا رنگ اور بدن سے طرک کی خوشبو نہیں گئی تھی جیسا بی بی نے
 اپنے شوہر کی شہادت سن کر اپنے اختیار و صبر کے طرف و دہری سبب در انداز ان کے اور مارے گہرا ہمت کے راہ میں شوہر کو
 کھائی تھیں جیسا شوہر کی فتنہ کے بائیں نہیں ہو کر اور کہا اَنَا اللّٰهُ وَاَنَا الْاِلٰهٌ وَاجْعُوْنِ اور زبان سے کہیں ۵
 جیف ویر نہ زدن محبت پر اندر شدہ دوسری گل میر زیدیم و بیار خورشید ہمز زبان قال سے عربی میں چند باتیں جو کہیں اسکا
 خلا۔ بر تہرہ یہی۔ گوارا اور مبارک ہو نہیں سنے نہیں جو اُس نے نکو عطا کیں اور ترم دانہ ہوسے طرف جنت کی حد میں اور
 بجانب ہما جی پروردگار کے ایسا پردہ گار کہ جسے ایک جاہلیان کو اور ہر عہدہ کو دیا اسے۔ قسم ہی خدا تعالیٰ کی ہر آیت میں
 بعد کو شش کردگی بیان جنگ کر قم سے اطون۔ کہو سیکر کہ میں آند و مندا نہ شقاق تمہاری ہوں نہ اسودہ ہوی میں قم سے
 اور نہ تم ہوسے۔ لاکن اندہ تعالیٰ نہیں چاہا۔ اور مجہ کو تم سے نامزد رکھا۔ پس میں نے یہ بات اپنے ہر زلم کہلی کہ تمہارے بعد کوئی
 مرد نکو اتھ نہ لگاوسے۔ اور قید کیا میں نے اپنی جان کو اندکی راہ میں۔ قریب ہی میرے کر قم سے طرکی۔ اور میں اندہ تعالیٰ سے
 امید یعنی ہوں کہ یہ بات جلد وطن ہوگی۔ پھر انکی تحریز کو کھینچ کے بعد فالوج حاکمات ان پر غارتگری اور فتن کیان بھی انکی طرف
 مشہور دی۔ کہتے ہیں کہ دنگ و فتن کے بعد انکی بی بی نے ان کے غم میں روئیں مذاہنی قبر پر قبریں۔ بلکہ جلد اپنی جگہ پرانے اپنا لباس میل
 دیا اور دانا باندھ لیا اور دال تر وادلی اور خالہ کے بے اطلاع باب تو بار جو فتن کھری تھی اس میں جاکے داخل ہو گئیں۔
 شہر بول بن حسنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک شخص صلیب لیا ہر تو ان کے اگلے کھڑا تھا اور ہر طرف اشارہ کر کے صلیب کی
 مدد چاہا داتا ایسے بی بی اُم ابان اس پر ایک نر لہی حویلا کے صلیب کے ناچنے سے جھوٹ کے ہماری طرف گر گئی اس کے جواب پر کہتے تھے
 اور مسلمان اس کو اٹھا لے گئے اور نہ یہ حال دیکر کے قبا نہایت غصے ہو اور جلد و دانہ کھول کے حوٹ کو دمشق باہر لایا تا ہمارے سے
 جنگ کرے اور مسلمانوں نے جلد وہ صلیب پر سے حوالے کر کے آپ قرانی آغا ز کی اور تو ماہر سے نزدیک آیا اور گالی دیکے کہا کہ قران
 میں صلیب کے قران دیکے اسکا مقابلہ کرنے لگا تب اس شخص خدا نے اپنے لوگوں کو بکار کر صلیب اٹھا و سیکے صلیب اٹھا لے کر
 منور جو قریب تھا کہ انھیں بی بی اُم ابان نے دیکھا کہ یہ کرن ہی جو صلیب کے اٹھانے پر اپنے لوگوں کو ایسی قریب دے رہا تھا
 مجاہد و ن کہل کر تو یہی ہی جو تمہارے شوہر کو مار ڈالا۔ بی بی اُم ابان میر بات سن کر ہی اس پر ایک تیر حویلا باندھ کر کہنا فیسم اللہ
 علی ملکہ رسول اللہ میں وہ میر تو ان کے میں ان کو میں جا لگا اٹھ دے میں گیا وہ دشمن جدا چلتا تا ہر آجہا گا اور قلعے میں داخل

اسکی قوم بھی فتح میں داخل ہو کر وازہ بند کر لیا اور اسکے لوگ وہ تیر ہر چند اسکی انگٹھ سے نکال چا یا لاکن وہ ہرگز نہیں بچا تھا۔
لوگ اسکی لکڑی کو کٹاتے اسپرٹی باندھ دی اور وہ نالہ و فریاد کرتا تھا وہ روز دیسا ہی درود الہ میں گزارا جب شب آئی اور کچھ
اسکے دروین سکون ہوا اسکی قوم کہنے لگی کہ تم آگے ہی کہا تھا کہ عرب بری جوامع و ہین انکے ساتھ ہیکو مقابلے کی طاقت نہیں
بہتر ہی کہ منسا کو کر لین تو سنہ ہمارا کہنا مانا آخر جو ہونا رہا ہوا اب بھی مناسب یہی ہی کہ انہی مصالحو کر لین۔ تو مالمون یہ
بات سنکے باوجود اس بنیادی اور خوار کی کے اپنی قوم پر غصہ ہوا۔ اور کہنے لگا کہ تمہاری ایسی نامردی کے ہی سبب عرب کی عیبت
غلط کر گیا اور صلیب بھی ہم سے خفا ہو کے جاتی رہی اگرچہ میری انگٹھ زخمی ہوئی لاکن میں بدلے سوا انکو بچہ نہ دینگا۔ اور میری
ایک انگٹھ کے عوض انہی ہزار انگٹھ لوگنا۔ اور ایک ایسا کر کو گنا کہ جسکے ذریعے سے انکے سردار تنگ پہنچ جاو گنا اور اسکو کو گنا
اور اسکے لوگ کو مار دلو گنا اور انکا مال لوٹ لو گنا پھر انکے مال اور سردار کو ہرقل کے پاس بھیج دو گنا اور اسی پر اکتفا کر دو گنا بلکہ ایک
لشکر جمع کر کے ملک حجاز میں جا دو گنا اور انکے سردار ابو بکر سے جنگ کر دو گنا اور انکے نشانو کو مٹا دو گنا اور انکے مسجدوں کو
کھود دلو گنا اور انکے شہر و ملک و دشمنوں کا مسکن بنا دو گنا۔ اس مالمون کفر و فحوت کے بیونے یہ بیہودہ باتیں نکلتی تھیں لاکن اسکی
تقدیر نے اسکی سوئے تدبیر پرستی تھی اور اسکی چھوٹی انگٹھ کی طرف اشارہ کر کے یہ فردنی البدیہہ اسکے حسب حال بہتر ہی تھی۔
۷۰ این مراتب کہ دیدہ جز دلست و کار کلی ہونہ و قدرت و غرض تو مالمون اپنی قوم کو ترغیب و تحریص دے کے۔
دوسروں جنگ پر لے آیا اس روز بھی صبح سے قریب عھرتنگ بری سخت لڑائی ہوئی۔ جب عھرتنگ دقت آئی پہنچا جنگ ہوئی
ہوا ہر دو فریق اپنے اپنے مکان پر گئے۔ مسلمانوں نے ناز و غرور کی جیش ہم ہوئی آگ روشن کئی گئی جب مغرب اور عشا سے فاصلہ
ہوئے تلاوت قرآن میں مشغول ہو۔ اور تو اس شب میں اپنے سب لوگ کو بلوایا اور کہنے لگا کہ اب عرب جنگ سے ہٹ گئے
ہیں کوئی سوتا ہوگا اور کوئی بیدار ایسے وقت میں چاہئے کہ دم دفعہ ایسا شب خون گرین کہ دے اپنی ہمتیا رنگ پہنچ سکین
اسکی قوم جب یہ بات سنی بہت دلیر ہوئی پس اس دشمن خدا نے دروازہ کھلو کے قوم کو براہ لیا ہوا باہر نکلا اور اپنے لوگوں کو
ناکید کی کہ ہر مسلمان کو قتل کرو اور اگر کوئی تم سے امان طلب کرے اسکو امان نہ دو مگر انکے سردار کو پس کافروں نے یکسک
حملہ کیا اگرچہ عرب اہل دمشق کے اس کو درغیب سے فاصل تھے لاکن اکثر اپنی جگہوں پر جو شیار تھے اور جیسے خواب میں تھے
جب کفار کی آوازیں نہیں جلد با ہمتیار ہو گئے اور جو لوگ سوتے تھے انکو جگا دیا اپنی دشمن انکے نزدیک نہیں پہنچے تھے
کہ پیش قدمی کر کے نکلے مگر بے ترتیب تھے اور رات اندھیری تھی ہر دو طرف سے تر دارین چلی لگیں اور آوازیں بلند ہوئیں
خالد جو مقام فیر پر اترے تھے اور سب مجاہدین کے خیال و اطفال بھی دین تھے یکسک لڑائی کا غل وریگ جا پہنچا خالد نے
سمجھا کہ شاید دشمنوں نے کچھ کو درغیب کیا ہی اور مسلمانوں کی بے خبری کی حالت میں ان پر جا کرے ہیں پس خالد جو اس
اور گھبراہے ہوا تھے اور بلند آواز سے کہا وَاغْوَاهُ وَالْإِسْلَامُ وَاجِدَاهُ أَكْبَدُ وَاقْوِي وَرَبُّ الْكَعْبَةِ
اللَّهُمَّ انْظُرْ إِلَيْهِمْ بِعَيْنَاتِ الْإِنِّ كَاتِمَاتٍ وَأَنْصُرْهُمْ وَلَا تَسْلِبْهُمْ إِلَى عَدُوِّهِمْ تَرْجُمُهُ دَابَّةُ أَيْ فَرِياد

اور سلام پیر کے کہا کہ حوکل و کافورہ کا لا یا اللہ العلی العظیم پھر ہاتھ پیر ہوئے اور اپنی فوج لے کر نکلا اور تکریم کرتے ہوئے جنگ شروع کیا۔ جرجی بن قالا کا فوج کا سردار تھا۔ ابو عبیدہ اور ان کے ساتھی لوگوں نے اس سخت جنگ کیا کہ دشمنوں کو زخمی کیا اور ان کا سردار جرجی بھی مارا گیا۔ اس رات خالد بھی اس جنگ کیا کہ وہ اس قتال کو ہی نہیں دیکھتا تھا وہ اسی حالت میں تھے کہ غزاد بھی اپنے چالاک وہ خون آلودہ منے خالد نے بوجھا کر ای غزاد ہتھار لیا حال ہی کہا ای سردار جو کفار کہ باب الصغیر کی طرف سے یزید بن ابی سفیان رہے تھے میں نے اپنے بھائیوں کی تائید کی اور دشمنوں پر سخت حملے کیے اور شہر کیا تو درہ سو کا فر میرے ہاتھ سے مار گئے اور میرے ساتھیوں کا اس قدر دشمنوں کو مارا کہ حیا شمار ہو سکا خالد یہ سیکے بہت خوش ہوئے پھر سب کے سب شہر جیل بن حسنہ کی طرف آئے اور ان کی جو فوجی کا عکریہ اور اکیا واقعی سچ کہتے ہیں کہ یہ رات سخت تھی کہ اسکے مثل کہی پیش نہیں آئی تھی اس رات میں مسلمانوں نے ہزار ہا رومیوں کو مار ڈالا جب قرانی موقوف ہوئی اور ہر گروہ اپنے اپنے مکان کی طرف مراجعت کی۔ دمشق کے جسے برے رئیس جمع ہوئے تو ان کے پاس آئے اور کہا کہ ہم نے آگے ہی کہا تھا کہ مسلمانوں کے ساتھ ہکو قرانی کا مجال نہیں پس مصالحو کر لینا بہتر ہی تو ہے ہمارا کہانا مانا اور پائے ہزاروں دلیروں کو کٹا دیا اب ہم تنگ آگئے ہیں بہتر ہی کہ تو ان سے مصالحو کر لے اگر قریب بھی جانا کہنا نہیں ہوتا ہی تو ہم ان سے مصالحو کر لیں گے اور برے حال پر کچھ کو چھوڑ دیں گے۔ تو ان کا ہی قوم جو کہ غصہ زری جھلت دو باہا و شاہ کو خط لکھوں اور جواب منگالوں۔ پھر ایسوف خط لکھا اپنی قوم جنگ اجداد میں جو شکست فاش پائی اور دمشق کی قرانیوں میں جو تباہی اٹھائی اور اپنی آنکھ جرنی ہوئی اور اپنی قوم تنگ آگے جو مصالحو چاہتی ہی یہ سب احوال میں عن ظاہر کیا اور صبح ہوئے آگے قاصد کے ہاتھ دیکے ہر قس کے پاس روانہ کر دیا۔ جب صبح ہوئی لشکر اسلام آمادہ جنگ ہوا اور سب دمشق والوں نے جمع ہوئے خالد کے پاس یہ پیام بھیجا کہ ہم کچھ جھلت دو مانا اپنے کام میں سوچیں خالد نے نہیں مانا اور انکار کیا۔ تب اہل دمشق بہت کھڑے قرانی کی طاقت تو نہیں تھی اور صلح کرنی ہی چاہتے تھے لاکن ہر قس کے جواب کا انتظار تھا۔ انہیں ایک رومی بود جس نے جو ان کی کتابوں سے دافع خوانے کہنے لگا کہ ای قوم کو کہ تمہارا بادشاہ ایک لشکر انبوہ بھی لے آئے مسلمانوں پر غالب ہو سکیگا کیونکہ میں نے کتابوں میں دیکھا ہی کہ ان کے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سید المرسلین اور خاتم النبیین میں اور قریب ہی کہ ان کا دین سب دینوں پر غالب ہو جائیگا پس تم جلد جوی چھوڑ دو اور دوسے جو تم سے مانگن انکو دیکے صلح کرو تمہارے واسطے ہی بہتر ہی۔ اس کی قوم یہ کلام سنے خوش ہوئی چونکہ اس کو عالم اور بزرگ جانتے تھے اس کی طرف میل کیا۔ اور بولے کہ ہم تم سے رائے کا خلاف نہ کریں گے تب اسنے کہا کہ مسلمانوں کا وہ سردار جو دروازہ شرقی پر ہی بیٹھے خالد وہ ایک مرد خون ریز ہی سودہ صلح قبول کرنا نہایت دشواری ہی۔ ان کا وہ سردار سردار جو دروازہ جاہد پر ہی بیٹھے ابو عبیدہ البتہ اس سے امید ہی کہ مصالحو قبول کرے۔ پس سب اہل دمشق اس بات پر متفق ہوئے کہ اسی شب میں ابو عبیدہ کے پاس آئے اور برے الحاج مصالحو چاہا۔ ابو عبیدہ نے قبول کیا۔ اس وقت دمشق میں نصار کے آٹھ گیسے تھے سوا ہزار کے عرض کی کہ دس ہمارے آسمانوں کیسے چھوڑ دیں گے۔ ابو عبیدہ نے یہ بات بھی قبول کی اسنے ایک کنبہ بھیجا تھا جواب اسکو مسجد جامع بنائی

بن پس جب صلح ہو کر وہی اہل مشق کہنے لگے کہ آپ ہمارے ساتھ نہ رہیں گے چوتھ جناب ابو عبیدہ نے میری ہر محال اور
 مسیحیت میں تھراؤئی تھراؤئے ہوئے بعد ہوئے۔ اور یہ ہوا کہ میری کتب جہادی انسانی کی گیارہویں سترہ تہا جہادی میں واقع
 ہوا۔ کچھ میں کہ اسی نب ابو عبیدہ اپنے خواہش جناب رسالت اکبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رویت سے مشق ہوئے حضرت
 فرمایا اللہ لکھ نفع الدینہ کہ انشاء اللہ تعالیٰ اپنے اسی مدت میں اللہ تعالیٰ جاننا کہ وہ شہر فتح ہو جائیگا۔ حضرت ابو عبیدہ
 مروی ہے کہ میں نے حضرت کو تہا دیکھا کہ جلدی برین عرض کی کہ اسکا کیا سبب ہے فرمایا کہ میں ابو بکر صدیق کے جنازہ پر جایا
 آیا ہوں پھر میں بیدار ہوا تو اس وقت اہل مشق نے ان کے مصالحا ہوا **واقعی** روح نے روایت کی ہے کہ حضرت ابو عبیدہ
 دوازہ جاہیر سے داخل مشق ہوئے۔ اور خالد کو مطلق اس مصالحے سے خبر نہیں تھی انہوں نے دوازہ شرقی پر تہی شدت
 اور سختی کی لڑائی ڈال رکھی تھی اور اہل مشق پر بیت غضب میں تھے کیونکہ خالد بن عبیدہ کے تہا ہر تہا دوسرے شہید ہوئے تھے اہل
 بن لیدال در غارتہ تہا دوازہ شرقی اور دوازہ تہا کے مابین فی کیا تھا۔ اسی رات ہی سے مشق کی کہ وہم کے تہا ہوا
 ایک شخص کجک نام پوشتا بن رقت تھا مشق میں رہا کرتا تھا اسکا مکان دوازہ شرقی کے قریب تہا ہوا۔ سے ملا ہوا تھا
 اور اسکے پاس کتاب ملاحم دینان شہیرہ السلام کی تھی۔ اس میں لکھا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر خزانہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کے صحابہ کے ہاتھ پر تہا کو فتح کر لیا۔ اور کادین باب دینون پر غالب ہو گیا تھا۔ جہادی انسانی کی گیارہویں ہر کی
 اپنے گھر کی دیوار کو کتب کے لئے نکالا اور جناب خالد سے اعلان حقیقت حال بیان کی اور اپنے لئے اور اپنے اہل و عیال کے
 واسطے مان چاہا خالد نے امان دیا اور اسکے ساتھ ایک نو مسلمان کو روانہ کیا اللہ ان پر کھسب بن خمرہ کو سرداری دی
 اور ناکید کی کہ تم سب اس نقب سے قلعے میں داخل ہو جاؤ اور تہا سے اپنی آوازیں بلند کرو اللہ قلعے کے دوازہ سے قوت دو
 تاہم اس داخل ہو جاؤ۔ پس مسے جاہرین بر شا کے خمرہ اس نقب سے داخل ہو گئے اور تہا کے قلعے اپنی آوازیں بلند کیں۔
 اہل مشق جہا قلعے کے اوپر اڑ رہے تھے جب تکیر کی آوازیں سنیں سمجھ گئے کہ عرب داخل شہر ہو گئے پس ہمارے خوف کے انکے
 قانون سے ہتھیارین گر تہی۔ اور کتب بن خمرہ نے دوازہ کے کافل اور تہا بن تہا و ابن اور جناب خالد مع اسکا کٹر تہا
 ہوئے اور کافرون کو قتل اور قید کرتے ہوئے داخل شہر ہو چکے اور کتبہ فریاد پہنچ گئے۔ اور اسی جگہ خالد اور عبیدہ کی قومیں تک
 دوسرے کے دربر ہو گئیں۔ خالد نے دیکھا کہ حضرت ابو عبیدہ کے لشکر دین کے قانون میں تہا دین علم نہیں فقط ایک ابو عبیدہ
 تہا نکالے ہوئے ہیں اور انصار کے قتل اور راجب انکے سامنے چلے ہیں۔ جناب خالد کو اس حالت سے تہی حیرانی تہا
 دی سو کمال غضب نے انکی طرف نظر کی حضرت ابو عبیدہ نے دیکھا کہ خالد کے چہرے پر خوشی کی علامت ظاہر ہوئی ہے کہنے لگے
 کہ اے امیر ہمارے اور انکے درمیان صلح ہو چکی ہے جناب خالد نے کہا صلح کیا چیز تہا موت تعالیٰ ہم تو روز شمشیر فتح کیا ہے ابو عبیدہ
 نے فرمایا کہ میں نے اپنے مصالحہ قبول کر چکا خالد نے کہا کہ تم نے میری بے اطلاع کیسا قبول کیا حالانکہ میں تم پر دیر ہوں میں نے
 زنی موقوف نہ کر دیا جب تک انکو مٹا نہ دوں گا حضرت ابو عبیدہ نے کہا اے امیر مجھے اس بات کا تیس تھا کہ تم کسی امر میں

میزیں اسے کہ خلاف کردے اللہ تعالیٰ جنت کرے تم پر۔ پھر کیا رہ جائے ہو کے اسباب میں مشرور کرنے کے جسٹن کہا کہ یہ باجرا
 صدیق اکبر کی خدمت میں لکھیں دے جو حکم کرے میں اس پر عمل کریں۔ جناب خالد نے کہا کہ میں نے عہدِ تجویز میں لی اور میں مشر
 کو بناء دی مگر تو ما اور ہر مس کو اور ان کے لشکروں کو نہیں۔ جناب ابو عبیدہ نے کہا کہ ردیو کے لیے ہر دو سو راہ بھی صلح کے وقت
 جب شہر میں تھے میری صلح میں داخل ہو چکے۔ خالد نے فرمایا واللہ اگر تمہاری امان دی ہوئی میں ان ہر دو کو مار ڈالا ہوتا
 لاکن اب ہر دو ملعون اس شہر سے جبرِ جاہلین نکلی دیں۔ ابو عبیدہ نے کہا کہ میں بھی اسی اقرار پر صلح کی ہی تو ما اور ہر مس
 جب ابو عبیدہ اور خالد کی یہ منازعت دیکھی گھبرائے اور کہنے لگے کہ ہم ہمارے مشقوں کے خون کا مطالبہ نہیں کرتے ہیں
 بلکہ یہی چاہتے ہیں کہ تم جھوٹو ردو کہ ہمارے لشکر سمیت جبرِ جاہلین چلا جائیں۔ خالد نے فرمایا کہ اچھا تم ہمارے ذمہ داری بڑا
 ہیں جبرِ جاہلین چلا جاؤ لاکن جب تم دار الحرب میں لینے تم جس زمین کے مالک ہو پیچو گے ہمارے ذمہ سے نکلی ڈگے۔ وہ
 ہر دو ملعون نے کہا کہ ہم کو تین دن کی جہلت دو ہمارا پیچھا کر دو جب تین دن گذر جائیں تمہارے ہمارے درمیان عہدِ باقی
 نہ ہوگا۔ خالد نے فرمایا اچھا تم اپنا مال و اسباب چھوڑ دو میں فقط تم اپنے کھانے کی چیزیں لجاؤں۔ حضرت ابو عبیدہ نے کہا
 کہ صلح اس بات پر ہو رہی ہے کہ دے اپنے مال و اسباب سمیت جاؤں جناب خالد نے فرمایا اچھا میں نے یہ بھی قبول کیا
 لاکن یہ لوگ بلا ہتھیار چلا جاؤں۔ دے ہر دو کہنے لگے اگر ہمارے پاس ہتھیار نہ ہے راہ میں کوئی بلاؤں تو ہم
 کس طرح اسکو دفع کریں۔ جناب ابو عبیدہ نے کہا کہ ہر شخص کے ایک ہتھیار کی خدمت دیجئے۔ آخر جناب خالد نے قبول کیا۔
 پس تو ما اور ہر مس نے اپنی قوم کو جمع کر کے حکم کیا کہ اسباب نکالیں تو ما کے حکم سے شہر کے باہر ایک خیمہ ریشمی اسادہ کیا گیا کہتے
 ہیں کہ ہر قل کا ایک خزانہ تھا جس میں قریب تین سو بوجہ کے طلائی کپڑے تھے وہ اور اسکے سواے اور مال و اسباب شہر کے باہر
 لیجا کے جمع کئے خالد نے انکے مال و اسباب کی کثرت دیکھ کر حیران ہوئے اور اپنے ہر دو ماتھے آسمان کی طرف اٹھا کے پیر دعا
 کی اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا وَمِلْكًا اَيَّاهُ وَاجْعَلْ هَذِهِ الْاَمْتِغَةَ فَيَا لِّلْسَلِيْنِ اِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ
 ترجمہ یہی ہے اے اللہ کر دے تو اسکو ہمارے واسطے۔ اور مالک کر دے تو ہکو اسکا اور کر تو اس مال کو عینیت واسطے
 مسلمانوں کے بہ تحقیق تو سننے والا دعا کا ہی۔ القصہ اس مشق نے صلح کے عوض جتنا مال دینے کا اقرار کیا تھا اتنا مال
 لاکے حاضر کیا ابو عبیدہ اسکو دیکھ کے بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ تم چلا جاؤ تین دن تک تمہارے ساتھ کہ تو جن میں
 اسکے بعد اگر کوئی مسلمان تم تک پہنچ کے پکڑ لیا تو اس پر کھلا مت نہیں۔ پس جب تین دن گذر گئے خالد نکلا پیچھا کر نیکے فکر
 میں تھے لاکن راستہ معلوم نہ ہونے اور دے لوگ زیادہ راہ غلطی کر جائیے اندیشے سے جیسے جیسے میں تھے ایسے میں
 یونس نے اکر کہا کہ میں بہیری کے لئے حاضر ہوں۔ یونس کا قصہ یہی کہ دمشق کے محاصرے کے ایام میں لشکر
 اسلام کی ایک ٹکری ہر شب جو قلعے کے اطراف گشت کرتی تھی ایک شب یونس جو بطارتہ دوم سے تھا ایک شخص
 مسلمانوں کے ماتھے پر گیا جب اسکو خالد کے پاس لیکے جناب خالد اسکا احوال دریافت فرمایا تو وہ کہنے لگا کہ اسی در

چاروں کے قتل ایک عورت سے میرا نکاح ہوا تھا میری زندگی اپنے ان ساتھیوں میں تھی اور میں فتنے کے باہر تھا جب میں
 اسکی جدائی میں غمخوار ہوا۔ ایک بیکر بیکر کیا اسے یہ جواب کیا کہ فلاں جب فلاں گھر پر نہیں آئی ہوں تو مجھے وہاں آنے
 فلاں گھر سے جو کہو ملے۔ میں نے اسے یہ سب سنا دیا تھا سو تمہارے ساتھ ہوں گے کیا کیا۔ خالد نے فرمایا اب تو کیا چاہتے
 ہیں اگر تو اسلام قبول کرنا ہی تو اٹھا، اللہ تعالیٰ جب میں شہر میں داخل ہوا تو گھبراہٹ سے ہاتھ پیریں دھو کر بیٹھ گیا۔
 اگر تو اسلام نہیں لانا ہی بھی چھوڑ کر دو گنا۔ پس یونس سیف عثمان ہوا اور لشکر اسلام میں داخل ہو کر جنگ کر
 رہا تھا۔ جب صلح ہو چکی اور اہل اسلام داخل شہر ہوئے۔ یونس ای عورت کو لانا اس کرنے لگا تو لوگوں نے کہا کہ بھڑکی
 زور دہ تو قیدی ہو جانے سے تیرے غم میں رہا ہو گا۔ یونس کا لباس پہن کر کنبے میں رہنا اختیار کیا۔ یونس
 اسے پاس گیا اور کہا کہ میں تم کو اسلام اختیار کیا اور تیرے واسطے ایمان لیا ہی اب تو مجھے اسلام لاؤ اور میرے ساتھ
 چلو۔ اس خود نے کہا کہ قسم ہے حق مسیح کی یہ کہی ہو گا اب کیلئے سے تیرا میرا ملاپ ہو سیکے گا یہ بول کے اٹھی اور تو
 دہریوں کے ساتھ روانہ ہوئی۔ جب یونس کی محبت میں مشغول تھا حضرت خالد کی خدمت میں آئے کہ کہنے لگا کہ
 اسی سردار تو اہل شہر میں جس راہ سے گئے ہیں میں اس راہ سے واقف ہوں تم نکلی جا کر کہہ دو کہ میں بھی میرا
 ہوں تا اس فرقے سے ایسی زور دہ سے مل جاؤں۔ جناب خالد نے یہ بات سنے ارادہ معمم کیا اور چار ہزار سوار اور
 ایک کھلے۔ ضحاک بن یحیٰ بن بیان بیان کیا ہی کہ یونس نے ہمارے کو ہمسائی کی راہ سے لے چلا مسلمانوں کو تیری
 مددنی رات دن ماہ کی کرتے تھے ایسے پہاڑ اور غار اور کھنڈر تھے کہ باجگاہ ہم گھومنا تو ان کے چلے ہیں اور
 گھومتے دن کو بھی تری شہادت سے پار کیا ہمارے موزے اور نعلین بیٹ گئے اور ہمارے پاؤں زخمی ہو گئے اور گھومتے
 نسل نسل پھاؤں سے خون جاری ہوا کہیں منزل کی نیکی گھر پہنچتی تھی پھر صورت نماز وقتی ادا کر لیتے ایسا
 تین روز چلے ادا بارش کے مدد سے میں کئی بار بھیگے آخر ایک قرعے کے پاس جا پہنچے یونس نے اس قرعے والوں سے
 دریافت کی تو معلوم ہوا کہ جب تو اہل شہر میں مشق کو مسلمانوں کے حوالے کر کے نکلے ہر قل نے یہ خبر سنا ان پر سخت
 برہم ہوا اور دونوں کو لکھ بھیجا کہ تم انھما کی طرف مت آؤ قسطنطنیہ کی طرف چلا جاؤ بیت دے ہر دو قسطنطنیہ کی راہ
 لی ہی جناب خالد یہ بات سنے قسطنطنیہ کی طرف پھر گئے اور سب مسلمان تری محنت سے قطع راہ کرنے لگے اور ایک پہاڑ
 کے نزدیک جا پہنچے تو اس پہاڑ پر لوگوں کا شور و غل سننے میں آیا یونس کہنے لگا اے میرا راغب ہی کہ وہ قوم اسی
 پہاڑ پر پناہ لی ہے حکم ہو تو میں جا کے خبر لانا ہوں خالد نے اس کے ساتھ معطر بن حمد کو دیکر روانہ فرمایا ان
 دونوں نے جا کے دیکھنے کیا ہیں کہ اس پہاڑ پر ایک بڑا وسیع چراگاہ بنی رو میون نے جو انکا مال سامان اور
 دوسے رہتی زمین کھیتوں کے تھان جو بارش میں بھیگے تھے اس میدان میں سکھا شیکے لے کر بکھیر دئے ہیں اور
 آپ بیٹھ کر اہل بلا و غرہ آرام پاتے ہیں یونس اور معطر ہر دو یہ حالت دیکھ کر جلد روت آئے اور خالد کی خدمت

میں ظاہر کیا خالد بہت خوش ہو کر شکر الہی بجالایا اور سب مسلمانوں کو بشارت دی پھر اپنا لشکر ہر ایک پہاڑ پر گئے۔ تو ماوراء
ہرمیں کی نظر جب ان کے لشکر پر پڑی بلدا اپنے قوم کو پکار سب کے سب اپنی ہتھیاریں اٹھالیں اور گھوڑوں پر سوار ہو کر صلیب کے
آگے رکھا اور تیرے زور سے لڑائی شروع کی تباہی سخت جنگ ہو حضرت خالد نے تو کامقا مقابلہ کیا تھا بی بی ام ابان کی ترسے
تو تو مایک ایک آنکھ زخمی ہو گئی تھی خالد نے اس روز اسکی دوسری آنکھ بھی اپنے نیزے سے بھجور کر اسکو گھوڑے سے اونڈھا کر ڈالا
اور ہرمیں کو دھونڈہنے لگے اور خالد کے ساتھی لوگوں نے تو ماکے لشکر پر چڑھ کر اور انکی صلیب انہدی کردی اور کافروں کو قتل کرنے
لگے۔ عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق نے دیکھا کہ خالد نے تو ماکو نیزے سے مار کے زمین پر گرادیا آپ جلد گھوڑے سے اتر کے اسکا لشکر کاٹ
تالا اور اسکو اپنی تروار کی نوک پر لیکے پکارا ای مسلمانو تو مارا گیا یہ سراسی ملعون کا بی بی اب تم ہرمیں کو دھونڈو ہر افرغ
بن غیرۃ العلاء نے بیان کیا ہے کہ میں لشکر خالد کے میمنہ میں تھا سوائی گروہ سمیت اس طرف جا نکلا چہاں رومیوں کے اہل
عیال اترے تھے ناگاہ دیکھتا کیا ہوں کہ ایک سوار لباس رومی پہنا ہوا ایک عورت کے
ساتھ تڑپا ہئی کبھی عورت پر وہ غالب آتا ہے اور کبھی عورت اس پر۔ ہر دو کشتی کر رہے ہیں جب نزدیک جا کے دیکھا تو وہ
یونس رہی کہ اپنی زوجہ سے کشتی کر رہی ہیں چاٹا کہ اسکی لگ کر وہاں ایسے مین مین عورتوں نے میری طرف پتھر چلانے لگیں
ایک خوبصورت عورت نے جویشی کپڑے پہنے تھے ایک بڑا پتھر چلایا سو میرے گھوڑے کی پیشانی پر لگا گھوڑا اس مار سے
زمین پر گر پڑا اور مر گیا وہ ایسا گھوڑا تھا کہ اسکی سواری سے میں جناب خالد کے ہمراہ رکاب جنگ یا مہم میں حاضر ہوا تھا
وہ گھوڑا جب اس پتھر کی مار سے مر گیا مجھے تباہی درد ہو سو میں اس عورت نے فریاد کیا وہ ہرن کے مانند بھاگنے لگی
اور اسکے ہمراہی عورتیں بھی بھاگیں میں بھی چھپا گیا ہوا ان پر چاہی پھا اور ان سبکو مار ڈالنا چاہتا پھر اچکرو روک لیا۔ اور اسی
عورت کو مارنا چھتا تھا جسے میرے گھوڑے کو مارا جب اسکے نزدیک ہوا اس پر تروارا تھا ای اسنے اپنے سر پر ہاتھوں کو رکھ کے
کہنے لگی لفون لفون یعنی امان امان تب اسکے مارنے سے ہاتھ رکھا اور اسنے وہ بہاری کپڑے دیاج کے پہنے تھے
اور اسکے سر پر موتیوں کی تریاں تھیں پس میں اسکو اور اسکے ہمراہی عورتوں کو پکڑ لیا مشکین باندھا اور ایسے میں دیکھا کہ ایک
رومی گھوڑا بغیر سوار کے کھڑا ہے اس پر سوار ہوا اور ان قیدی عورتوں کو ہمراہ لیا ہوا پھر۔ وقتہ راہ میں ایک جگہ پر دیکھا کہ
یونس راہرو تا ہوا تھا بی اور ایک عورت اسکے سامنے خون آلودہ پڑی تھی۔ میں نے پوچھا کہ یہ کیا حال ہے اور تو کس
روتا ہے اسنے کہا کہ یہ میری زوجہ بی بی ام ابان ہے اور پکڑ لیا وہ کہتی ہے کہ مجھ کو چھوڑ دے قسم ہی حق مسیح کی میں ترسے
ساتھ ایک جاہلو دنگی کیونکہ تو مسلمان ہو چکا ہے میں مسلمان کی طرف چلی جاؤنگی اور وہاں راہبر بن تجھونگی میں کہا تجھ کو
نہیں چھوڑ دوں گا تب اسنے پاس ایک چاکو جو رکھی تھی نکال کر اپنے سینے پر مار لی وہیں گر پڑی اور مر گئی۔ جب اس
عورت کے ساتھ مجھے بڑی محبت تھی اسکے غم میں رورہا ہوں راوی کہتا ہے کہ اسکا رونا دیکھ کے میں بھی رو دیا اور کہا
کہ ای یونس اللہ تعالیٰ اس سے بہتر اور خوبصورت عورت تجھ کو اسکا عوض دیا ہے پوچھا کہاں بی بی میں اس عورت کو بلایا جویشی

کیر۔ اور سو کے لنگن اور توبوں کی زبان پہنی ہوئی یقین یوں اسکو دیکھا وہ روتی تھی اور اس عورت نے زبان دسی ایک سنا
اس سے گفتگو کی۔ یوں میری طرف متوجہ ہو گئے کہا آیا جانا تم نے کہ یہ کون ہی میں کہا کہ میں نہیں جانتا ہوں اس نے کہا کہ میرے
باؤں شاہ کی بیٹی اور تو مکی زوہر ہی مجھ آدمی اسکی زوجیت کی صلاحیت نہیں مکتا ہی اور ہر قل انفرادے کے عوض مال خرید دیکھ تم
لے لیگا میں کہا اب تو میرے ترے واسطے ہی اور تو اس کے واسطے تب یوں اسکو میرے سے لے لیا۔ اسوقت مسلمان سخت جنگ کر
اور مال بوشے میں معروف تھے۔ السن بن مالک روایت ہی کر اس اندر جب تو مانے جناب خالد کے ہاتھ سے مارا پترا
پیدا حال دیکھ کر ہر جس اپنی مکاری کو ساتھ لیکے معرکے سے نکل گیا میں خالد بھی اکیلے اسکی تلاش میں نکل کر ہوندہ تھے
آخر اسکو ایک بیابان پر دیکھا اسپر درخت بہتر اور ابونہ تھے گھوڑے کی سوارشی سے جنگ کرنے کے لئے موقع برابر پہنچا
اسنے پیادہ ہو کے اس پہاڑ پر چڑھ اور جنگ کرنے لگے ہر میں کی مکاری والوں نے اسکو گھیر لیا اور ہر میں نے پیچھے سے اسکے
سر پر تیرا بجلائی جس سے خالد کا خود اور عامہ کٹ گیا خالد نے انکو مگر کہتے ہوئے ایسے۔ اور عبدالرحمن نے ہند اور اسے کہا لا الکر
میں عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق گھوڑے دوڑانے اور مگر کہتے ہوئے ایسے۔ اور عبدالرحمن نے ہند اور اسے کہا لا الکر

اللہ وحده لا شریک له وان محمد عبده ورسوله یا ابا سلیمان اتک الغوث من رب
العلمین ترجمہ یعنی اے ابا سلیمان کیا تمہارے پاس فرماؤں اس پروردگار عالم کی طرف سے میں عبدالرحمن بن
ابی بکر صدیق ہوں اور ہر میں کو گھیر لیا وہ بھاگے کا قصد کیا تھا کہ ایسے میں خالد نے ایک ہی جہت میں اسپر آئیے اور ایک
ہی ضرب میں اسکو مار ڈالا اور عبدالرحمن کے ساتھیوں نے ہر میں کی قوم والوں کو مارنا شروع کیا جب سب مار گئے عبدالرحمن
نے خالد سے کہنے لگے کہ اللہ نے حکمو معرکے میں کفار پر نصرت دی مسلمان لوٹ میں مشغول تھے ایسے میں غیب سے ایک ندا
آئی کہ خدا کے دشمنوں نے خالد کو گھیر لیا ہی اور تم لوٹ میں مشغول آج ہر میں ہند اور اسنے ہی آپ کی تلاش میں دورے آئے
پھر خالد اور عبدالرحمن مع تابع اپنے لشکر میں آئیے اور سب مسلمان کو دیکھ کر شکر الہی بجالا یا پھر خالد نے یوں کی زور دیا کہ
اسکے تعجب کیا اور اسکو فرمایا کہ اگر ہر قل اپنی ترکی کو طلب کرے وہ تیری ہی واسطے ہی اگر طلب کرے اللہ تعالیٰ کے دشمنوں
اس سے بہتر ہے دیکھا الفصد خالد نے مال غنیمت اور فیدو بنگلہ ہوا لے ہوئے جب کج کیا اساتے ماہ ہر قل کا ایک اعلیٰ خالد
مگر ہر قل کی طرف سے اسکی بیٹی کو طلب کیا خالد نے اسکے عوض میں کچھ مال لیکے بلوہ دے کے دہریا اور دمشق کی طرف روانہ
ہوئے۔ کہتے ہیں کہ دمشق میں ابو عبیدہ بن الجراح اور سب مسلمان خالد مع لشکر سلامتی کے ساتھ پھر
آئے سب بے امید ہو گئے تھے اور بہت متفکر اور طول تھے۔ جیسا اللہ تعالیٰ کی مدد خالص لشکر اسلام سالہ خانہ آئیے سب مسلمان کی
خوشی سے انکے استقبال آئے اور سلام کیا اور مبارک باد دی اور شکر الہی بجالایا۔ اور خالد نے ابو عبیدہ کی خدمت میں انکے نام
مرگزدت بیان کی ابو عبیدہ انکی شجاعت اور جوانمردی سے تعجب کرتے تھے۔ پھر خالد نے مال غنیمت سے بخشش کے باقی نام غازیوں پر
تعمیر کر دیا۔ اور یوں ماہر کو اپنے خاص مال سے بہت کچھ دیا اور فرمایا کہ اسی یوں ہر قل اپنے لشکر میں خرچ کیجئے یا اس سے کسی ہوی

بات اختیار کرتے ہو۔ خالد نے کہا کہ مجھ آج کی شب جہلت دیکھئے۔ ابوجہید نے کہا بہت اچھا۔ کہتے ہیں کہ خالد کی ایک ہمیشہ بری عاقلہ تھیں انکا نام فاطمہ تھا خالد نے ان سے مشورت کی انکی ہمیشہ نے ایسا کہا کہ اپنی امارت ابوجہید کو دیکھئے اور اپنا آدمی مال بھی بلا شک لے کر قبول کیجئے کیونکہ وہ دوسری بات قبول کرنے میں جان کا خطرہ ہی۔ یعنی مالک بن نویرہ کے اسلام کا اور اسکو ناحق قتل کرینکا اقرار کرو گے تو اس کے قصاص میں مارے جاؤ گے۔ پس دوسرے روز خالد نے اپنے مال کا حساب کیا اسکا نصف جو چالیس ہزار درہم تھے ابوجہید کے حوالے کر دئے۔ **حَزَّاهُ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ وَعَنْ جَمِیْعِ الْمُسْلِمِیْنَ وَرَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی**

عَنْهُ وَعَنْ جَمِیْعِ اصْحَابِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ۔ مشنی بن حارثہ کا احوال۔
 نقل ہے کہ جب خالد نے عراق عرب سے شام کی طرف توجہ لائی۔ اور ابوبکر صدیق کے حکم کے موافق عراق کی حکومت مشنی بن حارثہ پر تفویض کی اس سال عجم کی بادشاہت میں براہی خلیل رو دیا۔ اور عجم کے لوگ اپنے بادشاہوں سے بیدل ہو کر ایک بادشاہ کو قتل کر کے دوسرے کو اسکی جگہ پر تخت نشین کرنے لگے۔
 عرضہ قریب میں ایسے کئی سلاطین مار گئے۔ پس جب اردو شیر کا میتھا جو شہر یار تھا تخت نشین ہا عجم کے شہزادوں سے ایک شخص کہ جسکا نام بردون تھا اسکے ساتھ تین ہزار سپاہ اور بیت سے ماتی دیکے مشنی بن حارثہ کے جنگ پر روانہ کیا۔ جب مشنی اس بات سے آگاہ ہوا جلد تیار ہی کر کے اور اپنا لشکر ہمراہ لے کے نکلا۔ جب ہمدون لشکر میں جاے پرے براہی جنگ ہوا مشنی اپنے لشکر کے تیر اندازوں کو حکم کیا کہ انکے ماتین پر تیریں چلاوین غازیان اسلام جب تیریں چلائے لگین ایک تیر انکے ماتی کے آنکھ پر لگی۔ وہ ماتی شور کرتا ہوا پلوراں پر گر پڑا۔ اسکے ساتھ کافروں کے لشکر میں ایک پریشانی آگئی ان کے بہت لوگ مارے گئے یہ خبر دیا عجم میں پہنچی تک شہر یار بھی مر گیا تھا۔
 اور وہاں کی حکومت لڑکوں اور عورتوں کے نام پر قرار پائی تھی۔ عجم کی ریاست میں براہی خلیل رو دیا تھا۔ اسوقت عراق کی طرف توجہ ہو سکے تھے۔ یہ اس شامت کا بدلہ تھا کہ ہجرت کے چھتے سال جب حضرت نے ضر کو مار لکھا وہ ملعون غصہ ہو کے اسکو بھار دیا۔ حضرت نے اسی شب مدینے میں اس بات کی خبر دیکے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ غفر قریب انکا اقبال نامہ چھارہ دیو لگا۔ ویسا ہی انہیں دنوں ضر کو کا میتھا شیر وہ نے خنجر سے اسکا سینہ چاک کر کے آپ تخت بٹھا۔ پھر اس کے بعد اس کے خاندان میں ویسا ہی ایک دوسرے کو مار کے آپ بادشاہ ہوتا تھا یہاں تک کہ شہر یار بھی مار گیا۔ پھر اس کے بعد کوئی لاپتی سلطنت کے باقی نہ رہا۔ **سَيُعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَلْحَقَّ مِنْ قَلْبٍ**
یَقْلِبُوْنَ کا کرشمہ ظاہر ہوا۔ قصہ کو نامہ ملک عراق وجہرہ و کوفہ اور اس کے ماتحت کے ملک مشنی بن حارثہ کے ماتحت آئے مشنی نے عراق کی حکمرانی پر سہ گرم تھا ایسے میں صدیق اکبر کی ماری سنی وہیں دوسرے کو اپنی طرف سے عراق کا والی مقرر کیا آپ مدینے کی طرف روانہ ہوا صدیق اکبر کی نزاع کی حالت میں حاضر خدمت ہوئے سب

عراق کی کیفیت اور عجم کا ضعف ظاہر کیا۔ نزاع کے حال میں بھی ابو بکر صدیق نے عمر فاروق کی ہدایت فرمائی کہ بتاری
 خلافت میں اہل ہی کام صادق ہو کہ دشمن کو عراق کی طرف بھیج دیں۔ کہو کہ اہل عجم کے دل میں ان کی محبت بیکہ گئی ہی عمر
 فاروق نے قبول کیا اور طبیعت بکالاتی انشاء اللہ تعالیٰ وہ مذکور آگے آویجے۔ صدیق اکبر کی ولایت
 اور رحلت اور بیماری کا بیان۔ اب باب سیر و تواجہ جہم اللہ تعالیٰ لائے ہیں کہ مدینہ
 اکبرہ کا وفد واقفہ فیل سے دو سال اور چار مہینوں کے بعد شعبہ کے آخر روز ہوا۔ آپ نے جمادی الاخر کی بائیسویں
 یا تیسویں کو ہجرت سے تیرہویں سال طلت پائی۔ اور انکی عمر ستھ سال کے قریب تھی اور انکی موت کا سبب
 یہ تھا کہ یہود کے عدو گن سے ایک شیشہ جسے حریر سے بٹھرا دیا گیا تھا اس کے لے کر لیا۔ صدیق اکبر اور عمارت بن مکہ وہ
 جو عرب کا طبیب تھا ہر دو تامل کرنے لگے۔ اس طبییب اسیر وقت پہاڑ کے عرض کیا کہ یا ظیفہ رسول اللہ اس
 حریر سے میں ذہر اکبر نمایاں سمجھتا ہوں کہ اسکا اثر ایک سال کے بعد ظاہر ہو دجگا۔ میں اور آپ ہر دو ایک ہی
 روز وفات پاویں گے۔ مدینہ اکبر نے یہ سننے ہی اسے مانعہ کیجی۔ اور سبھی ذہر و دیار ہجرت۔ اور ہر دو ایک
 ہی انتقال کئے۔ اور مدد و سزا قول یہ بھی کہ انکی موت کا سبب یہ ہوا کہ فاروق نے میں آپ کے پیڑ کو جو سانپ کا تھا تھا
 اسکا ہر عود کیا۔ یہ سزا قول یہ کہ ایک بڑی شدت سے نواچاں ہی تھی آپ نے اس سے بغض کیا سبب انکی
 پند راہ و زنگ بخار کی بڑی شدت تھی۔ اور حضرت کی جدائی کے غم میں تو انچا ہوں دن بدن گھٹ رہا تھا
 ان قولوں کی وجہ تطین ہی ہی کو آپ کی رحلت کے وقت یہ سب باتیں جمع ہوں۔ فقل بھی کہ لوگوں میں
 عرض کیا کہ ہم نے طبییب کے لیے آئے ہیں تا آپ کا معالجہ کرے۔ فرما کہ حکیم نے مجھ کو دیکھا اور فرمایا کہ اے خدا
 کا آرنیک۔ روایت بھی کہ صدیق اکبر نے اپنی بیاری میں عثمان غنی النورین کو بلایا عرضی اور وہ سرگیاں صحابہ
 مشورت کے خلاف عمر فاروق کے نام سے توفیق کی۔ کہتے ہیں کہ عثمان غنی النورین جو انکی خلافت میں تھا
 تھے ان ہی کو بلا کے خلاف مار کھینے کا حکم فرمایا اور نے فقرے لکھ کر لے کر اسکا عھد اکبر بن ابی
 حنیفہ الی المسلمین امّا بعد فانی قد استخلفت علیکم۔ اس قدر فرما کے ہوش
 ہو گئے۔ عثمان غنی النورین اس قدر لکھ کے اپنے طرف سے تحریر کی عمر بن الخطاب کیونکہ اسکے آگے
 انہوں نے ابو بکر صدیق سے یہ بات سنی تھی۔ پھر صدیق اکبر جب ہوش میں آئے سو پوچھے کہ تم نے کہا کیا۔ عثمان غنی النورین
 نے وہ فقرہ پڑھ کے سنایا۔ جب عمر فاروق کا نام لے صدیق اکبر نے بہت خوش ہو کے فرمائے کہ اے عثمان اللہ
 تعالیٰ کو اسلام ہے جزا آخر دیرے۔ پھر فرمائے کہ کہو فاسمعو اللہ و اطیعوا و فان عدل ذلک انکم علیہ
 و علی فیہ۔ وان جاء کلک لہ ما انکسب فالخیر ان ذلک لا اعلم الغیب سیکلم
 الذین ظلموا ان یشغلوا بقلوب۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جب اس وقت

نامے کی تحریر سے فراغت حاصل ہوئی صدیق اکبر نے دعا کے لئے اپنے ہاتھ بلند کئے۔ اور کہنے لگے کہ خداوند امین مجھے عمر عظیم عطا فرما۔ اور اس امر میں میں نے اصلاح مسلمانوں کے سوا دوسری بات نہ چاہی۔ میں نے جو یہ کام کیا تو خوب جانتا ہی کہ میں نے اس باب میں بہت سی کوشش کی۔ مسلمانوں میں جسکو بہتر یا اسکو ان پر والی تھہرایا۔ تو جانتا ہی کہ اس باب میں میں نے عمر کی کچھ حاجت نہیں کی۔ اب میں دنیا سے آخرت کی طرف چلا ہوں الہی تو ان پر خلیفہ رہ۔

کیونکہ وہ میرے بندے ہیں۔ انکے والی کو انکی اصلاح کی توفیق دیجئے۔ اور خلفائے راشدین جو میرے پیغمبر کی سیر کی متابعت کریں عمر کو ان سے ہی کیجیو۔ اور اسکے رعیتوں کے کام کو درست فرمائیو۔ پس اس عہد نامے پر ہر کردائی اور اطراف و جوانب میں جو امر اور ذمہ ہوئے تھے ہر ایک امیر کے نام سے ایک ایک ہند نامہ نقل کر کے اُس پر بھی مہر بن کر وائیں۔ پھر عمر فاروق کو بلا اسکے فرمایا کہ اسی عمر میں بے نگو سب اصحاب رسول پر خلیفہ کیا ہوں۔ انہوں نے کہا یا خلیفہ رسول اللہ یہ کام میرے سے دور رکھو مجھے خلافت کی حاجت نہیں ہے۔ صدیق اکبر نے فرمایا کہ نگو اُسکی حاجت نہیں تو اسکو تمہارے ساتھ حاجت ہی وہ نگو بھیگی۔ القہر حقوق اللہ و حقوق المسلمین کے باب میں انکو بہت سی وصیتیں فرمائیں۔ اور ختم کلام اس بات پر کئے کہ اگر تم میری وصیت نگاہ رکھو گے جب تمہاری موت آوے گی اسوقت کو ہی چیز اس سے زیادہ دوست تمہارے پاس نہ ہوگی۔ اگر میری وصیت ضائع کر دے گے کوئی چیز اسوقت تمہاری موت سے زیادہ مکر وہ نظر نہ آوے گی۔ حالانکہ تم موت کو عاجز نہ کر سکو گے۔ بحقیق ابن ابی طاہر سے منقول ہے کہ میں صدیق اکبر کے خراج کا وکیل تھا جب انکی بیماری سخت ہوئی۔ میں نے انکے پاس گیا اور سلام کیا۔ خلیفہ تھہرانے کے کام میں مشغول تھے جب فلان ہوئے جھکو دیکھ کے فرمائے اے حقیق کج تک تو ہمارا خراج کا مقصد ہی تھا۔ میرے میرے درمیان کیا معاملہ ہی بیان کر۔ میں نے کہا کہ میرے بچیس درم آپ پر باقی ہیں اسکو میں نے چھوڑ دیا۔ فرمائے کہ خاموش میری راہ آخرت کا تو منہ اسکو نہ تھہرا۔ میں نے کہا یا خلیفہ رسول اللہ آپ کے اور میر درمیان یہ آخر مجلس اور آخر صحبت ہے۔ پس مجھے رقت غالب ہوئی بے اختیار رونے لگا۔ ابوبکر صدیق نے فرمایا اے حقیق اہ و عار ہی اور بقراری مت کر اور صبر و شکیبائی لے۔ کیونکہ میں امید رکھتا ہوں کہ ایسی جگہ جاتا ہوں کہ وہ جگہ اس دنیا سے فانی سے بہتر ہے اور باقی۔ پس اسوقت بنی ہاشم عایشہ صدیقہ کے پاس بچیس درم منگو کے جھکو دئے۔ اور بنی ہاشم عایشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ جب ابوبکر صدیق اپنے مرض الموت میں آخر روز یہوش ہوئے تھے میں نے روتی تھی اور کہتی تھی کہ میرے والد ماجد پر کیا سخت بیماری ہے۔ جب آپ نے ہوش میں آئے میرے سے وہ بات سننے فرمائے اے بی بی واپس بات نہیں جو تو نے کہتی ہے بلکہ جنت سکرة الموت بالحق ذلک ماکنت منہ تجید۔ پھر پوچھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنے کھنوں سے کفن دئے۔ میں نے کہا کہ تین کپڑے کہ جن میں میر میں اور عمامہ نہیں تھا۔ پھر پوچھے کہ حضرت کو کتنے روز دنیا سے نقل فرمائے

کہی کہ پر کے دن۔ پھر اچھے کوچ کہا کہ وہ نہی میں کہا کہ پیر کا ہی روز نہی۔ تب کہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے امید کرتا ہوں کہ میری موت آج کے دن اور رات کے درمیان ہو۔ پھر اس باری میں جو چاہا اور وہی تھی اس میں کچھ غفلت کا اثر تھا پھر نظر کے فراموشی کے لڑکے کو جو دو کسیر اور دو کپڑے زیادہ کر کے چھپا کھنڈ میں کہی کہ میرا چادر پر زانی ہی تھا
 اِنَّ الْحَقَّ اَحَقُّ بِالْجَنَّةِ نِدٍ وَالْمَيْتَةُ اَنَامَا يَحْيِي الْاَبْلَادَ وَالْقَاتِلُ يَحْيِي الْمَيِّتَ وَجَاءَ سَابِئُ عَمِيْسٍ كُوْدَاوَا رَاكَوْشَ
 سے اپنے فرزند عبد الرحمن کو وصیت کے کہ آپ کو غسل دیں۔ اور اپنے فرزند عبد اللہ کو فراموشی کے غسل میں انکی مدد
 کریں۔ اور کہے کہ میں نہیں چاہتا ہوں کہ انکے سوا کوئی میرا جسد برہنہ دیکھے۔ شب کے وقت دنیا سے حق کے
 انکی وصیت کے موافق جب تجیز و کفین سے قلع ہوئے عرفار و ق نے انکے جنازے پر نماز پڑھی۔ اور بولی
 عائشہ صدیقہ کے حجرے میں حضرت علی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کے پہلو میں قبر رکھو گے۔ انکے فرزند عبد الرحمن
 اور عرفار و ق اور عثمان بن النضر بن اوطیہ انکو قبر میں اتارے۔ اور شب کے ہی وقت دفن کئے حجر آہ اللہ
 عَنْ الْمُسْلِمِينَ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ يُقَالُ بَنِي كَبْ جَبْ اُنْكَى مَوْتُ كِي خِرَاكُ وَالِدَاوَا قَا فَرُكُوْشِي اَنُوْشِي كِي سَمُوْشِي
 نئے اور انکے حجرے پر کچھ تعمیر کیا نہ ہوا اور کہے کہ اللہ مَا اَجَدُ وَ كَسَمَا اَعْطٰی۔ حضرت ابو بکر
 صدیق کے اولاد اور ازواج کا ذکر۔ جاہلیت میں انکی دو عورتیں تھیں ایک کا نام
 قبلہ بنتون نے کہا قبیلہ اسکے شکم سے ایک فرزند عبد اللہ اور ایک دختر آسمان کہ جسکا لقب ذات البلاقین ہی
 متولد ہوا اور دوسری عورت ام دو کہ بنت عامرہ ہی اسکے شکم سے عبد الرحمن اور عائشہ صدیقہ ولادت پائی
 اور سلام میں بھی انکی دو عورتیں ہیں ایک اسماء بنت عیس انکے شکم سے محمد بن ابی بکر کی ولادت ہوئی اور دوسری
 عورت حبیبہ بنت خادج بن خید انصاری وہ بولی بی حاملہ تھیں کہ ابی بکر صدیق کی وفات ہوئی انکی دخلت کے
 بعد ان سے ایک دختر پیدا ہوئی انکا نام ام کلثوم ہی رضی اللہ عنہم۔ **تثلیث**۔ تھیں محمد بن ابی بکر
 قدوة الحكماء والفقهاء متصداق العلماء ودر شہ الا نبیاء مولانا شہا عید العزیز دہلوی قدس سرہ نے اپنی کتاب کرامت اہل
 تحفہ اثنا عشر برہین جو تیسہ کے رو میں بنائے مسند و معیذیل بنی لایا ہی کہ شیخ ابو اسحاق قرطبی کے بعد معلوم ہوا کہ جہان
 میں کوئی شخص ایسا نہیں کہ ہو گویا اور عیب جو یوں کی زبان اسکے طعن و قبح میں جاری نہ ہو ہو ہاں تک کہ
 بعضے ساوہ لوح جناب کبریا کی میں بھی حرفت ہو گئے۔ اور معتزلہ نے انبیاء علیہم السلام کی عصمت کا انکار کر دیا۔ بلکہ
 اپنے زعم باطل سے اسکو آیات و احادیث سے ثابت کرتے ہیں۔ اور فرقہ ہود نے بھی حکمت ہاکہ کے انکار میں ہی
 راہ لی ہی اور خوارج و نو صبیب نبی حضرت امیر اولیائیت کرام جناب میں اور شیخ علیہ السلام اور امام الرضی عینہ
 کی خدمت میں اسطرح پیش کرتے ہیں۔ خود باللہ نہا۔ لاکن مقلون پر پوشیدہ نہیں کہ یہ سب غوغا صرف انکی لادانی
 اور کوفہ ہی اور تعصب کا سبب ہی۔ اس سے ان بزرگوں کے مرتبے کا نقیض لازم نہیں آتا ہی۔ غرض صدائے کبر کے جناب

یہ شخص جس کے چہرہ راضی میں صاحب تختہ انارکھڑے ہو کر جواب دیا۔ یہ فقیر بہان اختیار کے لئے ان کے بغیر
مطالعہ کا جواب جو عوام کے قریب الفہم ہو سکتا تھا۔ باقی کو اسی پر قیاس کر لیں۔ مطاع عن ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ۔ پہلا طلحہ۔ مالک بن نویرہ نے ایک عورت جمیلہ رکھتا تھا۔ خالد بن
ولید جو ابوبکر صدیق کے فوجوں کا امیر لایا تھا۔ اس عورت کو اپنے نکاح میں لائے کی طرح سے مالک کو جو مرد مسلمان
تھا قتل کیا۔ اور اسی شب اس عورت کو اپنے نکاح میں لائے اسی شب ہمستر ہوا شوہر کی موت کے بعد مدت
کے ایام چار مہینے دس روز بین گدے تک توقف نہ کیا۔ یہ تو اس سے زنا واقع ہوا۔ کیونکہ اتنا سے مدت
میں نکاح درست نہیں تھی۔ اور ابوبکر صدیق نے نہ خالد پر زنا کی حد جلدی کی۔ نہ اس سے قصاص لیا۔
حالانکہ قصاص لینا اور جید جاری کرنی ابوبکر صدیق پر واجب تھا۔ اور عمر بن الخطاب نے اس باب میں اس پر کھڑا
کیا۔ اور خالد سے کہا کہ میں اس کام کا والی ہوں تو تیرے سے قصاص لو لگا۔ جواب اس طلحہ کا اس
قتلے کے بیان پر یو قوف بھی۔ رسیرو تو تاریخ کی مصیبت کہنا ہوتا ہے جو ثابت بھی ہے کہ طلحہ بن خولید اسدی
مقبی نے جو انوائے شیطان سے نبوت کا دعویٰ آغاز کیا تھا خالد نے اس کے ہم سے فارغ ہوئے کے
بعد نواحی بطاح کی طرف متوجہ ہوا۔ اور اطراف و جوانب میں فوجیں روانہ کیں۔ اور حضرت کے طریقہ مسنونہ
پر حکم کیا کہ جس قوم پر تاحث لاویں اگر اس قوم سے اذان کی آواز آوے قتل اور غارت مانتہ رکھیں۔
اگر اذان کی آواز نہ آوے اس مقام کو دار الحرب قرار دیکے قتل اور غارت میں ہاتھ دراز کریں۔ مالک بن نویرہ جو
حضرت کے حکم سے بطاح کی حکومت اور دمان کے لوگوں سے حدقات حاصل کرنے کی خدمت پر مقرر تھا اس کے
قیلے پر ایک مگرمی روانہ کی۔ اس مگرمی میں ابوقتاہہ انصاری بھی حاضر تھے۔ سو اس مگرمی والوں نے مالک
بن نویرہ کو پکارتے جب خالد کے پاس پہنچا۔ ابوقتاہہ نے گواہی دی کہ میں نے اس کی قوم سے اذان کی آواز سنی
ہوں۔ اور دوسری ایک جماعت جو اس مگرمی میں حاضر تھی اس کے بالعکس ہر کہ اس سے اذان کی آواز نہ سنی
اور اس فوج کے اطراف و جوانب کے لوگوں کی گواہی یہ بات تو آگے ہی ثبوت کو پہنچی تھی کہ جب حضرت کی حلت
کی خبر قیامت اثر اس فوج میں پہنچی۔ مالک بن نویرہ کے گھر میں عورتیں ہاتھ پاؤں کو ہندی لگا کے دف
بجائے اور گائے اور دوسری خوشنسی کے لوازم ادا کرنے میں مشغول ہوئیں۔ عرض اتفاقاً مالک نے خالد کے
حضور میں جب سوال جواب کر رہا تھا۔ حضرت کی جناب میں یہ خبر کہہ کر کہا کہ قال رجلکم آؤ صاحبکم
کذا ایسے کہا مرد تمہارا یا صاحب تمہارا اس طرح۔ حضرت کی جناب میں ایسا کلمہ کہنا اس نے ان کے کافروں
کا شیوہ تھا نہ اہل اسلام کا۔ اور اس کے آگے یہ بات بھی تحقیق کو پہنچی تھی کہ حضرت کی خبر حلت سننے کے بعد
مالک بن نویرہ نے اپنی قوم سے جو صدقہ وصول کیا تھا سوا سکو واپس کر دیا۔ اور کہا کہ تم نے اس شخص کے بارے

خلاصی پائی۔ ایسا شخص جب خالد کے حضور میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بہ نسبت ویسی بات کہا اسکا اور تبادو ثابت ہوگا۔
 اس وقت خالد نے حکم فرمایا کہ اس کو قتل کر دو۔ جب مالک بن نویرہ ماڈگیا اور پھر مدینہ منورہ میں پہنچا اور خالد کی اس حرکت سے ابو قتادہ انصاری بھی غصہ ہو کے الخلافہ میں آئے خالد کی خطا بیان کیا۔ اور عمر بن الخطاب بھی اٹل رہی سو جہاں کہہ قتل سچا واقع ہو ۱۱ اور خالد پر قصاص اور عداوت تھی۔ جب ابوبکر صدیق سے خالد کو ایسے حضور میں بلا کے دریافت فرمائے وہ حقیقت واقعی ظاہر ہوئی۔ تب ان کو یقین ہوا کہ حق بجانب خالد ہی۔ اس لئے ان کے کچھ تعرض کی۔ بلکہ عمر ان کو وہی منصب ایزد لارائی عنایت کیا۔ اب اس قصہ میں نامل کیا چاہئے اور اس صورت کا فقی حکم سمجھئے کہ کس طرح خالد پر قصاص آویگا۔ اور عدۃ نہ نکاس لئے ان پر واجب ہوگی۔ اور وہ جو کہتے ہیں کہ حبیہ عورت کو بھی ایک جیص کا استبراح ضروری اور خالد اس مدت کا بھی انتظار کیا اسکا جو اب یہ بھی کہ یہ طعن خالد پر ہی نہ ابوبکر صدیق یرو خالد نہ معصوم ہیں نہ امام عام۔ اور باہین خالد اس سے بہتر ہوئے کی روایت کسی معتبر کہا میں پائی جاتی نہیں۔ اگر بعض غیر معتبر کتابوں میں بھی باہی جاد اسکا جو اب بھی اسی اہیت کے ہمراہ موجود ہی کہ اس صورت کو مالک نے طلاق دیکھے ایک مدت سے رجائیت کے موافق بتدکر کے رکھا تھا اسی سم فاسد کو دفع کرنے میں بدایت شریف وارد ہوئی وَاِذَا طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ فَلْيُخِّنْ جَلْهَنَ فَلَا تَعْدِلُوْهُنَّ۔

پس کی عدت کے آیام منقضی ہو گئے اور نکاح اسکا طلال اس سے خالد نے دوسری عدت کی انتظار نہ کی۔ یہی مذہب بھی جمیع فقہاء اہل سنت کا۔ جناس باب میں اہل سنت کو الزام دیا منظور ہو تو مطاع نہیں کی روایت اور مذہب ثابت کیا چاہئے۔ وَاللّٰهُ مُعْتَدٍ حَالٌ ہُوَ گاہا۔ استعجاب میں لایا ہی۔ وَاَمْرٌ اَنْیَ خَالِدًا ابْنُ بَكْرٍ

الصِّدِّیْقُ عَلٰی الْجَبْرِیْثِ فَقَتَلَ اللّٰهُ عَلَیْہِ الْیَمَامَةَ وَغَیْرَهَا وَقَتَلَ عَلٰی یَدِیْہِ الْاَکْثَرُ اَہْلَ الرِّدَّةِ مِنْهُمْ مَسْبُکَ وَمَالِکَ بْنِ نوَيْرَةَ اِنْ اَخْرَاہُ۔ دوسرا جواب

یہ بھی کہ سنان مالک بن نویرہ مرتد نہیں تھا لکن بلا یہ اس کے ارتداد کا شبہ خالد کے ذہن میں جا بیکر ہوا اور قصاص یتکد رینی بالشبہات کہا فرماتے ہیں مذہب امامیہ و اہل سنت کے علماء دین و دنیا میں شیخ متین اس صورت میں کہ اگر ایسے حرکات و کلمات جو مالک بن نویرہ سے صادر ہو کسی شخص سے واقع ہو گیا عاشورہ کے دن فرحت و شادی کرے اور حضرت امام حسین کے جناب میں امانت کے کلمات اپنی زبان پر لاوے۔ اور عائدان رسول اور اولاد نبوی کی ایک جماعت جو اس روز سخت مصیبت میں مبتلا ہوں انکی تحقیر کرے ایسے شخص کی کہا کیا چاہئے اگر کسی مرتدی پر حکم کرین فیما۔ والا کسی شخص نے ایسی حرکات و کلمات کسی سے پائے یہ گمان کیا کہ وہ مرتد ہو گیا اور اس گمان سے اس کو قتل کیا تو اس پر قصاص آتا ہی یا نہیں۔ تیسرا جواب ابوبکر صدیق تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ تھے نہ سنی و شیعہ کے۔ ہامنی و شیعہ کے فرمایش و خواہش پس سرکار

بلکہ انکو حضرت کی سنت کے مطابق عمل کرنا چاہئے۔ حضرت کے زمانے میں تو یہی خالد بن ولید صدیق اسلاموں کو مفت ارتداد
 شیعہ سے مارتا والا۔ اور حضرت ہرگز انکے متعرض نہ ہوئے چنانچہ اہل سیر و تواریخ کے اجماع سے ثابت ہے۔ اسکا قصہ یہ ہے
 کہ حضرت خالد کو ایک لشکر پر امیر بنائے روانہ فرمایا تھا سو انہوں نے ایک قوم پر تاخت کی۔ وہ قوم اسلام لائی تھی
 لاکھ ہزار اسلام کو قواعد جمع طرح نہیں جانتے تھے۔ جب خالد کا لشکر انکے قتل میں مشغول ہوا۔ وہ قوم والوں نے اسلام
 ظاہر کرنے کے مقام میں کہنے لگا کہ صبا فاصبا نا۔ یعنی ہم بیدین ہو بیدین ہو۔ اسکی مراد یہ تھی کہ ہم اپنے
 دین قیوم سے توبہ کی اور دین اسلام میں آئے۔ خالد نے انکو قتل کا حکم فرمایا۔ اور عبداللہ بن عمر کہ خالد کے متبعوں تھے
 اپنے یاروں اور رفیقوں کو تاکید کیا کہ اس قوم سے جو لوگ باقی رہ گئے ہیں انکو موت مار دو بلکہ اسیر کرو۔ جب حضرت کے
 حضور میں بھیجے سب باجوا عرض کئے۔ حضرت یہہستے ہی غصہ ہو اور بیت افسوس کئے اور فرمائے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ
 اَبْنُ اَیْلِکَ حَاصِنَعِ خَالِد۔ اور خالد پر نہ قصاص جاری فرمائے اسے دیہ و لوٹے۔ کیونکہ خالد کی خاطر میں
 اس قوم کی ارتداد کا شبہ نہ تھا۔ پس ابوبکر صدیق بھی ایسے ہی بلکہ اس سے قوی تر شیعہ سے ایک شخص کے خون کی
 بابت میں خالد کے ساتھ نعر من فرمایا تو کہا بڑا کیا۔ حالانکہ انہوں نے مالک کی دیت بھی بیت المال سے دلوائی تھی
جواب اگر مالک بن نویرہ کے قصاص میں ابوبکر صدیق کا توقف کرنا انکی خلافت میں قاجح ہو۔ عثمان بن
 عفان کے قصاص میں جناب امیر کا توقف بطریق اولی قاجح ہوگا۔ کیونکہ حضرت عثمان کو قتل کرنا کجائی کی موجب نہ
 متحقق تھا نہ تو ہم۔ جب اہل سنت حضرت امیر کے توقف کو قاجح نہیں جانتے ہیں۔ حضرت ابوبکر کے توقف
 کو کسلنے قاجح جانشین کے پس ان پر الزام عاید نہیں ہوتا ہی **جواب** خالد سے مالک بن نویرہ کا
 قصاص لینا ابوبکر صدیق کے ذمے پر اسوقت واجب ہوتا کہ مالک کے وارثوں نے قصاص طلب کریں۔
 اسکے وارثوں سے تو قصاص طلبی ثابت نہیں ہوئی۔ بلکہ اسکا برا درمخ میں نویرہ جو مالک کے ساتھ بری محبت
 رکھتا تھا اور ایک مدت اسکے فراق میں بھرے مارتا اور کپڑے پھارتا اور مرثیے کہتا تھا عرب میں اسکے مرثیے
 مشہور اور ضرب المثل ہوتے سوسے بھی عمر فاروق کی خدمت میں اپنے بھائی کے ارتداد کا اقرار کیا۔ جب حضرت
 عمر نے یہ بات سنی صدیق اکبر کے زمانے میں خالد پر جو انکار کرتے تھے اس سے ناوم ہو۔ اور اقرار کیا کہ صدیق اکبر نے جو عمل
 کیا محض حق اور عین صواب تھا۔ اس بات کی دلیل صریح یہی ہے کہ عمر فاروق کو حد جاری کرنے اور قصاص لینے میں
 جو بری شدت تھی۔ اور اپنی خلافت میں برا اقتدار پایا باوجود اسکے ہرگز خالد کے متعرض نہ ہوئے نہ حد جاری کیا
 نہ قصاص لیا۔ **دوسرا طعن** ابوبکر صدیق کہتے تھے کَسَنَتْ رِجْلَیْکُمْ عَلَی فِئِکُمْ پیر
 اگر اس قول میں صادق ہیں تو امامت کے قابل نہیں۔ کیونکہ مفضل باوجود مفضل کے لائق امامت نہیں۔ اگر کاؤب
 میں تو بھی امامت کے قابل نہیں۔ کیونکہ کاؤب فاسق ہی وَالْفَاسِقُ لَا یُصَلِّیْ لِلَّہِ مَا مَرَّ **جواب**

امرنا ابو بکر فتننا الغارة۔ ال آخر الحدیث۔ اور معراج النبوة اور حبیب السیر میں مذکور ہے کہ غزوہ تبوک کے بعد ایک اورابی نے حضرت کی جناب فیض آب میں آنے کے عرض کیا کہ اعراب کی ایک قوم وادی الرمل میں جمع ہوئے شیخوں کا راؤ رکھتی ہے تب حضرت نے اپنا خاص جہت ابو بکر صدیق کو دیکھ کر وزیر لشکر بنا کے اس جماعت پر روانہ فرمایا۔ اور جب بنی عمرو اور ابن عوف بن بنی ثعلبہ واقع ہوئی نظر کے بعد حضرت کے حضور میں یہ خبر پہنچی سو انکی اصلاح کئے گئے اگلے محلے کی طرف تشریف فرما ہوئے۔ اور بلال کو حکم فرمایا کہ نماز عصر کا وقت پہنچے اور میں نہ آؤں تو ابو بکر صدیق کو کہہ دے کہ امام ہو کے نماز پڑھے۔ اس روز حکم کے موافق صدیق اکبر ہی نماز عصر کی امامت کیا۔ اور نوین سال جب حج فرما کر واپس لوٹے تو حضرت کا تشریف لیجا ناہنہو کتاب صدیق اکبر کو امیر حجاج بنا کے اپنے صحابہ کی ایک جماعت کثیر کے ساتھ مکہ معظمہ کی طرف روانہ فرمایا تا وہاں جب کہ حج قائم کرے۔ اور خلافت کو اس عادت کبریٰ کے قاعدوں سے اگلی دین اور حضرت نے اپنے مرض موت میں نماز کی امامت جو انکے تفویض کی تھی شبے کی دو شبے کی صبح تک جو انہوں نے نماز پڑھوائی اس قدر مشہور ہے کہ میان کی حاجت نہیں۔ اور تا مل کیا چاہئے کہ انہو دینیہ جو رئیس کے ساتھ علاقہ رکھیں یہی تین چیز ہیں۔ اول جہاد و دوسری حج تیسری نماز۔ ان تینوں چیز میں حضرت نے انکو اپنے حضور میں اپنی نیابت عنایت کی ہے۔ پھر دوسرا کونسا امر وہی باقی رہا کہ اسمیں ابو بکر صدیق کو امامت کی لیاقت نہیں تھی۔ دوسرا یہ کہ سکن حضرت نے ابو بکر صدیق کو کسی کام کے والی فرمایا۔ لاکن انکو تو اپنے وزیر مشیر چاہئے اور انکے بلا حضور دین کا کوئی کام سر انجام نہیں پاتا تھا۔ اور ہمیشہ بادشاہوں کی بھی یہی عادت رہی ہے کہ اپنے وزیروں اور امراء کو غلامی اور فوج داری پر نہیں بھیجتے ہیں۔ کیونکہ حضور کے عہدہ کام انکے رہنے سے اہتر ہو جاتے ہیں۔ اور یہ وجہ وجود حضرت نے ہی ارشاد فرمایا۔ کہ حاکم نے حضرت بن الیمان سے روایت کرتا ہے کہ میں حضرت سے سنا ہوں فرماتے تھے کہ میرا قصد یہی ہے کہ لوگوں کو دور دراز کے ملکوں پر دین اور فرائض کی تعلیم کے لئے روانہ کر دوں جیسے عیسیٰ علیہ السلام اپنے حواریوں کو روانہ کرتے تھے۔ حاضرین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ایسے لوگ حضور اعلیٰ میں موجود ہیں جیسے ابو بکر صدیق اور عمر فاروق۔ حضرت نے فرمایا کہ انہو کو غیر متعلق عنہما اھمما من الدین کا لسمع والبص یعنی دے دو نوں ازر و دین کے بجائے سمع و بصر کے ہیں اور انہو کے جھگڑا استغنائی نہیں۔ اور بھی حضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے چار وزیروں کی مقرر فرمائی۔ پہلے میں سے دو وزیر ہیں ایک ابو بکر نبی و دوسرا عمر اور اہل بیت سے دو وزیر ایک جبرئیل و دوسرا میکائیل۔ تیسرا یہ کہ کسی کام پر روانہ فرمائے سے امامت کی عدم لیاقت کا وجہ لازم نہیں آتا ہے۔ اگر شیعہ کے اس دعوے کو تسلیم کریں تو یہ بات لازم آتی ہے کہ حضرت حسین میں بھی امامت کی لیاقت نہیں تھی معاذ اللہ من ذلک۔ کیونکہ حضرت امیر نے ان پر دو امام علیہما کو کسی جنگ میں اور کسی مہم پر نہیں بھیجتے تھے۔ بلکہ ان کے برادر علاقہ محمد بن الحنفیہ کو اکثر ہمت پر مامور فرماتے۔ یہاں تک کہ لوگوں نے ان سے سوال کیا کہ آپ کے پدر بزرگوار جنگوں میں اور خطرناک جگہوں

میں آپ کو ہی مردانہ فرماتے ہیں اور حسین کو آپ سے جدا نہیں کرتے ہیں اسکا کیا سبب ہے۔ اس نام نہاد باالہذا نے فرمایا کہ میرے والد ماجد کے اولاد میں حسین کے میں انسان کے بدن میں وہ انگڑی کی جاکر میں اور دوسرے ہاتھ اور پیر کی جاکر جب کام ہاتھ اور پادوں سے سر انجام پادو انگڑی کو کس لئے بیچ دیں۔ بلکہ انسان کی جلی عادت ہی ککارت کے وقت ہاتھ کو اپنی انگڑی کی ذمہ داری بناتا ہے۔ چوتھا طعن۔ ابوبکر صدیق نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سے جناب فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو حصہ نہ دیا۔ تب بی بی نے فرمایا کہ اسی پیغمبر اور خاتونِ اہل بیت سے میراث لینا اور میں نے باپ سے زیادہ کونسا انصاف ہے۔ اور بی بی کے مقابلے میں ایک ہی شخص کی روایت سے حجت لانی اور وہ شخص احد آپ ہی تھے سو اس طرح روایت کی کہ میں نے حضرت سے سنائی کہ فرماتے کہ ہم لوگ جو فرقہ انبیاء میں نہ کسی سے میراث لیتے ہیں اور نہ کوئی ہم سے میراث لیتا ہے یہ حدیث صاف نص قرآنی کی مخالف ہے وہ نص یہ بھی یٰٰصَیْحُمُ وَاللّٰہُ فِیْ اَوَّلٰہِمْ لَکُمْ لِرِشْلِ حَظِّ الْاَنْثٰیہِیْنَ اور یہ سنیں ام بی بی اور حضرت کو شامل ہے۔ اور وہ حدیث اس دوسری حدیث کی بھی مخالف ہے وَرِثَ سُلَیْمٰنُ دَاوُدَ وَهَبَ لَیْ مِنْ لَدُنْکَ وَلَیًّا۔ یٰٰرَبِّیْ وَرِثَ مِنْ اِلٰی یَعْقُوْبَ۔ پس معلوم ہوا کہ انبیاء وارث بھی ہوتے اور ان کے وارث ان سے میراث بھی لیتے ہیں۔ جواب اس طعن کا یہ ہے کہ ابوبکر صدیق نے جناب فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو میراث نہ دیا محض اس نص کے سننے کا سبب ہے۔ نہ کچھ بغض و عداوت کا اور جب اس دلیل سے کہ میراث چھیننے کی تقدیر میں ازواجِ مطہرات کو بھی حضرت کے ترکے سے حصہ چھیننا تھا۔ اور میراث اگر کسی کو دینا چاہیے تو میراث میراث ہے نہیں۔ بلکہ ابوبکر صدیق کو فاطمہ زہرا کے ساتھ عداوت تھی تو ازواجِ مطہرات اور ان کے پیروں اور برادرین خصوصاً اپنی دختر کے ساتھ کیا عداوت تھی کہ سب کو محروم الی ارث کر دیا۔ اور حضرت کے ترکے کے نصف کے قریب آپ کے حق بزرگوار عباس رضی اللہ عنہ کو پہنچا تھا۔ اور عباس ہمیشہ صدیق اکبر کے ابتدا سے خلافت کے لئے رفیق اور شیر تھے ان کو کس لئے محروم الی ارث کرتے۔ اور وہ جو کہتے ہیں کہ انھوں نے اپنی ہی ایک روایت سے جناب خاتون کو جو ارث لیا ہے۔ یہ کہہ کر یہ حدیث اہل سنت کی کتابوں میں حدیث بن الیمان اور نہ بن العوام حدیث ابوہریرہ و عباس و علی مرتضیٰ و عثمان و عبدالرحمن بن عوف و سعد بن ابی وقاص کی صحیح روایت ثابت ہے۔ اور یہ سب اچلے صحابہ سے ہیں۔ اور ان سے بعض جنت سے بھی بشر ہیں۔ اور حدیث کے باب میں تو طاعن اللہ شہدی نے اظہار الحق میں حضرت کی یہ حدیث لائی ہے۔ کہ مَا جَدَّ تَکْمُ یُہِجُّکَ یَفْعَلُ قَصْدٌ اور نے علی مرتضیٰ بھی ہیں کہ شیعوں کے اجماع سے معصوم اور اہل سنت کے اجماع صادق ہیں۔ گو کہ عارضہ ہے اور صدیق اکبر و عمر فاروق کی روایت کو اس مقام میں اعتبار نہ کریں۔ اَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ

عَنْ مَالِكِ بْنِ اَوْسٍ ابْنِ الْحُدَّانِ الْبَصْرِيِّ اَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ قَالَ بِمَحْضٍ
 مِنَ الصَّحَابَةِ فِيهِمْ عَلِيٌّ وَالْعَبَّاسُ وَعُمَانُ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ وَالزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ
 وَسَعْدُ بْنُ ابْنِي وَقَاصٍ اَشَدُّكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِي يَاذَنُ نَقُومَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ
 اَتَعْلَمُونَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُورِثُ مَا تَرَكَكُمْ هَدَفَةً
 قَالُوا اللّٰهُمَّ نَعْمَ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلٰى عَلِيٍّ وَالْعَبَّاسِ فَقَالَ اَشَدُّكُمْ كَمَا بِاللّٰهِ هَلْ
 تَعْلَمَانِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ ذَلِكَ قَالَا اللّٰهُمَّ
 نَعْمَ۔ پس معلوم ہوا کہ یہ حدیث بھی قطعیت میں آیت کے برابر ہی۔ کیونکہ یہ جماعت جنکے نام مذکور ہوئے
 انیسے ایک راوی کی خبر بھی یقین کا افادہ دیتی ہے۔ کہا پوچھئے کہ جب یہ جماعت کثیر علی الخصوص علی مرتضیٰ کہ شیعہ
 کے پاس معصوم ہیں۔ اور معصوم کی روایت یقین کا افادہ دینے میں ایسے نزدیک قرآن کے برابر ہی۔ روایت
 کرے ان سب روایتوں کے قطع نظر شیعہ کی صحیح کتابوں میں نام معصوم بھی موجود ہی کہ رَوٰی مُحَمَّدُ بْنُ
 يَعْقُوْبُ الرَّازِيُّ فِي الْكَافِي عَنْ أَبِي الْخَثَرِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ
 الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ اَنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةَ الْاَنْبِيَاءِ وَذَلِكَ اَنَّ الْاَنْبِيَاءَ
 لَمْ يُورَثُوْا۔ وَفِي سَخْنَمٍ لَمْ يَرْتُوْا ذَرْهًا وَكَذٰلِكَ اَوْ اَمَّا اَوْرَثُوْا الْاَحَادِيثَ مِنْ
 اَحَادِيثِهِمْ فَمِنْ اَخَذَ بِشَيْءٍ مِنْهَا فَقَدْ اَخَذَ بِحِطِّ وَافِرٍ۔ اور کلمہ ائمہ شیعہ کے
 اعتراف سے قطعاً مفید حصہ ہی۔ چنانچہ آیت اِمَّا وَلِيُّكُمْ اللّٰهُ میں گذرا۔ پس معلوم ہوا کہ انبیاء علم و
 احادیث کے ہوا کیسے کسی چیز میں میراث نہیں دے ہیں قَبْلَتْ الْمَدْعٰی بِرِوَايَةِ الْمُعْصُومِ۔ اور
 یہ بھی جانا چاہئے کہ پیغمبر کی خبر جسے بلا واسطہ اس جناب سے نہ ہو بلاشبہ اس کے حق میں علم یقینی کا افادہ دیتی ہے
 اور اپنی سماعت پر عمل واجب ہی۔ خواہ دوسرے سے سنے یا نہ سنے۔ اور اجماع اہلین میں سنی و شیعہ کے ثابت
 ہی کہ خبر متواتر و غیر متواتر کی تقسیم ان لوگوں کے نسبت ہی جو پیغمبر کو نہ دیکھے بلکہ دوسروں کی وساطت سے ہوں۔ ہر ان
 لوگوں کے حق میں جو رسول کا مشاہدہ کئے۔ اور بلا واسطہ اس سے ایک خبر سنے۔ کہ یہ خبر اس کے حق میں تواتر بلکہ متواتر
 سے زیادہ کا حکم رکھتی ہے۔ جب ابوبکر صدیق نے یہ خبر خود سماعت کی تھی دوسرے سے نفی تشریح کرنے کی حاجت نہ تھی
 اور وہ جو کہتے ہیں کہ یہ خبر آیت کی مخالف ہی یہ بھی غلط ہی کیونکہ اس آیت میں کم کا خطاب امت کی طرف ہی
 پیغمبر کی جانب۔ پس یہ حدیث آیت کے تعین خطاب کی مبین ہی نہ اس کی تخصیص۔ اور اگر تخصیص بھی ہو پس آیت کی
 تخصیص لازم آوے گی مخالفت کہاں۔ اور یہ آیت تو بہت تخصیص پائی ہی۔ مثلاً کافر کی اولاد و وارث نہیں اور غلام
 وارث نہیں اور قاتل وارث نہیں ہی۔ اور شیعہ بھی وایت کرتے ہیں کہ خود ائمہ اپنے باپ کے بعض وارثوں کو

بعض ترکے سے منع فرمائے۔ اور وہ میراث آپ ہی ملے جن جیسے اپنے پدر کی شہید اور یوسف اور گھنٹری اور پوٹنگ۔ اس
 سدا کے راوی خود آپ ہی ہیں۔ اور اہل سنت کے پاس بھی عصمت ثابت نہیں ہے۔ اور وہ حدیث حضرت امیر سے لگے
 سب اثر اہل بیت کے پاس صحیح اور ثابت ہے اسکی دلیل یہ ہے کہ جب حضرت کا ترکہ لائے ماثہ آیا عباس کو اور امی اور لاد کو
 خارج کئے اور اذن و بطلان کو بھی حصہ نہیں ملے پس اگر بیٹہ کے ترکے میں میراث جاری ہوتی ہے الیر جہ شہید کے پاس
 معصوم اور اہل سنت کے پاس محفوظ بن کس طرح میراث حق ٹکنی رواری کھتے۔ کہ کوئی اہل سیر تو بیچ اور ملک حدیث کے اتباع
 ثابت ہے کہ حضرت کا ترکہ کو خیر اور فدک وغیرہ سے حضرت کے دامان میں حضرت علی و عباس کے ماثہ آیا حضرت علی
 حضرت عباس پر ظلم کیا اور حضرت علی کے بعد حضرت امام حسن کے ماثہ آیا اور اسکے بعد حضرت امام حسین کے تصرف میں آیا
 میراث بن محمد بن حسن بن حسن کی ملک میں آیا یہ ہر دو حضرات اس میں تداخل کرتے تھے۔ اگلے بعد زید بن حسن بن
 علی جو حسن بن حسن کے برادر تھے تصرف ہو کر رضی اللہ عنہم اجمعین۔ اسکے بعد جب مروان کی حکومت میں اسکے ماثہ
 آیا جو شجاع مر وائیک ہی تصرف میں آیا۔ جب حکومت مروان عبدالعزیز کی فوت ہوئی انہوں نے جب کمال عدالت
 متعصب تھے اسکو اولاد فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی طرف روکیا۔ پس اہل بیت کے ائمہ معصومین کے علی سے
 معلوم ہوا کہ حضرت کے ترکے میں میراث جاری نہیں ہے۔ اور بات موارث حدیث مذکور سے تفصیل پائی ہو
 اب ہم جمع کرتے ہیں اس بات کی طرف جو کہے کہ ایت و وصیت سلمیمان داؤد انبیاء وارت ہو
 اور انبیاء سے بھی میراث لینے پر دلالت کرتی ہے اس حدیث قطعی کی مخالفت ہے جو معصومین کی روایت سے
 ثابت ہوئی۔ اب ہم نے اس مسئلہ کا حل کرنے میں بھی قول معصوم کی طرف رجوع لایا۔ اور شہید کے بھی کتب
 میں یہ روایت ملی کہ **روى الكليني عن ابی عبد الله ان سلمیمان وصیت داؤد**
وان تھلا ورت سلمیمان۔ پس معلوم ہوا کہ میراث علم و نبوت اور کمال انسانی کی نبی نہ ال
 مرزومے کی۔ اور عقل و فہم و نبی قول معصوم مطابق اسی وراثت پر دلالت کیا۔ کہ کوئی جماع اہل تابع سے حضرت
 کے آپس و زنت تھے سب کے سب وراثت ہر تھے۔ حالانکہ حق تعالیٰ حضرت سلیمان کے اختصار اور امتیاز
 کے مقام میں دیا **واؤس منشا**۔ انکو حضرت داؤد کے ساتھ جو اختصار تھا دوسرے برادر وں کو کس میں
 شرکت نہیں تھی۔ وہ خصوصیت ہی علم و نبوت کی وراثت ہی کی کہ دوسرے برادر وں کو یہ چیزیں حاصل نہیں ہیں
 اور پڑھائی کہ میراث اپنے پدر کی میراث لیتا ہے۔ اور باپ کا وارث ہو نامی۔ پس اس سے خبر دینی لغو محسوس ہوگا
 کلام الہی میں تو ہرگز لغو نہیں۔ اور جس چیز میں سب عالم شریک ہیں اس چیز میں سلیمان کی شرکت بیان کرنی
 کہا بزرگی کا موجب ہے کہ اللہ تعالیٰ انکے فضائل و مناقب میں میراث علم و نبوت کا ذکر فرمادے۔ اور کلام آیت
 میراث اس بات پر تعلق ہے کہ وراثت سے مراد وراثت علی نبی حیان ارث دہوا۔ قال یا ایھا الناس علمنا

میں بطریق الطبیعی الی آخر۔ اگر کس کو لفظ وراثت علم میں مجازی ہی۔ اور مال میں حقیقی۔ پس لفظ کو بلا ضرورت مجازی ہی میں
 لکھنے پیرایا ہے۔ تو ہم کہتے ہیں کہ قول مصوم کی حفاظت کی ضرورت ہی تاکہ مذہب لازم نہ آوے۔ اور وراثت مال
 میں حقیقی ہی سو بات بھی ہم مسلم نہیں رکھتے ہیں بلکہ فقہا کی عرف میں غلبہ استعمال سے تخصیص بانی ہی جیسے فتوالت
 عرفیہ اور حقیقت میں علم و منصب کی وراثت پر اسکا اطلاق صحیح ہی۔ سنا کہ وہ مجازی ہی لاکن مجاز متعارف اور مشہور
 ہی۔ خصوصاً استعمال قرآنی میں اس حد کو پہنچا ہی کہ حقیقت کے ساتھ ہلوا رہتا ہی۔ **ثُمَّ أَفْرَضْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ**
أَصْطَقْنَاهُ مِنْ عِبَادِهِ مَخْلُفٍ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَرِثَةُ الْكِتَابِ۔ لاکن دوسری آیت
 یعنی **يَرْثُ وَيَرْثُ مِنْ آلٍ يَعْقُوبُ** پس اس جگہ ہدایت عقلی سے قطعاً وراثت سے منصب
 ہی کیونکہ اگر لفظ آل یعقوب سے مجاز کی راہ کرے حضرت یعقوب کی نفس ذات مراد ہو تو لازم آتا ہی کہ حضرت
 یعقوب کا مال ان کے زمانے سے حضرت ذکریا کے زمانے تک کہ دو ہزار سال سے زیادہ گزرے تھے تقسیم نہ پا سکے
 بانی تھا۔ حضرت ذکریا کی وفات کے بعد اسکی تقسیم ہو کے حضرت یحییٰ کا حصہ بھی کو پہنچا و **هُوَ سَفْسَطُ**
 کیونکہ اگر حضرت ذکریا کی وفات کے آگے تقسیم پایا ہو وہ مال حضرت ذکریا کا ہو گا اور یحییٰ ثبوتی میں داخل۔ اور
 آل یعقوب سے مراد اولاد یعقوب ہوں تو لازم آتا ہی کہ حضرت یحییٰ تمام بنی اسرائیل کے وارث ہیں کہا موسیٰ
 کہا زیدے اور یہ سفسط تو پہلے سے اشد و افحش ہی۔ پس بہت اس مقام میں لانی اس فرقے کے علما کی
 کمال خوش فہمی ہی اور بھی حضرت ذکریا و لفظ فرمائے **وَلْيَا وَيَرْثُ**۔ جناب الہی سے ایک ولی ایسا چاہا
 کہ صفت وراثت سے موصوف رہے۔ پس اگر خاص وراثت علمی مراد ہو تو یہ صفت محض لغو ہو گی۔ اور اسکے ذکر
 ذکر میں کچھ فائدہ نہیں کیونکہ نسب شرایع میں باپ کا وارث بیٹا ہی۔ اور لفظ ولی سے مال کی وراثت معلوم ہوتی
 ہی۔ اور نبیائے سم عالیہ و نفوس قدسیہ تو اس عالم بے ثبات کے تعلقات سے بری ہیں سو جناب الہی کے
 دوسرے تعلق نہیں رکھتے ہیں۔ اور تمام متاع دنیوی کو ایک بخو کے برابر شمار نہیں کرتے ہیں خصوصاً حضرت ذکریا
 علیہ السلام جو کمال بے تعلقی کے ساتھ مشہور و معروف ہیں۔ ایسے پیغمبر گرامی قدر مال و متاع کی وراثت سے جو انکی
 نظر میں ادنیٰ قدر نہیں رکھتی تھی اندیشہ کرنا محالات عادیہ ہی۔ اور اس واسطے کمال اندوہ و ملال بارگاہ ایزد تعالیٰ
 میں ظاہر کرنا حراحت ولی کی کمال محبت اور تعلق کو چاہتی ہی۔ اور حضرت ذکریا اگر سب سے ورے ہوتے کہ میراث
 میرے چچیرے بھائیوں کو پہنچ گیا اور وہ امور مومنوں میں خرچ کرینگے۔ اول تو یہ مقام ورے کا نہیں تھا۔ کیونکہ جب حصہ مال فوت
 ہو گا اور وہ مال وراثت کی راہ کرتے دوسرے کی ملک میں آوے خواہ بجا خرچ کرے یا بجا اسکا باز پرس کیسے دے
 پر ہی مونی پر کچھ مواخذہ اور عتاب نہیں۔ مع ہذا یہ خوف بارگاہ الہی میں ظاہر کرنے کی کہا ضرورت تھی۔ اسکا
 دفع خود اپنی کے ہاتھ تھا کہ تمام مال اپنے وفات کے آگے شد خیرات کر دینا اور بد رشتوں کو محروم چھوڑ دینا

مکن تھا۔ انہی کو تو اپنی موت آگاہ کرتے ہیں اور موت و حیات میں ان کا اختیار دیتے ہیں پس ان کو مرگ منافات کا بھی خوف نہیں تھا۔ اسی مصلحت سے عیسیٰ بن ماری سے نصیب کی وراثت مراد تھی کہ کہیں ان شرارتوں پر اسرائیل میرے بعد فکر کر کے حکام الہی و شریعہ ربانی کی تعریف و تبدیل کریں۔ اور میرے علم کے محافظ اور عامل ہوں کہ فساد عظیم کے موجب نہ ہوں۔ پس ان کا قصد طلب وکد احکام الہی کا جاری کرنا۔ اور شریعت کا رواج دینا اور اپنے خاندان میں عزت کا باقی رہنا ہی۔ تاہم اگر دنیاوی اور دلت وراثت کے بعد ان کے بقا کا موجب ہو نہ بخل مال کا سبب۔ اور بعضے غلام اس جگہ بخت کرتے ہیں کہ پیغمبر سے کسی میراث نہ پہنچی تو ازواج مطہرات کے حرم سے کئے انکی میراث میں دئے جو آپ اس بحث کی غلطی پر ظاہر نہیں کر سکتے اور ازواج مطہرات کے حرم سے انکی ملکیت کے سبب کئے انکی طرف نہیں تھے نہ میراث کی حیثیت۔ بدستہ حضرت زہرا کا حرم۔ کہ حضرت نے ہر ایک جزو ایک ایک بی بی کے نام سے بنائے کہ ان کے حوالے فرمائے تھے پس پیغمبر مع الغنیمت تھیں ہا اور وہ ملکیت کا موجب تھی۔ بلکہ حضرت زہرا اور حضرت ام سلمہ کے واسطے بھی یہی طرح مکانات بنا کے انکے تحویل فرمائے تھے اور ان مکانات کے مالک ہوں کہ حضرت کے حضور میں انکے عرفیہ کا ذکر کرتے تھے۔ اور اس سے پر دلیل یہ بھی کہ شیعہ اور سنی کے اجماع ثابت ہے کہ زوجہ حضرت امام حسن علیہ السلام کی رحلت نزدیک پہنچی۔ آپ نے ام المومنین عائشہ صدیقہ سے رخصت طلب کی کہ میرے وفات کے لئے میرے بعد امجد کے ہمسایہ میں جگہ دیجئے۔ اگر ام المومنین کا حرم انکی ملک میں ہوتا تو اننے اذن طلب کرنا چاہے نہیں بلکہ انھی۔ ازواج مطہرات جو اپنے مکانات کے مالک تھیں انکی ملکیت قرآن مجید سے بھی معلوم ہوتی ہے۔ کہ گھروں کی امانت ازواج مطہرات کی طرف کر کے ارث اور ہاک و خشت فَیْ فِیْ مَوْتِکُمْ۔ و لا مقام رہتا کہ ایسا فراوان فَیْ فِیْ مَوْتِکُمْ۔ اور بعضے علماء شیعہ کہتے ہیں کہ ایسا جو تو مشر اور زہرا اور ولید اور لیس ہی چیزیں رکھتے تھے جناب امیر کو پیشین۔ ہم کہتے ہیں کہ یہی دینا دلیل مرجع اس ثابت پر ہے کہ حضرت کے نزدیک میں میراث نہیں تھی۔ کہ اگر حضرت امیر کو آپ کی میراث نہیں پہنچی تھی اگر انکی میراث پہنچی تھی حضرت ہا اور ازواج طاہرات اور حضرت عباس بھی وراثت ہوتے پس یہ چیزیں جو حضرت امیر کو عنایت ہوئی انکا بابت یہ ہے کہ حضرت کا مال آپ کی وفات کے بعد بے مسلمانوں پر وقف کا حکم دیکھنا ہی۔ غلطیہ وقت جسکو چاہیگا ایک چیز کے ساتھ مخصوص کر لیا۔ حضرت امیر کو ان چیزوں کے لائق بلکہ الیقینہ کے علیحدہ اول نے خاص کیا۔ اور حضرت کے نزدیک سے بعض ہمسایہ زین العوام کو بھی جو حضرت کے چھٹی کے فرزند تھے دیں۔ اور محمد بن مسلمہ انصاری کو بھی بعض چیزیں عنایت کیں پس یہ تفسیر میراث ہونے پر دلیل مرجع تھی۔ اور اسکو معروض شیعہ میں نااہل سنت کے واسطے دوسری دلیل زیادہ کرنی ہے۔ عَدُوٌّ و سبب خیر گزشتہ اہل خیر یا بدوکان شیعہ کہ سنگ است اس جگہ اور ایک فائدہ عظیم یہ بھی کہ شیعہ پہلے یہ طعن کئے کہ صدیقی اگر نے میراث کیا۔ جب امیر معمر بن کے محل سے

اور ان حضرات کی روایات آنحضرت کی عدم توریت ثابت ہوئی اس کے عکس انتقال کر کے دوسرے دعویٰ تراشے وہ یہی
پانچواں طعن - ابوبکر صدیق نے جناب فاطمہ زہرا کو باغ فدک نہ دیا۔ حالانکہ حضرت نے بی بی کے لئے عہد
 کیا تھا۔ اور بی بی کا دعویٰ اسمعیلؑ اور سپر گواہی طلب کی۔ جب بی بی نے حضرت علیؑ اور ام المومنین کو شاہد لایا۔ انکی
 گواہی رد کی کہ ایک مرد اور ایک عورت کی شہادت کفایت نہیں کرتی ہے۔ بلکہ دوسری ایک عورت بھی چاہئے تب
 حضرت فاطمہ نے غصہ ہوین اور ابوبکر صدیق سے ترک کلام کیا حالانکہ حضرت نے جناب فاطمہ کے حق میں ارشاد فرمایا
 مَنِ اعْتَصَبَهَا اعْتَصَبَنِي۔ **جواب** اس طعن کا یہ ہے کہ حضرت زہرا پر کچھ دعویٰ کرنا۔ اور حضرت علیؑ اور ام المومنین یا
 حسینؑ کے عین علی اختلاف روایات گواہی دینی اصلاً اہل سنت کے کتب میں موجود نہیں۔ محض شیعہ کے مفتریات
 سے ہے۔ ایسی بات اہل سنت کو لازم دینے کے مقام میں لانا اور اسکا جواب طلب کرنا کمال سفاہت ہی۔ بلکہ اہل سنت
 کی کتابوں میں اس کے برخلاف موجود وہی چنانچہ مشکوٰۃ میں ابو داؤد نے بغیر سے روایت کی ہے کہ جب عمر بن عبد العزیز
 خلیفہ ہوا ہومروان کو جمع کر کے کہا اَنْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ لَكَ فِدَاكَ وَ
 كَانَ يَفْقُ مِنْهَا وَيَعُوذُ مِنْهَا عَلَى صَبْغِ بْنِ هَاشِمٍ وَيَرْجُحُ مِنْهَا امْتِئْتُمْ وَإِنْ فَاطِمَةُ
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا سَأَلَتْ أَنْ يَجْعَلَهَا لَهَا فَا بِي فَكَانَتْ كَذَلِكَ فِي حَيَاتِ رَسُولِ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى مَضَى بِسَبِيلِهِ فَلَمَّا انْ وَلَّى أَبُو بَكْرٍ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَيَاتِهِ حَتَّى مَضَى بِسَبِيلِهِ فَلَمَّا انْ وَلَّى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ
 عَلَى فِيهَا بَاعَ أَعْلَاهُ حَتَّى مَضَى بِسَبِيلِهِ ثُمَّ اقْطَعَهَا مَرُوانُ ثُمَّ صَارَتْ لِعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ
 فَرَأَيْتُمْ أَمْرًا مَنَعَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةُ تَلِيسَ لِي بِحَقِّ وَا بِي أَشْهَدُ
 اِنِّي رَدَدْتُهَا عَلَى مَا كَانَتْ يَعْنِي عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ
 اِبْنِ بَكْرٍ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَابْنُ مَرْثَدٍ وَابْنُ زَيْدٍ وَابْنُ جَعْفَرٍ وَابْنُ سُلَيْمٍ وَابْنُ هَاشِمٍ وَابْنُ
 جَوْشَمِ كَيْسٍ وَابْنُ مَرْثَدٍ وَابْنُ زَيْدٍ وَابْنُ جَعْفَرٍ وَابْنُ سُلَيْمٍ وَابْنُ هَاشِمٍ وَابْنُ جَوْشَمِ كَيْسٍ
 شَيْعَةٍ كَيْسٍ وَابْنُ مَرْثَدٍ وَابْنُ زَيْدٍ وَابْنُ جَعْفَرٍ وَابْنُ سُلَيْمٍ وَابْنُ هَاشِمٍ وَابْنُ جَوْشَمِ كَيْسٍ
 کی نہیں ہوتی ہی جب تک کہ اسکے قبضہ و تصرف میں نہ آجا ویسے۔ فدک تو حضرت کے حین حیات حضرت زہرا
 رضی اللہ عنہا کے تصرف میں نہیں آیا تھا۔ بلکہ حضرت کے ہی ہاتھ تھا۔ اس میں تصرف مالک کا نہ کرتے تھے۔ اور ابوبکر
 صدیق نے ہبہ کے دعویٰ میں جناب فاطمہ زہرا کی تکذیب نہ کی۔ بلکہ تصدیق کی۔ لاکن فقہی مسئلہ بیان کیا کہ حجر ہبہ مالک
 کا موجب نہیں ہوتا ہی۔ جب تک کہ قبضہ متحقق نہ ہو وے۔ اور اس صورت میں ہرگز گواہ طلب کر نکی حاجت نہیں
 تھی۔ اگر بالفرض حضرت علیؑ و ام المومنین محض خبر دینے کے طور پر ظاہر کئے ہوں۔ اسکو رو شہادت کہنا عجب چیز ہے۔

ان ابوبکر صدیق نے اس جگہ ایک مرد اور ایک عورت کی گواہی پر حکم نہیں کیا۔ نہ ان کے شہادت کی۔ نہ ان کے شہادت کے بغیر۔
 کہ شاہد جو عورت کی ہمت باندھیں۔ اور دروغ گو سمجھیں۔ شاہد کی تصدیق کرنی اور بات نہی۔ اور اسکی شہادت کے بغیر
 حکم کرنا۔ اور جسے ان ہر دو میں فرق نہ کرے اور حکم کرنے کو شاہد یا مدعی کی تکیب سمجھے۔ علیہ کے نزدیک قابل اٹھاؤ
 نہیں ہوتا ہی۔ اور جب مسئلہ شرعی قرآن سے منسوب کیا ہو کہ جب تک ایک مرد اور دو عورت گواہی نہیں دینے
 کرنا نہیں پہنچتا ہی۔ اس عورت میں صدیق اگر حکم کرنا حکم شرع کے مجبور ہے۔ اس سبب ہی۔ اور وہ جو کہتے ہیں کہ
 حضرت نے فرمایا کہ من اعصبتھا اعصبتی اس حدیث سے الزام دینا لغت عرب کے کمال و ادنیٰ کا سبب
 کہ اگر غضاب وہ ہی کہ ایک شخص اپنے قول و فعل سے کسی غضب میں دیکھا قصد کرے۔ نظر پڑی کہ ابوبکر صدیق نے غصہ
 فاطمہ زہرا کی ایک کا قصد کیا۔ بلکہ بار بار عدل کے مقام میں کہتے تھے کہ واللہ یا استغفر اللہ ان قرآن
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم احب الی ان اصل من قرآنہ۔ اس وقت وہ غصہ میں تھے۔ اس وقت وہ غصہ میں تھے۔
 اکی طرف سے تھے۔ اور اس طرح وعید میں داخل ہو دینگے۔ ان حضرت زہرا کا حکم بشریت سے غضب میں آئی ہوں
 لاکن جب وعید لفظ غضاب سے آئی ہی نہ لفظ غضب۔ اس صورت میں ابوبکر صدیق وعید میں داخل نہیں ہوتے
 میں اگر وعید اس لفظ سے آئی ہو تو کہ من غضبت علیہ غضبت علیہ۔ البتہ ابوبکر صدیق داخل
 وعید ہوتے۔ اور حضرت امیر حضرت زہرا کا غضب ان کا حق تعالیٰ میں واقع ہوا ہی۔ از انجملہ جب حضرت امیر نے اہل
 کی جنت کی خواہش گاری کی۔ حضرت زہرا نے گلین جو کے حضرت کی جناب میں اٹکے ظاہر کیا۔ حضرت نے ہی تقریب
 سے برسر منبر پر ظہر کیا کہ ان فاطمہ تضع عینی تو ذنبی ما اذا اھاوت منی ما اھاوت منی ما اھاوت منی
 اعصبتا اعصبتی۔ اور انجملہ کہ حضرت امیر نے حضرت زہرا سے جو چیز پر کہہ کر کے غضب لیا کہ عید
 میں بے فرش میں پرستار تھی جسے جب حضرات کو سہات پر اطلاع ہوئی۔ حضرت زہرا کے پاس آئے وہ بجا
 این ابن عتکابی بنی نے عرض کی کہ غاصب بنی فخریہ و کلمہ عقل عند من یہ ہر دو روایت صحیح اور
 علیہ ہیں۔ اور یہ بھی روشن برہمیت سے ہی کہ حضرت موسیٰ علی سنا و ملای العلوہ والسلام حکم بشریت سے حضرت
 مارون رجز اور کلان و ما اللہ تعالیٰ کیجیے ہی مغرب تھے۔ بیان تک غضب کیا کہ انکی ریت مبارک پر کہ کھینچا اور پھین
 ہی کہ حضرت مارون حضرت موسیٰ کے غضب کا قصد کیا تاکہ کو کلمہ ہی کا غضاب کفر ہی لاکن حضرت موسیٰ کے غضب
 تو کچھ شہ نہیں پس اگر یہ معاملہ غضاب کا ہوتا۔ بالفرض حضرت مارون اس وقت کفر سے تصف ہو چکے لیکن فاطمہ
 نعوذ باللہ نہا۔ یہ مسراجوا اب تلک کہ حضرت زہرا نے میراث نہ دینے یا ہند کا دوا نہ سننے سے غضب ہوئی
 اور ابوبکر صدیق سے ترک کلام کیا۔ لاکن شیعہ اکثری کی صحیح و اوچھ ثابت ہی کہ یہ بات ابوبکر صدیق پر نہایت
 شاق ہوئی جناب ہر کے دروازے پر حاضر ہو امیر المؤمنین رضی علی کو اپنے شفیع قہرا یا۔ تا حضرت زہرا اپنی حضرت

قبول کر کے آپؐ خوشنود ہو دیں۔ چنانچہ اہل سنت کی روایتیں مدارج النبوة اور بیہقی کی کتاب الوفا اور مشکوٰۃ کے شروع میں موجود ہیں بلکہ شیخ عبدالحی نے شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ ابو بکر صدیقؓ نے اس قضیہ کے بعد حضرت فاطمہؓ ہر کے مکان پر آیا اور آٹا کا گری میں گھر کے دروازے پر گھر سے رکھے عذر خواہی کی۔ حضرت زہراؓ نے ان سے راضی ہوئیں۔ اور ریاض النضر میں بھی یہ قصہ مفصل مذکور ہے اور فصل الخطاب میں بیہقی کی روایت سے بھی یہ قصہ مروی ہے۔ اور ابن السمانؒ نے کتاب الموافقت میں اونامی سے روایت کی کہ ابو بکر صدیقؓ جناب فاطمہؓ زہراؓ کے دروازے پر آئے سخت دہوپ میں گھر سے رہے اور کہا کہ میں یہاں سے نہیں جاؤں گا۔ جب تک بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے راضی نہ ہوں۔ پس حضرت علیؓ ان پر گز سے اور جناب زہراؓ کو سو گندوی کہ ان سے راضی ہو دیں تب بی بی نے ابو بکر صدیقؓ سے خوشنود ہوئیں اور شیعہ سے بھی مدبر تو اسباب میں بعینہ اہل سنت کے موافق روایت کئے ہیں اور امامیہ سے صاحب مجمع السالکین اور ان کے دوسرے علماء روایت کرتے ہیں کہ اِنَّ اَبَا بَكْرٍ لَّمَّا رَأَى اَنَّ فَاطِمَةَ اَنْقَبَصَتْ عَنْهُ وَهَجَرَ عَنْهُ وَلَمْ يَتَّكُمْ بَعْدَ ذَلِكَ فِي اَمْرِ فَدَكَ كَبُرَ ذَلِكَ عِنْدَهُ فَارَادَ اِسْتِزْضَاَهَا فَاتَاَهَا فَقَالَ لَهَا صَدَقْتَ يَا ابْنَةَ رَسُولِ اللّٰهِ فِيمَا اَدْعَيْتَ وَلَكِنِّي رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْسِمُهَا فَيُعْطِي الْفَقْرَ وَالْمَسَاكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيلِ بَعْدَ اَنْ يُؤْتِيَ مِنْهَا قَوْلُكُمْ وَالصَّائِفِيْنَ بِهَا۔ فَقَالَتْ اَفْعَلْ فِيْهَا كَمَا كَانَ ابْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ فِيْهَا فَقَالَ وَلَكَ اللّٰهُ عَلٰى اَنْ اَفْعَلَ فِيْهَا مَا كَانَ يَفْعَلُ اَبُوْكَ فَقَالَتْ وَاللّٰهِ لَتَفْعَلَنَّ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَا فَعَلَنَّ ذَلِكَ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اَشْهَدْ فَرَضَيْتُ بِذَلِكَ وَاَخَذْتُ الْعَهْدَ عَلَيْهِ وَكَانَ اَبُو بَكْرٍ يُعْطِيْهِمْ مِنْهَا قَوْلُهُمْ وَيُقَسِّمُ الْبَاقِي فَيُعْطِي الْفَقْرَ وَالْمَسَاكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيلِ۔ یہ عبارت صحیح السالکین اور امامیہ کے دوسری کتب معتبرین مروی ہے اس عبارت سے صراحتاً مستفاد ہوا کہ ابو بکر صدیقؓ نے جناب ہر کے دعو کی تصدیق کی۔ لکن بی بی اس کے قابض نہ ہونا اور تاحین جیسا حضرت ہی متصرف رہنا مانع نہ ہو سکتا تھا۔ جیسا کہ یہ بات مقرر ہے جیج امت کے پاس جب ابو بکر صدیقؓ اس جو میں جناب ہر کی تصدیق کی ہو پھر حضرت علیؓ اور ائمہ امین کی گواہی کی حاجت نہ رہی۔ الحمد للہ امامیہ کے روایات سے ہی حق ظاہر ہوا۔ اور صدیق کبر جو طوفان دہشت باندہ سے تھے کہ بی بی کا دعو انہ سنا اور روئے شہادت کی یہ بات صریح دروغ ہوئی واللّٰهُ يَحْكُمُ الْحَقَّ وَيَسْطُلُ الْبَاطِلُ۔ اور یہ بھی جانا چاہئے کہ شیعہ کے علماء جب کہ یہ کہہ رہے ہوں قبض کے ملک نہیں ہوتا ہے پس حضرت زہراؓ کے اسلئے غضب بن آئی ہوں۔ اور ابو بکر صدیقؓ کی کہا تقصیر ناچار فی زمانہ مانگے علماء اس جو سے انحال کر کے دوسرا دعویٰ نکالے اور دوسرے طعن برآوہ یہ ہے۔ چھٹا طعن حضرت نے جناب ہر کو مذکور واسطے وصیت فرمائی تھی۔ ابو بکر صدیقؓ نے ان کو مذکور پر تصرف نہ دیا۔ حضرت کی وصیت کا خلاف کیا جواب اس طرح کا کہی ہے۔ اول یہ کہ وصیت کا دعو جناب ہر سے اہل سنت یا شیعہ کے کسی کتاب ثبوت کو پہنچایا جائے۔ اسکے بعد جواب طلب ہے۔

[illegible]

ہی کہ وہ اس کے نابوک صدیق اور غفار و دانا و سحر محاذ قرین کے لئے حضرت علی مرتضیٰ کے مکان پر تشریف لائے اور اگلے دن کے لئے کوئٹہ
 ہو کر آپ نے خبر دی تاہم غازیہ اور حضور کی شرف پانچوئے حضرت علی غازیہ یا کہ غازیہ ہر اطمینان کے ساتھ کہ وصیت فرمائی
 کہ میں جب نیلے سرداروں مجھے شہر کے وقت دفن کئے تاج محمد پر غم کی نظر پڑے۔ پس انکی وصیت پر وجہ عمل کیا۔ یہی
 ہی وہ وصیت مشہور۔ لاکھ فیصل الخطاب میں لایا ہی کہ ابو بکر صدیق اور عثمان اور عبدالرحمن بن عوف زبیر بن العوام غازیہ
 کے وقت حاضر ہوئے اور حضرت زبیر کی رحلت مغرب و عشاء کے درمیان شہر کی رات رمضان المبارک کی کسی سری میں
 حضرت کے بعد چھ مہینے کو ہوئی۔ اور بی بی کی عمر اسی سال کی تھی ابو بکر صدیق حضرت علی کے بعد کو فاقی میں ان
 ہوئے اور جنازہ پر ناز پڑا اور چار رکعہ کیا۔ اور دلیل عقل سے بھی ابو بکر صدیق جنازہ پر حاضر نہ تھا یہی سبب بھی
 نہ کہچہ کہ ورت و ناخوشی کا وجہ۔ اور صدیق اکبر جنازہ پر ناز پڑنے میں بی بی کو ناگوار لگا کہیں تو یہی ہو نہیں سکتا۔
 کہ اگر تشریف و مسکن کے اجماع مورخین سے ثابت نہ ہو کہ جب حضرت امام حسن کی رحلت ہوئی تب معاویہ کی طرف
 سے سعید بن العاص مدینہ کا مدیر تھا۔ جب انکا جنازہ لے آئے حضرت امام حسین نے سعید بن العاص کی طرف
 اشارہ کر کے فرمایا۔ کہ اگر میرے جد امجد کی سنت نہ ہوئی کہ جنازہ کا امام میر وقت وہے ہرگز تجھے آگے
 نکلیا ہوتا۔ پس معلوم ہوا کہ حضرت زہرا نے وہ وصیت سیکھنے نہیں کی تھیں کہ ابو بکر صدیق ناز جنازہ نہ پڑے۔
 واللہ حضرت امام حسین حضرت زہرا کی وصیت کا خلاف کیسے ہوئے۔ اور ظاہر بھی کہ سعید بن العاص امامت
 کی لیاقت میں ابو بکر صدیق سے ہزار نامرتبہ کم تھے۔ اور چھ مہینے گزرے تھے کہ جناب زہرا کے پردہ بردار
 پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر صدیق کو سب جہا جہین و انصار کی امامت کا حکم فرمایا۔ اور ناز
 کی امامت کے باب میں ان کی کو عاص کر کے تاکید اکیہ کی سوا اس احتمال کو بھی گنجائش نہیں کہ اس
 عرصہ قلیل میں حضرت زہرا نے یہ واقعہ فراموش کیا ہو۔ چھتے صحن کا جواب باصواب بیان نام
 ہوا۔ اس کے سوا اور مطالع کے جوابات بھی کتاب باصواب تحفہ اثنا عشریہ میں شرح
 و بسط کے ساتھ مطور ہیں جو چاہیں اس میں دیکھ لیں۔ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا
 وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا
 غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَؤُوفٌ رَحِيمٌ ۝ وَصَلَّى
 وَسَلَّمَ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ نَبِيِّكَ الْكَرِيمِ ۝ وَاللَّهُ
 الْعَظِيمُ ۝ زَوَّيْدُ الْحَظِّ الْجَسِيمِ ۝ وَأَضْحَاهُ الْمُهْتَدُونَ
 إِلَى صِرَاطِ الْمُسْتَقِيمِ ۝

دوسرا گلزار خلیفہ دوم عمر بن الخطاب الملقب بے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے احوال میں یہ گزرا کہ کئی خیابان اور شاخیں اور گل و گلہ سے پرشال ہی پہلی خیابان حضرت عمر کے نام و نسب اور کنیت کے بیان میں۔ ایک کنیت ابو حفص بنی اور بعضی ابو حفصہ کہے ہیں۔ انکا اصلی نام عمر بنی بن الخطاب بن نفیل بن عبد العزی بن یاح بن عبد اللہ بن قریظ بن زراح بن عدی بن کعب بن لوی العذری القریظی انکا نسب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب کے ساتھ کعب بن لوی بن بنی بنی ہوتا ہے۔ اور انکی والدہ کانام حشیمہ بنت ماسر بن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم ہے۔ اور کہتے ہیں انکی والدہ ابو جہل کی بہن ہے۔ اور دوسری روایت ابو جہل کے چچا کی بیٹی ہے۔ عمر بن الخطاب اشرف اور اکابر قریش سے تھے اور سفارت و وکالت کا منصب رکھتے تھے۔ جاہلیت کے زمانے میں قریش اور دوسرے قبیلوں کے درمیان کچھ نزاع و خصومت رو دو کو تباہی کو سفیر اور وکیل مقرر کرتے تھے۔ اور قریش انکے ساتھ فخر کرتے۔ اور انکی عزت و تکریم بجا لاتے تھے۔ دوسری خیابان حضرت عمر کے حلیہ و شمایل کے بیان میں۔ نبوت کو پہنچائی کہ حضرت عمر بلند قامت اور فروہ اندام تھے۔ جب پیادہ چلتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ سوار ہیں۔ اور ایک روایت ہے کہ اور لوگوں کے بہ نسبت ایک گز بلند تھے۔ جب کسی کے ساتھ بیٹھتے تو اس سے اونچے نظر آتے۔ اور جسم کی فروہی انکی درازی کے مطابق تھی۔ اور جو کام داپنے ہاتھ سے کرتے وہ کام بائیں ہاتھ سے بھی کرتے تھے۔ اور اکثر کہتے ہیں کہ انکا رنگ مبارک گندم تھا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ ابیض یعنی نہایت سفید رنگ تھا۔ کہتے ہیں کہ انکی خلافت میں ایک سال بڑا قحط پڑا جسکو عام الراد کہتے ہیں اُس قحط میں آپ نے نہیں چاہا کہ کھانے پینے میں فقیر اور مساکین سے آپ ممتاز رہیں رات دن زیتون کے روغن پر ہی گفتا کرتے تھے دوسری چیزیں ترک کر دیں ایسے سٹانکے رنگ میں تغیر آیا تھا۔ پس ہر دو دن کی تطبیق ہی ہے کہ پہلے انکا رنگ گورا تھا بعد روغن زیتون پر مدامت کرنے اور کلفت کھینچنے سے تغیر پایا گندم گون ہوا۔ اور انکی انگلیں نہایت سرخ اور داری اور چمچ کے بال انہوہ تھے۔ اور اکثر کہتے ہیں کہ اپنی داری کو مہینہ ہی خضاب کرتے تھے۔ اور ایک روایت ہے کہ انکی ایک کینر نے انکی داری کو خضاب کرنا چاہا تو آپ فرمایا کہ کبا تو چاہتی ہے کہ میرے نور کو دور کرے۔ جیسے فلان اپنے نور کو دور کیا ہے۔ نقل ہے کہ انکے پوچھے کہ آپ کیسے اپنی پیری کو نہیں بدلاتے ہو۔ جیسا ابو بکر صدیق خضاب کرتے تھے تب فرمایا کہ مجھے میرا خدایا صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث پہنچی ہے مَنْ شَاكَ شَيْبَةً فِي الْإِسْلَامِ كَانَتْ لَهُ نُورًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ یعنی جسے اسلام میں بودہا ہوا۔ وہ بدہا پاسکے واسطے قیامت کے دن نور ہوگا۔ اسواسطے میں اپنے بدہا پے کو نہیں بدلاتا ہوں۔ جب ہر دو روایت صحیح ہوں انکی جمع و تطبیق یہی ہے کہ شاید پہلے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اقتدا سے خضاب کرتے تھے۔ پھر جب حدیث صحیح علی اسکو ترک کر دیا۔ تیسری خیابان حضرت عمر کے سبب اسلام کے بیان میں۔ جانتے کہ عمر بن الخطاب یا ان لانے کے باب میں متعدد روایتیں منقول ہیں ہر سب کے سب ظہور میں آئی ہوں۔ یہ فقیر جنان السیر اور منہاج النبوہ میں انسے بعض دایات طویلہ نقل کیا ہے۔ اب اور ایک دوسری

روایت جہان پر دو کتاب میں نہیں آئی یہاں دفعۃً تلاوت کا سبب نقل کی جاتی تھی۔ عمر فاروق کہتے ہیں کہ میں ایمان لانے کے لئے ایک شب حضرت کے ساتھ متعرض ہو چکا اور وہ کہے اپنے گھر سے نکلا جب مسجد الحرام پر گزر رہا تو دیکھا کہ ہوں حضرت نامین مشغول ہیں میں بھی جا کے آپ کے پیچھے کھڑا رہا۔ آپ نے سورۃ فاتحہ کی تلاوت آغاز کی میں نے نظم قرآن اور اس کی فصاحت و بلاغت سے کئی نہایت تعجب اور حیران ہو گیا۔ اور اپنے دل میں کہنے لگا کہ واللہ جیسا قریش کہتے ہیں یہ مرد سادہ و عجمی۔

جہاں بات سیر دلین گزرتی ہے حضرت کی زبان مبارک پر حدیث جاری ہوئی اِنَّهُ لَقَوْلُكَ تَقُولُ كَرِيْمًا مَّا تَقُولُ شَاعِرٌ قَلِيْلًا مَّا تَقُوْمُوْنَ وَلَا يَقُوْلُ كَاٰهِنٍ قَلِيْلًا مَّا تَدْكُرُوْنَ ۝ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ آخر سورۃ تک تلاوت فرمایا۔ میرا دل میں ایمان کی رغبت پیدا ہوئی۔ اور ایک روایت یہی کہ فاروقی عظم نے کہا کہ ایک شب میری ہوشیہ کو تو کہہ دو شروع کیا میں نے گھر سے نکلا۔ اور کہنے کی دہلیز کے نیچے اٹھ کھڑا اس شب میں سردی بڑی شدت سے تھی ایسے میں حضرت نے تشریف لائی اور جہر کے پاس نماز میں قیام فرمایا اور قرآن عظیم کی تلاوت شروع کی۔ وہ کلام ایسا تھا کہ میں نے ویسا کلام کبھی نہ سنا۔ جب نماز سے فارغ ہو کر تشریف فرما ہوئے۔ میں بھی پیچھے چلنے لگا۔ پوچھے کون تھی میں کہا کہ عمر بن۔ فرمایا اسی عمر قورات دن ہمارا قصد کرنا تھا میں بھی اکابر میرے حق میں بددعا کر چکے۔ تب میرے دل میں ایک تغیر اور ایک رفت پیدا ہوئی۔ ایمان کی توفیق اگلی سو گیا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنْتَكَ رَبُّ سُوْلٍ اللّٰهُ۔ حضرت نے فرمایا اسی عمر ایسا سلام پوشیدہ رکھ۔ میں نے کہا قسم ہی اس پر وہ گار پاک کی یا رسول اللہ جسے آپ کو نقل کی جاہلیت کے لئے بھیجا میں نے توحید کے دین کو برپا کیا اور وہ گار۔ جیسا کہ شرک اٹھا دیا تھا۔ کہتے ہیں کہ اس وقت فاروق عظم کی عمر چھ بیس سال کی تھی۔ انچالیس مرد اور گیارہ عورت اور ایک قول سے تیرا عورتوں کے بعد انھوں نے ایمان لایا۔ جب انھوں اسلام سے مشرف ہوئے حضرت نے تین بار یہ دعا کی۔ اَللّٰهُمَّ اَخْرِجْ مَا فِيْ صَدْرِہٖ وَاَنْتَ اَلْمُسْلِمَانَا۔ اور اس وقت چھ بیس نازل ہوئے کہ یا رسول اللہ عمر کے ایمان کے لئے سب اہل آسمان بخش ہوئے۔ اور ابن حوقل کہتے ہیں کہ

كَانَ اِسْلَامُہٗ فِتْحًا وَّكَانَتْ حِجْرٌ تَحْتَ نَصْرٍ وَّكَانَتْ اِمَامَتُہٗ رَحْمَةً وَّ مَا اسْتَطَعْنَا اَنْ نَّصْرِیْ حَوْلَ الْبَيْتِ ظٰلِمِيْنَ حَتّٰی اَسْلَمَ عُمَرُ۔ اور رضی علی سے مروی یہی کہ کہا کہ میں نہیں جانتا ہوں کہ مسلمانوں کے سینے کے سے مدینہ کی طرف ہجرت کی ہو مگر پوشیدہ۔ لاکن جب عمر بن خطابؓ ہجرت کا ارادہ کیا اپنی شمشیر تاج کی اور کان کہندے بر در کئی اور چند نیرین ہاتھ میں لیے مسجد الحرام کی طرف آئے۔ سات ہاتھ کا طرف بجا لایا اور دو گنا نازا دیا۔ اشراف قریش گردہ گردہ جمع ہو گئے کہ میں بیٹھے تھے سوائے ایک طرف جو ہر کے کہا شَہِدْتُ الْوُجُوْہَ۔ جسے چاہتا ہے کہ اپنی مان کو گلین اور اپنی عورت کو بوجہ اور بچوں کو یتیم کرے۔ سوچا ہے کہ اس آدمی کے پیچھے میرے ملاقات کرے سب کو یقین ہو کہ مدینہ کی طرف ہجرت کرتے ہیں کوئی شخص بھی نکلے ساتھ

فترض نکر سکا۔ پہلی شاخ حضرت عمر کا لقب فاروق ہوئے کسب میں۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن الخطاب کو چچا کہ آپ کو فاروق کہا کرتے تھے۔ فرمایا کہ میں ایمان لانے کے آگے سب صحابہ انجالی ہیں تھے نماز پوشیدہ پرستے۔ میں جب ایمان شرف ہوا اسلام آنکھار کیا۔ سب صحابہ کو دارالرقم سے مسجد الحرام میں لگیا۔ اور ہم سب نماز علانیہ پرستے۔ سو اسی از حضرت نے مجھے فاروق فرمایا۔ اور علی مرتضیٰ سے منقول ہے کہ سمعنا اللہ الفاروق و فارق بین الحق والباطل یعنی انکا نام اللہ تعالیٰ نے فاروق کر کے رکھا۔ یہ فرمان جناب امیر کا اس واسطے کہ نام رکھنا حضرت کا اللہ تعالیٰ نام رکھنے کے حکم میں ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضرت کی وصف کرتا ہے وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ۔ یا جناب امیر کا کہنا اس لئے تھا کہ حق سبحانہ تعالیٰ شانہ اگلے آسمانی کتابوں میں انکو فاروق فرمایا ہے۔ اور مفسرون نے کریمہ الئم تر الی الذین کے سبب نزول میں لایا ہے کہ حضرت کے زمانے میں بشر نام ایک منافق تھا اسکے اور ایک یہودی کو درمیان خصومت واقع ہوئی۔ یہودی اس منافق سے کہا حضرت کے پاس جا تا ہمارے درمیان حکم کرے اس منافق نے حکم کر کے قَدْ بَدَلَتْ الْبَعْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تَحْفَتِي حُدُوفُهُمْ کے اسکو کعب بن اشرف یہودی کے پاس بلایا اسنے کہا افسوس ہی تجھ پر کہ تو اسلام کا دعویٰ کرتا ہے حضرت کے باوجود کعب بن اشرف سے فیصلہ جیتا ہے۔ منافق یہ بات سننے شرمندہ ہوا آخر حضرت کے پاس آیا اور اپنا احوال ظاہر کیا حقیقت میں جب حق یہودی کے جانب میں تھا حضرت نے اسیکے دعوے کے موافق حکم کیا جب حضرت کے جلس سے ہردو باہر نکلے منافق نے اس یہودی کو عمر بن الخطاب کے پاس بلایا جب ہردو گئے یہودی نے اپنا دعویٰ بیان کر کے کہنے لگا کہ ہم ہردو حضرت کے پاس گئے تھے تا ہمارے درمیان حکم کرے۔ حضرت نے ہردو کا اظہار سننے حکم فرمایا کہ حق بجانب یہودی ہے۔ جب حضرت کی مجلس سے ہم ہردو باہر نکلے یہ شخص حضرت کے فیصلے پر راضی نہ ہوئے مجھے آپ کے پاس طلب کیا تا آپ اسباب میں حکم کرے۔ عمر بن الخطاب اس منافق سے پوچھا کہ کیا حقیقت واقعی ہے؟ منافق نے کہا کہ مان۔ تب عمر بن الخطاب نے فرمایا کہ تم ہردو میں ہوں میں گھر میں جا کے آتا ہوں۔ پس گھر میں گئے اور اپنی شمشیر نیام سے کھینچ کے لے آیا ایک ہی ضرب میں اسکو مار ڈالا اور فرمایا کہ اَهْلَكَ مَا أَقْصَىٰ لِمَنْ لَا يُخْشَىٰ بِقَضَاءِ اللَّهِ تَعَالَىٰ وَكَسُولَةٍ يَهُودِيٍّ فِيهِ جِلْدٌ وَيَكْتُمُ بِي بَغَائِلٍ نَزَلَ عَلَيْهِ أَمْرٌ وَأَمْرٌ يَهُودِيٌّ أَلَيْسَ تَرَىٰ إِلَىٰ الَّذِينَ يَنْعَمُونَ أَنْهُمْ بِمَا أَنْزَلَ إِلَيْكَ وَمَا أَنْزَلَ مِنْ قَبْلِكَ۔ یعنی آیا تو تو نہیں دیکھا ان لوگوں کی طرف جو گمان کرتے ہیں کہ وہ ایمان لائیں ان چیزوں پر جو تیرے پر نازل ہوئیں یعنی قرآن کریم اور جو چیزیں نازل ہوئیں تیرے آگے یعنی تورات وانجیل وغیرہ۔ یُرِيدُونَ أَنْ يُتْحَاكَمُوا إِلَىٰ الطَّاغُوتِ۔ یعنی وہ لوگ باوجود دعویٰ ایمان کے چھپے ہیں کہ مرا فتح کریں اپنے معاملے کو طرف طاغوت کے یعنی کعب بن اشرف کے طرف جو برا طاعن اور باغی تھا۔ وَقَدْ كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ وَإِنَّ يَدَا الشَّيْطَانِ

نہیں دیر گئے تیر و محرومات کی تشریف تازی کہ مسلمات مؤمنات قانتات ناکثات عابدات است
 سائحات نیکات و انکار اکھ تہی برگردن رکھنے والیان ایمان دین والیان ناز پرہنے والیان و تبرک کرنے
 والیان بادار اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع لانے والیان عبادت کرنی والیان ہجرت کرنے یا روزہ رکھنے والیان تو ہر
 دیکھتے ہر مہین اور بارہ لڑکیاں۔ ابن عباسؓ کے کہا کہ شیبہ سے مراد بی بی آسیہ اور بارہ سے مراد بی بی مریمؓ ہیں جو چچا
 تعالیٰ نے وعدہ کیا ہی کہ ہر گشت بنان ہر دو کو حضرت کے جناح شرف فرما دیا گیا۔ سری آیت
 ہر کے قید کوں باب میں ہی ایسے جنگ بد میں قریش کے کافروں جب ستر شخص اسیر ہوئے حضرت نے ان کے باہر
 صحابہ شہر ہی کیا تو ابو بکر صدیقؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ اگر یہ ان کافروں سے سخت بیعتیں نہ بنیں تو لاکھ فیہ
 لیکر مجھ تو دین فاسد ہی کہ شایہ آئندہ ایمان لا گئے۔ عمر فاروقؓ نے گمارش کی کہ یا رسول اللہ یہ لوگ سخت کافروں
 کافروں کے پیرو ہیں ان کو قتل ہی کر دیا جائے اللہ تعالیٰ نے ان کو توبہ سے مستغنی کیا ہی انصار سے سعد بن معاذ عمر
 فاروقؓ کے ساتھ شریک ہوئے لکن حضرت جو رحمۃ للعالمینؐ میں حدیثی لکھ کر رکے کو افی ان کے قتل سے روک دیا
 اور فہر مقرر فرمائے۔ تب یہ آیت جو سورۃ النفال میں آئی ہی جناب فاروقؓ کے سر کے موافق نازل ہوئی مساکن
 لینی ان یكون لکم استری حتی یخین فی الارض یعنی نہیں نرا دہی کسی غیر کو کہ ہر دین اس کے
 پاس قیدیان تو انے فدیہ لیکے چھوڑے یہاں تک کہ لے بھرتوں کو قتل کر نہیں میں کہ اس میں کافروں کی ذلت
 اور مسلمانوں کی عزت و شہرت کا سبب ہی ترید و ن عمر رضی اللہ عنہما و اللہ یزیدہما الا حرمہ۔ تم
 جیتے ہو عرض نیاں۔ اور اللہ تعالیٰ چہائی تھا دے واسطے ثواب آخرت کا۔ واللہ عز و جل حکیم اور اللہ تعالیٰ
 غالب ہی اپنے دوستوں کو دشمنوں پر ظہر دینا ہی اور حکمت و لایہی۔ چوتھی آیت۔ منافق کے جنازے پر ناز
 نہ رہے کے باب میں ہی۔ نقل اہل کربلاؑ ہی جب بیمار ہوئے حضرت اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ اسے عرض
 کی کہ کیا میری عمر کے کئی کئے عیادت کیجئے اور میرے دفن کے وقت تشریف لائے۔ اور دیکر جنازے پر ناز ادا کر کے بروی
 بخش طلب کیجئے۔ کہتے ہیں کہ اس وقت حضرت دو پہر میں پہنچے تھے اور پکارا میں نکال کے اس کو دیا اور اس کے جنازے
 پر تشریف لائے چاہتے تھے کہ اسپر ناز پرہیں۔ عمر فاروقؓ نے یہ بہت مہربان کیا۔ اور کہی براہیان یا دولا کے اسپر ناز
 پرہنے سے بہت ہی ملن ہوئے۔ لکن حضرت نے نہایت مہربانی سے قصہ کیا کہ اسپر ناز پرہیں تب یہ آیت نازل ہوئی
 جو سورۃ توبہ میں آئی ہی۔ اور ایک روایت ہی کہ ناز پرہے بعد تری ولا فصل علی احد منکم مات
 ابداً یعنی نازت پر چھ کیسے اور انے سے منافقوں سے جو مر گیا ہرگز۔ ولا تقم علی قبرہ انکم مکرظون
 واللہ و ن سولہ و ماکوا و ہم فاسقون یہے مت کمرادہ اہل قبر پر دفن یا زیارت یا دعا
 استغفار کے لئے مقرر منافق لوگ کافر ہوئے اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو ترک کئے۔ اور ان کے رسول کے ساتھ جو

فرمانبراری نہ کئے اور مر گئے حالانکہ وہ ایمان سے نکل گئے ہیں۔ پانچویں آیت رمضان کی راتوں میں نخت کے باب میں ہے۔ روایت ہے کہ اوایل اسلام میں ایسا حکم تھا کہ روزہ دار رمضان کی راتوں میں نماز عشا پڑھ کر سو گئے بعد کھانا پینا اور عورت جماع کرنا حرام تھا۔ عمر فاروق کو کہا گیا کہ آرزو تھی کہ آب و طعام اور جماع طلوع صبح صادق تک جائز ہو جائے تو بہتر ہے۔ ایک شب دیر تک حضرت کی حضور میں رہا۔ جب اپنے کمر گیا دیکھا کہ اپنی بی بی سوئی ہیں۔ انکو بیدار کر کے ہمستر ہونا چاہے انکی بی بی نے کہیں کہ میں تو سو گئی تھی۔ فاروق اعظم نے کہا کہ تو نہیں سوئی تھی ہم محبت ہو۔ اور کعب بن مالک بھی ایسا ہی کیا۔ دوسرے دن عمر فاروق جب یہ حال حضرت کی جناب میں ظاہر کئے حضرت نے فرمایا تم ایسا کرنا سزاوار نہیں تھا تب یہ آیت جو سورہ بقرہ میں آئی ہے نازل ہوئی **لَكُمْ لَيْلَةَ الْقَدَرِ** **الْفَتْحِ إِلَى سَائِرِكُمْ** یعنی حلال ہوا انکو روزے کی راتوں میں بے پردہ ہونا اپنی عورتوں سے یعنی انے جماع کرنا **هُنَّ لَكُمْ لَيَالٍ سَاطِئَاتٍ** یعنی وہ پوشاک ہیں تمہارے اور تم پوشاک ہیں انکے یعنی جیسا کہ انسا بدن سے لگا رہتا ہے مرد و عورت میں ایسی نزدیکی ہی پس اُسے کنارہ لینا بہت دشوار ہے **عَلَّمَ اللَّهُ اَنْكُمْ اَنْكُمْ تَحْتَاوُونَ** **اَنْفُسَكُمْ** اللہ نے معلوم کیا کہ تم اپنی جانوں کی خیانت کرتے ہو **قَاتَبَ عَلَيْكُمْ وَعَفَى عَنْكُمْ** سو معاف کیا تمکو اور درگزر کی تم سے **فَاَنْتُمْ لَا تَشْرُونَ هُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ** پھر اب تم ان سے یعنی عجا پیت کرو اور چاہو جو کچھ دیا اللہ نے تمہارے واسطے یعنی فقط شہوت رانی کا قصد کرو بلکہ نسل جاری ہو نہ کی نیت رکھو چھو آیت جنگ بدر کے باب میں ہے۔ روایت ہے کہ حضرت نے جنگ بدر کے باب میں صحابہ سے مشورت کی کہ مدینے سے باہر جا کے جنگ کریں یا مدینے میں ہی رہیں بعض صحابہ شورش کی کہ مدینے میں ہی رہیں کفار بیان آویں تو اُسے لڑنا عمر فاروق نے گذارش کی کہ باہر جاؤ تب یہ آیت جو سورہ انفال میں آئی ہے نازل ہوئی **كَمَا اخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ** یعنی جیسا کہ باہر لایا تھے تیرے پروردگار نے تیرے گھر سے یعنی مدینے سے جنگ کے واسطے رستی کے ساتھ **وَإِنْ فَرَّقَا مِنْ الْمُؤْمِنِينَ لِنَاكَرِهِمْ** اور مقرر ایک گروہ مومنوں سے باہر جا کے لے آئے البتہ کہ بہت طبعی رکھتی تھی سفر کی بے سببی سے نہ حکم کی مخالفت کے سبب ساتویں آیت **فَتَبَارَكَ** **اللَّهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِينَ** ہے۔ روایت ہے کہ جب یہ آیت جو سورہ مومنوں میں ہی نازل ہوئی۔ **لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِنْ طِينٍ** یعنی مقرر جب ہم نے پیدا کئے انسان کو خلاصہ سے مٹی کے شمشیر **جَعَلْنَاهُ نَظْفَةً فِي قَرَارٍ مَكِينٍ** پھر گردائے ہم اسکو نظفہ ایک قرار گاہ میں یعنی رحم میں چالیس روز شمشیر **خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً** پھر بنائے ہم نظفہ کو جو سفید پانی تھا ایک خون بستہ سرخ رنگ چالیس روز تک **فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مَضْغَةً** پھر بنائے ہم اس خون بستہ کو ایک گوشت کا ٹکڑا چالیس روز۔ **فَخَلَقْنَا الْمَضْغَةَ عِظًا** پھر بنائے ہم اس گوشت کے ٹکڑے کو ماریا اسکو محکم کئے تین چاروں بعد **فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا** پھر بنائے ہم

اس کا ذکر گوشت۔ ثُمَّ اَنْشَاَنَاهُ خَلْقًا اَخْرَجَ مِنْهُ سِرٌّ كَمَنْ سَمِعَ مِنْ اَبْنِ سُلَيْمَانَ كَمَنْ سَمِعَ مِنْ اَبْنِ سُلَيْمَانَ
 ہر نے روح پھونکی وہ جو مردہ تھا سو زندہ ہوا۔ عمر فاروق نے جب یہ آیت سنی ہے احتیاج کہا تھا کہ اللہ اکبر
 اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ پس بزرگ ہی اللہ تعالیٰ یا جبری برکت ہی اللہ تعالیٰ کی جو جب پھر بنا تو ابھی تب اسی لفظ سے آیت
 نازل ہوئی۔ اَتَتْھُوْمِنْ رَاٰیْتِیْ بِیْ عَیْشَہُ کِی رَفْعِ مِیْاَنِ مِیْنِ ہئی۔ روایت ہی کہ جب منافقوں نے جناح پیغمبر
 پریشان کیا۔ اور بعضے نوٹشیں بھی خلا سے اٹکے ساتھ شریک ہوئے حضرت نے قول پر کہ بی بی کو اٹکے مانا گیا کہ تم
 روانہ کرو۔ اور سبب میں جب مجاہد سے سرور کی فوج سب بی بی کی عصمت و طہارت کے قریب نہ جان کر گئے
 اور عمر فاروق نے عرض کی کہ یا رسول اللہ بی بی عایشہ کو آپ کے ساتھ نکاح کون کر دیا۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ۔ تب فاروق
 اعظم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ فریب کرے گا سُبْحَانَکَ ہَذَا اَجْمَعًا عَظِیْمًا۔ تب بی بی کی ثبوت بشارت
 اور رفع ثبوت میں دس کسٹیں نازل ہوئیں جو سورہ نور میں آئی ہیں۔ اُنہیں آیات میں اسی لفظ سے جو عمر فاروق
 نے کہا تھا یہ آیت نازل ہوئی سُبْحَانَکَ ہَذَا اَجْمَعًا عَظِیْمًا۔ پاک ہی اللہ تعالیٰ اس بات سے کہ
 پیغمبر کے حرم محرم میں ایسی برائی روا کرے۔ یہ بڑا پیمانہ ہی جو منافقوں نے باندا۔ نوین آیت
 جبریل و میکائیل کی تفصیل میں ہی۔ روایت ہی کہ ایک عمر فاروق کو چند اجار پیو کے ساتھ قتل و قال ہوا اور
 کہ تو مات میں ہمارے پیغمبر کو اوصاف و علامات مذکور ہیں اور تم یہ بات سناؤ پھر عجب ہی کہ تم باوجود اس علم کے حضرت
 پر ایمان نہیں لائے ہو۔ یہود و نصاریٰ کہ حضرت جبریل و میکائیل نے وہ تو ہمارے دشمن ہیں کہ ہمارے باپ دونوں پر
 آفتیں لایا۔ میکائیل بارش کے فرشتے ہیں۔ اگر حضرت پڑھوں نازل ہو تو ہم ایمان لائیں گے۔ عمر فاروق نے پوچھا کہ اگر
 اکیس میں ان ہر دو فرشتوں کی قرب و منزلت کیسی ہے۔ یہود و نصاریٰ کہ ہر دو بڑے مقرب فرشتے ہیں جہاں تجلی آگ
 ہو کر فرادے دے اپنے طرف جبریل بائیں طرف میکائیل رہتے ہیں۔ تب عمر فاروق نے کہا کہ تم کہو کہ ہر دو بڑے
 سخت کافروں کی قرب و منزلت معلوم ہوئی پس اُنے ایک کا دشمن دوسرے کا بھی دشمن
 ہی مان ہر دو کا دشمن خدا تعالیٰ کا دشمن ہی ایسا جواب دیکے حضرت کے حضور میں آئے اس وقت اُن کے اُن کے آگے یہ
 آیت نازل ہوئی جو سورہ بقرہ میں آئی۔ مَن کَانَ عَدُوًّا لِلّٰہِ وَ لِلّٰہِ عَدُوًّا وَ لِلّٰہِ عَدُوًّا وَ لِلّٰہِ عَدُوًّا وَ لِلّٰہِ عَدُوًّا
 مِیْکَآلَ فَإِنَّ اللّٰہَ عَدُوٌّ لِّلْکَافِرِیْنَ۔ یعنی جسے دشمن ہو گا اللہ تعالیٰ کا اور اس کے فرشتوں کا اور
 اس کے پیغمبروں کا اور جبریل و میکائیل کا۔ پس مقرر اللہ تعالیٰ دشمن ہی کافروں کا۔ دسویں آیت
 اس امت کے کثرت و دخول جنت کی بشارت میں ہی۔ روایت ہی کہ جب یہ آیت نازل ہوئی جو سورہ واقعہ میں
 اَلْہِیْ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ثَلٰثَ مِیْنِ الْاَوَّلِیْنَ وَ قَلِیْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ۔ یعنی جنوں میں پہلے
 کہ جنیں طرح طرح کی نعمتیں ہیں۔ ایک گروہ اگلے پیغمبروں کی امتوں سے اور دوسرے پچھلوں سے جو امت محمدی

سے ہوں۔ عمر فاروق یہ آیت سنتے ہی رونے لگے اور عرض کئے کہ یا رسول اللہ! تم تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر ایمان لایا اور جو
ہمارے سے حقورے لوگ نجات پانگے۔ فی الفور یہ آیت نازل ہوئی جو اسی سورہ میں ہی **ثَلَاثَةٌ مِنْ أَهْلِ الْقُرْآنِ قُلْتُمْ هَٰؤُلَاءِ مِنْ أَهْلِ الْآخِرَةِ**
یعنی اصحاب الیمین جو اہل جنت ہیں ایک گروہ اگلوں سے ہوگی اور ایک گروہ پچھلوں سے حضرت نے فاروق کو بلا کے یہ آیت
سنائی انہوں نے بہت خوش ہو کر کہا کہ **رَضِیْنَا عَنْ رَبِّنَا** حضرت نے فرمائے کہ آدم سے میرے زمانے تک جتنے
مومن ہوئے ہیں ایک گروہ ہی۔ اور دوسرے زمانے سے قیامت تک جو مومن ہوئے ہیں ایک گروہ ہی۔ حدیث شریف میں آیا ہے
لَا أَكْثَرَ النَّاسِ بِتَبَاعُكُمُ الْقِيَمَةِ اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ جنتیوں کے تمام ایک سو بیس صفیں ہونگے
اور اس امت مروجہ کی اسی صف اور سب اہل انون کے چالیس صفیں رہیں گی کیا یہ مومن آیت شراب حرام ہونے کے باب
میں۔ روایت ہے کہ شراب کی برائی میں اگرچہ تین آیتیں نازل ہوئی تھیں لیکن نقص قطعی نہیں آئی تھی ایک مجلس
میں چند لوگ کھانے سے فارغ ہوئے بعد شراب پیئے پھر آپس میں جدال ہوا ایک سرگورخم ہوا جب یہ فرمایا حضور
نبوی میں نہ تھی۔ عمر فاروق حاضر تھے دست التجا بلند کر کے ہنایت تضرع و نیاز سے دعا کرنے لگے کہ **اللَّهُمَّ بَيِّنْ لَنَا**
فِي الْخَمْرِ بَيِّنَاتٍ نَاسِكًا یعنی اے الہی ظاہر ہمارے شراب کے باب میں بیان شافی۔ تب شراب کی تحریم میں آیت نازل ہوئی
جو سورہ مائدہ میں آئی ہے **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنصَابُ وَالْأَسْجَارُ**
رَجَسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ۔ یعنی ای ایمان والو مقرر شراب اور بھوٹا اور بت اور فال کے تیرے پلید اور شیطان
کے عمل سے ہیں۔ **فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ**۔ پس پرہیز کرو اس سے شاید کہ تم مڑو کہو پھو۔ **إِنَّمَا يَنْهَى**
الشَّيْطَانُ أَنْ يُفَوِّعَ بَيْنَكُمْ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ۔ مقرر جہاں ہی شیطان
کہہ دے تمہارے درمیان دشمنی اور عداوت شراب پیئے اور بھوٹا کھیلنے میں۔ **وَيَصَدِّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ**
وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ اور روکو کہ تم کو اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نماز سے پھر اب تم اس سے باز
آؤ گے یعنی باز آؤ موضع القرآن میں لائے ہیں۔ **ف** شراب جس چیز کا پانی سرائے بعد نشہ لانے لگے وہ حقور ہو یا بت حرام
اور نجس ہی باقی جو پر نشہ لاؤ اور ستر ہی ہو وہ نجس نہیں لیکن حرام ہی۔ اور بھوٹا شرط باندھنا کسی چیز پر جس میں جیت
مار ہو محض حرام ہی اور ایک طرف کی شرط حرام نہیں باقی جو کھیل کہ نہیں شرط بدی رواج ہی اگر بغیر شرط کھیلے تو حرام
ہو لیکن یہ کہ شیطان اس پہلے سے روکتا ہی اللہ کی یاد اور نماز سے بارہو مومن آیت صفامروہ کے درمیان
سعی کرنے کے باب میں۔ صفامروہ دو پہاڑ ہیں ان دونوں کے درمیان ساتھ بارہو رنے کو سعی کہتے
ہیں۔ روایت ہے کہ ایک شخص نے عمر فاروق سے تکرار کیا کہ صفامروہ کے درمیان سعی کرنی جو ج کے فرضوں میں
فرض ہی مروہ سے شروع کیا جائے۔ عمر فاروق نے کہا کہ صفامروہ سے ابتدا کیا جائے تب یہ آیت نازل ہوئی جو
سو بقرہ میں آئی ہے **إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ** یعنی مقرر صفا اور مروہ حج بیت اللہ کی نشانیوں سے

ہیں۔ اس ایک نزول کے بعد حضرت خزامیہؓ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جس سے ابتدا کیا یہی تم میری امت ہے۔ ابتدا کرو میں نے حق تعالیٰ پہلے صفا کیا
 لیا یہی سوئم میری امت صفا سے شروع کرو۔ تیرے لوگوں آیت عورت سے رخصت ہوا صحت باب میں۔ روایت یہی
 کہ ایک یہودی نے عمر فاروق سے کہا کہ کیا عورت سے مباشرت کے وقت عورت کی پشت مرد کی طرف ہو تو بچہ آٹول
 پیدا ہو نہائی۔ عمر فاروق نے کہا کہ یہ بات غلط ہے۔ بلکہ جس طرف چاہیں اس طرف محبت کریں بشرطیکہ لواطت نہ ہو تب
 یہ آیت مانل ہوئی **يَسْأَلُكُمْ خُزَّائِمَةُ لَكُمْ فَاَنْتُمْ اَحْسَنُ تَكُنَّ اَتَى** ششم میں ہے تمہاری عورتیں تمہاری
 کہیں ہیں پس آؤ تمہاری کہیں کی جگہ میں جس طرف سے کہ چاہتے ہو۔ خواہ آگے سے خواہ پیٹھ کے پیچے سے خواہ پیٹھ
 کے خواہ لٹکے۔ **وَقَدْ مَكَرَ كُفْرُكُمْ** اور آگے کی تدبیر کو اپنے واسطے یعنی طلب اولاد اور اپنے نفس کو ملنے
 سے بچا بکلی نہ کر۔ **ف** جانے کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو تمہاری کہیں فرمایا پس ایسی جگہ پر جمنا کیا چاہئے کہ چنانچہ
 سے پہلے برویکے امید ہو یعنی اولاد ہو۔ جس جگہ سے اولاد کا ہونا ممکن نہیں **فَاِنْ جَاءَ مَقْصُودُ قُرْآنِ** خلاف یہی اور
 اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمائی۔ **وَلَا تَقْرَبُوا هَٰذَا حَتَّىٰ يَكُفِّرَ سَرَّكُمْ** یعنی عورات جب حال حاضر ہو تو
 ان سے نزدیک مت کرو جب تک وچاک ہوں۔ یہ ممانعت نجاست کا سبب نہیں ہے جس سے جماعت کرنے میں بھی نہیں
 نجاست کی علت موجود نہیں جس سے نجاست کی حالت میں دخل کرنی حرام نہیں دیسا ہی دیگر بھی حرام نہیں یہ بات قیاس قرآن
 سے ثابت ہے۔ اور دیگر ذکر لواطت کی بھی حرمت قیاس سے نہیں بلکہ مراحۃ قرآن حدیث اور اجماع ثابت نہیں خود باللہ
 بنا۔ **چودھویں آیت**۔ استیدان یعنی اذن چہنہ میں نہیں۔ روایت یہی کہ حضرت نے ایک روز نایک غلام
 انصاری کو کہ جس کا نام مرج بن عمر تھا وہ پھر کوف عمر فاروق کو بلائے کے لئے روانہ فرمایا اس نے بے اجازت گھر میں
 گیا۔ جناب فاروق نے سہرتے تھے اور لکے بعضے اعضا پر اس کا تھا۔ اور ایک قول یہی کہ میرا تھے اور اپنی زوجہ کے
 ساتھ تھاجر کر رہے تھے۔ اس غلام کے کہنے سے ان کے دل میں ایک کراہت پیدا ہوئی تب ان کی زبان پر بے اختیار یہ بات
 گزری کہ ایسے وقتوں میں باپ اور فرزند بڑا درو اور نوکر اور غلام وفادار بے اجازت گھر میں آنے سے منع فرمانا تو کیا پس
 عماما ہمارے مخفی حالات پر مطلع ہوں۔ پس جب حضرت کی خدمت فیصد رحمت میں حاضر ہوئے اس وقت یہ آیت شرف نزول
 پائی جو سورہ نور میں آئی ہے۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اَلَيْسَ اَفْضَلُ لَكُمْ اَلَّذِينَ يَمْلِكُونَ** اے ایمان والے تمہارے لئے
 ای ایمان والو کیا ہے کہ تمہارے سے اذن طلب کریں تو لوگ کہ جب تک مالک ہو میں تمہارے اندر میں تمہارے باندی غلام
الَّذِينَ كُمْ يَسْلَعُونَ اَلَا كُمْ مِنْكُمْ اور تو ان کے بھی جو ہر روز بدیع کی نہیں پہنچے ہیں تمہارے قوم سے۔ نیچے
 تمہارے غلام اور نابالغ ان کے تمہارے سے اجازت کے تمہارے گھر آویں۔ **مَلِكٌ مَّرَاتٍ مِنْ قَبْلِ صَلَوةِ**
الْفَجْرِ تین بار پہلے نماز فجر کے آگے کہ آدمی جب خواب بیدار ہو نہائی جاوے خواب محال کے دوسرے گھر سے پہنچے ہیں رہتا
 ہی **وَرَجُلٌ يَضَعُ نَسَائِكُمْ مِنَ الظَّهْرِ** دوسرا وقت جب بخال رکھتے ہو تو تم اپنے کپڑے جو دوپٹا

وقت ہی ومن بعد صلوة العشاء اور تیسرے وقت نماز عشا کے بعد ہی جو اپنے بدن لباس اور نیکو وقت ہی کہیں
 علیکم ولا علیہم جُناح بعد ہن اور نہیں ہی تم پر اور نہ ان غلاموں اور راکوں پر کچھ گناہ۔ ان تین وقتوں
 کے بعد بے اذن تمہارے پاس نہ میں طوافوں علیکم ان تین وقت کے سوا تمہارے غلام طواف کرنے
 والے یعنی تمہارے پاس نہ جانوالے تمہاری خدمت کے واسطے پس ہر وقت اذن لینا دشوار ہی بغضکم علی بعض
 اور ناکرے میں بعض تمہارے بعضوں پر ہیں اللہ لکم آیات بیان کرتا ہی اللہ تعالیٰ تمہارے واسطے سچی دلیل
 اور شرع کے احکام واللہ علیکم حکیم اور اللہ تعالیٰ جانتا ہی کہ بندوں کی بہتری کس بات میں ہی اور حکم
 کرتا ہی اسکے موافق۔ تیسری روش ان حدیثوں کے بیان میں جو عمر فاروق
 کی شان میں آئیں ہیں۔ پہلی حدیث جو صحیحین میں آئی ہی عن ابن ہشیر
 قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لقد کان فیما قبلکم من الہام
 محدثون فان یک فی امتی احد فانه عمر۔ یعنی تمہارے گئے جو امتیں ہو میں انہیں محدث تھے محدث
 وال کی تشبیہ اور زجہ ہی۔ سو میری امت میں ایسا شخص ہی تو عمر و عمری ف سمجھا جاتا ہے کہ یہ کلمہ شک و تردد
 کا نہیں بلکہ تاکید و تخصیص ہی چنانچہ کہا کرتے ہیں کہ دنیا میں میرا دوست ہی تو فلان ہی اس سے مراد اس فلان کی کمال صداقت
 کی تخصیص ہی۔ محدث اسکو کہتے ہیں کہ جسکے طرف الہام کیا جاوے سو وہ اسکے موافق خبر دیتا ہی کسی طرح ہی نہایت
 اور جمیع الجاریں لایا ہی کہ محدث اسکو کہتے ہیں کہ غیب اسکے دل میں ایک بات دالی جاتی ہی سو اسنے فراست ایمانی کے
 ساتھ اس خبر دیتا ہی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندگوں سے جسکو جتا ہی اسکو اس مرتبہ سے مخصوص کرتا ہی۔ اور بعضوں کو کہا
 ہی کہ محدث وہ ہی کہ ملائکہ اسکے ساتھ کلام کرتے ہیں۔ دوسری حدیث جو ترمذی میں آئی ہی عن ابن
 عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اللہ جعل الحق
 علی اللسان عمر و قلبہ۔ مقرر اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہی حق بات کو عمر کے زبان اور دل پر۔ اور ابی داؤد کی روایت
 میں ابی ذر سے منقول ہی کہ حضرت نے فرمایا ان اللہ یضع الحق علی لسان عمر یتقول۔ مقرر اللہ نے
 رکھا ہی حق بات کو عمر کی زبان پر سو وہ اسی کلام کرتا ہی۔ تیسری حدیث جو بیہقی کی دلائل السنۃ
 میں آئی ہی عن علی رضی اللہ عنہ ما کان یبغد ان السکینۃ ینطق علی لسان عمر علی منہ
 رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ ہم بہر بات دو نہیں سمجھتے تھے کہ سکینہ کلام کرتا ہی عمر کی زبان پر۔ یعنی جس بات سے
 دلوچین و سکون حاصل ہو وہ بات عمر کی زبان پر جاری ہوتی ہی اور وہ بات غیب عمر کی زبان پر پرتی ہی۔ اور یہ
 بھی احتمال ہی کہ سکینہ عمر اور شہید ہی جو عمر کی زبان پر الہام کرتا ہی ایسا ہی کہا ہی تو راپشتی نے چوتھی حدیث
 صحیحین میں آئی ہی عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دخلت

مِنْ حَدِيثِ كَثِيرٍ فِي أَنَّ اللَّهَ كَرِيمٌ - اور ایسے ہی بہت حدیثیں آئی ہیں خوف طوائف اسی پر لکھا
 گیا۔ نقل ہی کہ حضرت عمرؓ نے ایک جبر پوچھا کہ سہانی کتابوں میں تو نے کچھ میری صفت دیکھی ہی اسے کہا مان پوچھا کہا دیکھی
 ہی کہا قرآن پوچھا کہ قرآن کہا ہی۔ کہا قرآن مِنْ حَدِيثِ امِيْنٍ وَامِيْنٍ شَدِيْدٍ كَيْدًا خَدَّهٖ فِي كَوْنِهِ
 كَلْبٌ يَنْعِي لَوْ هُوَ كِي سَنَكْ بَكْمَ مَانْدَ اسْتَوَارَ اور امیر امانت دار اور محکم کہ راہ خدا میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا
 پروا نہیں کھتا ہی۔ پھر سوال کیا کہ جسے میرے بعد ہوگا اسکو تو آسانی کتابوں میں کیسی پاتا ہی کہا خلیفہ کو کارِ سب نواز
 اپنی قرابت والوں پر ایثار کرے گا۔ اور ظالموں کی گروہ کی قتل پر اقدام کریگی۔ جناب فاروقؓ نے یہ سنکر کہا رَحِمَ اللَّهُ عُمَانُ
 یعنی اللہ تعالیٰ عثمانؓ پر رحمت کرے۔ پھر اس پوچھا کہ ان کے بعد جو خلیفہ ہوگا اسکی توصیف تو نے کس طرح بائی ہی کہا کہ آج کل کا نام
 بیگانے اسکے زمانے میں جنگ قتال بہت ہوینگے پھر کہنے لگا یا امیر المؤمنین وہ خلیفہ راست گفتار اور نیکو دار ہوگا لاکھن شریف
 برہنہ ہوں اور غریزی ہووگی پہلا گل ان اخبار و آثار کے بیان میں جو صحابہ کبار نے عمر
 فاروقؓ کی مدح و ثنا کی ہیں۔ نقل - ہی کہ حدیثی اکبر نے کہا کہ عمر بن الخطابؓ سے کوئی میرے پاس
 زیادہ دوست نہیں نقل ہی کہ عثمانؓ و الزبیرؓ کی ایام خلافت میں ان سے لوگوں نے کہا کہ آپؓ کس عمر فاروقؓ کے مانند
 سلوک نہیں کرتے ہو فرمایا کہ لَا اسْتَطِيعُ اَنْ اَكُوْنَ امِثْلَ لِقَانِ الْحَكِيْمِ۔ یعنی میں نہیں سکتا ہوں کہ
 لقان حکیمؓ سا ہوں۔ اور مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ اللَّهُ اعْلَمُ مَا التَّالِثُ یعنی حضرت کے بعد سب لوگوں میں بہتر ابو بکرؓ
 ان کے بعد عمرؓ کے بعد اللہ تعالیٰ جانتا ہی کہ تیسرا کون ہی اور انہیں سے منقول ہی کہ فرمایا کہ ان ابو بکرؓ او اھا و کان عمرؓ مَخْلُصًا
 نَاصِحًا لِلَّهِ۔ کہتے ہیں کہ جناب امیر کی خلافت میں بحران والوں نے مدینہ آئے اور عرض کی یا امیر المؤمنین ہم کو عمر فاروقؓ نے
 بحران نکال دیا۔ آپ ہم کو ہمارے وطن کی طرف بھیجیں تو کرم ہی۔ امیرؓ فرمایا کہ کان عمرؓ رَشِيْدٌ لَا مَرُفَاكَ اَعِيْنُ سَيِّئًا
 صَنَعَهُ یعنی عمرؓ کا ہر کام رشید تھا میں اسکے کئے کو نہیں بدلاؤنگا۔ عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ عمر فاروقؓ کا علم ایک پلے
 میں اور ساری جہان کا علم ایک پلے میں تو لیں تو عمرؓ کے علم کا پلہ غالب آویگا۔ زید بن وہبؓ نقل ہی کہ میں نے ایک بار عبداللہ
 بن مسعودؓ کو پاس آیا اسے اثنائے کلام میں عمر فاروقؓ کو یاد کی اور رونے لگے اسقدر رونے کہ اُن کے اشک سے زمین کے سنگ پر
 تر ہو گئے پھر فرمائے کہ عمر فاروقؓ اسلام حصین یعنی قلعہ حکم تھے رسول اللہؐ اس قلعے میں داخل ہوئے اور باہر نہیں آتے تھے
 اور انکی رحلت اسلام قلعے میں ایک رخنہ پر اس واسے باہر جاتے اور پھر نہیں آتے ہیں۔ اور ایسا ہی کلام انکی شانید
 جتا امیرؓ بھی منقول ہی۔ اور ابو طلحہؓ انصاریؓ کہتے ہیں کہ مسلمانوں سے کسی گھر پر اگر عمر فاروقؓ کی رحلت اس گھر والوں کو دین
 یا دنیا کے امور میں خلل نہ آیا ہو۔ اور عروہ بن زبیرؓ نبی علیہ السلام سے روایت کی کہ فرماتے ہیں اِنَّا اَجَلُ السَّكَمِ بِالصَّلَاةِ
 عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِذِكْرِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ يَوْمَ تَجْلِسُ كُوزِيَّتُ وَيَجْهَوُ

عمر بن الخطاب جب مسند خلافت پر بیٹھے صحابہ کرام نے کہنے لگے کہ ابو بکر صدیق کو خلیفہ رسول اللہ کہتے تھے تجھے خلیفہ رسول اللہ کہو گے تو درازی عالی نہیں کلام کرنا کوگوں پر دشوار ہوگا۔ معیز بن شعبہ نے کہا کہ ہم مومنین ہیں اور آپ ہمارے امیر۔ پس آپ امیر المومنین ہو۔ عمر بن الخطاب یہ سنے اس لقب سے راضی ہو۔ دوسرا قول یہ بھی کہ اپنی خلافت کی ابتدا میں جلیلون کو نام نہ لکھتے تو انکو خلیفہ ابو بکر تحریر فرماتے تھے۔ ایک بار عراق کے عامل کو لکھا کہ تمہارا سے لشکر کے حکام کو دوسرے وزیر اور ہر شیار کو روانہ کیجئے۔ تا عراق کے لوگوں کے حال اور اس مملکت کا ضبط و نسج اسے دریافت کروں۔ عراق کے عامل نے بیزین بریجہ عاصی کو اور عدی بن حاتم طائی کو روانہ کیا۔ جب یہ ہر دو مدینہ پہنچے مسجد نبوی کے پیچھے اپنے اونٹوں کو لٹا کے مسجد میں آئے۔ عمرو بن العاص کو مسجد میں دیکھ کے کہے کہ ہماری باریابی کے لئے امیر المومنین سے اذن طلب کیجئے۔ عمرو بن العاص نے بہت خوش ہو کر کہا کہ تم نے خلیفہ کے لئے بہت اچھا نام اختیار کیا کہ ہم مومنین ہیں اور انہوں نے ہمارے امیر پس اس بیعت اٹھا اور خلیفہ کے پاس جانے کے کہا **اَللّٰهُمَّ عَلَیْكَ یَا اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ** عمر فاروق سنے پوچھے کہ تم یہ نام کیسا ایجاد کیا انہوں نے صورت حال گزارش کی۔ اور کہا کہ آپ کے لئے یہ نام بہت بہتر اور سزاوارتر ہے خلیفہ نے قبول فرمایا اسی وزوہ نام مقرر ہوا اور وہی لقب لکھنے لگے۔ چوتھی خیابان حضرت عمر کے زہد و ورع اور کثرت عبادت و ریاضت اور قلت اکل و شرب اور حلم و تواضع بیان میں۔ طلحہ بن عبد اللہ سے مروی کہ ہاگاک عمر **اَنْ هَذَا نَافِیُ الدُّنْیَا وَ اَنْ غَنَیَا فِی الْاٰخِرَةِ** یعنی تھے عمر ہمارے میں زیادہ زہد کرنے والے دنیا میں اور زیادہ رغبت کرنے والے آخرت میں۔ اور ایسا ہی سعد بن ابی وقاص سے بھی مروی ہے۔ روایت ہے کہ ایک بار اپنی دختر ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے تشریف لے گئے بی بی نے چینی کے کانے میں تھندی آتش اور سپر روغن زیتون ڈال کے لے آئی۔ عمر فاروق نے ہرگز نہ پیا کا نسہ چینی اسباب تنعم سے رہنے کے بسبب اس سے احتراز اور فرمایا کہ ناز و نعم نہیں چاہتا ہوں جب تک دنیا سے سدا روں۔ اور ابن عباس سے مروی ہے کہ ہمیشہ عمر فاروق کا کھانا دس لقوٹوں سے زیادہ نہیں تھا۔ لاکھین کہ ایک بار خوشیوں کی ایک جماعت بی بی حفصہ سے کہنے لگی کہ تم اپنے والد ماجد سے کہیں کہ ہمیشہ جو ایسی شدت ریاضت میں مشغول ہیں بری ناتوانی لگتی ہے بارگاہی کبھی لذیذ آب و طعام تناول فرماؤ بی بی نے یہ سنے اپنے پدر بزرگوار سے گزارش کی تو فاروق اعظم فرمایا کہ **غَشِیْتَ اَبَاکَ وَ نَصَحْتَ لِقَوْمِکَ**۔ یعنی اے بی بی تو کہا اپنے باپ کو وہ ہو کا دیتی ہے اور اپنے خویشوں کی بھلائی کرتی ہے۔ انس بن مالک سے روایت ہے کہ عمر فاروق کے پیروں کو چار پوند لگے تھے ایک روایت ہے کہ دو کھندون کے درمیان چار پوند تھے **فَقُلْتُ** کہ فاروق اعظم جب ملک شام کی طرف رونق افروز ہوئے وہاں کے ارکان دولت و اعیان سلطنت استقبال آئے اس وقت جناب فاروق اونٹ پر سوار تھے انکے خواص عرض کئے کہ یا امیر المومنین یہاں کے اکابر اور اشراف آپ کے استقبال آرہے ہیں آپ گھوڑے پر سوار ہووین تو انکی شوکت اور دبدبائے دلیں جائے گیر ہوگا

فرمایا کہ اسی باتوں سے مطلب پائی نہیں ہوتی یہی کلمہ کام میں لکھو جس سے کھانا ہی تب آسمان کی طرف بٹھارے کیا لفظ کی کہ ایک بار مضرب
کی طرف سے ایک وکیل چرینہ کو لایا اور دریافت کرنے لگا کہ امیر المومنین عمر فاروق کہاں ہیں یا اپنے بادشاہ کا پیام تمہارا ہے
کہ کوئی کہا کہ امیر المومنین مسجد میں ہو گئے۔ نہیں اسے مسجد کی طرف لایا گیا وہ کھینٹائی کر کسی نہ پوش نے ایک اینٹ سرٹانے
لیکھ لیا تھی۔ یہ دیکھ کر پھر گیا۔ اور پھر لوگوں سے پوچھے لگا کہ امیر المومنین کہاں ہیں کہے کہ مسجد میں ہو گئے۔ وکیل نے کہا کہ میں
میں بھاؤ کیا تو ایک نہ پوش کے سر اوپر کوڑکی کر ایک اینٹ سرٹانے لے لے کھینٹائی۔ کہے کہ اس کو حصار سے نکلے
کہ ہمارا امیر اور خلیفہ ہی نہیں بلکہ جادوگر کا قادیان ہے۔ بروڑیکہ وہ مردان قلندر باشندہ ڈکڑا نہ بند
وہندو فرشتہ منشاہی ڈخست زیر سرور باد کی ہفت اختر با دست قدرت گرو منصب حسب جاہی ڈ وکیل نے عرض
پھر مسجد کی طرف گیا اور امیر المومنین کے حضور میں شرط تحت بجا لاکے باادب کھڑا ہوا اور ایسا رعب اور وہ ہماہر ہا
دل میں جانے گیو جوئی کہ کسی بادشاہ کے دربار میں اس کی حالت نبوی صلی علیہ وسلم یہ بیت حق کی نین ہی حق کی
کہ نہیں بیت یہ صاحب حق کی ڈ جسے نو اسے سدا ترسان رہے ڈ انس جان اس یقین لڑان رہے ڈ عرض
وکیل نے ترسان درازان بادشاہ کا پیام پہنچا یا اور امیر المومنین سے رخصت لیا اور کہتا تھا کہ میں بیت سے بادشاہ کو
سے ملا ہوں اور صلاحیت کے دربار میں رہا ہوں کہیں ایسا رعب نہیں پایا جو امیر المومنین کے حضور میں پایا لفظ کی کہ
بن رہی ہے کہا کہ جب امیر المومنین عمر فاروق نے مدینے کے لیے کی زیارت کا عزم کیا میں بھی ہمارا تھا جانے اور نہ گئے
وقت کہیں لے کے واسطے خبر اور خرگاہ نہیں تھا جیسا علی بن ابی طالب اور امیروں کو جو اگر کبھی بلایا امیر المومنین جس جگہ نزول فرماتے
ایک چار پر ایسے کمرے ڈال دیے اور اُن کے ساتھی آرام پاتے۔ اور عبد اللہ بن عمر سے منقول یہی کہ میرے والد کا نام ملا
میں شام کی طرف چھاؤ کے لئے جاتا ایک لشکر تیار ہوا سو مجھے بھی اردو ہوئی کہ میں بھی اس لشکر کے ساتھ جھاؤں چھاؤں
وٹاب حاصل کروں۔ تب سیر والد بزرگوار سے اجازت چاہی تو فرمایا کہ اے فرزند مجھے اس بات کا خوف نہیں کہ کہیں تو زمانہ نکلا
ہر جاؤ۔ میں نے عرض کی یا امیر المومنین کہ آپ سیر کا شخص پرہیز گار کرتے ہو۔ مگر مجھے سب انتظامات ہی کہ جب سلاموں
کو کافروں پر فوج و نصرت حاصل ہوگی اور کھارے کا چھٹا دارائے عورت بچوں کو قید کر کے سبایا میں لائیے کسی جاہل پر
جو جیل رہے تیری خاطر داخل ہو جائیگی میرا معتزلی کی نسبت جو ثابت ہے اس کی رعایت کرنے اس کو کفر قیمت سے تبر
حوائے کر لیکے ظاہر میں تو اس کو فرمایا ہو گا اور فی الحقیقت نہ لایا ہو گا مصلحت یہ ہے کہ میں ہی کہ اب تو مجاہدے اپنی چھا
فلس میں مشغول ہے۔ اور نقل یہی کہ ایک دن ہنر پر سواتے اور لوگوں کو وہ خط نصیحت فرماتے تھے اتنے کلام میں کہ اگر لوگ
سوڑنے لگے اور نہ کھانہ ہر چالیس آٹے سے جو ایک دو چالیس آم کا ہو تا ہی زیادہ نہ بننا چاہئے کہ کوہ پیر میں عالم سب لایا
آدم اپنے اذواج مطہرات کا ہر چالیس آٹے سے زیادہ نہ بننا ڈا ہی جس نے اس حد سے بجا وڑ کر کھا تو زمین کھڑک
ہوں کہ اس کی زیادتی کو بیت المال میں داخل کریں۔ تب ایک بوڑھی اچھی آدمی اور عرض کی کہ یا امیر المومنین آپ کے منصب

بزرگ کے لائق نہیں کیسی بات فرماؤ گیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ **وَاتَّيْتُمْ أَخْذُ لَهُنَّ قَطْرًا فَلَا تَأْخُذُوا مِنْهُ**
 شینت عمر فاروق یہ بات سنے ہی متنبہ ہو اسوقت انصاف کے مقام میں آئے فرمایا **اِنَّهَا اَصَابَتْ وَرَجُلٌ اَخْطَا**
 یعنی ایک عورت راستی پر لٹی اور مرد خطا کیا۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ جب امیر المومنین منبر سے اترے اور تشریف لیچے
 قریش کی ایک عورت سر راہ پر اسے بل کے عرض کی کہ میرے باب میں آپ نے جو فرمایا وہ بات نص قرآن کے مخالف ہے اور ایت
 مذکور پر ہے۔ عمر فاروق وہ سنے ہی متنبہ ہو اور اسوقت اگے منبر پر نہار ہو کر فرمایا کہ لوگو میں نے میری زیادتی جو منہ کی تھی وہ میرے
 سے خطا ہوئی اب اس سے رجوع کیا ہوں۔ اب ہر شخص اپنے مال سے جس قدر چاہے اپنے پاس نہر مانڈھ لے اور کہتے ہیں کہ ایک بار ایک
 رعیت سے بات کر رہے تھے سوائے کلام میں اسے کہا کہ **اِنَّ لِقَاءَ رَبِّكَ اَكْبَرُ** یا **اَكْبَرُ** یعنی اسی مومن کے امیر اللہ سے قدو
 نب حاضر ہے ایک شخص نے کہنے لگا کہ تو امیر المومنین سے ایسی بات کہتا ہے تب فاروق اعظم نے کہا کہ اسکو چھوڑ دو واقعی بات مجھے
 پہنچاؤ اور نکو بھی جب ضرورت ہوگی میرے ساتھ ایسا ہی کہا کرو روایت ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ کی ہجری پر ایک پر نالہ تھا ایک روز
 فاروق اعظم نے لباس پاکیزہ پہن کے مسجد کعبہ کی طرف تشریف لے گئے تھے جب انکا گذر عباس رضی اللہ عنہ کی جہاز کی نیچے سے
 ہوا اس وزائے گھر دو مرغی کھڑے تھے ہوا کا ہوا پانی کے ساتھ آمیز ہو کر اس بنائے سے ٹپک رہا تھا ناگاہ اس سے چند قطر
 فاروق اعظم کے کپڑے پر پڑے اس بنائے سے لوگوں کو مزہ پہنچا ہے کہ حکم کیا کہ اس بنائے کو اسکی جگہ سے نکال دین پس اپنے گھر
 کی طرف مراجعت کی پھر لباس بدل کے مسجد کعبہ کی طرف تشریف لے گئے۔ جب نماز سے فراغت حاصل ہوئی عباس نے کہنے لگا کہ امیر
 المومنین قسم ہے اللہ پاک جلشانی کہ وہ بنالہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ماتھے سے لگا یا تھا پس عمر فاروق یہ بات
 سنے ہی نہایت مضطرب و بیقرار ہو گئے اور کہنے لگا کہ یا عباس میں نے تو قسم دیا ہوں پروردگار پاک جلت عظمتہ کی قسم میرے
 کہندوں پر حیرت کے اس بنائے کو جہاں حضرت نے رکھا تھا وہاں رکھ دیجئے۔ جب اس باب میں بہت ہی الحاح اور مبالغہ کئے
 عباس نے قبول کر کے اس بنائے کو اسی جگہ لگا دیا۔ اور عمر فاروق سے مروی ہے کہ اپنی خلافت میں فرماتے تھے کہ اگر ایک
 بکر ابھی دریا فرات کے کنارے ہلاک ہو گا میرا گمان یہ نہیں کہ میرے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسکے حال سے سوال کرے گا۔ اور متقول
 کہ فاروق اعظم کی خلافت میں ایک زینب مرثیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ بری جلدی دوتے ہوئے جا رہی تھیں اس جلدی کا
 سبب دریافت کیا تو جواب دیا کہ حدقات کے اونٹوں سے ایک اونٹ گم ہو گیا ہے اسکے دھونڈنے کے لئے جانا ہوں۔
 جناب امیر نے کہا کہ یا امیر المومنین آپ کے بعد جو خلیفہ ہو گا آپ نے اسکو رنج و شقت میں ڈالا فاروق اعظم نے کہا کہ یا ابوالحسن
 اس میں ملامت نہ کیجئے قسم ہے اس پروردگار جلشانی کہ جس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو راستی کے ساتھ
 خلق کی طرف بھیجا کہ اگر ایک بکر کا بچہ بھی آب فرات کے کنارے ضائع ہو گا تو قیامت کے روز عمر کے سبب خطاب عتاب میں
 پس جیس شخص کے واسطے ایسا روز دیکھیں ہو اسکو ایسی جلدی پر ملامت کی جگہ نہیں۔ اور لائیں کہ لوگوں نے بن عباس
 سوال کیا کہ عمر فاروق کا حال انکی خلافت میں کیسا تھا انھوں نے جواب دیا کہ انکا حال اس پرند کے مانند تھا جو نہایت حیران و مترا

آئی اور یہ جن طرف جانا چاہتا تھا وہی دیکھتا تھا اور پھر چلا گیا اور پھر نہیں پاتا تھا۔ اس وقت تو ابھی کہ عمر فاروق نے سوچا ہے
ایسا کیا کرتے تھے کہ کاش میں بکرا پر تائب بھی فرما کر دیتے جب کوئی جہان آتا مجھے فرما کرتے اور جہان کو کھلا کاش میں انبیا
ہوتا۔ اور ہاں کیا زمین سے پناہ لے لے اور کہنے لگے کاش میں یہ نہ پاتا جو کاش میں یہ نہ پاتا کاش میں یہ نہ پاتا کاش میں یہ نہ پاتا
کاش میں یہ نہ پاتا۔ نقل ہے کہ خوف الہی سے اس قدر ڈرتے تھے کہ ان کے ہر دو رخسار پر دو گریں پڑ گئیں تھیں۔ عباس رضی اللہ
عنه کہتے ہیں کہ میں عمر فاروق کا سپاہی تھا کسی کو کھانے کا منہ نہ دیا تو وہ کہتا تھا کہ میں نے گناہ سے اور دن کو روزہ رکھنا
اور لوگوں کا جتن دیا کرتے تھے۔ اس وقت تو ابھی کہ کوئی ایک بی بی نہایت خوبصورت اور حسینہ تھیں متعجب تھے حدیث میں کہ اللہ
جسمیل بنی اسرائیل کے اس بی بی کے ساتھ جریعت رکھتے تھے جب یہ منہ خلافت پہنچے اس وقت کا خوف ہو کر کہیں خلافت
شرح کوئی بات میں بی بی سفارش کریں تو ایک سال محنت کے سبب قبول کر لیں اس اندیشے سے ان کو طلاق دیا اور ان کا سبب ہر
اٹھایا جب ہر ایک مدت گزر گئی تو خلافت اور بادشاہت کے ہمت میں برا بھلا اور دروغ محال ہوا ان کے دل میں یہ بات قرار
پائی اور وہ یزید تھیں کویتی کہ میرا نفس غلوب ہو گیا کسی غلوں کی خاطر کے واسطے ہر وہ خلاف شریعت کی طرف میل ڈال کر کتاب
پھر ہر کوئی کہ اپنے نکاح میں لایا ان دنوں کی بی بی حلت کو تھیں۔ اور نقل ہے کہ ایک روز وہی خلافت میں ہو کر گیا
کہ مرا کوئی تائب نہیں میں مسجد میں حاضر ہوں میں جب خدا کے اور ب لوگ جمع آئے تائب نہیں ہو رہا ہوں تو اس وقت حاضر تھیں
یہ جہان تک کہ مسجد لوگوں کے گھر گئی تب کہنے لگے کہ شکر سپاس اس خالق متعالیٰ کو سزا دے گی جو پروردگار عالم ہی حضور میں ہو گا
ایسا دیکھا کہ اپنے گھر کی ایک خردو کا طعام دیا کروں اور اس وقت اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسی عزت کے مرتبے کی پہچان کر دی کہ
اور جہاں پس منبر سے اتر گئے۔ لوگوں نے اس کا سبب پوچھا تو فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ ایک روایت میں بھی لکھا
فرزند عبد اللہ نے پوچھا تو فرمایا کہ میرے باپ کو نفس آوارہ عجب اور پندار میں لایا تھا سو میں نے چاہا کہ ہر گز شامی دونوں اس
پندار کا بدلہ ہو جاوے۔ اور کہتے ہیں کہ کوئی بانی کا شک اپنے گھر کے لیے اپنے گھر کے لیے جاکر کھانا لایا۔ ایک روایت میں بھی لکھا
کہ میرا نفس عجب میں آیا تھا سو میں نے اس کو ذلیل کیا۔ پانچویں خیابان بیت المال سے حضرت
عمر کے تصرف اور ان کی داناتی و فراست اور انصاف و عدالت
اور اتباع سنت و اجترار بدعت کے بیان میں۔ روایت میں بھی اس کا
فرمان ہے کہ جاہل اور اگاہ ہر کہ مسلمانوں کے بیت المال سے عمر کو دو جنت لباس ایک مردی کے ہوسکے تھے دوسرا گری کے
ایک کے واسطے اور مرکب اس کا ج و دھڑ اور چاکہ سفر میں کام آوے۔ اور طعام تاکہ اس کا واسطے اہل دنیا کا قوت ہو سکے اور
وہ قوت بھی قریش کے ایک بیادہ شخص کے کہ لکھا تھا کہ فنی ہر نہ فقیر حلال کی۔ ایک روایت میں بھی کہ قرآن کریم بیت المال میں ہر
تصرف اس تصرف کے مانند ہی کہ میری ہر پورتن کر نہ لایا تھیں مال میں بعد از احتیاج تصرف کرے۔ میں فلاں کے حال میں ہوں تو
اس سے تنفق کروں گا۔ اور فقر کی حالت میں ہوں تو احتیاج کے موافق بلو و معروف لیا کروں گا۔ اور جب میں محتاج ہوں تو

بیت المال سے بولیا ہر بن بھر دو گنا۔ یہ بات جناب فاروق اعظم سے اس آیت کی طرف اشارہ ہی من کان غنیاً فلیستغنی
 وَمَنْ كَانَ فَقِيراً فَلْيَاكُلْ بِالْمَعْرُوفِ کہتے ہیں کہ امیر المومنین کو جب احتیاج ہو تو صاحب بیت المال کو قرض لیتے
 اور جب صاحب بیت بیت ہو قرض ادا کرتے۔ اور کبھی ٹنگی ہوتی تو صاحب بیت المال اپنے قضا کرنا۔ اور جب بیت المال کا حصہ بخلت
 وہ قرض ادا کر دیتے۔ اور انکی فطانت اور فراست ایسی تھی کہ ان عمر کہتے ہیں کہ کوئی چیز ایسی نہیں کہ عمر فاروق نے کہا ہو کہ میں
 کھان کر تباہ ہوں کہ وہ کام ایسا ہوگا تو وہ ویسا ہی ہوتا جو آپ گمان کئے ہوں ایک روز ایک قریش کے جمع میں تشریف
 رکھی تھی ایسے میں ایک شخص نے گزرا اسکو دیکھ کے فرمایا کہ میں نہیں سمجھتا ہوں کہ میرا گمان خطا کرے کہ یہ مرد جاہلیت میں
 قوم کے دین پر بھی پاکا ہن ہی۔ پھر فرمایا کہ اسکا حال دریافت کریں۔ جب ہتھیار کئے تو وہ کاہن تھا۔ اور انکی عدالت
 ایسی تھی کہ عروہ بن زبیر سے مروی ہے کہ جب وہ شخص باہم جھگڑے کے انفصال کے لئے آئے پاس آئے تو امیر المومنین دوزانو بھیجے
 اور کہتے بار خدا یا کہ مجھے مدد کیجئے نا ان ہر دو کے درمیان عدل فرمائی سے حکم کروں کیونکہ ہر دون میرا دین لیجانے کے
 ورنہ میں سویری اعداد کا امیدوار ہوں۔ لاکھیں جب کسی عامل کو کسی ملک پر مقرر کرتے تو ایک دستور العمل ایسا لکھ دیتے کہ تتم
 اور کمال سے دور رہا اور نیت و رفاہیت پناہ ہے اور ترکی گھوڑے پر سوار ہو دے اور جادو گر ان قیمت اور نرم نہ پیسے اور حفظ
 سوزی کی روٹی نہ کھاؤ اور اپنے نکاح کا دروازہ بند نہ رکھے اور دیوڑی پر دربان رکھے تاکہ لوگ آسانی سے آویں اور ہر گز اپنی
 حاجتیں طلب نہ کریں اور عامل سے عہد لیتے کہ فرماں کے مضائقہ نہ کرے اور عدالت کی راہ مستقیم عدول نہ کرے۔ اور ان
 عمر سے منقول ہے کہ جب امیر المومنین عمر فاروق کو کوکھ اور وہنی کرتے اس وقت اپنے گھر آکے اپنے اہل و اولاد کو اور خوشیوں
 و تالابوں کو اور دوستوں اور یاروں کو جمع کر کے فرما کہ میں لوگوں کو ظلم کا کام منع کیا ہوں اور مقررہ لوگ تمہارے طرف
 ایسا کہتے ہیں جیسے پرندہ گشت پر کہ تمہارے کیسے اس کام تک ہوگا تو وہ بھی اس پر جنسارت اور اقدام کریں گے اور تم اس
 پر برسر کرو گے تو سے بھی اس سے دور رہیں گے۔ آگاہ رہو کہ اگر تمہارے کسی شخص کو کام کیا ہوگا کہ جسکو میں منع کیا تھا تو اسکو دوسرے کے
 بیعت و ناعذاب دو گنا۔ اور منقول ہے کہ جب امیر المومنین کعبہ کے حج کے واسطے نکلے اطراف و اوجاع کے عاملوں کو لکھے
 وہ بھی حج کے لئے آویں تاج کے موسم میں طاعات پر جب کہ معطر میں سب اکٹھے ہو کر نماز کی لوگوں میں عاملوں کو نرم و سست
 نہیں مقرر کیا کہ تمہارے عاملوں کی چیز انکو پہنچے بلکہ انکو عامل اس گدانا ہوں کہ تمہارے میں پردہ اور حامل رہیں۔ تاہم ایک
 دوسرے پر ظلم و ستم نہ کریں۔ اور وہ حذر کا حق دلاویں۔ پس میرا عاملوں کو گدن پر تمہارے کسی شخص کا حق باقی رہے تو
 چاہئے کہ لکھے اور حلف کہہ دیو کہ کسی کی روز عایت کر کے ہرگز پوشیدہ نہ رکھے۔ یہ حکم سننے اگر کوئی اتھ کھڑا ہوتا اور
 کسی عامل پر اپنا حق ثابت کرنا تو اس وقت اسکو دلا۔ اور اس عامل کو بری نادب فرما کے اسکو معزول کرتے اور اگر کوئی نہ
 اتھ کھڑا ہوتا تب عاملوں کو قسم دیکے پوچھتے کہ تمہارے کسی ظلم کیا ہے اور یا کسی کا حق کسی کی گدن پر باقی۔ تب جو عامل ظلم کا
 اپنی پاکی ظاہر کرنا اسکو خدمت پر بحال رکھتے۔ اور جسے سو گند نہ کھا تا اسکو معزول کر کے دوسرے کو اس کے قائم مقام کرتے۔ تاہم وہ

پیرے۔ جناب فاروق کے کلام کا مصداق یہ حدیث شریف ہی کہ اِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ وَخَيْرُ الْمَلِكِ هَدْيٌ مُحَمَّدٌ وَشَرُّ الْأُمُورِ مُحْكَاةُهَا وَكُلُّ مُحَدَّثٍ بِذَعْرٍ وَكُلُّ بِذَعْرٍ ضَلَالَةٌ۔ چھٹی
 خیابان حضرت عمر اپنی خلافت میں مدینہ کے بازار میں رات کے وقت
 گشت کرنے اور بیگیوں کی اعانت و امداد دینا لائے اور فتنہ و فساد
 دور کرنے کے بیان میں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ تَكَلَّمْ عَلَى كَلِمٍ رَّاحَ وَكَلَّمْ
 مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ۔ یعنی خبردار رہو کہ تم سے ہر فرد رعیت رکھنے والا ہے اور تمہارے سے ہر ایک اپنے رعایا
 سے سوال کیا جائے گا۔ اب جانئے کہ راعی یعنی بکرے پرانے والے کو ہمیشہ یہ بتا چاہئے کہ سب وقت اپنے بکروں کا گھبراہٹ
 اور کوی دم انکی محافظت سے سستی کرے اور غفلت روا نہ رکھے تالا ند گوں اور درندوں کے پیچھے میں گرفتار نہ ہو۔ اور ان کے چارے
 اور پانی اور انکو رکھنے کی جگہ سے خبردار رہے کسی وقت ان سے بے خبر نہ رہے تاکہ انکو کچھل نہ بیٹھے اس طرح نوح انسان سے ہر فرد خصوصاً مالک
 کو واجب اور لازم ہے کہ اپنے رعایا کے حال واقف رہیں انکی عہدہ برائی سے غافل نہ ہوں انکے کھانے پانی کی چیزیں اور جن
 چیزوں کے ساتھ انکو احتیاج ہے اچھی طور پر انکو پہنچا کر بن بلکہ ان پر تربیت پداری اور شفقت مادی و مذول رکھے۔ نقل
 کہ جب عمر فاروق سند خلافت پر بیٹھے اللہ تعالیٰ نے انکو رعیتوں کی حالت اور انکی تربیت پر ایسا متوجہ کیا اور انکی دلیں اسی شفقت
 والی کہ جب کیا بیان میدان تحریر و تقریر میں سماتا نہیں اپنی خلافت میں رات کے وقت مدینہ کے بازار میں سیر کرتے اور غریب
 و فقرا کے حال پر شفقت فرماتے تھے۔ صحابہ کی ایک جماعت روایت کرتی ہے کہ ایک رات امیر المومنین فاروق اعظم گشت
 کے لئے نکلے ہم بھی ہمراہ تھے جب آپکا گدرا ایک خیمے پر ہوا اس خیمے سے ایک عکس آواز آئی امیر المومنین نے ہکو فرمایا کہ تم ہیں چھوڑو کہ میں
 نزدیک جا کے سنتا ہوں کہ یہی آواز ہے پس نزدیک تشریف لے گئے تو اس خیمے کے اندر ایک بوہی عورت کو دیکھا کہ حوض
 کات رہی ہے اور یہ بیتن کمال رقت سے پرہی اور حضرت کو یاد کر کے شوق اظہار کر رہی ہے ۛ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَوٰۃُ
 الْاَبْرَارِ ۛ صَلَّی عَلَیْہِ الطَّيْبُوْنَ الْاَخْيَارُ ۛ قَدْ كُنْتُ قَوَّامًا بَکَاۗءًا اِبْلَا شَحَارٍ ۛ يَا لَيْتَ شَعْرِي
 الْمَنَیَا اَلْهَوَارِ ۛ هَلْ جَمَعْتَنِي وَجِیْبِي الدَّارِ ۛ پس یہ سنتے ہی امیر المومنین کو رقت ایسی غالب ہوئی کہ بلبل آواز
 سے روڈ پھر ہکو بلبل ہم سب خیمے کے دروازے کے پاس گئیں بار اذن طلب کرنے کے طور پر سلام جب اسنے اذن دہی
 اندر گئے امیر المومنین نے خواہش کی کہ وہ بیتن پھر وہاں اس بوہی نے وہ بیتن پر ہی۔ امیر المومنین کو رقت بہت غالب ہوئی
 سو رونے لگے پھر اس سے چاہا کہ عمر کا ذکر بھی اس میں داخل کرے تب اسنے یہ مصرع کہی ۛ عُمْرٌ فَاعْفِرْ لِّمَا عَفَاۡنَ
 سَائِبُ بْنُ جَبْرِ جَابِ عِبَاسٌ کَا مَوْلَاۤیَ نَقْلُ کَرَامَیْ ۛ امیر المومنین ایک شب بیتن کے بازار میں سیر کرتے تھے اتفاقاً ایک ضعیف
 کے دروازہ پر آگاہ رہا اسنے اپنے گھر میں منہم ایک شعر پڑھ رہی تھی انہیں سے یہ بیتن ۛ تَطَاوَلَ هَذَا
 الْيَلُّ شَرِي كَرَاكِبُهُ ۛ وَارَقَنِي اِنْ اَلْهَبِیْعَ اَلْاَعْيَیْ ۛ فَوَاللّٰهِ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ اَنَّى اَرَا قَبَهُ ۛ لَحَرَمَكُ

من هذا السن من جوانب سرحد آفریقا کے کئی حصے کو اللہ میری وحشت اور تہائی اور میرے شوہر کی جدائی میں عمر فاروق کی
 پر نہایت پہچان ہوئی اور انہوں نے گھر میں اپنے بل وصال کے ساتھ خوش گذران اور مرقا لال ہیں۔ اور میرا شوہر عزت و کرامت اور
 سفر کی بوج و شرف اور وطن کی مفارقت میں گرفتار۔ اور میں اسکی جدائی کی حد میں اتنی نار۔ جب امیر المومنین نے وہاں سے
 وقت انگریز تاجین سے بیقرار ہو کر روکا اور کہا کہ تمہاری اللہ تعالیٰ مجھ سے جو فیض اور لباس تیری اس عورت کے واسطے روانہ
 فرمایا اور میرے شوہر کو حکم کیا کہ اس کے مرد کو جلد روانہ کریں۔ ایک روایت یہی کہ ام المومنین حضرت رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا
 کہ عورت اپنے مرد کی مفارقت پر کس حد میں صبر کر سکتی ہے۔ بی بی نے کہیں کہ چھ مہینے پس حکم فرمایا جو شخص کسی عورت دیکھتا ہو
 اسکو چھ مہینے سے زیادہ انکسور نہ کرے اور اگر اس کو سنو کہ اس نے کہا کہ ایک شب امیر المومنین نے جب گشت کے لئے نکلے تو میں
 ہی ہمراہ تھا اس وقت کہ ایک گھر کے دیوار کو توڑ دیکے ایک عورت کو دیکھا کہ وہی شب بجاؤ گئی تھی۔ اس گھر میں ایک بوڑھی
 نے اپنی لڑکی سے کہنے لگی کہ تمہارے دو دھرمین ہائی ملاؤ۔ لڑکی نے عقد پر کے اپنی ماں کہا کہ کیا تو نہیں جانتی تھی کہ امیر المومنین عمر
 فاروق غار کاہن کا تختہ رجب اللہ بنی مالک سے بیٹے دو دھرمین ہائی ملاؤ۔ اسکی ماں نے کہا کہ میں جیسا کہ چاہوں
 وہ حاصل کر لے اور امیر المومنین نے اپنی منادی کو حکم کیا کہ اس کا خبر لے کہ لڑکی ماں اگر عمر حاضر نہیں لگے عمر کا پروردگار
 حاضر و ناظر ہی اللہ بہت سزاوار نہیں کہ لوگوں کو مرد و عورت کے فراموش و بے پروا کر دے اور اسکی سزاوار ہی کریں۔ امیر المومنین
 کو یہ بات نہایت پسند آئی بہت خوش وقت ہو کر وہی کہہ سکتی تھی کہ مجھے حکم کیا کہ اس کو اس گھر کا نشان کے پیر و سرور دیکھے
 اس کے گھر پہنچے اسے خیر و نیک خبر کی نسبت اپنے فرزند از حد و حکم ساتھ مقرر کی جب ہر دو کا مخلص منعقد ہوا اس بی بی کی ایک
 لڑکی پیدا ہوئی اس کے حکم سے عمر بن العزیز پیدا ہوا۔ اس کو ہی منقول ہے کہ ایک شب امیر المومنین جب گشت کے لئے نکلے تو میں
 بھی ملازم تھا دیکھنے کے باہر روئی فرماؤے دوڑ کر آتش کی شعلہ نظر آئے لگی فرمائی کہ ای اسلم میری خوشی جو نظر آتی ہے میں بہت
 ہوں کہ وہاں چند عورتوں سے ہوں پس بہت جلد سے اس کے پاس گیا کہ دیکھتے ہیں کہ ایک عورت چوہے پر باندھی چرائی تھی
 اس کے اطراف چند بچے گھیرے ہوئے تھے کہ سے فریاد کرتے ہیں۔ وہ عورت انکو سمجھاتی تھی کہ تم تھوڑا وقت لیٹ جاؤ میں تمہارے
 واسطے باندھی چرائی ہوں تم ہر شیا پر کھانسی پک جائیگی امیر المومنین کمال شفقت سے اگلے گھر سے آئے اور کہے اللہ کے حکم
 با اصحاب لانا اس عورت نے سلام کا جواب دیکھے کہی کون ہے امیر المومنین نے اگلے جا بکے اسکا احوال دریافت
 کیا۔ وہ عورت نے شب کی اندھیری ماہ اپنی عزت و کرامت کی بھائی کر کے کہنے لگی۔ کہ یہ میرے شوہر کو کھانسی پک کی آتش
 سہلی ہے سو کھانا دے کر دے تیں کہ یہ اس کے واسطے میں نے چولا سلگیا کہ یہ باندھی چرائی ہوں اس میں نے کھانا دے کر دے
 یہ جیل سے لے گئی ہوں انکو تسکین حاصل ہوا اور انکو نیند آجاء اللہ تعالیٰ ہماری داد و عمر بن الخطاب سے کہ اسکی خلافت میں
 ہمارا حال اس پنج پر ہے۔ امیر المومنین نے ہم سے کہا کہ اس کو تمہارے حال سے کیا خبر۔ تب اس عورت نے کہا کہ جب اپنے
 رعیتوں کے حال سے خبر نہیں لے سکتی تو کس لئے اسے شہرہ کی حکومت کا بار اپنے سر لیا ہے۔ امیر المومنین نے اسے ہی ہمراہ ہوا

مدینہ کی طرف بہت جلد سی چلنے لگے۔ میں بھی پیچھے چلا تھا سب الال کے خزانے کا دروازہ کھولا ایک تھیلا بھر کے آٹا اور جن چیزوں کے ساتھ احتیاج ہو ان سب چیزوں کا ایک بسترہ باندھ کے اپنے کھنڈ پر تھائے میں ہر چند التماس کیا کہ یہ بسترہ تجھ کو دیکھنے میں اٹھا لے آؤں مگر قبول نہ کیا اور فرمایا کہ فردا قیامت میرا روتا تھا نیگا القصہ اس وقت وہ عیزین بہت جلد سی لجا کے اس عورت کو پہنچائیں۔ اور فرمایا کہ جلد اس کے روتھان تیار کر کے اپنے بچوں کو کھلاؤ اس عورت نے بہت خوش ہو کے جب بچا نے لگی بکراں کے کام میں آپ بھی اعانت فرمائی جب وہ بچے تناول کئے اور بکین پڑے آپ وہاں سے اٹھ کے چلے اس عورت نے دعا کی کہ جبرائیل اللہم خیر۔ اور ہمیں پہچانی کہ وہ عمر فاروق میں سوہنے لگی کہ مسلمانوں کی حکومت و خلافت کے لئے تم ہی بہت انسب و سزاوار ہو۔ اور نقل ہی کہ اخف بن قیس عرب کی ایک جماعت کے ساتھ عراق کی طرف سے امیر المومنین فاروق اعظم کی خدمت میں آیا اور اس وقت دیکھا کہ اپنا عبا کر پر باندھے ہو اور دامن سمیٹے ہو ایک اونٹ کے دہونڈے میں جو صدقے کے اونٹوں میں گم ہوا تھا دہوپ کی شدت میں دوڑا دوری کر رہے ہیں۔ اخف کو دیکھتے ہی کہا کہ اے اخف صدقے کے اونٹوں سے ایک اونٹ گم ہوا ہے اور وہ یتیموں اور مسکینوں کا حق ہے میں نے اس کے دہونڈے کے لئے نکلا ہوں تو بھی اس کی جستجوئی میں ایک ساعت میری رفاقت کیجئے تب اس جماعت سے ایک شخص نے کہا یا امیر المومنین رحمک اللہ صدقے کے غلاموں کے غلام کو کس لئے آپ حکم نہیں فرماتے ہوتا اس کا کام پر قیام کرے فرمایا جو شخص مسلمانوں کا دالی ہو دیگا اس پر ان کی خیر خواہی اور شفقت اور ادا امانت ایسی واجب ہو کر تی ہے کہ غلام پر اس کے آقا کے لئے واجب ہو۔ اور مروی ہے کہ ایک دن دہوپ کی بنایت شدت میں اپنی ازا پر اسے ہو کر باندھے ہو صدقے کے اونٹوں کو مالش دے رہے تھے تب ایک مرد نے عرض کی یا امیر المومنین آپ کے منصب کو یہ بات لایق نہیں ہے کہ اپنے ہاتھ سے یہ کام کریں حکم کیجئے کہ تا دوسرے یہ کام بجا لویں تب فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ان اونٹوں کا نگہبان کیا ہے کل قیامت کے دن میرے سے سوال کریگا نہ دوسروں سے۔ اور عبد الرحمن بن عوف سے منقول ہے کہ ایک شب میں نے نازعنا سے فارغ ہو کے اپنے فرش پر لیٹا تھا ناگہان ایسے میں امیر المومنین عمر فاروق میرے گھر تشریف شریف ارزانی فرما میں نے گزارش کی کہ کیا چیز باعث ہوئی کہ اس وقت قدم رنجہ فرما کاش مجھے اطلاع ہوتی تو حاضر خدمت ہوتا فرمایا کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ مدینہ کے باہر ایک قافلہ آئے نزول کیا ہے۔ اس قافلے کے لوگ جب سفر کی تاب اور شفقت کھینچے ہیں ان پر خواب غلبہ کر گیا ہے سب استراحت میں مشغول ہو جاوینگے پس بہتر ہے کہ تم میری رفاقت کریں تا آج کی شب ہم قافلے کے نگہبان رہیں۔ میں نے یہ بات سننے ہی اٹھا ہم ہر دو ملے چلے وہ قافلہ ایک تیلے پر نزول کیا تھا جب وہاں چاہیے امیر المومنین نے حکم کیا کہ تم استراحت کرو حسب الحکم میں نے لیٹا تو جلد میند لگئی۔ امیر المومنین آپ تہا بیدار رہا اور نام شب قافلے کی نگہبانی کی میرے سوا اس بات پر اور کوئی مطلع نہ ہوا۔ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ کہتے تھے اللہ تعالیٰ عمر بن الخطاب کے روضہ پاک پر ابر حرمت برسا و جب انکی خلافت میں ایک سال بڑا قحط پڑا تھا جس کو عام الرماد کہتے ہیں اسی قحط کے

ایام میں ایک نیشن کی کہ انھوں نے انج کے دو بیٹے پکڑے رکھے ہوئے اور گلی کی ایک نکی پتے ماترین کے جو پٹے میں اہل اسلام کا
 کوئی عداوت نہ تھی بلکہ ہر ایک کو جو چیزیں اٹھانے میں وہ بھی مدد کر لائی جب مجھے دیکھ کر پوچھنے لگے ای اور ہر وہ قوم کہاں سے آئے
 میں نے کہا یہ ایلرونین ایک کام کے لیے گیا تھا جس میں بھی ہمراہ ہو گیا اور وہ اسباب اٹھانے میں اپنی باری کرنے لگا بیان ملک
 ہر چیز جو اہل مذمت چاہیے۔ کہا دیکھتے ہیں کہ دمان بنی مغارب کے میں مگر وائے تابانی وہ آفت کشیدہ کے اترے ہیں ایلرونین
 نے ان کو پوچھنے لگے کہ تم سرزمین پر آئے گا کیا سبب ہی تھا جنوں نے عرض کی کہ ہم قسط سال کے سبب بہت کمزور تھے
 اپنے وطن سے نکلے اور اپنی قوم و قریب سے جدا ہو گئے اور ایک مدت پہلے کھانے پانی سے محروم تھے میں کہیں جہازوں کا سامنا نہ
 کھاتے ہیں اور خشک سال کے سبب وہ بھی طمانین جب ایلرونین نے میرا ہاتھ پکڑا تو میں نے اپنے کھتے سے وہ اتار کے اپنے زمین
 پر ڈالے اور چادر مبارک نکال کے رکھی پھر آپ پر ان شروع کیا۔ جب کھانا تیار ہوا ان سب کو میری گھلا دیا سب لوگ بہت
 خوش ہو کر اوشکر لہی بجایا ایلرونین اس وقت اسلم کو مدینے کی طرف بھیج کے اٹھے واسطے کئی اونٹ اور لباس انج منگو لے
 ان پر تقسیم فرمائی ہیں لوگ بڑی خوشی سے سفر فرمایا حال وقوع البال ہ کے اپنے وطن کی طرف روانہ ہو۔ تیسری شاخ
حضرت عمر کے بعض خصائص کے بیان میں۔ ملت اسلام میں اول جو ایلرونین سے لقب
 ہوئے آپ ہی ہیں۔ اور جماعت کے ساتھ اول جسے نماز تراویح قایم کی آپ ہی ہیں۔ اور قرآن مجید کا ذخیرہ میں جمع کرنے پر اول
 باعث ہو آپ ہیں۔ اور اسلام میں اول جسے جو تاریخ وضع کی آپ ہی ہیں۔ اور شراب و خمر کو اسی کوڑے سے دیا اول جسے جو مقرر کیا
 آپ ہی ہیں۔ اور غزوہ بدر اول جو رات میں گشت کرنے لگے آپ ہی ہیں۔ اور غزوہ بدر کے احوال اول خود دریافت کرنے لگے آپ ہی ہیں
 اور اسلام میں بیت المال کا خزانہ جسے مقرر کیا آپ ہی ہیں۔ اور لوگوں کی بھوک و غولوں کو اول جسے سزا دی آپ ہی ہیں۔ اور انوں
 اور بچوں کا پیما اول جسے منع کیا آپ ہی ہیں۔ اور چنانچہ کے نماز پر اول چار نگہ میں اول جسے مقرر کیا آپ ہی ہیں۔ اور اس کے
 اٹھے پہلے اور چھ کیر میں کہتے تھے۔ اور اسلام میں اول جسے وقف مقبرہ پایا آپ ہی ہیں۔ اور دیار اسلام میں اول جسے مسجد
 بنائیں آپ ہی ہیں۔ اور مدینہ سے اول جو نابواب کرنے لگے آپ ہی ہیں۔ اور انکی خلافت میں بہت ملک فتح ہوا اور انکا
 فتح ہر سال مسلمانوں کو پہنچے لگا۔ جیسے کوثر اور حیرہ اور سواد عراق اور جبال اور مدینہ اور بصرہ اور شام اور فارس
 اور کرمان اور جزیرہ اور مصر اور ہندوستان اور غیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ **تیسرا اکل حضرت عمر کے**
بعض کلمات مواعظ سمات کے بیان میں۔ منقول ہی کہ فرمایا علیکم رحمہم اللہ یعنی
 لوگو ذکر الہی کر آپ پر لازم کرلو۔ ہر روز ذکر خدا احسن است؛ اگر شکر خورون بود جان کند نہ است؛ اور فرمایا
 ہزل و مزاح پر بریز کر۔ کیونکہ وہ ابرو بجاتی ہی اور لوہن کینہ لاتی ہی۔ ہزل است آب فراست برینختن؛ اور
 برکات است برینختن؛ اور فرمایا اللہین مکر ایسم الکرم یعنی دین مکرسم کرم ہی اور فرمایا سن قل و رعلہ قل
 حیاء و من ذہب حیاء و مات قلبہ یعنی جسک پر بریز گویا تموری ہی اسکی حیاء بھی تموری ہی

فرمودہ کہی مدد اور دشمنوں سے دوری اور شورش کا کم کرنا۔ اور فرمایا علیؑ کا مالک بالصّدق وان ملکک ہے ہاں
 راست ہی کہے اگر تجھے قتل کریں۔ اور فرمایا یا ایاک ومو اخواہ انا حتی فانیہ ربما انک ان یتفکک
 فیضی ملکک ہے احمق کی دوستی سے بہت دور نہ رہو کہ وہ بہت چاہیگا کہ تجھے فتح پہنچا دے اس کا نکتہ فرمایا
 جائیگا۔ اور فرمایا کہ حق علیؑ کی توفیق الہی علیک ہے آج کا عمل کل پرست رکھ۔ ان فتوحات
 کے بیان میں جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں واقع ہوئیں۔
 روانہ کرنا مثنیٰ کو عجم کی طرف۔ لائے ہیں کہ جابر بن السمن عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے خلافت پر بیٹھے
 اول جو کام کرنا سے وقع میں آیا ہے اٹھا کہ خالد رضی اللہ عنہ کو معزول کر کے ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو لگا دیا ہے برفا
 کیا چنانچہ یہ مقدمہ لگے مذکور ہوا اس سبب سے سب مسلمانوں کے دل محزون و ملول ہو گئے۔ کیونکہ خالد بن ولید دین محمدی کی
 اطاعت اور امت احمدی کی تبری حیات و وقع میں آئی تھی سب غرض صدیق اکبر کی وصیت کے موافق عمر فاروق نے مثنیٰ بن جابر
 عجم کے جنگ پر سفر فرمایا انہوں نے عرض کی کہ جابر و انصار کی ایک جماعت ہزار دین تائیکے اتفاق و اتحاد و عجم والوں کے جنگ
 و جہاد پر کراہت میں۔ اور بعضے تو تاریخ لائے ہیں کہ مثنیٰ نے صدیق اکبر کے مین حیات ہی اپنے ملک مراجعت کی تھی جس
 عجم والوں نے ابو بکر صدیق کی رحلت سے کراہت کیا اور مثنیٰ سے جنگ کرنا ارادہ کر کے اطراف و ارحام کو تاراج کرنے
 لگے۔ اسلئے مثنیٰ نے جناب خلافت تک سے مدد طلب کی۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ مثنیٰ نے اپنے واقفین میں دیکھا
 کہ ایک خوبصورت مرد نے اپنے ناقہ میں ایک علم لیا ہوا انکی طرف آتا ہے جب نزدیک آیا وہ علم مثنیٰ کے ہاتھ دیا۔
 اور کہا کہ لو کہ فارس کی دولت و اقبال قریب الزوال ہے۔ تجھ کو چاہیے کہ امیر المؤمنین عمر بن الخطابؓ کے پاس جا
 اور اس سے مدد طلب کرے اور مجھ کو تباہ کر دے مثنیٰ جب اس فرمایا جاگھاٹھے بہت خوش ہوا اور اپنے لشکر کے
 سردار و کچھ قہار کر کے انسے شورش کی اور سیک کی طرف روانہ ہوا پر سب کی رامتھی ہوئی۔ پس سفر کا سامان
 آلودہ کر کے اپنے خواص کو ہمراہ لے کے مدینہ کی طرف روانہ ہوا یہ اس سے سفر میں رات ہوئی جب سب متوجہ ایک چارہ ہونے لگے
 ایسے میں اتنے غیب سے چند مہینے کی گزرتی تھیں کہ اسلام کی شوکت و نفرت اور کفر کی شکست و مذمت مذکور مثنیٰ سب کو ایک
 طمانیت و تسلی حاصل ہوئی مثنیٰ کا غلام اور خواص ہر وہ آفا نائی تھی اور ہر چلنے لگنے کی تہیہ ہی تھی۔ پھر مہینے قلعہ کے
 گھر میں الخیر میں پہنچے اور دریافت کی کہ امیر المؤمنین کہاں ہیں گو کوئی کہا کہ کار ہوا جو انصار اور تابعین کی بارگاہ ساتھ مہینے
 تشریف رکھی ہیں مثنیٰ نے سجدہ میں جا کے سلام کیا حضرت عمرؓ نے جواب دیکے پوچھا من انت کہ تم کون ہو کہا امامتھی
 بن حارثۃ التمیمیانی یعنی میں مثنیٰ بن حارثہ شیبانی ہوں جناب فاروق نے فرمایا تم جہاد کے و اھلاً
 میں نے تیری وصیتیں سنی ہیں اب تو کہاں آتا ہے اور کیا سبب کیا ہے کہنے لگے یا امیر المؤمنین عمرؓ نے غزوہ بدر میں
 علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں اہل فارس کے ساتھ جنگ کر رہے تھے بعض مہینوں کے دشمنوں سے انتقام لینے چکا اور بعضے بالی

خلیفہ کی جلت کے بعد سنے میں ایک اہل فارس سے جنگ کر نکارا وہ کر کے لشکر جمع کر رہے ہیں۔ اس لئے میں حاضر ہوا ہوں کہ عراق میں جو فوج اسلام پہنچی ہے آپ ہماری تائید پر انکو مقرر فرماویں ہم اور کو متفق ہو کر فارسیوں کا مقابلہ کریں عمر فاروق نے یہ عرض قبول کی اور پوچھنے لگے کہ عراق عرب کی زمین کیسی ہے اور دھان کون کون کی کیا حالت ہے۔ منشی کہنے لگے کہ عراق عرب کی زمین بہت بھی بہتر اور زرخیز ہے اس سرزمین میں خاک اور زربار ہے لاکھ دھان کے لوگ اگرچہ قوی ہیں اور عظیم الجثہ ہیں لاکھ بہت کم قوت اور بد دل ہیں۔ منقول ہے کہ حضرت عمر نے چند روز متواتر بر سر منبر خطبہ پڑھتے تھے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور حضرت پرورد و دو مسلام بعد لوگوں کو عمر بن الخطاب کے جہاد پر ترغیب دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں فتح و نصرت دیوے گا اور کسری کے خزانے اور بہت سے غنیمتیں ملنے لگیں۔ پس نکو چاہئے کہ فارسیوں کے جنگ میں دلیری کریں دین کے دشمنوں کو مستاصل کر دیں۔ کوئی شخص جواب نہیں دیتا۔ اور سب اب میں اقدام نہیں کرنا تھا۔ کیونکہ خالد بن ولید کو معزول کر دینے سے اکثر لوگ بہت دگڑ اور طول تھے اور بعضے فارسیوں کی کثرت اور رشوت سے کئے سنستی کرتے تھے۔ منشی یہ حالت دیکھ کر اٹھ کھڑے رہے اور کہنے لگے کہ اے مسلمانوں سنستی نہ لو سب اب میں جرأت کرو بارگاہ الہی جلشانہ سے فتح و ظفر کی امید قوی رکھو اب جانو کہ اہل فارس سے جنگ کرنا مشکل نہیں بلکہ سہل و آسان ہے انہیں میں تفرقہ اور پریشانی لگنی ہے حیرہ اور سواد کو فہ ہمارے تصرف میں لگیا ہے اور ہمارے دس ہزار مرد جنگی و ماں حاضر اور ہمارے منتظر ہیں ہمارے طرف سے تھوڑی مدد بھی پہنچے تو وہ قوی دل ہو جائیں ابو عبیدہ ثقفی جو کبار تابعین سے تھے اٹھ کر کھڑے رہے اور عرض کی کہ اسباب میں سب سے اول میں عزم کرنا ہوں۔ اور یہ بات غایت صدق و اخلاق سے کہتا ہوں۔ اور سلیط بن قیس انصاری جو اہل بدر سے تھے اور سعد بن عبیدہ انصاری انکے ملوث ہو کر اور مسلمانوں کی ایک جماعت اسباب میں انکی تابع ہوئی۔ پھر منشی کھڑے اور ترغیب دینے لگے پس لوگوں نے انکی موافقت کی اور فارسیوں کے جہاد پر تیار ہو گئے۔ پس امیر المؤمنین فاروق اعظم نے صحابہ ہزار مرد جنگی کو اختیار کر کے ابو عبیدہ ثقفی کو امیر بنایا یا حال لاکھ کبار صحابہ موجود تھے لاکھ انکو تاکید الکید کی کہ جنگی دہات میں اصحاب کرام سے مشورت کرے اور فرمایا کہ سلیط بن قیس کو امارت دینے کے لئے مجھے کوئی چیز نافع نہیں ہوئی مگر یہ بات کہ انہیں جلدی ہے جنگ و جدال کے درمیان جلدی کرنے میں لوگوں کی ہلاکت کا خطرہ ہے۔ کہتے ہیں کہ عمر فاروق کے خلافت میں پہلا لشکر جو کفار کے جہاد پر نکلا وہی تھا۔ اسکا بعد یحییٰ بن امیہ کو ایک جماعت پر امارت دیکے میں کی طرف بھیجا تا بحران کے انصاری کو جھلا وطن کر دیں حضرت کی وصیت تھی کہ جزیرہ عرب میں دو دین جمع نہ ہوینگے جب تک بحران کے انصار اجلان کریں۔ روایت ہے کہ ایک روز عمر فاروق گھوڑے پر سوار ہوئے اسکا راستہ دیکھنے کے واسطے نکلے تھے سونا گاہ گھوڑے سے جدا ہوئے۔ اس وقت انکی زبان سے کچھ اسکا اس حالت میں بعضے اہل بحران جو حاضر تھے انکی زبان پر ایک خال سیاہ دیکھے سو کہنے لگے کہ یہ وہی مرد ہے جو ہم کو ہمارے وطن سے اخراج کر دیا تھا ہم اپنے کتابوں میں ایسا ہی پاتے ہیں۔ القصد ابو عبیدہ اور منشی ہزار مرد اور ایک روایت ہے چار ہزار مرد کے ساتھ کوئے طرف

اور ہو۔ جب اس ملک کے نزدیک پہنچے مئی خلیفہ کے جرم میں گئے دریافت کی تو اہل عجم کے کاروبار کو اس کے زیادہ قوی پایا
 کہ کوہِ سہمیں قریٰ نادر کو جو شجاعت اور دلوری میں نہایت ممتاز تھا اہل عجم امیر بنا کے سواد کے سرحد پر بھیجے تھے سوا سے بعضے حصار
 پر نظر پائے کئی قریوں کو جلاوطن کیا اس سبب خالد بن ولید کے عامل جو سواد کے قریوں میں رہتے تھے وہ ان سے بھاگ کر حیرہ میں
 آئے قریہ پایا تھا۔ اسے عجم کے گناہ خیرہ جو کے حیرہ پر دست یاب ہونے کے آدھ سے بھاگے تھے ایسے میں مثنیٰ کی خبر سسر
 سواد میں ہی توقف کئے اور وہاں قریہ یا شون کو حکم کئے کہ ایک لشکر جمع کر کے مثنیٰ کے جنگ پر جا دیں۔ پس سسر جہاں
 کو جو دھاتیوں کا سردار تھا اور جری شوکت اور شجاعت کا تھا پایا وہ اور سوار ایک لشکر جو آج کے شہر نارف کی طرف
 گھا مٹھرایا اور سسر بھی قریہ میں ہی ہزار کے اسکی مدد پر روانہ کیا۔ مثنیٰ پہلے خبر سے ہی نارف کی طرف متوجہ ہو چکا اور باہر
 مثنیٰ نے جب حیرہ کو پہنچا سسر مثنیٰ بہت جلد ہی وہ بھی مثنیٰ کے پیچھے روانہ ہوئے نارف کے قریہ پر وہ مثنیٰ ہی جہاں
 نے امیر المؤمنین عمر فاروق کے حکم موافق لشکر کی امارت ابو عبیدہ کے تحویل کر دی۔ پھر لشکر اسلام قبضہ سسر سے انام
 پانچ کے لئے تیار ہی ہو گیا تھا۔ پس ابو عبیدہ اپنے بیچ کو ہراہ لیکے لشکر جابیان کی طرف متوجہ ہوئے۔ جابیان ہی خبر سے اپنے
 لیکے نکلا اٹھا۔ راہ میں ہزاروں قتل ہوئے۔ دونوں میں ایک جنگ عظیم واقع ہوئی۔ آخر حکم و العاقبتہ للفقین کے اہل
 اسلام فتح و نصرت پائی اور جابیان اسیر ہوئے۔ اور اس کے اکثر سپاہی مار گئے اور باقی فرار ہوئے اور یہ حساب غنیمت مسلمانوں کے لئے
 آئی۔ کہ مثنیٰ نے کہ لشکر اسلام سسر میں فتنہ نے جابیان کو مارا اس کے سینے پر چڑھا اور اس کا سر کاٹا جیسا تھا اسے روئے نکلا اور ان
 چاہا اور کہا کہ وہ غلام اور ایک کینز اور وہ ہزاروں مرد و عورتوں کو بھی مجھ پر چڑھ دیئے۔ مٹھرا نے اس کے قتل سے افسوس کیا۔ جب سسر کا
 نے واقف ہو گیا کہ وہ لشکر گناہ کا سردار ہی ہو گا اس پر کہ ابو عبیدہ کے پاس لائے اور بہت مبالغہ کرنے لگا کہ ازواج و اولاد کا
 بہت مناسب معلوم ہو جائی کہ کیا ست کے واسطے اس کو قتل کر دیں۔ ابو عبیدہ نے کہا کہ جب ایک مسلمان کو ایمان یا ایمان کو
 قتل کروں حالانکہ سب مسلمان ایک حکم کہتے ہیں۔ اور لوگوں نے سسر سے کہنے لگے کہ جابیان جو لشکر گناہ کا سرخیل ہی تھے
 اسے اس قدر خدیجہ قبول کیا نہایت کہ مثنیٰ اگر اس کے ساتھ چلتے تو وہ دیا جوتا۔ مٹھرا نے جواب دیا کہ میں اول اس کے
 اقرا کر کھانچا اپنے وعدہ بدل نہیں کھتا ہوں غرض جابیان مٹھرا سے خدیجہ کی اور وہ غلام اور ایک کینز اور وہ ہزاروں
 مرد و عورتوں کے روانہ ہوا۔ کہتے ہیں کہ دوسرے گناہ کے لشکر کے ساتھ آئے مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لئے آیا تھا سوار اور کینز
 کہتے ہیں کہ وہ مسلمان ہوا وہ اندازہ علم۔ حصار سقا طہیہ کی فتح اور جالیوس کا قصہ۔ مٹھرا
 کہ لشکر جابیان کی ہزیمت کے بعد ابو عبیدہ نے جابیان کو غنیمت کی قسم کرائی کہ اسے اپنے ہاتھوں سے قتل کرے۔ ایسے میں یہ خبر پہنچی کہ عجم کے سسر اور وہاں کے
 زبانی تم جو کسریٰ کی خال کا مینا عمار حکم سے ایک لشکر انہو جمع کر کے سقا طہیہ کا قلعہ اپنی طرف میں لائے اسکو اپنا لجا واد
 مٹھرا پایا تھا۔ اور اس انتظار میں تھا کہ جابیان کا انجام کار کیا ہو جائی اس کے لشکر کی شکست کی خبر سے سسر کا سسر کو بھی
 واقف سے اسکو گئی دیکھ اسے مدد طلب کی۔ سسر جالیوس کو سردار بنایا اور اس کے ہراہ میں ہزار مرد کو دیکھے اہل اسلام جنگ

مقرر کیا اور جابان لشکر سے بھاگے ہوئے لوگ بھی اسکے ساتھ ملے ہوئے۔ یہ خبر سنتے ہی ابو عبیدہ نے تقسیم غنایم موقوف رکھ دیے
 سقاطیہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اور زسی سقاطیہ کے قلعے سے تیس ہزار مرد کو ساتھ لیکے نکلا جب ہر دو فریق مقابل ہوئے۔ اور اعتبار دیا
 تائید ربانی و نصرت یزدانی سے مسلمانوں کی فتح و نصرت نامتھ دنی اور کافروں کی ایک جماعت کثیر اسیر ہوئی اور بہت لوگ مارے
 گئے اور باقی ہزیمت پا کر اور زسی بھاگ کے رسم جاملنا غنیمت جانا۔ اور سقاطیہ کا قلعہ اور زسی کا بیت مال اور
 خزانے مسلمانوں کے ہاتھ آئے اور کھار کا ملک خراب اور عبیدہ و تہون کی دولت کا باغ بے آب ہوا اور جالیئوس اسکا
 راہ میں زسی کی ہزیمت سنکے اسی جگہ توقف کیا اور بھاگے ہوئے اسکے پاس گئے جمع ہوئے۔ جب یہ خبر ابو عبیدہ کو پہنچی بلا توقف
 جالیئوس کی طرف قصد کیا۔ جب ہر دو فریق ایک جگہ ملے ہزار ہی کا رزار ہوا آخر الامر کفار کا لشکر فرار کیا اور جالیئوس بھی
 بھاگ کے مازندان میں جا کے رسم ملا ابو عبیدہ کو اس لشکر سے بھی بہت غنیمت حاصل ہوئی اور سبایا نامتھ آئے۔ غنایم کا
 خمس خبر فتح و ظفر حضرت عمر کی خدمت میں روانہ کیا اور باقی اپنی فوج میں تقسیم کر دیا اور چاروں طرف عالموں کو روانہ کیا پھر عراق
 مسلمانوں کے قبضہ تصرف میں آیا الحمد للہ۔ ابو عبیدہ ثقیفی کی شہادت۔ لائے ہیں کہ جب جالیئوس
 فرار ہو کر رسم جاملنا۔ رسم نے اپنے ارکان دولت استفسار کی کہ عرب کے ساتھ جنگ کر نیکی کون سزاوار ہی تجربہ کاروں نے
 کہا کہ ہمیں جادو اس کام کے لائق ہی۔ یہ بات سنکے رسم حکم کیا کہ فارس کے نادر سپاہ اور سردار گھوڑے اور مایہ تہوں کا ایک لشکر
 جاراہیں جادو اپنے ہمراہ لے کے جادو اور لشکر عرب کو دفع کرنے میں بڑی کوشش کرے اور یہ بھی حکم کیا کہ اس بار جالیئوس نہیں
 پھر آو تو ہمیں جادو اس کو قتل کر دیو۔ کہتے ہیں کہ ایک سفید مائی جو پرویز بادشاہ کے وقت سے عجم کے بادشاہوں کے پاس
 چلا آیا تھا اور اسکی بڑی قد و عورت کرتے تھے کیونکہ لکے زعم میں یہ بات مقرر تھی کہ وہ مائی جس لشکر میں رہے وہ لشکر فتح یافتہ
 ہوتا ہی اور سلاطین عجم کے خزانے میں فریدوں کے وقت سے ایک جھنڈا بھی چلا آیا تھا اسکو درفش کا بیان کہتے تھے وہ باگھ
 کے پوست کا تھا اسکی درازی باراگ کی اور اسکی چوڑائی آٹھ گز کی تھی اسکو جواہر اور یا قوت مرصع کہتے تھے اس جھنڈے کے با
 میں بھی عجیب گاہر خیال خام رکھتے تھے کہ یہ جھنڈا جس لشکر میں رہا اسکو فتح حاصل ہوتی ہی غرض رسم وہ سپید نامتھ اور وہ
 جھنڈا ہمیں جادو کے ساتھ دیکر روانہ کیا۔ اسے کوچ کر کے فرات کے کنارے پر اترا۔ اور سیکو منزل مقہر آیا۔ کہتے ہیں کہ اسکے
 لشکر کا عدد اتنی ہزار کو پہنچا تھا۔ جب یہ خبر ابو عبیدہ کو پہنچی وہ بھی اپنا لشکر ساتھ لے کے نکلے اور فرات کے دو سر کنارے پر نزول
 فرمایا انکے ساتھ ہزار غازی تھے۔ اسی منزل میں ابو عبیدہ کی زوجہ نے اپنے خواب میں دیکھا کہ آسمان سے ایک شخص نازل ہوا اسکے
 ہاتھ میں ایک شربت کا پیالہ تھا سو ابو عبیدہ کو دیا انہوں نے اسکو نوش کیا اور مسلمانوں کی ایک جماعت بھی اسکو پی۔ جب
 بی بی سیدار ہوئیں یہ خواب اپنے شوہر سے کیا۔ انہوں نے سنکے بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ اس خواب کی تعبیر یہی ہے کہ
 ہم شہادت پاویں گے سبحان اللہ اگر میرا یہ بڑی دولت ہی۔ القصہ ابو عبیدہ نے چاہا کہ فرات پر پل باندھ دے اس سے پل
 ہووین اور لشکر کفار کا مقابلہ کریں مگر سلیط بن قیس انصاری اور شعی بن حارثہ انکو ہر چند منع کئے لاکن انھوں نے قبول کیا

پس ابو عبیدہ نے ابن مسعود کو حکم کیا کہ فرات پر ایک پہل جلد بند مادیں جب پہل تیار ہو چکا ابو عبیدہ نے سب لشکر ہمراہ لے کے پار ہو گئے۔ اور ایک میدان میں نزول کیا۔ اور جنگ کے اگلے ایک دن ابو عبیدہ نے حکم کیا کہ کل میں شہید ہو جانے والے توفان نامیہ کو دوا بھی شہادہ دے توفان نامیہ پادشاہی چند غازیوں کا نام لیا انکی بی بی اپنے خواب میں خود کو کسی کو اپنے شوہر کے بعد ایک جماعت وہ شربت نوشی تھی سو کوئی لوگ تھے جو ابو عبیدہ نے ایک کے بعد دوسرے کو امیر مقرر کیا۔ سب کے آخر فرمائے کہ اگر لشکر بھی شہید ہوئی بن عاصم امیر ہو کر غرض دوسرے روز جو قتال مقرر تھا۔ عجم کے جڑ سے دلاور لوگ مادیوں کو آہستہ و پستہ کر کے انہیں سوار چڑھ اور انکے اطراف گھومتے رہے سوار اور پیادہ لوگ ہاتھی مار گئے جو سگھے اور لشکر اسلام کی طرف متوجہ ہوئے۔ لشکر اسلام سے پہلے جو میدان میں آیا قیس بن سلیمان انصاری تھے کمال چاروں کی طرف سے تھے اور کافروں پر چلے گئے تھے۔ کافروں نے جو طرف تشریف لے گئے قیس بن سلیمان کو بت زعم لگے کہ سب ہونے کے لیے لشکر کی طرف کھڑے اور دوسرے تباہ ہوا۔ یہی غشی ہوئی کہ اس میں غازیوں کی ایک تھری جو مقدمہ انجمن تھی خود ہوئی اپنے لشکر کے سفید مادیوں کو بیت ہی سزا دے اس پر ایک پیش قدمی و سبکی عاری باندھے تھے اور انکے سوار کہ جس کا نام شہر مار تھا چند سڑنگ کو اپنے ہمراہ لیا ہوا انہیں عاری میں بیٹھا تھا۔ جب اس غشی کو پیش کے کچھ زور و شور سے بہت ہی جوش و خروش کرنا چلے لگا بعض کو اپنے سونہرے کپڑے کے ہلاک کرنا اور بعض کو اپنے پاؤں کے نیچے لے کے مارنا تھا۔ اور اسکے پیچھے دوسرے مادیوں کو آہستہ و پستہ کر کے کھار پڑتے تھے۔ اور گھومتے رہے سوار اور پیادہ ہاتھی مار لوگ مادیوں کو گھیرے تھے اور چاروں طرف سے تشریف لے گئے۔ لشکر عرب کے گھومتے ہوئے کسی مادیوں کو نہیں دیکھے تھے چھک کے رہ گئے لشکر اسلام غازیوں کو یہ بات نہایت دلگیر تھی۔ تب ابو عبیدہ نے جیروہ الہی پوچھے کہ ان غازیوں کو دفع کر لی کیا تیر کو قتل کرے یا کون انھیں ہی۔ تو ان نے کہا کہ ان کی ضرورت میں نہ ہونکہ کلات دیا چاہئے قیس بن سلیمان انصاری نے ابو عبیدہ کا غرض پہچان کر انھیں کلات پر کہنے لگے کہ اب دوسرے طرف توجہ لائے اس شخص العین کے خون سے اپنا ہاتھ آلودہ کیجئے۔ ابو عبیدہ نے انکی راجعت قبول کی حضرت سیدنا امیر ابوبکر آل و اصحاب کرام پر درود و سلام بھیجے اور اپنے لشکر کے دلاور ان پیادہ ایک جماعت کو نکالیا کہ پیادہ ہوں ان تیر کے سونہرے ہون پر شیریں ملاؤ اول آپ گھومتے سے اتر کے اس سفید مادی کی طرف رخ لایا۔ اور نزدیک جا کے انکے ظنان میں سے ایک کو بندہ تیغ چلائی اسکا گھمبہ کٹتے ہی عاری گر پڑی۔ اور مادی نے ابو عبیدہ کی طرف اپنی سونہرے دھماکی وہ شیریں شہادت گزار کی ایک طرف سے ایک ہونہرے کو قتل کر دیا۔ اور چاہے کہ لوٹ کے اپنے لشکر میں داخل ہو دیں ایسے میں انکا ہاتھ بے سلا اور وہ مادی انہیں اسو شہید ہوئے۔ انکے بعد ابو عبیدہ کے یاروں کے ساتھ جو غزوات میں انہوں نے شہین کیا تھا لشکر اسلام کا جھنڈا اٹھانے اور شہادت کی داد دینے شہادہ پانے تھے اور کچھ شیعوں جو ابو عبیدہ کے حکم پر گھومتے رہے تھے جب انہوں نے جے کرنے لگے بیت مادیوں کو اگے گراہے۔ اور لشکر اسلام بیت مادیوں کو شربت شہادت نوش کیا جب بیت مادی شہید ہوئے لشکر اسلام میں ایک تیر نزل الگ سے لوگ زور اختیار کئے فرات پر چرچا لے رہے تھے مسلمانوں ایک شخص نے یہ سوجھا کہ اس

کو توڑ دیں تو لشکر اسلام کے سپاہ فزات سے پار ہو گا فزون کے ساتھ جنگ کرنے کی قیام کریں۔ اس ارادے پہل کو توڑ دیا لیکن لوگوں میں غرق ہوئے ایسے میں شنی بن حارث نے جو دے ساتوں سردار شہید ہو گئے بعد حیدر آب پھا پھا اپنے لشکر کے باقی سپاہ کو جنگ پر قوت اور ترحیص دینے لگے اور صف میدان میں جو افروزی کے کرشمے دکھلا گئے۔ اس عرصے میں نصرت غیبی مسلمانوں کو یاہوی کفار بھاگنے لگے اور اسلام انکی ہزیمت کو غنیمت جان کر فزات کے کنارے پر آئے اور جہاں ایک پہل باندھ کے یہاں صورت اس پر ہو گئے۔ اور انیس کس اپنی منزل شہر کے اس وقت پہل کو توڑ دیا۔ تاکفار کا لشکر نہ اس کے کہتے ہیں کہ اہل اسلام سے جنگ میں اور پانی میں جو دو بک شہید ہو ان سب کا عدد چار ہزار تک پہنچا تھا۔ شنی بن حارث نے اپنے لشکر کے زخمیوں کی تیمارداری میں مشغول ہوا اور اس سرگذشت کا ایک عرصہ لکھ کے عروہ بن زید کے ہمراہ مدینہ کی طرف روانہ کیا عمر فاروق جب ابوعبیدہ ثقیفی کی اور دوسرے حامیان اسلام کی شہادت سے آگاہ ہوئے اختیار آواز بلند کر کے اس قدر رو د کہ سب حضار محض کو بھی رقت غالب ہوئی۔ پھر عروہ کو بہت جلدی روانہ فرما اور شنی بن حارث کو یہ پیام بھیجا کہ تم اسی مقام میں رہو انشاء اللہ تعالیٰ میں غفر یہاں ایک لشکر مدد دے روانہ کرتا ہوں۔ ایک روایت ہی کہ اس جنگ میں چار ہزار شہید ہوئے۔ اور دوسرا مدینے کی طرف مراجعت کی۔ اور تین ہزار شنی کے ساتھ رہے ہیں جاو نے جب لشکر اسلام کی قلعہ سنی چا نا کہ فزات پر پہل باندھ کے ان پر تاخت کرے ایسے میں اسکو یہ خبر پہنچی کہ لشکر عجم میں بڑا ہی خلل اور اختلاف رو دیا ہے جنہوں نے رسم کی اطاعت کرنے پر متفق ہو کر عہد کیا تھا۔ انہیں میں خلاف آگے دو فرے ہو گئے ہیں۔ اسلئے ہمیں جاو کے لشکر میں تزلزل پر گیا سو رب کے سب مدین کی طرف مراجعت کی ہجرت سے جو دہویں سال کے وقایع۔ روانہ ہونا حضرت ابوعبیدہ بن الجراح کا دمشق سے طرف بلبلک کے اور روانہ کرنا جناب خالد کو طرف حمص کے کہتے ہیں کہ جب عمر فاروق کا مکتوب ابوعبیدہ کے نام سے خالد کی مغربی اور انکی منصوبی اور بلبلک اور حمص وغیرہ شہروں کی طرف روانہ ہوئے باب میں شرف رو د پایا جناب ابوعبیدہ صفوان بن عامر الاسلمی کو مع پانوسلمان دمشق میں چھوڑ کے آپ بلبلک کی طرف کوچ کیا اور خالد کے ساتھ ایک لشکر دیکے حمص کی طرف روانہ فرمایا۔ جب ابوعبیدہ بلبلک کی طرف نکلے ایک بطریق جو سید آیا اور اسکے ساتھ دے اور تحفے تھے اسنے ایک سال کی صلح اسطرح پر چاہی کہ اگر تم حمص اور بلبلک کو فتح کر لیو میں ہم بھی تمہارے تابع رہینگے اور کسی بات میں تمہارا اختلاف نہ کریں گے۔ پس ابوعبیدہ نے اس شرط کو قبول کر لیکے چار ہزار درہم اور دیباچ کے پچاس کپڑوں پر مصالح کر لیا۔ اس صلح کو موکر کے جب روانہ ہوئے ایک قاصد ناقہ سوار جو مدینہ منورہ سے آتا تھا راہ میں ابوعبیدہ سے ملا اور حضرت عمر کا حکم نامہ جو انکے نام سے مرقوم پہنچایا۔ چنانچہ اسکا ترجمہ یہی ہے **بسم اللہ الرحمن الرحیم** یہ نامہ جانب سے عبداللہ امیر المومنین عن ابن الخطاب کے ہی طرف ابوعبیدہ امین امت کے۔ السلام علیک اسکے بعد میں حمد کرتا ہوں اس اللہ عزوجل کی کہ جسکے سوا کوئی معبود نہیں اور درود بھیجتا ہوں اسکے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بعد اسکے معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ کی قضاء و قدر کو کوئی پھیر نہ والا نہیں۔ اور جسے لوح محفوظ میں کافر لکھا گیا ہو اسکے واسطے ایمان نہیں۔ صورت حال یہی کہ جب ابن ابیہم عسائی اپنے بنی اجمام سمیت میر پاس آیا پس اسکو میں اُتار اور اسکے ساتھ نیکی سے پیش آیا۔ اور انہوں نے میرے ہاتھ پر سلام لایا میں اس بات سے بہت خوش ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اسلام کا بازو قوی کیا۔ اور میں نہیں جانتا تھا کہ پردہ غیب میں کیا ہی اور میں حج کے لئے مکہ معظمہ کی طرف گیا تھا۔

جیلہ کے ساتھ بارہ بیت اللہ کا طرف کیا۔ ناگاہ اسکی ٹنگ ایک شخص فرزند کی پرین لگ کر پڑی۔ جب جملہ غصہ کچھ اس فرزند
 کہا کہ عذاب اللہ سختی جو تجھ پر کہ تو نے اللہ تعالیٰ کے حکم خرم میں مجھ کو رہنے کو دیا۔ اس فرزند کی کہا کہ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی میں نے
 یہ کام نہیں کیا تب جیلہ اسکو ایسا پھانسا کہ اسکی ٹانگ ٹوٹ گئی اور اسکے اگلے چاروں دانت گر پڑے پس اس فرزند نے پھر
 اس پر فریاد کیا تو میں نے جیلہ کو حاضر کیا حکم کیا۔ اور اس پر چھوڑا کہ اسبب ہی کہ تو نے اپنے بھائی مسلمان کو ماریا مارا کہ
 اسکے اگلے چاروں دانت اور ٹانگ ٹوٹ گئی جیلہ کہا کہ نے میری ٹانگ کھنڈل کے لگا دیا قسم ہے اللہ کی اگر بت اللہ کی حرمت میں
 میں اسکو ماریا دیتا۔ میں کہا تو پھر جرم کا تو اقرار کر چکا اسبب اس سے معاف کر دیا۔ دگر تیرے سے قصاص لیا جائے جیلہ نے کہا انا تم
 اسکا قصاص لینے جو حالاکہ میں بادشاہ ہوں اور وہ بازاری۔ میں نے کہا کہ اسلام بخود کو اسکو گمراہی ہم نہیں فرق کرتے ہیں مگر
 بسبب اسلام کے جب تم ہر دو مسلمان ہیں ہر دو برابر ہیں جیلہ کہا کہ مجھے روح جہلت و دودھ کل قصاص دوسرے اس فرزند سے
 پوچھا تو اس نے اس بات پر راضی ہوا۔ جیلاسی تپ اپنے بی عام کے ساتھ شام کی طرف منہ کر لایا اور نکلان ہجران پاس
 چلا گیا بی میں پیدر کھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تمکو پھر زندہ کرے تم محض یہی رہو اور وہاں سے دور نہ ہو۔ وہاں لوگ غباری
 صلح چاہے تو مصالحو کو اگر دے کرنا چاہے تو رد۔ اور انظار کی طرف جاسو میں کو بھیجو اور عرب منصرف ہو شہر پر ہوسا
 ہو تو پھر وہاں سے ساتھی سب مسلمانوں پر اور رحمت و برکات اللہ تعالیٰ کی انتہی۔ جب یہ خطا و عیبہ کو سنیاد میں سے محض
 طرف پھرنے۔ خالد تو اسکے آگے ہی جیسے کے دن ماہ شوال سنہ چودہ ہجری میں ان پر پہنچ گئے تھے۔ جب ابو عبیدہ بھی جا
 پہنچے محض کونج بار ہزار دینا مادر و بیاج کے دوسو تھان دیکر ایک سال کی صلح کی۔ اور ابو عبیدہ نے خالد کے ساتھ چار ہزار
 سوار دیکے حکم کیا کہ تم سوارات کا قصد کرو اور طلب کے نزدیک پہنچو اور بلا دھواں کو تاخت و تاراج کرو۔ پس خالد نے وہاں سے
 سوارات کی طرف کوچ کیا اور دیر مکان تک پہنچ کے اسکو لشکر گاہ ٹھہرایا اور وہاں سے فوجیں روانہ کیں انہوں نے دافنی فیہ
 تاخت کرتے ہوئے بہت سی قیمت اور قیدیوں کو لائے گئے جب قیدی اور غنائم زیادہ ہو گئے خالد ان سبکو ہراہوئے اور
 کی خدمت میں لائے۔ ایسے میں اہل قسطنطنیہ نے جو صلح محض کی خبر سنی اپنے طرف سے ایک ایچی کو بھیج کے ویسا ہی کیا
 کی صلح کی اگر چاہی صلح بر جانب خالد کی مرضی نہیں تھی پس حضرت ابو عبیدہ نے وہیں فاقہ کی اور یہ ہر دو شہر کے سوا
 وجانب کے بلاد پر اپنے لشکر کی نگرانی کو بھیج کے تاخت و تاراج کرواتے تھے۔ اور دیر ہوئی کہ ابو عبیدہ کی طرف سے کوئی خط آیا
 فتح کی خبر حضرت عمر کی خدمت میں انہیں پہنچی انہوں نے گمان کیا کہ ابو عبیدہ کی مزاج میں کسی گئی ہی اس واسطے جیاد چھوڑ کے منہ گئے ہیں
 انکے نام سے ایک خط نجران ہر زمانہ فرما جب خط پہنچا ابو عبیدہ نام ہر دو سب جہاد میں بھی ہر دو اور ابو عبیدہ طلب کا قصد
 نکلتے جب عام رستہ میں پہنچے وہاں لوگ بھی آگے مصالحو کیا۔ اور جب حمات کی طرف آئے وہاں کے لوگ بھی انکے استقبال
 آئے انکے راہوں کا قانون بنانے میں اور انکے قسطنطنیہ کے آگے تھے ابو عبیدہ نے انے پوچھا کہ تم کیا چاہتے ہو انہوں نے کہا کہ ہم صلح
 جن میں بھی مصالحو کیا۔ پھر شیراز پہنچے وہاں لوگ بھی استقبال آگے مصالحو کر لیا۔ ابو عبیدہ نے اسے پوچھا کہ ہرقل کی کون
 معلوم ہی انہوں نے کہا کہ قسطنطنیہ والوں نے تمہارے سے ایک سال کا جو مصالحو کیا ہی وہ صلح کو فریب کی ہی کہہ کر انہوں نے ہرقل
 گمراہی کی کہ ہم نے ظاہر میں مصالحو کیا ہی تو بعد ہار کے ٹنگ روانہ کیے ہم عرب جنگ کرینگے اس واسطے ہرقل نے جیلہ بن ہجر

غسانی کے ساتھ جو مدینہ سے بھاگ نکلا تھا دس ہزار سوار دیکے روانہ کیا ہی اور غرب منسفرہ اور عاکم عمودیہ بھی اسکے ہمراہ ہی رہے۔
 وہ کہ پہلے پرے کے قہر ہی تم آتے ہو تیار رہو۔ حضرت ابو عبیدہ پہنچے ہی کہا **حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ** جناب خالد نے
 کہا ای امیر کیا میں نہیں کہا تھا کہ ان سے صلہ کیجئے کیونکہ قسرن والوں کا بطنی جو یا تھا اسکے کلام سے دغا اور فریب پایا جاتا تھا۔
 ابو عبیدہ نے فرمایا کہ اسکا کرد فریب انکو کچھ نفع نہ دیگا۔ غرض اہل قسرن کے ساتھ جو ایک سال کی صلہ ہوئی تھی وہ سال تمام
 ہوئی کہ ایک مہینہ یا اس سے کچھ کم مدت باقی رہ گئی تھی۔ ابو عبیدہ منتظر تھے تا سال تمام ہوئی انے جہاد آغاز کرے۔ کہتے ہیں
 کہ اس فوج میں لکریان نزدیک نہیں ملے تھیں اس واسطے لشکر عرب کے غلام بہت دور جا کے لکریان لاتے تھے سعید بن عامر
 کا ایک غلام شریف کہ جگنا نام صحیح تھا ایک روز شیرز کی ایک جماعت کو ہمراہ لیکے لکریان لائیکے لئے بہت دور گیا تھا ناگاہ
 ایک لشکر نظر آیا جو اہل قسرن کی مدد پر قریب پہنچا تھا۔ اسکا قصہ یہ ہی کہ جبکہ بن ایہم جو قوم عرب تھا اور مدینہ منورہ سے مرتد
 ہو کے بھاگ نکلا تھا سو ہر قریب سے جا ملا ہر قریب سے دس ہزار سوار کا اسکو سردار بنائے اہل قسرن کی مدد پر بھیجا سو اسکا لشکر
 روز جنگل میں اپنی شیرز کی ایک جماعت جو لکریان جمع کر رہی تھی انکو دور سے دیکھ کے اس لشکر سے جہز سواروں نے اگے انکو گھیر لیا
 اور باہم رتنے لگے سعید بن عامر کا غلام زخمی ہو کے گر پڑا اور اسکے ہمراہی دس شخص کو قید کر کے لیگئے۔ سعید بن عامر نے اپنا غلام اپنے
 میں بہت دیر پہلے سے اسکی تلاش میں نکلتے اور اس بیابان میں اسکو زخمی اور بیہوش پایا تھا اسکے منہ پر پانی چھڑکا اسنے ہوش
 میں آئے سب ماجرا ظاہر کیا آپ اسکو گھورتے پر اپنے پیچھے سوار کو والیکے پٹنے کا ارادہ کیا کہ ایسے میں اس لشکر کے جہز سواروں کو دیکھ
 گھورتے دھڑاتے ہوئے آئے اور انکو اپنے سردار جبکہ کے پاس لیگئے سعید بن عامر کہتے ہیں کہ میں نے جا کر دیکھا جبکہ نے سونے کی کرسی
 پر بیٹھا تھا اور اسکے پیرے دیباچے موتی جیسے ہوئے اور اس پر لکریان جو ہر کے تھیں اور اسکے گلے میں ایک صلیب یا قوت کی تھی اسنے مجھ کو
 دیکھتے ہی پوچھا کہ تم کس عرب ہو میں نے اپنا نسب بیان کیا کہ اولاد غریج سے ہوں۔ وہ منکے کہنے لگا کہ میں بھی تمہاری قوم اور
 غسان سے ہوں میں جبکہ بن ایہم ہوں جو اسلام چھڑ گیا کیونکہ تمہارے سردار نے ایک شخص حقیر کے عوض میرے سے قصاص لینا
 چاہا نا خانہ کہ میں سردار قوم غسان کا اور بادشاہ ہمدان ہوں۔ میں کہا ای جبکہ اللہ تعالیٰ کا حق تیرے حق سے زیادہ واجب ہی
 اور ہمارا دین بہنیں پائیدار ہو تباہی مگر انصاف سے اور حضرت عمر حقوق خدا اور کرنے میں کسی رعایت نہیں کرتے ہیں۔ پھر جبکہ نے
 کہا بیٹھو میں جیتھا پوچھنے لگا کہ حسان بن ثابت کی خبر کیا ہی میں کہا کہ وہ شاعر ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور
 حضرت انکی شان میں فرمایا ہی **أَنْتَ حَسَّانٌ وَلِسَانُكَ حِسَامٌ** پوچھا کہ تم انے جدا ہو کے کیا عرصہ ہو تباہی میں گذر رہا
 عرصہ بیان کیا۔ پھر کہا انکے کچھ اشعار مجھ کو یاد دلواؤ گے میں نے کہا ان تب خوش ہو کے مجھ کو ایک کتان ہدیہ دیا اور پوچھا
 کہ تمہارا لشکر کی کیا خبر ہی میں کہا ہمارے سردار ابو عبیدہ حلب اور انطاکیہ کا ارادہ رکھتے ہیں وہ کہا کہ ہر قریب سے مجھے اور
 اس طریق کو قسرن کی مدد پر بھیجا ہی اب تم جا کے اپنے سردار کو خبر دو کہ جہان آئے ہیں دمان لوت جاوین قریب ہی
 جو ملک شام تمہارے تصرف میں آیا ہی ہم تمہارے سے چھین لیگے راوی کہتا ہی کہ میں اٹھا اور اپنے غلام کو اپنے
 پیچھے سوار کر لیکے نکلا اور لشکر اسلام میں اپنی سب سلمان میری فکر میں نہایت دلیکھ اور حیران تھے مجھ کو دیکھ کے خوش ہو
 اور لشکر بجا لایا پس ابو عبیدہ کی خدمت میں جا کے میں نے سب رگزشت ظاہر کی انہوں نے سب صحابہ کو جمع کر کے مشورت کی جناب

علاقت مراد سے
خالد نے فرمایا کہ قسرن کا بطریق ہمارا تھا وہاں سے جس آیا ہی اچھا کچھ پر داہن میں ہوا تاہم ایسی کرتی ہی۔ بن میں کھائی کر
ساتھ لیکے جاتا ہوں کہ کافروں کے دوس ہزار کے مقابل میں ابوجہیدہ بیت خوش ہو کر کہہ کر تم جسکو چاہتے ہو چون لو پس
خالد نے عیاض بن خاتم اشجری۔ اور عمر بن سعد البکری اور مسہد بن عامری اور رافع بن عمر الطائی اور
سعید بن عامری انصاری اور عمر بن عبد کرب اور عبد الرحمن بن ابی بکر صدیق اور حضرت ابن الاوزر۔ اور
مسیب بن نجیحہ القزری اور قیس بن ہبیرہ کو ہرا دیے تھے۔ اور خالد نے اپنے فلام کو کہہ کر جسکا نام تھا جام تھا اپنے
ہرا دیا ابوجہیدہ انکے حق میں دعا کی۔ خالد نے سعید بن عامر سے پوچھا کیا جلد تمہارا سے کہا تھا کہ حاکم قسرن نے اس کے
پاس آدیا کا سنبہ کہا ان۔ خالد نے کہا جب بات ایسی ہی ہو ایک جگہ پر بندہ زمین جب حاکم قسرن کا بوسین آباد
ہم اسکو اور اس کے ہرا ہیز کو مار دالین پس یہاں جا کے ایک بجائیں پر بندہ ہر وہ جب سات گزر کے صبح ہو ہی خالد
اپنی چاہت کو ہرا دیے ناز تہی۔ ایسے میں جلد کا لشکر مل دیا جب نزدیک آئیں چاہا جناب خالد نے اپنے ساتھیوں سے
کہا کہ تم اس لشکر میں جاؤ ایسا کہ گویا اسی لشکر کو توں معلوم ہو یہاں تک کہ حاکم قسرن ہمارا تھا جادو سے رافع بن عمر
الطائی سے منقول ہی کہ ہم سب اسکے لشکر میں جا کے تھے جب حضور ہی راہ غی ہوئی ادھر سے حاکم قسرن بھی آگیا اسکے
آگے صلیب اٹھائی جو بن ادریس بن نخل پر چڑھی تھیں۔ حاکم قسرن نے جلد سے ملنے کے لئے آگے آیا تب خالد اپنے ساتھیوں
لے ہوئے جلدی کر کے اسکے در بدر ہوئے۔ اسے کہا کہ سچ اور صلیب لکھو کرامت رکھے۔ خالد نے کہا کہ سختی ہو تو پھر ہم بندگان صلیب
ہیں بلکہ ہم بندگان خدا و صاحب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہیں یہ وہ لکھنا تو مانا کھول دیا اور با واز ملنے
پر آگاہ اللہ کہ اللہ ویندا کہ شریکات لہ و انہم لکن ان تحت لکھت لہ و سوا لہ اور کہا میں خالد بن ولید ہوں
پس اسکے نزدیک آئے اور ہاتھ دوا کر کے گھوڑے کی زین اسکو کھینچ لیا اور اسکے ساتھی مجاہدوں نے وہیں اسکو گھیر لیا اور کلہ
توحید سے اپنی آواز میں بلند کیں اور کھانکھانکھ کر کاشوچوایا جلد اور حاکم عمرو بن عتبہ کبیر و تہیل کی آواز سنیں انکو تہی
جیت ہوئی اور سب کھانکھیں جس میں آئے اور مسلمانوں کو گھیر لیا لاکر جسے مجاہدین جو دست ہزار کے مقابل میں تھے کمال
جو افروزی کے ساتھ ثابت قدم رہے اور کچھ لغزش نہیں لائی۔ خالد نے حاکم قسرن کو جو کچھ لکھا اسکو مار دالنے کے ارادہ
سے تر دال دیا تھا یہی وہ دیکھ کر اسنے ہنسنے لگا جناب خالد نے متعجب ہو کے پوچھا کہ کس لئے ہنسائی کہا کہ تم اور تمہارا سے ساتھی
بھی مار جاؤ گے پھر میری قتل کا ارادہ رکھتے ہو اگر تم جگہ باقی رکھو گے تم ہی مافی رہو گے۔ تب خالد نے حاکم قسرن کو اپنے
فلام جام کے نخل کر کے فرمایا کہ اسکو مت چھو تر رافع بن عمر الطائی نے کہنا ہی کہ اگر یہ دشمنوں کا لشکر ہنوزہ کو
گھیر لیا تھا یہی کو ہرا بھی اندیشہ نہیں تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ براعتا کمال تھا۔ حاکم عمرو بن عتبہ نے جب مسلمانوں کی یہی جواز
اور ثبات دیکھا بہت ہی گھبرایا اور جلد سے کہنے لگا کہ حاکم قسرن جو انکے ہاتھ میں پکڑ گیا ہی کہیں اسکے قتل میں جلد نہ
تو جا کے اسے کلام کراد اسکو قید سے چھوڑا لے تا اسکے بعد ہم ان سبکو ہلاک کر دیں تب جلد ہمارے طرف آیا اور اسکے ساتھ فلام
غلام سے عرب تنہو کی ایک منجانبی تھی اور پکار پکار کر کہہ کر کہ کون ہو یا تم لوگ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ شہرین ہو
یا عرب یا ہیں سے جناب خالد نے جواب دیا کہ حضرت کے صحابہ شہرین ہیں جو حاکم کون ہو یا تم عرب کے سردار ہو خالد

فرمایا میں نے اس میں جگہ نکال لی ہے اور یہ میرے ساتھی فلان فلان ہیں اور میں پھر حضرت خالدؓ کے لئے جو جگہ صلیب کی عبادت کرنے والے عربوں سے فوجوں ہی کہا میں نے سردار عثمان کا اور بادشاہ ہند کا ہرن خالدؓ کے لئے کہا تو یہی جو اسلام سے پھر گیا۔

روشنی سے ظلمت کی طرف ہدایت سے ضلالت کی طرف رجوع کیا۔ جبکہ کہا کہ حاکم قسرن تمہارا قیدی ہو جانے سے ہم نے تمہارا ہاتھ رکھا والا نکو مار ڈالے جو تم لوگ زیادہ ہیں اور تم نہایت کم پس اسکو چھوڑ دو ہم بھی تمکو چھوڑ دیں گے خالدؓ نے فرمایا میں تو اسکو کچھ چھوڑا

نکلا اسکو قتل ہی کر دو گنا اسکے بھڑا کر تیار ہے سے جنگ کر کے ہم بھی مار جا دیں گے اسکا کچھ پروا نہیں ہم تو شہادت کے جوہان ہیں۔ اور تو جو اپنے لشکر کی کثرت سے در تابی ہو اسکا کچھ در نہیں باوجود ہماری قلت اور شہدائی کثرت کے ہم مقابلے کے لئے حاضر ہیں کن زرائی انصاف کی چاہئے۔ انصاف یہ ہی کہ مرد و طرف سے ایک ایک شخص کھل کے آئے جہد نے یہ بات حاکم عمروؓ کو سنوائی اسے غضبناک کرکے آپ ہی کھنکھاتا جا رہا ہے اسکو زد کر دیا۔ پھر لشکر کفار سے باج سوار نکلتے تب انکے مقابلے میں خالدؓ ہی کھنکھاتا چلا لاکن عبدالرحمن بن ابی بکر صدیقؓ کو منع کر کے آپ میدان میں آئے اور ایک کے بعد ایک ان باخون سوار کو مار ڈالا۔ پھر قلب لشکر میں حملہ کر دیا اور اسکا کتبہ جہد انکے مقابلے کے واسطے کھلا عبدالرحمنؓ نے اس پر تدارک ایک ضرب ایسا کیا کہ اسکا خود کت جہاں کہہ کر مر گیا اور خون جاری ہوا پھر جہد نے تدارک چلائی سوار کھانڈا موند مازخی ہوا۔ جب مسلمانوں نے یہ حال دیکھا انکو مسرے سے پھیر کے لایا اور زخم کو پٹی باندھی یہ حال دیکھنے سے حضرت خالدؓ کو تڑپائی طال ہوا اسوقت حاکم قسرن کو جو قیدی ہوا تھا مار ڈالا جبکہ نے بہت ہی برہم ہو کر عرب متعجب سے کہا کہ اب تم مسلمانوں کے لیکو کچھ ترو سکو مار ڈالو۔ یہ بھیجہ بن عامرؓ نے کہا ہی کہ جب کافروں نے ہمارے پر حملہ کیا خالدؓ کو ہم گھر سے بڑھتے عجب تائید غیبی ظاہر ہوئی کہ خالدؓ نے بذات خود ایسی جو افروزی کی کہ انکو موقع کر دیا پھر بری سختی سے زرائی ہو رہی تھی اور ہم پریشانی غالب ہوئی اور ہم سب پسینہ پسینہ ہو گئے۔ رافع بن عقیقہ الطائیؓ نے کہتا ہی کہ جب میں نے یہ حال دیکھا خالدؓ سے کہا کہ ہمارے قضاچی انہوں نے کہا افسوس ہی کہ میں اپنی کلاہ مبارک کہ جس میں حضرت کے مو سے شریف رکھی ہیں فراموش کر کے آیا جب زرائیوں میں وہ میرے ساتھ رہتی تھی اسکی برکت ظاہر ہو کر اتنی تھی شاید اسکو نہیں بھولا اگر سب قضای امت کے پس مسلمان تری سختی میں مبتلا تھے

لاکن صابر اور ثابت قدم تھے ایسے میں باقی غیبی سے یہاں آرائی خذلکم الامین ونصر الحق یاحلۃ القرآن جاءکم الفرج من الرحمن ونصرکم علی عبائکم الصلکان ترجمہ میرے خوار ہوا ہے قر۔ اور مدد دیا گیا اللہ سے

در تیار والا۔ اسی قرآن کے حامل ہوئی تمہارے لئے کشود کا رحمن کی طرف سے اور مدد دی اسے نکو صلیب کی عبادت کرنے والوں پر۔

مسلمانوں نے جیسے آواز سنی انکو ایک طابیت اور شجاعت حاصل ہوئی ابو مسلمؓ نے روایت کی کہ یہ حضرت ابو عبیدہؓ کے ساتھ تھا شیر زمین تھے۔ انہوں نے ایک شب دفنہ اپنے خیمے سے باہر آئے اور مسلمانوں کو بکار لگا کر دیا النقیین النقیین فقد احیط بفساد الموحدين ترجمہ غیبی ہی قوم جہلوم کہ جو امر و موعود لوگ گھیر گئے ہیں۔ پس ہم نے ابو عبیدہؓ کی طرف دوڑے اور کہا کہ کیا حال ہی۔ انہوں نے فرمایا کہ میں سونا تھا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھکو بجا دیا اور فرمایا یا ابن الجرح احسب انما عن نصرۃ القوم الکرام قسم و الحق بخالد فقد احاط بہ الیام فانک تلحق بہ انشاء اللہ تعالیٰ

بمشیتہ رب العالمین ترجمہ میرے ہی ابن جراح آیا تم سوتے ہو اور غافل ہو۔ مدد ہی قوم بزرگ کے۔ پس انھوں اور جاملو خالدؓ سے کیونکہ قوم ماکس نے انکو گھیر لیا ہی اگر چاہے اللہ تعالیٰ تم پہنچ جاوے گا انکے پاس پروردگار عالم کی مشیت ہے۔

جب مسلمانوں نے یہ حکم سنا بلکہ اختیار اور گھوڑوں پر سوار ہو کر جناب ابوعبیدہ بن جراحؓ کے ساتھ کئی تائید کے لئے
 پہنچے۔ نگاہ راہ میں ایک سوار نہایت تیز رفتار نظر آیا ابوعبیدہ نے مسلمانوں کو حکم کیا کہ جلد اس سے جا ملیں انہوں نے
 ہر چند گھوڑے دوڑا یا لکن اس سے نہیں مل سکے ابوعبیدہ نے کہا شاید یہ سوار کوئی فرشتہ ہی کا اللہ نے ہماری فوج کے لئے
 بھیجا ہے اس لئے کسی سے نہیں مل سکتا پھر اسکو پکار کے فرمایا کہ تمہارای سوار حکمت کرے اللہ تجھ پر ہے پس وہ تمہارے حکم
 پر آکر وہ سوار خالدؓ کی زور ام تمیم بن حنفہؓ ابوعبیدہ نے انکو چھڑا کر انہی ام تمیم تم نکلنے کا کیا سبب ہوا۔ وہ بی بی ابی
 کوئی مردار جب میں نے یہ خبر سنی کہ خالدؓ کو تمہارے لئے گھیر لیا ہے میں نے اپنے دل میں تعجب کیا کہ خالدؓ کسی جنگ میں کیا
 مغلوب ہوئے آج وہ مغلوب ہو گیا کیا سبب ہے یہی ایک میں نے دیکھی کہ انکی کلاہ مبارک کہ جس میں رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم کے گیسو شریف تھیں مگر میں ہی رہ گئی پس میں اسکو لیکے سوار ہوئی تاہی کہ انکو پہنچاؤں۔ ابوعبیدہ نے فرمایا
 کہ برکت دے اللہ انکو تمہارا یہ کام محض اللہ ہی کے واسطے ہی ہے ابوعبیدہ کی فوج جب لشکر کفار کے قریب ہوئی سب
 مسلمان یکجہ کھینچنے لگے جب تکیر کی آواز میں بلند ہوئے جناب خالدؓ کے ساتھ جو کچھ بھیجی کہ اللہ نے ہمارے لئے جو بھیجی ایسے میں
 ام تمیم نے لشکر کفار تک پہنچ کے دیکھا کہ کافروں کی تعداد میں اور تیز سے بلند ہوئے میں اور مسلمانوں کو گھیر لیا یہی تب ام تمیم
 کمال شجاعت سے لشکر میں دس کے جب خالدؓ کے زور ہوئے انہوں نے پوچھا کہ تو کون ہے وہ بی بی کہ میں ام تمیم تھا
 زور ہوئے۔ پس وہ کلاہ مبارک انکے ہاتھ دی اور گیسو مبارک سے ایک فدیہ کی کے مانند چھڑا خالدؓ نے جری خوشی سے
 وہ کلاہ شریف لیکے اپنے سر پر رکھی اور کافروں پر ایک سخت حملہ کیا اور اوپر سے ابوعبیدہ اور انکے ساتھی لوگ بھی آگے
 گئے کافروں کو جرحیت ہوئی سبکے آگے جلد اور عرب متفرق بھاگنے لگے اہل اسلام نے لشکر کفار کا چپا کر کے جھنڈو کو قتل اور جھنڈو
 زخمی کیا اور جھنڈو کو بکریاں پر لٹا ہوا ابوعبیدہ کی نشان کے پاس چھڑا خالدؓ ابوعبیدہ ایک دوسرے کو سلام اور مصافحہ
 کیا اور لشکر انہی کا لایا۔ پھر وہاں سے قسطنطنیہ کی طرف روانہ ہوئے قسطنطنیہ والے جلد صلہ کر لی ہر جوان باغی کی طرف سے
 چہار دیوار دینے پر راضی ہوئے ابوعبیدہ فتح قسطنطنیہ کے بعد غنیمت کا خمس حریزہ طبرہ کی طرف حضرت عمرؓ کی خدمت میں
 روانہ کیا۔ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے اسی سال ۱۵ھ رمضان میں حریزہ منورہ اور دوسرے بلاد میں جو اسلام کے قہر
 میں آئے تھے جماعت کے ساتھ ناز تواج کا حکم کیا روایت ہے کہ پہلی شب حضرت علیؓ کو کم اللہ جہا اپنے گھر سے باہر
 انکے مہینے کے مساجد میں جب نظر فرمایا کہ جماعت کے ساتھ ناز تواج قائم ہوئی ہے اور حفاظ قرآن مجید پڑھ رہے ہیں اور
 مسجدین قنابل سے روشن اور آراستہ ہیں یہ دیکھ کے بہت خوش ہوئے اور دعا کی کہ **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قَلْبُ عَمْرٍ**
كَمَا تَوْتَرُ الْمَسَاجِدُ یعنی اللہ تعالیٰ عمرؓ کے دل کو روشن کرے جیسا انہوں نے مسجدین روشن کیں۔ اور اسی سال ۱۶ھ
شمر جیل بن حسنہ کے ہاتھ پر اور طبرہ ابو اللاحور کے ہاتھ پر مغنچ ہوئے۔ اور ان شہر دن کے لوگ بھی
 کر کے جزیہ دینا قبول کیا۔ اور اسی سال ایک کی فتح خالدؓ کے ہاتھ پر واقع ہوئی اسکا قصہ یہ ہے کہ جب ابوعبیدہ نے
 خالدؓ کو اپنے ہمراہ لیکے دمشق سے نکلے عربین عام کے ساتھ ایک لشکر دیکے فلسطین کے طرف بھیج دیا۔

اور حکم فرمایا کہ اگر مخالفین صلح کریں بہتر والا انکے ملک کو غارت کرنے پر آمادہ دراز کریں عمر بن عاص نے فلسطین کے طرف روانہ ہوئے اور وہاں کے لوگوں سے سنا کہ دمشق مسلمانوں کے تصرف میں آگیا اور عمر بن عاص فلسطین کے طرف متوجہ ہو کر بن ہات گھبراتے رہے چونکہ لوگ کہہ سب کو ایک جگہ جمع کر کے قتال جہاد کا اسباب جمع کرنے میں کربا نہ ہے اور قاصد و کواکب کی طرف روانہ کر کے قیصر روم مد و طلب کئے تب قیصر نے جس ہزار سوار نیزہ گز اور فلسطین والوں کی مدد پر روانہ کئے۔ جب لشکر قطع منازل کر کے اپنی عمر بن عاص کو پہنچ رہی کہ بعلبک میں بھی مخالفوں کے جس ہزار سوار جمع آئے ہیں عنقریب بعلبک سے وہ لشکر بھی آئے فلسطین والوں کے ساتھ ملتی ہو گی اس بات سے اندیشناک ہو کر ابوعبیدہ بن الجراح کی خدمت میں ایک عرضی روانہ کی۔ **توجہ لانا خالد بن ولید کا بعلبک کی طرف اور ہزیمت پانی مخالفوں کی اور تشریف لانا ابوعبیدہ کی۔** نقل ہی کہ جب ابوعبیدہ بن الجراح نے لشکر روم کے جمع ہونے پر مطلع ہو کر عمر بن العاص کو انکے مقابلے کی طاقت نہیں تھیں مخالفوں کو دفع کرنے کے باب میں خالد بن ولید سے مشورہ کی انہوں نے کہا کہ میری رائی یہی ہے کہ عمر بن العاص اور دوسرا میرے شریک ہیں جس سے اور بیزاری سفیان جو روم کے نضار اور عرب کے مردوں کے مقابلے میں کھرے ہیں انکے نام سے آپ ایک نام لکھیں کہ تم جنگ میں جلدی کیجئے تا میں بعلبک کی طرف جاؤں اور فلسطین والوں کے مدد پر جو کفار جمع ہو ہیں انکے ہم سے فراغت پاؤں اسکے بعد دوسرے کفار کو دفع کرنے کی تدبیر کریں ابوعبیدہ نے جب یہ بات سنی بہت پسند کی اور یہ وقت عمر بن عاص کی طرف ایک قاصد بھیج کر پیغام کیا کہ خالد بن ولید تمہارا پاس آئے تاکہ جنگ و قتال میں جلدی کیجئے پھر ابوعبیدہ نے خالد کے ساتھ پانچ ہزار سوار دیکے بعلبک کی طرف روانہ کیا جب خالد نے منزلیں طے کر کے دشمنوں کی سر زمین میں پہنچے مخالفین یہ خبر سنے جنگ پر تیار ہو کر اپنے لشکر کو آگاہ کر کے مقابلے میں آئے پھر ہر دو طرف جنگ شروع ہوا طلوع آفتاب سے لیکے زوال تک جنگ و قتال جاری تھا جب خالد بن ولید نے مخالفوں کی سختی اور جواغری دیکھی تب ایک ندا کی کہ یا معشر المسلمین میں ان کافروں پر حملہ کرتا ہوں تم بھی میری موافقت کرو تا کہ اللہ تعالیٰ نے لشکر اسلام کو فتح و ظفر دیو گیا پھر جب خالد نے حملہ لایا سب غازیان اسلام انکی موافقت کی ہر دو طرف ایسا سخت جنگ ہوا کہ خون سے زمین رنگیں ہو گئی آخر عنایت ایزدی سے کائنات سے **وَفَجَّ اللَّهُ لِي** نسیم نصرت شمیم لشکر اسلام کے اعلام پر پہنچے لگی مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی اور کافروں سے بحساب لوگ داخل و خارج ہوئے اور بعض ہناؤں کے قلعے کی طرف اور بعض فلسطین کی طرف فرار ہو کر بحساب غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آئی خالد بن ولید نے وہ سب فتح نامے کے ساتھ ابوعبیدہ کی خدمت میں روانہ کئے انہوں نے لشکر الہی بجا کا خالد بن ولید کے نام سے ایک مکتوب اس معنوں کا لکھا کہ جب تو اللہ تعالیٰ نے بعلبک پر فتح و نصرت دی اور تم نے اسکا حکم فارغ ہوا اب اپنے وعدے کے موافق فلسطین کے طرف جا کے اپنے بھائیوں کی تائید میں کوشش بجالائے۔

جب یہ حکم صادر ہوا کہ پناہ سرقت فلسطین کی طرف روانہ ہو جب رویموں نے دیکھا کہ کون بدن اہل اسلام کو مدد پہنچتی ہو اور
 لحدہ غلط فہمی وقت دشمنی برپا ہو گئی گھبراہٹ کے اپنے لشکر گاہ سے پیچھے ہٹے دوسرے مقام میں نزول کیا اور یہاں پہنچا
 لشکر گاہ قہر یا ایسے میں ابو عبیدہ بن الجراح نے جو دمشق میں تھے وہ ان اپنے طرف سے ایک نایب کو مبعوث کر کے ان
 کے دلاوروں کی ایک فوج اپنے ہمراہ لے کر فلسطین کی طرف متوجہ ہو جب قطع منازل کر کے اس ہرمز میں پہنچے
 چاہیے اور خالد بن ولید اور عمر بن قاصح سے ملاقات ہوئی رویموں نے یہ خبر سنی ابو عبیدہ کے نام ایک ناسرگرم
 کا بھیجا کہ تم حد واس ولایت چلا جا تاہم تیری دلاوری لشکر جزا رہا جب تمہارا سے جنگ پر آمینگا ایسا جنگ کر چکا کہیں ملک
 میں کسی مسلمان کا نام باقی نہ بچا یہ نامہ جب قاصدوں کو لایا یا ابو عبیدہ بن الجراح نے ایسے جوابات لایا کہ دے
 کہ قاصدوں نے غاروش اور طرم ہو گئے پھر ان شخصیت لے کے اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوئے ابو عبیدہ کے
 حمایت تیر تین تین جب رویموں نے سنی ان پر زہری خوف اور رعب ہو گیا پھر وہ سر قاصد کو روانہ کر کے یہاں تاس کی
 کہ صلح امت محمدی سے ایک شخص کو پناہ دے دیکھتے تھے تاہم اس سے معلوم کریں کہ تم اس ملک میں اقامت
 کرنے سے مقصود اور مطلوب کیا ہے اور جنگ و جدال میں ہتھ دھبنا لے کر کیا سبب کو کسی تب ابو عبیدہ نے معاذ بن
 جبل کو حکم کیا تا مخالفوں سے جا کے ملاقات کریں تب انہوں نے ایک کشادہ مکتبہ لیا اور دستار سرخ اپنے سر پہنچی
 اور ایک منگ گھر سے پر سوا ہو کر روانہ ہوئے جب بخوری مسافت قطع کی اور رویموں کی مجلس کے نزدیک چاہیے
 سے اس کے اسکی باگ اپنے ماتھے میں تھے جو سے چلے جب ہم کے وزیر دن دوامیوں پر حال دیکھا ایک ایسے نے اپنے غلام
 کو حکم کیا کہ گئے جا کے ان کے کمرے کو کھول دے وہ غلام انکی خدمت میں اس کے گھر کو لے گیا تاہم اس کے گھر کو اس کے ماتھے
 نہاد اور فرمایا کہ پناہ گھر بنا گناہ کہنے کے لئے دوسرے میں زیادہ اتنی ہوں ویسا ہی اسکی باگ اپنے ماتھے میں تھے جو
 اس طاقت کی طرف چلے جب اس قوم کے نزدیک گئے کہا دیکھتے ہیں کہ ترے ترے امیر اور ان کا کان دولت قیمتی فرشتوں
 اور کرسیوں پر بیٹھے ہیں تب ایک شخص نے کہا کہ پناہ گھر بنا میرے ماتھے دیکھئے اور یہ قوم قیصر روکم ارکان دولت جو بیٹھے
 ہیں ان کے نزدیک ان کے بیٹھے اور ان سے باتیں کیجئے۔ معاذ بن جبل نے کہا کہ میں ان لوگوں کو فرشتے پر قدم نہ کر سکتا اور ان کے
 ساتھ نہ کر سکتا جو بات کہ کہنا ہی کھرا ہو کر ہی کر دیتا۔ ترجمہ نے کہا کہ روکم سرداروں نے اس بات کو کورہ
 رکھتے ہیں کہ تم کھرا کہ کلام کریں اور دیکھتے رہیں۔ معاذ نے جواب دیا کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرشتوں کے
 ان کے کھرا کہنے سے منع فرمایا ہے سو میں اس جماعت کے روبرو کھرا کہنا نہیں چاہتا ہوں لیکن تیری کراہت رکھتا ہوں
 اس فرشتے پر جو دنیا کی زیب و زینت ہی جیتوں جب بیٹھنے کے سوا چارہ نہیں زمین پر بیٹھو گناہ پس ان کے فرشتے کا ایک
 اعتقاد ہے زمین پر بیٹھ گئے۔ ترجمہ نے کہنے لگا کہ رویموں نے تمہارے زہد اور پیر میر گار دی کچھ متو تاباں سے نہیں ہو سکتا
 ہیں کہ تمہاری عزت و اکرام بجا لائیں پس آپ کو اس خواہیے غلام و خدام کے اطوار سے گزر جائے کہ گھر پر سرنگ

یہ تھا غلاموں اور بند گون کا کام ہی۔ معاذ نے کہنے لگے کہ میں بھی رب الارباب کے بندوں کا ایک بندہ ہوں اور نہ میں
 اسی پروردگار کا فرش ہی پس اس میں کیا عیب ہی کہ اپنے پروردگار کے فرش پر بیٹھوں۔ مترجم نے کہا کہ ایسا معلوم ہوتا
 ہی کہ تم قوم عرب کے بہترین افراد سے ہو۔ معاذ نے کہا کہ مجھے اندیشہ اس بات کا ہی کہ میں عرب کے بدترین لوگوں سے ہو گا غرض
 معاذ بن جبل کو روم کے بطارقہ یعنی عطا کھنڈاری کے ساتھ اتنا مناظرہ رو دیا کہ اس مختصر میں اسکی تفصیل کی گنجائش
 نہیں آخر الامر دو کم امیروں نے معاذ سے پوچھا کہ تم ہلو کس چیز کی طرف دعوت کرتے ہو معاذ نے کہا کہ مقصود ہمارا
 یہی ہی کہ تم کتاب اللہ پر اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لاؤ اور یہ سلام احکام جیسے ناز و نزج
 و زکوٰۃ وغیرہ قبول کریں اور گوشت خوک اور شراب اور دوسرے محرکات دور بین اور ایمان نہیں لاتے ہیں تو جزیرہ دنیا قبول
 کرو اگر ان دونوں باتوں سے ایک بھی اختیار نہیں کرتے ہیں تو تمہارے ہمارے درمیان تلوار چلیگی جب رومیوں نے یہ باتیں سنی
 اپنے مطلب سے یاروس ہو اور کہنے لگے کہ ہم جو کہتے ہیں اور تم جو چیتے ہو یہ دونوں کے درمیان برائے تفاوت ہی اب ایک
 بات باقی ہی اگر تم قبول کریں بہتر معاوضے پوچھو وہ کہا ہی رومیوں نے کہا کہ بلغار کا ملک جو تم نے ہم سے چھین لیا ہی
 وہ تم کو ہی بحال رہے اور دوسرے ملکوں پر ماتہ دراز کیجئے اگر تم یہ بات قبول نہیں کرتے ہو تو ہم اور فارس کے لوگوں کے
 ساتھ جو کوئی ہم انہیں کی مدد کرینگے معاذ نے جواب دیا کہ بلغار کا ملک اور دوسرے امصار و دیار جو تمہارے ساتھ عطا
 رکھتے تھے اب جو اللہ تعالیٰ ہمارے تصرف میں آئے ہیں اللہ تعالیٰ کی تائید سے جتنے ملک کہ اب تمہارے تصرف میں ہیں وہ
 منہ ہمارے ساتھ آجائینگے عفر زابد دیگر دوسرے عاقل و دیگر است و روم بطارقہ اور امرا انہی بات سے ہی برہم ہو
 اور زبان تہدید میں کھول کے انکو رخصت دی معاذ بھی انکے جواب میں سختی سے کلام کر کے اٹھے رومیوں نے انکے پیچھے
 ابو عبیدہ کی خدمت میں ایک فاصد کو روانہ کر کے یہ پیغام کیا کہ ہم نے تم سے التماس کی تھی کہ تم ایسے شخص کو روانہ
 فرماؤ کہ وہ نصف رہے اور سخن کے وقایق کو پہنچے پر تم نے ایسے شخص کو بھیجا کہ اسنے انصاف نہیں رکھتا ہی اور کل حق
 قبول کرنے سے اعراض کرنا ہی ہر چند ہم نے صلح کی بات کی پر اسنے جنگ و جدال کی بات درمیان لائی ہم نہیں سمجھتے
 ہیں کہ انہوں نے جو کہا آپ کے استصواب ہو گا اب التماس یہی ہی کہ ایک دوسرے شخص کو روانہ کریں کہ تاجسن بات میں ابگی
 اور ہماری بہتری کا سبب ہو ہم اسے کہیں والا رخصت دیکھئے کہ ہم کسی معتمد کو آپ کے پاس روانہ کریں تا جو کچھ کہنا
 ہی آپ سے عرض کر گیا ابو عبیدہ نے اسی بات کو قبول کی تب رومیوں نے ایک شخص کو جو برا فصیح اور چرب زبان تھا واکا
 دیکے روانہ کیا اسنے ابو عبیدہ کی خدمت میں آئے ہر چند صلح باب میں بیت سی باتیں کیں پر کچھ فائدہ نہ دیا کہ وہ صلح جو
 رومیان چاہتے تھے شریعت کے موافق اور سنت کے مطابق نہیں تھی تب انکا وکیل نے یاروس سے کہہ دیا اور اپنے
 لشکر میں جا کے خبر دی۔ جنگ کرنا غازیان اسلام کا بطارقہ روم کے ساتھ
 نقل ہی کہ جب رسول و رسائل سے چند روز گزر گئے اور مصالحت کی صورت نہ ہٹھری ابو عبیدہ بن الجراح اپنا لشکر تیار

میدان میں لے آیا خالد بن ولید کو اور حبیب کو اور دو دن ایک جماعت کو اپنے ہزاروں کے آپ قلب لشکر میں کھڑے رہا اور یزید بن ابی سفیان کو ہمدرد اور شریح بن جندب کو مسرور و مفرح کیا اہل روم بھی اپنا لشکر اور کشتہ کر کے جھنڈا اوڑھ کر اپنے لشکر آگیا ہوئے میدان پر آئے جب ہر دو جانب سے جنگ شروع ہوا روم کے پہلوانوں کی ایک تکراری زبیر ابی سفیان پر چڑلائی ہر چند سعی اور کوشش کی لیکن انکے پیر نہ اٹھ رہے۔ اور دوسری تکراری والون شریح بن جندب پر نہ اٹھ سکے لاکھوں شریح نے اپنی چوکی سے قدم پیچے نہ ہٹایا اور دوس ہزار شخص جو جنگ اور جرات میں جسے نامور تھے قلب لشکر کی طرف متوجہ ہوئے اپنی طاقت کی موافق کوشش کئے لاکھ کچھ فائدہ ہوا خالد بن ولید اور ولید کے حمایت میں جو مجاہدین حاضر تھے وہ ان کے ساتھ بڑی جنگ کے خالد بن ولید نے ثابت قدم دیکے تیریں چلائیں پس غازیان اسلام ایسی تیرا اندازی کی کہ وہ ان نے تاب نہ لاکر کھسکے نہ پھیرایا اور اس جماعت کی شجاعت اور جوانمردی دیکھ کر کچھ کچھ گئے تب ابو عبیدہ بن الجراح ایک مذاکرہ مامور المسلمین اللہ تعالیٰ کی حمایت مجاہدوں کی مثال حال ہی کافروں کے ساتھ سخت طے ہو چکا ہیں اگر لوہے کا پیاز بھی ہوتا اٹھ کرے جانا اٹھ کر دیکھ کر لشکر اسلام جو انہوں کو کھینے پیچے نہ ہٹا اور اپنی جگہ دشمن کو ہڈی اب معلوم ہوئی تھی کہ تم سب نیست اجتماعی سے کنار پر ایک بار جھک کر ڈاڑھیں جانو کہ جسے سر کے میں شہادت پانچا گشت برین میں جا چکا اگر زندہ رہیگا نیک نام ہو دیکھا اور نصرت دشمن اس کے ساتھ ایسی بہ بات سب مسلمانوں پسند آئی تھی سب کہنے لگے کہ امیر کی اس بات میں دین و دنیا کے فائدے شامل ہیں غرض جب ابو عبیدہ نے قلب لشکر سے جھنڈ کر مسرت اور مسرور دے بھی حرکت میں آئے نیز سے اور شریح سے خیر اور تیر سے اس سخت جنگ کی کہ وہ یوں مصیبت بھرت گئیں اور وہ ایک دوسرے سے جدا ہو گئے اور ماکی ایک جماعت تار پڑی اور باقی فوج ہزیمت پائی اپنے تاج سے جنگ دے اور ان کا بھاننا خوف کہے بالہ و فرماؤ کرنے لگے مردوں کی آغوشوں سے وہ بیابان ایسا بھر گیا خاک گودوں کو دور نکالنا حال یزید ایک ساعت کے بعد از روم کا لشکر جنگ سے مارتہ دیکھ کے اپنی جگہ کھڑا تھا قس بن ہیر نے لشکر اسلام غل کے کنارہ کی طرف یہ تو بھڑکے اور بقدر نیز و زنی کی کاٹنا نیز و زنی کیا گیا پھر پے لشکر میں آئے ایک تیج اپنے ہاتھ میں لے کے دو کار بار میدان میں آیا اور اس جنگ کی کہ تیج بھی فوٹ گئی۔ نقل بھی کہ اس سر کے میں قیس کو جس نیزے اور دوس شریح گئیں اور سینا لیس غم کئے بدن کو لگے تھے جب قیس کے زخموں کی کثرت سرحد موت تک پہنچی تب خالد بن ولید اور اس بن عبیدہ شہیدوں کی ایک فوج اپنے ہزاروں کے بچے اور دیون پر ایسے چلے لائے کہ انکی مصیبت دہم و ہریم ہو گئیں غرض یہیے کنارہ کو قتل اور بھڑون کو زخمی کر کے پھر اپنے مقام میں آئے کھڑے رہے خالد بن ولید اور اس شہید بن جندب اپنے لشکر کی طرف لوٹ گئے کہ بعد اہل روم اپنے لشکر کے اسی صف بنائے نہ ہرگز و تیریں چلا کرے لشکر اسلام کی طرف آہستہ آہستہ چلائے تب خالد بن ولید نے اپنے لشکر والوں کو طمانیت اور تسلی اور جنگ پر غلبہ و غرور دیکے فائدہ اٹھانے سے سب کو کہہ دیا کہ جب میرے پیچھے آؤ اور تم سب کو جان لو کہ میں جو کیا یہ چاہئے کہ تم بھی میری موافقت کرو میں ایک جانوں کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

کی نسیم اعلام اسلام پر سبکی اور کافرو کو انکی بارگی مستاصل کو دیگی پس گھیر کھتے ہوئے جب حرمکیا ناچار کا فروتنی تاب نہ
لا سکے بھاگنے لگے اس جگہ میں غازیان اسلام ایسی جانبازی کی کہ گیارہ ہزار کافر مار گئے اور انکی بیٹی غنشین کتوں اور چیلوں
کے والہ ہو گئے اور جو بچ گئے تھے انسے بعضے نقل کے قلعے میں جاکے پناہ لئے اور بعضے انطاکیہ کے طرف بھاگ کے قیصر کے
پاس جا پہنچے غنیمت بیشمار مسلمانوں کا ہاتھ آئی ابو عبیدہ نے غنیمت کا خوش فتح نامے کے ساتھ مدینے کی طرف کیا اور
باقی غنیمت لشکر اسلام میں تقسیم فرمائے کہتے ہیں کہ اس معرکے میں یومیون کی فوج ساٹھ ہزار کی تھی اور مسلمان سینتیس ہزار
سے زیادہ نہیں تھے جب اس لشکر روم پر مسلمانوں کو یہ فتح و نصرت حاصل ہوئی اہل اسلام کا رعب اور دبدبہ جو طرف
لوگوں کے دلوں میں بیٹھ گیا الحمد للہ علی ذلک۔ روانہ ہونا جریر بن عبداللہ بکلی کا حکم سے حضرت
عمر کے طرف عراق کے۔ نقل ہی کہ اسی سال جریر بن عبداللہ بکلی چند سواری کے ساتھ مدینہ سے مدینہ
کی طرف آئے امیر المومنین فاروق اعظم کی ملازمت سے مشرف ہوئے ابیر المومنین نے بخلاہ اور کندہ اور دوسرے قبیلوں کے چہار
ہزار مرد جمع کئے اور جریر کو اس لشکر کا امیر بنایا کہ عراق کی طرف شنی بن حارثہ کی مدد پر روانہ فرمایا پہلے جریر اور انکی قوم شنی کی
حکوم ہونے سے پہلو ہتی کی پر حضرت عمر نے انکی تالیف کر کے انکے واسطے یہ مقرر فرمایا کہ انکی مدد سے غنیمت کہ مسلمانوں کا ہاتھ آئے
انکے حصے کے سوا غنیمت کے خمس سے ربع انکو بچاؤ بن اور شنی بن حارثہ کے نام ایک نامہ اس مضمون کا لکھا کہ جریر بن عبداللہ
بکلی کو میں تمہاری مدد پر روانہ کیا جب وہ لشکر عراق سے ملتی ہو تو تم انکی بہت تعظیم و تکریم بجالاؤ کہ نہ جریر رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کی شرف صحبت مشرف ہیں اور حضرت نے یہاں تک انکا اکرام کرتے تھے کہ اپنی رد اکبار کے لئے
واسطے بچھا تھے۔ کافروں نے جب اس مکتوب کے مضمون واقف ہو ایک برا لشکر جمع کیا اور جہران بن بازان ہمدانی
کو اس لشکر کی امارت دیکے شنی اور جریر کے جنگ پر روانہ کیا جب شنی کو یہ خبر پہنچی اس وقت ایک عریفہ کے کھدے حضرت
عمر کی جناب میں روانہ کیا جناب فاروق اعظم نے ہر قبیلے سے ایک جماعت فرام کر کے لشکر عراق کی تائید پر بہت جلدی
سے جاکے لئے حکم فرمایا اور شنی نے بھی عراق کے قریوں سے جب لوگوں کو جمع کرنے لگے تیس ہزار مرد جنگی فراہم ہو گئے
القصہ ہر لشکر اسلام اور او دہر لشکر کفار جب تیار ہوئے کھنڈ کے مقام میں ہر دو لشکر ملائی ہوئے۔ نقل ہی کہ
جب جنگ کے لئے ہر دو لشکر کی صفیں آراستہ ہو بن جہران نے ایک اسپ گلگون پر چڑھا ہوا اور اطلس کا زین پوش
اسپر ڈالا ہوا اور ایک جوشن راند و پہنا ہوا اور ویسی ہی ایک تاج اپنے سر پر رکھا ہوا اور جزا و کا پٹکا اپنے کمر پر باندھا
ہوا اپنے گھوڑے کو کہتا ہوا میدان پر آیا ایسے میں لشکر اسلام ایک علامت ایک تیراکی طرف چلائی وہ تیراکی
انکھ کو پھوڑ کے باز پھوڑ کے پار ہو گئی جہران اس وقت اپنے گھوڑے سے گر پڑا جب عجم کے سپاہیوں نے دیکھا کہ اسامہ دار
مارا گیا اور آپ بے سر ہو گئے سب کے سب بھاگنے لگے لشکر اسلام کے شیعوں نے شیروں کے مانند انکا پیچھا کر کے قتل کرتے
تھے کہتے ہیں کہ لشکر کفار کا عدد لاکھ سے زیادہ تھا مسلمانوں کے لشکر کا ہر ایک غازی دس دس کا فر کو قتل کر کے

اور اس کی ایک قیمت اور باندی غلام لشکر اسلام کے لئے آئے جس قدر مال و متاع اس فتح میں ہوا تھا کسی واقعہ میں نہیں
 لکھنا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اسلام و نصرت اور کثرت و کمال بخشا۔ وَكَذَلِكَ الْكُفْرُ وَكَذَلِكَ الْإِسْلَامُ
 اس کی ل میں مثنی بن حارثہ نے بشر بن جصاص کو جو اصحاب کرام تھے حیرت میں پناہ خلیفہ بنا کے آپ بلوئے انبار کی طرف روانہ
 ہوئے پھر اس ولایت کے بعض لوگوں کی رہنمائی سے سوق خاقش کو فارت کو نچا اور وہ کیا وہ ایک ہزار دھنیا کے ہر سال
 طرف سے کفار و مان جمع ہو کر خرید و فروخت کرتے تھے مثنی نے ایک دمان جاپہنچے اور بیت کا فرو کو مار ڈالا اور ہر
 کو اسیر کیا اور باقی بھاگ گئے اور مسلمانوں کو بیت کی قیمت نامہ آئی پھر وہاں سے سووق بخدا کا قصد کیا وہ بھی ایک ہزار
 دھنیا کے ہر سال شہر بخدا واقع ہی ہر سال میں ایک ہزار بیت سے کفار اس مقام میں جمع ہوتے تھے اکثر ملک کسے
 کے لوگ اور بعض عرب کے قبیلے جیسے بنو خزاعہ اور یہود وغیرہ بھی دمان کے خرید و فروخت کرتے تھے اور ہر سال
 اس بازار میں اتنا مال جمع ہوا تھا کہ عراق اور دمان کے ایک سال کا خرچ ہو مثنی نے فرصت کو نگہ کر کے ایک
 اس بازار پر تاخت لائی بیت سے کفار مار پڑے اور باقی فرار ہو گئے مثنی نے حکم کیا کہ ذر سرخ اور روپا اور ہار اور
 نفیس اور ہر چیز کو کسے کوئی دو مری چیز نہ اٹھاوے مسلمانوں نے ایسا ہی کیا تب بھی ہزار دھنیا کا ہر
 ہزار اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے سالم و غائم اور مغرور و مغرور دمان سحر جت کی۔ امیر المؤمنین حضرت
 عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر روانہ فرمایا مثنی کی تائید
 کے لئے۔ قتل ہی کہ وہ کوشش کے پاس آئے کہ بعد عمر فاروق نے قبائل عرب حاضر ہو کر حکم فرمایا
 تھوڑے عرصے میں مختلف بن سلیم ازادی اپنے قبیلے سے آئے تھوڑے عرصے میں بن عبد زارہ نے بنی قیس سے ہزار
 دلا ورون کو اور مدی بن غاتم طائی اپنے قبیلے سے ایک جماعت کثیر کو۔ اور منذر بن حصین نے بنی عیینہ سے ایک
 جم غفیر کو۔ اور انس بن ہلال نے قبیلہ ہر بن قاسط سے ایک بڑی گروہ کو اپنے ہمراہ لے کے حاضر ہو کر بیٹھیں
 ایک فی عظیم فراہم ہوئی امیر المؤمنین جریر بن عبد اللہ بکلی کو جو گیارہ سو اور شجاعت کی زیور سے آراستہ تھے اس
 فوج پر رات دیکے سو اد عراق کی طرف روانہ کیا جریر نے قطع منازل کر کے ثعلبہ میں جاپہنچے اور مثنی بن حارثہ
 کے لشکر گاہ میں زوال کیا پھر ہر دو لشکر باحق دمان سے نکلے اور چہرہ کے ملک میں جا کے دیر منذر کو اپنا لشکر گاہ
 مقرر کیا اور لشکریوں کو سوا کے اطراف متفرق کر کے فارت و تاراج کرنے کے باب میں مطلق العنان کر دیا جب
 یہ خبر مدین میں پہنچی تو ان دخت نے رستم فتح زاد کے ساتھ ایک روایت سے جہراں بن ہریرہ کے ساتھ
 باہر از جبل سپاہ کو دیکے جریر بن عبد اللہ کے جنگ پر روانہ کیا جب یہ خبر لشکر اسلام میں پہنچی اس لشکر کے
 امیر و قس سپاہ متفرق کو جمع کر کے انتظار کرتے جب جہراں جنین کے قتل میں پہنچا جریر بن عبد اللہ اپنے لشکر
 کو ہمراہ لے کے اس کے طرف متوجہ ہوئے جب ہر دو فوج باہم ملے مثنی بن حارثہ نے اسلام کے دلا ورون کی ایک فوج

خلافت

لے کے جو لشکر اسلام بمبندہ پرتھے کافرون کے میسر پر حملہ کر کے جنگ آغاز کیا پھر لشکر عجم کے سپاہ بھی بڑی سخت حملے کئے پہلے بار
لشکر اسلام قدم بھیس لگے دشمنی بن جارثہ نے بیقرار ہو کے ایک نڈکی کو اسی مسلمانوں صف میدان سے پاؤں پھسلا دو تم
سب میر پاس آؤ میں دشمنی بن جارثہ ہوں اس سے مجاہدون کو ایک تقویت حاصل ہوئی اس وقت اگلے جھڑے
کے پاس جمع آئے اور لشکر اسلام کے میسر پر جو لوگ تھے عدی بن حاتم نے انکو کافرون کے جنگ پر ترغیب دینے
لگے اور جریر بن عبداللہ نے لشکر اسلام کے بچوں کو بچ کھڑا رکھے سب غازیوں کو تقویت دی تب سب لشکر جنبش
میں آیا اور بڑی جواغردی کے ساتھ شمشیر سے جنگ کرنے لگا کافرون کا سردار مہران جو تیر چلا میں اور شمشیر سے جنگ کرنے
میں شبیر فاق تھا اور اس جنگ میں بہت ہی جدوجہد کر رہا تھا لشکر اسلام منذر بن حسان نے جب اس پر نیزہ چلا
اس نے گھوڑے سے زمین پر گر پڑا جریر بن عبداللہ نے اس کا سر کاٹا جب لشکر عجم کے سپاہیوں نے دیکھا کہ اپنا سردار حرکت
میں نہ کر رہا ہوا پڑا ہی سب کے سب بزدل ہو گئے اور ان کے لشکر میں ترزل پڑ گیا سب کے سب بھاگنے لگے لشکر اسلام
سے عبداللہ بن سلیم ازدی اور عروہ بن بیڑی نے انکا پیچھا کر کے بعض کو قتل کر دیا اور بعض کو اسیر کیا اور انکی ایک
جماعت افتان و خیزان مدائن کی طرف بھاگ گئی جب مہران اور فارس کے برے برے سردار مار گئے اہل اسلام
نے عراق عرب کے شہروں کو غارت اور تاراج کرنے پر کمر باندھ ہی بہت سامان متاع اور سبایا ہاتھ آئے اس
اشنا میں جنید اولیٰ بعض فوج دشمنی کے خدمت میں عرض کی کہ ہماری ولایت کے قریب جو ایک قریہ کہ جسکا نام
بغداد تھی ہر مہینے میں ایک روز وہاں بہت کفار جمع ہوتے ہیں اور بہت تجارت بھی خرید و فروخت کے لئے آتے ہیں
اگر لشکر اسلام اسکے غارت پر دست یاب ہو تو چوطرف کے لوگوں کے دلوں میں مسلمانوں کا برا رعب پڑ جاوے گا
دشمنی یہ بات قبول کر کے اپنے لشکر سمیت انبار کی طرف روانہ ہوا اور اس سرزمین میں جو ایک قلعہ تھا اسکا محاسبہ کیا
جب اس قلعہ کا حکم عاجز ہوا اسکو امان دیکے بلوایا جب اسے دشمنی کی خدمت میں آیا بازار بغداد کو غارت کرنے کا ارادہ
اس نے ظاہر کر کے فرمایا کہ چند راہ دکھلانے والوں کو ہمارا ساتھ کیجئے اور فرات پر ایک پل باندھ دیجئے اسے یہ ہر دو بات قبول
کین راہ دکھلانے والوں کو ہمراہ دیا اور فرات پر پل بھی بند ہوا ایسے دشمنی قطع مسافت کر کے جب اس بازار میں پہنچے
و تاراج شروع کیا فارس اور ہوازا اور خوزستان اور دوسرے شہروں کے کفار جو جمع آئے تھے بھاگنے لگے ہندو نقد و جنس
سپاہ اسلام کے ہاتھ آئے کہ جسکا حساب ممکن تھا اور اس بازار سے بھاگے ہوئے لوگوں نے مدائن میں جا کے کسری کی
دفتر سے جو ہوتے تھے نشین تھے فریاد کی پھر اس اشنا میں دوسری خبر پہنچی کہ موید بن قطنہ و عطلہ بن غزو ان حضرت عمر رضی
اللہ عنہ کے حکم پر بیت شہر و دیار جو سلاطین عجم کے علاقے میں تھے اپنے قبضہ تصرف میں لائے ہیں یہ خبر سننے ہی فارس کے
امیروں اور عہدگوں کے دلوں میں بڑی ہمت بقیہ گئی کسری کی بیٹی نے رستم فرخ زاد کو حکم کیا کہ ایک لشکر ہمراہ لے کے جلد
اور لشکر عرب بدلہ لے کر رستم کو یہ بات پسند نہ آئی عجم کے ارکان و ملت پوشیدہ کہنے لگا کہ ہمارا ملک میں یہ اختلاف و

عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہم جو ہر باب میں انجام کار کو سوجتے تھے یہی تدبیر تھی کہ اگر ابو المنین اپنی تفسیر
 نہ لجاوین بلکہ دوسرے کسی راہ کو روانہ فرماوین پس انہیں کے راسے کے کوافی سعد بن قاص رضی اللہ عنہ کو سب افواج اسلام
 کی امارت دیکے ایک لشکر چار کے ساتھ مدائن کی طرف روانہ کیا اور حضرت عمرؓ نے رخصت کے وقت سعد کو یہ نصیحتیں
 کیں کہ جس منزل میں تم پہنچو گے اور جس منزل سے آگے برو گے وہاں کی حقیقت حال سے مجھے اطلاع کیجئے۔ اور جب تم قادیسیہ
 پہنچو گے اسی جگہ کو اپنا لشکر گاہ ٹھہرائے۔ القصد سعدؓ نے وصیتیں قبول کر کے چھ ہزار غازیان اسلام ساتھ مترلین علیؓ کے
 قادیسیہ میں نزول فرمایا اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ جو اسی نواح میں بعضے شہروں پر حکومت رکھتے تھے سعد بن قاص
 کی روانگی کے بعد حضرت عمرؓ نے ان کے نام سے ایک نامہ ارسال مضمون کیا روانہ کیا کہ میں سعد بن قاصؓ کی طرف بھیجا ہوں
 تم بھی انکی تابعداری کرو یہ نامہ پہنچے ہی ابو موسیٰ اشعری نے مغیرہ بن شعبہ کے ساتھ ہزار سوار اور قیس بن ہبیر کے
 ساتھ ہزار سپاہ کو دیکے قادیسیہ کی طرف روانہ کیا کہتے ہیں کہ ہاشم بن عتبہؓ بن ابی قاص اور ہاشم بن قیس اور ملک
 اشتر قیس کی ہی بھراہ تھے۔ نقل ہی کہ سعد بن قاص کے لشکر میں اصحاب بدرؓ انیس صحابہ داخل تھے مکہ کی فتح کے
 دن جو صحابہ نامہ دار و بھیجاں باوقار جو حضرت سیدہ ابراہیم علیہ السلام کی ملازمت میں تھے ان سے تین سوا صحابہ
 اور اولاد اصحاب رضی اللہ عنہم سے نو سو جو انہیں حاضر تھے۔ کہتے ہیں کہ سعد بن قاص قادیسیہ کو پہنچنے کے آگے مشی
 بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے اس جہان فانی سے طرف عالم باقی رحلت کی تھی ان کے بی بی کا نام جو سلمیٰ تھا جب عدت کے
 ایام گزر چکے سعد بن قاص نے اس بی بی کو اپنے نکاح میں لایا۔ القصد لشکر اسلام قادیسیہ میں نزول کیا ہی سو خبر بزرگ
 پہنچے ہی اسے سعد بن قاص کے پاس ایک قاصد کو روانہ کیا اور یہ التماس کی کہ اپنے لشکر کے اعیان و ارکان کے چند شخص
 کو مدائن کی طرف روانہ کرے تا ان سے ہم کلام ہو سکے۔ سعدؓ اس گزارش کو قبول کر کے اپنے لشکر سے لقمان بن مقرن اور
 حنظلہ بن ربیع اور عدی بن ہبیل اور عطار بن الحجاب و اشعث بن قیس و عاصم بن عمرو و مغیرہ بن شعبہ و عمرو بن معدی کرب
 اور کئی عمدہ گون کو مدائن کی طرف روانہ کیا۔ وے اشرف عرب بہتر عربی گھوڑوں پر چڑھے ہو کر روانے یابی اور وہاں
 ہوئے اور باریک تازیانہ اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے اور بہتر تھیلے اپنے پاؤں میں پہنے ہوئے کسری کی جہازی کے پاس پہنچے۔ بزرگ
 انکو باریابی کی خبر دہلی دیکے اپنے دربار میں بلا دیا اور عزت و اکرام سے بھلا دیا اور مترجم کو بلا دیا۔ کہتے ہیں کہ خود بزرگ بھی عربی
 زبان جانتا تھا۔ سو اس جماعت کی طرف متوجہ ہو کے کہنے لگا کہ اے جماعت عرب تم ہمارے ملک میں آئے اور ہمارے جنگ اقدام
 کرنے پر تمکو کجا چیز باعث ہوئی۔ شاید کہ تم جو ہمارے سے تعاضل اور تساہل کی ہی تم اس لئے ہم پر دیکر ہو۔ مغیرہ بن شعبہ نے
 جواب دیا کہ اے بادشاہ ہم نے ایک مدت شرک و ضلالت اور جہالت و عبودیت میں سرگردان تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی
 کمال و رحمت و عنایت سے ہمارے ہی ایک پیغمبر حبیب اللہ کو جو ہمارے میں والا نسب عالی حسب اور بیت ہی محترم و مکرم تھے بھیجا
 کیا۔ وہ پیغمبر نے اللہ تعالیٰ کو ایک جاننے اور اس کے ساتھ کسیکو شریک نہ کرنے پر ہمکو دعوت کی اور نماز روزہ اور حج و زکوٰۃ

داخل جنت ہوگا اور بہشت کی نعمتوں سے ہمیشہ محظوظ رہیگا اور جسے زندہ رہیگا وہ دین کے دشمنوں پر غالب ہوگا اور وہ پیغمبر برحق اور منجھ صادق نے ہکو پہ بھی خبر دی تھی کہ فلان فلان ملک تمہارے ہاتھ پر فتح ہو دینگے اور اس کے خزانے اور دینے مسلمانوں میں قسمت پاویں گے سو تیرا ملک اور اس کی جہازیاں اور خزانے بھی ہمیں داخل میں آئیں ہم تجھ کو دعوت کرتے ہیں کہ تو خدا و رسول پر ایمان لاؤ اور یہ دین متین قبول کرے اور تیرے آباد اجداد جس پر تھے ہکی اس کی قباحت آگاہ ہو جاوے جب تو ایمان سے مشرف ہو دینگا دولت ابدی اور سعادت سرمدی تیرے نصیب ہوگی تیرا ملک تجھی پر چال رہیگا گوئی تیرے بے اجازت تیرے ملک میں آئیگا اور نوزکوۃ اور خراج دیا کرے۔ اور اگر تو ایمان نہیں لاتا تھی تو دولت و خواری کے ساتھ جزیرہ دیکھتے تب ہم تیرے خون اور مال کے ساتھ تقرر نہ کریں گے اگر تو جزیرہ بھی دینا نہیں قبول کرنا تھی تو جنگ پر تیار ہو جا ہم تیرے ساتھ قتال کریں گے تا اللہ تعالیٰ ہمارا اور تیرے درمیان حکم کرے۔ جب یزید جرنے یہ باتیں سنی اپنی نگہ اور نجات سے بہت غصہ ہوا اور کہنے لگا کہ میں تم پر رحم کیا تھا اور چہا تھا کہ تم کو ناج اور لباس دیکے عزت و اکرام کے ساتھ روانہ کر دوں لاکھ تھنہ کلام میں جب ایسی جسارت کی اور بے ادبی سے پیش آیا اب وہ رحم میرے دل سے جاتا رہا اگر بادشاہوں میں قاصدون کو قتل کرنا درست ہوتا میں تو قتل کروں تا اب تمہارے واسطے میرے نزدیک سو آخاک کے اور کچھ نہیں پس حکم کیا کہ ایک زنبیل میں خاک بھر کے لے آوے اور گروہ عرب کے عدد کو گنے کیسے سر پر رکھے اگلا غلام ویسا ہی جب خاک لے آئی عاصم بن غیرت بھی جلد اٹھے اور وہ خاک کی زنبیل اس کے ہاتھ سے لے کے اپنے کھنڈ پر رکھی پس اب اکابر عرب یزید جرن کی مجلس سے اٹھ کے چلے گئے۔ عاصم راہ میں کہتے تھے کہ امی گروہ عجم تم نے ایسا کام کیا کہ اپنے ملک کی خاک ہمارا حوالے کر دی۔ انشاء اللہ تعالیٰ اب قریب بھی کہ ہم تمہارے پر فتیاب ہونگے اور تمہاری ولایت کی خاک تو برے میں ذال کے ہم دیار عرب میں لیجا ئیگے۔ القصبہ حب یزید جرن کی مجلس سے نکلے اور سعد بن ابی وقاص کی خدمت میں پہنچے سب باہر اظاہر کیا۔ وہ خاک کا قصہ سنے سعد بہت خوش ہو گئے اس سے اقبال کی خالی اور کہا واللہ بنو نے اپنی اقلیم کی کیلیاں ہمارا حوالے کر دیں۔ کیونکہ خیرات کی مرکز اور برکات کی منشأ خاک ہی ہی قرآن مجید میں ارشاد ہوا۔ وَبَارَكْ فِیْہَا وَقَدْ رَفِیْہَا اقْوَا تھکا۔ کہتے ہیں کہ سعد بن ابی وقاص نے ولایت عجم کے اطراف و احوال میں اپنے لشکر کی تشریفان روانہ کرتے تھے اور غارت کر کے لاتے تھے۔ اگرچہ لشکر اسلام میں سب چیزیں افریقین۔ لاکھ گوشت میسر نہیں آتا تھا کیونکہ اس ملک والوں نے اپنے جانوروں کو بہاروں میں رکھ کے نگہبانی کرتے تھے اور لشکر اسلام کے غازیوں کو جہاد کا کام دیش بہنے سے اپنے اونٹوں کو بخر نہیں کرتے۔ نقل تھی کہ لشکر اسلام کی ایک جماعت جو غارت کے لئے نکل تھی۔ راہ میں بعضے شکاریوں کو دیکھی کہ دو سو خر و مارا ہی لیجاتے ہیں انکو پھیر کے اپنے لشکر گاہ میں لے آیا۔ اور چند روز وہی چھی کام آئی۔ اس پیام کو ایام صیاد کہتے ہیں۔ اور عاصم نے ایک شکاری اپنے ساتھ لے کے گاؤ اور گو سفندون کی تلاش میں نکلے تھے سونا گاؤ

ایک بیابان میں پہنچے وہاں گھنڈا کرنا ایک فوج اتاری تھی کہ جسے پوچھا کہ کب سے اور کیوں تم مجھے خبر کئے ہو تو کہے کہ ہمیں تب ایک گھانی جو اس بیابان میں چڑھی تھی فصیح بان کہنے لگی کہ میرے دشمن خدا جو شہ کستا ہی کہ گناہوں اور بدکردوں کا ایک منہ اس شخص میں حاضر تھی۔ تب عاصم نے اس منہ سے کہنا کہ اسے لشکر گاہ میں لایا بیچایا۔ سو چند روز اس منہ سے گزرو گئے۔ اس ایام کو ایام غری کہتے ہیں قتل بھی کر دیا جو نے رستم فرخزاد کو لشکر عرب جنگ کرنے کے باب میں بہت ہی مخبریں دینا اور ایک لاکھ جو ارادہ کرنے میں بہت ہی جرات مند تھا رستم نے علم نجوم اور کائنات کے فن میں بڑی مہارت رکھتا تھا اور فنی عقلی اور تاثیرات کو کب سے یہ بات جانتا تھا کہ ان دونوں عرب کی دولت و سعادت اور خیر کی بات اور ہلاکت مقرر تھی اس واسطے کہ اسباب میں سستی اور دیرنی کرنا تھا تاہن کچھ کی خوش سعادت سے بدل جاوے اور پھر برکت کے ایام آوے یہ نہیں سمجھتا تھا کہ تقدیر بالی کما گئے تدبیر انسانی کچھ کام نہیں آئی قال اللہ تعالیٰ اذی الازادہ اللہ تعالیٰ یفعل ما یشاء فلا تمرد لہ۔ اور وہ عجب مادیان تھا کہ علامہ اسلام کی بلندی اور تربیت سیدنا امام کی ترقی اور محمدی جو تائید غیبی اور نصرت لایہی ہو کر تھی اور خطہ طغیہ پابری بھی ستار گون کی انصاف سے اس کے ذہل پر اسند لال کرنا تھا۔

شعر لا رقبۃ الیوم فی امر مجاہد لیسر قالہ فبعل کالجندی ولا حل مع السعاده سالہ الیوم من آت فلا یصلک رزق ولا یحل دل یعنی بندہ کو وقایہ شہنشاہ و نجوم و بیج عاقل نہ بندہ دل کو خوف تو تیرے بندہ آوارہ شود شا کر دور و دیر غنی و دہشت اول کلمہ فرعون و شہنشاہ بود و کلیم ہر کہ را طبع سلیمت کند فہم من بہرہ بخش خدا یا کہم کلیم بہرہ نصیر و خرنے رستم فرخ زاد کے ساتھ ایک لاکھ پچیس ہزار ہفتہ ہزار اور چھ گنا رسیا ہون کو دیکے لشکر عرب پر روانہ کیا رستم کی سرزمین علی گرن گاہ ایک منزل میں سعد بن ابی وقاص کے لشکر سے ایک سپاہی کو لشکر رستم کے سپہ سالاروں نے پکڑ لیا کہ رستم سے اسے پوچھا کہ اس ملک میں کس کے لئے لوگوں کا جبر و عسارت ہوئی وہ عربی نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیغمبر علیہ السلام کی زبان میں تر جمان سے حکم دیا ہے کہ تمہاری دولت اور حکومت ہمارا مائتہ انگلی اور تہاڑے حیلان و اطفال ہمارے انبیر ہو دینگے اور تہاڑے خزانے مسلمانوں پر تقسیم پاویگے۔ اگر تم اسلام قبول کرین تمہاری ملکتم ہم پر ہی بحال ہوگی واللہ نے سب باتیں بلاشبہ واقع ہو دینگے۔ رستم نے پوچھا یہ سب باتیں حاصل کرنے کے لئے تم ہی ہمارے جاوین کو کرکڑا کر گاہ۔ وہ عربی نے جواب دیا کہ ہمارے جسے تہاڑے ہمارے ہمارا جا بجا گاہ و داخل جنت ہو گا اور ہمیشہ راحت و آرام میں رہیگا اور ہمارے سے جو لوگ باقی رہیں گے اللہ تعالیٰ پروردہ انکے حق میں وفا فرما دینگا ہمارے پیغمبر یعنی علی حاصل ہی۔ یہ بات سننے ہی اس ملعون کی آتش غضب شعلہ مارنے لگی سیرت اس مرد عربی کو قتل کر دیا جب وہاں سے کوچ کر کے آگے چلا ایک فریضے کے نزدیک اپنے لشکر کو ارشاد کیا کہ حکم کیا اسکے لشکروں نے اس پر ملکہ برا ظلم و فساد کیا تو لوگوں نے اس کو تہاڑے جوت پھونک کر قتل کرنے میں اپنی نظر کما تھہر دیا اور علی علیہ السلام کے قتل کے وقت میں مشغول رہتا تھا اس

کے لوگوں نے رستم فرخ زاد کے پاس فریاد لایا کہ انہی فریادوں کے ناخوش ہوا اور اپنے لشکر کے عہدگوں کو جمع کر کے غصہ کرنے لگا کہ ایسا گروہ فارس و اندھ مرد عربی نے جو کلام کیا نہایت راست باتیں تھیں کہ یہ تارک بڑے اعمال ہی تھو تو اردو ذیل کرینگے کہا تم نہیں دیکھتے ہو کہ لشکر عرب باوجودیکہ اس ملک کو جنگ و قتال کرنے کے لئے آیا ہے لیکن انہی کسی نے عیاں پر ایسا ظلم و ستم نہیں کرتا ہے جو تم نے کیا اسکے آگے تم نے جب تک عدل و انصاف رکھتے تھے اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں پر تھو نصرت دیتا تھا اور تمہارے ملک میں تھو مزہ الحال رکھتا تھا جب تمہاری چچی اور صاحبہ لگے اور ظلم و ستم شروع کئے تمہارے ملک و دولت میں بھی خلل آگیا اب میں گمان نہیں کرتا ہوں کہ تمہارا ملک اقبال تم پر بحال رہے پس حکم کیا کہ اپنے بعضے لشکریوں کو جو ظلم و ستم کئے تھے حاضر کریں اور ان پر سیاست جاری کر دیں۔ عجب ہی کہ رستم نے اور وہاں کے ظلم و ستم کو ناپسند کیا پر اپنے نفس پر جو آپ ظلم کرتا تھا اور دین حق نہ قبول کر کے بڑے اعمال کا مرتکب ہوا تھا اسکو برا نہیں جانا غرض جب اس مقام سے کوچ کر کے دوسری منزل میں جاتا تو اسی شب یہ خواب دیکھا کہ آسمان سے ایک فرشتہ زمین پر اترا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ اسکے ہمراہ ہیں وہ فرشتہ نے اہل فارس کے ہتھیاریں چھیننے کے حضرت کے ہاتھ دیتا ہے اور حضرت نے دے ہتھیاریں عمر فاروق کے تحویل کرتے ہیں رستم جب خواب سے بیدار ہوا نہایت طویل و سیرا ہو گیا۔ آخر طوطا دکھا کہ آگے بڑھا۔ جب دیر اور پر پناہ دین نزول کیا۔ اور اسکو اپنا لشکر گاہ چھڑا دیا کہ وہاں سے لشکر اسلام محترمی مسافت پر تھا۔ جب سعد بن ابی وقاص کو یہ خبر پہنچی طلحہ بن خویلد کے ہمراہ عرب کے دلاوروں کی ایک ٹکڑی دے کے لشکر کفار کی خبر لانے کے لئے روانہ کیا وہ ٹکڑی قطع مسافت کر کے جب یہاں تک پہنچی کہ کافروں کا لشکر نظر آنے لگا طلحہ کے رفیقوں نے کہا کہ اسی مقام سے پھر جاوین طلحہ کہنے لگے کہ میں البتہ لشکر عجم تک جا کے اُنکے حالات سے آگاہ ہونا چاہتا ہوں رفیقوں نے کہنے لگے کہ یہ بات مناسب نہیں ہے طلحہ نے جواب دیا کہ تم خوف کھائے ہو چہاں سے چاہتے ہو پھر جاؤ یہ بات سننے کے وہ جانتا وہیں سے پھر گئی۔ طلحہ وہیں چھہرے جب رات آئی تنہا لشکر عجم میں داخل ہو کے گشت کرنے لگے اور عہدگان فارس کے دو محل خیموں کے طبا بے کات کے گرد آئے اور ایک شخص عجم کے بڑے شہسوار سے تھا اور اسکو ہزار مرد کے مقابلے میں جانتے تھے اسنے اپنے گھوڑے کو اپنے نزدیک باندھ لے سو گیا تھا۔ طلحہ اپنے گھوڑے سے اترے اور اسکے گھوڑے کو کھول کے اسکا باگ و دراپنے گھوڑے کے شکار بند سے باندھ لے پھر اپنے گھوڑے پر سوار ہو لشکر عجم سے باہر آئے جب اسنے ہوشیار ہو کے دیکھا کہ اپنا گھوڑا نہیں ہے متعجب ہوا دوسرا ایک سپہ باورفتار پر سوار ہوا اور چند سپاہیوں کو اپنے ہمراہ لے کے نکلا جب ات گنبد گئی۔ طلحہ فجر کے بعد اٹھا سے راہ میں اسنے ملا۔ طلحہ نے تنہا بڑی جوانمردی سے اسکے ساتھ مقابلہ کیا اور تلوار کی ایک ایک ضرب سے اس پہلوں عجم کو جہنم کی طرف روانہ کیا۔ دوسرے نے جو اس کے ہمراہ تھا مقابلہ کیا اسکو بھی قتل کر دیا۔ تیسرا سوار جب مقابلہ میں آیا اسپر بھی غالب ہوئے لیکن اسکے قتل سے مانتہ رکھ کے

اسکو ایسا روئے بنا کے اپنے لشکر گاہ کی طرف چلے گئے۔ جب اہل اسلام نظر کئے تو کھڑے سالم و فائز رہے۔ بنی ہبہست خوش
 ہوئے۔ اور فداوار سے کھیر کھینے لگے۔ لیکن سیر کو ساتھ ملے ہوئے سعد بن ابی وقاص کے حضور میں پہنچے۔ سیر کو دشمنوں کے
 لشکر کا احوال دریافت کیا تو ظہر نے اپنے اسیر کی طرف اشارہ کیا کہ وہ میرے سے زیادہ جانتا ہے۔ تب ایک ہزار
 بلالے لشکر عمر کی اخبار اس سے استفسار کیا کہ کھیر کھانے کے لئے اس پہاڑ کی شجاعت سے مجھے کھیر کی دلاوری ایک شرمیلیاں کرنا
 ہوں۔ میرے لشکر کو جو احوال تم پہنچتے ہو کہ دنیا میں جانتے کہ میری ابتداء جوانی سے لب تک بہت پہلوانوں کو دیکھا ہوں
 اور جدال و قتال میں بہت سے دلاوروں کے ساتھ مقابلہ کیا ہوں اور کتب و تاریخ سے بھی بہت سے جواہر و روئے
 قصص و محکبات دیکھا اور سپاہوں پر ایسے ہمارے کاکسین نظر نہیں آئے کہ لشکر کو کھیر کا بعد اور ستر ہزار سے زیادہ ہی لاکھوں
 کی نسبت تنہا ہر ہزار دے دیئے ہزارہ لشکرین داخل ہوا اور کسی بلند بہت اور جواہر و دی کی خیرت نہیں چاہی کہ
 جیسا لشکر میں آیا تھا ویسا انھیں دلاور اس لشکر کو کھیر کے غرون کے طنائے کات کے لئے سر پر گرایا اور اس لشکر کا ایک
 اسب باور قمار کھولنے کے علاوہ خود لشکر سے ٹھگلیا اور اس لشکر کے دو پہلوان جو ہر ایک ہزار مرد کے مقابل تھا
 اٹھارہ راہ میں آئے اس پہاڑ عالی شان سے مقابلہ کئے تنہا ہر دو کو زمین پر گر گئے۔ تیج کیا اور میں بھی ایسا پہلوان
 ہوں کہ لشکر کو کھیر میں نظر نہیں ہو سکتا میرے ہاتھ گردن پر باندھ کے اسیر کیا ہزار ہزار آفرین ہو اسکی جواہر و دی پر پیر
 لشکر عمر کی سب کمالین تفصیل کے ساتھ گزارش کیا کہ اب وقت اسلام شرف ہوا سعد بن ابی وقاص نے اسکا نام سلم
 رکھا اور کلاو سے کہ جنگ میں اس سے جو امر دی کے عجب کرے گا ہر ایک القصد رستم فی خراج جنگ پر اقامہ کرنے
 سے اندیشہ اسکا تھا اور ہر منزل میں چند روز توقف کرتا تھا۔ چنانچہ منقول ہے کہ اس نے طرابلس سے نکل کر کواہر سے پہنچے
 چار مہینے یعنی چار مہینے کے تاجر کو سب کا یہی سبب تھا کہ شاید لشکر اسلام مصالحت پر راضی ہو کے اپنے ملک کی طرف
 مراجعت کرے اور اب غم کے طالع کی نخواست سعادت سے بدل آج وہ ہر روز کئی قاصد کو لشکر اسلام میں بھیجے صلح
 سلسلہ ختم کیا کرنا اور لشکر اسلام بھی چند آفام کو بلا کے کہیں باہرین مگلام جو تھا۔ سعد بن ابی وقاص نے کبھی ایک
 جماعت کو اور کبھی ایک ہی شخص کو روانہ فرماتے تھے اور وہی سوال و جواب ہو یا جو بزرگ کے ساتھ جو تھا جب کسی
 صورت سے بھی صلح کی صورت نہ شہری رستم نے چڑھ گیا اور کمال سختی سے کہنے لگا کہ کل میں علم کے شیر وں کو
 حکم کروں گا تاں جنگ کریں کہ عرب کے سرکشوں کے سروں کو گوشتے جو گان کا منہ میدان میں شکر دین تاں کہ ہر علم کے ساتھ
 جنگ کرنے کی جو سب باقی رہے اور اس وقت حکم کیا کہ سب اہل لشکر مٹی اور پتھر انشت اور لڑی جو طرف سے جی کر کے
 بڑی جلدی سے ہر مین پر ایک بل باندھے دین اور یہی شب و اقدیر میں دیکھا کہ آسمان سے ایک فرشتے نے اترنا اور لشکر
 میں جتنے کھانین نہیں تھے ان کے اسپر چہر کی اور آسمان پر لیگیا علی الصبح پیر خواب اپنے مصاحبوں سے ظاہر کیا اور
 اس خواب کی بڑی دہشت اسکے دل میں جا بیکر ہوئی لاکھن جب سوا سے مقابلہ کے چاند نہ رٹا آخر چار و نا چار جنگ پر

تیار ہوا۔ **فادوس** کا جنگ۔ قتل ہی کو اس ستم فرخ زاد نے ایک بیش قیمتی بکتر پہنا ہوا اور ایک راند و خود سر پر رکھا ہوا اور ایک شمشیر بانی حایل کیا ہوا نکلا اور حکم کیا کہ ایک سپ باور قنار حاضر کر دو جب گھوڑا لے آئے بغیر کاب میں باؤن رکھنے کے جست کے اس پر سوار ہوا۔ اور اس وقت اسکی زبان ناپاک پر گزرا کہ کل عرب کے لشکر کو درہم و برہم کر دو نکلا۔ اس مقام کے حاضرین نے ایک شخص کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ چاہا تو۔ اس ملعون نے کہا کہ نہ چاہا تو بھی نفوذ باللہ من ذلک **س** ہر آنکہ گئی گردش یکن اور خواست و بغیر مصلحتش بہری کندایام و کجوتری کہ درگ اشیان نخواہد وید و قضا ہی بردش تابا سوی و اندو دام و عرض جب اس بل سے جو دیکھا حکم کیا کہ ایک بلند پشت پر خیمہ دیکے اسکے ساکن اپنا تخت رکھیں۔ اور آپ پس تخت پر بیٹھ کے اپنے لشکر کی صفیں آراستہ کر رہا تھا۔ اور چھتیس ٹلی جو اسکے ہمراہ تھے اسے اتھارنا تھی قلب لشکر میں لکھا۔ اور کئی صندوق اور تخت ان مایوں پر باند کے تیر اندازوں کو اپنا بچھلایا اور باقی مایوں کو میمنہ اور میسرہ اور ساقیہ اور کین گاہ پر مقرر کیا۔ اور یزدو جو حکم کیا تھا کہ اپنی ہمارے سے لے کے رستم کے لشکر گاہ تک چند چند قدم کے فاصلے پر ایک ایک شخص کھڑا رہے اور رستم کے لشکر میں جو کچھ گزرتا ہی ایک دوسرے سے پکار کے کہدو تاہر وقت اس لشکر کا حال آپ کو معلوم ہوتا رہے۔ عرض سعد بن ابی وقاص بھی اپنا لشکر تیار کر کے برسر میدان روانہ کیا لاکن اندون انہوں نے عرق النسا کی بیماری سے بہت عاجز آگئے تھے اسلئے اس میدان میں جو ایک ہمارے ہی حکم کیا کہ اسیر اپنی مسند بچھا دیں اس مسند پر بیٹھ کے مکہ اپنے سینے سے لگائے ہوئے ہر دو لشکر کا نظارہ کر رہے تھے۔ **نقل** ہی کہ سلی جو منی کی زوجہ تھی اور انکی شہادت کے بعد سعد بن ابی وقاص کے نکاح میں آئی تھی اپنے شوہر کے ساتھ ہمارے پر بیٹھ کے وہ بھی جنگ کا نظارہ کر رہی تھی سو افسوس کر کے کہنے لگی کہ منی سا جو امزدایہ ہے ہی روز کے واسطے ضرور تھا سعد بن ابی وقاص نے اپنے علیہ رض کے سبب جو جنگ سے مقرر تھے کمال غرت اور حسرت کے سبب اپنے رخسار پر آپ طلبا نچے مار لیے تھے۔ پھر ہمارے سے نیچے اتر کے اپنے لشکر کے سرداروں کو بلوایا اور اپنے بدن پر جو دھل بڑھائے تھے اور سینے میں جو درد تھا انکو تبا کے اپنا عقد ظاہر کیا۔ مناسب کو معلوم ہوا کہ یہ عذر صحیح ہی پس سرداروں کو یقین ہو گیا کہ انکو اس بیماری کا عذر واقعی ہی۔ عرض جب گھوڑے پر سوار ہوئے عاجز تھے۔ خالد بن عرقصہ کو اپنی نیابت دیکے قلب لشکر میں متعین فرمایا لاکن اس لشکر کے بعضے اوباش انکی نیابت قبول کر کے غوغا کرنے لگے۔ تب سعد بن ابی وقاص نے حکم کیا کہ انکو لاکے اس ہمازی میں قید کر دیں۔ ابو محجن ثقفی بھی انھیں قیدیوں میں داخل تھا۔ لاکن صحیح بات یہ ہے کہ شراب پینے کے سبب اسکو قید کئے تھے۔ القصبہ سعد بن ابی وقاص نے ایک فاصد کی زبانی کہا بھیجے کہ خالد بن عمر کو میں بھیجا ہوں۔ اور اسکو میرے قایم مقام کیا ہوں جو حکم کر گیا تم قبول کرو۔ اور نقل ہی کہ اپنے لشکر کے سرداروں کو بلوایا کہ بے ثباتی اور آخرت کے نعمتوں کی بیشکلی اور فارس کے نژادوں کی تقسیم مسلمانوں میں ہونے کے باب میں جو حضرت سے بشارتیں آئی تھیں بیان

کس اور یہ آئین تلاوت کہیں اِنَّ اللہَ اَسْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنْ لَّکُمُ
 الْجَنَّةُ اِنْ لَّمْ یُحِبَّ اللّٰهُ الَّذِیْنَ یُعٰلِقُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ صَفَاحًا لَّکُمْ بَنِیَانٌ مِّنْ حِجْرِ
 اور ایک روایت میں آیا ہے کہ یہ آیت پڑھی۔ وَلَقَدْ کُفِّرْنَا فِی الْزَّبُورِ مِنَ الذِّکْرِ اَنَّ لَکُمْ بَرَقًا
 عِبَادِیَ الصَّالِحِیْنَ اور فرماتے لے کہ معلوم کیجئے کہ وہ بارغیر افسوس کیجئے کہ نبی جو اللہ تعالیٰ نے وہ زمین اپنے
 نیک بندوں کو میراث دینے کا وعدہ کیا ہے۔ اور جسے شجاعت کا قدم لگے بڑا لگا اور کل اسلام کو بلند کرنا
 حاصل کیجئے۔ اور یقین جابجا کہ مجھے شہادت نصیب ہو تو حق میں ہمیشہ کی نعمتیں اور راحتیں اور دیدار الہی کی کراہی
 عنایت ہوگی اور نفع دنیا کی حرص اپنے دل سے دور کر لگا اور محض آخرت سے مقصود کر لگا تو اللہ تعالیٰ اس کو دنیا
 و آخرت ہر دو عنایت فرما دے گا۔ اور یقین ہے کہ ہر انسان کی پیشانی پر جو کہ لکھا ہو وہی ظہور میں آجئے گا۔ اور دیکھئے کہ
 حث تین سال سے ہم اہل علم کے جنگ یر کرنا ہے ہیں۔ سو آج تم نے جو افروزی کر دے اور شجاعت کا قدم میدان
 میں رکھو گے تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فزون پر فتح و نصرت دیو لگا اور اے الہ بن تمہارا تصرف جاری ہو دے گا اور ہر دو
 جہان کی سعادت تمہارا حصہ ہوگی۔ اور ہر قوم کے اہل کو فرمایا کہ اپنے تابعوں کو یہی نصیحت کرے اور جہاد کی ترغیب دے
 دے۔ اور جن کو شعر میں مہارت ہو ان کو حکم کر کہ شجاعت انگیزی اور جان بازی میں اشعار و لایز پر ہیں اور خوش گوار
 قاریوں کو کہہ دیں کہ سورۃ الفاتحہ بخوبی و ترتیل کے ساتھ تلاوت کر بن۔ عرض جب لشکر کے امیر اس حکم پر عمل پیرا ہو
 اور قاریوں نے سورۃ الفاتحہ کی تلاوت شروع کی۔ سبحان اللہ اس سورۃ مبارک کے سننے سے غازیان اسلام کا
 ایک ذوق و سرور حاصل ہوا۔ اور جہاد کا شوق بڑھنے لگا۔ اور انکی شجاعت اور افروزی جو شعلہ بنے گی۔ اور شہادت کی
 انکو مضطر اور یغرائی کی۔ جب اس بریکی قزاق سے فارغ ہوئے سعد بن ابی وقاص نے حکم کیا کہ سب مجاہدین اپنی اپنی جگہ پر
 قزاقیں۔ اور اس مبارک ساعت کے منتظر ہیں جو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فزون کے جنگ یر
 جس ساعت کا انتظار کرتے تھے۔ یہیے ناظر کا وقت آوے۔ اور جماعت کے ساتھ فرض ادا کر بن کر نماز صرفت میں
 آئی کا نزول اور نصرت فسیحی حصول ہی۔ جب وہ وقت آئیگا تو بن کبیر کو کھاتم بھی کبیر کو اور جنگ پر آمادہ ہو جاؤ۔
 جب دوسری جنگ کو کھاتم بھی میری موافقت کرو۔ اور جب تیسری جنگ کو کھاتم بھی جو شش اور بکر اور ہتھیار بن رہے
 کہ اسے گھوڑے کو کھانے پر لگاؤ۔ اور جب چوتھے بار کبیر کو کھاتم سب کو کھانہ کھول و لا حقہ الا باللہ کہا اور دشمن
 حاکم کو جاننے کہ ہر دو فریق میں تین ات دن جنگ ہوا چوتھے روز فتح ہوئی۔ ہر روز کا ایک نام ہی۔ پیمار و ناک
 آئی کو کھانہ بن کر دین جس میں نہیں ہوا سکوا مارش کہتے ہیں۔ اس روز لشکر عظیم کے سپاہ میں قہر و کھڑوں کو کہتے رہے
 کا اسباب پیمانے ہوئے۔ اور یا قوت و جواہر کے تیج مرص اپنے سرواں پر دہر ہوئے۔ اور بکر آئی کہ کبیر سہیلی کا
 ہوا تھا اپنے ہوئے۔ اور جڑاؤ کے پٹنے کر پڑا ہے ہو۔ اور تیسری کانی کا نکلے ہوئے اور نیزا ابدار کا نصرت میں لے ہوئے اور

تو اس لوگوں کے دل سے جدا کر کے ایسے میں مندر کا گونا گونا چمک کے بھاگا سوا انہوں نے مجھے گھور دیکھا کیا کیا اس شان میں
 حیرتیں عداوتیں کھلیں اور دھوکے کا منہ دیا اور اس کا سر جدا کر کے میدان میں ڈال دیا اور جب مندر پہنچے گھوڑے پر چڑھ کر
 ہوا کرتے دیکھے کہا میں کہ جو میں نے عداوت میں اس کا کام تمام کر چکا ہے وہ مقتول اور قاتل کا ہوا اس کا اسباب ایسے کے باب میں
 ہر دو میں مناسبتہ واقع ہوا آخر اسلام سعد بن وقاص کے حکم سے یہ رات ٹھہری کہ مقتول کا کہ مندر مندر میں حسان ابو سے اور مال
 اس جہیز میں عبداللہ کو دو کتے جن کو اس کے کرند کی قیمت پچاس ہزار اور باقی چیزوں کی قیمت دس ہزار دینار
 کی تھی جب عجم کے سپاہیوں کو دیکھا کہ وہاں جو اپنے لشکر کا سردار ناما رہا ایسی ذلت و خواری کے ساتھ مارا گیا ہے
 لشکر کے مایوں کو کشتین لایا اور لشکر اسلام پر حاکم کر کے ان کو متفرق کیا۔ اہل اسلام جو غمی نگہ کے انتظار میں تھے۔
 سعد بن ابی وقاص نے جو تھے بارگاہِ نبوی کی لشکر اسلام کے عہدہ و نئے وہ سستے ہی کا حق و لاقوت کا لفظ
 کہتے ہوئے کفار پر حملہ لایا اور دوا جو اعرابی کی دی کہتے ہیں کہ لشکر کفار کے ماتی جب لشکر اسلام کے بے بند و بندہ کافر
 کرتے مادیان اسلام کے گھوڑے جنگ کے بھاگتے تھے۔ جب سعد بن ابی وقاص نے یہ حال دیکھا مامع بن عمر کے
 یاس پر یہام بھیجا۔ کہ اول ان مایوں کا شروع کر لی حکم کر دو۔ جب مامع نے یہ پیام سنا کہ لشکر کتبیں خدا کی لشکر
 اسلام کے حاکم اور اس کا حال جو اعرابی اور ہوشیار ہی سے ان مایوں کا بھیجا کہ ہر ماتی کے رد و بک پہنچ کر اس کے کمر
 پر تروار چلائے جب انارکت جاتی اس پر شیعہ جو تھے کفار غازی سمیت زمین پر گر گئے ان کو دم ایسے کی خدمت روک
 قتل کرتے تھے تا کہ ظہر سے لے کے عتاکت ہی جنگ و جدال جاری رہا اس رد و کوارات کہتے ہیں۔ نقل ہی کہ
 رد و مسلمانوں سے یا تو شخص شربت تہادت و فتنہ کے جب مقتول ہی رات گزری ہر دو طرف کے لوگ قتال و خون
 کر کے امام یا نے کی مذاکی۔ جب دوسرے روز خسرو ابھم سے خون لباس پہنا ہوا طلح کا حکم کر گیا ایسے آفتاب طلح ہوا
 سعد بن ابی وقاص نے اپنے لشکر کے شہیدوں کی تحفہ و تحفین میں تسخول ہوئے۔ اس شان میں گھوڑوں کی ایک
 فوج کثیر شام کی طرف سے نظر آئے لگی۔ اس حال کی تفصیل یہ بھی کہ حب امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ہا
 سعد بن ابی وقاص کی تائید کے باب میں جو ابو سعید بن ابی الجراح کو لکھا تھا سو پہنچا انہوں نے یہ حکم کیا کہ یہاں
 کے قبیلوں سے تھے تھے دلیروں کو جمع کریں جب ایک لشکر صف شکن بنا دیا ہو گیا حکم کیا کہ قادمہ کی طرف
 روانہ ہو دیں کہ سعد بن ابی وقاص کے لشکر کی مدد کریں اور اس فوج کی امارت مامع بن عتبہ بن ابی وقاص
 کو دیکے فرمایا کہ اگر عرب سے جیسے قتل و خون و دقتیں بنیں ہیرہ اور عمارت اس عمر و اس بن عباس اس لہر
 کے تابع رہیں۔ پس مامع چھ ہزار شخص اور اعرابی کی روایت سے دس ہزار جو ان کو ایسے ہمارے کے دیار شام سے
 سکے اور مزین ملی کر کے سعد بن ابی وقاص کے لشکر گاہ میں اس دن جا پہنچے۔ غرض جب شہیدوں کو دس سے فارغ ہوا
 اور سعد بن ابی وقاص کا لشکر اہل فارس کے ساتھ مقابل ہوا قتل و خون و عمارت کا تاب و تاب سحر ماتی تھا مابین میدان اس ایک

کافرو کو قتل کرنے کے لیے بلوایا۔ تب عجم کے پہلا اذن سے دو شخص پہلا ذوالحاجب و دوسرا بہن جادو و قتل کے مقابل ہوئے۔
 قتل کے اول بہن جادو کو قتل کر کے جہنم کی طرف روانہ کیا پھر ذوالحاجب پر تلوار چلائی وہ بھی بہن جادو کے ساتھ
 کندہ و وزخ ہوا۔ جب یہ ہر دو نامور پہلوان مارے گئے کفار نہایت دلگیر ہوئے۔ اور قتل کے ویسا ہی برسرِ میدان
 کھڑا رہے نہ کہرتے تھے اور خرابیوں کو جنگ کے واسطے بلاتے تھے تب دو شخص نکلے ایک کا نام فیروزان تھا
 دوسرے کا نام ہندوان۔ لشکر اسلام حارث طہیانی کے میدان پر آئے کے ہندوان کو مار ڈالا۔ اور قتل عجمی فوجیوں
 کو قتل کیا اس روز اہل اسلام اپنے انوتون کو آکر سہ کر کے اور جو انوزان عرب انہر سوار ہو کے لشکر کفار پر
 ویسی ہی حملہ کرنے لگے جیسے پہلے روز عجمیوں نے ہاتون پر سوار ہو کر عرب کے گھوڑوں پر حملے کئے تھے۔ کہنے میں کہ
 اس روز قتل کے تیس حملے کئے انکے ہر حملے میں عجم کے سردار و قتل ایک شخص مارا جاتا تھا سب کے آخر بوزر جہر ہدانی
 مارا گیا۔ اس روز صبح سے دوپہر تک ایسا ہی جنگ و جدال جاری رہا اس کے بعد آرام کے لئے ایک ساعت ہر دو
 فریق جنگ سے ہاتھ رکھے۔ جب آفتاب دہلا باز ظہر سے فارغ ہونے کے پھر جنگ شروع کئے۔ **قتل** ابی کہ ابو جحج
 ثقی جو عرب میں کرم اور شجاعت اور قوت و شہامت کے ساتھ بڑی شہرت رکھتا تھا سعد بن ابی وقاص نے
 جس جہازی میں نزول فرمایا تھا وہ بھی اسی جہازی میں مقید تھا وہ شراب پینے سے سوتا اس کو قید کا حکم فرمایا
 تھا اس روز اس جہازی کے دیچے سے جنگ کا نظارہ کر رہا تھا۔ جب دیکھا کہ لشکر اسلام میں کچھ ضعف آیا ہے
 ہی بیقرار ہو کے ایک کینرک کو اپنی سفارش پتھر کے سعد کی بی بی سلمیٰ کے پاس روانہ کیا اور یہہ پیام کھلا بھیجا کہ اب
 میرے پاؤں زنجیر نکالیں اور سعد کا خاص اہل گھوڑا اور ہتھیار مجھے عنایت کرین تو ان کافروں سے ایسا جنگ
 کروں کہ قیامت تک یاد رہے والا اگر زندہ رہوں پھر اسی جہازی میں آئے یہ زنجیر اپنے پاؤں میں ڈال لیتا ہوں جب سلمیٰ کو
 اس کے بات پر اعتماد تھا اسکے پاؤں زنجیر نکال کے سعد کا گھوڑا اور ہتھیار اسکے حوالے کرنے کا حکم کی۔ ابو الجحج نے اس اہل
 گھوڑے پر سوار ہو کے اپنے چہرے کو پوشیدہ کر کے معرکے میں آیا اور بڑی جواہری سے جنگ کرنے لگا کچھ عرصہ اور کچھ عرصہ
 پر اور آگے اور پیچھے گھورتا دوڑاتا اور ضرب تلوار سے ایک حملے میں کئی کافروں کو مارا تھا۔ اہل اسلام اس کو دیکھ کے تعجب کرتے
 تھے کہ یہ کون مرد ہے ناگاہ جب جہازی پر سے سعد بن وقاص کی نظر اسپر پڑی تو پوچھنے لگے کہ یہہ سوار کون ہے تو حاتم
 نے عرض کی کہ ہم بھی نہیں پہچانتے ہیں۔ اور اس دوڑا دوڑی میں جب جہازی کے نزدیک پہنچا سعد نے اہل سے نظر کر کے
 فرمایا کہ یہہ گھوڑا اور یہہ جوشن جو میرے نظر آتے ہیں اور یہہ جو اندری اور شجاعت ابو الجحج کی معلوم ہوتی ہے وہ شخص
 اسی جہازی میں مقید ہے۔ غرض جب شام ہوئی ابو الجحج نے جہازی کے نزدیک آیا اور دروازے کا حلقہ مارا
 محافظوں نے دروازہ کھولا ابو الجحج نے مرکب سے اتر کے گھوڑا اور ہتھیار دوایا اور قید خانے میں آگے پھر وہ زنجیر اپنے
 پاؤں میں ڈال لی سعد کی بی بی نے اپنے شوہر سے پوچھا کہ آج کے جنگ کی حالت کیسی تھی سعد فرمایا کہ اہل اسلام کی

شکست و بستی لاکھ ایسے میں اللہ تعالیٰ نے ایسے ایک سوار کو ظاہر کیا کہ مسلمانوں کو توفیق ہوئی۔ انکی بی بی تھے پوچھا کہ
سوار کون ہی سوچ جاتے تھے۔ فرمایا میں نہیں جانتا ہوں لاکھ اسکا گھوڑا اور ہتھیار میرے گھوڑے اور ہتھیار کے ساتھ ساتھ
رکتے تھے۔ تب انکی بی بی نے ابو الجراح سب قسموں سے آخر تک ظاہر کیا جسے بہت خوش ہے اسکے پاس آئے اور بہت
آفرین اور تحسین کی ادب اسکے پاؤں سے زنجیر نکلا دی اور فرمایا کہ پھر تجھے میرا وارو نکالا ابو الجراح نے کہنے لگا کہ میں ہی جہد کیا کہ پھر
کبھی شراب نہ پیرا نکلا اس روز مسلمانوں سے ہزار شخص شہادت پانے اور کافران دس ہزار داخل جہنم ہوئے۔ اس روز کو غزوات
کہتے ہیں جب سپاہ باجم کا پاشا ویدار غزلی کی طرف مائل ہوا اور رومانی جہان پر ایک چادر نکالی کہیں یہاں ایسے جب
شام ہوئی وہ پہرہات گزرتی گئی ہر دو لشکر ٹک گئے اور جنگ سے ناتھہ رکھ کے اپنے منازل میں آئے آرام پاسے اور
ہر ایک لشکر کی حراست کے لئے ایک کڑی مقرر کئے۔ کفار بھی ٹک اپنے مایوں کے زور و دست کرنے میں مشغول ہے
جب خبر ضرور آیا ہر دو لشکر تیار کہ صف میدان میں آئے۔ اہل حم نے اپنے مایوں کو آگہستہ کر کے دیکھ دے جو قیام آیا
انین و مانی بڑے شجاعت تھے ایک فیل اسین و دوسرا فیل ارب۔ فیل اسین کو قتل اور عاصم کے اور فیل ارب کو جلا
بن لاکھ ہمدی کے مقابل کیا۔ پھر جنگ شروع ہوا اس وقت اس جادوئی قتال ہوا کہ خون کی ہڑاری ہوئی۔ فیل
ہی کہ اس دن اوڑھوڑ کمال شجاعت سے چار طرف گھومتا دڑا آئے اور ایسے حملات کرتے تھے کہ ہر حصے میں کئی کافران کھاتے
تھے۔ اور اس وقت ایک تند بار چلنے لگا اور ایک ایسی گرد و خرابی مچی کہ سین اوڑھوڑنا پیدا ہوئے ایسے میں انکے گھوڑے
کو ایک غم نکلا وہ گرنے کے لئے اپون کچھ جست کر گئے زمین پر لگے۔ اور دیکھا کہ کافران کے لشکر سے ایک ہر اوڑھوڑ
نہی اسکے گھوڑے کا پاؤں ایسے زور سے پڑ گیا کہ اسکو چلنے کی طاقت نہ رہی جب اسکے سر اوڑھوڑ حال دیکھا بہت ہی گھبرا
اور اپنی جان بچا ناخست بھجانی محال گھوڑے سے کود پڑا اور گھوڑا چھوڑ دیکھے اپنی ماہلی۔ اور اوڑھوڑ اسکے گھوڑے پر
سوار ہو کے لشکر عجم جن جلاں کرتے اور جنگ پر جاتے تھے۔ فیل ارب کے بعد بن ابی وقاص نے دیکھا کہ وہ فیل اسین و
فیل ارب کے لشکر اسلام میں براہی مدد پہنچ رہا ہی اور وہ ہر دوانی کے حملے سے اہل اسلام کے گھوڑے چمک کے
متفرق ہو رہے ہیں۔ تب قتل اور حال بن ہمدی کے پاس پہر پیام بھیجا کہ تم ہر وہ ایک حسن تدبیر ایسی کر کہ اگر
ان مایوں کا شتر اسلام لشکر سے دفع ہو جاوے۔ تب قتل اور عاصم ہر وہ اپنے نیزے لئے ہوئے فیل اسین کے
مقابل ہو اور حال بن ہمدی اپنے ساتھ ایک جواز کو لے کے فیل ارب کی طرف آئے۔ اور جو سوار و پیادہ کو لاکھ
ہر وہ مایوں کو گیر سے ہتھے لشکر اسلام تیر اندازوں کی ایک جماعت انکی طرف متوجہ ہوئی۔ قتل اور عاصم
اپنے نیزے فیل اسین کے انکھوں پر چلا ہونے قتال ان کے ہر وہ نیزے برابر اسکی انکھوں میں جا لگے وہ مانی پکارا اور
سوتا مایوں میں پر گر پڑا۔ اسی حال میں قتل نے اپنی شمشیر سے اسکی موت نہر پر ایک وار کیا سو وہ کٹ گئی۔ حال
ہمدی اور انکے رفیق نے ایسا ہی فیل ارب کے بھی انکھیں ضائع کر دیں۔ وہ مانی لشکر کفار کے صفوں کو چر کے

مدین کی طرف بے اختیار بھاگنے لگا لشکر کفار کے سب مائی بھی اسیکے پیچھے بھاگنے لگے مدین تک کہیں توقف نہ کئے۔ جب اہل اسلام ان یاتین کے شر سے ایمن ہو وہناہت خوشی سے باوازل بلند تکبیر کہے اور کمال شجاعت جنگ کرنے لگے اس روز کو یوم الاغاص کہتے ہیں۔ غرض اس دن ہر دو فریق میں ایسی لڑائی ہوئی کہ خون کی نہر بھی شام تک بھی تیار چل ہی تھی۔ اس شب کو لیلۃ الہریرہ کہتے ہیں۔ جب اہل اسلام نماز مغرب و عشا سے فارغ ہوئے ہر دو لشکر میں شعلیں روشن کر کے پھر جنگ آغاز کیا۔ ہر دو طرف جدال کی آتش کماں شدت سے شعلہ مارنے لگی۔ ضرب شمشیر اور صد تیر اور نیزے اور گرز کی سخت آوازیں گوبال آہنگراں کمانند فلک الافلاک تک پہنچنے لگیں تھیں سبحانہ و تعالیٰ نے اپنی کمال لطف و کرم سے مسلمانوں کے جانوں میں ایسا صبر و شکیب اور قوت و شجاعت القا فرمائی کہ ہر کہ سے کسی کا قدم بھی نہ پھسلا آیت بابر است ربنا افرغ علینا صبرا و ثبت اقدامنا و انصرنا علی القوم الکافرین کامضر بن ہدایت مشیون عالم غیب ہر روم کے گوش ہوش میں پہنچ رہا تھا۔ منظر اس جوری کے مختصر میں مذکور رہی کہ

فَلَمَّا آمَنُوا اشْتَدُّوا الْقِتَالَ فَاقْبَلُوا إِلَى الصُّبْحِ وَهَذِهِ اللَّيْلَةُ كُتِبَتْ لِكَيْلَةِ الْهَرِيرَةِ لَسَّ كَلِمَ الْكَلَامِ فَكَانُوا يَهْرَوْنَ هَرًّا وَكَانَ حَقُّ مُسْلِمِينَ يَعْنِي جَب وے امن پاؤ سخت جنگ کرنے لگے اور صبح تک مقابلہ کئے اور اس شب کو شب ہریرہ کہتے ہیں کیونکہ انہوں نے ترک کلام کیا تھا۔ سعد بن ابی وقاص نے وہ شب اس طرح پر گزاری کہ کبھی گنڈا تھا۔ اور عرب و عجم کے لشکر کو ایسا سخت ہجم پیش آیا کہ کبھی نہ آیا تھا۔ سعد نے محراب عبادت میں کمال تضرع و زاری سے دعا کرنے لگا اور نام شب ذکر و تسبیح و دعائیں گزاری کہ بمقتضا

مِنْ اسْتَعَانَ بِاللّٰهِ كَفَاهُ۔ بشارت ان تستفتحوا فقد جاءكم الفتح۔ کی ان بان مژدہ دے رہی تھی۔ جب صبح صادق طلوع ہوئی اجابت دعا کا پر تو مسجد منزل پر درخشاں ہوا سو اپنے لشکر میں یہ ندا کی کہ

اے گروہ قریش کئی روز سے تم نے بڑی مشقت کھینی اور رنج اٹھایا اب ایک ساعت صبر کرو کہ ہر جب ان الظفر مع الصبر۔ کے صبر کے ساتھ فتح و ظفر ہی انشاء اللہ تعالیٰ آج نصرت ہاتھ دیوگی۔ اور دین محمدی کی عزت و شوکت ظاہر ہووگی غازیان اسلام کو ان باتوں پر ایسی طمان اور قوت حاصل ہو اسوجہ ان کی بار حرکت کیا اور وادھ دی کی

دی اور کریمہ ان الموت الذی تفرؤن فانتم ملائکہ تم تردون کافرون کی فوج میں ندا دے رہی تھی۔ اور مائے لذات جام حیات اپنے ہاتھ لپی ہوئی کھڑی تھی اور آیت فیض بشارت فانزل اللہ سیکتہ

عليهم وَاَيَّدَهُمْ بِجُنُودِهِمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ لِكُلِّ الْاَیْمَنِ كَفَرًا وَ الشَّفَلَىٰ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعَلْبَا۔ لشکر اسلام میں بشارت دے رہی تھی۔ اتفاقا اس روز رسم نے حکم کیا تھا کہ اپنا تخت ہر عیق کے کنارے ایک جھار کے نیچے ڈال کے اسپر یہ بان کھر اکرین۔ اسکے ملازموں نے ویسا ہی کیا۔ اپنے بعضے خواں اور صاجون کو ساتھ لیا ہوا تیرے غصہ کی حالت سے بیٹھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس روز ایک سخت بار بار وادھ کیا۔

لشکر عظیم کو زیر و بالا کر ڈالتا۔ وہ سخت ہارنے رستم کے شیعہ کے طابے اور یخچن چہر بر سخت کمر اکیا تھا۔ نہیں کے کچھ
 نہر عظیم بن ذالین رستم نے آفتاب کی حرارت کا تاب کاٹ کے آٹھا چند غجر پر دیار و درہم چلے گئے ان کے سارے میں پہلے
 لی۔ ایسے میں قتل کے لئے وہ دلا دین اسلام کی ایک ٹوٹی اپنے ہر مٹنے اسپر کھینچے۔ ہلال بن النضر نے اس غجر کے کہ ہند پر
 ایک غلوار کا وار کیا۔ اس کا کہ بندک کے وہ قریبی رستم فرخزاد پر چڑی سو کی کڑیاں جو رستم نے جانک خطر سے
 و ان سے آٹھا اور فغان و غیر ان جا کے پانی کی ایک نہر عظیم بن گرا۔ جب ہلال نے دیکھا کہ ایک شخص تاج و تاج
 اپنے سر پر ہوا اور آؤ کا شکار سے باہر نکلا۔ اور ایک جوشن زندہ دلو اپنے برہن پہنا ہوا گویا بی بی قالا اور مصداق
 آیت قرآنی خطیا تہم اغرقوا فادخلوا النار کا ہوا۔ ہلال نے بھی لیا کہ بادشاہ یہی ہی پس جلد اپنے گم ہوئے سے
 ان کے اسکا چھپا کیا اور اسکا پالون کرتے پانی سے کہنے سے باہر لایا اور ہار کا سرکات کے اپنے نیزے پر چڑایا اور
 اس کے تحت پر کچے بلند آواز سے ندا کی کہ قتلک ابن ششم بن کبیر الکعبہ۔ یعنی کہ جسے کے رب کی قسم ہی کہ
 میں نے رستم کو قتل کیا جب رستم نے مانا گیا غم کے سہا کو سولے فرار کے چار دوا سو بے اختیار بھاگنے لگے۔ عرب کے
 پیادہ روئے انکا چھپا کر کے مارنے لگے۔ نفل بھی نہ کر جب ایک دوسن مجاہد کسی بھاگنے والے کا فریاد سنا کہ ناواہر
 ایک نامدار ناوہ کا فرزدین شنگ کمر ارجا کتاب وہ دوسن کے نزدیک پہنچے اس کو قتل کر دیا تھا۔ اور کہیں اسکی
 ہتھیار چھین لے کے اسی قتل کرنا۔ اور کہیں ایک دوسن عربی دو کا فر غنچی کو کمر اکر دیکے ایک کو حکم کرنا کہ دوسری کو دنا
 ہار اسیرقت ایک کا فر دسٹکار فر کو مار دلا تھا۔ یہ ملاقات کلامات جو ظاہر ہو میں نہر ربانی و تائید آسمانی کے سوا نہیں۔
 نفل بھی نہ کر ایسے فارس میں کی ایک جماعت کثیر ہزاروں کے بھاگے لکھاب لشکر اسلام نہر وہی جو یہی نے تین سو سو ہار
 ساتھ اسکا چھپا کر کے لایا ہر دو میں جنگ ہوا نہر کی تلوار کی ضرب سے جالینوس مارا گیا اور اس کے ہتھیار اور شاہ کی جہیز
 ستر ہزار درہم حتی مصد بن ابی وقاص کی خدمت میں لے آئے انھوں نے وہ نہر کو ہی عنایت فرمایا اور حکم دیا کہ جو دوسن کسی شکر
 کو قتل کرے اسکا اسباب ہی دوسن کا حصہ ہی۔ کہتے ہیں کہ اس معرکے میں دو جزاؤں کے قتل دربار میں خطاب کے ماتہ آئین
 انھوں نے اسکی قیمت نہ جان کتیس ہزار درہم کو فروخت کیا حالانکہ وہ ہر دو قاتل کی قیمت دو لاکھ دو ہزار درہم حتی کہتے
 ہیں کہ مصد بن ابی وقاص کو رستم کا حال معلوم نہ ہونے سے ایک شخص کے چال کے پاس روانہ کیا۔ ہلال ابھی اسکا پوٹاک نہیں
 نکالا تھا سو دوسن ابھی اسکی تلاش کھینچے ہوئے آئے جب مصد کی نظر اس پر چڑی شکر کی بجالی لایا اور ہار کا پوٹاک ہتھیار ہلال کو ہی
 عنایت فرمایا۔ کہتے ہیں کہ اسکی کہ بند کی قیمت ستر ہزار دینار اور اسکی تاج کی قیمت لاکھ دینار زمین کی قبی قلعہ قانس کی فتح
 اسی زمانہ آئی۔ کتاب مستفیق میں کہہ رہی کہ رستم اور جالینوس کے جلنے کے بعد کفار کا لشکر بھاگنے لگا غاندیان اسلام
 انکا چھپا کر قتل کرتے اور ہندی پرتے تھے یہاں تک کہ لاکھ کا فر مارے گئے اور بیٹے کسیر کو۔ اور لشکر اسلام تین
 ہزار شخص شہادت پایا و دنا ہار دوا اور دند و جس مسلمانوں کے ماتہ آیا کہ جسکا شمار ہوگا۔ نفل بھی نہ کر جب ابن عزم نہر

پانی ایک عرب کو دیکھا کہ کہہ لٹھا کہ کون ہی کہ صفہ سرخ لپوے اور صفہ سفید اسکے عوض میں دو کپے زر سرخ جو پہنے کی اقسام میں
 بہترین روپے سے معاوضہ کرے۔ کہتے ہیں کہ یزید جو حکم کیا تھا کہ اپنی دارالامارت سے لے کے عرب و عجم کی فوجیں جنگ کرنے
 لیں ہنگامہ تک لوگ ایک کے بازو سے دوسرا بازو لگا کے ایک قطار کھڑی رہے جو حادثہ کہ رو دینا ہی بہ ترتیب ایک دوسرا
 لے لے ناسیفت لشکر کی خبر آپ کو پہنچ جاو کراس لشکر کی خبر خط بخط اسکو پہنچ رہی تھی۔ جب فارس کے برے برے سردار کے
 لئے اور لشکر عجم کے سپاہ مقتول اور قیدی ہو گئے یزید جو نہایت مضطرب اور بیقرار ہو گیا۔ نقل ای کی رسم دارا جانے کے اور لشکر
 عجم ہزیمت پانے کے آگے ایک شخص کو جو عقل اور شجاعت میں ممتاز تھا اور سکا نام تھار جان تھا بلکہ اسکے یزید جو ہزیمت
 سی اور برے دلاوروں کی ایک فوج اسکے ہمراہ دیکے رسم کی مدد پر روانہ کیا تھا اسے جب دیر کتب کے پاس لگے
 رہا تھا ایسے میں لشکر عجم سے بھاگے ہوئے لوگ اسکے پاس آگے اپنے لشکر کی تباہی ظاہر کئے تھار جان اسی منزل میں
 رفق کر کے سب بھاگے ہوئے لوگو کو جمع کر لیا تھا۔ جب غازیان اسلام اسبات سے آگاہ ہوئے پھر اپنا لشکر لے کے کھلے
 بت دیر کتب کے نزدیک آئے تھار جان اپنے لشکر کی صفیں آگے کر کے اُسے مقابلہ کیا اور برتری جو اغزی سے اول
 پہ ہی میدان میں انکے جنگ کرنے کے لئے مسلمانوں کو بلائے لگاتار زہیر بن سلیم اغزی نے مجاہدوں کی صف سے
 ہر ایک کھڑے رہے تھار جان اپنے گھوڑے سے زمین پر کود پڑا زہیر نے یہ دیکھتے ہی آپ بھی پیادہ ہو کر ایک دوسرے
 کے کمر میں ہاتھ دال کے ہر دو کشتی کرنے لگے۔ تھار جان نے زہیر کو زمین پر گرایا اور انکے سینے پر چرے کے اپنی خنجر کھینچا
 ایسے میں تھار جان کی انجلی زہیر کے منہ میں پڑ گئی سو اسکو ایسا چاہئے لگے کہ وہ میناب بواب زہیر ایک جست کر کے اسکی
 خنجر چھین لی۔ اور اسی خنجر سے اسکا کام تمام کیا اور اسکا گھوڑا اور بکتر اور قبا اور کمر بند اپنی تصرف میں لاکے سعد بن ابی وقاص
 کے پاس حاضر کئے انھوں نے وہ سب زہیر کو ہی عنایت کر کے فرمایا کہ تھار جان کا لباس تم میں لے کے اسکے گھوڑے پر سوار ہو
 سہیل بن کہرب کے جو اغزیوں سے جواہر کی پونجی اول جو اپنے ہاتھ میں ڈالی سو زہیر تھے۔ اودیس بن جبر نے سپاہ
 عجم کے بیمنہ پر حملہ لاکے اس لشکر کے امیر الامرا کو جسکا نام جلوس تھا گرایا اور غازیان اسلام اطراف و جوانب سے فرو
 ایسا قتل کرنے لگے کہ کفار ہزیمت کو غنیمت جان کر و بفرار ہو اور مدائن تک کہیں توقف نہ کیا۔ پھر سعد کا حکم ہوا کہ انکی مسند عبادی
 سے نیچے لاکے پچھاوین۔ پس ہماری کے دروازے کے پاس لاکے پچھا جب انھوں نے نیچے آگے اپنی مسند پر بیٹھا لشکر اسلام کے
 را اور سردار اور پیادوں شجاعت شعار جو جوق جوق آگے ہزیمت اور مبارکبادی دینے لگے اور انکی توصیف و تحسین میں زبان
 نہ لگے۔ سب کے سب شکر الہی بجالا دیے بعد نے ایک مکتوب لکھ کے امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روانہ کیا اس
 الہی وقت و درود و جناب رسالت پناہی کے بعد جنگ کا سب احوال اور فتح و نصرت کی بشارت ظاہر کی تھی۔ کہتے ہیں
 فتح نامہ پہنچنے کے لگے ہی جنیون کجتر دینے سے بطور ارجال کے یہ خبر دینے میں پہنچی تھی۔ ایک روایت یہی کہ ان دنوں
 حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہمیشہ عراق کی طرف ایک فرسنگ کے قریب تشریف لیتا اور ادھر کے آنیوں سے مجاہدوں کا احوال دیتا تھا

تھے۔ اسی عادت پر ایک دن جو خط تھے انکی نظر ایک سوار پر پڑی وہ سوچو جیسے لگے کہ ممالک الحبشہ میں کیا خبر ہوئی۔ اسے کہا
کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو مغرب و مشرق اور کافروں کو فتنہ و فتنہ حضرت عمرؓ کے ہایت سوار ہوئے۔ اس خبر سوار کے ساتھ
مدینہ کی طرف پہنچے۔ اتنے راہ میں جنگ کا احوال اس کو دریافت کرتے تھے اور وہ تفصیل اور بیان کرتا تھا۔ اور اس کو
خبر نہیں تھی کہ یہ سوچنے والے کون ہیں جب داخل مدینہ ہو تب انکو اطلاع ہوئی کہ حضرت عمرؓ ہیں۔ تب بہت شرمندہ ہو کر
عرض کیا کہ اے اہل المؤمنین کس نے آپ اپنے نام مجھے لگا دیا۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ کیا اس علیؓ نے یہ کچھ خوف و
انہیشتہ مت کر۔ پھر فرمایا کہ اے اللہ سے لے کے سب مسلمانوں کو چاہے سنا یا۔ سب امیر و فقیر اور صغیر و کبیرے اللہ تعالیٰ
کی حمد و ثناء میں زبان کو بولے اور شکر یہ مسجد بجا لائے۔ اور غضباً محتاج و ساکین کو مدعو دئے۔ لفظ علیؓ کی کہ قادیسیہ جنگ میں
جو اہل اسلام شہید ہو سکے حکم سے لکھن بارک خنوں کو ایک مناسب جگہ دفن کیا اور کفار کی پلیدی و فتنہ پسندیاں چھوڑ
دئے انکے اجساد پاک جا رہوں گے لغیر تو یہ ہے یہ مسجد حکم فرمایا کہ دل دہشتیار و فتنہ پسند اور جانور و غیرہ جو لشکر کفار کے مسلمانوں
کے ہاتھ آئے تھے جمع کریں۔ جب سب جمع کئے کافروں کے لشکر کا برا جھنڈا جو ہنایت میں قیمت عداوارہ و ہزار ہا ہتھیار
کے ہاتھ آئے ہزار ہا ہتھیار اپنے ہی طرف میں لانا چاہا۔ سعدؓ تیس ہزار دینار اسکے عوض میں انکو دلو اسکے وہ جھنڈا عجمیت
کے مال میں داخل کر دیا۔ جالبہ زوس کے ہتھیار اور پرتاک کی قیمت ہفتہ زائدہ فنی کہ صحابہ نے دہرہ میں جو یہ کو تنگ کیا
سعدؓ عورت و افندہ اہل المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تحریک کی۔ تب جواب آیا کہ دہرہ نے لشکر اسلام میں جڑی لگائی
کی یہی ایسے ہی جنگ و قتال اور بعض ہتھیارے درمیں ہی مناسب تھی کہ کسی کو دین۔ عرض قیمت کا مال و فور ہفتہ
جمع آیا کہ جسکا شمار دشوار تھا۔ کہتے ہیں کہ لشکر کفار میں ہستم کے ساتھ تھے لاکھ درہم و دینار تھے۔ خمس کھانے کے بعد
سعدؓ انکو چالیس ہزار درہم و تین ہتھیار کھانے کا کیا تو ہر ایک سوار کو سنا تیس ہزار دینار نقد اور تیر ہا ہزار روپے۔ بے شمار روپے
کی مراحمی اور دینار اور دوسرے ظروف بے حساب مسلمانوں کے ہاتھ آئے جسکو سنہری پیالہ ہاتھ دوسرے کے پاس پیری
ہنایت شفاف اور براق دیکھ کے حیران تھا اور کہتا کہ کون ہی اس پیلے جام کو سفید سے بدلا و قیمت سے لوگ جام طلائی
جام نفوس سے بدلا دئے۔ کہتے ہیں کہ بجائے جو کافروں سے تین ہزار شخص ایک مقام میں جمع ہو باہم شروت کر کے یہ
تہہ تہہ لے کر ہجو جڑی شرم آئی تھی کہ اس حالت سے کسری کے پاس جاوین۔ اور انکو نقد دکھاوین۔ یہ تہہ تہہ تھی کہ ہر لشکر
عرب کا مقابلہ کر کے بدلہ لینا یا کجاوین۔ جب یہ خبر سعدؓ کو پہنچی اپنے لشکر سے دس ہزار شیعوں کو اختیار کر کے روانہ
فرمایا۔ ان مجاہدوں کی نگرانی جب ان کافروں پر چلا پہنچی ہر دو لشکر میں مقابلہ ہوا اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی الٰہی تائید
کی کہ فاریوں کے ایک ہی حملے سے کفار کے پاؤں اکٹھے گئے انکی ایک جماعت کثیر تر تیغ ہوئی۔ اور ایک ہزیمت کو قیمت
کے فراہم ہوئی اور باقی کفار اسیر لشکر اسلام گردانے لگے انکے ہاتھ لڑوں پر باندھ کے قیمت کے مال کے ساتھ سعدؓ حضور
انکو لے آیا۔ انہوں نے اس مال کا بھی خمس نکال کے اگلے سال کے خمس کے ساتھ مدینہ کی طرف روانہ کیا۔ بارہا مال وہ سوار جو فتح نامہ کے

ایسا تھا ابھی لوگ امیر المومنین فاروق اعظم کے حضور میں آئے تہنیت اور مبارک باد ادا کر رہے تھے اور خوشی گیتا تے اور شکر الہی بجا لاتے تھے۔ حکم آیت پر بشارت لیکن شکر کرم کا شکر خدائے شکم کے اٹھین دنوں دو سر قاصدہ غنیمت کا بیت سامان و منال اور قلعہ قادیسہ کے خزانے سے جو جنس نکالا گیا تھا اپنے ہمراہ لیکے مدینہ آیا سب اہل اسلام کو خوشی پر خوشی حاصل ہوئی۔ امیر المومنین عمر فاروق نے سکر ایزدی بجا لایا اور وہ مال کثر جہا جرین و انصار کے فقر و مساکین پر خرچ کیا۔ اور سعد بن ابی وقاص کے نام سے بڑی آفرین و تحسین کے ساتھ ایک مکتوب روانہ فرمایا۔ اور حکم کیا کہ شکر اسلام کے آرام کے لئے قادیسیہ میں وقف کریں۔ جب تک ہمارا دوسرا حکم نہ پہنچے تب تک مدین کا قصد کریں۔ اور اسی سال امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ عتبہ صحابی کو حکم کیا کہ ایک طرف جاؤ اور دوسرا طرف اتر آئے۔ ایک شہر بنا کر دیے۔ اسکا سبب یہ ہوا کہ اس نواح میں ایک جگہ تھی کہ اسکو عمان کہتے تھے۔ عجم کے لوگ اس طرف سے ہند کی سرزمین میں آمد و شد کر سکتے تھے۔ سو حضرت عمر کے دلیں یہ بات آئی کہ کہیں عجم کے لوگ ہند و ان کو کچھ پاس جاکے مدد طلب کریں۔ اس واسطے چاہا کہ وہاں ایسا ایک شہر بنا کر دیں کہ انکی آمد و شد کی راہ ہند ہو جاوے۔ اور سپاہ اسلام جو اس نواح میں منتشر ہیں انکے لئے ایک محلہ ہو سکے۔ عرض عتبہ نے موافق حکم کے وہاں جا کے عاقول اور دشمنوں کی اعانت سے وہ شہر بنا لیا سو تین سال کے عرصے میں تمام ہوا اسکا نام بصرہ رکھا گیا۔ اسکا وہ تسمیہ یہی کہ اس شہر کی بنا ایسے جگہ میں واقع ہوئی کہ اس کے اطراف سنگ لاخ ہی عرب اسکو بصرہ کہتے ہیں جب اسکی تعمیر سے فراغت حاصل ہوئی۔ لوگوں نے یہ خبر سنے کے اطراف و کناف سے انکے وہیں سکونت اختیار کی اور اس شہر میں معاملے کا بازار بہت تہی گرم ہوا۔ انواع کی نقد و جنس آنے لگی لوگوں کی بڑی کثرت ہوئی۔ تھوڑے عرصے میں ایک بڑا ہی شہر ہو گیا عتبہ نے مجاشع بن مسعود کو وہاں کی امارت دیکے آپ مدینہ کی طرف مراجعت کی۔ تب امیر المومنین فاروق اعظم نے مغیرہ بن شعبہ کو بصرے کی حکومت دیکے روانہ کیا۔ مغیرہ ایک مدت تک وہاں کی حکمرانی پر سرگرم رہے۔ ایسے میں بصرے کے بعض اہل غرض لوگوں نے اپنی زنا کی قیمت باندھی۔ اور حضرت عمر کی خدمت میں لکھ بھیجا۔ جب دریافت ہوئی اور لوگ شرع بنزلیف کے موافق اپنی زنا ثابت نہ کر سکے امیر المومنین نے اپنی حد قذف جاری کی۔ ہر چند وہ فعل شنیع مغیرہ پر ثابت نہ ہوا۔ فاروق اعظم کی فراست بھی انکی پاکی پر حکم کی لاکن جب عدالت کا نام انسے اٹھ گیا حکم انقوا مواضع التهم کے حضرت کی صلاحیت اور وحدت یہ بات چاہی کہ انکو معزول کر دیں پس مغیرہ کو معزول کر کے ابوبوسی اشعری کو جو ہشامیر میاں تھے انکی جاکر نصب فرمایا۔ اور اسی سال شہر حمص اور قیسریہ اور انطاکیہ اور حلب وغیرہ کی فتح ہوئی۔ اور مرج الروم کا واقعہ بھی اسی سال میں ہی اس واقعہ کی شرح یہی کہ جب ابو عبیدہ بن الجراح اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہما نے نعل کے جہات فارغ ہوئے شہر حمص کی طرف توجہ لائی۔ جب انکے کوچ کی خبر برقل کو پہنچی بطارقہ روم سے ایک شخص کے ساتھ کہ جسکا نام نودر تھا۔ سوار اور پیادوں کی ایک فوج دیکر انکے مقابلے کے واسطے روانہ کیا۔ اور ارم رے روم و دوسرے کے ساتھ کہ جسکا نام سنس تھا ویسا ہی ایک لشکر دے کے اسکی مدد پر بھیجے۔

مرحہ اولم کے مقام میں پہنچ کے اسکو اپنا لشکر گاہ ٹھہرایا جس دن ابو عبیدہ دیاں بیچے اتفاقاً فاسنس بھی اسی روز وہاں پہنچا۔ اس وقت فاسنس کے مقابل اور خالدہ دور کے مقابل لشکر گاہ ٹھہرے۔ اور کئی مہینے قس بن ہیر بات آئی کہ خالدہ کو پیچھے چھوڑ دے کے بنام کی طرف توجہ لادے۔ اور اس نواح کو اپنا مقام قبضے سے نکالے اور یہ خیال کیا تھا کہ خالدہ اور ابو عبیدہ کے ہر دو میں فاسنس سے سرگزشت کیلئے بھیجا کرنا تو کہاں اگر اجاء القطنی عی البص۔ اسکی سوجھ بوجھ سے خالدہ کی طرف توجہ کر کے بنام کی طرف منہ کالایا تھا۔ اور یہ نہیں سوچا کہ اسکی عمر کا آفتاب ستارہ کے منہ پر تھا۔ میں وہ بجا بجا جیسا اسنے ایک منزل علی کیا یہ زمین ابی سفیان جو دلی دوست تھا اپنا سلام کا ایک لشکر چار ہزار لیکے نکلا۔ جب اتنا سے راہ میں ہر دو قوتیں ملے جنگ شروع ہو۔ ایسے میں ناگاہ خالدہ بھی اپنی فتح کے اوپر سے پیچھا کیا۔ جب اسلام کے ہر دو لشکر کے درمیان زور پڑ گیا حیران و پریشان ہوا پس ہر دو طرف سے غازیوں اسلام پر سخت جنگ کے لگنے لگا۔ تاہم اسے ایک غریبی مافی را کب سب داخل جہنم ہو۔ پھر خالدہ و ان کے لوٹ کے ابو عبیدہ کے ساتھ جا ملے۔ اور ہر دو قوتیں جو کہ فاسنس کے ساتھ مقابلہ کرنے پر تیار تھیں اب اس وقت فرات لشکر اسلام کے قریب ہوئی اور فاسنس گھوڑے سے لگے کیادہ ہوا اور اسکے لشکر کی ایک جماعت کثیر داخل جہنم ہوئی۔ اور ابو عبیدہ خالدہ کی مدافعت سے حمص کی طرف روانہ ہوئے۔ مگر پیشہ حمص کی تسخیر فتح مدینہ کے بعد ہی لاکھ بیسے و قلعے جو فتح مدینہ کے آگے ہوئے اس کے ساتھ متعلق تھے اسے اہل نواح فتح حمص کا ذکر مقدم رکھتے ہیں چنانچہ حمص اور وندہ الاحباب بھی ایسی ہی لکھا تھا۔

فتح حمص۔ فتح ہی کب مدینہ کی فتح ہوئی حمص والوں نے اپنے قلعے کا بندوبست کر کے قیصر روم کے پاس ایک عریضہ روانہ کیا اور اس میں مذہبیابی۔ کہتے ہیں کہ جب خالدہ اور ابو عبیدہ حمص کی طرف روانہ ہوئے تو خبر پھیل گئی کہ یہی بہت ہی گھبرایا اور ایک طریق کو حکم کیا کہ جلد حمص کو جانیجئے۔ اور آپ شہر کی طرف آیا۔ اور اسکو اپنا لشکر گاہ ٹھہرایا۔ ابو عبیدہ اور خالدہ جب اسے حمص کے باہر نزول کئے اسکا حکام نے باوجود کبر و نخوت کے نہایت ترسان و زان ہوئے۔ اور ہر دو ہوشم کے مانند اپنے آسمان میں گھس جاتے قدم باہر نہ نکھکا اور شہر کے دروازوں کو بند کر دیا اور اپنی فتن اور نامردی کو لوگوں کی نظر میں خرم و احتیاط کی صورت پر دکھایا اور کہنے لگا کہ اب میرے کا موسم ہی۔ لشکر عرب کو اس ملک میں قہر کی طاقت نہیں کہو کہ ان میں کٹر لوگ پرہیزگار ہیں اگر میرے حمار و کر کے میدان میں میں سرے کی تہ ہے ایک پاؤں سا فک نہ لے جو جائیجئے آخر تنگ آئے اس ملک سے نکل جائیجئے۔ لاکھ اس احمق نے یہ نہ سوچا کہ

مِنْ كَانَ لِلَّهِ كَانِ اللَّهُ كَسَرْتِ يَسْنِي سِكَالٍ وَ بَارَانْدِ هِي كِ دَاسِطِ هُوَا سِي كِ مِرْكَامِ كَا كِ دَاسِطِ اللّٰهُ تَعَالٰی

کھیل ہی اللہ تعالیٰ کا فضل مسلمانوں کو اس طرح برگیر لیا کہ کسی کی انجلی کو بھی کچھ شیب نہ پہنچا۔ اور بہت سے روپوں کا ہون

نخوی کی شدت سے منہ بوجھ کالائوہ ہنڈ کی ملک تھا۔ کہتے ہیں کہ کچھ مکر کے ایام میں حمص کے بعضے اور باہر سے آئے ہمارے

کے ساتھ سختی سے پیش آیا اور مسلمانوں کی قتال ریفریت دلائی۔ اسنے لا علاج ہوا آخر موار و پیادوں کی انکی فتح چلنے لگے

نکلا لشکر اسلام مقابلہ کے شکست فاش بنی سو افرار کے چارہ نہ لائی بار الیسا ہی اتفاق ہوا۔ اور ہر روز ہر قتل کے پاس سے ایلیان اور افواج تائید کی نوید پہنچاتے تھے۔ اور اہل جزائر کو خط و لکھی تھا کہ سب اتفاق کر کے حمص والوں کی مدد پر خطہ خلیج دے دیسا ہی جمع ہو کر حمص کے طرف متوجہ ہو۔ اور انہیں فون سعد بن ابی وقاص نے فتح قادسیہ کے بعد اپنے لشکر کو اس فوج میں چاروں طرف منتشر کیا تھا تا غارت کریں۔ جب اس لشکر کی چند ٹکڑیوں نے جزائر کا قصد کیا دے جزائر والوں نے جو حمص کی طرف روانہ ہوئے یہ خبر سنے ہی حمص والوں کی مدد سے اپنے اہل و عیال اور زر و مال کی محافظت کو مقدم جان کر ان کے راہ سے مراجعت کی۔ روم والوں سے ایک پیر مرد نے جو حمص میں رہتا تھا شفقت کی راہ سے حمص والوں کو نصیحت کی کہ اہل اسلام مصالحت کر لیں اور جنگ نہ کریں لاکن انہوں نے اس کی بات نہ مانی۔ پھر بھی قتال کا ارادہ کیا غازیان اسلام بھی تیار ہو گئے اور قلعے کے نزدیک آگے ایک بار تکبیر کہی حمص والوں کے عمارات میں زلزلہ عظیم برپا گیا۔ اور بہت سے عمارتیں ہل گئیں اور دیواریں گر پڑیں۔ جب دوسرا تکبیر کہی پہلی حالت سے ایک سخت حالت ظاہر ہوئی مسلمانوں کا برا ہی خوف اور رعب ان پر غالب ہوا سو ان سے امان چاہے۔ اور انہر جو حاوہ نہ کر دیا تھا مسلمانوں کو اس کی خبر نہیں تھی۔ اور محاصرہ کے ایام میں بہت سخت بھی کھینچی تھی۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ تیسری تکبیر کی آواز پر شہر کے بعض دیواریں بھی ہندم ہوئیں پس مشقوں سے جیسی صلح ہوئی تھی ویسی ہی صلح کی۔ مصالحت کے بعد کین جو کثیر مال ہمدست ہوا ابو عبیدہ اسکا تحویل کے منہ فتح نامہ عبد بن مسعود کے ہمراہ امیر المومنین فاروق اعظم کی خدمت میں روانہ کیا اور قبائل عرب سے ایک جماعت کو ان کی سکونت پر حکم کر کے آپ منظر سے کہ امیر المومنین کی طرف سے کہا حکم آتا ہے اس کے عمل پر لایوں۔ ایسے میں ایک حکم نامہ اس معنوں کا شرف صدور پایا کہ تم وہیں رہو۔ اور فوج شام سے اچھے شیعوں اور جو اعز و ن کو طلب کرو جب ایک لشکر فراہم آوے اس فوج کے دو ستر شہروں اور قلعوں کی تحیر پر کمر باندھو۔ اور خاطر جمع رہو کہ تمہاری مدد پر فوجیں روانہ کرنے میں ہرگز قصور نہ کرو گا۔ جب یہ نامہ ناجی موصول ہوا ابو عبیدہ نے اسی حکم کے موافق ایک لشکر جمع ہو کے بعد عبادہ بن صامت کو جو حضرت کے صحابہ تھے حمص کی حکومت پر مقرر کر کے آپ حمی کی طرف کوچ کیا۔ اور اس فوج کو بھی صلح کی طور پر فتح کیا۔ اس شرط سے کہ ہر شخص ایک مبلغ معین ہر سال خزانے کے طور پر پہنچا کرے۔ اور انکی باغات اور زراعت کی زمین پر خراج بھی مقرر فرمایا۔ پھر وہاں سے شہر سبزواری کی طرف آئے اور اس کو بھی اس طرح پر اپنے قبضہ تصرف میں لائے وہاں سے معرہ حمص کی طرف مراجعت کی۔ اب اس شہر کو معرہ النعمان کہتے ہیں کوثر نعمان بن بشیر کو دمان کی حکومت تھی سو اس شہر کو بھی اس طرح فتح کر کے وہاں لا ذوقہ کی طرف متوجہ ہوا اور اس شہر کے رہنے والوں نے لشکر اسلام پر شہر کا دروازہ بند کر دیا اس شہر کا دروازہ ایسا بلند اور ترا تھا کہ اس کے بند کرنے اور کھولنے کے لئے ایک جماعت کثیر کی اعانت ضروری تھی ایک دن آدمی سے ہو نہیں سکتا تھا غازیان اسلام جب اس حال سے واقف ہو ایک ایسے مقام پر اپنا لشکر گاہ ٹھہرائے کہ اس دروازے سے دور رہا تھا۔ ابو عبیدہ نے حکم کیا کہ اسے لشکر کے گرد گرد ایک ایسی عین خندق کھودیں کہ اس میں سوار کھڑا رہا تو ہرگز ظاہر نہ ہو۔ جب یہ

خندق بنابر ہجری الحزب خذ عترتکے موافق عمل کے بعد پڑھنے سے وہی ماہ لی جب عمر دی راہ ملی ہری نزل کیا جب شہر بڑی اور شہر کے لوگ بڑے وہاں سے رجعت کے اس خندق میں داخل ہو کر علی الصبح اس شہر والوں کو دروازہ کھول دیا اور ہر ایک شخص اپنے اپنے کام کے لئے روانہ ہوا۔ کاکاہ غازیان اسلام اس خندق سے نکل کے داخل شہر ہوئے اور اس شہر کو جزو قبر اپنے تصرف میں لایا لہذا ایک مہم جو اس شہر میں سکونت رکھتی تھی چلا گئی اور روم کا قصد کیا پھر شہر میں آباد ہوئے اور ان کے اخوان کے آخر تا چار لوگ ان کے صلح کے اس شرط پر کہ اپنے اپنے باغات اور زمین آپ پر چھوڑ دیں اور اپنے گھرانوں کو نہ تو تین اور ہر سال آپ سے جزیر لیا کریں۔ اہل اسلام صلح قبول کے پھر عباد بن مسعود کی سعی و تہم سے اس شہر میں ایک مسجد بنائی ہوئی۔ اور یہ وہ کم نصار کی ایک حاجت جو وہاں کی سکونت اختیار کی تھی جزیر دے دیے پھر غلام بنی امیہ کے ایک گروہ مقتول ہوئے اور دوسری گروہ فرار ہوئے پھر ابو عبیدہ نے جب وہاں کے بندہ دست سے فرار ہوا خالد بن ولید کے ساتھ ایک کڑی دیکھے قنسرین کی طرف بھیجا اٹھارے راہ میں دوم کا ایک لشکر ملا اسکا سردار دیناس تھا وہ کم عمر گن بن وہ شہر تھا۔ اور ہر قل بھی اسی زمین میں تھا ابوہریرہ و لوگ کا مقابلہ ہوا لشکر کفار کا سردار اس کے ان کے سپاہی لے گئے۔ اور باقی اہل لشکر ہزیم ہوئے۔ پھر خالد نے غزوہ ومان آگے بڑھے۔ شہر قنسرین کے دروازے پر ان کے لشکر گاہ ٹھہرایا۔ جب وہاں کے لوگ یہ حال دیکھے اپنے شہر کا دروازہ بند کر دیے۔ خالد نے اس شہر کے دروازے کے پاس ہندی پر چڑھ کر اس شہر کے سردار دن کو ہر کلام کیا اور فرمایا کہ تم کب تک وہ وہ بندہ رکھو گے کہ اللہ تعالیٰ کے کلام امید قوی ہی کہ ہر صورت پر کائناتی مخلوق کا منہ تیار ہے درمیان پہنچا دیو گویا حکم اب بادشاہ کا منہ تیار کتب لاو گیا۔ یہ بات سننے ہی سے گھبرائے۔ اور کہے کہ جیسا تمہیں ان کے ساتھ مصالحت واقع ہوئی ویسی ہی صلح کرنے خالد ویسی صلح پر راضی ہوئے۔ اور کہا کہ تمہارے قلعے اور عباد و مایوں کے کیلے گرا دیں گے اس شہر کے لوگ عاجز اور لا علاج ہوئے یہ بات بھی قبول کر کے صلح کئے۔ پھر خالد نے وہاں کے سب مہمات سے فرار ہو کر ابو عبیدہ کی عواہد کے لشکر کے ہتھکنے سے کہ وہاں کی طرف ہر قل پر چاہتے تھے جب یہ خبر ہر قل کو پہنچی نہایت خوف کھایا اور شہر سے نکل کے قسطنطنیہ کی طرف متوجہ ہوا۔ اور جب شہر میں پہنچا چند روز وہاں لشکر گاہ ٹھہرایا اور اہل اسلام کا اخلاق و حالات دریافت کیا۔ لوگوں نے کہا کہ غزوہ کی حالت یہ تھی کہ تمام روز ہتھیار ہو کے میدان شجاعت میں قدم رکھتے ہیں اور جنگ و جدال میں واد جوار فرودی کی دیتے ہیں اور جب شب آتی تھی غراب عبادت میں آگے قیام کرتے ہیں بلکہ حدیث رجعتنا من الجہاد کا صغر الی الجہاد لاکبر کے قول کا حق پہنچے ہوئے بہت کا علامہ ہے کہ وہاں کے لوگ اپنے سر پر ہرچہ ہوئے۔ غراب و باد میں ان کے نفس کے ساتھ جہاد کرتے ہیں جب ہرچہ کے مقام میں ثابت قدم ہوتے ہیں تو مشاہدے کے اور ایک ابواب اپنے کھتے ہیں تب انبیاء اولیاء کے ارواح طیبہ سے نوسل کے کہ ان تینوں سے مخاطب ہوتے ہیں ایسی شہان کشمیر انصاریوں نے نیست خصی نہ ہر زمانہ دونوں کشتن کی کا عقل و ہوش غیبت و شہر باطن سحر و خوک و شہر و چوک و اکثر و بیشتر پیکار

رومی اور دم بہ پکار و رون؛ قدح جنان جہاد الا صغیریم؛ بانی اندر جہاد الا کبریم؛ قوت از حق خواہیم و توفیق لاف
 تابو وزن بر گنم این کوہ قاف؛ پہل شیری و انکہ صفا لشکر؛ شیر آن باشد کہ خود را بشکند؛ ہر قل نے کہنے لگا کہ تیرا کام
 مطابق واقع کے ہو تو قریب ہی کہوے لوگ یہ زمین جو میرے بیرون کے نیچے ہی لیوینگے۔ پس تبیہ سفر کا کر کے قسطنطنیہ
 کا قصد کیا اور ولایت شام کو وادع کر کے کہنے لگا السّلامُ عَلَیکَ یا رَہوْبَہُ السّلامُ عَلَیکَ ایتہما
 اِلَیْکَ سَلامًا لا اِجْتِمَاعَ بَعْدَہُ وَ لا یَعُوْذُ اِلَیکَ وَ رَحٰی اَبَلاً اَلَا حَاقَبًا عَجَاب قسطنطنیہ میں آیا
 اسی کو دار السلطنت ٹھہرایا۔ اور شام کے بعضے بلاد جو روم کے قریب واقع تھے جیسے اجنادین اور قیساریہ اور انطاکیہ
 وغیرہ کو محکم کیا۔ اور ہر ایک جگہ کی حفاظت کے لئے ایک ایک لشکر مقرر کیا۔ ابو عبیدہ نے فرصت غنیمت جان کے شہر
 حلب کا محاصرہ کیا۔ اس شہر کے لوگ امان طلب کر کے صلح کئے۔ اس صلح کے بعد پھر ابو عبیدہ نے انطاکیہ کی طرف
 جا کے شہر کے باہر لشکر گاہ ٹھہرایا۔ جب اس شہر میں برا لشکر فراہم آیا تھا وہاں کے لوگ غرہ کر کے جدال و قتال کے
 ارادے سے نکلے جو نہ تعالیٰ لشکر اسلام غالب آیا۔ تب کفار ہزیمت پا کے داخل شہر ہوئے اور دروازہ بند کر دئے اور
 یہاں امید رکھتے تھے کہ ہر قل کی طرف سے مدد پہنچے گی آخر جب اس سے بھی مایوس ہوئے صلح طلب کئے۔ ابو عبیدہ نے چند
 شرطیں ایسے ٹھہرائیں اور فرمایا کہ جسے اس کو قبول کرے شہر میں رہے والا جلائے وطن اختیار کرے۔ پس ایک
 طایفہ جلا اختیار کیا اور دوسری گروہ و شرطین قبول کر کے سکونت اختیار کی پس ابو عبیدہ نے حضرت عمر کے حکم پر
 لشکر انطاکیہ سے ایک جماعت کو وہاں ساکن کر کے انکو تحفہ جات اور انعامات مقرر فرمایا اور پیانی بھیجا کرتے تھے۔
 اور امیر المومنین عمر فاروق کے حکم پر معاویہ کے ساتھ پانچ ہزار سوار جزا دیئے قیساریہ کی طرف قسطنطین پر جو ہر قل کے
 جانب سے وٹائی سرداری رکھتا تھا روانہ کیا حالانکہ اس وقت قسطنطین کے لشکر میں پچاس ہزار مرد تھے اسکے سوا
 انطاکیہ اور اسکے اطراف و لواحق بھی بہت لوگ آئے اس لشکر کے ساتھ ملحق ہوئے۔ پس اللہ تعالیٰ کی تائید سے
 جماعت قلیل اس لشکر کثیر پر غالب آئی۔ اکثر کفار مار گئے اور باقی ہزیمت پاے۔ اور معاویہ قیساریہ کی سرداری پر قیام
 کیا۔ پھر ابو عبیدہ نے عمر بن العاص کو اریطون پر جو ہر قل کی طرف سے اجنادین کا حاکم تھا روانہ کیا۔ اریطون روم
 کی لغت میں زیرک اور عاقل کو کہتے ہیں۔ جب اس نے بری عقل اور دانائی رکھتا تھا اس کو اریطون کہتے تھے جب عمرو
 بن العاص عرب کے برے عاقلوں تھے انہیں کو اریطون کے غنیمت ٹھہرایا جب لشکر اسلام اجنادین پر پہنچا اریطون بھی
 ایک لشکر کثیر لیا ہوا شہر سے باہر گیا پھر ہر دو لشکر میں برا جنگ واقع ہوا۔ کافروں کو شکست فاحش ہوئی اور اریطون
 بھاگ کے بیت المقدس میں جا کے پناہ لیا۔ انقل ای کہ قیصر کے بعضے امیرون نجب حمص کے جنگ سے روگردان
 ہو کے انطاکیہ ہوئے۔ لیکن پیچھے فتح حمص کی خبر پہنچی اس واقعہ کے سننے سے شہر انطاکیہ باوجود اس کشمکش اور
 وسعت کے ہر قل کی نظر میں حلقہ نیم سے تنگ نظر نہ لگا۔ اپنے امیرون کو زبرد ملامت کر کے کہنے لگا کہ کہو کہ اعراب

نہ سر کی بنی آدم میں یا نہ بطارقہ کہہ کر ان بنی آدم میں۔ پھر چونکہ مدد و نکتہ تباری زیادہ ہی دانی۔ دے
 کہے ہادی۔ ہر قل نے کہنے لگا میرا وجود اس کے تم چاہتے ہو گئے ہیں اور بغاوت کر نہیں سکتے ہیں اس سے میں بہت
 غم کرتا ہوں یہ بات سننے کے بعد ان ہونے کمال مذمت سے سر جھکا۔ آئے ہیں کہ جب ہر قل نے ولایت
 تمام حیرہ دے کے قسطنطنیہ کا عزم کیا۔ اس کے مصاحبوں میں ایک بوہے نے اس سے کہنے لگا کہ تیرے اور عرب
 کے درمیان بغیر جنگ ہونے کے تمام کا ملک مفت اپنی چھوڑ دینا سراور نہیں بلکہ آئین سلطنت میں بڑا سنگ
 بنی اب تہیری بنی کہ جو جو ملک تیرے تصرف میں ہیں ہر ملک کے سرداروں اور اولادوں کے ساتھ
 ایک براہ کسر دے کے عرب میں بھیجے تا کہ ان سے جنگ کرے اگر انہیں فوج پادین قبول کراد۔ اگر تیرا لشکر مغلوب ہو جائے
 تا جا راس وقت ملک تمام تو اپنی چھوڑ دیتا اس صورت میں تیری عقل پر کچھ حرف نہ آوے گا اور عاقلوں کے
 پاس تو معذور ہو جائے گا۔ اس بوہے کی نصیحت ہر قل کو پسند آئی بلاشبہ قبول کیا اس کے حاکم کے سرداروں
 سے تین سردار بڑے مشہور اور نامدار تھے سلامان، دوسرا قطار تیسرا دیکھان ان تینوں کو بھی بلا کے ہر ایک کو مبلغ
 اور جوارہ فوج دکر مذا انعام دیا ہر ایک کو لاکھ روکا امیر مقرر کیا۔ اور تینوں لشکر کی امارت۔ مان کو دے کے اہل
 اسلام پر روا کر دیا۔ جب یہ خبر ابو عبیدہ کو پہنچی اس وقت سب لشکر اسلام کے امیرون و سرداروں کو حاضر ہو کر
 حکم کیا جب تمام جمع ہو اس باب میں ان سے مشورہ کی۔ ہر شخص کے حاضر میں جواب آئی اور مناسب بھی اظہار
 کیا۔ یزید بن ابی سفیان نے کہا کہ میری رائے میں یہ بات آئی تہی کہ تمام کا ملک جو ہمارے تصرف میں آچکا ہے
 اور اسلام کے فوجوں کے واسطے اطراف و احوال میں منتشر ہیں ان سب کو خطوط اس معنوں کو روانہ کریں کہ وہ سب
 جمع ہو جائیں پاس آئیں اور ہم سب اپنے اہل و عیال کو شہر حمص میں چھوڑ دے گئے و تمہیں کا مقابلہ کریں شرجیل
 بن حسہ سے کہا کہ اگرچہ یہ رہائے مسلمانوں کی بھلائی میں تو سنے ظاہر کی نئی لاکھ میں مناسب نہیں جانتا ہوں
 کیونکہ حمص والوں کو درمیان کے خاندان میں ملت میں موافقت تھی۔ اور ہمارے ساتھ مخالفت اس صورت میں اس بات
 کا برا خطر ہے کہ وہ دوسروں کے ساتھ مل جل کے ہمیشگی کر چکے اور ہمارے ذمہ و اطفال کو بڑے اٹکے والے کر دیکھ
 جب ضرورت کے لئے دے ہمارے ساتھ صلح کرنے میں ہوا پھر جتنا اعتماد نہ کیا جائے۔ ابو عبیدہ کہنے لگے کہ حمص
 والوں کو یہ طاقت ہیں کہ ہمارے ساتھ ایسا عقد کریں کہ ہمارے قوت و شجاعت سے واقف ہیں۔ اور ہمارا خوف ان
 دلیں غالب ہے۔ لاکھ جب تم نے اسکا اندیشہ نہایا حزم و احتیاط کی رعایت کرنے البتہ اسکو قبول کیا جائے۔ اب
 معلومت اسی میں ہے کہ حمص والوں کو ان کے گھر و اولاد میں۔ اور ہمارے اہل و عیال کو انہیں کے مکانات میں کہیں
 اور مسلمانوں کی ایک فوج کو قطع کی مخالفت کے واسطے اپنے پاس چھوڑ دیں۔ شرجیل نے کہا کہ حمص والوں کے ساتھ
 ہم نے عہد کیا ہے کہ ان کے وطن و اوطاف سے نہ نکالیں ہر ایک کے عہد و تین حالانکہ حق سبحانہ تعالیٰ فرمائی کہ اگر کوئی

بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْكُوًّا۔ اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ دین الحسن کا محمد کسیری اور ابن
 یہ بات آئی ہے کہ ہم میں رہیں اور امیر المومنین عمر فاروق کی خدمت میں لکھ کے اس حال سے اطلاع دیں تا جاسکے مدد
 فرمادیں۔ ابو عبیدہ نے فرمایا کہ فرصت نہایت تنگ تھی ہمارا قاصد مدینہ پہنچے تک دشمن سر پر ہنچا ہی۔ میسر نہیں ہو
 سکا کہ صلح کی میں تھی کہ ہم شہر حمص کو چھوڑ دے کے دمشق کی طرف جاویں کیونکہ جمعہ والوں سے زیادہ اعتماد
 ہو کہ دمشق والوں پر تھی۔ اور وہاں سے امیر المومنین کو خبر دین نامہ دروازہ کریں۔ اور ہم جنگی سامان گھمٹا کر
 اور لشکر جمع کرنے میں مشغول رہیں اگر لشکر روم پہنچے کے آگے مدینہ سے مدد آجائے تو بہت مشکل ہے جمع آیا ہو سکا
 لیکے تو کمال علی اللہ دشمن سے مقابلہ کریں۔ ابو عبیدہ اور سب صحابہ اس پر قبول کئے اور کہے کہ اس سے بہتر تدبیر
 نہیں سب کے سب اس پر اتفاق کئے۔ اور ابو عبیدہ نے امیر المومنین کی خدمت میں ایک نامہ اس مضمون کا لکھا کہ
 ہر قل نے ایک ایسا لشکر انہو جمع کیا ہے کہ دیس برا لشکر ذوالقرنین کے سوا کسی بادشاہ کے نزدیک فراہم نہ
 آیا تھا۔ تین لاکھ سوار و پیادوں کو بری شوکت و اہمت کے ساتھ ہم پر روانہ کیا ہے۔ اور ہم سب مشورت کے
 بعد ایک بات پر اتفاق کئے ہیں سو ہمارا قاصد عرض کریگا والسلام۔ یہ نامہ صفیان بن معقل از دی کے ہاتھ دیکھ
 مدینہ کی طرف روانہ کیا۔ اور ابو عبیدہ نے دوسرے روز دمشق کی طرف مراجعت کی جب صفیان مدینہ پہنچا اور ابو عبیدہ
 کا نامہ امیر المومنین کی خدمت میں پہنچا یا۔ جناب خلافت مآب نے وہ مکتوب ملاحظہ فرما کے لشکر دشمن کا احوال دریافت
 فرمایا صفیان نے جو جانتا تھا بیان کرنے لگا۔ اور ابو عبیدہ شہر حمص سے لشکر اسلام اپنے ہمراہ لے کے جو دمشق کی
 طرف روانہ ہو پہلے کو ربیان کرتے ہی حضرت عمر کے چہر پر کراہت کے آثار ظاہر ہوئے۔ پس ابو عبیدہ کے مکتوب کا جواب
 ایسا لکھا کہ تمہارے قاصد کے اظہار سے سب حقیقت معلوم ہوئی شہر حمص کو چھوڑ دے کے دمشق کی طرف روانہ ہونا
 مناسب نہیں تھا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک شہر نعمتوں کا بھروسہ اور ایک قلعہ محکم مسلمانوں کو دیا تھا بلا سبب اسکو چھوڑ دینا
 سزاوار نہیں تھا۔ لاکن جب اس لشکر کے اہل حل و عقد کی اتفاق سے یہ کام وقوع میں آیا امید قوی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسکا
 انجام خیر فرمے۔ تم کو چاہئے کہ دشمنوں کی کثرت لشکر کا اندیشہ نہ کریں۔ فتح و نصرت لشکر کی کثرت اور تدبیر انسانی پر نہیں
 بلکہ تائید ربانی سے ہوا کرتی ہے۔ بخت و دولت بکار دانی نیست؛ چہر تائید آسمانی نیست؛ چاہئے کہ اپنے دل
 کو غلط سے منقطع کر دیں۔ تائید الہی پر تکیہ کریں تا حق سبحانہ و تعالیٰ شائبہ سب ہمارے کفایت کرے اور تمام مفاصلہ بر لاوے۔
 صفیان بن معقل نے امیر المومنین کا نامہ نامی لیکے روانہ ہوا جب دمشق پہنچا ابو عبیدہ کی حضور میں پہنچا دیا تب انکے ساتھ
 سینتیس ہزار مجاہد جمع آئے تھے پھر مدینہ سے انکی مدد پر تین ہزار غازی کیسے اربعین کا مدد کامل ہوا اور وہاں بھی
 حمص سے ایسا ایک لشکر انہو پر شکوہ لے کے نکلا کہ جنگجو اور بیابان کفایت نہیں کرتا تھا انکی کثرت سے وہ سر زمین تنگ
 آئی تھی۔ ساحل کے پاس یرموک کے میدان میں ہر دو فرقے۔ ہر دو لشکر میں ایسا جنگ عظیم واقع ہوا کہ زبان قلم اسکی بیان

سے عاجزی۔ خالد بن ولید اس دن ایسی جانفروئی کی داد دی کہ کبھی شہر نہ اندھیکھا نہیں مغلزینوں پر ایسی تیراکی کی کہ ساتھ تیرا اس گیارہ روز لگا کہ اٹھ مہینے قتل گئیں۔ آخر محمد بن عباس نے یسویوں پر غالب آیا امداد بانی و نعت آسمانی سے فتح و نصرت پائی۔ لشکر کفار سے ستر ہزار شخص مقتول ہو چکا کہ خون میں غلطان تھے۔ اور بعضے لشکارا دھیر برہم ہو کر غرق ہوئے۔ اور جو باقی رہے غنڈوں و قہر و ہزیمت پا کے افغان و خیزان کو ہر قتل کے پاس پہنچایا۔ بیت عقیقت اور سبا و اسلام دونوں کے اٹھ مہینے کریم الحمد للہ الذی اذھب عنا الحزن بن الغفور و شکور ہر طرف کے در و زبان ہوئی۔ کمال خوشی و خاطر جمعی سے تقسیم قیام سے فلاح ہو کر فتح نامہ معہ غنیمت مدینہ طیبہ کی طرف بھیجا۔ بعضے مورخین نے یہ واقعہ غیر خلافت مدینہ کی گزیر میں لکھ کر کیا ہے لیکن صحیح بات یہی ہے کہ یہ جنگ فاروق اعظم کی خلافت میں واقع ہوا۔ اور محققین یہ قطعی یقین ہے کہ موضع یرموک میں دو بار جنگ ہو ا بار اول مدینہ کی گزیر کی اخیر خلافت میں بار ثانی عمر فاروق کے عہد میں واللہ اعلم۔ پہنچنا رومیوں کا شہر حصین لعل آئی کہ امان ایک لاکھ سپاہ کا لشکر اپنے ہمراہ لے کے انطاکیہ سے بخلا جاب تریلین ملی کر کے حصین پر پہنچے۔ وہاں کے جو اہل اسلام صلح کی غمی انکو مرتزقت کی دے لوگ جوابات معقول دیے کہ اس کو لازم ہے پھر امان جس آگے بھاگے ہو کر موضع یرموک میں اترا اور اسی جگہ کو مناسب جاکر اپنا لشکر گاہ چھڑایا۔ اور تین ہزار جو اسکی امانت کے لئے مقرر تھے وہ بھی اسکے پیچھے آگے چلے گئے۔ جب اسلاموں کو اس بات کی خبر ہوئی پریشان خاطر ہو کر عہدہ شہر ایک مار لکھ کے ایک پیک تیر فرما کر کے اٹھ سے مدینہ کی طرف روانہ کیا وہ نامہ مخالفوں کی کثرت و شوکت اور مسلمانوں کی ضعف و قلت پر تقسیم تھا وہ قاصد بیت جلد ہی اذیر المومنین کی خدمت میں پہنچا فاروق اعظم نے جب وہ کو نواہا ملاحظہ کیا اسکے جواب میں کھٹک دلیزیر تحریر فرمائیں اور ابو عبیدہ کو رو دیر تک جنگ پر بہت ترغیب دی اور قاصد کو فرمایا کہ ابو عبیدہ کو جو طرف سے بعد سلام کہہ دینا پہنچا ہے کہ خاطر جمع رہو کہ انشاء اللہ تعالیٰ تم کو رو دیر تک کشتہ جنگ واقع ہونے کے آگے مدد روانہ کرو گا پس قاصد کو رخصت دی جب قاصد روانہ ہوا سو دین میں مصائب انصاف کے ساتھ تین ہزار دلاوروں کو دیکے روانہ کیا تاریخ عالم کو فی میں مذکور ہے کہ اذیر المومنین کا نام پہنچنے کے آگے سوچنے مع لشکر بیت جلد ہی ابو عبیدہ کی خدمت میں پہنچا سب مسلمانوں کو بری خوشی حاصل ہوئی۔ اور انان اپنے امرا سے مشورت کر کے ابو عبیدہ کے پاس ایک وکیل کو روانہ کیا اور یہ پیغام بھیجا کہ ہمارے سینے میں کیا ہے اس کے آگے لشکر اسلام کی امارت جس شخص پر مقرر تھی وہ امیر زرارہ حسب نسب آگے اسے اور لباس قتل و شجاعت سے پیرا ہے ابی سوہم کو ہلکی ملاقات کی کمال احتیاج و پیش ہی نا ہمارا مقصد اس سے بیان کریں اور تمہارا مطلوب بھی اس سے معلوم کریں ابو عبیدہ نے امان کی التماس قبول کر کے حکم کیا کہ دوسرے روز خالد بن ولید اسکے پاس آج و جب صحیح ہوئی خالد نے حکم کیا کہ اپنا قبیلہ حوا جو تین ہزار دینا دے کر دیکھا گیا ہے امان کے جیسے کے نزدیک مکر کریں۔ جب ویسا ہی ہو

لیجا کے کھر اٹھے اور خالد نے اس میں تشریف رکھی ماٹن پلے پلے خیمے سے نکل کے اپنے پاس آیا اس سے پہلے جو بات کی یہ تھی کہ یہ تمہارا قبہ مجھے بہت پسند آیا تمہیں یہی کہی کہ مجھ کو عنایت کیجئے اور تم جو چاہتے ہو سو میرے لیے خالد نے یہ بات سنے فرمایا کہ مجھے تیرے مال و زر کی کچھ احتیاج نہیں ہے۔ یہ قبہ مطلوب ہو تو لیجئے کہتے ہیں کہ ماٹن کو اس بات خالد کی تالیف کرنی مقصود تھی۔ اور بعض تو اربح میں مذکور ہیں کہ ماٹن برے بھل سے اپنے خیمے میں بیٹھ کر خالد کو بلوایا جب خالد پر اس کی نظر پڑی تعظیم کے لئے اٹھا اور انکی دلجوئی میں چند باتیں کر کے کہنے لگا کہ اگر اس جنگ سے تمہارا مقصود تحصیل مال ہی تو ہم نے قبول کیا کہ والی ولایت عرب یعنی عمر بن الخطاب کو ہم دس ہزار دینار اور ابو عبیدہ کو پانچ ہزار دینار دیتے ہیں اور تمہارا سپاہیوں میں جو عمدہ ہوں ان سے سو شخص کو لاکھ دینار پہنچاتے ہیں شرط یہی ہے کہ تم تمہارا ملک سے چلا جاؤ۔ جب ماٹن اپنا کلام تمام کیا خالد بن ولید ایسے کلمات مسجع اپنی زبان کو ہر نشان پر لائیں کہ ماٹن حیران ہو ا کہنے لگے کہ اگر تو چہتا ہے کہ فتنے اور ناراضگی کی غبار جو بلند ہوئی ہے بیٹھ جاؤ اور پادہ دوستی اور مصالحت کا استحکم ہو جاؤ تو چاہئے کہ تم سب اسلام لادیں اگر تم کو اس بات کی توفیق رفیق نہ ہو کہ اور تم اپنے مال اور اہل و عیال کو بچا نا چاہتے ہو تو جزیہ قبول کریں والا تمہارے ہمارے درمیان تیج چلی مقرر ہے ماٹن کہنے لگا کہ اسی خالد اہل روم سے دین باز نہ آئے اور جزیہ دینا بھی امانت و ذلت کا سبب جان کے قبول نہ کر سکیے بقول

و جدال سے نہ درائے تم دیکھتے ہو کہ ہمارا ایسا بڑا لشکر جنگ پر ہی تیار ہے خالد نے یہ بات سنی اسکی مجلس سے اٹھے اور اپنے لشکر گاہ میں آئے جو باتیں چلے تھیں ابو عبیدہ کی خدمت میں نظر کر دیں۔ کہتے ہیں کہ ماٹن ہر قل کے نام سے ایک مکتوب اس معصوم کاروانہ کیا کہ جب ہم نے نہر یرموک پر اپنا لشکر گاہ ٹھہرایا عرب کا لشکر بھی وہیں آئے نزول کیا امر اسلام خالد بن ولید کو کہ جسکی تعریف و توصیف تم نے سنی ہے ہم نے بلوایا اور مال و زر کی بہت کچھ طمع انکو بتلائی یہ بات کچھ فائدہ نہ دی پھر ہمارے لشکر کی کثرت و شوکت سے ڈرایا یہ بات بھی مفید نہ پڑی ہم دیکھتے ہیں کہ عرب ہمارے استیصال پر کمر باندھے ہیں اپنی موت پر تیار ہو کے سو آجنگ و جدال کے کچھ نہیں چاہتے ہیں اب فلاں روز جنگ سلطان مقرر ہوا ہے لاکھ ایک شب میں نے یہ خواب دیکھا ہے کہ کہیں مجھے خطاب کر کے کہتا ہے کہ اسی ماٹن ہرگز لشکر عرب کے ساتھ جنگ نہ کیجئے اگر تو جنگ کرے گا شکست فاحش ہوگی اور تو مارا جاوے گا اس وحشت ناک خواب میں نے بہت مشوش ہوا جب بیدار ہوا سمجھا کہ یہ خواب افغاث کلام ہے اب میرے خاطر میں یہ بات آتی ہے کہ تو اپنے خزانے استنبول روانہ کر دیکھے آپ انطاکیہ میں توقف کرے تا دیکھیں کہ پردہ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے۔ نقل ہے کہ جب جنگ کا روز مقرر پہنچا بطارقہ روم سے ایک شخص نے ماٹن سے کہنے لگا کہ میں نے کل کی شب ایک خواب دیکھا ہوں رخصت ہی تو تقریر کرتا ہوں ماٹن نے کہا کہ بیان کیجئے اس نے کہنے لگا کہ خواب میں ایسا دیکھا ہوں کہ لوگ سفید لباس پہن ہوئے اور سبز دستار باندھے ہو آسمان سے زمین پر آتے ہیں اور ہمارے ماتحتوں کو باندھ کے ہمارے نیر وں سے سنان نکالتے ہیں اور ہمارے ترواروں کو نیام سے نکال کے توڑتے ہیں اور ہر طرف مانگتے ہیں اور ہر کو کہتے ہیں کہ بھاگو و الا تم کے ملک

ہو جائیگا عیار ہم نے ہلا گئے گے اور اس جنگ میں جیسے گزے اور بعضوں کی ایسی حالت ہوئی کہ قدم نہیں اٹھا سکتے تھے اور ہتھیار کی جاتیں جتن جتن جوق حاضر تھیں اور ہر وقت ایسے غائب ہو جاتیں کہ ہر نظر نہیں آتی تھیں یہی تہمت کی حالت میں میں اپنے خواب سے چونک بڑا امان پر خواب سستے ہی بہت طول اور دل تنگ ہو کے کہنے لگا کہ اسی خوش تیری انکھیں راحت زد کھیں تو نے اپنے خواب سے مجھے ناخوش اور پریشان خاطر کر دیا تو جو خواب میں دیکھا ہی کہ جیسے گزے اور بعض کھڑا رہ گئے اب جانے کر دے سب کے سب اور بجائے میری آرزو یہی کہ سب کا اول تو مارا جاوے کہ تو نے ہر ملک کی خبر دی کہتے ہیں کہ ابوعبیدہ بھی ایک ایسا خواب دیکھا کہ کافروں کی شکست اور مسلمانوں کے فوجی پر ولایت کرنا تھا۔

مسلمانوں اور روم کے ترسیا یوں کا جنگ۔ جب دوسرا دریا نیا امان کا پناہ لشکر تیار کر کے میدان میں آیا اور اپنے لشکر کے جس مضیق بنائیں ہر صف میں جس ہزار سو ہزار ہر صف میں ایک ایک بطریق کو مقرر کیا تاکہ جنگ میں ہرگز نہیں کرے اور نہ ہر قافلہ اور جرحین کو اور میرے ہر طرف میں مندر کہ کھڑا کیا اور آپ ایک ہزار کی نایاب سریر رکھا ہوا اور ایک بکر پہنا ہوا اور اس کے نیچے دیتا زلفٹ کھینچا ہوا اور ایک شیر کو جسکی دو بال چوہر قیمتی تھے جتنی گنتی تھی حاصل کیا ہوا اور ایک منگلی گھوڑے پر کہ جسکی زین دلجام درو یا قوت سے بنائی ہوئی تھی سوار ہو کے صفوں کے آگے کھڑا ہوا مسلمانوں کے لشکر و مکی ہمارا کشتی دیکھ کر کعبہ کے آگے اور ایدہ ہوا عبیدہ بھی لشکر اسلام ظفر انعام کو تیار کر کے اس کے مقابل کیا یمنہ پر عربین عامس اور بیزید بن ابی سفیان کو اور میرے ہر معاذ بن جبل اور موسیٰ بن عمارت انصاری کو مقرر فرمایا اور میرے کئے بازو پر شرجیل بن حسنہ کو اور میرے کئے بازو پر سعد بن عامر کو مدد کے واسطے کھڑا کیا اور سعید بن زید بن عمر قتی کو حکم کیا کہ چار ہزار سوار اپنے ہر آگے کے کھینچے گا میں ہے اور آپ قلب لشکر میں کھڑا رہے یہ حکم کیا کہ سب سوار خالد بن ولید کے ساتھ جو یہ کجاوہ کرین اور ہیکہ کا شرمین اتاع بن ابی وقاص کے حکم میں رہیں پس جب صفین پہنچے ہو بنی قریظہ ان سلام اپنے جان عزیز سے ماہر تھا کے درجہ نہاد کے شمشاق ہو کے آہستہ آہستہ مخالفین طرف چلنے لگے جب ہند قدم لگے صلح وقت ای میں دیکھے کہ توقف کرین خالد بن ولید سواروں کو فرمایا کہ سب حاضر ہو کر ایک دوسرے سے بات کرو اور جب تک میں بخت مندوں دشمنوں پر حذر نہ لاؤ۔ روم کے پیا دہ کھپے بھتہ دون پر علیہ کزبان باندھے ہوئے اپنے مقام سے جنبش میں آئے نصرا کے عالموں اور راہبروں نے انجیل پڑھنے اور اپنے لوگوں کو قتال و جدال پر ترغیب دینے لگے انکے ترہنے کی آواز مدد کی آواز کے مانند آئے گی اس اثنا میں عرب کا ایک شہنشاہ جس کا نام حضرت جوہر بن زبائی اختیار کیا قاصدان میں آئے ہر دو لشکر کے درمیان کھڑا ہوا اور چند یہودہ باتیں پس زبان پر لائے جنگ پر لایا تب مسلمانوں سے کئی شخص چاہے کہ کوئی اس سے کھائے کہ کسے لاکھ خالد بن ولید سے آخرفیس میں جبر کو رخصت دی تب قیس نے اپنا گھوڑا کے میدان میں آیا۔ اور شیر کھڑا کیا اور اس کے سر پر کہے اسکو گھوڑے سے لڑا یا اور قیاسی کا سرکات کے نیرے پر چڑا یا یہ صورت جو شروع جنگ میں ظاہر ہوئی سب اہل روم تنگ دل اور اہل اسلام خوش دل ہوا۔

ایسے میں خالد بن ولید کے حکم سے شیعیان اسلام کی ایک کڑی نے لشکر دوم پر تاخت لاکے انکی صفوں کو دہم دہم کر دیا اس حملے میں کافرون ایک ہزار شخص کے قریب مار گئے اسکے بعد رومیوں کی ایک فوج موت پر تیار ہو کر وہاں کے مانند حرکت میں آئے مسلمانوں کے قلب لشکر میں گئے کا خیال کئے تب خالد بن ولید نے ابو عبیدہ کے حکم سے دس ہزار سوار کھینچ کر شجاعت میں جنگا نظیر نہیں تھا مصر کے میں قدم رکھا اور ایسی جو افردی کی کہ اس فوج سے ایک شخص باقی نہ رہا ایک حملے میں سب کو قعر و ذرخ کی طرف روانہ کیا اہل روم بہرہ حالت دیکھ کر بہت گھبرائے اور انکے لشکر میں بڑا ہی خلل واقع ہوا جب سوار جنگ کے چارہ نہیں تھا ناچار میدان میں ثابت قدم ہو کر اور لشکر اسلام پر تیریں چلانے لگیں ناگاہ ایک تیر مالک بن حارث کے آنکھ پر پھینکے پلاک کو پھارتی۔ مالک نے نہایت غضب میں آیا شمشیر انتقام سیقت نیام سے کھینچ اپنے سر پر ڈال کر اسرا کئے ہوئے اپنے گھوڑے کو لشکر کفار پر مارا نکلا ایک ہی حملے میں کئی کفار کو جو بڑی جو افردی سے مشہور تھے مار کے زمین پر گر دیا اور یزید بن ابی سفیان اور عمر بن عاص بھی متواتر حملے کر کے بہت سے مخالفوں کو قتل کئے اس شان میں عکرمہ بن ابی جہل کہ شجاعت اور مردانگی میں ممتاز تھے اپنے گھوڑے کو پانی کے پیادہ ہو کر اور دشمنوں کے لشکر کی طرف دوڑنے لگے خالد بن ولید نے کہا کہ ہرگز زیادہ جنگ پر بجائے اور آپ کو ورطہ ہلاکت میں نہ ڈالے تاہماری موت کا خیال اسلام کی خاطر پریشان ہو۔ عکرمہ نے کہا کہ جاہلیت کے ایام میں میرے سے کئی حرکات ناشایستہ وجود میں آئی ہیں اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کئی بار میرے رنجیدہ ہوئے ہیں سوچا ہوتا ہوں کہ آج کے روز ایسے سخت کام پر اقدام کروں کہ میرے گناہوں کی بخشش کا سبب ہو بس یہ کہ لشکر کفار پر جا کرے اوریت سے رومیوں کو داخل جہنم کیا آخر حاتم شہادت نوش فرمایا۔ جب عکرمہ کی شہادت ہوئی مجاہدوں نے جنگ و جہاد میں بڑی کوششیں بجالائی دشمنوں کو انکی جاکے ہتھکے ہنریر ہو کر تک پہنچا دیا رومیوں سے بہت لوگ جان بچانے کے لئے جب اس ہنر میں گرے وہیں مر کے قعر و ذرخ میں پہنچ گئے۔ تب ماٹان نے بہت ہی مضطر ہو کے ہر ہر طریق کا نام لے کے پکار کے کہنے لگا کہ سب کے سب ایک بار حملہ کر دو کہ لشکر عرب کو انکی جگہ سے نہر کا دیں تب اسکے لشکر سے تین تکر یاں جو دلیری میں برے نامور تھیں لشکر اسلام کی طرف متوجہ ہو کر بڑی جد و کوشش سے کئی قدم انکو پیچھے ہٹائیں تب خالد بن ولید اور دوسرے سرداروں نے غازیوں کو قتل دیکھ کر کہنے لگے کہ لشکر کفار میں جو برے برے دلاور تھے اور ماٹان انکی جو افردی پر غور کر رہا تھا وہ سب کے سب مار گئے اور بعضے پانی میں ڈوب کے ہو گئے اور جو لوگ کہ باقی رہے ہیں وہ بھی نیم جان ہو گئے ہیں انکا وجود محسوس نہیں رہا کچھ یروانہ دوسرے کے سب ہیسات اجاعی سے ان پر ایک بار حملہ ڈال دیا تو ہی کہ اللہ تعالیٰ ہر کوئی قلعہ و نصرت دیو یگانہ بے باقیں سننے ہی غازیان اسلام کو ایک تاریکی آگئی اور انکے دلوں میں ایک تسکین و شجاعت حاصل ہوئی سب کے سب ایک بار ایسا حملہ کئے کہ رومیوں نے بھاگنے لگے اہل اسلام انکا پیچھا کر کے صبح سے شام تک ایسا قتل عام کئے کہ ہزاروں کافر مار گئے۔ نقل ہے کہ رومیوں سے اس دوزخ کے ستر ہزار مرد مقتول ہوئے کسے پرے تھے اور ماٹان

جی رہا ہوتا تھا ہر چیز جسے جو کئے اسکے ناپاک جس پر کہیں نہ پائے غنیمت کا مال و اسباب کہ جس کا حساب نہ ہو سکتا تھا مسلمانوں کے لئے کیا معلوم نہ کر وہ خیر سرخ جو امان خالد سے لیا تھا کہے لائے لگا جب یہ فتح معلوم دوسری فتوحات کی اطلاع ہوئی ابو عبیدہ نے غنیمت کا خمس فتح نامے کے ساتھ مدینہ طیبہ کی طرف بھیجا جب قاصد وہ مکتوب فاروق اعظم کی خدمت میں پہنچا یا بہت ہی خوش ہوئے جناب خلافت تاب اور دوسرے اکابر اصحاب جو حاضر مجلس تھے خوشی سے ایسا نہ کہنے لگے کہ کی آواز ملک الا فلاح ملک بنی شکر الکی بجا اور جہاد کی حق میں نہ ماکثر کئے۔ مسلمانوں کا غلبہ اور ہر قل کا رجوع قسطنطنیہ طرف۔ کہتے ہیں کہ لشکر دو سو تھوڑے لوگ جو ہر قل سے بھاگے ہوئے تھے انہیں پانچ سو جو ہر قل کے دربار میں پہنچا جو در واکوں ایک مرد تھا ہر قل کی نظر اس پر پڑے ہی اس سے پوچھنے لگا کہ لشکر کی کیا خبر ہے اس نے جواب دیا کہ لوگ بہتر ہوئے قیصر نے پوچھا کہ کہنے لوگ اُس نے کہا کہ ہمارے لوگ قیصر نے اس بات سے قائل کہ قیصر دریافت کی کہ ہمارے لوگ کیا لشکر عرب کو ہزیمت دے یا لشکر عرب ہمارے لوگ ہزیمت پا اس وقت اس شخص پر اتنی دہشت غالب آئی تھی کہ قیصر کے جواب میں کہہ کر نہ سکتا تھا تب دربار میں جو لوگ کھڑے ہوئے ہر قل نے ان کو خطاب کر کے کہا کہ یہ شخص گھرایا ہی اسلئے بات کر کے کی طاقت نہیں رکھتا ہی اس واسطے وہ کھڑے شخص کو میرے نزدیک لاؤ کہ وہ کلام کر سکے اور اسکے قول پر اعتماد سے سر ہنگوں نے قیصر کی مجلس سے نکل کے اپنے لشکر سے جو لوگ ہزیمت پائے آ رہے تھے انکے استقبال کئے کہا دیکھتے ہیں کہ ایک جماعت نہایت مضطرب و سراسیمہ لڑنا آ رہی ہے سر ہنگوں نے اسے پوچھا کہ امان اور دوسرے سرداروں کی کیا خبر ہے انہوں نے جواب دیا کہ سب بطار قرامے گئے یہ بات سننے سے سر ہنگوں نے ہر قل کے پاس آئے حقیقت حال بیان کی قیصر بیزار ہی آغا کر گیا اور کہنے لگا کہ بہر حال خبری جو تم کہتے ہو میں ایسے شخص کو چاہتا ہوں کہ جنگ کے حالات تفصیل بیان کرے تب اسکے متروکوں جو زیر بن عمر کو دوسرے سے بھاگ لیا تھا اور سب حالات پر اطلاع رکھتا تھا حاضر کیا قیصر نے اس سے پوچھا کہ لشکر کی کیا حالت تھی بیان کر۔ کہا کہ اس سے کچھ بدتر خبر نہیں تھی۔ تب ہر قل نے ان مایہ زون کا حال پوچھنے لگا جو اطراف و جانب سے جمع آئے لشکر عرب کہنے لگے کہ ہمارے ہاتھ۔ وہ جس کا نام لینا تھا وہ کہتا تھا کہ وہ مارا گیا وہ جس کا نام لے کے پوچھا اُس نے کوئی باقی نہ رہا۔ تب ہر قل نے اس سے پوچھا کہ کیا وہ خیر نہیں ہے اس نے کہا امان۔ قیصر نے کہا کہ ابھی کہ محمد بنی کا فائدہ نامی پہنچا تھا وہاں ہادیوں نے قبول کرنے کے باب میں انہوں نے مجھے دعوت کی تھی میں جیسا تھا کہ انکی متابعت کروں تب سب آگے تو ہی مجھ پر انگار کیا اس سے کہا کہ امان۔ تب قیصر نے غصہ سے حکم کیا کہ خیر کو قتل کر دے اس وقت ہنگام سے جدا کر دئے۔ جب قیصر نے دیکھا کہ اب ملک شام میں رہنا مناسب نہیں اپنے خواص کو ہمراہ لے کے ایک کھوکھلے بلندہ پر چڑھا لیا کہ قیصر نے قتل کیا اور چشم حسرت اس ملک پر نظر کر کے بلند آواز سے رو دیا اور کمال و درجہ کہنے لگا السلام علیک ایہا الارض المقلد اسے سلام ہو تجھ پر اے زمین پاک۔ اور سلام ہو تجھ پر اے زمین پر خیر و برکت۔ اور سلام ہو تجھ پر اے زمین پر شہادت و نیا

اسلام و دین کے نوالے کا یہی کہ جس کو پھر رجوع کی امید نہیں الیہ السلام دریا لنگر اسی زبان پر لائے تری جلدی
 قسطنطنیہ طرف روانہ ہوا یرموک کے جنگ میں ساتھ ہائے باطل، اسلام ہوا
 ہزار کفار روم سے مقابلہ کر کے فتح پائی۔ مخصن ارباب سپہ و قوارخ کے پاس ثابت
 ہی کہ یرموک کے مقام پر دوبار جنگ عظیم ہوا جنگ اول سے جنگ دوم اعظمی بار اول ابو بکر صدیق کی
 خلافت میں۔ بار ثانی عمر فاروق کی خلافت میں۔ دوسرے بار کا جنگ لی دہلی کی روز واقع ہوا آخر
 اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہی کافروں پر غالب کیا۔ اور صحابہ کرام سے دلیری اور جوانمردی کے لئے کر کے
 ظہور میں آئے کہ کبھی جسم زمانہ دیکھے نہیں اور ایسا واقعہ عظیمہ کوئی سامعین کہتے ہیں کہ جب جبیلہ
 جنگ قسطنطنیہ سے شکست فاش کھا کے بھاگ نکلا ہر قیل کے پاس گیا تب ہر قیل نے اپنے ملک کے حاکم کو
 باطلان کو جو یرمیں کا بادشاہ تھا پسند کر کے اسکے ہمراہ لشکر اندر دیا اور جبیلہ کو بھی خلعت وغیرہ دیکے مع
 متصرفہ باطلان کے ہمراہ کیا اور دسے عرب متصرفہ ساتھ ہزار سوار تک تھے جبیلہ کا لشکر مقدمہ الجیشین متعجب
 یہ ہر دو لشکر مقام یرموک پہنچا کے اترے لوگ اسکو دیکھنے کے حیرت آئے لگے عرض و طویل میں تجھے
 فرسخ تک انہیں سے بھر گیا۔ لشکر اسلام بھی اسی مقام پر آئے نزول کیا۔ فریقین کے درمیان تین فرسخ کا
 میدان جنگ کے واسطے خالی تھا۔ جب حضرت ابو عبیدہ کی نظر دشمنوں کی کثرت پر پڑی کے کاجول و کا

قوة الا بالله العلي العظيم و بنا افرغ علينا صبراً وثبت اقدامنا واضربنا على القوم الكافرين
 ہر قیل نے ایک ایک کو باطلان کے پاس روانہ کیا اور کہا اچھا کہ اول ابو عبیدہ صلح کا پیام کر اسے کہ جاوے
 حجاز تک جو ملک ہی انہیں کے فتنے میں رہے باطلان نے حیرت کو ابو عبیدہ کی خدمت میں روانہ کیا یہ پیام
 انکے پاس مقبول نہ ہوا۔ پھر باطلان نے جبیلہ کو انکے پاس روانہ کیا ابو عبیدہ نے اسکا کہا بھی غانا پھر وہ بھی
 مایوس ہو کے اپنے لشکر کی طرف چلا گیا۔ پس جناب خالد نے حضرت ابو عبیدہ سے گزارش کی کہ جبیلہ کے ساتھ
 عرب متصرفہ سے ساتھ ہزار سوار میں اور چارے تیس ہزار۔ اب میں چاہتا ہوں کہ لشکر اسلام سے تیس چار ہزار
 جن کو ان اور اس ساتھ ہزار سے مقابلہ کروں تا نصرت ربانی جو مسلمانوں کی یا دہی ظاہر ہو۔ اور اگر اس
 حملے میں جبیلہ مارا جاوے باطلان کے لشکر پر ہمارا غلبہ ہو جائیگا۔ یہ بات سننے کے سب حیران ہو گئے
 ابوسفیان نے جناب خالد سے کہنے لگا ای اباسلمہ ان اس صورت میں ایک مسلمان دوسرا کافر کے مقابل
 ہوتا ہی۔ میری رائے یہی کہ ساتھ ہائے باطلان کو جن لین یا ایک مومن ایک ہزار کافر کے مقابل ہو۔ جناب
 ابو عبیدہ بھی اس رائے کو پسند کیا۔ تب خالد نے ساتھ چار ہزاروں کو انتخاب کیا انہیں اکثر صحابہ انصار
 تھے۔ ابو عبیدہ نے حکم کیا کہ آج کی شب تم اپنا ساز و سامان ہٹا کر لو۔ کل صبح تو کائنات اللہ جنگ آغاز

[illegible]

برافق در اضطراب تھا خصوصاً حضرت ابو عبیدہ بہت مضطرب ہو گئے تھے اور ابوسفیانؓ کو اطمینان دے رہے تھے
 ایسے میں خالد وسط مہر کے سے باہر آئے اور بہت تشہد تھے ابو عبیدہ اور سب مسلمان انکو دیکھ کر انکی ہچکچاہٹ
 خالد نے اپنے ساتھیوں کو تالاش کر کے دیکھا تو میں مجاہد نظر آئے، ورنہ باقی گم تھے خالد کو انکا برا ہی در دلاق
 ہوا ہوا اپنے منہ پر آپٹ ملائے غارتے اور کہتے تھے کہ تو نے مسلمانوں کو ہلاک کیا قیامت کے دن بارگاہ
 الہی میں کیا غذر لایگا۔ ابو عبیدہ نے پوچھا کہ یہ کیا حال ہے خالد نے کہا امی سرور کہ جالیں مجاہد گم ہیں۔
 از انجلہ زیرین العوام اور فضل بن عباس اور جابر اور ابوب اور فلان فلان ابو عبیدہ نے کہا انا لله وانا
 الیہ راجعون پس مشعلین روشن کر کے لڑائی کی جگہ میں دھڑوڑنے لگے دیکھتے کیا ہیں کہ جبکہ کے لشکر آئے
 قوم غسان سے پانچ ہزار کا فرار سے پرے ہیں۔ اور صحابہ سے دس آدمی شہید ہوئے ہیں۔ ابو عبیدہ نے
 فرمایا کہ احتمال ہے کہ باقی اصحاب قیدی ہوئے یا دشمنوں کا بیچا کیا ہے پس یہ دعا کی اللہم امنن علینا
 بالفرج ولا یقنعنا باین عجزنا یتیک وکایا بن حکمہ الفضل ترجمہ یعنی یا اللہ احسان کر تو ہم
 کشتہ کار سے اور نہ چلکین کریم کو ترے پی کے پھیرے بھائی اور چہرے بھائی کے سبب۔ پھر عبیدہ نے
 فرمایا کہ امی مسلمانوں کو کن ہے کہ تم سے کہ دشمن کے قدموں کی نشان کا بیچا کرے اور اپنے بھائیوں کی خبر لاؤ
 اللہ تعالیٰ سے ترے جواب کا سچی ہو وہ جناب خالد نے کہنے لگا کہ میں جانتا ہوں ابو عبیدہ نے کہا کہ تم یہ کام
 بہت کرو کہ آج بہت بھگے اور شقت اٹھائے خالد نے کہا واللہ میں ضرور جاؤں گا۔ پھر اپنے گھوڑے کو چھوڑ دیکے
 جائز میں جھیر کے گھوڑے پر سوار ہوا اس گھوڑے کا نام ہرطال تھا تیز روی میں بارے سے باتیں کر رہا تھا۔
 اور خالد کے ساتھ مسلمانوں کی ایک جماعت بھی نکلی بہت دور نہیں چلے کہ آواز بکیر تھیل کی آنے لگی خالد بھی
 بکیر تھیل سے ایسا جواب دیا۔ پس دیکھا کہ جماعت غازیوں کی لوت آئی ہے انکے آگے زیرین العوام اور فضل
 بن عباس اور غیر قال بن ہاشم تھے۔ جب خالد نے انکو دیکھا سلام کیا اور مر جتا کہا اور پوچھا کہ کیا حال ہے تمہارا ہوں
 نے کہا کہ ہم سے چند لوگ قیدی ہو گئے سو انکی رہائی کے ارادے سے ہم نے دشمنوں کا بیچا کیا لاکن انکا تیانہ ملا
 اغلب ہے کہ وہ مارے گئے نہیں بلا شک قید کئے گئے ہیں زیرین العوام نے پوچھا کہ یہ بات تمکو کیوں معلوم
 ہوئی۔ خالد نے کہا کہ ہم جنگ کے میدان میں تالاش کر کے دیکھا تو دس آدمی سے زیادہ کسیکو مقتول نہ پایا
 اور ہم میں ہیں اور تم بچکین اور پانچ شخص قیدی ہو گئے ہیں۔ پانچ قیدی یہی ہیں رافع بن عمرؓ الطائی
 اور صحرار بن الازور۔ اور ربیعہ بن عامر۔ اور عاصم بن عمر۔ اور یزید بن ابی سفیان۔ پس یہ
 معاملہ مسلمانوں پر سخت گذرا۔ جناب ابو عبیدہ نے اپنے گھوڑے کی زین پر سجدہ کیا خالد نے کہا امی مسلمانوں
 واللہ میں نے اپنی جان کو خرچ کیا لاکن مجھے شہادت روزی ہوئی۔ پانچ آدمی جو تم سے امیر ہو گئے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الحمد لله رب العالمین
والصلاة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين
الذين هم خلائفنا بعدنا في الدين والدار

السلام اللہ تعالیٰ انکی رہائی میرے ہاتھ پر ہی رہے سب مسلمان وہ رات بہت خوشی اور شکر و سپاس الہی میں گنتا رہے اور مشرکین بہت ہی درد و غم میں رہے۔ اور یہاں نے جبکہ بلو اسکے لڑائی کا حال دریافت کیا جبکہ کہنے لگا اسی بادشاہ ہم نے صبح سے شام تک تیرے پر ہے جب رات آئی یکسب پکارنے والے نے پکارا تو ہم سب متفرق ہو گئے اور بہت لوگ ہمارے گئے مسلمانوں کو تائب و غنیمت لے کر پہنچے ہی ایمان کا معبود انکو غلبہ دینا ہی اگر ایسا ہوتا تو اس کے ساتھ آدمی ہمارے ہاتھ ہزار کے مقابلہ کر کے باطن یہ سب کہنے لگا قسمی صلیب کی میں کل اسے مقابلہ کر دینا اور ان پر سخت سے کر کے شکست لاد دینا تا مگر نہ زاول نہ کرنا ابو عبیدہؓ نے اسے الجراح کا مقام یرموک سے خدمت میں امیر المومنین عمر فاروقؓ کی روایت ہے کہ ابو عبیدہؓ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک نامہ لکھا اور عبداللہ بن قریظ کے ہاتھ دیکر روانہ کیا۔ عبداللہ بن قریظ کہتے ہیں کہ میں نے کچھ کی تیرہویں جیسے کے دن عصر کے بعد یرموک سے سوار ہو کر نکلا۔ دو سو ستر جیسے کو میرے پیچھے چاہنچا۔ جسے جد نبویؐ لوگوں سے معذور تھی میں نے اپنی اونٹنی کو بات خبر پر بٹھلایا اور پورے مہارک میں آیا اور حضرت کی برقعہ پہن کر اور عبداللہ بن قریظ کے پاس گیا سب مسلمان مجھ کو دیکھ کر خوشی سے شور کرنے لگے۔ عمر فاروقؓ کی وصیت پڑی کی اور جناب ابو عبیدہؓ کا نام پہنچا دیا۔ اکابر صحابہؓ سے وہی آدمی کی شہادت اور پانچ کا قید جب اس میں لکھا تھا اسکو دیکھتے ہی عمر فاروقؓ کا رنگ بدل گیا چھڑا۔ چھڑا ہونے مضطرب ہو کر کہہ ائی امیر المومنین ہمارے بھائیوں کے احوال سے ہر گز گاہ کیجئے۔ تب عمر فاروقؓ اعظم نے میرے سوار ہوئے اور وہ ہمارے پر سار دیا۔ یہاں تک کہ میں نے سبھی کی سب صحابہؓ روئے اور کہنے لگے اے امیر المومنین ہمارے بھائیوں کی مدد پر ہر گز نہ کرو۔ راوی کہتا ہے کہ جناب خلافت ماب نے پوچھا کہ ہر گز نہ کرو۔

کون ہی میں نے کہا یا نبی بطارقہؓ میں ایک ہرقل کا بھانجا قوریر دوسرا ریحان تیسرا قناطر
چوتھا جریر پھر یہ چارو باطلان کے تابع ہیں ان چاروں کی صلیب پامان کی صلیب کے تحت ہیں۔

عمر فاروقؓ نے کہا لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم پھر یہ آیت بری میں یٰ اَیُّهَا الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ بِاَقْوَامٍ اَخْرَجَ صَاحِبُ السُّبُوْتِ صَاحِبُ السُّبُوْتِ صَاحِبُ السُّبُوْتِ صَاحِبُ السُّبُوْتِ

مسلمانوں کو نصارہ کے ساتھ رو دیا ہی اللہ تعالیٰ کی آزمائش ہی اسے بندوں سے جسے اس پر صبر کر گیا اور
ثواب کی امید رکھی گا وہ اللہ تعالیٰ کے پاس صابریں میں کھیا جائیگا۔ اور جسے درگیا اور سستی کر گا وہ

امرنیک سے دور پر گیا جائے کہ یہ وہ جنگ ہی کہ حضرت نے جسکی خبر مجھ کو دی تھی۔ اور اسکا ذکر ہمیشہ باقی
رہیگا اور یہ ہفتہ ہلاک کرینا الابی۔ حضرت عباسؓ نے پوچھا کہ ہلاک کرینا الابی۔ حضرت علیؓ نے فرمایا جسے

اللہ کے ساتھ کفر کر گیا اور صلیب کو چھکا اور اللہ واحد کو مٹا دیا اور دیکھا تو وہ اللہ مہربان تم اللہ ہی پر چھو
کر دو اور ابو عبیدہ کو جواب لکھو اور اہل تنیک خواہی اور دلدی کر دو۔ پس عمر فاروقؓ نے اسی روز انکا جواب

لکھا اور میرے ہاتھ دیکھ کر کیا تم جاؤ جب مجاہدین اسلام مہر کے میں اپنے لشکر کی صفیں باندھے ہوئے
جنگ پر گاہہ رہیں تب یہ ہاتھ نہیں ڈاؤر سب مسلمانوں کو در اسلام کہو اور کہہ دو کہ تم صدق دل سے جہاد کرو

اللہ تعالیٰ مدد دے گا اور یہ آیت رسول اللہ ﷺ اَنْ حَزَبَ اللّٰهُ هُمُ الْغَالِبُونَ میں نے عرض کی یا امیر المؤمنین
میری سلامتی اور جلد جانچنے کے لئے دعا کیجئے تب یہ دعا کی حَلَّكَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَسَلَّكَ وَطَوَّ

لَاكَ الْبَعِیْدَ لَیْسَ كَهَٰذَا كَرَّ اللّٰهُ تَعَالٰی مَتَّهَارِیْ اور سلامت رکھے مگر اور لہیت دیوے تہارے
واسطے مسافت بعید کو پس میں نے انکو اور سب مسلمانوں کو سلام کر کے بکھلا۔ جب دروازے پر آیا اپنے دل

کہا کہ اسکے بعد روضہ شریف کی زیارت مجھے میسر ہوئی ہی باہنیں پس قبر شریف کے پاس گیا بی بی عائشہ صدیقہ
اور بی بی حفصہ اور بی بی ام سلمہ اور علی رضی اور عباس قبر مبارک کے پاس بیٹھے تھے۔ امام حسن عباس کے

گود میں۔ اور امام حسین رضی علی کے گود میں بیٹھے تھے عباس سورۃ انعام اور رضی علی سورۃ ہود تلاوت
کر رہے تھے۔ میں نے قبر شریف پر سلام کیا اور حضرت علیؓ سے عرض کی کہ اگر میں یرموک پر لے وقت

جانچوں جبکہ مسلمان صف میدان میں جنگ پر گاہہ رہیں اور میرے ساتھ مدد کا لشکر نہ دیکھیں مگر ہوجائے
اسلئے میں دوست رکھا ہوں کہ آغاز جنگ کے آگے ہی پہنچ جاؤں ماسے بھائیوں کو تسلی دون۔ تب

حضرت علیؓ نے حضرت عمرؓ کی چند فضیلتیں بیان کر کے پوچھا کیا تم نے ان سے دعا کی ہی میں نے کہا مان۔ آپ ہی
اور حضرت کے چچا کی بھی دعا چیتا ہوں تب حضرت علیؓ نے یہ دعا کی اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَتَقَرَّبُ اِلَیْكَ

بِحَٰذِیْ الرَّسُوْلِ الْحَبِیْبِ وَالنَّبِیِّ الْمُصْطَفٰی الَّذِیْ تَوَسَّلُ بِہٖ اَدَمُ فَاَجِبْ دَعْوَتَہٗ

وَعَفَرْتَ خَطِيئَتَهُ إِلَّا سَهْمًا عَلَى عَبْدِ اللَّهِ طَرِيقَهُ وَطَوَّيْتُ لَهُ
الْبَعِيدَ وَأَيْدِكَ أَصْحَابَ بَيْتِكَ يَنْصُرُكَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ
اور تب حاضرین جن کے راویوں کی کٹائی کہ میں نے بہت خوش ہوا اور حجرہ شریف
لے کر باہر آیا جس دروازہ پر طیبہ میں پہنچا تھا اسے روز عصر کے بعد وہاں سے نکلا
اور راہ علی کرتے لگا جب شب ہوئی اور مارکی آئی میں نے اپنی اوستی کی جوار
وہیلی کر دی پس ایسے بیان میں جا پہنچا کہ جس میں نہ چارہ تھا نہ پانی اور آٹھ گھنٹے
اس اوستی میں ایسی تیزی تھی کہ گویا وہ ہوا میں اترتی تھی میں سمجھا کہ یہ تیزی ان
بزرگواروں کے دعا کی برکت ہی۔ پس میرے دن عصر کے وقت یہ مومک پر جا پہنچا
اور جناب ابو عبیدہ کی خدمت میں گیا انکو اور سب مسلمانوں کو سلام کیا میرے جلد
منجنے سے سب کے سب متوجہ ہو گئے ابو عبیدہ نے کہا کہ تم ایسا جلد کس طرح آئے تم
ہمارے جیسے جہاد پر مہم و سوال روزہ میں۔ میں کہا کہ حضرت علی اور حضرت عباس اور
ان کے اصحاب نے دعا کا سبب یہی ابو عبیدہ نے فرمایا کہ انکی دعا مستجاب ہوئی پھر
جاتی ہیں۔ پھر حضرت عمر کا مہم ان کے ہاتھ دیا انہوں نے سب مسلمانوں کو یہ سنایا
سب کے سب خوش ہوئے اور کہنے لگے ہم تو شہادت کے مستحق ہیں واقعی
نے ایک مردانہ سے روایت کی تھی کہ اس نے کہا جب عبداللہ بن قریظ شکر اسلام
میں داخل ہوئے ہر سیرت ہو کر اؤمیں اور گھوڑوں کی اؤمیں آئے لگین ہر
باہر نکلے دیکھے کیا میں کہ بلا دین اور حضور موت وغیرہ سے چند قبیلوں کے مسلمان
مجمع ہوئے جہاد کے لئے آئے ہیں انکا قہر اوجھے بڑھ گیا تھی۔ ہم نے انکو سلام کیا اور
مرحبا کہا۔ وہ دن کئی کے ایسی شب نہیں آئی تھی کہ کوٹھڑی اور طاقت سے ایک ہزار
سوار جلد سے آئے سردار صفحہ میں حاضر تھے کہ غرق فوج سے انکو فوج کا علم اور
سرفاری دیکھ بڑھ گیا اور شک باتوں کا انکو وضعت کا کچھ نہ سمجھا ہمارے

کہا جی جب نکلا اور راہ دراز ملی کی اور یرموک پہنچا وہ مقام پہلے سلام کے صلح میں تھا اسلئے وہاں
شہر اور اسکے پیچھے جندل تھا جسکو عیاض بن غانم نے فتح کیا تھا۔ پھر میں نے جابیہ کا ارادہ کر کے
وہاں سے کوچ کیا اور جب میں نے میرے ہمراہی مسلمانوں کے باب میں دشمن سے خوفناک تھا شاہ راہ
کو چھوڑ دیکے جنگل کی راہ لی ایک رات ایسا سخت بیابان پیش آیا کہ کہیں ویسا میں نے دیکھا نہین تھا سو حیران
ہو گیا اور کہا لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم جب دسواں دن آیا ایک رات بہتار ملا مجھے
اسکی بچپانت تمہارا سلئے میں نے مضطر ہو گیا اور اپنے ذلیلین کہا کہ تو لفس کے قریب میں آگیا آپکو اور ان
مسلمانوں کو رنج میں ڈالا پھر خیال کیا شاید کہ یہ پہاڑ غلبہ کا ہو گا وہ پہاڑ جو ہم کو شروع روز میں ملا شام
تک بھی ہم نے اسکو ملی نکلیا۔ پھر ہلکا ایک ایسا تڑا وحشت ناگ جنگل ملا کہ جس میں راہ نہین تھی میرے ہمراہی لوگ
بہت گھبراہٹے بعضوں کو بعض اٹھاتے تھے پھر ایک پانی کا چشمہ ملا سب مسلمانوں نے کہا کہ ہم تک گئے ہیں
ہمکو غصہ آرام دو میں نے کہا اچھا تب وہاں نزول کیا وضو کر کے سبہوں نماز پڑھی پانی پیادیا اور جانور کو
ملا تا بعضے سو رہے بعضے دعا کر رہے تھے اور بعضے جانور دن کو چراتے تھے مجھے بھی خواب کا غلبہ ہوا سو
ہو گیا اور یہ خواب دیکھا کہ گویا میں سبز باغ میں ہوں جن میں اشجار پہلے دربار میں ہیں اسکے پھل کھاتا ہوں
اور اپنے رفیقوں کو دیا ہوں۔ اور اس پہر کا پانی پیا ہوں۔ اور خوش ہوں ایسے میں ابن درختوں
ایک شیر نکلا اور میرا قصد کیا۔ اسیرقت دوشیر نکلے اسکو مار کے زمین پر گرا دیا تب میں نے اس سے ایک
آواز سنی اور زندہ رہ گیا۔ اور اس خواب کی یہ تعبیر کی کہ یہ مال مسلمانوں کی غنیمت میں آگیا۔ پس
ابن قرآن مجید پڑھتا تھا وقفہ سا کہ کہیں غریبے اشعار تقویت اور تشارت کے پڑھتا جی اور سونے ہو
مسلمان بھی وہ مبالغہ غیب کا آواز سکے مندر سے جاگ اٹھے اور خوش ہوئے۔ اور وہ تڑا بھار جو ہمکو ملا
تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ وہ رقیم کا پہاڑ ہی جب اسکی بچپانت ہوئی ہم سب تکبیر کہنے لگے ہم نے اس پہاڑ
کا ذکر حضرت سے سنا تھا پھر ہم اسکے غار میں آئے اور اس میں نماز پڑھے اور وہاں سے آگے ترے تو شہر
عمان پہنچے وہاں سے آگے چل دئے تو ایک گاون ملا اسکا نام انجاب تھا۔ ہم نے دیکھا کہ وہ گاون
والے ترک وطن کر کے اپنے ترکوں بالوں کو ہمراہ لئے نکلے ہیں میرے ساتھیوں نے ان پر حملہ کیا تو بے
گھبراہٹ میں انکو پوچھا کہ تم کہاں جاتے ہو انہوں نے کہا کہ ہمکو حاکم طلب کیا جی یا اسکی حمایت میں ہیں
ابی عرب تم سے یہ بات ہو سکتی ہی کہ تم ہمکو اپنے امان اور وقہ وادی میں رکھیں میں نے کہنا اچھا۔ پس
دس ہزار درہم پرانگے ہمارے درمیان صلح قرار پائی اور میں انکو صلح نامہ لکھ دیا۔ تب انہوں نے کہا کہ
حاکم عمان لغیطا کی طرف سے تمکو سختی پہنچے گی اگر تم اسپر فتح نہ ہوں تمہاری اور ہمارے بہتری ہی۔ میں پوچھا

کہ اسکی کیا خبری۔ دس کہنے لگے کہ ملک باذان راستی ہے ایک لکھا ہی کہ دیا سے خسار یہ کہ کیا ہے
 قسطنطین ہر قتل کا بیٹا جو راستی تقیلا بھی اس سے جانے ایلے اسے پانچزار ہزار تہجد کے ساتھ بخلائی
 حوران کے راہ سے آتا ہی مسجد نے یہ دیکھے اپنے ہزار ہوں سے مشورہ کیا انہوں نے کہنے لگے
 کہ اسکی طرف چلو اگر ہم غالب ہو دیں انکا مال ہمارے لئے غنیمت بنی والا ہو شہادت بنی میں ان سے
 نکل کر ایک جنگل میں آئیے ایک دن رات وہاں ٹوٹ پڑے رہے تو فوراً ایک جاہلیت وہاں آئی جسکی
 کا لباس پہنے ہوئے اور اپنے وسط ہر کو منہ سے ہوئے اور اپنے ہاتھوں میں چلیں گئے ہوئے
 تھے۔ مسلمانوں نے انہیں پکڑے آئے۔ سعید نے پوچھا تم کو کون ہوا انہیں ایک پوچھا سو کہنے لگا کہ
 ہم لوگ ان دیروں کے رئیس ہیں ہر قتل بادشاہ کے بیٹے قسطنطین کے پاس جاتے ہیں تاہم
 غلبے کے لئے دعا کر بن سعید نے فرمایا واما دعا کا لکھا فی بن الا فی ضلال پھر وہ جاکر اور کیا خبر
 دی انہوں نے عرض کی کہ عمان کا حاکم پانچزار کی جمعیت کے ساتھ آتا ہی دس سب سے ترسے ترسے
 اور نصراہیت میں بچے اور صلیب کی عبادت کرنے والے ہیں۔ مسلمانوں نے کہا اللہم اجعلہم
 غنیمۃ لکنا سعید نے فرمایا کہ اسی ہوتے ہمارے سینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم ہی کہ جو راہ لگا
 اسنے جنگ اپنی فیات کو قید کیا ہوا اور چارے سے پرستجا اور وہ نہ کہیں ہم نے تعرض نہ کریں۔ اگر
 تم لوگ حاکم عمان سے ہم کو نذرانے ہم کو چھوڑ دیتے پس حکم کیا کہ ان راہوں کے زماروں سے
 اگلے مشکین بنائیں۔ اسی حال میں تھے کہ دفعہ حاکم عمان کا لشکر نمود ہوا اگرچہ اہل اسلام جنگی ساز و
 سامان سے ویسا نہیں تھے تبلیل و تکبر کہتے ہوئے ان پر جاگرے اور یہودوں کو مار ڈالا حاکم عمان
 جو بھیجے تھا اسکو اس حال سے خبر ہوئی اسنے حکم کیا مسلمانوں پر حملہ کر دیں ہر دو فریق ایک دوسرے
 پہ حملے کئے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو نصرت دی سو کافروں کو ایسا مارا کہ انکے ٹکڑے ٹکڑے کر دئے
 اور تقیلا بھاگ نکلا بعض مسلمانوں نے اسکی بھیجا کیا اور بعضے لپٹے اور بعضے قیدیوں کی نگہبانی
 کرتے تھے۔ اور دوسرا نڈھوڈ شیر کے تقیلا کا بھیجا کیا ایک تو فضل بن عباس تھے دوسرے
 زبیر بن العوام پس اس تلخوں کو زبیر نے نذرانے سے مار کے زمین پر گر دیا تا کہ زبیر کا قبضہ نہ ہو کہ وہ عید
 نے انکے ہوا ایک تکیہ دی دیکے عمان کو تاجت و تاراج کر دیکے لئے بھیجے تھا اسنے مقام میں خلافت
 ہوئے۔ البتہ سعید نے حکم کیا کہ راہوں کو چھوڑ دیں پس مسلمانوں نے انکو چھوڑ دیا اور جہانگیرا
 کافروں کے سر پہ نذرانے پر چڑھتے ہوئے اور ایک ہزار قیدی کو ساتھ لئے ہوئے وہاں سے کوچ
 کیا اور یرموک پر آئیے اور تکبر و تبلیل سے اپنی آواز میں بلند کہیں۔ لشکر ابو سعید کے مسلمان جب

انکی آواز میں سنیں آپ بھی تکبیر و تبلیل سے جواب دیتے ہوئے استقبال آئے اور انکو دیکھ کر بہت خوش ہوئے
جناب ابوعبیدہ نے سجدہ شکر بجالایا **واقعی** رخ سے منقول ہی کہ روئے پانچ صحابی قیدی ہو جانے
سے تمام صحابہ کو برا بھلا بولا خصوصاً ابوعبیدہ بہت ہی درویش سے روئے اور بارگاہ الہی میں کمال عجز سے
دعا کرتے تھے۔ اور ان قیدیوں کا قصہ یہ بھی کہ جب انکو باہان کے پاس لے گئے اسے پوچھا کہ یہ کون
لوگ ہیں اسکے لوگوں نے کہا کہ یہ پانچ شخص اس جماعت سے ہیں جو ساتھ آدمی ہمارے ساتھ ہزار کے
ساتھ مقابلہ کر کے لے سکے تھے بعضے توانے مارے گئے اور یہ ہمارے قیدی ہیں آئے اور جو بچ گئے انہیں
سنے ہی وہ جوار و دھن کی جیسے نذر اور خوراک اور لہڑے اور دشتی کو قح کر لیا۔ اور لشکر اجنادین کو تورا دیا
اور تونا اور ہر بن کا بیچا ^{جناب خالد بن ولیدؓ} فرج الہی بیاچ تک کر کے ان دونوں کو مار ڈالا اور ہر قل بادشاہ کی مٹی کو بکریا
باہان یہ نہ شکر پیر ہوا اور کہا کہ اب مجھے ضرور ہوا کہ کچھ مکر و حیلہ کر کے اس نذر کو یہاں تک پہنچاؤں اور یہ
پانچ قیدیوں کے ساتھ اسکو بھی قتل کر دوں۔ پس دوسرے روز ایک ضروری کو کہ حکام نام حیرت
تھا اور برا دانا اور زبان عرب میں فصیح تھا اپنا بیچ بنائے روانہ کیا اور اسکو بری ناکیدی کی کہ تو جا کے
سروار عرب سے بول کہ ایک ایچی کو یہاں تک روانہ کرے تا صورت مصالح کی ٹھہرے۔ اور تو ایسی کچھ
نذر کر کہ خالد بن ولید ہی ایسا ایچی بن کے آوے۔ جر جہ نے ابوعبیدہ کے حضور میں حاضر ہوئے یہ پیام
پہنچایا اسکی طلب کے آگے جناب خالد نے کہنے لگے کہ میں ایچی بن کے جاتا ہوں ابوعبیدہ نے فرمایا اچھا تم
جاؤ اللہ تعالیٰ تمکو سلامت رکھے شاید کہ اللہ تعالیٰ تمہاری وساطت سے انکو اسلام کی توفیق دے
یا مصالح کی صورت بن آوے خالد تنہا ارادہ کیا لاکن جناب ابوعبیدہ نے مناسب سمجھا اور فرمایا کہ اپنے
ساتھ ایک سو سو ار کو لیاؤ۔ تب خالد نے صحابہ ہما جز العنار سے ایک سو دلاؤں کو چن لیا ہر ایک
فدا میں ایسا تھا کہ ایک لشکر کے مقابل ہو سکتا تھا۔ جب یہ جماعت سوار ہوئے نکلی ابوعبیدہ انکے
حق میں دعا کرتے تھے اور انکے انگلیوں سے اشک جاری تھے **نصر بن سالم** نے کہتا ہی کہ میں نے
کہا اہی سروار کس لئے روئے ہو فرمایا کہ اللہ یہ لوگ مدد دینے والے اس دین معین کے ہیں اگر انکو کچھ
مصیبت پہنچے اللہ کے نزدیک ابوعبیدہ کی سرداری کا بیا عذر باقی رہیگا۔ جناب خالد نے اپنے غلام
ہام کو حکم کیا کہ ابیا قبہ سرخ کہ جسکا ذکر آگے گذرا ہی لجا کر باہان کے خیمے کے نزدیک کھڑا کریں۔ پس وہ
تکبیر کہتی ہوئی روانہ ہوئی جب خیم باہان کے نزدیک جا پہنچے اپنے گھوڑوں سے اترے اور اسکے چہان
اور بطارقہ نے جو تورا کھینچی ہوئے کھڑے تھے اٹھا کچھ پروانہ کیا بلکہ انکی صفیں چرتے ہوئے اور تکبیر
کہتے ہوئے اسکے خیمے میں چل دے یہاں تک کہ انکے دیباہی مسندوں اور تکیوں تک جا پہنچے باہان

اپنے تخت پر بیٹھا ہوا تھا حکم کیا کہ صیبر کے واسطے کہ بیان بچا دیں لاکھ ان بزرگواروں نے رکر سیون پر بیٹھے۔ ایک مسندوں پر بیکر الکی مسندیں اٹھا دیں اور زمین پر بیٹھے بائیں جانب اسکا سبب دوجہا تو حباب خالد نے فرمایا کہ تمہارے کھرنے سے اللہ تعالیٰ کا کچھ بیاک ہی اور بیکت تیری منہا حلقنا کہ وہینا نعید کم ومنہا خیر حکم تارۃ اخرے ایسے اسی سے پیدا کیا جئے نکو اور اسی میں میر گئے ہم نے نکو اور اسی سے باہر لا دیئے جئے نکو دوبارہ پھر خالد نے تصویر وقت خوشی لی اور سب صحابہ نہایت بے پروائی سے کمال وقار سے بیٹھے ہوئے تھے اور دشمنوں کی زریب و زینت کی طرف گورستہ چشم سے بھی نہیں دیکھتے تھے۔ بائیں نے انکی یہ حالت دیکھ کر کے حیران ہو گیا اور حباب خالد سے کہنے لگا کہ میں کلام میں اقدام کرنا کر وہ ہانتا ہوں۔ خالد نے فرمایا کہ توجو جا پتا ہی سو بول میں جواب با صواب دینگا تب بائیں نے کلام آغاز کیا۔ اید کہا تعریف ہی اس اللہ کی جسے کیا ہمارے سید مچ کو بزرگترین انبیا کا اود کیا ہمارے بادشاہ کو بزرگترین بادشاہوں کا۔ اود ہمارے امت کو بہترین امت۔ جب بائیں نے اسقدر کہا خالد نے اسکے کلام کو کثرت دالا۔ اور آپ حمد الہی آغاز کی کہ سب تعریف ثابت ہی اس اللہ کو جس نے ہکو ایمان کی توفیق دی سو ہم ایمان لائے اپنے ہی پر اور تمہارے ہی پر اور سب اختیار اود گردانا اسنے ہمارے پروردگار کو جسکے پروردگار ہی جئے ایسے کار و بار ہمارے ایک فرد کے مانند۔ اگر ہمارے ستر درار محض آرزو و سرداری کی کریں ہم انکو اور پر کی حکومت سے متبرک کر کے ہیں اور ہم اسکو بزرگ نہیں مانتے مگر اس حال میں کہ وہ ہمارے سے دین میں زیادہ ہو۔ اود زیادہ اللہ سے قور تا ہوا اور مقرر اللہ تعالیٰ ہمارے گرد و کوہ بالمرعوف اور نبی عن اللہ کے مانند کیا ہی۔ اور ہم اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہیں اور اس سے مغفرت مانگتے ہیں۔ اور ہم اس اللہ واحد کی عبادت کرتے ہیں کہ جسکا کوئی شریک نہیں بائیں جب بے یقین ہی اسکا تنگ درد ہو گیا اور دیر تک خاموش رہا۔ پھر مردو میں کلام نہایت طول ہوا۔ وروان نے خالد کی فصاحت و بلاغت اور عقل و فراست اور شجاعت و صلابت پر نظر کر کے متحیر اور نفس دیوار ہو گیا۔ آخر خالد نے اسکو اسلام کی طرف دعوت کی اور فرمایا کہ تو کہہ لا الہ الا اللہ وحده لا شریک لہ وان محمد عبدہ ورسولہ یا جزیرہ دو والا تمہارے ہمارے دربار تواری۔ بائیں نے کہا ایا کل طیبہ تر ہے کے قود اور کوئی چیز نبی جو پر لازم ہوگی۔ حباب خالد نے فرمایا اسکے بعد پنج وقت کی ناز تر ہے اور زکوۃ دیوے اور رمضان کے روزے رکھے اور حج بیت اللہ ادا کرے اور کافروں کے ساتھ جہاد کرے اور احکام شریف کا حکم کرے اور منہیات شریعہ سے منع ہووے اور اللہ کے کام میں التہیں جو سنی رکھے اور خدا کے دستہ دھنوں کے ساتھ دشمنی سے

پیش آئے یہی باتیں لازم ہیں محجوب اور تیری قوم کو۔ اگر تم اس سے انکار کریں تمہارے ہمارے درمیان جنگ متحقق
 ہی اللہ تعالیٰ جسکو چاہیگا اپنی زمین کا مالک اور وارث تمہارا ہیگا۔ باہان لے کہنے لگا کہ جو کچھ منظور ہو کر وہ
 ہم نے اپنے دین سے نہ بدلے اور جزیہ بھی نہیں دیں گے۔ اور تم نے جو کہا کہ اللہ تعالیٰ جسکو چاہیگا اپنی زمین
 کا مالک کرے گی یہ تو سچ ہی اب تم جنگ پر آمادہ ہو جاؤ۔ خالد نے کہا واللہ کہ ہم تمہارے سے زیادہ
 جنگ کے خواہش مند ہیں۔ اور گویا میں تمہارے لشکر کو ایسا دیکھتا ہوں کہ شکست کھایا ہی اور
 غلبہ ہو ہی اور تو خوار و ذلیل ہوا ہی اور تیری گردن میں رستی ہی اور تجھے حضور میں امیر المؤمنین
 عمر رضی اللہ عنہ کے لئے آئے ہیں اور انکے حکم سے تیری گردن مارے ہیں۔ باہان لے بے باتیں سنتے ہی
 سخت غضبناک ہوا اور اسکے حجاب اور بطارقہ جو کھڑے تھے خالد کو مار دالنے کا ارادہ کیا لیکن
 باہان کے حکم کا انتظار کرتے تھے۔ باہان نے کہا اے خالد میرے دل میں اتنا تمہارے نسبت
 مہربانی تھی اب جاتی رہی قسم ہی حق مسیح کی کہ اب تمہارے دے پانچو قیدیوں کو بلو کے مار دالو گ
 خالد نے فرمایا قسم ہی اللہ واحد کی اگر تو انکو مارے گا میں بھی تجھکو مار دالو گ۔ اور میرے ساتھیوں سے
 ہر ایک جو اہل ذمہ تمہارے ایک ایک شخص کو قتل کر دیگا۔ یہ کہہ کے جناب خالد نے جلد اٹھے اور پیام سے تلو
 کھینچی اور انکے ساتھی لوگ بھی تلواریں کھینچ لیں اور کہا لا الہ الا اللہ و خذ لا شریک لہ وان
 محمد رسول اللہ یہ حال دیکھ کے باہان بہت گھبرا ا اور کہا اے خالد جلدی مکر دم ایچی ہو ایچی کو مارے گا
 دستور نہیں میں نے یہ بات آزمائش کے لئے کہی اب ان قیدیوں کو اپنے سامنے لیکے جاؤ اور
 جنگ کا ہتھیہ کرو اللہ تعالیٰ جسکو چاہیگا غلبہ دیگا۔ جناب خالد نے جب یہ کلام سنا اپنی تلوار
 پیام کی اور خوش ہوئے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ خالد کا وہ خیمہ سرخ کہ جسکا ذکر اوپر گذرا باہان
 نے اس مقام میں چاہا۔ یعنی جناب خالد نے جب وہاں سے نکلنے کا ارادہ کیا تب باہان کہنے لگا کہ
 تمہارے سے ایک چیز کا سوال کرتا ہوں خالد نے فرمایا وہ کیا ہے باہان کہا کہ تمہارا وہ قہر سرخ محجوب
 میں دالای وہ محجوب دیکھئے اور ہماری چیز دن سے جو ٹکڑے ہو لیئے خالد نے فرمایا کہ تو محجوب خوش کیا
 میں نے بھی اپنی خوشی سے وہ قہر محجوب دیا ہے اور اسکا عوض لینا مجھے ضرور نہیں۔ باہان بہت خوش
 ہوا اور کہا تم اللہ والے لوگ ہو۔ پس خالد ان پانچوں قیدیوں کو ہمراہ لئے ہوئے سوار ہو۔ اور باہان
 کے حکم سے اسکے حجاب اور بطارقہ سرحد لشکر تک انہیں لاپہنچایا۔ جب لشکر اسلام میں آئے قیدیوں کی
 رہائی پر سب مسلمان بہت خوش ہوئے اور شکر الہی بجالائے۔ اور حضرت ابو عبیدہ نے سب ماجرا اسکے فرما
 کہ باہان مرد و دشمن نہی لاکن اسکی عقل پر شیطان غالب آیا ہے نوحہ فرمایا اللہ منہا۔ جب دوسرا

روئے کیا حضرت ابو عبیدہ نے سب غازیوں کو مجراہ لیکے نماز صبح اول وقت آراکی اور میدان میں ایک لنگر
 کی صفیں آراستہ کر لیا حکم کیا جناب خالدؓ نے آفتاب بلند ہوئے ایک معین آراستہ کر دیں۔ اور پانچوں
 ایسا لنگر لیکے بنگلا اور مسلمانوں کے مقابل ہوئے اپنے لشکر کی صفیں بائیں میں تو تیس صف ہوں۔ تمام لشکر
 اسلام اسکے لشکر کی ایک صف کے برابر ملکہم ہوتا تھا۔ پس لشکر کفار میں ایک بطریق جو تراسیم اور قوی
 تھا بنگلا اور قرانی طلب کی دفعہ لشکر اسلام سے ایک سو ارب میدان پر آیا جناب خالدؓ نے اپنے تمام نام
 حکم کیا کہ یہ سو اربوں ہی دفعہ کر کے آجام نے جا کر دوجا کو تم کو رہا ہے کیا کہ میں رو ماس
 پھر سے کا جا کر ہوں ہام نے پلٹ کے اگر خردی خالدؓ نے اسکے حق میں دعا کی اللہ عظیم باریک فتنہ
 و خیرا فی شیتہ پس جب یہ رو ماس اس بطریق کے پیوہو ہوئے آئے رو ماس کو بیان کے پوچھا
 کہ تم نے کس لئے ایسا دیں چھوڑ دیکے دین اسلام کی طرف میل کیا۔ یہ رو ماس کہنے لگے کہ میں اسلام ہی پر
 حق ہی جسے اسکا تابع ہوا راہ باست پانی اوچھے اسکے مخالفت کی وہ گراہ ہوا۔ پھر وہ بطریق اور
 رو ماس ہر دو ایک گھری تک ایک دوسرے سے رالے چلے گئے کہ ہر دو لشکر کے لوگ ایک دیکر کے کھجکے
 آخر بطریق کافر نے بوہن کو بھی کیا تو ماس لشکر اسلام کی طرف لوٹ آئے اسکے منہ سے خیر جا رہا
 تھا مسلمانوں نے اسکے حق میں دعا کی اور خیر ہوئی یا تھری۔ پھر مسلمانوں سے کسی شخص اس بطریق کے
 جب پر بنگلا جا رہا ہر دو لوگ اسکے پراسیم اور قوی ہوئے سے جناب خالدؓ نے اکر منہ کیا اتنے
 قلیس بن ابیہر نے قصد کیا خالدؓ نے اکر شخصیت دی اور فرمایا کہ تم ایسا مقابلا کرو گے اللہ تعالیٰ
 تمہاری اہانت کرے گا۔ پس قلیس نے گھورتا کہا کہ میدان میں آئے اس بطریق پر تیرا چلائی آئے
 قبائل پر اوپر کیا ہو سکی ذال کت گئی اور تیرا اکر خود میں اس گئی قلیس نے جرحہ کر کے اس کی بخود
 سے بھنگی جب وہ بے ہیار ہو گئے اس طرح ان پر ایک وار کیا قلیس اس سے دوہوئے کہ کھر اچھٹے
 حصے کے گوشہ چشم سے اسکی طرف دیکھ رہے تھے اور اپنی کمر سے خیر نکالی خالدؓ نے یہ حال دیکھ کر فرمایا کہ ان
 ہی کہ یہ تیرا زمین کو لیا کر دے عین البرحمین بن ابی بکر صدیقؓ نے کہا میں جاتا ہوں اس طرف وار لکے
 جلد سے کافروں نے سمجھا کہ شاہ قلیس کی مدد کے لئے آئے ہیں تب انکے لشکر سے دو شخص غلے عیار
 نے وہ تیرا قلیس کو پہنچا کہ کہا کہ تم مشقت اٹھائے ہو حقوہ وقت تعمیر میں ان ہر دو کا مقابلہ کرنا ہوں
 پھر ایک حملہ میں ایک کو قتل کیا دوسرے حملہ میں وہ مرے کہ اسکے بعد قلیس بھی اس بطریق پر حملہ کر کے
 مارا اور زمینوں نے جب یہ حال دیکھا پھر ہوئے ایک دوسرے سے کہنے لگا نہیں میں یہ گروہ
 بکر شیطان ہے ایسے میں ایک بطریق نے بابان کے پاس جا کر کہنے لگا اسی بادشاہ مسلمانوں کو ہی غلبہ

مہم کا کوئی مہم سے متنب کو خواب میں دیکھا ہی کہ سواروں کی ایک فوج سزاوارتہ گھوڑوں پر چڑھے ہوئے آسمان سے زمین پر اتری ہو اور ان عرب کو گھیر لیا اور ہم ان کے سامنے کھڑے تھے ہمارے سے جو ٹکٹا تھا اسکو دسے قتل کرنے تھے اکثر لوگ ہمارے مارے گئے۔ پس باذان کہنے لگا کہ تم لوگ گنا کرتے ہو اور مسلمان عبادت کرتے ہیں اس واسطے انکو ہی غلبہ ہونا ہی ایسا بول کے اسکو دفع کیا۔ غرض قیس اور عبدالرحمن بن ابی بکر بنی بکر بنی کو مار ڈالا انکے گھوڑے اور اسباب لئے ہوئے اپنے لشکر میں آئے قیس تو اپنے مقام پر بچھڑے اور عبدالرحمن بھر برسر میدان آ کے لشکر روم کے مہمزد پر ایک حملہ کر کے دوسو سوار کو مار ڈالا پھر قلب لشکر اور اسکے میسرہ پر حملہ کر کے اور دوسو سوار کو قتل کیا جناب خالد نے انکی مشقت اور بہادری دیکھ کر انکے حق میں دعا کی اور انکو قوم دیکے معرکے سے پھیرا۔ پھر دوسرے جو افراد بھی ایسا ہی ایک ایک نکل کے جنگ کیا۔ ایسا ہی عروبہ آفتاب تک جنگ جاری رہا جب رات آئی ہر دو فریق اپنی اپنی جگہ پر پھرے۔ مسلمانوں کی بی بیان اپنے شوہروں کے آگے آ کر انکے چہروں سے گرد و غبار پونچھی اور کہتی تھیں کہ کینارت ہو تم کو بہشت کی ای دوست اللہ کے پھر سب مسلمان ذکر و عبادت میں رات گزرائی۔ اس روز مسلمانوں سے دس آدمی شہید ہوئے تھے۔ حضور موت کے دو شخص ایک کا نام **ماژن** دوسرے کا نام **قادم** تھا۔ اور قوم غسان سے تین شخص ایک **رافع** دوسرے **مخلی** میسرے جازم اور انصار سے ایک شخص جکا نام **عبدالرحمن بن الاخزم** اور قوم بجیلہ سے تین شخص۔ اور قیس بن مہیرہ کے ایک بھتیجے۔ کہتے ہیں کہ قیس نے اپنے بھتیجے نظر آنے سے سمجھا کہ وہ شہید ہوئے پس انکی نعش ڈھونڈنے کے لئے مشعلیں سلگیاں اور اپنی قوم سے چھ شخص کو ہمراہ لئے ہوئے نکلے اور معرکے میں اگر بہت ڈھونڈا تو انکی نعش کا تیانہ لگا ایسے میں دیکھتے کیا ہیں کہ رومیوں کے لشکر سے بھی ایک جماعت روشنی کوئی ہوئی نکلی ہی انکا ایک بڑا طریق جو مارا گیا تھا انکو بھی اسکی نعش کی تلاش تھی سو انکو دیکھتے ہی قیس نے اپنے لوگوں کو فرمایا کہ تم مشعلیں بجھا دو واللہ میں اپنے بھتیجے کا بدلہ لوں گا۔ کھار باہتیار ایک سو آدمی تھے اور قیس کے ساتھی سات شخص۔ جب رومیوں نے اپنے طریق کی نعش ڈھونڈ کر نکالی اور اپنے کہندوں پر لیکے اپنے لشکر کی طرف چلے۔ قیس نے بلند آواز سے اٹھو کارا رومیوں نے مارے گھر بہت کے اس نعش کو زمین پر ڈال دیا پھر مسلمانوں نے انکا بچھا کر کے مارنا شروع کیا قیس جب کسی کو قتل کرتے اسوقت کہتے تھے کہ یہ میرے بھتیجے کی طرف سے ہی بیان تک کہ سولا کافر کو مار ڈالا اور انکے ساتھی لوگ بھی میتوں کو قتل کیا۔ اور باقی بھاگ نکلے۔ قیس انکے قتل سے فارغ ہو کے بہت گئے پھر اپنے بھتیجے کی نعش کی تلاش کرنے لگے۔ ایسے میں ایک آواز نالہ آئی دیکھتے

کیا تین کوہ قیس کے پیچھے ہیں۔ قیس انکو دیکھ کے رو دئے اور پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے انہوں نے کہا
 کہ اسی چچا میں نے ایک کافر کو بھیجا کہ تمہارا گھر اس قوم سے ایک شخص میرے سینے پر ایسا بڑھا کہ اگر اسکی
 نوک میری پشت سے نکل گئی تو میں اس کے سب سے ایک عجیب معاملہ دیکھ رہا ہوں کہ بہشتی خواص صرف
 احمد بن مسعودؓ کے اطراف ہی میں اور میری روح پھٹنے کی انتظار میں ہیں۔ قیس بہت روئے گئے پھر انکے
 پیچھے نے کہا کہ مجھ کو یہاں سے اٹھا کے مسلمانوں میں لے جاؤ تب قیس نے انکو اپنی پشت پر لٹکے اپنے۔
 جناب ابو عبیدہؓ نے انکے سر سے انکے سلاح کیا اور پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے انہوں نے جواب دیا کہ تمہارا
 حال اچھا ہے اللہ تعالیٰ ہمارے طرف سے ہائے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جزا ہے جنگ عطا فرماؤ
 وہ اپنے قول میں سچے تھے اور راست اور سادہ فرمایا یہی باتیں کرنی تھیں کہ انکی روح پاک انکے حق سے
 ہرگز نہ انکی پس ان پر ناز نہ ہو کے دفن کیا۔ منقول ہے کہ انان اس شب آرزو کی کہ سب سے کیا
 نہ کھایا اور بخواب رہا مگر رادوں نے کہا ہے کہ سات دن تک قرآنی کا قصہ نہ کیا اسکا مطلب یہ تھا
 کہ مسلمانوں کو منافقت میں ڈال کے بیک ان پر جا کرے پس انھوں نے شب اپنے لشکر پر حکم کیا کہ جنگ کا
 سازہ سامان جیسا کہ کہیں اور علی الصبح جب مسلمان بے ہتھیار اپنے کاروبار میں رہیں وہ ان پر
 مادیوں کے ہتھیاروں سے روایت ہے کہ ہر زبان ان کے قصہ سے خبر نہیں تھی جب رات گذری
 حضرت ابو عبیدہؓ نے مسلمانوں کو ساتھ لیکے ناز میں قائم ہوئے پہلی رکعت میں سورہ الفجر پڑھی جب
 اس آیت پر پہنچے اُن رُکعت لیا المیرصاد ہاتھ غیب سے یہہ اوزار آئی ظفر تم بالقوم وما
 یغنی کذلک تم شیئا وما اخرے اللہ ہذہ الا یہ علی ایسان امیرکم الا بشارة لکم
 پھر دوسری رکعت میں سورہ الشمس تلاوت کی جب اس آیت پر پہنچے قد مذم علیہم ربہم
 یدلہم فسویہا ولا یخاف عقبہا پھر ہاتھ غیب سے کہا تم المقاتل وفتح اخر ہذہ
 علامہ القصبہ ابو عبیدہؓ جب ناز سے فارغ ہوئے لوگوں سے پوچھا کہ تم نے سا کہ ہاتھ غیب سے
 کیا نہ کی کہے ہاں ابو عبیدہؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بکونصرت دیکھا۔ اور میں نے ایک خواب دیکھا ہے وہ
 بھی ہماری نصرت پر دلالت کرتا ہے وہ خواب یہ ہے کہ میں دشمنوں کے روبرو کھڑا ہوں دفعہ چکر ایسے
 لوگوں نے آگے گھیر لیا کہ انکے کپڑے سفید تھے اور انکے مانند میں نے کسو نہ دیکھا تھا اور انکے نور کی جگہ
 بیانی کو ڈھانپ لیتی تھی اور انکے سروں پر سبز عمامہ ہا توں بن زردستان تھے اور ہرگز گوزدن
 سوار تھے۔ جب انہوں نے میرے اطراف صف باندھی جگہ کہا کہ تم اپنے دشمنوں پر آگے بڑھو تمہارا
 اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا۔ پھر انہوں نے تمہارے ساتھ چند لوگوں کو بلا اور انکے ماؤں میں شریک

پاک کے چریا لے تھے انکو پانی۔ گویا میں نے اپنے لشکر کو دیکھا کہ وہ روم میں داخل ہو گیا۔ اور رومیوں نے ہر کوئی دیکھ کے جھاگ نکلے۔ سب مسلمان یہ خواب سنے بہت خوش ہوئے۔ اور قوم خولان سے ایک شخص اٹھا اور کہنے لگا کہ میں بھی ایک خواب دیکھا ہے کہ ہم دشمنوں سے رتے ہیں ایسے میں آسمان سے سفید پرندے اترے انکے پر سبز اور انکی جھلجھل کر کہ کیسی تھے دے اپنی چٹکل سے دشمنوں کو زور تھے انے ایک شخص نے تیزی کی تو ایسا چٹکل مارا کہ اسکو ٹکڑے ٹکڑے کر دالا۔ مجاہدوں نے یہ سنے بہت ہی خوشی کی کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے ہماری تائید کر گیا جیسا غزوہ بدر میں کی تھی صحیحہ بن رفاعہ نے خبر دی تھی کہ ہم کسی قبل وصال میں تھے کہ ناگاہ لشکر روم کی آواز آنے لگی دیکھتے کیا ہیں کہ دشمن کا لشکر ہمارے طرف چل دیا ہے۔ ایسے میں سعید بن زید بن عمرو بن طفیل العدوی جو اس رات میں لشکر اسلام کے نگہبان تھے دور سے آئے اور کہا کہ بابان نے دیر تک رات سے باز رہ کے ہمارے سے قریب کیا ہے اب اپنا لشکر لیکے نکلا ہے۔ ابو عبیدہ نے حکم کیا ہے کہ امی غازیو تم بھی آمادہ ہو جاؤ۔ پس سب مسلمان جلد تیار ہوئے اور گھوڑوں پر سوار ہوئے۔ جناب خالد بھی پانسو سوار کے ہمراہ لیکے نکلے دیکھتے کیا ہیں کہ رومیوں سے میں ہزار آدمی جو برے سپاہی تھے دس دس دس دس ایک نہ بچیر سے اپنے پر پاندھ لے میں تا کوئی بھی گینے نہ پاوے اور خندق میں کھدوا کے انہیں آڑے ہیں اور مسیح بن مریم اور صلیب اعظم اور قسموں اور راہبوں اور چاروں کنیسوں کی قسم کھانی تھی کہ سر کے سے نہ بھاگیں۔ اور بابان نے اپنے لشکر کے برے شجاع اور دشمنوں سے ایک لاکھ آدمی کو ثابت قدمی کے لئے لشکر کے آگے رکھا تھا ورقہ بن حبیل التنوخی جو اس روز ابو عبیدہ کے نشان بردار تھے کہتے ہیں کہ لشکر اسلام سے پہلے جو نکلا ایک شخص کم سن قوم ازوسے تھا۔ اُسے ابو عبیدہ کی خدمت میں آن کے کہنے لگا کہ امی سردار میں میدان پر جاتا ہوں اور چتا ہوں کہ جہاں میں کوشش بجالاؤں اور راہ خدا میں اپنی جان نثار کروں اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جناب فیض آب میں اپنا کوئی پیام ہو تو آگاہ کیجئے۔ جناب ابو عبیدہ یہ سنے روئے لگے اور کہا اقرآن مجید سے السّلام وَاخْبِرْهُ اَنَا وَجَدْتُ مَا مَوْعِدُ مَا رَبِّمَا حَقًّا یعنی حضرت کے جناب عالی میں میری طرف سے سلام پہنچا دیجئے اور عرض کیجئے کہ مقرر پائی ہم نے وہ چیز جو وعدہ کیا تھا ہم سے ہمارے پروردگار نے حق اور راست۔ پس وہ مرد ازودی نے اپنا گھوڑا کد کے میدان میں آیا اور انکے مقابل ایک رومی تری قد و قامت والا نکلا۔ ازودی نے اسکو نرے سے مار کے زمین پر گرادیا۔ اور اسکا گھوڑا اور اسباب لیکے اپنی قوم کے ایک مرد کے سپرد کیا۔ پھر میدان پر آیا دوسرا رومی اسکے مقابلے کو نکلا وہ ازودی نے

ایسکو بھی مارا تو انسانی چار کا فرق قتل کیا۔ پھر مانجوان رومی نکلا اور اس اندوخی کو سہید کیا۔ حضرت علیہ
 علیہ۔ آزادی کو قوم والوں نے جب دیکھا کہ انسانی مافیہ میں اپنے اور لشکرِ روم کے نزدیک
 ہوسے اور انکا لشکر بھی لشکرِ اسلام کے میمنہ کے قریب ہو گیا جب ابو عبیدہ نے دیکھا کہ دشمنانِ خدا بہت
 ہی نزدیک آچکے اور جتنے زیادہ ہوسکے جن آواز بلند سے فرمایا ای مسلمانو! صبر کرو اور ثابت قدم رہو
 اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے۔ اور گوشہ چشم سے آسمان کی طرف دیکھو کہ دیکارہے تھے گراہیے جن
 رومیوں نے لشکرِ اسلام کے میمنہ پر حملہ کیا میمنہ پر قومِ آزاد اور فتح اور حضورِ موت اور حمیر
 اور خولان تھے ان مسلمانوں نے ثابت قدم رہے اور اچھی لڑائی کی کافروں کے لشکر جو متعدد
 تھے ہر حاکم ایک لشکر پر مقرر تھا۔ جب اسکا ایک لشکر ٹک گیا پھر دوسرا لشکر حملہ کیا اہل اسلام نے اسکو
 دفع کر دیا۔ پھر تیسرا لشکر حملہ کیا تب اہل اسلام سے میمنہ کی ایک جماعت اپنے قوم پر میمنہ میں تزلزل
 آیا سو بھیجے جی اور دوسری گروہ ثابت قدم رہے سخت لڑائی کی قومِ زبید کے سردار جاہلیت اور اسلام
 میں شیعہ و بن مغذ کرپ تھے تب اکی ٹرا ایک سو دس برس کی تھی سو اپنی قوم کو بکارا اور جنگ پر رغبت
 دی۔ تب قومِ زبید اور حمیر اور حضورِ موت اور خولان نے سب بالاتفاق ہر کے ایسا حملہ کیا کہ اپنی جگہ پر آگئے
 اور رومیوں کو ہٹا دیا۔ پھر ابو ہریرہ جو قومِ دوس کے سردار اور نشان بردار تھے اپنی نشان کو
 جنبش دیکے اپنی قوم کو لئے ہوئے چلے گئے تب رومیوں کا دوسرا لشکر مدد پر آیا اور مسلمانوں پر سخت
 حملہ کیا سو مسلمانوں کے گھوڑے منہ پر پھرنے لگے اور اپنے مقام سے ہٹ گئے۔ لشکرِ اسلام کی جوتین
 جب اکی شکست دیکھیں انکو ہزیمت کمانے سے سخت غیبت دلانے لگیں۔ عاصم خولان کی بیٹی سغیہ
 نے بیان کیا ہے کہ میں سہیلی میوں کے ساتھ مقامِ یرموک میں ایک قیلے پر تھی۔ جب لشکرِ عرب کے
 میمنہ والوں نے اپنی جگہ کو چھوڑ دیا۔ تب غفار کی بیٹی عقیقہ نے کہنی لگیں کہ اوی عورت عربیہ تم
 اپنے بچوں کو گودوں میں اٹھاؤ۔ اور اپنے مردوں کے آگے جا کر انکو لڑائی کی ترغیب دو۔ جب میری
 عورتیں بہت سی آگے ترپیں مسکاتے جن مردوں کے گھوڑے منہ پر پھرتے تھے وہ عورت ان
 گھوڑوں کے منہ پر پھیر مارنے اور بیکار کے کہتے تھیں کہ اللہ تعالیٰ ویسے مرد کا منہ پرا کرے جو اپنی
 عورت کو دشمن کے حوالے کر کے بھاگے۔ اور اپنے شوہروں کے طرف خطاب کر کے کہتی تھیں کہ تم
 اگر ہکو ترسانوں سے نہ بچاؤ گے تو تم ہمارے شوہر نہیں بچیاؤ گے۔ عاصم بن سہیل بن سعید الطائی
 نے بیان کیا ہے کہ آذر کی بیٹی خولہ اور مالک بن عاصم کی بیٹی کعبہ اور ناشک کی بیٹی سلمیٰ
 اور ثعلبہ کی بیٹی خولہ انصار یہ اور قاص کی بیٹی لغم اور عتبہ بن ربیع کی بیٹی ہند اور الحمر

کی بہتی لہنی سب عورات کے آگے تھیں اور دف بجا کر اشعار نصیحت امیر پر بہتی تھیں انکی ترغیب دلانے سے پھرے ہوئے لوگ پھر معرکے میں آگے جنگ کرنے لگے ہند ابن عتبہ نے ایک گروہ کو منہزم دیکھا اور کہا کہ تم اللہ تعالیٰ سے اور اسکی بہشت سے کہان بھاگتے ہو وہ تمہارے سامنے ہی اور ٹکو دیکھ رہا ہی۔ اور ہند نے اپنے شوہر ابوسفیان کو پھرے ہوئے دیکھ کے خیمے کی چوب سے اٹکے گھوڑے کے منہ پر مارا اور بولی کہان جاؤ گے تم اسی بیٹے صخر کے تم لڑائی کی طرف پھر دو اور اپنی جان کو راہ خدا میں خرچ کرو تا زمانہ جاہلیت میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تمہارا جو معاملہ گذرا ہی اللہ تعالیٰ ان چیزوں سے تم کو پاک کر دے۔ جب ابوسفیان نے یہ کلام سنا معرکے کی طرف پھر دو اور انکے ساتھ مسلمانوں کی ایک جماعت بھی لڑائی پر دلیر ہوئی راوی کہتا ہے کہ میں نے دیکھا کہ عورات بھی ابوسفیان کے ہمراہ ہو کر جنگ کرنے لگیں۔ یہاں تک کہ عورتیں مردوں پر سبقت کرتی تھیں اور ایک عورت نے ایک سوار سے مقابلہ کیا تھا دیر تک اس سے جدا نہ ہوئی یہاں تک کہ اسکو گھوڑے سے اونڈنا کر کے مار ڈالا اور بولی کہ یہ مدد اللہ کی ہی۔ اور از رو کی قوم والوں اب ہریرہ کے ہمراہ ہو کر سخت جھگڑے اور اکثر انہیں سے شہید ہوئے صحیحہ بن عمرو بن نفیل نے بیان کیا ہے کہ لشکر اسلام کے میمنہ میں سخت لڑائی ہوئی تھی کبھی ہٹکو غلبہ تھا اور کبھی کفار کو۔ لیسے میں جناب خالد کی نظر جب میمنہ پر پڑی اپنے ہمراہی غازیوں کو بھارا اور انکو لئے ہوئے جلد اپنے اور تکبیر کہتے ہوئے جھے ہزار کفار کے ساتھ مقابلہ کیا اور دشمنوں کو میمنہ سے ہٹا دیکے انکے قلب لشکر تک پہنچے پھر ایسا مار لگے کہ لشکر روم اپنی ہٹک سے ہٹ گیا آخر رومیوں نے تاب نہ لا کے بھاگنے لگے مسلمان اسکا پیچھا کر کے قتل کرنے لگے یہاں تک کہ دریا چال ہو گیا جو انکا ایک سردار تھا اور جس مقام میں وہ کھرا تھا وہاں تک پہنچ گئے۔ کہتے ہیں کہ دریا چال اس روز اپنی قوم کی شکست دیکھ نہ سکے کہ ریشمی کپڑے پہنے منہ پر لپیٹ لیا تھا ہزار جب اسکے نزدیک آئے اپنے نیزے سے اسکو گرا کر مار ڈالا واقوری رح سے منقول ہے کہ اس دن قحطی نے ایسی سخت لڑائی کی کہ انکے ماتھے میں تین نیزے اور دو ٹکڑے توت گئیں جب لشکر روم اپنی جگہ سے ہٹ گیا با مان نے مضطر ہوا اور اپنے لوگوں کو جنگ کی ترغیب دی تب اسکے لشکر سے ایک بطریق نکلا وہ برا قوی بہکل اور سخت تھا۔ تب قوم ازد سے ایک مسلمان میدان پر آگے اسکا مقابلہ کیا تھوڑا وقت جنگ کر کے شہید ہوا۔ پھر اس بطریق نے دوسرے کو بلایا تب معاویہ ابن جہل نے نکلا چا مار ابو عبیدہ نے انکو منع کیا۔ معاویہ نے لگے اے مسلمانو تمہارے سے کون ہے کہ یہ میری ہتھیار لے اور یہ میرے گھوڑے پر سوار ہو کے اس دشمن خدا سے جنگ کرے۔

تب انکے فرزند عیید الرحمن جو جوان تھے کہنے لگے میں جاتا ہوں پس اپنے والد کے گھوڑے پر
 سوار ہونا نہیں کی جیتا دنا تھیں سائے اذ کہنے لگے اسی میرے باپ اب میں اس دشمن خدا کی طرف
 جاتا ہوں اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا اس پر شکوہ غلبہ دیگا۔ اگر مجھ کو شہادت نصیب ہو یا کو یہ میرا آخر سلام ہی
 اگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں نہ جیتا تو وصیت کیجئے۔ معاذ
 نے کہا ای فرزند میرے طرف سے حضرت کی جناب میں سلام پہنچا اور عرض کر کہ اللہ تعالیٰ تمام امت کی طرف
 سے آپ کو جزا سے جزا دے۔ پس عبدالرحمن بن معاذ شعلہ آتش کے مانند میدان میں آگے اس بطریق پر چلا گیا
 اور اس پر تر وار چلائی لاکن تر وار چھل آئی اور کارگر نہ ہوئی۔ پھر بطریق نے ان پر تر واداری سوا نکلی
 کت جا کے سر زخمی ہو بطریق نے بھی اکودہ مارے گئے یہ سمجھ کے اسنے پھرا۔ معاذ نے جب یہ حال دیکھا
 جلد آگے انکے زخم کو پٹی باندھی باذن اللہ ایجا زخم اس وقت درست ہو گیا۔ پھر اس ملعون نے کمال
 تکبر سے قین چلے گئے لاکن قوم آزدوئے اسکے ملعون کو چھروئے۔ ابو عبیدہ نے فرمایا ای مسلمانو کون
 ہی تم سے جو اس ملعون کا مقابلہ کرے۔ تب بجاھر بن الطفیل الدوسی جو اصحاب اربابا تھے
 اور بامہ میں خالد بن ولید کے ساتھ مسیلہ کذاب کے جنگ میں حاضر تھے میدان پر آئے۔ کہتے ہیں
 کہ یامہ کے جنگ میں ایک شب انہوں نے یہ خواب دیکھا کہ ایک عورت نے انکے لئے اپنی فرج کو
 کھول دیا عامر اس میں داخل ہوئے پھر انکے بیٹے بھی دیکھ کے آپ بھی اس میں داخل ہوئے لکے دورے
 ایسے میں عامر بیدار ہوئے اور یہ خواب مسلمانوں سے بیان کیا کوئی اسکی تعبیر نہیں جانا۔ عامر نے
 آپ ہی یہ تعبیر کی کہ وہ عورت زمین ہی اسکی فرج میں جو میں نے داخل ہوا اس سے مراد یہ کہ میں
 جنگ میں مقتول ہو کے زمین میں مدفون ہوؤں گا اور میرے بیٹے کو زخم لگیگا اور قریب ہی کہ وہ چہرہ
 آملیگا۔ پس عامر جنگ بامہ میں تو سلامت رہے لاکن انکی خواب کی تعبیر کا ظہور جنگ یرموک
 میں تھا۔ القعہ جب عامر نے میدان پر آیا ایک حملہ آیا کیا کہ لشکر روم کے میمنہ کو میسرہ پر آلت دیا
 پھر اس بطریق کی طرف باگ پھری سو بجلی کے مانند اسکے نزدیک ہو گیا اور اس پر نیزہ چلایا تو وہ نیزہ
 ٹوٹ گیا۔ اسی نیزے سے انہوں نے عرب کے مردوں سے لڑائی کی تھی۔ اور جنگ بامہ میں
 بھی انکے ہاتھ میں تھا۔ غرض جب وہ نیزہ ٹوٹ گیا عامر نے اسکو اپنے ہاتھ سے ڈال دیکے تر وادار
 کیجئے لیا اور اس بطریق کے شانے پر ایسا ضرب کیا کہ تر وادار اسکے اتریاں تک پہنچ گئی اس دشمن خدا
 نے اپنے گھوڑے سے اذ نہا ہو کے گر پڑا۔ عامر نے اسکا گھوڑا اور ہتیار لیکے اپنے بیٹے کے سپرد کر دیا
 پھر لشکر روم کی طرف گھوڑا لیٹھا یا اور اپنی درہلی قین چلے گئے ایک میمنہ پر دو سرا میسرہ پر تیسرا قطب

لشکر پر۔ اور اپنے حملے میں عرب متصرفہ کو بلایا اور اسے ایک سوار کو مار ڈالا۔ تب جبیلہ نے انکے مقابلے کے لئے سکھا وہ ایک زبردستی طائی کام کیا ہوا پہنچا تھا اور اسکے سر پر ایک ایسا خود مختار شعل آفتاب کے مانند چمکتا تھا اور اسکی سواری کا گھوڑا عادی کے گھوڑوں کی نسل سے تھا۔ پس جناب عامر اور جبیلہ ہر دو ایک دوسرے پر حملے کے لاکن عامر نے جو اسپر وار کیا وہ وار بیکار ہوا۔ اور جبیلہ کا وار کارگر ہوا سو انکے گیسو نشانے تک نہ کٹ کیا عامر شہید ہوئے رضی اللہ عنہ۔ پھر عامر کے بیٹے جندب نے میدان پر آیا اور پکار کر کہا کہ اے قاتل تو میرے اپنے باپ کا بدلہ لو لگنا۔ جبیلہ نے کہا کہ میں تمہارا قاتل نہیں چہتا ہوں کیونکہ تم کم سن ہو تم ہلکت جاؤ میرے مقابلے کے لئے اور کوئی آوے۔ جندب نے کہا کہ میں کس طرح پھر جاؤں حالانکہ میں غم دیدہ ہوں واللہ میں نہیں پھر لوں گا اپنے باپ کا بدلہ لوں گا یا اے جا ملو لگنا۔ پھر ایک دوسرے پر حملے کرنے لگے جندب کی ایسی بہاوری ظاہر ہوئی کہ لوگوں کو تیری حیرت مانتے دی۔ ابو عبیدہ بھی دیکھ کے بہت خوش ہوئے اور کہے کہ ایسی ہی لوگ ہوتے ہیں جو اپنی جان کو راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں پھر انکے حق میں دعا کی جا پر بن عبد اللہ انصاری کہتے ہیں کہ میں یرموک میں حاضر تھا جندب سے کسی جوان کو شریف تر نہ دیکھا لاکن جب موت آپہنچے نہ شدت نفع دینی ہی نہ ہتھیاروں کی کثرت آخر صورت یہ ہوئی کہ جندب نے جبیلہ پر زوار کا ایک ایسا ضرب کیا کہ اسکو ست کر دیا پھر جبیلہ نے وار کیا تو جندب بھی شہید ہو گئے اور عامر کا خواب راست آیا۔ اور جبیلہ اپنی قوم کی طرف ہلٹ گیا اور اپنی دلیری پر بہت نازاں تھا اور بامان اسکا شکریہ کھلا بھیجا۔ اور مسلمان ان باب بیٹے کے مارے جانے سے غمگین ہوئے دوس کی قوم والوں نے پکار کر کہنے لگے اَلْجَنَّةُ اَلْجَنَّةُ حَذُوْا بِسَیِّدِکُمْ عَامِرٍ وَبَوْلَدِهِ مِنْ اَعْلَاءِ اللّٰهِ یعنی بہشت روبرو ہی بہشت روبرو ہی تم بدلہ لو اپنے سردار عامر اور انکے فرزند فاخر کا خدا کے دشمنوں سے یہہستے ہی دوس کی قوم جنگ کے لئے آگے تری اور قوم ازد جو انکی ہم سوگند تھی وہ بھی انکے ہمراہ ہوئی پس یہہر دو قوم ملکر قوم غسان اور لخم اور جذام پر حملہ کئے یہاں تک کہ انکے صفوں کو بھارت کے انکی صلیب تک پہنچ گئی۔ قوم غسان سے ایک شخص جو صلیب اٹھایا تھا ایک مسلمان اسکو نرے سے مار کے اسکو گھوڑے سے گرادیا اور اسکی صلیب انودھی گر تری اور بہت سے کافر مارے گئے۔ اس دن بڑا سخت جنگ ہوا وہ تیسرا دن یرموک کا بڑا سخت تھا تین ہزار مسلمانوں پر شکست آئی تھی پھر اللہ نے انکو کفار پر فتح و نصرت دی یہاں تک جنگ ہوا کہ رات کی تاریکی انکی بہت سے مشرکین تہ تیغ ہوئے اور تھوڑے مسلمان شہادت نوش کئے ابن حویرث کی صحیح روایت ہے

تأبہت ہوا ہی کہ اس روز مسلمانوں کی جمعیت اکتالیس ہزار کی تھی۔ غرض جب بات آئی خزیلین اپنی
 اپنی جگہ پر گئے۔ ابو عبیدہؓ سب مسلمانوں کو ساتھ لیکر دو نازین جمع کر کے ادا کیا۔ اسکے بعد جناب خالد
 کا ہاتھ پکڑے ہوئے مسلمانوں کے پر پر خیمے میں تشریف لائے اور اپنے ہاتھ سے انکے زخموں کو کٹی باڑ
 اور انگوٹھیں دیتے اور ثوابِ آخرت کے امیدوار کرتے تھے صبح تک یہی حال رہا جب صبح ہوئی
 نے خوف کی ناز پر ہوائی۔ اور بائمان اپنے لشکر کی شکست دیکھ کر جو طول تھا۔ اپنے لوگوں کو بہت
 جھڑکی دی دسے سب معذرت کئے اور کہے ہمارے میں جو بہت شمع ہیں انکے ہنہیں ترے ہیں کل
 ہم اچھی لڑائی کریں گے۔ غرض وہ شب کافروں پر درود و حسرت سے اور مسلمانوں پر شکر و فرحت سے
 گزری۔ جب اہل اسلام ناز صبح سے فارغ ہوئے دیکھتے کیا ہیں کہ رو میوں نے اپنے لشکر کے حلیہ پر
 کئے ہیں۔ پس ابو عبیدہؓ بھی اپنا لشکر لیکے میدان پر آیا ربوک کے مقام پر وہ جو تھے روز کا جنگ تھا
 بائمان نے اپنا تخت ایک پتھر پر ڈال دیا تھا تاہر دو لشکر کا حال مایہ کرے۔ غرض جب ہر دو لشکر مقابل
 ہوئے ابو عبیدہؓ نے اپنے لشکر کے سوار اور پیادوں کے صفیں آراستہ کر مینہ اور مسرہ اور غلبہ لشکر کے
 سردار اور نشان بردار شہرادیے اور ترانہ اذانوں اور نیرہ ہادیوں اور شہر زنون کے نگرین جدا جدا
 مقرر کر کے آپ درمیان کھڑے رہے اور جہاد کے فضیلتیں اور جنگ کے فوائد اور تدبیریں بیان
 کیں۔ پھر ابوسفیانؓ نے اپنے فرزند زیدؓ کے نشان کے پاس آئے انہوں نے اپنے ساتھیوں کو لے کر
 حکم کر چکا ارادہ کیا تھا سوائے اپنے فرزند کو جہاد میں ثابت قدم نہ رہے اور دین اسلام کی تذکرہ کرنے پر
 وصیت کی اور جہاد میں سبیل اللہ کی فضیلت اور ثوابِ آخرت یاد دلوائی۔ پس زیدؓ بن ابوسفیانؓ
 نے دشمنوں کے قلب لشکر پر حملہ کیا اور انکی ٹکری بھی انکے ساتھ تھی ایسی سخت لڑائی ہوئی کہ دونوں
 ان نازیوں کی بہادری دیکھ کر تعجب کرتے تھے۔ ایسے میں لشکر دوم سے ایک بطریق نکلا جو قوی
 اور شدید تھا اسکے ہاتھ میں ایک نیزہ تھا جن میں سونکی حلیہ تھی اور دس ہزار مدعی مسلمان
 گھیرے ہوئے تھے۔ دسے سب کے سب لشکر اسلام کے مینہ کی طرف باگین پھیریں مگر وہیں لہجاس
 جو مینہ پر تھے ان پر شکست زدوی سواہی جگہ سے پیچھے ہٹے یہاں تک رو میوں نے مسلمانوں کے
 اذیل لشکر میں داخل ہو گئے مگر وہیں العاصؓ ٹکری پر حملہ کرنے کرتے اس پتھلے تک ہمارے کہ سپر
 مسلمانوں کی عورتیں تھیں۔ اور رو میوں نے اس پتھلے کو بھی گھیر لیا۔ تب ایک عورت الفارینہ
 آواز کی کہ کہاں ہیں میں کو خدو دینے والے کہاں ہیں اسلام کی حاکمیت کو خدو دینے والے کہاں ہیں
 کہ اس وقت یہ میری عورتوں کے آگے آتھو سب کہیں تھیں سوائے بی بی اسماءؓ ابی بکر صدیقؓ انکے

کافروں کو مارنے مارنے یہاں تک ترسے کہ ہاتھوں کے خیمے تک پہنچ گئے۔ جب ہاتھوں پہ پہنچا
 دیکھا اپنے سخت سے اُتر کر بھاگا۔ اور اپنے لوگوں کو جبری حدت سے سرزنش کی تب رومی
 پھر سر کے کی طرف پھرے۔ اور ابو عبیدہ بھی معید بن زید کو پکارے تب انہوں نے اپنی ٹکری
 لئے ہوئے سخت چلے گیا اور سب مجاہدین کہتے تھے کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ بارگاہ
 الہی سے مسلمانوں کو مدد ہوئی۔ اور قرآنی نور ہی تھی کہ ایسے جہن ابوسفیان نے اپنے بیٹے
 یزید کے نشان کے نیچے کھڑا رکھے آواز کی اور مسلمانوں کو جیاد کی ترغیب دی۔ مسلمانوں کے
 سرداروں نے جو ان کے قریب تھے جیب انکی آواز سن کر جبری شدت سے سرتے لگے اور چونے
 وہی لوگ اپنی جگہ پر پھیرے رہے جو اپنے پیرونی کو پیچروں سے باندھنے لگے وہ سب
 تیرا ندازی میں ڈکا لے کہتے تھے جو انکی طرف بصر کرنا پھر مرنے والا ہے پھر دیتے تھے وہ ایک
 شخص تک تھے انکی تیروں کا پڑا ہوا تھا اگر اعانت الہی شامل حال ہوتی مسلمان ہلاک ہو جاتا
 غرض اہل اسلام اس گلے میں بظفر و منہ پھیر رہے تھے اور مشرکوں سے تہمت لوگ ہلاک ہو گئے
 رومی نے بیان کیا ہی کہ رومیوں سے ایک کا فر بخلاۃ وقامت اور قیل و قول میں
 ایک مجاہدی درخت کے مانند تھا اور اسکے بدن پر ایک سنہری زردہ اور اسکے سر پر ایک
 خود طمانی کام کا تھا جس میں ایک صلیب بنو شے کے جڑا کی لگی تھی اور اسکے ہاتھ میں ایک زردہ
 تھا اسے میدان میں آگے لڑائی طلب کی۔ تب ذوالکلاع حمیری کا ایک غلام سیاہ رنگ
 والے نے نکلا۔ لاکن جب وہ پیدل تھا اور اس پر زردہ بہن تھی اس واسطے اسکے ہاتھ میں اسکو
 پھیر دیکے آپ سر کے میں آیا پھر تو اوقت پر وہ میں خیمہ زردہ پاری ہوئی جب ہر دو جنگ
 اپنی تلواریں کھینچیں حمیری اس رومی پر ایک دھمکیا سوا سکی قتال کہتے گئی اور وہ رومی خیمہ
 کیا حمیری کا ہاتھ زخمی ہو گیا۔ جب ہاتھ بیکار ہوا حمیری نے اپنی جگہ پر لوٹ لایا اسکے ہاتھ سے
 خون جوش کر رہا تھا۔ انکی قوم نے اسکے زخم کو پٹی باندھی۔ پس حمیری نے اپنی قوم کی طرف متوجہ
 ہو کے کہا کہ کوئی بی تم سے کہ میرا دل اس کافر سے بے۔ تب قوم حمیر سے ایک شہسوار نکلا
 شعلہ مار کے نکلا اور ایک دلیرانہ حملہ کیا اور اپنے نیزے سے اسکے سینے میں ایسا سخت ضرب
 کیا کہ اسی ضرب میں وہ مواتر کندہ و درخ ہوا۔ جب وہ شہسوار نے اس مقتول کا اسباب نکالا
 چاہا تب رومیوں کی ایک ٹکری آگے اسکو گھیر لی۔ وہ شہسوار نے کمال دلادری سے انکو پھیر دیا
 اور اسکا اسباب نکال لیکر ابو عبیدہ کے پاس لے آیا انہوں نے اسکو دیکھ کر اسنے اپنی قوم کے

جوانے کو دیکھ پھر میدان پر آیا۔ لشکرِ روم سے ایک بطریق نکلا وہ شہسوار نے اسکو بھی قتل کیا۔ پھر شیر آیا اسکو بھی مار ڈالا پھر چوتھا نکلا سو اس شہسوار حمیری کو شہید کیا وہ ملعون نے اس شہید کا اسباب نکالنا چہتا تھا کہ ایسے میں ایک انصاری نے اسکے سینہ پر مارا وہ کافر نے زمین پر گر ا اور مر گیا۔ یہ بطریق رومیوں میں ترسے مر رہے والا تھا جب وہ مارا گیا رومیوں کو بڑی گھبراہٹ ہو با مان نے انکو تسکین دی۔ تب لان کا بادشاہ مرویس نکلا اور وہ شانہ زہ پہنے تھا اور اسکا لباس ایسا تھا کہ اسکو جاہر لگے تھے۔ اور اسکے کمر میں چراو کا شیکہ تھا میدان میں آکے کہنے لگا کہ میں بادشاہ لان کا ہوں پس میرے مقابلے کے لئے کوئی سردار ہی نکلا جائے۔ تب شرجیل بن حسنہ نکلا انکے بدن پر زہ آہنی اور کمر بند پوست کا تھا اور نیزے گھوڑے پر سوار تھے۔ شرجیل اشعارِ رجز پڑھے۔ مرویس کچھ زبانِ عربی جانتا تھا سو پوچھا کہ کیا کہتے ہو شرجیل نے کہا کہ عرب کا معمول ہی کہ جنگ میں ایسے اشعار پڑھتے ہیں کہ جس سے شجاعت حاصل ہوتی ہی کہیں گے اس میں دے وعدے مذکور ہیں جو ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دے ہیں۔ اسنے پوچھا کہ دے کیا وعدے ہیں شرجیل نے کہا کہ حضرت نے ہکو یہ وعدہ فرمایا ہی کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے واسطے طول اور عرض میں شہر و نکو فوج کرے گا۔ اور ہم شام اور عراق اور خراسان کے مالک ہو جائیں گے اور خزر اور لان سے ہم ترے گے اور اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہم غالب ہو جائیں گے۔ اس ملعون نے کہا اللہ تعالیٰ ظالم کو مدد نہیں دیتا ہی تم ظلم کرتے ہو ہم سے وہ چیز مانگتے ہو جسکے تم مستحق نہیں شرجیل نے کہا کہ ہم وہ قوم ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہکو اس کام کا حکم دیا ہی۔ اور زمین کا مالک اللہ تعالیٰ ہی جسکو چہتا ہی اسکو وارث کرتا ہی اور عاقبت کی خوبیاں پر ہمیز گاروں کے واسطے ہی۔ اور میں پاتا ہوں کہ تو بعض نعتِ عربی جانتا ہی۔ پس اگر تو صلیب کی عبادت چھوڑ دے گا اور دین اسلام میں داخل ہو گا تو اہل بہشت سے ہو جائیگا۔ اس شقی نے کہا کہ میں اپنے قول سے پھرنے والا نہیں اور اپنی گردن سے ایک صلیب نکالی اور اسکو بوسہ دیا اور اپنے انکھوں پر رکھا اور اس سے مدد طلب کی۔ یہ دیکھتے ہی شرجیل خستہ ناگ ہوئے اور فرمائے کہ سختی ہو تجھ پر اور تیرے ساتھیوں پر اور ان لوگوں پر کہ چنکا قول تیرے قول کے سا ہو۔ پس ہر ایک جنگ پر آمادہ ہوئے ایک گھڑی تک ہر دو گر داوے دیتے رہے۔ جب شرجیل نے اس دشمن خدا کی تیزی دیکھی اسکو اپنے قابو میں لینے کے واسطے اسکو پیچہ دی اس مشرک نے انکا پیچھا کیا شرجیل نے قصداً اپنے گھوڑے کو دور آنے میں کمی کی جب تھوڑی راہ طی ہوئی اور وہ

نزدیک پہنچ گیا۔ شرجیل اسے گھورتے کی باگ پھرتی اور اسیر نرہ مارا لاکھ وہ مار خالی ہو گیا
 پھر نرہ دو اپنے نرہ وار بن گئے لیکر یہاں تک کہ ہر دو کے تر وار بن گئے گھنٹے اور ہر دو
 ایک اور سر سے کوٹ لیتے تھے۔ وہ ملعون قہر و قہمت میں آ رہا اور مضبوط اور بھاری تھا اور
 شرجیل بھگت اور لاغر تھے کیونکہ وہ ہمیشہ روزہ دار اور شب بیدار تھے جب وہ سترک نے
 جیت زار دیکھے انکو ڈبا یا قریب تھا کہ انکو اٹھالے ایسے میں غرار نے یہ حال دیکھ کے بے قرار
 ہوا اور بیدل اکی طرف ایسا ڈوڑا چھوڑ کر آئے اور انکے ہاتھ میں خنجر تھا جب نزدیک پہنچا اس
 ملعون کی پشت میں اپنا سخت مارا کہ اس کے دل تک پہنچ گیا اس نے وہ طرفہ تھوڑے کر پڑا۔ جب غرار
 نے بادشاہ لاکھ کو مار ڈالا اور وہی اہل بیت خیمہ میں ہرے شب اپنے ایک سوار پر اٹھا اور نکلا اور رتنے دار
 کو طلب کیا تخت پر بیٹا اور اٹھ اٹھ اور اس سوار کو مار ڈالا۔ پھر دوسرا سوار نکلا اور بیٹے اسکو بھی
 مار ڈالا پھر تیسرا نکلا اسکو بھی قتل کیا پھر چوتھا نکلا وہ بھی مار گیا۔ اور ان چاروں کا اسباب لے لیا
 جب خانہ اپنے اکیس چار غزوئی دیکھی ابو عبیدہ نے کہہ کر زیر نے کج جہاد فی سبیل اللہ میں بری کو
 اکیس کے جھک لیا بیٹا اندیشہ ہی۔ شب ابو عبیدہ انکو قسم دیکے میدان سے پھیرا پس پانچواں وہی
 چوتھا نکلا روزہ دار و ناکہ حاکم تھا نکلا تب اتحاد کے مقابلے کو نکلا اور اسکو مار ڈالا۔ اور اسکا
 اکتساب جو خیمہ میں تھا لے لیا۔ رزوی کہتا ہی جب با مان نے یہ بات سنی بہت خستہ اس
 ہو چلا اور کہا کہ یہ دو بادشاہ ہم سے اسے گئے مسیح چادری اندوہ نہیں کرتے ہیں۔ میں تو ان دونوں
 کو تھک کر لیا کہ اب ملکر خیرین تھلاؤں میں شب ایک لاکھ ہزار انداز ایک ہی وقت میں چلائے گئے یوں لشکر
 اسلام میں برف کے مانند گرنے سے مسلمانوں کو اس سے جزا و جزا میں چار سات سواروں کی ایک
 چشم تھوڑے اس دن کا نام یوم الثور ہے لکھا گیا انہیں تیر کی زخمیوں سے بہن مخیر و بن متعبہ
 سعید بن زید بن نعل اور بکر بن عبداللہ الحمیری اور ابو سفیان مخرن حرب اور راشد بن سعید
 و اسیت ہی کہ جب ایک نے دوسرے کو چھینا کہ تمہیں کیا مصیبت پہنچی اس نے جواب دیا کہ اسکو
 مصیبت کہیونکہ تیرا دشمن اور محنت ہی اللہ کے طرف سے عرض آمدن مسلمانوں پر برا
 صدمہ پہنچا انکے گھوڑے تیروں کے مار سے پھرتے تھے۔ با مان سنی نے مسلمانوں کی لشکر کا
 اضطراب دیکھ کے اپنے لوگوں تر غیب دہی شب دسے لوگ کہ جن کے پیرو میں زخمین تھیں
 لشکر مسلمین کی طرف رہنے لگے اور جو جبر اور قہر اور قہر دینے چکے گئے۔ با مان نے کہا کہ تم
 حملہ ملت کر دیکھ انکو تیروں سے بہکاؤ ایسے سوا اور کوئی تیر بہرین۔ پس تیروں کا تیرا جبر

عباد ابن عامر نے بیان کیا ہے کہ میں نے جب مسلمانوں کا نازل اور شکست کی صورت دیکھا مجاہدین
 ان کے قوم و قبیلوں کے نام لیکے بیکار نے اور انکو ترغیب جہاد کی دینے لگا اور کہا لا حول و لا
 قوة الا بالله العلی العظیم اللہ ہم آں علیک نصرک اللہ نے نصر متناہ ہے
 المواحل کلھا بس حضور اکرم صہ نہیں گذرا تھا کہ مدد آسمانی نازل ہوئی۔ عبد اللہ بن قریظہ
 نے بیان کیا ہے کہ شام کی رانیوں میں موجود تھا مقام یرموک میں یوم التور کی جنگ سے
 کوئی جنگ سخت نہیں تھا مسلمانوں کے سردار بذات خود جنگ کرتے تھے اور ان کے ماتوہین نشان
 تھے ابو عبیدہ بن الجراح اور زید بن ابی سفیان اور عمرو بن العاص اور شریح بن حسنہ اور ضرار بن
 الازور اور ناشہ بن مرقال اور سیب بن نجدة القرادی اور عبد الرحمن بن ابی بکر صدیق اور فضل بن
 عباس رضی اللہ عنہم راہ خدا میں اپنے جان کو بہت خرچ کر رہے تھے ایسے میں اللہ تعالیٰ نے
 ان بی بیوں کی حمایت سے مدد کی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ رکاب غزوات میں
 حاضر ہوئیں تھیں جنگ کرنا عورات صحابیہ کفار روم کے ساتھ مقام
 یرموک میں مسمر بن زید زہری نے بیان کیا ہے کہ حضرت کے ہمراہ رکاب عورتیں جو
 جنگوں میں حاضر ہوتی تھیں وہ مجاہدین کو پانی ملا باکرتیں اور انکی زخموں کو علاج کیا کرتیں
 تھیں میں کسی قریشی عورت کو جنگ کرتی ہوئی نہیں دیکھا نہ حضرت کے ہمراہ رکاب نہ خالد کے
 ساتھ جنگ بامہ میں۔ حضرت عمر کی خلافت میں ایسے بہادر عورتیں نکلیں کہ بسا مردوں پر
 انکو مسقت تھی خصوصاً یرموک کے جنگ میں عورتوں نے عجب شجاعت کی داود میں رومیوں پر
 جب حملہ لائیں اپنے قوم و قبیلے کا نام ظاہر کرتیں اور کہتیں کہ میں فلاں کی بیٹی ہوں۔ اور
 بعض عورتیں مشرکوں سے زمین اور بعض ان مسلمانوں پر حملہ کرتیں کہ جنگ گھوڑے معرکے
 پھر گئے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ مسلمان پھیر میدان کی طرف رخ کئے ان بی بیوں سے خولہ
 بنت الازور بن طارق اور ام حکیم بنت مرث اور لبنی بنت سالم اور سلمیٰ بنت لوی بن عاصم
 نے جو بون سے انکے منہ اور سر پر مارے اور انکو عبرت دلا کے معرکے کی طرف پھرنے لگے۔
 ام حکیم نے کمال بہادری سے لشکر کے آگے ہونے کے تر و دار سے جنگ کرتیں اور مشرکوں کو بھرتی
 واقد بن عون نے بیان کیا ہے کہ میں نے ہند بنت عتبہ کو دیکھا کہ انکے ہاتھ میں ہندی تلوار
 تھی اور مشرکوں کو قتل کرتیں اور بیکار کے کہتی تھیں کہ اے گروہ عرب ان بے ختان کافروں
 کو کات ڈالو۔ اور ابو موسیٰ ابوسفیان کی آواز کے سوا کسی اور کی آواز نہیں آتی تھی

اور وہ باور پند نصیحت کرتے تھے کہ اسی مسئلہ پر وہ آزمائش کا ایک دن ہی تم اللہ کی خوشنودی حاصل کرو اور اسے ثابت الی بکر صدیق کا یہ حال تھا کہ وہ اپنی باگ کو اپنے شوہر بنو یرموک کی باگ کے ساتھ ملا دیا تھا۔ عیسائے سرتر واد مارنے اسے باجی دیسا ہی واد کر فی تھیں۔ اس کی کہانی کہ ضرار کی من خولہ کے ایک کافر کا مقابلہ کیا اور وہ کافر نے اس کے آگے ہمارے بر جھوڑے خولہ نے اس پر تر وار کا ایک ایسا وار کیا کہ اکی تر وار نہ گئی۔ جب وہ بے تر وار ہو گئیں اس میں سے ان پر تر وار چلائی اس بی بی کے سر پر سخت زخم لگا سو خون جاری ہوا اور وہ زمین پر گر پڑیں۔ جب بی بی بغیر بے یہ حال دیکھا اس کافر پر جھڑکے تر وار سے ایسا مارا کہ اس کے سر کو جدا کر دیا پس خولہ کے پاس آگے بڑھا اٹھا یا تو ان کے سر کے بال خون سے رنگین ہو گئے تھے پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے خولہ نے کہا ائمہ تہد میں مجھ پر لاکھ ہزار گان بیہی کر میں یا ضرور مر جاؤں گا پھر خولہ نے وہ یاقت کی کہ میرے بھائی ضرار کا کیا حال ہے تم کو کچھ معلوم ہے۔ عفو نے کہا کہ میں انہیں دیکھا۔ خولہ نے یہ دعا کی اللہ ہم آجکل ہی قتل کرے یا کچھ دیکھو کہ کچھ جمع نہ آئے۔ یا اللہ تمہارے عفو کے میرے بھائی کا اور نہ تمہیں کہ اس کے نسب اسلام کو۔ بی بی عفو نے بیان کیا ہے کہ میں نے خولہ کو اچانک سے من بیت کو کشش کی تھی وہ اچھے کھڑی ہو گئیں پھر اللہ نے ایسی جگہ جھٹ عطا کی کہ منور رات نہ آئی تھی کہ انہوں نے اس کے اسلام میں پھر میں اور پانی پلا تھیں۔ گویا ان کو کچھ اذیت ہی نہ پہنچی۔ اور ان کے بھائی ضرار نے اپنے سر کا زخم دیکھ کے پوچھا کہ ای ہیں تمہارا کیا حال ہے خولہ نے کہا کہ ایک کافر نے تر وار کافر کیا تھا اس وقت عفو نے اس کو مار ڈالا۔ ضرار نے کہا ای میں تم خوش ہوؤ کہ ایک زخم کے عوض میں نے بے شمار کھارے قتل کیا ہے واقعہ کی سچ نے صفوان بن یرموک سے روایت کی ہے کہ یوم التورین جب مسلمانوں کی شکست ہوئی تب یحییٰ بن مضر کا کلام اہل اسلام کو براقت دیا۔ یحییٰ بن مضر نے یحییٰ بن مضر کی قوم سے تھے برے حاضر جواب اور خوش بیانی اور فصاحت لسانی میں سب قصی اپنے ہمتار اور بلند آواز تھے اور ان کا کوئی کلام سبج اور قافیہ سے خالی نہیں تھا۔ جنگ یرموک کے دن انھوں نے جو مگر کے من وعظ فرمایا بعض لوگوں نے اس کو یاد کر لیا اس کا ترجمہ یہ ہے۔ ان کا وعظ سننے ہی غازیوں کی شجاعت اور جوانمردی زیادہ ہوئی۔ آتش قتال شعلہ مارنے لگی۔ کہتے ہیں کہ جناب خالد نے اس روز سرخ روئے سرخ پاندہا تھا۔ اور ایک بطور سے تھا۔

جوان تھا ایک دوسرے پر جو حملے پر رست تھے وفعۃ خالد کا گھوڑا زانو بندہ من ہوا تب خالد کے سر پر
 طرف جھکے اس طعن نے خالد کی پشت پر تر وار چلائی لاکن اسکی تر وار لچر کام نہ کی۔ اور گھوڑا بھی مندر
 کے اٹھا لاکن خالد کا تاج انکی سر سے زمین پر گر پڑا۔ خالد نے بھڑا کہ تاج اٹھا کر دوست بنی مخروم سے
 ایک شخص دودھ اور تاج اٹھا کر دیا۔ اور پوچھا کہ امی سر وار ایسی سخت لڑائی میں اس تاج کے واسطے
 آپ کس نے مضطر ہوئے۔ فرمایا کہ حجۃ الوداع میں جب حضرت نے اپنا سر مبارک منہ ہرایا اور نبی
 شریف تعظیم کے مجھے بھی پیشانی کے چند موئے مبارک عنایت ہوئے تھے میں نے یہی خوشی
 لئے۔ تب حضرت نے پوچھا کہ تم انکو کیا کرو گے میں نے عرض کی کہ اسکو تبرک کے طور پر رکھو بھلا۔ اور
 کافروں کے جنگ میں اسکا وسیلہ لاکے بارگاہ الہی سے اعانت طلب کیا کرونگا۔ حضرت نے فرمایا
 کہ جب تک بے یال تمہارے پاس رہینگے تم دشمنوں پر قریاب رہو گے۔ پس میں نے اسکو اس
 تاج میں رکھا ہون اسکی برکت سے ہر جنگ میں کافروں پر فتح پاتا ہوں۔ عرض خالد نے اس
 تاج کو اپنے سر پر رکھا اور سر بند سرخ سے مضبوط باندھ لیا۔ اور اس طریق پر حکم کر کے اسکے ساتھ
 ہر ایک ایسا وار کیا کہ اسکے دوسرے شانے تک کٹ گیا۔ دوسرے وار کا ارادہ کیا تھا کہ ایسے میں
 اسکے ساتھیوں نے اسکو کیچ لیا اور وہ بغیر قیاسی وقت مر گیا۔ یہ حال دیکھتے ہی لشکر روم میں
 جو ملک باقی تھے انکی بہتین پست ہو گئیں اور پیش قدمی کر نیکی کسیکو طاقت نہ رہی۔ خالد بار بار انکو
 میدان پر بلائے تھے پر انکے مقابلے کے لئے کوئی نہیں نکلتا تھا اس روز خالد سے ایسی کوششیں
 ظاہر ہوئی کہ انکے ماتھے سے خون تر وارین ٹوٹ گئیں۔ جیسے حضرت کے وقت جنگ موتہ میں خون
 تر وارین توٹیں تھیں۔ یہاں تک کہ میں کہ اس روز خالد کی لڑائی ایک سو ہزار شہسوار کی
 لڑائی کی سی تھی۔ القصد اس روز شام تک بری شدت سے لڑائی ہوئی جب آفتاب زرد ہوا
 کفار بھی زرد ہوئے پیٹھ پھیری اور بے اختیار بھاگنے لگے۔ اور لشکر اسلام جو انکا پیچھا کر رہا تھا
 انکے لشکر کا ایسا رکھ لیا ہوا کہ اہل روم سے بڑے لوگ اپنے پیروں میں زنجیریں پہنا کر اپنے پیچھے
 کے رکھ لے میں انکے پامال ہو گئے۔ اس روز کفار جو تہ تیغ ہوئے انکا شمار و شمار تھا۔ یرموک کا بیان
 مقتولوں کی کثرت سے بھر گیا اور غنیمتوں کا بھی فرش ہو گیا۔ اور جا بجا خون بہہ رہا تھا اگرچہ ہر دو
 طرف لوگ زخمی ہوئے لاکن رومیوں سے بہت زخمی تھے۔ جب آفتاب غروب ہوا اور اہل اسلام
 مظفر و منصور اور خرم و مسرور اپنے لشکر گاہ کی طرف پھرے۔ عورتیں غازیوں کے زخموں کی اصلاح
 میں مشغول ہوئیں۔ اور ابو عبیدہ نے مسلمانوں کی نگہبانی کے لئے ایک سردار کو مقرر فرمایا اور آپ

سواروں کے لشکر میں گشت کر رہے تھے۔ ایسے میں دیکھتے کیا ہیں کہ اردو سوار گھنٹ کر رہے ہیں ابو عبیدہ
 انکو دیکھ کے کہا لا الہ الا اللہ ان سواروں نے جواب دیا محمد رسول اللہ وہ سوار سوار ایک
 نے سر پہن الجوام تھے دوسری انکی زبرد اسبابنت الی کہہ رہے تھے۔ ابو عبیدہ نے انکو تسام کیا اور وہ جھاکالی
 امین ٹھہرے بدل لشکر کے لئے غم تھے۔ کیا کہ میری بی بی کا بھائی نے کہا کونج کی شبیب ہر سے مانڈے
 میں بہتری کہ ہم انکی گھنٹائی کے لئے تھکین۔ ابو عبیدہ نے انکے جتن میں وہ کی اور شکر یہ بچا لاوا اور کہا کہ
 تم قصدیج ترا تھا اب اپنے خیمہ میں جا کہ آرام پاؤ لاکن وہ سے نہ پھرے نام شبیب گشت کرتے رہے
 طرف یہ وہی کہ اسی شبیب کا فزون کے لشکر میں ایک معاہد عجیب گذر وہ یہ وہی کہ چھوچ کے ہر واروں
 ایک شخص کہ حکام ابو الجحین تھا یہ یروک کے قریب اپنا سکن ٹھہرا تھا رومی لوگ مسلمانوں
 جنگ کرینگے یا رہے سے شبیب سنگھ اور ابو الجحید کے گھنٹو میں اتر سے سامنے انکی جوانی کی اور اکرام
 کیا۔ یہ یروک کی ایک ٹکری ابو الجحید کی عورت پر نظر پڑے کہ اس سے بڑھتی چلی جاتی اسنے انکو منہ کیا
 جب میں نے ماے الفین گامیان ہیں اور اسکی عورت بھی گذرہ لیا آخر ان ظالموں نے پھر اس سے
 نہ کیا اور اسکے بیٹے کو باردالا۔ پس ابو الجحید اور اسکی عورت انکے سردار کے پاس فریاد لینگے آجے
 انکے نہ کیا اور انکی داد مذہبی سوار ابو الجحید اسباب کا برا کہنے رکھتا تھا۔ جنگ یرموک میں جس روز
 یروکوں کو بڑی شکست ہوئی اسی شبیب انکے لشکر میں انکے ایک بڑا قریب کیا کہ لشکر اسلام آج
 بہت شکست گیا ہی تم ان پر شبیب خون گرواہ میں نکلتا ہوں اور اسکو اسلام میں خاک کے کہا کہ غم
 پائو سوار میرے ہمراہ اور تمہاری فتح کی تدبیر دکھائی ہوں پس پانسو سوار کو لیا کہ یرموک کی ندی
 کے دوسرے طرف آنا اور ہوشی کروا دیا۔ اور لشکر روم کو دوسری پہاڑ سے لے چلا درمیان کی
 چال تھی سوار کو خبر نہیں تھی۔ وہ ہوشی سنا کے کہا کہ اب تم گھوڑے پر نہ رکو۔ شبیب کو گھوڑے
 دوڑا سے ہزاروں سوار اس ندی میں دوپ کے موسم۔ علی الصباح جب بابان اس حال سے
 درختار تھے وہ اپنے لشکر کی کمی دیکھی بہت اضطراب کیا اور بچا کہ اب قریب ہی کہ اپنا لشکر ملا
 ہو جائیگا اور عرب غالب ہو جائیگے۔ پس ابو عبیدہ کی خدمت میں پیام کہلا بھیجا کہ آج کے دن ہم کو
 جہلت دو نام اپنا ساز و سامان جوتا کر لین اور کل راتیں کرن حضرت ابو عبیدہ اس پیام کو قبول
 کرنا چھتے تھے لاکن جاب خالد نے منع کیا یا ایک دن کی جہلت میں وہے کہ پھر دوسری سے اپنی مدد
 کی فکر کریں۔ تب ابو عبیدہ نے فرمایا کہ پھر اپنے کام کی جلدی ہی آج جہلت نہ دینگے۔ اسکا بی بی
 نے خاک کے جب یہ حال بیان کیا بابان سپہم معاہد نہایت دشوار گذر یا سوار سپہم ہوا اور کہا کہ اب

عرب سے صلح کی امید نہیں۔ پھر صلیب کی قسم کھا کے کہنے لگا کہ کل ان کے مقابلے کے واسطے میں جی نکلوں گا۔
 بن رومیون سے جو لوگ بادشاہ کے ارکانِ دولت سے تھے اور جن چیزوں ان پر اسکا اعتماد تھا ان لوگوں کو
 بھکارنا جنگ کا ساز و سامان ہٹا کر ان میں سب کو اپنے آپس میں اور باقی لشکر کو بچے لیا ہوا نکلا اور صلیب
 آگے رکھی۔ اور لشکرِ اسلام بھی مکمل کے مقابل ہوا۔ جریر جو رومیون کے ملک سے تھا پہلے میدان میں آیا۔
 اور بھکارا کہ نہ نکلے میرے مقابلے کو مگر سردار۔ تب ابو عبیدہ نے اپنا علم حال کے حوالے کیا اور فرمایا کہ اگر
 اللہ تعالیٰ مجھے اس طریق پر فتح دے تو یہ علم پھر لوں گا۔ اگر میں مارا جاؤں تو تم سردار ہو۔ یہاں تک کہ
 عمر فاروق اپنے راس کے مطابق تجویز کریں۔ خالد نے ہر چند نافع ہوا اور کہا کہ اس کے مقابلے کے لئے میں
 جاتا ہوں اور سب مسلمان بھی مناسب بجائے اور منع کیا لاکن جناب ابو عبیدہ نے نہ مانا آپ ہی میدان
 پر آئے پھر ایک دوسرے پر حملہ کیا ہر دو میں لڑائی طویل ہوئی سب مسلمان دیکھتے تھے اور ابو عبیدہ کی
 سلامتی کے لئے دعا کرتے تھے۔ جریر نے اپنے لشکر کے میمنہ کے طرف چل دیا ابو عبیدہ نے بھی اسکا پچھا
 کیا جریر نے تھوڑی دور جا کے یلپیک ان پر ایسا پھرا کہ گویا ایک بجلی بجی اور شیرِ حلائی۔ ابو عبیدہ نے
 سبقت کر کے اس کے شانے پر ایک ایسا وار کیا کہ تروار اس کے دوسرے شانے تک پہنچ گئی۔ پس ابو عبیدہ
 نے تکبیر کی اور سب مسلمان بھی خوشی سے تکبیر کہنے لگے۔ پھر ابو عبیدہ اسکی نعش اور اسکی جسامت کو دیکھ
 کے تعجب کیا اور اس کے اسباب سے کوئی چیز نہ ملی۔ پس خالد نے بھکارا اور کہا کہ ابی سردار جو کام تمہارا
 دے پر تھا ادا ہو چکا اب اپنی نشان کی طرف پھرو لاکن ابو عبیدہ نہیں پھرتے تھے آخر سب مسلمانوں
 نے انکو قسم دیکے پھیرا۔ بائیں جب دیکھا کہ اپنے لشکر کا ایک بڑا رکن مارا گیا یہ معاملہ اس پر بہت ہی
 سخت گذرا اور بہت ہی ملول اور فکر مند ہوا۔ پھر اس کے لشکر سے جریر جو نصارائین براعابد تھا او
 جریر سے اسکو قرابت تھی میدان پر آنا سب ضرر بن الا زور شعلہ آگ کے مانند اس کے طرف بھٹکے جب
 اس کے بھائی قرین قول کو دیکھا خیمے میں گئے اپنا لباس اتار کے فقط ازار باقی رکھی وہاں اور کہاں
 لئے ہوئے یا ہر نکلے لیکن غرض میں مالک بنی سحر سے مقابلہ کر گئے تھے اور اسکو امن و قسط سے
 خطاب کرتے تھے تقدیم یا یعیاد الصلیب الی الخ الخ الخ فاصبر محمد بن الحنفیہ نے اسے
 مارے خوف کے جواب دے دیا مالک بنی سحر نے چایا کہ اس پر نیزہ چلا دے لاکن اس نے زورہ ایسا اپنا تھا
 کہ سارا بدن کسی لین و بہت گیا تھا کہ بہن نیزہ مارنے کی جگہ بنائی اس کے گھوڑے کے سر میں پر
 ایسا سخت نیزہ مارا کہ دوسرے جانب میں نکل گیا۔ مالک نے ہر چند چایا کہ نیزہ کھینچ لے لاکن وہ
 ایسا درنا تھا کہ نکل نکلا بلکہ توت گیا۔ گھوڑا زمین پر گر پڑا اور وہ ملعون نے جب اب بھرون سے

[illegible]

کی طرف اشارہ کیا میں نے سمجھا کہ اسے ہمیشہ حوروں کو دکھائی ہی۔ باہان نے اس جوان کی نعش کے اطراف پھرا اور اسکا دل قوی ہوا۔ پھر مالک تختی میدان پر آئے اور کہا کہ اس جوان کے مارواٹے پر غور مت کر یہ جوان بہشت کا مشاق تھا ہمارے میں کا ہر شخص ایسا ہی مشاق ہی۔ باہان نے پوچھا کیا تم خالد ہو۔ جواب دیا میں مالک تختی صحابی رسول ہوں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ پھر اس نے تلخون نے حملہ کیا اور عمود سے اٹکے خود پر سخت ضرب کیا سو خود ایسا دھس گیا کہ انکی آنکھ کی تہری پھری اور اس سے خون جاری ہوا اسدن سے انکا نام مالک اشتر ہوا۔ اور اس دشمن خدا نے سمجھا کہ میں نے انکو مار دیا کوئی دم میں وہ گھوڑے سے گرینگے۔ ایسے میں مالک اشتر نے اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کی اور حضرت پروردگار بھیجا۔ اور مدد ہرگز باہان پر ایک وار کیا وہ تلخون زخمی ہوئے اپنے لشکر کی طرف بھاگا۔ جناب خالد نے باہان کو بھاگتا ہوا دیکھ کے اپنے لشکر میں ندا کی کہ اسی مجاہد اب رومیوں پر خوف غالب ہوا یہی ہی وقت ہی حملہ کرینکا۔ پس اول آپ ہی اپنے فوج کو ہمراہ لئے ہوئے حملہ کیا پھر انکی تبعیت کر کے ہر سردار اپنی ٹکری لیکے حملہ کیا۔ ہر مسلمان تکبیر و تہلیل کہتے ہوئے تروار چلائے تری سخت لڑائی ہوئی یہاں تک کہ آفتاب غروب ہوا اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح دلالت بخشی رومیوں کو شکست فاش ہوئی سوائی حکمہ چھوڑ دینے چھا گئے گئے۔ اہل اسلام انکا پیچھا کر کے قتل کر دئے اور انہوں نے بعض جو بہادر و ن پر چڑھنے لگے اور جنگوں میں چھپنے لگے مسلمان انکو قید کر کے لائے جب حضورؐ کی رات گذر گئی جناب ابو عبیدہ نے حکم کیا کہ صبح تک انکو چھوڑ دو تب مسلمان اہل غنایم نے ہتھیار چھوڑے۔ اور ابو عبیدہ کے حکم سے سب اہل غنیمت ایک جگہ کیا سب مسلمان تری خوشی سے وہ رات شکر الہی میں گذرائی۔ جب صبح ہوئی جناب ابو عبیدہ نے حکم کیا کہ مقتولوں کا حساب کریں تری محنت سے حساب ہوا اور معلوم ہوا کہ ایک لاکھ پانچ ہزار کفار مار گئے تھے اور چالیس ہزار قیدی ہوئے اور بہت سے کافر مذہبی میں گر کے موئے انکا لہا دو معلوم ہوا۔ اور مسلمانوں سے چار ہزار سے کچھ زیادہ سہرا لیا اور حصے سر لپڑائے لاکن بچائے نہیں جاتے تھے کہ دے عرب مسفرہ سے بن گیا مسلمانوں میں جناب ابو عبیدہ نے حکم کیا کہ سب کو غسل دیں پھر ان پر نماز پڑھ کے دفن کر دیا۔ رومیوں کو جو گ باقی رہ گئے تھے انکی کچھ معلوم نہ ہوئی۔ اہل اسلام انکی تالاش میں نکلے۔ جنگل میں ایک چروانا ملا اسے پوچھے کہ رومیوں کی کسی گروہ کو تو نے دیکھا۔ اسے کہا کہ باہان میں نے ایک بطریق کو دیکھا کہ اسکے پیچھے چالیس ہزار آدمی کے قریب جاتے تھے وہ بطریق باہان مشقی تھا۔ جناب خالد نے جب یہ خبر سنی لشکر رخصت کر دیا اپنے ساتھ لیکے انکی جستجو میں چلے گئے آخر انکو دمشق کے پاس باہان اور ان پر حملہ

کیا بہت سے مشرک آگئے۔ باہان لے کر کہ اسی جان چاہیے کہ پادشاہ ہو گیا تھا ایک مسلمان کی تراد
 ہزاروں اختلاف ہی کر اسکے قاتل عثمان بن زید بن ابی عامر بن خریزہ بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد
 اور سلاطین کو فتنہ و فساد حاصل ہوئی۔ اہل و عشق پر اور میں رعب ہوا کہ سب جنابِ خالد کی حضور
 میں حاضر ہوئے اور کہا کہ ہم نے اسی عہد پر ثابت بن جو تم سے کیا ہی پھر خالد و دان سے رہو میں کی
 بالاس میں آگے ترے حکم ہائے میں قتل کر دیے ایسی ہی خیریت العیاب تک چاہیے اور دان ایک
 اقامت کر کے میرے۔ اور لشکر اسلام کے دو سرے سردار بھی ملک تمام میں کھار جو طرف منتر ہو گئے
 سے بہتوں کو قتل کر کے واپس آئے۔ بس سب حج ہو گئے دمشق کی طرف روانہ ہوئے اور وہیں مقیم ہو گئے
 اندھال غلامِ حبشہ کو روکے ابو عبیدہ نے حسن نکالا۔ اور فتحِ یروشلم کی بشارت میں ایک آدمی کو کہے کہ خلیفہ
 بن عثمان کے ماتھ دس سو ہار کو دیکھ میں فتح یا مرید طبع کی طرف روانہ کیا و اقدی رح سے بغول
 ہی کہ ابو عبیدہ کا خط پہنچنے کے آگے ایک شب عمر فاروق نے پہر خواب دیکھا کہ جنابِ رسالت آپ علی
 اللہ علیہ السلام اپنے روحہ مقدسہ میں ہیں اور ابو بکر صدیق بھی حاضر جناب میں۔ عمر فاروق نے
 سلام کیا اور عرض کی کہ رسول اللہ میرا اول مسلمانوں کے واسطے متعلق ہی۔ اور میں نہیں جانتا ہوں
 کہ آج کے دن تم کو کس مقام پر میں اللہ تعالیٰ انکے ساتھ کیا کہ میں نے سیاہی کہ دعویٰ انکے مقام میں آئندہ لاکھ
 تک آئے ہیں حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اسی عمر خوش رہو مگر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ فتح دی اور
 انکے دشمنوں کی شکست ہوئی۔ پھر حضرت نے ہدایتِ ملامت کی تلاوت الدیار الاخرۃ یجعلھا اللہ
 لکم نردون علیہ فی الارضین کا کجا داد ان العاقبۃ للبتقین پھر جب صبح ہوئی حضرت
 کو پہلے لوگوں کو نماز میں بلوائی۔ اور اپنا خواب بیان کیا بس مسلمان اس وقت خوش ہوئے ایسے میں خلیفہ
 بھی دس چار دین کو ہر آئے ہوئے آئے اور ابو عبیدہ کا خط پہنچا تا جب اس خط کا مضمون حضرت کے
 ارشاد کے مطابق تھا حضرت نے سجدہ شکر کا لایا اور وہ نمازِ فجرت تمام سب مسلمانوں کو کہہ کر
 چلتا ہوا کہ سب بہت خوش ہوئے اور حکم الہی کا لایا حضرت عمر نے بھی آیا ابو عبیدہ نے مال کی
 نصیم کی کیا بہت خیر فرمایا کہ جن میں ملک باختران حصہ دیا گیا ہی۔ اور آپ کے حکم کے منظر میں۔ عمر فاروق
 نے اس پر بہت ابو عبیدہ کے نام سے جو اب لکھ کے خلیفہ کے ماتھ سے روانہ فرمایا اسکا خلافت مضمون
 ہی تھا کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو یوشا و فزون پر دیا ہے مجھے اور سب مسلمانوں کو تری خوشی حاصل ہوئی ہے میں
 شکر ایزدی کا لایا جب تکوید میرا خط پہنچے غلام کی تعبیر کرو اور میرا حکم اسے تک تم دمشق میں ہی
 جناب میرے حکم ابو عبیدہ کو بھیجا انہوں نے غلام کی تعبیر کر کے دمشق میں ایک مہینہ اقامت کی اسکے

خلافت عمر فاروقؓ

۳۳

حلب کی فتح

حضرت عمرؓ کا حکم آیا کہ حلب کے طرف روانہ ہو دیں حلب کی فتح - واقعہ می راج سے منقول ہے کہ حضرت عمرؓ نے حکم کیا کہ ابو عبیدہ بن الجراح حلب اور انطاکیہ کے طرف جاوے انکے ساتھ بیس ہزار سوار تھے اور عمرو بن العاص مصر کی طرف کوچ کرے انکے ہمراہ دس ہزار سوار تھے اور یزید بن ابی سفیان وریا بنیام کے کناروں کے طرف روانہ ہو دیں انکے ہمراہ چھ ہزار سوار تھے۔ جب یزید بن ابی سفیان نے وہاں جا پہنچا تو معلوم ہوا کہ ہرقل کا عیثیٰ قسطنطین جو قیناریہ کا حاکم تھا اسکے پاس ایسی ہزار کا لشکر جمع آیا ہے۔ یزید بن ابی سفیان و ہین نزول کیا قسطنطین نے مسلمانوں کا لشکر دیکھ کے ہرقل سے مدد طلب کی تو اسے اور بیس ہزار کی فوج روانہ کی۔ یزید بن ابی سفیان بھی حضرت عمرؓ کی خدمت میں عریضہ لکھ کے مدد طلب کی۔ حضرت عمرؓ نے ابو عبیدہ کو لکھا کہ جلد روانہ ہو سکے مدد روانہ کرے تب ابو عبیدہ نے تین ہزار سوار حرب بن عدی کے ہمراہ دیکر روانہ فرمایا اور قسطنین اور حاضر کے لوگ ابو عبیدہ سے مصالحو کر لیا ابو عبیدہ اور خالد اور مسلمانوں کے چند سردار داخل شہر ہو کے مسجد کا خط کھینچا۔ حلب والوں نے یہ خبر سنے گھبرا یا اور حلب میں سو قوت و دربار جمع کی کہ ایک کا نام یوقنا اور دوسرے کا یوحنا بر حکمران تھے ایچا یاب برسون تک حلب کا اور اسکے اطراف و جوانب کا حد فزات تک حکم تھا اور مکہ و مدینہ میں بکا اور لوگوں کو ذریعہ غلامی میں رکھا تھا۔ اسکے بیٹا کا برا بھلا یوقنا حاکم ہوا اور اسکا چھوٹا بیٹا جو ترک سلطنت کر کے رامہب ہو گیا اور اپنے زمانے کا برا بھلا عالم تھا۔ اسے عرب کے جنگ پر راضی نہوا بلکہ اپنے بھائی کو منع کیا لاکن یوقنا نہ مانا۔ جب ابو عبیدہ نے قسطنین کو صلح سے فتح کیا۔ کتب بن عمرو کے ساتھ ایک ہزار سوار دیکر حلب کی طرف روانہ کیا اور فرمایا کہ میں بھی تمہارے پیچھے پہنچا ہوں اور یوقنا نے ابو عبیدہ کا قصد حلب پر آئینا سکے جا سو ہون کو رکھا تھا جب کعب کی فوج آئینکی خبر سی دس ہزار اپنے ہمراہ لیکر نکلا اور باج ہزار سوار کو اپنے ساتھ رکھا اور باج ہزار سوار کو حکم کیا کہ دوسرا راہ سے جا کر لشکر کعب کی پشت پر آجاوے تا اپنا لشکر چر دو طرف سے انکو احاطہ کرے عرض حرب یوقنا نکلا حلب چھے میل کے فاصلے پر لشکر اسلام سے ملاقی ہوا ہر دو طرف سے ترانی شروع ہوئی ایسے میں دسے باج ہزار سوار مسلمانوں کی پشت سے آگے گھیر لے کعب نے باوجود غفلت لشکر کے تری جو اندری کی اور انکے سامنے لوگ جو ایک ہزار تھے دس ہزار کا فرسے پر ایسی سخت جنگ کے ایک سو سترہ صحابی شہید ہوئے سعید بن مفلح کے سینے پر چالیس زخم لگے تھے انسے ہر ایک ایسا جو اند تھا کہ بہت سے مشرکوں کو قتل کیا تھا سعید بن مفلح ایک ایسے جو اند صحابی تھے کہ انکے سینے پر چالیس زخم لگے تھے کوئی زخم انکی پشت پر نہیں تھا دسے سب اکابر صحابہ سے تھے جو حضرت کے ہمراہ غزوہ ذات السلاسل اور تبوک میں اور حاکم

ہزار جنگ یا مدت میں حاضر تھے۔ اور مشرکوں میں بدولت ظاہر ہوئی قریب تھا کہ بھاگے لاکھ یوقا انگریز
 دلا نہ گیا۔ اور اہل اسلام منتظر اور چشم برآہ تھے کہ ابو عبیدہ کی طرف سے یہ دو آوے۔ اور ابو عبیدہ کو
 تاخیر ہو چکا ہے سبب تھا کہ بوقت جنگ کا بار بار وہ کہنے نکلا ابو عبیدہ کے لوگ اتفاق کر کے دوسری راہ سے
 ابو عبیدہ کی خدمت میں آگے صلح کرنے! مسئلہ انکو تاخیر ہوئی تھی جب وہی اہل صلح سے معلوم ہوا کہ یوقا
 دس ہزار کے لشکر سے نکلائی ابو عبیدہ جو کعب کے ہمراہ ایک ہزار کی فوج دیکھ بھیجے تھے اس پر بہت
 کرنے لگے پس بڑی جلدی سے اپنا لشکر ہمراہ لیکے حلب کی طرف کوچ کئے۔ اور کعب بن خمرہ تو یوقا کے
 ساتھ ہزاروں میں سرگرم تھے ایسے میں حلب کے لوگ جو ابو عبیدہ سے مصالحو کر کے پھرے اور داخل شہر
 صلح کی خبر نہ کہہ دی ایک یطریق شہر سے دوسرا اور دوسرے میں جا کے یوقا کو خبر دی اپنے یہ خبر سننے
 ہی جنگ موقوف کیا اور اپنے لشکر کو لیکے حلب کی طرف پھر گیا۔ اور کعب بن خمرہ حیران تھے کہ ناگاہ
 لشکر کفار میدان کا ہزاروں سے پھر چاہی کیا سبب ہی۔ انھیں سب مسلمان بھی اپنے لشکر گاہ کی طرف آئے
 یہ ہمہ ممکن بات اور دوسرے جنگ حیرانوں میں حضور تھے اور ایک لمحہ میں تمام ہتھیار پائے تھے
 اسکی بڑی فائدگی تھی کہ اس شہر میں کئے اس شہر ابو عبیدہ کا لشکر آگے بڑھا۔ سب کے آگے خالد بن ولید
 بہت خوشی سے ملے ابو عبیدہ جو انکے پیچھے تھے اپنے جب کعب بن خمرہ کو صبح دسواں پائے لشکر الہی
 بجا لائے اور جنگ کے میدان پر آئے جب شہیدوں کی نعشوں پر نظر کرنے تو بہت غموم ہوئے اور
 کہے کاش ابو عبیدہ مارا جاتا اور یہ مارے بچاتے پس سب راہیں ہی غار تھیں اور حکم کئے کہ انہیں
 خون آلودہ کبروں میں دفن کریں حضرت سے سنائی بخیر اللہ تعالیٰ الشہداء الذین قتلوا
 فی سبیل اللہ یوم القیمۃ و دیما ہم علیٰ انجور ہم اللون لون الیوم والرجوع یوم
 المسک والیوم علیکم مبارک لا ینذ علیکم الحجۃ بغیر حبیب اور یوقا جب مصر کے
 پھر کے قبضے میں داخل ہوئے تو جو لوگ صلح کر کے آئے تھے انکا قبل شروع کیا تمہو سے عرصہ میں
 میں سوادھی کو مار دیا۔ تب یوحنا جو اسکا بھائی تھا ایک یوقا سے کہنے لگا کہ تو جانے انہر کیوں ظلم
 کرنا ہی انکے قتل سے ہاتھ رکھ نہ بات کہتے ہی یوقا اس پر رحم ہوا اور کہا شاید کہ انکو صلح کی ترغیب
 تو نے دی ہی میں کچھ کو قتل کرونگا یہ کہانی تر وار کہنے لیا۔ تب یوحنا آسمان کی طرف مڑا کہ کہا
 اللہم اشہد علی انی مسلم الیک بحال الذین ہو لاء القوم اشہد ان محمدًا
 رسول اللہ وان المسیح نبی اللہ پھر یوقا کی طرف متوجہ ہو کے کہا میں تو مسلمان ہو گیا اب تو

جو کرنا چاہتا ہی کر۔ اگر تو مجھے قتل کر گیا میں بہشت کی طرف جاؤں گا۔ یوقنا چڑھ گیا اور اس وقت روحا کو قتل کر دیا اللہ تعالیٰ اس پر رحمت کرنے۔ جب یہ خبر لشکر اسلام میں پہنچی ابو عبیدہ اس وقت اپنے اہل صلاح کی تائید کے لئے اپنا لشکر لیکے نکلے خالد بن ولید نشان لئے ہوئے شب کے آگے تھے یوقنا کے لشکر پر اگرے اور ایسی شمشیر زنی کی کہ اسکے لوگوں سے تین ہزار آدمی مارے گئے۔ یوقنا گھبرا کر بھاگا اور قلعے میں جا کے پناہ لیا۔ اور لشکر اسلام محاصرہ کیا تھا۔ ایک شب یوقنا فریب کر کے اپنی فوج ہمراہ لیا ہوا لشکر اسلام پر شب خون گرا سب مسلمانوں کو جب اطمینان حاصل تھا سو رہے تھے کہنا جب شب خون گرا سب ہوشیار ہو کر جلد سوار ہوئے تیز وار چلنے لگی مسلمانوں سے ساتھ خانہ بھی شہید ہوئے اور پچاس آدمی کے قریب قید ہی ہو گئے یوقنا شکست کھا کے اور قلعے میں داخل ہوئے دروازہ بند کر لیا اسکے چمڑی لوگ بھی قلعے کی طرف متوجہ ہوئے جناب خالد نے یہ حال دیکھ کے ان پر ایک ایسا حملہ کیا کہ ایک سو کا فر مارے گئے باقی قلعے میں داخل ہو گئے جب صبح ہوئی یوقنا نے ان پچاس مسلمان کو جو قیدی ہوئے تھے قلعے پر ایسی جگہ پر لٹا کر دیا کہ لشکر اسلام کے لوگ کو نظر آئے اور ان کی آوازیں پہنچتی تھے اور ان سب کو قتل کر دیا اور دوسرے کہتے تھے کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ بیان کرتے ہیں کہ سب شہید ہو گئے۔ نبی اللہ تعالیٰ انہم پھر یوقنا دوسرے کمر و فریب کے تیرمیرین تھا لیتے ہیں اسکے ایک چار سو میں نے اگر خبر دی کہ عرب کی ایک جماعت ادھرتون اور خجرون پر غلہ اور چارہ وغیرہ لے رہی ہوئی تھا ان جنگل سے اگر بھی ٹہی یوقنا نے یہ سنتے ہی ایک ہزار سوار کو روانہ کیا تا ان جماعت کو مار دالے اور انکا اسباب غارت کرے۔ پس اسکی فوج پوشیدہ راہ سے شب شب روانہ ہوئی اور علی الصباح انہیں جا ملی۔ وہ عرب کی جماعت لشکر اسلام کے واسطے جو رسد لائیکے لے اس جنگل کی طرف آئی تھی وہ سب ایک سو مسلمان تھے انکے سردار منادوش بن حجاج الطائی تھے۔ جب ہر دو فریق ملے لڑائی شروع باوجود قلت کے ہر حجاب نے داد جو انمزدی کی دی انہیں تیس شخص شہید ہوئے اور دوسے کفار انکا سب اسباب لوٹ لیکر ایک کوستان کی راہ لئے اور ایک پہاڑ پر جا کے پوشیدہ ہوئے تا کہ لشکر اسلام کو یہ بدلہ لینے کے واسطے نہ آویں۔ اور شب کے وقت اپنے قلعے میں داخل ہو جائیں۔ وہ عرب کی جماعت جو شکست کھائی تھی انہیں یعقوب بن الصباح الطائی جو منادوش کے بھتیجے تھے جلد لشکر اسلام میں جا کے یہ خبر دی جناب ابو عبیدہ نے سکر بہت مضطر ہوئے اور خالد بن ولید کو فرمائے کہ انکا بدلہ تمہارے ہی ہونا ہوگا۔ خالد یہ سنتے ہی آپ ہی تنہا جانیکے لئے تیار ہوئے ابو عبیدہ بہت ہی مجب ہوئے انکے ہمراہ چند سواروں کو دئے۔ جناب خالد نے ملینار ان پر چاہئے اس ہزار سوار کا سردار ایک بطریق تھا خالد نے

بجھا کر بقیہ بھی ہو گا پس قرآن کا ایک ایسا ادا کیا کہ ان کے دلوں پر ہو گئے پھر ایسا سخت قہار ہوا کہ ان کو
 بھاگنے لگے مسلمان ان کا پیچھا کر کے مار رہے تھے آخر کوئی درجہ بچا نہیں سکا جس سے زیادہ قیدی بن آئے باقی
 سب مار دیے گئے سات سو تھے کچھ کم معذوروں کے سر ان پھر اور ان کے جانور اور اسباب اور ہتھیار سب
 یہ تمام ان کے ہاتھ آئے پس خالد بن ولید کو لے کر ہونے لگے یہ تھیلے کتے ہوئے مغلطہ و منصور حبیب
 لشکر گاہ اسلام میں آئے یہی اہل لشکر بھی تھکے و تھیلے سے جواب دیتے ہوئے ان کے استقبال آئے
 بہت خوش ہوئے اور شکر ادا کیا اسے جناب ابو عبیدہ نے ان قیدیوں پر اسلام عرض کیا وہ
 لوگ قبول نہیں کئے اور کہے کہ ہمارے سے مال کے چھوڑ دو خالد نے کہا جیسا لاؤ گے ہمارے لشکر
 پر کچاں ہو گا جو قیدی کے مار ڈالا ایسا ہی ان قیدیوں کو بھی مار ڈالنا بہتر ہے جناب ابو عبیدہ اس
 پر اسے کو پسند کئے اور ان کے قتل کا حکم فرمایا پس انکو قتل کئے یہ وہ بڑے کھڑے کر کے قتل کر دئے قتل کے رگ
 یہ حال دیکھ کر سب نے غصہ اٹھایا اس سے انکو بڑی دہشت ہوئی۔ غرض چار یا پانچ مہینے کے قریب مسلمان
 می طرح کئے تھے لاکھ اہل قلعہ حاضر نہیں آئے تھے بلکہ مسلمانوں کو جیسی نصیب تھی کیونکہ وہ قہار بر میدان
 کے جنگ نہیں کرتے تھا بلکہ راتوں میں جب غفلت کا وقت پاتا تب ان کے شیخوں کو اس کے مسلمانوں
 آگئے تھے اگر سر اذین مردوں کندی کے غلام کر چکا نام وہ اس اور انکی کنیت ابو الہول تھی اپنے
 قبیلے کے ساتھ چار دکانے بنے تھے وہ بھی بڑے سخت پہلو ان اور جو انہوں نے اور رانی کے مکرو
 قریب سے خوب آگاہ تھے سو انہوں نے بھی سب باتیں من تک بری سعی و کوشش کی اور بہت کم
 و قریب سے بھی پیش آیا لاکھ کچھ فائدہ نہ دیا۔ آخر اس نے ایک سب جناب ابو عبیدہ سے عرض
 کی کہ میرے ہمراہ تیس جو انہوں کو دینا کچھ تدبیر کروں امید ہے کہ اللہ تعالیٰ فتح و نصرت کی صورت پیش
 پیش فرمیں و کھلا جائے ابو عبیدہ نے قبول کر کے حکم فرمایا کہ تیس غازی ان کے ساتھ جاوے۔ پس
 دامن نے ایک بکرے کی پور میں تین لکے چل دیا وہ تیس جو انہوں کے پیچھے چلے تھے اندھیری میں
 انکو چھپا دئے ہوئے چائے تھے کہیں کسی کو اندازہ نہ ہو تو ان میں اپنے ہر دو ہاتھ اور ٹانوں پر چلتے تا
 لوگ جانور سمجھیں اور نہ ان سے راہ و دست شخص کو ان میں ابو عبیدہ کے ہاتھ پیچھے نا انکو خبر دین کہ علی الصباح
 لشکر روانہ فرماوے۔ تین دن اس سے دو چھاپس جو انہوں کو ساتھ لے ہوئے قلعے کے ایک برج کے پاس
 آئے اور اپنے رفیقوں سے لیا یہ شخص کو جو بڑے سخت اور صاحب قوت تھے جن نے ان اور ایک
 شخص کو اپنے کندھوں پر چڑھایا کہے کہ بیٹھ جاؤ بیٹھ گیا بیٹھ کر کہے کہ ان کے کندھوں پر چڑھ کر
 بیٹھ جاؤ تھے اور ہر شخص قلعے کی دیوار کو مضبوط کر لیا تو اسے ایسا ہی ساتوں پہلو ان ایک ہر ایک

جزرہ کے۔ اور ساتویں کو کہے کہ اتمہ کتر رہے ایسا ہی ایک کے بعد ایک ساتویں لکھی اسناد ہوئے۔ یہاں
مختص دیوار کے کنگرے تک پہنچ گیا پھر دوسرے کے موافق حث کر کے قلعے کے اندر جانا زمانہ اس پرچ کا
جو کیدار شہزاد بیکر بہت پر تھا اس جو انور نے اسکو اٹھا کے قلعے کے اوپر سے ڈال دیا وہ گر گیا اور وہ
نگہبان کو دیکھا تو دے بھی بیہوش پڑے تھے ان ہر دو کو دھج کر ڈالا۔ پھر ایسا عمارت قلعے پر لٹکایا ساتویں
مختص اسکو پکڑنے کے اور جزرہ گیا اس سطح ساتویں بھی چڑھ گئے اور سب ساتویں کو بھی چڑھائے پھر
دو اس چو طرف پھرتے اور لوگوں کا حال دریافت کرنے لگے۔ ایک خربلہ میں آواز ہو رہا تھا وہاں
حاکم دیکھے تو سب انصار کے سردار جمع آئے ہیں اور ان کے زور و دست کے تیلان کتر کے ہیں اور وہ ان کے
درمیان دینا ہے سچ سہری فرس پر تھپائی اور کددار موتی ہسائی اور جزو کا سر بند باندھا ہے اور اسکی
کھانے پینے میں متول ہی اور مشک ان پر پھیر کا جائی ہے۔ دوسرے میں بیہ حال دیکھے کہ اپنے یاروں کے ہاں
لوٹ آیا انکو یہ خبر دیکھے قلعے کے دروازے کے پاس گیا وہ زور و دست اور بہت محکم تھا بری مسقت کر کے
دیوار سے کھینچو کے ایک پتھر نچالا اور اس سورج سے کہ جس کے میں شخص نگہبان کئے ان تینوں کو مار ڈالا
ایسے میں جب صبح ہوئی بیہ حال دیکھے کہ اہل قلعہ یوقا کو خبر دے اسے چار ہزار سوار کو لیکے نکلا ان کے
مقابل مسلمان وہی تھا میں تن سے آئے اتمہ اومی شہید ہو اور دوسرے میں مجاہد کو ساتھ لیکے رہی
جو انور دی سے پیش آئے تھے کہتے ہیں کہ ان کے بدن پر بہتر زخم لگے تھے بائیں قبائل کر رہے تھے یہاں
کافر و نکی ایک جماعت مادی گئی اور ایک جماعت قید ہو گئی۔ ایسے میں خالد بن ولید ایک ہزار سوار کو کھڑے
لے پہنچے انکو دیکھتے ہی کفار گھبراے پھر ایسے میں ابو عبیدہ بن الجراح بھی مجاہد انصار کا ایک لشکر لیکے
آپہنچے۔ قلعے والوں نے بہت ہی گھبراہٹ اور انان چھنے لگے۔ ابو عبیدہ نے حکم کیا کہ انان دو اور حرب
رومیون کو حاضر کرو۔ جب مردوں اور عورتوں کو حاضر کئے ابو عبیدہ نے ان پر اسلام عرض کیا۔
اللہ تعالیٰ نے یوقا کو توفیق دی سوائے سب اہل ایمان مشرف ہوا اور اسکی سمیت کر کے اسکے تابعوں سے
رمیون اور سرداروں کی ایک جماعت بھی اسلام لائی۔ اہل اسلام جو انکا مال لوٹا تھا ابو عبیدہ انکو دوسرے
دلوایا۔ پھر یوقا نے ابو عبیدہ سے صاف عربی زبان سے کہے لگا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری مائید کی ملائک
تمہارا دین حتی ہی۔ اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ یہ وہی ہی میں کہ مسیح نے جن کی
بشارت دی تھی۔ انجیل میں آپ کے یہاں وصف مذکور ہیں کہ وہ خاتم الانبیاء ہیں اور خدا کریمو اے میں
حق و باطل کے اردوہ یتیم ہو گئے آگے مانتاب نہ لیکے داد اور حیا انکی کفالت کرانگے۔ آیا یہ سب افع
ہوا۔ ابو عبیدہ نے کہا ان مجھ کو حجابی یوقا میں نے کہ تم عربی زبان نہیں جانتے ہو یہ زبان اس سطح

آئی۔ یہ قاتل کہا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہیں۔ اس کی شب تہا رہے کاروبار میں فکر کی چیز ہو کر
 میں فتح یاب ہوئے ہو۔ پس ہو گیا اور خواب میں ایک مرد حسین کو دیکھا کہ جب کاہرہ چاند سے زیادہ روشن
 میں نے دریافت کی کہ یہ کون سی لوگوں نے کہا کہ یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ میں نے کہا کہ اگر یہ
 پیغمبر حق ہیں تو اللہ تعالیٰ سے درخواست کریں کہ مجھے عربی زبان کی تعلیم ہو۔ تب حضرت نے دعا کی اور
 جب بیدار ہوا تو عربی زبان سے آگاہ ہو گیا۔ ادا اپنے بھائی رجا کے گھر گیا اور اس کا کتب خانہ کھولا
 پندرہ ہزار کتابوں کے اوصاف دیکھا تو وہی اوصاف پایا جو میں نے تم سے دریافت کی۔ اور یہ بھی دیکھا
 کہ یہ وہاں کے بہت دشمن ہو گئے آخر وہ پیغمبران پر غلبہ دے جائیگے۔ آیا یہ بھی واقع ہوا۔ اور عید نے
 کو مان کر یہودی تہی دشمنی سے پیش آئے آخر اللہ تعالیٰ نے حضرت کو ان پر غلبہ دیا۔ اور اس کے
 فلان فلان شہر اور حصہ حضرت کی تخرمین آگے۔ پھر یہ تھا کہ کہ میں نے ان کتابوں میں دیکھا ہی کہ
 اللہ تعالیٰ نے اس پیغمبر کے اصحاب اور تابعین کو آپ کی تائید کی وصیت کی ہی جب میں نے
 یہ باتیں دیکھا دل میں ایمان کے طرف رغبت آگئی تب تہا رہے رہو دیوان کا ان قرار کیا۔ عرض
 جب وقت اسلام لایا اللہ اسلام کے ہمراہ ہو کے کافروں سے جنگ کرنے لگا اللہ تہی دانشمندی اور
 جواز دہی کی داد دی انشاء اللہ تعالیٰ اس کا بیان آگے آئیگا متوجہ ہونا ابو عبیدہ
 کا انکیہ کی طرف اور تشریف فرما فی حضرت عمرؓ کی دیار شام
 کی طرف۔ کہتے ہیں کہ جب لشکر اسلام دمشق میں حیدر و زراعت پایا۔ جناب
 خلافت اب کا فرمان واجب الافغان ابو عبیدہ کے نام سے ایسا صادر ہوا کہ یہ بام
 ملاحظہ کرنے ہی بیت المقدس کی طرف روانہ ہو دیں۔ والسلام۔ اسکے آگے ارطیون جب
 فرار ہو کے بیت المقدس میں جا کے پناہ لیا ابو عبیدہ نے عربوں کو خاص کے ساتھ ایک لشکر
 جواز دہی کے روانہ کیا عربوں کو خاص کے بیت المقدس کی طرف جا کے اس لشکر کو بھیامو کیا اس حاکم
 کی ہی ایام میں علامہ نصار سے ایک شخص عربوں کو خاص کے پاس ایک قاصد کو بھیجے اس کا نام
 دریافت کیا اس قاصد نے دریافت کر کے لیا اور اس کو خبر دی کہ اس کا نام عربی۔ تب پھر اس قاصد
 عرب کے پاس پیام لے آیا کہ تم اس شہر کی تخریم کا خیال نہ کرو اس کی فتح تہا رہے تاخیر نہ ہوگی۔ کہہ کر تم
 کتابوں سے پایا ہی کہ یہ شہر وہ دو تہ کے نامہ پر متفق ہو چکا کہ جس کے نام میں ہیں عرب
 زمین تہا رہا نام تو چار عربی ہی عمر اور عربوں میں ایک داؤ کا عربی ہی۔ عربوں کو خاص
 جناب انس بات پر آگاہ ہوئے۔ یہ وقت حضرت عسکری کی خدمت میں ایک

عزیزہ روانہ کر کے اس بات سے اطلاع دی تھی ایسے میں ابو عبیدہ نے جب ایک لشکر جزارے کے نکلے اور مشہارون میں جا کے نزول کیا وہیں ایک کتبہ بیت المقدس کے بطارتہ کے نام سے اس مضمون کا روانہ فرمایا کہ تم اگر اسلام مشرف ہووین باخیر دینا قبول کرین ہم تمہارے ساتھ تفرض کریں گے والا ایسے جو غزوہ کو تم پر روانہ کرتا ہوں کہ تم جو گوشت جو کھانے اور شراب پیسے کو بیت عزیز رکھتے ہو ان جو غزوہ کے پاس راہ دین میں اپنی جان ہی اس سے بھی زیادہ عزیز تھی۔ پھر ابو عبیدہ نے چند روز وہیں توقف کیا پھر جب معلوم ہوا کہ بیت المقدس کے نصاریٰ اپنی کشتی سے باز نہیں آتے ہیں وہاں سے کوچ کر کے عمرو بن عاص کے لشکر کے ساتھ جا ملے۔ جب یہ بات اس شہر والوں کو معلوم ہوئی ایک لشکر عظیم نے کے شہر سے نکلے اور سپاہ اسلام کے ساتھ مقابلہ کئے جب ہر دو طرف سے جنگ شروع ہوا ایک ساعت میں کافروں سے بے ہنایت لوگ مار پڑے اور جو باقی رہے ہزیمت پا کے شہر کے دروازے کو بند کر دئے پھر غازیان اسلام کمال شجاعت کا کھنکھارہ کیا تب بیت المقدس کے سرداروں نے بہت ہی عاجز آئے ابو عبیدہ کی خدمت میں یہ پیغام بھیجا کہ ہم صلح کر شہر تمہارا تحویل کر دیتے ہیں لاکھ تمہارے قول پر چندان اعتماد نہیں اگر امیر المومنین عمر بن الخطاب اس طرف تشریف لاوین اور عہد و پیمان کرین ہم اطاعت کرنے کے لئے حاضر ہیں۔ تب ابو عبیدہ نے یہ سب احوال امیر المومنین کی خدمت میں لکھ بھیجے حضرت عمر نے اکابر و جہاد انصار اس باب میں مشورت کی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ وقت اقامت میں دیکھی۔ اور حضرت علی نے امیر المومنین کے کوچ کو اقامت پر ترجیح دی۔ حضرت عمر کو جناب امیر کی ہی رائے پسند آئی پس حکم کیا کہ عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے باہر خیمہ کیے لشکر گاہ بناوین تا صحنہ و ماں جمع آوین جب ایک لشکر فراہم آیا حضرت علی مدینہ طیبہ میں اپنی نیابت دیکے آپ شام کی طرف متوجہ ہوئے۔ جب بیت المقدس پانچ روز کے فاصلے پر تھا ابو عبیدہ نے چند سرداروں کو اپنے ساتھ لے کے استقبال آئے اور ایک بہتر عربی گھوڑا اور غنیمت لباس اپنے ہمراہ لے آیا۔ کہتے ہیں کہ جب امیر المومنین سے ملاقات ہوئی کہا دیکھتے ہیں کہ حضرت عمر نے اونٹ پر اپنے غلام کو سوار کروا اسکی ہمارا اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے تشریف لائے ہیں ابو عبیدہ اور دوسرے امرا اور سپاہ جو اسکے ہمراہ تھے انکی حالت دیکھ کے تعجب کرنے لگے اور سوال کئے کہ غلام کو اونٹ پر سوار کرواؤ اور آپ پیادہ تشریف لانے کا کیا سبب ہے حضرت عمر نے جواب دیا کہ میرے اور غلام کے درمیان یہی ایک اونٹ ہی سوا ایک منزل میں وہ سوار ہوتا اور ایک منزل میں۔ سو آج اسکی سواری کی نوبت ہے۔ سبحان اللہ یہ کس مرتبہ کا واقعہ تھا۔ عرض ابو عبیدہ نے انا اس کی کہ یہ لباس سفید ہیں اس گھوڑے پر سوار ہووین حضرت عمر نے قبول کر کے وہ لباس پہرا اور گھوڑے پر سوار ہوئے پھر ایک لحظے کے بعد کبیک گھوڑے سے اترے اور وہ پوشاک اپنے بدن سے نکال دیا اور اپنا وہی لباس کہتے ہیں لکے اونٹ پر سوار ہوا اور فرمایا کہ اس لباس اور گھوڑے سے میں نے اپنے نفس میں ایک عجب پایا سو سمجھا کہ یہ عمل شیطان سے ہی اس واسطے اس سے باز آیا۔ ابو عبیدہ اور یزید بن ابی سفیان نے عرض کی کہ اگر یہ کپڑے نکال کے دوسرا لباس پہر تو

مسند خلافت کو سزاوارت کی کوثر شایرین لباس پوشاک میں برائے تحمل رکھنے میں فرمایا کہ میں بھی لباس سب سے بہتر پہنچتا ہوں اور بالی
میں حاضر ہوتا ہوں اور کسی لباس پر ناز نہ پہناتا ہوں ہر شغف و نصیحت سے چند بائین کر کے انکو بھی دیا۔ پھر جب لشکر گاہ میں
پہنچا اور نزول فرمایا اور تھوڑے سفر کی مشقت سے آرام پایا اور عیدہ نے ایک قاصد کو بیت المقدس والوں کے پاس بھیجے
حضرت عمر کی تشریف لانے سے اعلام کیا تب اس شہر کے لوگ ایک عرب کو کہ جس کی کنیت ابو الجعد تھی امیر المؤمنین کی خدمت
میں روانہ کئے تاجہ و پیمان کر کے جزیرہ قبول کرے اس شرط کے ساتھ کہ اپنے کسی کو عتلا وطنی نہ کریں جب اس عرب نے اپنے
عرض کی۔ جناب فاروق اعظم نے بیت المقدس والوں کی التماس قبول کر کے حکم فرمایا کہ اسباب میں ایک عہد نامہ لکھ کر
انکے تحویل کریں۔ جب حسب الحکم عہد نامہ لکھا گیا وہاں کے یمناء و قحطیہ شہر کے دروازے کھول دیئے۔ اہل اسلام تہی خوشی
داخل شہر ہوئے جب ناز کا وقت پہنچا۔ عمر فاروق نے بلال مروان کو جو صدیق اکبر کی خلافت میں ان کے سب سے مہتمم
کی تھی حکم کیا کہ تماری اذان ہم نے سنی ہے ایک بیت مدیہ مقصی ہوئی اگر آج اس بقعہ شریف و مقام شریف میں اذان کہیں
بیت مناسب ہی۔ بلال نے کہا کہ میں نے اپنے ذول میں یہ بات قرار دی تھی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
ہر گز اذان نہ کہیں مگر بلال نے جب غلبے کی اطاعت و اجابت سے یہی سوچ کر قبولیت کے چارہ نہیں میں جب بلال نے اذان کے
اذان شروع کی اصحاب کرام کو کیسیک مروا خیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس مبارک باد آئی بے احتیاء ماہ و نثار ہی شروع
کئے اس مجلس میں ایک شور قیامت برپا ہوا خصوصاً ابو عیدہ ابن الجراح اور عاذ بن جبل خاندن بنی نضیر کے تڑپتے تھے
جب بلال نے اذان سے فارغ ہوئے اور قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃ کہا حضرت عمر نے سب جماعت کو ساتھ لے کر
نازاد اکی اور ناز کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور تسکرو سپاس بجالا کر فرمائے گئے کہ شہر بیت المقدس جو روح سکون
معظم مکانات ہی اللہ تعالیٰ نے بے رنج و کلفت جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تاجون کو روزانی فرمایا اللہ
ہم نے آج کے دن مسجد اقصیٰ میں ناز ادا کیا۔ پس ایک شہم لغز و نسی سے جب فراغت حاصل ہوئی ابو عیدہ کو ولایت شہم
کے سب شہروں پر حکومت دیکے آپ نے مدینہ طیبہ کی طرف مراجعت فرمائی اور اس سال دفتر دار و دیوان مقرر ہوا اسکا قصبہ
ایک کھنڈ غلام اور مکون کا خراج اور اہل کتاب کا جزیرہ طرف سے ایک ہی وقت جناب خلافت آپ کے دربار میں حاضر
آیا سودہ مال کنیز و مبلغ غلیظ تھا۔ روایت یہی کہ اس مال سے آئمہ لاکھ و ہجڑم داخل بیت المال ہوئے جب امیر المؤمنین نے اس کے
مقدار سے واقف ہوئے اس شب میں فرش سے پہلو لگا یا نہایت میقرباری سے خواب نہ کیا انکی بی بی نے سوال کیا
کہ اسکا کیا سبب کہ آج کی شب آپکا اسقدر اضطراب ہے کہ استراحت نہیں فرماتے ہو۔ فرمایا کہ عمر کو کہیں خواب آگیا
کہ چوتھ سے اتنا مال فوراً جو سلیں ہی فراہم آیا یہی کہ کسی نہ آیا تھا۔ اسلئے ایسا قدرتا ہوں کہ کہیں اسکو مصاف
شرعیہ میں خفی کرنے کے آگے میری موت آجائے تو بارگاہ الہی عز شانہ میں ماخوذ ہو دوں گا۔ القیہ اسی خطرہ ہی میں
شب گذشتہ کی جب ناز صبح سے طلوع ہوئے۔ صحابہ کی طرف موبہ ہو کر فرمائے گئے کہ یہ مال کنیز جو جمع آیا یہی اسباب ہیں

ایک بات میری خاطر میں آئی تھی سو تم سے مشورت کرتا ہوں تاکہ معلوم ہو کہ اسباب میں تمہاری ماسے کیا اقتصاد کرتی تھی۔ میری ماسے یہی تھی کہ پیانے سے ناپ کے تقسیم کریں۔ یہ بات سننے کے صحابہ کہنے لگے کہ یا امیر المؤمنین یا ثید ایزدی و عیانت ہمدانی سے اہل اسلام روز بروز زیادہ ہوتا ہے۔ یہ مال جواب آیا تھی انشاء اللہ تعالیٰ دن بدن اس سے زیادہ آویگا۔ مگر کیا معلوم ہوتا ہے کہ ایک دفتر اور دیوان وضع کریں اور حکم فداویں کہ مال مستحقین کو حساب و کتاب دیا کریں اور ہر ہر کو جو دیتے ہیں لکھا کریں۔ حضرت عمر کو یہ راہت ہی پسند آئی پس حکم فرمایا کہ دیوان دفتر کی ترتیب دیں۔ اور لوگوں طبعے اور مرتبے قرار دے۔ اور پہلے حضرت کے عم بزرگوار عباس بن عبد المطلب سے شروع کیا۔ حضرت کی قربت کا اگر ام پیش نظر رکھ کے ان کے نام سے سالیانہ بار ہزار اور ایک روایت سے بیس ہزار درہم مقرر فرمائے۔ اسکے بعد سادات اہلبیت کو مقدم کیا اور حضرت کے ازواج مطہرات سے ہر ایک کو دس ہزار درہم۔ اور اہل بدر سے ہر ایک کو پانچ ہزار درہم تعین فرمائے امیر المؤمنین امام حسن و امام حسین و ابوذر و سلمان کو بدریوں میں داخل کیا۔ اسکے بعد بنی کو اسلام میں سبقت تھی اور مشاہد میں حاضر تھے ان کے مراتب مقرر کئے۔ ایک شخص نے عرض کی کہ یا امیر المؤمنین اگر تھوڑا مال مسلمانوں کے واسطے بیت المال میں ذخیرہ کر رکھیں بہتر ہے۔ فرمایا کہ ایسی بات مت کر کہوں کہ میرے بعد جو مسلمانوں کا دالی ہو دیگا یہ بات اسکے حق میں فتنہ کا سبب ہوگی **يَوْمَ جَدِيدٍ وَ يَوْمَ جَدِيدٍ** مسلمانوں کا ذخیرہ اطاعت خدا و اطاعت رسول ہی و بس۔ **بِحَرَامٍ** اور زلفہ حاضر نیست؛ کہ وہی بگذاشت و از فردا خبر نیست؛ ز فردا و زدی کس نشان نیست کہ وہی رفت است و فردا در میان نیست؛ یک امر و زہمت مارا نقد ایام؛ بران ہم اعتمادی نیست تا شام؛ **سولہین سال کے وقایع**۔ لائے ہیں کہ سولہویں سال میں حضرت عمر نے سعد بن ابی وقاص کے نام سے ایک نامہ لکھ کر ان کے ہاتھ میں دیا کہ سب حجاب و حجب اہل و عیال کو قادیسیہ میں چھوڑ کے اس شہر کی حراست و حفاظت کے لئے مقرر کرے اور اپنے ساتھ لشکر اسلام کو لے کے مدین کی تسخیر کے واسطے روانہ ہو کہ پس سعد بن ابی وقاص نے حسب الحکم ہجرت کے چند ہیوں سال اور آخر شوال میں جنگ کے ساز و سامان کو ترتیب دیکر لشکر اسلام کو ہمراہ لے کے مدین کی طرف کوچ کیا اور اٹھارے راہ میں کئی شہر جنگ اور ضلع سے ٹاٹھ آئے۔ ایک لشکر عجم جو میں تھا سخت جنگ و جدال کے بعد اسکے سپاہ متفرق ہو کے ایوان کی طرف بھاگ نکلے۔ اور بعضوں نے دجلے پر پل باندھ کر پائے کو پھر پل کو توڑ دیا تا اہل اسلام اپنا پیچھا نہ کریں اور بری جلدی آگے مدین میں پہنچایا۔ اور سعد بن ابی وقاص نے سادات نگاہ کے جب لشکر کی موجودات دیکھی تو ساتھ ہزار سوار حاضر تھے۔ جب سعد بن وقاص تشریف لانے کی خبر بزرگوار کو پہنچی اس نے اپنے لشکر کی امارت پر کسی کو مقرر کرنا چاہا تو کوئی بھی قبول نہ کیا۔ آخر یہ بات چھری کہ مدین کے درمیان جو دجلہ جاری تھا اس کے گزر جاویں۔ اور جانب غربی جو سمواوہ کے ساتھ ملتی تھا عرب کے واسطے چھوڑ دیں۔ اور جانب شرقی جو اکابرہ کے ایوان اور خسروان عجم کی جویلیاں اسی میں تھیں ان کی حفاظت

کریں پس اپنے زوال و اہل و عیال کو ہر ایک کے لئے بھلا کر اپنے اور اپنی تیار کر کے کشتیوں میں تھپکے پار ہو گئے پھر کشتیاں نکالیں
جب سعد نے دیکھ کے کہ نہ دیر پہنچ کے دیکھا تو نہیل ہی نہ کشتی نہایت متحرک ہو گئے۔ اور لشکر کے امیر و فوج کے مسدودت کی
بہترین ہے کہ ایک کشتیاں تیار کریں اور اپنی ہاتھ کے دیکھتے سے پار ہو وین مسلمان فارسی نے کہا کہ ایتھا الامین ہم اس وقت
اور کشتیاں بنائیں بلکہ ہم اپنے خزانے اور دینے لے کے مابین سے نکل جائیں گے۔ نقل ہی کہ سعد نے اسی تب اپنے
خواب میں دیکھا کہ اپنے لشکر کے سوار و پیادے ہوسے سلامتی کے ساتھ پار ہو گئے مابین میں جا پہنچے۔ صحابہ کے
روبرو وہ واقعہ بیان کر کے کہنے لگے کہ فی کلا علی اللہ دریا پر کے جا کر ان کا فزون سے جنگ کے لئے سوار
کر رہیں یہ سننے ہی سب کے سب کہاتے کہ اللہ تعالیٰ ہم اور آپ کو رستہ و قوت کرامت فرماؤ کہ امید تو یہی
کہ جیسا اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنی قدرت کا واسطہ سے ہم کو اس خاک کے تختہ شنگون پر لگا رہے گا وہی ویسا ہی اپنی رحمت
فاصلہ سے اس پانی کو صوفہ شنگون پر لگا رہے گا۔ کہیں کسی کہ ابن دنگہ دار دستہ پڑ سعادت بہر بحر و بر پار
اومت پڑ سعد کہنے لگے کہ ہمارے لشکر سے کون ہی کہ اول اس امر خطیر میں اقدام کرے اس کنارے سے دوسرے
کنارے پر ہماری حراست و محافظت کرے تا لشکر عزم ہمارے جو کہ منع نہ ہو وین۔ تب عاصم بن عمر و اور قنقل
اور ارباب شجاعت و جلالت سے چھ سو دلا ورون کے قریب اتفاق کر کے کرنا مذہب سعد نے ان سب پر
عاصم کو امیر بنانے کے طور کا حکم کیا۔ کہنے ہیں کہ اول قنقل اللہ تعالیٰ یرو تکل کر کے اسی کام پاک سے کے اپنے گھر
کو دریا میں چلا یا ایک ساعت میں بھی کے ماند دوسرے کنارے تک جا کے پھر سلامتی سے لڑا آیا جب عاصم نے
قنقل کی یہ حالت ملاحظہ کی پس چھ سو جو اندرون کے ساتھ شخص کو انتخاب کر کے اپنے گھر تے اور اومت و دنیا میں
انار سے جب دریا کے چون نیچے پہنچے اس کنارے پر بغیر ان کا ایک لشکر اپنی نامہ مسلمانوں کو لے سے منع کریں۔
تب عاصم نے اپنے یادوں کو نکالی کہ اپنے نیر سے اٹھاؤ اور کافروں کی انکھوں پر لٹان باندھ کے نیر سے چلاؤ۔
غازیوں ویسا ہی کیا یعنی کافروں کو مار کے دریا عدم میں غوطہ دیا پھر سعد باقی لشکر کو دریا میں اترنے کا حکم
کیا۔ اور فرمایا کہ یہ دعا پڑھتے ہوئے مرکوبوں کو چلاؤ **اللّٰهُمَّ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ** اللہ
ہمے ساتھ ہزار مرد بھی اپنے جانور اور سامان سمیت جان و مال کی حفاظت کے ساتھ ایسا پار ہو گئے کہ کسی کی
چیز نہ لگتی۔ مگر مالک بن باقر کا ایک قرح اومت سے دریا میں گر پڑا۔ مالک نے کہا کہ قسم ہی اللہ تعالیٰ کی کہ
میں اس کی رحمت سے اس قدر کہتا ہوں کہ میرا قرح مجھ کو پھر دیو گیا بلکہ حدیث صحیحہ **اِنْ مِنْ عِبَادٍ اللّٰهِ مَنْ لَوْ
اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ كَمَا يَنْعُوهُ لَمْ يَجِبْ سَبُّكَ سَبُّكَ سَبُّكَ** ایک صحیح ایسی آئی کہ وہ قرح کسار سے پڑا تو
لشکر اسلام ایک شخص نے اس کو پہچان کے اٹھایا اور مالک کو پہچان دیا۔ اولیا رحمت قوت ازالہ پڑ جس سے
باز گردانہ راہ نقل ہی کہ یزد جرنے ہمارے چڑھنے کے دور سے دیکھ رہا تھا کہ غازیان اسلام بغیر مل اور

کثیر کے دیا سے جو کر کے آتے ہیں اسکے دل پر ایسا رعب اور دہشت غالب آئی کہ وہ ان کے لیے کی طاقت نہ رہی۔ بے اختیار کہنے لگا کہ ہم کو جنہوں سے مقابلہ پڑائی نہ آوے گی۔ فی الحال ہمارے ساتھ ہمارے خاص کو ہمراہ لے کے حوان کی طرف پہاگا اسکے آگے اپنے اہل و عیال کے ساتھ تھوڑے خزانے اور اموال نفیس حوان کی طرف روانہ کیا تھا اور باقی خزینہ اور دینے اور بہت مال و متاع اور ظروف و جواہر کہ نہایت لطیف اور بیش قیمت تھے اور بکرے اور گایوں کے متذہب جو وہیں چھوڑے تھے انکی کثرت اتنی تھی کہ جیسکا شمار دشوار تھا۔ القصد سعد نے ققاع بن عمرو کو ایک فوج کی مارت دیکے یخا ریزہ جہر کے پیچھے روانہ کیا اور آپ طالع سعد کے ساتھ مدائن میں داخل ہو جب انکی نظراس عمارت بلند و شین مکانات رفیع و عزمین پر تری اور باغات خوش و نباتین و لکڑی کا نظارہ کیا اپنی زبان شکر الہی میں کھولی اور یہ

آیت پر بشارت پڑھنے لگے کہ تَرَكُوا مِنْ جَنَابِ وَعِيُونِ وَزُرُوعٍ وَمَقَامٍ كَرِيمٍ وَ نَعْمَ كَانَ رِزْقُ الْفَاكِهِينَ كَذَلِكَ وَأَوْزِنْنَاهَا قَوْمًا آخَرِينَ اور اپنا لشکر ایوان کسری کی اطراف میں چھوڑ کے خواص اصحاب کی ایک جماعت اپنے ہمراہ لے ہوئے ایوان میں تشریف لائی۔ کہتے ہیں کہ اسکا عرض ایک منو میں آرش اور طول سوارش تھا۔ جس روز مظالم کی دریافت ہوئی اس ایوان میں ایک تخت لاکے رکھتے کسری شان و تجل سے اس تخت پر بیٹھ کے انصاف کرتا تھا۔ اور اس ایوان میں تصویریں کھینچی تھیں سعد حکم کیا کہ ان صورتوں کے بدن سے انکے سر جو کڑی صحابہ نے اس وقت سب کے سر متا دئے۔ جیسا حضرت نے فتح مکہ کے دن آتھہ رکعت نماز سبک ادا کی تھیں ویسا ہی سعد بھی حضرت کا اقتدار کے خفیف آتھہ رکعتیں ادا کیں پھر یاروں نے اس ایوان کی صفائی اور نقش و نگار ملاحظہ کیا۔ پس سعد نے عمر بن مقرن مرنی کو غنایم پر امیر بنانے کے منادی کو حکم کیا کہ ایسی ناکردین کہ جس نے چہاں کہیں جو مال و متاع پاوے گا عمر بن مقرن کے پاس حاضر کرے اور مدائن کے اوہاں یزید جہر کی ہزیمت کے وقت جو ہاتھہ تاریخ میں دراز کر کے جو مال جمع کئے تھے مسلمانوں نے وہ سب ان سے نکال کے عینیت کے ساتھ عمر بن مقرن کے پاس لاکے حاضر کئے۔ اور سلمان بن ربیعہ باہلی کو تقسیم غنایم پر تعین کیا۔ کہتے ہیں کہ عمر بن نے طرح طرح کے لذیذ حلوے اور کھانکی چیزیں زہر آمیز تیار کر کے اپنے مکانات میں چھڑ کر چلا گئے تھے۔ تا عرب اسکو تناول کر کے ہلاک ہو دیں۔ جب اہل اسلام انکے مکانون میں داخل ہوئے بسم اللہ بول کے کھانے لگے اللہ تعالیٰ کے فضل سے انہیں کسی کو کچھ ضرر نہ پہنچا۔ اور خزانوں میں ہنسار و پاوا و اقسام قیمتی جواہر اور دیرتیم حلوے اور ظروف نفیس و طلائی اور زر و دوزی فروش خسروانی اور دوسری نفیس چیزیں کہ جنکا حساب مشکل تھا اور مدت چہار ہزار سال سے عجم کے بادشاہوں میں بطن و بطن چلی آئی تھیں مسلمانوں کے ہاتھ آئیں اور یزید جہر جو خزینے اور دینے اور متاع نفیس اپنے ہمراہ لے کے مدائن سے فرار ہوا تھا ققاع نے اسکا پیچھا کیا تھا وہ سب مال و متاع اسکے سپاہ سے چھین کے پھیر لایا اور عمرو بن مقرن کے پاس پہنچا دیا۔ لوگ عجم کا وہ متاع نفیس جو مسلمانوں کے ہاتھ آیا اگرچہ اسکی تفصیل اور تعداد مشکل تھی

لاکن مغربے ملایدوں کل کل لایوں کل کل کے ان سے ایسے چیزوں کا ذکر کیا جاتا تھا۔ آنا بخلا کی تلج ایسا تھا کہ
 جس کا وزن تین ہون کا تھا اس کو ایسے یا قوت رانی اور اصل بدخشاں اور زمرہ سے مرصع کئے تھے کہ جس کی قیمت ہو نہیں
 سکتی تھی۔ کہتے ہیں کہ اس تاج کو نیز بجز لگا کے کس نہی کے طاق سے لٹکا تے اسکے سر پر اس طرح پر اوڑھنا رہنا کہ
 دیکھنے والے دورے ایسا لگتا کہ کسری کے سر پر رہا ہی۔ آنا بخلا ایک درود مرد اور بیدار سے مرصع اس کا چار
 دو دینار کا وزن اور ہر دانے پر یا قوت سرخ کا ایک قبہ تھا اور ہر سبز جہ کے بیول اور اصل و فیروز کے مثل و برابر
 اس پر نو دار تھے۔ بادشاہان و جم جم جن اور عید کے ایام میں غزوہ بات کے لئے اس کو پہنا کرتے۔ آنا بخلا سبزی خرد اور
 بکر اور ہنر زواریں جو بکلی کا نازد و دشان تھیں۔ آنا بخلا ایک گھوڑا اور سوا جہرہ و زمرہ سرخ سے بنے تھے ایک قول
 سے سولہ ہنر پانڈی کا اور دلباش بخت جو ہر مرصع مینا ہوا اس گھوڑے پر سوار تھا۔ اور اس کی زین پہنے ہوئے
 بنی ہوئی تھی اور اس کا دوسرا سبب بھی جو ہر مرصع تھا۔ آنا بخلا ایک ناقہ جو سیم غام سے اور اس کا ایک بکرہ زخا
 سے بنا ہوا تھا اور ایک جہول جہا ہر و یا قوت سے مکمل اس پر ڈالی ہوئی اور اس کی چار بھٹی سی تھی۔ اور اس کے پستان
 کا دایرہ یا قوت رانی سے اور سر پستان مردار سے بنا تھے۔ آنا بخلا ایک فرش اریشی کہ جس کی درازی تین نو
 گز اور چوڑائی سات گز کی۔ اور اس کی اطراف زمرہ سے بنے ہوئے تھے۔ اور اس کے دس آتش رنگ برنگ گاہر
 اور دس آتش مرد ہنر سے اور دس آتش بلور سفید سے اور دس آتش یا قوت سرخ سے اور دس آتش یا قوت
 زمرہ سے بنے ہوئے اور اس کے درمیان طرح طرح کے گاہر لگے ہوئے اور ہر قسم کے گل و ریاحین بنائے ہوئے تھے اور
 سے دیکھنے والے ایسا لگتا کہ یہ ایک ہنر زار تھی۔ اور ہر ہنر عادتین و نقش اور مزین اور اس کے احاطے میں ایک
 چمن اور مرغزار نقش کیا ہوا اور جدا دل اور شجر بننے روپے کے اور اس کے اوراق زمرہ کے اور اس کے چل چاہر باریک
 بنائے ہوئے تھے اس کا نام ہارستان کہتے تھے ایک مایت ہی کہ اصل علم اس کو زستان گاہ کہتے تھے کہ ہر سرے کے ہر سر
 اس پر چھبے کے شراب پیتے تھے۔ آنا بخلا ایک بساط زربفت شطرنجی نہایت مکلف و بیش قیمت مانتا تھا کہ جس میں حیرانات
 شطرنج کی شکل بنی ہوئی تھیں ایک نیزہ اس کا یا قوت سرخ سے اور دوسرا نصف یا قوت کبود سے مرصع تھا۔ اور جب چل رات کے
 خزانے کو لے تو بہت سے خم عطا اور سنگ کا فور و عزیز اور دوسرے خنجر بنان مانتا تھیں۔ سونے کے یا روتے کے لگے لگے اور اللہ
 عالی اپنے کمال فضل و کرم سے تم کو سرور دیا اور ہر حساب خنجر بنان مانتا تھیں یہ فرش نیا و بساط بے بہا کی تفسیر محمد پر نہایت
 و شہزادی تھی۔ جس سے جسے جہا ہرستان کی قیمت تھوڑے میں خریدی تھی اور شہزادان کثیر الاساس اس کے خرید کرنے میں
 قاصر تھے کہ مناسب معلوم نہ تھا ہی کہ تم اس کی تفسیر سے گزرباویں بلکہ اس کو ایزد المین فاروق اعظم کی حضور صحت و بخور میں بھیجیں
 تا جو مصلحت پائیں کریں۔ سب صحابہ اس بات پر راضی ہوئے پس حکم کیا کہ خنجر کا محسب ہوا کہ جسے جب غرض نکالے تو وزن سوا گز
 کا ہوا سونے کے ہزار دیکھ ایزد المین کی خدمت میں روانہ کیا۔ اور دوسری چیزیں جیسے پونٹاں اور زیور اور تاج اور

اور کسریٰ کی شمشیر وغیرہ جو روانہ کئے وہ جس میں داخل نہیں تھے اور باقی مال ساتھ ہزار مجاہدین پر تقسیم کر دیا تو ہر سوار کو بارہ ہزار درہم پہنچے اور اس لشکر میں سب سوار ہی تھے۔ جب فتح مدائن کی بشارت مع حسن عتیمت حضرت عمر کی خدمت میں پہنچی حکم فرمایا کہ مسجد نبوی میں جمع کریں اور سب اشراف و مہاجر و انصار اور مدینے کے سب اخبار کو بلاؤ تا یہاں خدا واد ملاحظہ کریں۔ جب تمام اہل مدینہ آگے دیکھے اس مال کی کثرت و نفاست پر نظر کر کے حیران ہوئے اور زبان شکوہ و سیاق میں قادیانانہ جمل سلطانہ کے کہنے لگے اور جو مسلمان کہ قادیسیہ میں اقامت گزین تھے انکی امانت و دیانت کی اور سخاوت و شجاعت کی تعریف و توصیف کرنے لگے جناب خلافت مآب نے اسی مجمع میں انکی شان میں فرمایا اولئك اعيان الحرب نقل ہی کہ حضرت عمر نے اس فرسٹ مستانی کی تقسیم کے باب میں صحابہ سے مشورت کی کہ تمہاری کیا راہی کے سب خاصہ اس سے ہے۔ ایک روایت یہی کہ بعضوں نے کہا کہ اسکو خزانہ بیت المال میں ذخیرہ کریں۔ اور ایک جماعت یہ بات امیر المومنین کی رائے پر ہی تفویض کی۔ جناب رفعتی علی نے جو اہل مشورت سے تھے فرمایا کہ امیر المومنین کس لئے اپنے علم کو جن کے ساتھ اور اپنے یقین کو شک کے ساتھ تبدیل کرتے ہو۔ انہ لکنس لک من الدنیا کما اعطيت فامضيت او لکنس فابکیت او اکلت فافنیت یعنی مال دنیا سے کچھ تیرا نہیں مگر جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرے اور اپنے آگے آخرت کی طرف بھیجے یا تو جو پیسے اور برانا کرے یا جو کھاؤ اور فانی کر دے خود پوش و پوش و نجشائے رحمت رسان؛ نگہ می چوداری زہر کسان؛ اذان نعت اید کسی ابکار؛ کہ دو بار عینی کند زنگار؛ بدینا تو اتنی کہ عقی خری؛ ہجر جان میں در نہ حسرت بری؛ گرو ہی فراوان طمع زن برند؛ کہ تخی ہفتشا در خرمن برند؛ بران خورد و سعدی کہ تخی نشانہ؛ کسی بر و خرمن کہ تخی فشتا ند؛ امیر المومنین نے جب حضرت علی سے یہ بات سنی فرمایا۔ کہ ای ابو الحسن تجھے راست کہا پس حکم کیا کہ اس فرسٹ کے ٹکرے ٹکرے کر کے صحابہ پر تقسیم کریں حضرت علی کے حصہ میں بھی ایک ہتیلی کے مقدار پر ایک ٹکڑا آیا تھا سو بیس ہزار درہم فروخت ہوا۔ جلولا اور جلوان کی فتح۔ لائے ہیں کہ جب یزید جو رہنے و ایں بہریت پا کے جلوان کی طرف گیا۔ لشکر عجم کے بہت سے لوگ ہنات خستہ اور شکستہ جا کے جلولا میں جمع ہوئے۔ اہر مہران رازی کو آپ پر امیر بنائے اور ہا یکد گیر عید باند ہے کہ معر کے سے ہرگز نہ بھاگیں۔ بھاگے ہو لوگ جو جو طرف منتشر ہوئے یہ خبر سننے ہی انہیں کے پاس آگے جمع ہوئے لگے۔ اور اس مقام میں ایک بڑی خندق کھود کے اسی کو اپنا لشکر گاہ چھڑائے۔ اور بعضے دوسرے بھاگے جو کومصل میں جا کے فراہم آئے سو اس نواح میں شہر کربت میں عجم والوں کو بڑی جمعیت مآخوذی۔ تب سعد بن ابی وقاص نے یہ خبر حضرت عمر کی خدمت میں لکھی۔ جواب آیا کہ تمہارے پیچھے ہار شکمے ساتھ بار بار ہزار غازیوں کو دیکھ جلولا کی طرف بھیجئے فقہاء بن عمر کو مقدمہ الجیش پر اور سعد بن مالک کو ہمینہ پر اور عمرو بن مالک کو ہمینہ پر مقرر کیجئے۔ اور عبد اللہ بن عمر کے ساتھ چھ سواروں کو دیکھ نومصل اور کربت کی طرف رخصت دیجئے۔ پس ہاشم بن عتبہ نے بار بار ہزار غازیوں کو ہمراہ لے کے روانہ ہوئے۔ جب

میں کا زون بجا کر دیا جیسے مجھے حکمران بن گئے۔ اس مدت میں ہر دو فریق کے درمیان اتنی بار جنگ ہوا جیسے پینے کے بعد جراثیم جنگ ہوا۔ امین غازیان اسلام ایسی شجاعت کی داد دے کر جسکا بیان جیلے تحریر سے عاجز ہی آؤں۔ لا فرغ و نظر کی ہوا لشکر اسلام پہنچنے لگی اور لشکر کفار میں شکست فاحش ہوئی۔ جب دے کفار ہشہار ہزار اسلام قبول کرنے میں اسلام کے تابع ہو کر بڑے دینے پر راضی ہوتے بار بار جنگ براتے تھے۔ مسیح جو کہ موافقہ قید پر عمل قدر نے کافر کے لشکر میں ایک بادشاہ سیاحا کی فرج میں تزلزل برپا کیا اور اہل فارس کی آنکھیں ایسی خرو ہو گئیں کہ اپنے بلاد و اعمار و فراوش کین جو خدق کر دے کہو دے اسی میں گر کے مرنے لگے یہاں تک کہ فارس میں ایک لاکھ تھیں جو بڑے پہلوان تھے ہران کے ساتھ دے گئے زمین پر لائی ناپاک نشون کی ڈھینگیں ہو گئیں اور سو ڈھینگیں ہارون سے باتیں کرتی تھیں اور مابین بند ہو گئیں۔ اس واسطے کہ نام جلا ہوا کہ لاھا جلاک یا القتل اور ان کا غار ظالم کی سرکھا بنی بنی کما قال تعالیٰ و کذلک اخذ ربک اذ اخذ القرنی و ہی ظالمین اذ اخذناہم

اللہ شہید۔ اسی کو تزلزل چاہی میسکی؛ از برای خویش دمی میسکی؛ اور اس جنگ میں مقدمہ عینت مسلمانوں کے ساتھ لڑی کر لشکر اسلام فزاکرت ال اور ہشی اور فتنہ و جنس سے تو لڑ ہو گئے۔ کہتے ہیں کہ ہر جا ہر حصہ میں ساتھ ہزار و ہزار ہارون جانورائے تھے۔ قتل بھی کہ خارجا بن العسل فارس میں کھنوں سے ایک تھے میں داخل ہو کر ایک ناقہ زین کی تصویر جو در و یا قوت سے مرصع کی گئی نظر آئی اور اس کے نیچے ایک مرد کی تصویر چھایا احمر سے بنی تھی دہری تھی یہ ہر دو صورتیں لکھے ناقہ آئین۔ ایسے اور بہت سے چیزیں تھیں کہ مسلمانوں کے ناقہ آئین اہل اسلام بہت خوش ہو کر اور ان کا نام فتح التوحج رکھے۔ جب یہ خبر بڑے درجہ کو پہنچی بہت ہی گھبراہٹ اور جلاوٹ میں شہر سے نکلا اپنے ایک امیر کے ساتھ خود ہی ایک فرج دیکھے جلاوٹ میں رکھا اور آپ بڑی جلدی شہر زری کی طرف روانہ ہوا۔ اور اس امیر کو یہ تاکید کی کہ اگر عرب کا لشکر میرا بھیجا کرے تو مقابلہ کر کے اتنی دیر تک مشغول کر دے کہ میں خبر نہ لے سکوں۔

نئی کتاب پنج جاؤں۔ جب یہ خبر ہاشم بن عبد کو پہنچی انہوں نے سعد بن ابی وقاص کے نام سے ایک کتاب لکھا اور بڑی جلدی سے ایک ایک باد پاک ہوا دیکھ مابین کی طرف روانہ کیا۔ اسی خدمت میں وہ نام پہنچے ہی انہوں نے اس کا جواب روانہ فرمایا کہ تم پر قیہ دیکھتے ہی ایسا لشکر ہوا۔ اے کے جلاوٹ کی طرف کیجئے اور مخالف سے مقابلہ کر کے تائید بانی جلاوٹ کو ایسے قبضہ تصرف میں لیجئے جس اس قاصد کے چھے قطع کے ساتھ چار ہزار سوار جلاوٹ ہاشم کی مدد پر روانہ گئے۔ اتنا سے مابین ہاشم اور قطع طاقی جو ہر ہر دو لشکر بلا اتفاق قطع منازل کرنے لگے جلاوٹ کا امیر یہ خبر سن کر اس لشکر کے نکلنا اس شہر سے ایک فرسنگ کے فاصلے پر ہر دو فریق لے اور جنگ عظیم ہوا اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو فتح و نظر دے جلاوٹ کا شہر تائید یا فارس میں کی شان و شوکت بالکل قوت گئی۔ کچھ سرداروں کو کیا دکی بادشاہی بر باد ہوئی۔ مگر میر اور موصل وغیرہ کی فتح۔ لائے ہیں کہ ان دنوں موصل و دیون کے قبضے میں تھا۔ ہر قریب کی طرف سے

انفاق اس نواح کا حاکم تھا۔ فارسیوں کی ہزیمت پا ہوئے بعض لوگ جا کے اسکے پاس ملحق ہوئے تب وہ ایک بڑا
 لشکر جمع کر کے نکریر کی طرف آیا اور اس نواح کے قلعوں کی تعمیر میں مشغول ہوا۔ ایسے میں قبائل عرب کی بنیایا اور بنی
 ثعلب جو نصرانی تھے وہ بھی جا کے اس سے ملحق ہوئے۔ سعد بن ابی وقاصؓ نے امیر المومنین کی خدمت میں یہ خبر لکھ بھیجی۔ جناب
 خلافت چاہا۔ نے عبداللہ بن عمرؓ کے ساتھ چھ ہزار غازیوں کو دیکے اسکے جنگ پر روانہ کیا اللہ تعالیٰ نے عبداللہ بن
 عمر کو اس فتح و نصرت بخشا انفاق مارا گیا۔ اور اسی سال میں سنبلاں اور شران جو جلاوٹ کے نزدیک تھے مزار بن
 الخطاب کے ہاتھ پر مفتوح ہوئے۔ اور اکثر کے قول سے ستر وین سال امیر المومنینؓ نے سعد بن ابی وقاصؓ کے نام سے نامہ لکھا کہ
 اسلام کی فوجیں اطراف بلاد میں روانہ کریں۔ تب انھوں نے حسب الحکم عیاض بن غنم اور ابو موسیٰ اشعریؓ اور اپنے فرزند
 عمر کے ساتھ فوجیں دیکے جزیر کی طرف روانہ کیا جہاں امیروں کے ہاتھ ان شہروں کی تسخیر ہوئی عیاض نے وہیں
 کی اور ابو موسیٰ اشعریؓ شہر نصیبین کی طرف اور عمر بن سعدؓ اس العین کی طرف روانہ ہوئے ان کے لوگ بالاس
 والعین کے مطیع و منقاد ہو گئے۔ مگر بنی ثعلب سرکشی کر کے روم کی طرف روانہ ہوئے جب یہ خبر حضرت کو پہنچی ہرقل
 کے نام سے ایک نامہ اس مضمون کا روانہ فرمایا اور اس میں قسمی کہ بنی ثعلب کے نصار کو جلد واپس بھیجے گا ورنہ ہرقل
 حکم کو لگا کہ مالک اسلام میں جہاں جہاں نصرانی لوگ متوطن ہیں انکو نہایت برک طور سے اخراج کر دیں۔ جب یہ نامہ ہرقل
 کو پہنچا ترسان و رازان ہوا اس وقت حکم کیا کہ بنی ثعلب کو فوراً روم سے نکال کے حضرت عمرؓ کے حضور میں روانہ کریں جب انہوں
 نے دار الخلافہ میں حاضر ہوئے عاجز آئے کہ جزیہ قبول کیا کہ ہر سال ہم دو مال بھیج کرینگے تا کہ انہیں بیت المال میں داخل کریں
 لاکھ چاہئے کہ اسکا نام جزیہ نہ کہیں امیر المومنینؓ نے فرما کہ تم جو دیکر میں وہ تمہارا جزیہ یہی تم اسکا کچھ بھی نام رکھیں اور اسی
 سال جلاوٹ کے سرحد میں جتنے شہر تھے وہ سب قلعہ کے ہاتھ پر مفتوح ہوئے اور اسی سال ابو بصرہؓ کے قول سے ستر ہویں سال
 بصرے کی امارت ابو موسیٰ اشعریؓ کے نام پر قرار پائی۔ اور چند حصار و دیار مفتوح ہوئے کہ جن کی تفصیل نہایت تطویل
 جیتی ہی اس مختصر میں اسکی گنجائش نہیں۔ ہجرت سے ستر ہویں سال کے وقایع
 اور شہر کو فتنے کی بنا۔ جب ہجرت سے ستر ہویں سال شروع ہوا ماہ محرم میں شہر کو فتنے کی بنا واقع
 ہوئی۔ اسکا سبب یہ ہوا کہ مدائن کی آب و ہوا اہل اسلام کے مزاج کو موافق نہ تھی اکثر لوگ ورنے کی تپ سے بیمار ہوئے
 اسلئے سعد بن ابی وقاصؓ نے امیر المومنینؓ کی خدمت میں یہ احوال ظاہر کئے۔ ایک روایت یہی کہ سعدؓ فتح مدائن کی خمس
 غنیمت کے ساتھ ایک جماعت کو مدینہ کی طرف روانہ کیا تھا حضرت عمرؓ کی نظر جب اس جماعت پر پڑی تو انکے چہروں
 کے رنگ متغیر اور انکے بدن نہایت ناتوان اور لاغر نظر آئے۔ جب اسکا سبب دریافت فرمایا تو انہوں نے عرض کی کہ
 مدائن کی آب و ہوا موافق نہیں ہی امیر المومنینؓ نے سعدؓ کے نام سے نامہ لکھ کے استفسار فرمایا تو ویسا ہی جواب آیا۔
 تب جناب خلافت مآب نے سعد بن ابی وقاصؓ کے نام سے ایک نامہ اس مضمون کا روانہ فرمایا۔ کہ عرب کی اقامت کو

کریمؑ کی ایسی ہجو کہ سچا گندھا دھوکہ اور سبز زہار اور مرغا اور ارباب قاتلہ جو دمان کی آب و ہوا مزاج عرب کے ہوا کی چڑ
 اور اس مقام میں کوئی پہل اور دیر یا سب حسرت و جو کہ کے لشکر اسلام کا مسکن و ناوا شہر اودین - اور حار و بہت اگلا نام کہ چہ
 یہ حکم نامہ شرف صدر یا یا سعد بن ابی وقاصؓ نے عثمان بن حنیف کو ایک قول سے سلیمان بن سہید اور محمد بن یزید بن خص کو رواد کیا کہ
 مقام کی تلاش کریں کہ جہت میں وہ ہر دو شخص کو اس جہم کے لئے جو فاس کی جانب پیر تھا کہ حضرت عمرؓ نے اس کام کے لئے انہیں کو
 فرمایا پس وہ ہر دو بزرگ جب مکہ کے مسلمان شخروں کے جانب مرقی سے اور مدینہ جانب شرقی سے سیر کرنے لگے - ایسی ایک میں گنا
 پہنچے کہ اس کی باؤ لکڑا میر معنی عرب کسی زمین کو کہہ دیتے ہیں سلیمان اور یحییہ کو اس مقام کی آب و ہوا نہایت پسند آئی اور عرب
 طبع ہوئی - دمان ہر دو بزرگ اپنے مر کو کہہ اترے اور دو رکعت نانا اور کہے دعا کے لئے ناعہ اٹھا کر کمال تضرع و ناری کی دعا
 باری جلالت میں دعا کی کہ خداوند اس مقام کو ہمارا ملجا واد اور برکت کی جگہ کیجئے - جب دعا سے فایز ہوئے اپنے لشکر کا
 میں آگے خبر دئے - تب سعد بن ابی وقاصؓ نے سب کے جب دمان تشریف لیا کے ملاحظہ فرمایا تو انکو بھی وہ جگہ پسند آئی
 پس اسکو اپنا لشکر لگا - پھر کے امیر المؤمنین کی خدمت میں ایک نامہ اس معزوں کا لکھا کہ آپ کے حکم کے ہوا فی ہم نے جگہ کی
 تلاش کی کہ جس کی جگہ جو منزل بری و بحری ہی اور زمین صالح اور کثیر النعمات تھی اور چارہ و ذریعہ کو کر تائی - اور
 دمان کی جو نہایت لطیف ہی نظر آئی - پس ہم نے اسکو اپنی منزل چہرایا - اور سب مسلمانوں کو میں نے اختیار کیا کہ
 جو چاہیں مابین میں نہ رہیں اور جو چاہیں اس منزل میں - بعضے مابین کو ہی اختیار کئے اور بعضے اس منزل کو - میں مصلحت
 کے لئے انکو وہیں مجبور دیا - کہے ہمیں کہ جنہوں نے مابین کی سکونت اختیار کی جب ایک مدت بسر کئے دمان کی
 آب و ہوا انکو ہوا فی ہوئی لئے رنگ و فوئی حالت اصلی پر آگئے - تب امیر المؤمنین سے اجازت چاہے کہ عمارتیں بنائیں
 جناب خلافت آب نے اجازت دی کہ اس شرط کے ساتھ کہ امت اور چوڑے سے بنا کر میں بلکہ بانس اور لکڑی کی
 بے مختلف مکانات بنالیں اجرے والوں پر بھی یہ حکم صادر ہوا چہ روز کے بعد ناگاہ ایک آن ہر دو جگہ آتش لگ گئی ہر
 دے کا ہی مکانات اور اسباب جل گئے - تب امیر المؤمنین کی خدمت میں لکھ کے خشب و گل سے عمارتیں بنا کر لی
 رخصت حاصل کئے - سعد بن ابی وقاصؓ نے حکم کیا کہ ابھرے اور مابین میں جو عمارتیں حاضر ہو کے مشہر کو کہہ بنا کر
 تب عرب کے اشراف و اکابر جو حکم اور لائق مکانات بنا - جناب خلافت پناہ سے سعد کے نام سے ایک نامہ اس معزوں کا لکھا
 کہ کوئی شخص تین گھر سے زیادہ نہ بناوے اور عمارت مسازی میں شان و تجل اور تکلف کی راہ نہ لے کہ
 بنا ہر دو فی سنت احمدی قنارہ ایک روایت ہے کہ امیر المؤمنین کا حکم ہوا کہ اس شہر کی بنا و بیل پر جو کوئی کہ جس شہر کی بنا
 پر ہوگی وہ استوار اور پائیدار ہوگا - جھوٹوں کی بجائی کہ مزل سے مراد یہی کہ نہایت بلند و بے مزید و پست ایسی بنا کر
 اور پائیدار ہوتی ہی - القنصل جو بنا کے وہ مسجد کی بنائی کا ترو تھے نہ ماطین عجم کے جو کہ تکلف اور بلند مکانات واقع تھیں انکو
 تو کے مسلک قائم لئے نکالی کے مسجد کے سون بنا اور ان کے مکانات کا جو سب بنا - حاتمہ قنارہ صبیحہ کا کام میں لگا - اور سعد

ابی وقاصؓ نے حکم کیا کہ مسجد کے مقابل ایک قصر عظیم بنا کر میں معارف و انجی خواہش کے موافق ایک قصر عالی شان نہایت بلند و کشادہ ایسی بنا کی کہ قصور مدائن کے برابر بلکہ اسے بہتر تعمیر پائی۔ جب اس کا کام تمام ہوا مدائن کے قصر امین کا دروازہ کھلا کے لاکر اس کو لگا دئے اور اکثر اہل اسلام بھی مدائن کی عمارات کا یہی ستار مان لائے اپنے مکانات میں مصروف کئے جب سعد بن ابی وقاصؓ کے اس قصر عظیم الشان کی خبر حضرت عمرؓ کے حضور میں پہنچی نہایت برہم ہو محمد بن مسلمہ کو بلا کے ایک نادر سعد کے نام سے لکھے کے اگلے ہاتھ دیا اور حکم کیا کہ کوئی نہ کہے نہ چاؤ اور سعد سے ہم حکام نہ ہوئے اور حکم کرے کہ لکڑیاں جمع کرے پس اس قصر مخفی کو حلاویک پھر اسے بات بنا کر کے ملا توقف مراجعت کرے۔ محمد بن مسلمہ سیرت کو خفی کی طرف روانہ ہوا امیر المومنین کا جو حکم ہوا تھا بجا لایا اور زناہ سعد کو پہنچایا اور اسے بات نہ کر کے مراجعت کی۔ سعد نے ہر چند التماس کی تا قاتل کرے تا آپؓ کیست ضیافت بجا لاؤ لاکن انہوں نے اجابت نہ کی۔ اور مبلغ کثیر انعام و ہدیہ کے طور پر بھیجی اس کو بھی قبول نہ کیا۔ جب سعدؓ امیر المومنین کا نادر کھول کے ملاحظہ کیا تو مرقوم تھا کہ مجھے یہ خبر پہنچی تھی کہ تم نے ایک قصر عالی شانہ قصور ملک عجم بنا کی ہے اور کو شک کسری کا دروازہ لایا ہے اسے کو شک کو لگایا ہے۔ شاید کہ تم نے یہ کام اس واسطے اختیار کیا ہے تا حاجتوں اور دربانوں کو اس پر بٹھلاؤ اور وہاں جہنم دن کو اس کو شک میں داخل ہونے سے منع کریں۔ جیسے سلاطین عجم کے حاجب اور دربان کیا کرتے تھے جب صورت ایسی ہو مسلمانوں کے جہات معطل ہو جائیگی اور ان کے قصائے حاجت میں براہ داخل نہ جائیگا معلوم ہوا کہ تم نے ہمسائیگی کے سبب اکابر کی سیرت اختیار کی اور سیرت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محروم ہے اسی سعد یہ بات تم سے نہایت ناپسند واقع ہوئی۔ تم کو چاہئے کہ اصطلاح خلق اللہ اور بند و بست ملک میں مشغول رہو۔ اور یہ کام تو اس سے پوری مخالفت رکھتا ہے کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اکابر کو ایسے مکانات و قصور سے قیور کی طرف اور ہمارے پیغمبر جلیل القدر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بس خاکدان فانی سے طرف جنت جاودانی کے پہنچائے ہیں۔ غرض میں نے ایک شخص کو بھیجا ہوں کہ تمہارا قصر امیرانہ کو شک بنا نہ حلاوت نامہ میں اس سے دل بستگی ہو۔ **۴** ابن سیرت کہ البتہ خلق خدا بود و خفا کہ آن قوم کہ در بند ساری و گرد نہ نظر نامہ کرد و بند سیرت شقی الخ انصاف تو ان داد کہ صاحب نظر نہ ہا جان ہر ہفتا و کا گندہ کہ ہمہ ملک جہانست ہمیشہ نذر نہ **۵** و فادلی منہ کہ جاسے دیگر برای عشرت تو بر کشیدہ اند قصور ہر ہفتا سافت دور و دراز و پیش است پیرین دور و روزہ اقامت ہر اتناوی مغرور **۶** ہرام کو گریگ رفتی ہر سال **۷** این نادرہ میں کہ گور ہرام گرفت **۸** کجا آن فریدون **۹** ضحاک و جم **۱۰** شہنایاوب خیران عجم **۱۱** ہمہ خاک دارند و بالین و خشت **۱۲** خنک انکہ بحر تخم یکی نکشت **۱۳** العصبہ سعد بن ابی وقاصؓ نے امیر المومنین کے حکم کے مطابق ایک ایسے مکان کی بنا کی کہ حسین دو خانے تھے ایک اپنی سکونت کے لئے دوسرے خزانہ سیرت المال کے لئے اور وہ کو شک کہ جس کو گد دئے معاویہ کے زمانے تک ویسی ہی دیران پڑی تھی جب انہوں نے اپنی حکومت میں زیاد بن ابیہ کو عراق کی سرداری دیکھ بھیجا۔ زیاد نے از سر نو اس کی تعمیر کر کے اس کا نام قصر الامارت رکھا۔ اور اسی سال امیر المومنین

نے نامہ پہنچانے کے اوقات مقرر کر کے جو ملک کہ قبضہ اسلام میں آئے تھے ان سب ملکوں میں حکمرانہ کیا۔ اور اسی سال
مدینہ طیبہ میں ایک مکان طویلہ لیکے دارالضیافت تعمیر کیا وہ عن اور کجور اور سرور وغیرہ میں رکھ کے قتل اور سزا کیلئے
کی جہاں آکر آئے۔ اور اسی سال تاریخ ہجری لکھنا مقرر ہوا اسکا سبب شعیب سے ایسا منقول ہے کہ جب ابو موسیٰ اشعری
نے ابراہیم بن ابی اسد کی طرف سے بصرہ کی حکومت پر مقرر ہوئے اور جناب خلافت تاب کی طرف سے انکے نام پر
حکم نامے شرف صدر پہنچائے۔ انہوں نے یہ بات سوجھی کہ جیسے پچھلے قیام میںے انگوٹھ کی طرح نین سوجھ ملک وضع تاریخ
پہر حضرت لکھا اور پچھلے کی حامل ہوگی۔ اسلئے حضرت عمر کی خدمت میں گذارش کی کہ وضع تاریخ فرماؤ میں تب
فاروق اعظم نے صحابہ کو جمع کر کے اسباب بن مشورت کی۔ بھنوں کہا کہ حضرت کی ولادت ستر بیس تاریخ شہر ابون اور
بھنوں نے چاہا کہ بخت کی تاریخ قرار دیں۔ مرنقی علی کریم اللہ جہنے فرمایا کہ تاریخ ہجرت مقرر کریں کہ کوئی وہاں لکھ
اور اسلام کا ظہور اور احکام شریعہ کا نزول اور بن ہن کا ظہور نان ہجرت شریعی ہوا۔ سبھی پر بے پیرہ ہوا پستہ کیا
اسی پر اتفاق کیا۔ اور ابتدا سال محرم سے کتبہ **ف** حقی زبہ ہے کہ تاریخ ہجری مقرر کرنے کے لگے لوگوں میں
تاریخ مختلفہ کا معمول تھا۔ چنانچہ حضرت آدم کے فرزند وق حضرت نوح کی نبوت تک حضرت آدم کی تاریخ ولادت کا شمار
کرتے تھے۔ پھر حضرت نوح کی تاریخ نبوت لکھنے لگے سلوط فان تک وہی معمول تھا پھر طوفان نوح کی تاریخ ہجرت حضرت
ابراہیم کے زمانے تک بھی بات جاری تھی۔ جب حضرت ابراہیم آتش نرود میں مبتلا ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے انکو نکال
بخشایا تو اولاد نے تاریخ ہجرت کا اعتبار کیا۔ حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل سے کسب کی بنا ہوئی تک اسی تاریخ کا
رواج تھا۔ یہاں تک کہ حضرت اسمعیل کی اولاد کو مغربہ سے نکل کے اطراف واکان فین منتشر ہوئی ہر قوم جو بتاوت
کی زمین سے نکلنے کے خروج کی تاریخ لکھا کرتے۔ کسب بن لوی کی موت تک یہی عادت رہی۔ پھر رحلت کسب کی تاریخ لکھ
گئے۔ اور انصاف قبل تک اسی کا معمول تھا پھر تاریخ عالم النبی کا رواج ہوا حضرت عمر کے زمانے تک اسی عادت تھی۔
جناب فاروق اعظم نے حضرت علی کی رک سے تاریخ ہجری مقرر کی اور عرب کو لکھنے سزا دی تاہم تاریخین جیسے حبشہ و لوی و
غلبہ ملک میں پڑو ملک کا غلبہ پر۔ اور قوم جرہم کی لغت کا تقریر۔ احمد بن بکر کا جنگ۔ اور حبشہ کل جنگ جو ظہور اسلام
آٹھ سال کے ہوا۔ اور جو دلوں کی بھی مختلف تاریخین میں جیسے حبشہ و لوی و فین کی تاریخ لکھا کرتے اور جیسے
ہر بادشاہ کے جلوس کی تاریخ انصاف مشرب جو نا اعتبار کرتے اور بطریقین میں اس تاریخ کا رواج تھا جو نبوت نضر کا
غلبہ لوگوں پر ہوا اور پھر وہ انصار نے جیسے انبیاء کی مولد و نبوت کی تاریخ۔ اور ایک جامعہ تعمیر بیت المقدس کی تاریخ
تعمیراتی تھی۔ واللہ اعلم بالصواب۔ **و** حمص کا جنگ **و** کربار۔ لائے ہیں کہ
جب ہر قس نے دیکھا کہ لشکر اسلام کو عراق و شام پر پورا غلبہ اور تسلط ہو گیا سو خوف کیا کہ جب وہاں ہر دولت
کے ہندوستان سے فرج البال ہو گئے۔ روم کی حکمت کی طرف بھی طبع کر پئے۔ اور جیسے جزائر کے رہنے دانے

جو ظاہر میں مسلمان کہتا اور باطن میں نفاق رکھتے تھے۔ اس آیت شریف کے مطابق **وَإِذَا خَلَوْا الشَّيْطَانُ**
قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُسْلِمُونَ اور اس حدیث شریف کے موافق **مِثْلُ الْمُنَافِقِ كَالسَّكَّةِ**
الْعَائِقَةِ بَيْنَ النَّعِيمِ یعنی **إِلَى هَذِهِ مَرْءٌ إِلَى هَذِهِ** حرمہ برہمیں کے ساتھ پیغام رکھتے تھے
 کہ ہم حبیب مقدس و سبیلہ و تمیز سے تمہاری مدد کرینگے **بَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْكُفْرِ وَالنِّفَاقِ** القصد یہ
 ہے کہ اہل اسلام اپنے ملک کا قصد کرینگے اور کثرت سے ان کے آگے آبی سبیلہ و حرمہ اور ایسا جنگی جمع کر کے میں
 جو جنگی ایک کھمبہ نفع کے قریب مردان گاری فراہم آئے شام کی طرف کوچ کر کے اول ہر حصہ کا قصد کیا کیونکہ ابوعبیدہ
 کی سند حکومت وہیں تھی جب ابوعبیدہ کو یہ خبر پہنچی انہوں نے جلد جناب خلافت آپ کی خدمت میں اطلاع دی اور ہم
 کے اطراف نواحی میں اسلام کے فوجیں منتشر تھیں ان کے خطوط روانہ کئے کہ سب تیار رہو کے آوین اور ابوعبیدہ کا
 عریضہ جب حضرت عمر کی حضور میں پہنچا اس وقت بہرون اور قیسوں میں جو اہل اسلام کے تحت تصرف تھے حکم نامے روانہ
 کر دئے کہ ہر نواح کے مجاہدین مان جنگی آمادہ کر لیں کہ تھیں اور جری جلدی ابوعبیدہ کی خدمت میں پہنچیں اور
 سعد بن ابی وقاص کے پاس ایک قاصد کو روانہ کئے کہ قنعا بن معرق کے ساتھ چار ہزار غازی کو دیکے ابوعبیدہ کی
 مدد پر شام کی طرف روانہ کریں۔ اور سہیل بن عدی کے ساتھ چار ہزار غازیوں کے جہاز کی طرف بھیجے تارویں
 اور خزارہ والوں کے درمیان حائل بن۔ اور امیر المؤمنین و نفس نفیس مدینہ طیبہ سے مکہ کے موضع جابہ تک تشریف لائے
 اور اس جگہ مدد پہنچنے کا انتظار کرتے تھے۔ اور ابوعبیدہ کے نام سے ایک مہر روانہ فرمایا کہ مدینہ منورہ اور دوسرے
 بلاد پہنچے تک تم حمص کا دروازہ بند کر کے ابی شہر میں ساکن رہو۔ کہتے ہیں کہ فوج شام کے امیران جیسے معاویہ اور
 شریح بن سہد وغیرہا جو ابوعبیدہ کے ساتھ تھے انکو یہی تحریریں دیتے تھے کہ مدد کی فوجیں آئے تک آپ حمص کے قلعے
 میں ہی مقیم رہیں جنگ لڑنے باہر نکلنے کا قصد نہ کریں۔ مگر خالد بن ولید حمص کو پہنچتے ہی ابوعبیدہ کو جنگ کی ترغیب
 تحریریں دی جب اسباب میں انکا الحاح و مبالغہ حد گذر گیا آخر ابوعبیدہ نے اپنا لشکر لیکے حصہ باہر آئے کہ رومیوں کے ساتھ
 مقابلہ کیا برای جنگ ہوا آخر الامر کا فزون کو شکست فاش ہوئی حکم کریمہ و العاقبتہ للفقین کے اللہ تعالیٰ نے
 مسلمانوں کو فتح و نصرت دی۔ نصار کے لشکر سے ہزار نفر کی شکری گھر کے امین طلب کی اور بہت آسیر ہوئے۔ اور چار ہزار
 شخص مار پیسے اور جو باقی رہے ہزار محنت و مشقت سے افاقان خیزان اپنی جان بچا لیکے بھاگ نکلے پھر بار دیگر شہر حمص
 اور اسکے توابع و لواحق کے بلاد میں ان فزون کو گزر ہوا۔ اور وہ سرزمین بھر ان کے فساد سے ملوث بنوئی ابوعبیدہ
 نے فارغ البال ہو کے دولت و اقبال کی سند کو زینت زینت دی۔ کہ **عَبْدُ قَانُلُوْهُمْ يُعَذِّبُكُمُ اللّٰهُ بِاَيِّ نَكْمَةٍ وَ**
يُخْزِيْكُمْ وَيَقْتُلُكُمْ عَلَيْهِمْ وَكَشِفَ صُدُورُ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ کا مضمون اس آیت میں ظاہر ہوا اس قدر
 سبایا اور غنائم مانعہ آئے کہ جنگا شمار دشوار تھا مدد کی فوجیں پہنچنے کے آگے ہی اللہ تعالیٰ خالد بن ولید کی شجاعت و بہادری

اس فوج کے آگے آگے جلاتھا اس شب مالک شمر کے لشکر کے طلائے کے سواروں کے ہاتھ سرگیا ہوا اسکو مالک
 کی خدمت حاضر کئے۔ جب اسکو پوچھے کہ سچی حقیقت کیا ہی بیان کر اسنے سب ماجرا ظاہر کر دیا اور طارق
 اسکے آگے جیلد بن ابیہم غسانی کے ساتھ مدینہ طیبہ کو آگے حضرت عمر کے ہاتھ پر اسلام لایا پھر جیلد کے ہاتھ
 مرتد ہونے کے بجائے مالک شمر نے پھر اسکو دعوت اسلام کی اسنے ایمان شرف ہوا۔ پھر مالک شمر نے
 حکم کیا کہ اور قند کے ہاتھ سوار کو بکڑوں میں دو دو مسلمان ایک ایک کا قمر گزاسانی سے بکڑ کر قید کر دئے
 اور یونان کا قند نہ رہی کہ حبشہ سے اعزاز کے قلعے کے پاس گیا واد میں اس سے اگر ملا اور قلعے میں لچا کے
 اسکو گالیاں دیں اور اس پر قند کا پھر اسکو واد اسکے ساتھی ایک سوار کو اپنے بیٹے لاؤن کے گھر میں قید
 کر دیا اور لاؤن کو اس پر گھبران پھر دیا۔ جب آدمی رات گزری لاؤن کو تو قند میں رہتا ہی ہوا اسکے قلم
 میں یہ بات آئی کہ یونان میرے باپ کے زیادہ علم رکھتا ہی آسمانی کتابوں سے بہت واقف ہی۔ یہی قند
 ہی کہ پہلے مسلمانوں سے بری عداوت رکھتا تھا اور آجئے سخت جنگ کرنا تھا جب وہ مسلمان ہو گیا اللہ
 اسلام کی حقانیت اس پر ظاہر ہوئی۔ بہتر ہی کہ میں ان قیدیوں کو چھوڑ دوں اور مسلمان ہو جاؤں۔ پس
 یونان کے پاس آگے کلہ شہادت پر دانا اور قیدیوں کو چھوڑ دئے۔ ایسے میں مالک شمر بھی اپنے لاؤن
 قلعے کا وادہ کھلوا دیا پس شب مجاہدین تکبیر و تہلیل کہتے ہوئے داخل قلعہ ہوئے اور صبح ہوئی عبد اللہ
 جب اس لشکر کو دیکھے بہت گھبرائے اور ہتھیاریں قوال دیکے امان مانگنے لگے تب مالک شمر نے اسکے قتل سے
 ہاتھ رکھا اور انکا مال و اسباب لے لیا اور یونان کے ہاتھ یونان پر چھا کھڑا۔ یونان نے کہا کہ لشکر ادا کر
 اللہ تعالیٰ کا پھر اس لشکر کا اور سب ماجرا بیان کیا مالک شمر نے شکر کیا اذ اللہ انرا کھتا
 اسبابہ۔ پھر مالک شمر قلعے میں ہر طرف پھرنے اور دیکھنے لگے تو ایک جگہ پر دواور اس کو مقتول پایا
 اور پوچھے کہ اس ملعون کو کون قتل کیا۔ لاؤن نے کہا کہ میرے بھائی لوقا نے اسکو قتل کیا ہی۔ اور وہ شمر
 عمر اور قتل میں زیادہ ہی۔ مالک شمر نے اسکو بلو اسکے پوچھا کہ تو اپنے باپ کو قتل کر چکا کیسب ہوا۔
 لوقا نے کہنے لگا کہ اس قلعے کے کنیسہ میں ایک راہب رہتا ہی ہم اسے اچیل پر مار کر لے گئے جب لشکر
 ہر طرف غلبہ پایا اور اکثر ملک اسکے قیدی میں آجائیں نے سنا ایک روز اس راہب اسکا سبب پوچھا
 تو اسنے کہنے لگا کہ اسی لشکر کے ہر قتل نے آگے ہی جبر دی ہی کہ عرب بالفرد اسکے تحت گاہ ملک مالک ہو جائے
 اور ہم نے سنا ہی کہ اس قوم کے بنی نے فرمایا تھا وَبِئْسَ لِيَ الْكَافِرِينَ مَسَارِقُهُمْ
 وَمَعَارِبُهُمْ اَوْ سَيَبْلُغُ مَلَكَ اَمْرِي لِي مِمَّنْهَا پھر میں نے پوچھا کہ اسی باپ تو کیا
 کہتا ہی مسلمانوں کے بنی کے باب میں اسنے کہنا ایسے میرے ہماری کتابوں میں لکھا ہی کہ اللہ تعالیٰ نے

[illegible]

خلافت عمر فاروقؓ کا یوقنا کا انطاکیہ تک

۵

عمرؓ کی یوقنا کے قریبی ایک ہند کی لوگوں سے دو سو آدمی جو عمرؓ کے یوقنا کے آئے چالیس یا پچاس شخص چکے اپنے ساتھ لیا باقی لوگوںؓ کہنا کہ تم عمرؓ اور راج کی راہ سے چلو اس طرح ہر کہ گویا عرب کے لوگوںؓ بھاگے اور میں ان چار شخصؓ کو ساتھ لیکے خادم کی راہ سے روانہ ہوا ہوں انشاء اللہ تعالیٰ تم ہم انطاکیہ میں لے لے گے۔ پس اولیسا ہی روانہ ہوئے جب یوقنا کے انطاکیہ میں داخل ہوا اور ہر قل سے تعلقات کی ہر قل نے کہا میں نے ساتھ کہ تم نے عرب کا دین اختیار کیا۔ یوقنا نے کہا اسی بادشاہ میں نے مکر سے اس میں میں داخل ہوا تھا اور انکو قریب دیکھے ایک ہزار آدمی سو سو آدمی کو ساتھ لیکے انور کی طرف گیا تا ان سب کو عمرؓ کے قلعے میں قید کروں اور اسکے بعد ان قیدیوں کو ترسے پاس بھیج دوں لاکھ حاکم اعزاز سے میرے ملک پر پانچ جلدی کی اور جو ہوتا تھا ہوا اگر مجھے نظر آئےت سے محبت ہوتی میں اپنے بھائی یوحنا کو قتل کیا ہوتا۔ یوقنا کا یہ کلام سننے ہر قل کی مجلس میں جو بطارقہ اور ملوک حاضر تھے اسکی تصدیق و تحسین میں زبان کھولے اور ہر ایک نے اسکی ستائش کی ہر قل نے بہت خوش ہو کر اسکا لباس بادشاہی اور راج و بیگا اسکو دیا۔ اور کہا کہ اگر جلب تمہارے ساتھ سے جاتا ہے میں اسکو انطاکیہ کا سردار بنا دوں گا۔ یوقنا نے اسکی تکریم بجا لاکے دعا کی۔ اور ہر قل نے یوقنا کو ترسے اگر ام سے ایک علیحدے مکان میں آباد کیا۔ اور انکو بہت چہتا تھا۔ ایسے میں ہر قل کی جھوٹی بی بی زینون کی طرف سے مقام مرعش سے فخر فاحشہ آئے کہ میں انطاکیہ کو آنا چاہتی ہوں میری حفاظت کے لئے ایک لشکر روانہ کریں۔ زینون کا مر و معاق کا حاکم تھا اسکا نام نہ بطور میں تھا سو جنگ یرموک میں مارا گیا تھا۔ غرض جب زینون کے فاحشہ میں پہنچا یہ پیام لایا ہر قل نے یوقنا کے ساتھ دو ہزار سوار کو دیکھ روانہ کیا۔ یوقنا نے مرعش تک جاکے زینونؓ پر راہ لیکر انطاکیہ کے طرف حرا جت کی اور یوقنا یہ کہتے تھے کہ کاش کہیں راہ میں مسلمانوں کا کوئی جاسوس یا کوئی دبی لجا دے تو میں اساعظم ابو عبیدہؓ کی خدمت میں کہتا بھیجوں اور لشکر طلب کروں۔ جب مرج الدیبا ج کے مقام پر پہنچے وہاں جبکہ بن ایم غسانی کا لشکر ملا وہ انوں نے دو سو مسلمانوں کو قید کر کے لانا تھا امین ضرار بن الازور بھی داخل تھے انکا قصہ یہ بھی کہ جب فضل بن عباسؓ اور مالک اشترؓ طلب میں جا پہنچے اور فتح اعزاز کا سبب ماجر الازور تھا کی روانگی انطاکیہ کی طرف ملا ہر قلے ابو عبیدہؓ بہت خوش ہوئے اور فرمائے کہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ یوقنا کو فتح دیگا۔ پس ضرار بن الازور کے ساتھ دو سو ہزار کو دیکھے ملک شام کے اطراف و زواجی میں ماعت و تاراج کر کے لئے روانہ کے ضرار جب مرج الدیبا تک پہنچے زول کے شب کے وقت سب سوئے ایسے میں جبکہ بن ایم غسانی ایک لشکر لیکے عرب کی طرف سے جواتا تھا ان پر گنہ راج اسکو معلوم ہوا کہ یہ مسلمان آ رہے ہیں لیکن ان پر جا کر پھر عجاہدینؓ

خلافت عمر فاروق ۷ روانہ ہونا یوقا کا انطاکیہ طرف

بِالْحَسَنَةِ فَلَمْ يَشْرَ مِثْلَهَا وَمِنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يَخْرِى اِلا مِثْلَهَا پھر ہر قرعے
 کہا وہ بنی کہ سچ سے جسکی بشارت دی رہی وہ دنیا و آخرت میں لوگوں پر گواہ ہو گے قیس نے کہا مان
 وہ ہمارے بنی بنی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّا اَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُكَشِّرًا وَنَذِيرًا وَدَاعِيًا
 اِلَى اللّٰهِ يَٰ اَذْنِبْ وَكُفِّرْ وَاعْبُدْ وَارْحَمِ اللّٰهُ اِنَّكَ مِنَ الْمُنذِرِيْنَ اور آخرت کی گواہی کے باب میں فرمایا وَجَنَّا بِكَ عَلٰى
 هٰذَا شَهِيدًا اور آخرت میں حضرت کی امت جو دوسرے امتوں پر گواہ ہوگی اسباب میں
 فرمایا لَنْ كُوْنُوْا شَمَلًا عَلٰى النَّاسِ ہر قرعے کہا آیا حکم کیا بنی اللہ تعالیٰ نے ان پر رو دجھنے کا اگلی
 حالت حیات اور بعد موت کے قیس نے کہا تَاْمَنِ اللّٰهُ تَعَالٰی لِيْ بِہِمْ حُكْمٌ فَرَمَیَا بَنِيْ اَنْ اللّٰهُ وَمَلَائِكَتُہٗ یُصَلُّوْنَ
 عَلَیْكَ یَا اَبَیہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا اَسْتَلَمَ ہر قرعے کہا وہ بنی کہ سچ
 ذکر سچ نے کیا بنی وہ آسمان پر جاویگے اور اپنے پروردگار سے ہم کلام ہونگے قیس نے کہا مان میں نصیب
 ہمارے بنی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو حاصل ہوا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا سُبْحٰنَ الَّذِیْ
 اَنْشَرِیْ بِعَبْدِہٖ لَیْلًا قَیْسُ بْنُ عَامِرٍ سے منقول ہے کہ ایک بطریق جو حاضر تھا ہمارا کلام سنے کہا
 ای بادشاہ تو نے جس بنی کا ذکر کیا وہ آئندہ مبعوث ہونگے یہ بات سننے ہی ضرار بن الازور نے
 غصے ہو گئے اس بطریق سے کہا کہ جھوٹی بنی یہ تیری ذات ہی ناپاک اسی روم کے کتے - بلاشبک یہ
 وہی بنی عربی مشہور ہیں کہ جسکے صفات تورات و انجیل افلاذ پورا اور قرآن میں مذکور ہیں مگر پردہ کفر ہمارا
 انکھن کو دیکھنا پ لیا بنی اسلئے تم انکو نہیں پہچان سکتے ہو یہ ہر قرعے نے کہا کہ تم نے ہمارے بطریق سے جبری
 لے اور بنی کی ہی تم کون ہو - قیس نے کہا - یہ ضرار بن الازور بن طارق الحجازی صاحب شمر کے ہاں سے
 مشہور ہیں ہر قرعے نے کہا کیا یہ وہی ہیں کہ جنگا حال میں یوں کہی کہ وہ کہی پیدل آتے ہیں اور کہی
 اور کہی برہنہ آتے ہیں اور کہی صاحب لباس قیس نے کہا مان کہتے ہیں کہ ضرار نے جب اس بطریق کے
 ساتھ درستی کی سب لطافہ نہایت غصہ یہ ہے انکا حال دیکھ کے ہر قرعے نے اپنے ہلاکت کا خوف کیا اور
 اسے کہا کہ تم اپنی ضرورتوں سے غم کو کات ڈالو پس اُن ناکسوں کے غم پر تر و درازوں سے چودہ وار کیا
 لاکن جب اللہ تعالیٰ نے انکو بچا ناپاک کسی کی ترواد بھی کارگر نہ ہوئی - تب اس بطریق ملعون نے کہا کہ اسکی
 زبان کو کات ڈالو یہ بات سننے ہی یوقا آئے اور زمین کو بوسہ دیکے کہنے لگے کہ اسی بادشاہ یہ بات
 میں سب نہیں بلکہ تیری ہی کہ اس جوان کو اسکے حال پر چھوڑ دین اگر یہ آج کی رات زندہ رہے
 تو کل علی الصبح جسکو شہر کے دروازے پر گردن ماریں - یوقا کا مدعا یہ تھا کہ ضرار بالفعل سچ جاوے
 اور ان ظالموں کا غصہ بھی تخم جاوے - عرض بادشاہ کو یوقا کی رائے پسند آئی انہیں کو حکم کیا

خلافت عمر فاروق

۹

روانہ ہونا یوقنا کا الفا کیہ کس طرف

عورتوں کا حسن و جمال اور انکا زرق و برق دیکھنے اور انکی خوشبو کی چھکار سونگنے سے ان قیدوں کا دل بہار دین کی طرف مائل ہوا اور انکو نصراست کی طرف دعوت بھی کیجئے لیکن بادشاہ نے حکم کیا کہ قیدوں کو لئے آویں۔ جب صحابہ کو لئے آئے نصارا کے قیدوں نے انجمل پر پہنچے لگے اور آواز دیکھ کر کہے خدا اور جو سب چیزیں جلائے گئے۔ صحابہ انکو دیکھئے ہی تکبیر و تکبیل اور درود و سلام سے آواز بلند کر کے اور کہا اہون نے

كَذَّبَ الْعَادِلُونَ بِاللّٰهِ وَصَلُّوا صَلَاتَكَ بَعْدَكَ اَوْ خَسِرُوا خَسِرْنَا مَبْدَا مَا نَحْنُ

اللہ و لاد و ما کان معہ من اللہ اور صحابہ میں رفاعہ بن زہیر جو حین کے علما اور نصیحاے مشاہیر اور کتب حیرت سے آگاہ تھے جب انہوں نے دیکھا کہ نصارا کے صلیبوں کی بری تکریم بجالانے اور تصویر کو سجدہ کرتے ہیں بہت ہی غضب میں آئے اور کمال فصاحت سے اللہ تعالیٰ کی بڑائی و وحدانیت اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت اسطرح پر ظاہر کئے کہ گنیزہ حبش میں آیا اور راہب لوگ جو عصاؤں کو لئے ہوئے کھڑے تھے جھٹ گئے۔ ہر قیل نے کہا اسی برادر عربی تمہارا کیا نام ہے۔ رفاعہ نے کہا اے بادشاہ تو میرے نام سے کیا چاہتا ہے میں تمہارے جلس سے نہیں ہوں یہ بات سننے ایک لطیفی نے ترجمہ کیا اور کہنے لگا اے بادشاہ یہ شخص سچ کہتا ہے کہ ہمارے جلس سے نہیں کیونکہ وہ علم و مسائل حکمت سے آگاہ ہیں تاہم اس سے جو چین بلکہ وہ بدوی ہی جنگوں کی سکوت اور بدوں کی صحبت کے سوا کچھ نہیں جانتا ہے۔ من حکمت جو ش مازیا و نایوں سے اور بھرنی اسکو سہرا نیوں کے سنیوں نے۔ پس کہاں ہی عرب میں علم حکمت۔ اسطرح کے بزرگیان ہمارے عالموں میں ہی اور عدالت ہمارا بادشاہوں میں میں اور ہماری ہی قوم سے ہوئے ہیں اسکندر اور بطلمیوس اور ارمنی اور جرجس اور اسطاطالیس اور قیسا اور توحیدی جسے الطاکیز کو بنایا تھا۔ اور ارمیون جو نبی اور بادشاہ تھے اور طاغورس جو ربا اور مسیح کو بنایا اور اطلینس جو کامن تھا اور اسے بادشاہ ہند کو خردی تھی کہ ایک لڑکا پیدا ہوگا اور وہ اپنے پروردگار سے کلام کرے گا اور ایک حال اور ایک مرتبہ بزرگ رکھیگا اور فیلاطلون یعنی قرون اسکے ماتھے پر رکھا گیا جائیگا۔ اور منافیش حکیم کہ معنی اس لفظ کا دیا ہے علوم ہی اور آئینہ ہماری ہی قوم سے ہی جسے رومہ الکبریٰ بنایا اور وہ اسکے نام سے منسوب ہوا۔ اور سیطانیوس جسے پہلی کتاب لکھی حین زمین کی صورتیں اور پہاڑوں اور دریاؤں اور جانوروں اور درختوں کی سنگین میں اور اسمین ہر اقلیم کا اور اسکے رنگوں کا حال اور ہر اقلیم کے معدنیات کا بیان کیا ہے اور زمین کے ہزون اور انکے ناموں کا اور اسکے عجایبات کا بیان کیا ہے۔ **واقعی** سچ سے منقول ہے کہ جب رفاعہ نے اس طریق کا کلام سنا ہنسنا اور کہا کہ اے تبرک تو نے ایسی قوم کی تعریف کی کہ انکے لئے کچھ بزرگی نہیں اور انہیں کوئی

خلافت عمر فاروق ۱۰ روانہ ہونا یوحنا کا الطائیکہ کی طرف

فاضل ہونے کوئی اللہ تعالیٰ کی توحید کا قائل ہے الہیوں کا کیا حساب۔ مان بزرگی ہی تو اولاد اسماعیل ابن خلیل علیہا السلام کو ہی اور ہم انہیں سے ہیں۔ اور انہیں کے واسطے بیت الحرام اور نزع اور مقام اور مشعر الحرام ہی۔ اور انہیں میں بنیادی اور اقبال اور حقا اور انبال جو عرض و طول زمین کے مالک ہوئے اور انہیں سے ہی ملک الشعب و دومراند اسکندر جو دنیا کے مالک ہے اور ظلمات میں گئے تھے۔ اور آفتاب کے طلوع و غروب تک پہنچے اور سب زمین کے اور ان کے سلاطین و ملوک ان کے مطیع و منقاد ہوئے۔ اور اللہ تعالیٰ ان کا نام ذو الفقار بن رکھا۔ اور انہیں سے متاد بن عادی اور شہید بن عادی اور ذوالنار اور یحییٰ بن عادی اور ہمدان اور عمر و ذوالدار اور یزید بن مسک اور نذیر بن عیاض کہ جس نے حکمت کا کلام کرنا تھا۔ اور ہم سے ہی ہی سب ان کی سب کے جس نے پہلے تاج پہنا۔ پھر ان کے بعد ان کے بیٹے عمر والی ہوا پھر ان کے بعد بیٹے کر وہ بھی صاحب تاج تھا پھر مالک بن حمیر عادی بن حمیر جو پھر ہم سے ہی ہے بنی اللہ حنظلہ بن صفوان۔ پھر ہم سے ہی ہے نفیلہ بن عبد اللہ بن حنظلہ جو یا سو سال زندہ رہے اور انہیں نے بنایا مضبوط حصے اور بنایا انہوں نے خزانے اور قلعے کی تھابت سے لے کر دن کو۔ اور انکو اللہ تعالیٰ نے بنی حنظلہ بن صفوان کے حکم کا وارث کیا اور جب اللہ تعالیٰ نے بنی آخر الزمان کو مصلیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ہماری قوم سے مبعوث کیا ہماری بزرگی کو ختم کی اور ہمارا مرتبہ بلند کیا۔ پس ہم لوگ میں ہیں اور تم غلام ہو۔ رفاعہ نے جب اس طرح اس ترک کو لازم دیا اور کال فصاحت و بلاغت سے کلام کیا ہر قس نے دیکھ کر نقش و دیوانہ گیا۔ اور انہیں کہنے لگا کہ ہم نے سنا ہی کہ تمہارے خلیفے کا لباس مرتع ہی حالانکہ انکو ہمارا مال اور خزانہ اس قدر پہنچا ہی کہ جیسا بیان نہیں ہو سکتا ہی پس کس چیز نے مان ہی کر وہ لباس شامانہ پہن۔ رفاعہ نے کہا کہ خوف خدا اور عالم آخرت انکو شان و تجل اور ناز و شہم سے باز رکھا ہی۔ ہر قس نے کہا کہ ان کے دارالامارے کا کیا حال ہی۔ رفاعہ نے کہا کہ وہ مٹی سے بنایا گیا ہی ہر قس نے کہا کہ ان کے معاصی اور بد بان کون ہیں رفاعہ نے کہا ان کے دربان محتج اور غریب مسلمان ہیں۔ ہر قس نے کہا کہ ان کا فرض کیا ہی رفاعہ نے کہا کہ ان کا فرض عدالت اور یقین ہی ہر قس نے کہا کہ ان کا تخت کیا ہی رفاعہ نے کہا کہ ان کا تخت یقین اور پاک و امنی ہی ہر قس نے کہا کہ خزانہ ان کا کیا ہی رفاعہ نے کہا ہر دو گار عالم کے ساتھ اعتماد ہی ہر قس نے کہا کہ ان کا لشکر کون ہی رفاعہ نے کہا کہ ان کا لشکر دیران مودعہ و شہر و ایران مسلمان ہیں کیا نہیں جانا اور نہیں سہنا تو نے ای بادشاہ کہ ایک جماعت نے ان سے کہا تھا کہ یا عمر تم نے سلاطین و دم کے خزانوں کے مالک اور بطارقہ اور اکاسرہ کو ذلیل کیا پس کس نے اچھا نہیں نہیں جیتے ہو۔ حضرت نے فرمایا تم لوگ دنیا کے آرائش اور تکلفات کو چھوڑ دو اور دین و دنیا و آخرت کے

خلافت عمر فاروق ۱۱ روانہ ہونا یوقنا کا اظہار کیسے

یزید و گار کی رضا مندی چاہا ہوں سبحان اللہ حضرت عمرؓ اس بیت قرآنی کے مصداق ہیں الذین ان
 مکاہم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ و اتوا الزکوٰۃ و امنوا بالمعروف و نهضوا عن المنکر
 ہر قل نے یہ احوال سنے حیران ہو گیا۔ پس اٹھا اور حکم کیا مسلمانوں کو قید خانے میں لجا دیں اور آپ کنیسہ سے
 لشکر کی طرف نکلا بطارقہ کے خیمے کھڑے کئے گئے تھے اور انکے سامنے لکڑی کی سیڑھی تھی جن پر سونیکا کام
 ہوا تھا جو سفردن میں رکھتے تھے ہر قل نے لشکر میں گشت کر رہا تھا کہ ایسے میں چند سوار گھوڑے دوڑا
 ہوئے آئے اور خبر دے کہ عرب کا لشکر لوہے کے پل تک پہنچا۔ یہ خبر سنتے ہی ہر قل کو اپنے زوال و مملکت
 کا یقین ہو چکا سو مضطر ہو گیا۔ لشکر اسلام کے ٹکڑیاں ایک کے پیچھے ایک نشان اٹھائے ہوئے اور
 مکبیرین کہتے ہوئے نمودار ہوئے بیکے پیچھے عورتوں کی جماعت تھی خود بنت الازدہ اپنے بھائی کے غم
 میں در دامیر اشعار پر تھ تھے جب لشکر اسلام آئے نزول کیا ہر قل نے قسطنطین کے کنیسہ میں گیا اور سب
 بطارقہ اور ملوک کو جمع کر کے درمیان کھڑا کیا اور کہا کہ میں نے آگے ہی تم کو ان باتوں سے خبر دی تھی
 تم نے میرا کہا مانا بلکہ میرے مار ڈالنے کا قصد کیا اب دیکھو عرب یہاں تک پہنچ گئے اور ملک شام
 کے بہت سے قلعے انکے ہاتھ آئے تمہارے عورتوں اور لڑکوں کو اپنے باندی غلام بنالیا پس تم اب بدلی
 لکرو اور مردانہ جنگ کرو۔ القصہ دوسرے روز ہر قل کا لشکر آمادہ ہو کے میدان پر آیا جبلہ ملوٹ نے
 جو عرب مستصرہ کا سردار تھا اپنی فوج لیا ہوا ہمراہ تھا جناب ابو عبیدہ بھی اپنا لشکر لے ہوئے میدان پر
 آئے۔ سب کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا شور مچائے تھے جسکے سنتے ہی نصار کے دلوں میں لرزہ
 بر گیا۔ ربیعہ بن عمرؓ بے شاعر فصیح اور بلند آواز تھے ابو عبیدہ نے انکو حکم کیا کہ تم اسوقت وعظ کرو
 غازیوں کو ترغیب جہاد کی دو۔ تب انہوں نے ایسا وعظ فرمایا کہ جسکے سننے سے مجاہدوں کے دلوں کو
 شریک ہوئی اور انکی شجاعت بر گئی۔ ایسے میں لشکر روم سے بسطورس جو ان میں برا بہادر تھا میدان
 آیا۔ لشکر اسلام سے اسکے مقابلے کے لئے دامنس جو حلب کے قلعے کو فتح کئے تھے بیکے ایک نے دوسرے پر
 حملہ کیا ناگاہ دامنس کا گھوڑا محسوس کرکھا یا سودا مس گھوڑے سے جدا ہوئے۔ بسطورس نے قابو پا کر
 بری جلدی سے انکو پکڑ لیا اور کھینچا ہوا اپنے خیمے کے پاس لے گیا اور اپنے لوگوں کے سپرد کر کے بھرا یا
 تب صفحاک بن حسان طائی جو خالد بن ولید کے مشابہ تھے اسکے مقابلے کے واسطے نکلے رومیوں نے
 بھیجا کہ یہ خالد بن انکے دیکھنے کے لئے رومیوں کا ایسا جوم ہوا کہ بسطورس کے خیمے کے رسیاں توڑ
 لیں اور خیمہ گر پڑا فرشتوں نے گھبرا یا کہ کہیں بسطورس ہکو مرنے سے اور فرانس میں ہی شخص تھے
 اور خیمہ اٹھانیکے لئے انکی اعانت کر نیوالا بھی کوئی نہیں تھا کیونکہ لشکر روم کا ہر شخص جنگ کے مقام پر

جاکے بسطورس اور اسکے خصم کی لڑائی دیکھنے میں شمول تھا ساتھ ساتھ اس نے ان فراتوں سے دامن ہے
 کیا کہ ہم تمہارے مشکبان کھول دیتے ہیں اس شرط پر کہ تمہارا تھکانے میں جاری ایسا ہے کہ تین تیر اسکے بعد
 ویسا ہی تم کو بانہ مردوہ کے اور بسطورس آیا بعد تھاری سفارش کر گئے البتہ وہ نہیں چھوڑے اور لیگا۔
 سب دایس کے بند کیوں دے انہوں نے قابو پا کے ایک فراش کو دایس کے ہاتھ میں اندر دے کر
 بائیں ہاتھ میں لے لیا اور مردوہ کو ایسی ٹکڑی کر دوڑے اور تیرے کے پیچھے کے بار ڈالا۔ اور جسے
 میں کئی صندوق تھے ایک کو کھولا تو اس میں بسطورس کے کرتے تھے اسکو میں نے اور بسطورس کے
 گھوڑوں سے ایک تیر گھوڑے پر سوار ہو کر عرب شہر کے لشکر میں جا ملا حاتم بن عبد بنوٹ غسانی
 جو جیل کا محتسب تھا جیل نے اسکو لشکر کا پیش رو رہا دارنا کے آتے ہی وہ اور چند سرداروں کے ساتھ
 لشکر کے بائیں جانب میں تھا دایس نے حاتم کے پاس جا کر کھڑا ہوا۔ اور بسطورس جو مخاک کے ساتھ
 مقابل ہوا تھا ہر دو میں ثابت ہے محلے ہوئے لاکھ ایک دو تیرے پر غالب ہوا آخر بسطورس شکست
 جاکے آرام پائے گئے اسے بھی کی طرف آیا بیان توکل دیگر شہر تھے اسکا خیر قوم زمین اور
 تینوں فراش اور فدی اور اسکا خاص گھوڑا اگر میں یہ حال دیکھ بسطورس نے آتش پر کہا اب کے اتنا
 سچ کہا یا اور بسطورس اس برقل کے پاس دودھ اور کہا ای بادشاہ نہیں میں عرب کے سلطان ہوں
 قیدی کا قصہ بیان کیا یہ حادثہ سننے ہی سب لشکر روم جنس میں آیا اور اکثر لوگ کہنے لگے کہ غالباً یہ
 فدی عرب شہر کی فوج کی طرف ہی گیا ہو گا کیونکہ وہ انکا مجنس ہی۔ غرض جب لشکر روم میں جنس
 ہوئی دایس نے بھی کہہ شروع دغل میرے ہی سب ہو گا پس جلد وہ تر واریج بسطورس کے خیمے میں لیا تھا
 کھینچا اور حاتم پر ایک وار کیا کہ اسکے دو تیرے ہو گئے اگرچہ قوم غسان اسکا قصہ کہنے لاکھ اندھا
 اسکے شہر سے اسکو بچا پاس گھوڑے کو خیر کے لشکر اسلام میں آ ملا مسلمانوں نے انکو دیکھ کے تکبر و
 تہلیل سے اپنے ادا نہیں بلند گئیں۔ اور دایس ابو عبیدہ کے سامنے آئے اسکے سلام کے اور اپنا ماجرا بیان
 کئے ابو عبیدہ بہت خوش ہوئے اسکے حق میں دعا کی کہتے ہیں کہ جلد سے جب اپنے خیمے حاتم کا پار
 سنا بہت ہی ختمناگ ہو برقل کے دو روئے اسکے میں دایس ہوا اور کہنے لگا کہ ای بادشاہ یہ عرب شہر
 تیار دے گئے ہیں اب مجھے صبر کی طاقت نہیں ہے اسکو کو اجازت دیجئے تا سب عکراں پر حملہ کر کے برقل
 اجازت دی جیتا تھا کہ ایسے میں چند سوار کیوں تیرے دور آئے ہوئے آئے برقل نے بوجھا کہ کیا خبری
 انہوں نے کیا کہ ای بادشاہ ہر دو تیرے اگر لی کا حاکم فیضانوس تیری لگ کے لئے آیا ہی روضہ الکبریٰ
 کے طلسم کا بیان کہتے ہیں فیضانوس کے دادا کے نام پر روضہ الکبریٰ کا شہر بنا لیا گیا تھا۔

اور اس شہر میں ترسیاؤں کا ایک مکان تھا اسکا نام ابوسفیار کہا گیا تھا۔ اور تانبے کی ایک تصویر بنائی تھی اس پر سونے روپے کا کام ہوا تھا۔ اور اس مکان کو سونے کے سات دروازے لگے تھے۔ اور ہر دروازے پر ایک بنا تھی اسکے سر پر ایک مرد تھا وہ گردش کرتا تھا اور اس مرد کے ہاتھ میں سونے کے سات تختیاں تھیں ہر سال میں وہ مرد ایک تختی کو اس بنا پر آفتاب کی طرف کرتا تھا اور ہر چیز کو اس بنا سے ثابت ہوتی تھی اس تختی میں دیکھتا تھا۔ اور اس اقلیم میں جو چیز فاق ہوتی جو اس تختی سے خاص اور متعلق تھی اسکو وہ مرد معلوم کر لیتا تھا۔ ہر بنا کا یہی حال تھا پس جو چیز عالم میں واقع ہوتی تھی رومہ الکبریٰ کے لوگ اس طلسم کے ذریعے سے معلوم کر لیتے یہ بات انکے اگلے حکیموں کے علوم کے سبب ہاتھ آتی تھی۔ اور ان مکانوں کے درمیان ایک کبند بہشت پہلوتا ہے کے ستونوں پر تھی جس پر سونیکا کام تھا اور اسکو ایک دیوار گھیری تھی۔ اور اس دیوار کو اس قتبے پر اسکا ایک تراشمان بھرتا تھا اور اسکے سر پر پتھر کی ایک صورت تھی نہیں معلوم ہوتا تھا کہ وہ کیا ہی بلکہ وہ ایک سیاہ پتھر سپیدی کے ساتھ پیوند کیا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ جب مشرق و مغرب کی زمین میں زیتون کے اعتدال اور بہار کا موسم آتا تھا لوگ اس قسان سے ایک ایسی آواز عجیب سنے تھے کہ انکی عقل میں فتور آینا خوف ہوتا۔ جب دوسرا دن آتا ایک قسم کے پرندے کہ جن کو زائر کہتے ہیں اس قسان کی طرف آتے۔ انکے پاؤں میں زیتون رہتے دے اسکے سر پر ڈال دیتے ہیں کہ وہ قسان جو دیوار کو پھیرتا عظیم ہوتا۔ پس لوگ انکے اس زیتون سے روغن پختہ دیتے وہی روغن اس شہر والوں کو ایک سال تک کفایت کرتا تھا۔ اور اس مکان بلند کے اندر ایک گھر مقفل تھا جب کہ شہر رومہ الکبریٰ کی بنا ہوئی تھی اسکو کوئی نہیں کھوتا تھا۔ جب فلیطانوس نے ہرقل کی مدد کے لئے نکلنا چاہا اسکو خراج لشکر کے واسطے مال کی ضرورت ہوئی تب اس مقفل گھر کے پاس آیا اور اسکو کھولنے کا قصد کیا عطاؤس نامی ایک شخص جو اس مکان کا جہتم تھا کہنے لگا ای بادشاہ اس گھر کو جو مقفل لگا ہی ستائیس سال گذرے ہیں عیسائی کے آگے ایک سو ستر برس ایسا ہی بند ہی۔ اور اس زمانے سے اب تک جو اس مکان کا جہتم ہوتا اسے اپنے بعد دوسر کو یہی وصیت کرتا آیا کہ اسکو نہ کھولے اگلے حکیموں نے اسکو بنایا تھا اسوقت تیز ادا اور سونی اس شہر کی بنا کی اور ان مکانات کو مضبوط کیا اور تین سو سال بادشاہ رہا اور اس گھر کو بند ہی رکھنے کی وصیت کی۔ پھر تیز اباب لیقظا نیوش نے تین سو ستر سال سلطنت کی اسے بھی وہی وصیت کی تھی اور تو بھی ایک سو برس سے اس ملک کا حاکم ہی۔ پس اس حکمت اور طلسموں کو جو اگلوں نے بنایا باقی رکھ۔ لاکن فلیطانوس نے ہرگز نہ مانا اور کھولنے پر ہی اصرار کیا۔ جب کھولا تو اس میں کچھ مال و زر نہیں پایا ان اس کے اندر ایک گھر تھا اس میں کئی تصویریں تھیں۔ بہت

اور بلاد شام کی صورت اور ملک شام کے ملک کا شمار اور صنعت اور آخر میں ہر حال کی صورت میں اور اس کے
 رفیر و ایک محنت میں گویا وہ اسکو دیکھ کر رہا ہی۔ اور اس محنت میں یونانی زبان سے یہ مصنفوں کے ساتھ کوئی
 بے ہودہ ہونے والے علم کے بچہ کو لازم ہی کہ قلم بہت تر ہے۔ اس واسطے کہ جب انھیں اور بارہ ایک باقیں بارہ
 کا قانون گذر چکے اور کان انکو سیکھے تو یہ امر قوت علم کو مضبوط اور حکم کر چکا۔ اور علم کی دست اندازی
 اسے فاسطے حکم کو نہ لانا ہوگا۔ کیونکہ سب علوم عقل سے ہی نکلتے گئے ہیں اور افادہ کرنا ہو سکتا نہیں مگر
 بسبب کثرت کوکشتش اور محنت کے جو علم میں ہو۔ اور علم تیز کی اور داناتی یا پاکار دیکھنے کی ہی۔ اور
 پائیان کار دیکھنے کی جگہ اور محل علم کا ہی۔ اور علم حکم عقل کی ہی۔ اور عقل تو ہی علم کی صورت تو ان
 کی ہی۔ اور مقررہ ہونے والے حکمت اور اثر اور تہذیب میں نہایت اثر اور گہری کاغذ سناہ گری کا جب
 حضور نبی پر چھا جائیگا تو زمین بہتار سے ایک ہدایت کا چراغ چھلکے گا۔ جس کی اندھیری کو جو جس و
 اور اس کو تاریک کر نیوالی ہی دھندلے گا۔ اور وہ اسے اسے ہدایت کو گون کو اپنے دین کی طرف
 بلا دے گا جس سے حق تعالیٰ کی توحید شکیک ہو۔ اور وہ اسے اسے شکر و حمد و شہادت دینے کو
 منع کرے گا اور دین میں نرم اور بہار کی اطاعت کرے گا۔ پھر جب اس نیک کی پاکی ہر موتی اور دین میں
 بر بلند ہوگی اور اس کی روح معظم روحانی عالم کی طرف جاوے گی۔ تو اسے بعد ایک مردانہ جسم کے چھل دل
 نقد استی کے ساتھ روشن ہوگا حاکم ہوئے اور اس کے دین و شریعت کو مضبوط اور حکم کرے گا۔ ایک
 مرد سیاہ جو ملک قیصر سے دور کر نیوالے ہو گئے اسے ملک شام پر سختی آویگی اور وہ بداد اور جملہ اس مرد کا
 سخت اور زبردست ہوگا اور اس کی ضرورت کشادہ اور فراخ ہوگی اور عدالت انکی صفت اور پائید
 حق کی انکا بہتر ہوگا۔ اور انکا مرقع انکو آرائش دیوے گا اور انکی تر دار انکا قدہ ہوگا۔ اور ان کے زمانے
 میں دو تین دور کئی جائیگے اور بدل جائیگے۔ اور اس کا سرفہیت و نابود ہو جائیگے اور دور کئے جائیگے اور
 یہ معاملہ اس وقت ہوگا کہ جب یہ گھر گھر لا جائیگا حسین تصویریں حکمت کے گھر چوائے نعمت کے ہیں۔
 پس باکی اور خوشی اس شخص کو کہ جس کے دین حکمت نے یہ مشہور قیام کیا ہی اور چراغ حکمت کے اس کی عقل
 خالص میں روشن ہو ہیں اور اسے حق کی پیروی کی ہی اور اسکو بچا جائیگا اور باطل سے کنارہ لیا اور اسکا
 خلاف کیا ہی انتہی راوی نے بیان کیا ہی کہ جب فیضان اوس نے اس مصنفوں سے آگاہ ہوا بہت تعجب
 اور اس مکان کے مہتمم عطا اوس سے کہا کہ اسی بدرہ بان تو اس حکمت کے باب میں کیا کہتا ہی اسے
 کہا ای بادشاہ تحقیق میں جانتا ہوں کہ ہر حال کی دولت گذر گئی اور اس کی عزت کی کسرتن گری اور
 زمین سو یہ سے اسکے ملک کا قہر داکا اور دم کا ملک اس زمین سے استنبول یعنی قسطنطنیہ

خلافت عمر فاروق ۱۵ روانہ ہونا یوحنا کا انطاکیہ کی طرف

اسی طرح ہر اس حکیم نے اپنی نصیحت اسلام اور مسیحیت میں خدائی ہی۔ اور اسے پہنچی لکھائی کہ جب یتیم کا نور پاک ہمارے لئے مگر مغرب کے پہاڑوں پر ظاہر ہوگا تو اس نور کی حکمت سے اذان مار کر روشن ہو جائیگا۔ اور آسمان نادانگی کی جتنے والی اندھیری اس صاحب نور کے غم و موت کے سبب روشن ہو دیگی۔ اور وہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف اچھی طرح سے اور نبی سے بلا دیگا۔ اور نبی اور نبی کے چاروں سے انکو اپنے طرف کھینچے اور وہ آسمان پر جائیگا۔ اور انکی صحابی اور انکے ساتھی لوگ جو مہلت کے حامل تھے آراستہ زمین کے ویدے سے زمین اٹھائیں پھر اسی آویں اور وہ زمین کے مالک فتوحات اور سلامت کے ذیل کرنا آئے ہوں گے انکا تیز و عدل اور موقع انکا لباس ہوگا اور انکے زانے میں صلیب اور نبی ہو جائیگی اور ترسا یوں کے گھر اور انکے تصویرین ویران ہو جائیگا اور انکی قربانی کی جگہیں نابود ہوں گے اور مخمور کے لوگ ذلیل ہوں گے۔ پس انکے حملے اور دبدبے سے نجات ہوں گی مگر انکے مالک اور سردار کے شریعت کی پیروی کرنے سے۔ راوی کہتا ہے کہ جب فلیطانوس نے یہ احوال سنا اسے اپنے حال کو اپنے دل میں پوشیدہ دکھا اور ظاہر میں کہا کہ عرب کو دیکھنا اور ہر قل کو مدد دینا مجھے ضروری ہے۔ پس اپنے بیٹے اسمعیلوس کو اپنا قائم مقام کیا اور بیت الحکمہ سے اسکندر رومانی کا نشان نکالا جسکو سیم و زر اور جواہر سے آراستہ کئے تھے۔ اور اسی نشان کو اسکندر نے فتح راحات کے دن بلند کیا تھا فلیطانوس نے اس نشان کو اور شہر ار سوار کو براہ لیکر انطاکیہ کی طرف روانہ ہوا۔ ہر قل نے اسکے استقبال کے واسطے نکلا اور دو کے خیمے استاد ہوئے اور ہر قل کے لشکر میں کچھ بجائے اور ناقوس بھونکنے لگے برائی شور و غل ہوا۔ جب ابو عبیدہ اس حال سے آگاہ ہوئے بارگاہ الہی میں پہنچے

ہر دو ماتھے اٹھا کے یہ دعا کئے اَللّٰهُمَّ مَشَيْتُ شَمْلَهُمْ وَفَرَشْتُ كَلِمَتَهُمْ وَجَدْتُهُمْ جِيوشَهُمْ وَذَلَّلْتُ اَقْدَامَهُمْ وَاجْعَلْ كَلِمَتَنَا اَعْلٰیَا وَكَلِمَتَهُمُ السَّفْلٰی وَانْصُرْنَا لِنَنْصُرَكَ لِنَبْتَکَ یَوْمَ الْاَخِرَابِ اَللّٰهُمَّ رَدِّ کِنْدَهُمْ فِیْ خُوفِهِمْ وَانْصُرْنَا عَلَیْهِمْ اور سب مسلمانوں نے آمین کہا۔ واقعہ یہ کہ منقول ہے کہ جب ہر قل لشکر کے آبادگی کا حکم کیا اور آپ سوار ہوئے لشکر گاہ کے پاس آیا اطراف و جوانب کے ملک بھی سوار ہوئے اسکے پاس آئے دسے سب بار بار بادشاہ تھے جب غلبہ عرب اور تباہی اہل روم کا ذکر آیا۔ فلیطانوس نے ہر قل کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ یہ ہر شامت تمہارے اعمال کی ہی خلاف حق کی تبعیت اور رعایا پر ظلم و جفا اور کثرت زنا اور ایسے ہی برائیوں کے سبب تم کو مدد نہیں ہوتی ہے۔ فلیطانوس کی یہ گفتگو سنتے ہی ہر قل ایک حاجب نے امپریٹلک ماری اور کہا کہ اسی سردار بادشاہ کے دل پر ایسی گفتار سے بار انداز ہو سکتے ہیں کہ ان

خلافت عمر فاروق ۱۶ روانہ ہونا یوقنا کا انطاکیہ طبرق

بادشاہوں کے رد پر تو اس صاحب کا زجر کرنا اور ہر قل خوشی لیکے اسکو منع ٹکڑا فلیطانوس کی خاطر
 پر دشوار گزارانگے تو بھٹ پیڑ آخر زمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت اور حضرت کے دین
 متین کی حقانیت کا مضبوطی اس تختی پر دیکھا تھا اور وہ بات اسکے دل میں جاگتی تھی پھر اس صاحب کی
 حرکت اور ہر قل کا سکوت اسکو ملکہ کیا یہ سب اسکی ہدایت کا اسباب ہوا۔ پس اسی شب اپنی قوم کو
 ان باتوں سے آگاہ کر کے دین اسلام کی طرف ترغیب دی۔ آخر یہ بدیر شہری کہ شہنشاہ انبیا
 لشکر لیکے نکلے اور لشکر اسلام میں داخل ہوا اور ابو عبیدہ کے ماتھے پر اسلام لایا۔ یہی تدبیر میں
 کہ اور بھی ہدایت کا سامان بہہ ہوگا کہ سیوت یوقنا بھی ہر قل کی طرف سے کہ پیام لے آئے۔ فلیطانوس
 نے اسے کہنے لگا کہ میں سمجھا تھا کہ تم اسلام قبول کئے پھر اس سے بدلے کا کیا سبب ہی یوقنا نے اتنے
 مقصود کو پوشیدہ کر کے کہا کہ نظرائیت کی محبت اور اپنے خلیفوں کی پاس قربت مجھے اس سے پھیرا
 پھر فلیطانوس نے اسلام اور مسلمانوں کا حال دریافت کی تو یوقنا نے اسلام کی خوبی اور مسلمانوں کی رشتہ
 اور کثرت عبادت و صداقت کا بیان کیا۔ فلیطانوس بھی اس تختی کا جو مضبوط تھا ظاہر کر دیا آخر یہ
 ہونے پر ایک نے ایسا اصل دیکھا کہ دیا اور ہر دو ہزار دو سو ساڑھے گئے۔ پس یوقنا نے کہا کہ اب تم لشکر
 کی طرف جاؤ گا قصد نکرو دو سو صحابی قیدی میں آئے ہیں سو میرے ہی ذمے مین مین علی الصبح میں
 انکو چھوڑ دوں گا اور ہر سے لشکر اسلام حکم کرے گا اور ہر سے تم حکم کرو اور پھر میں دسے دو سو صحابی جو ہر
 پر بھاری ہیں جنگ شروع کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ چکوفہ نصیب ہوگی اور لشکر اسلام کے جاسوس ذمہ
 سے میری مکتبی مین مین ان سے ابھی کیونکہ ابو عبیدہ کی خدمت میں روانہ کرنا ہوں اور جاؤ امدادیے
 انکو اطلاع دیتا ہوں یہی گھنگو تھی کہ ایسے میں عربوں اتنے الغمیری حوا یک معر صحابی تھے ابو عبیدہ کی
 طرف سے آئے اور یوقنا کو سلام کئے اور کہا کہ سردار ہر س ابو عبیدہ کہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ چکوفہ
 خیر دے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جواب میں دیکھا حضرت نے انہیں خبر دی کہ
 حاکم دوم نے اسلام سے مشرف ہو چکا قصد کیا ہی اور اپنی قوم کو اسلام کی ترغیب دینے لگے ایسی باتیں
 کہیں ہیں۔ بشارت ہو چکوی ابو عبیدہ کہ انشاء اللہ تعالیٰ شہر انطاکیہ کل فتح ہو جائیگا اور رومی اس سے
 دور ہو جائیگا۔ کہتے ہیں کہ فلیطانوس نے جب یہ حال سنا غم خزانے لگا اور کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں
 اس امر کی کہ وہ سچے پیغمبر ہیں اور یہی دین اسلام دین حق ہی۔ قصہ اسی شب ہر قل کو ایک وحشت ناک
 خواب دیکھا کہ آسمان سے ایک شخص اتر آوا اسکے تخت کو اٹھ دیا اور اسکا تاج اس کے سر سے اڑ گیا۔
 اور اس شخص نے کہا کہ تیری مملکت کا زوال بہانیت قریب ہوا۔ اسکے بعد اس شخص نے ہر قل کے لشکر

خلافت عمر فاروق ۱۔ روانہ ہونا یوقنا کا انطاکیہ کی طرف

ھیونان کے آگ سلگنا دیا۔ ہر قل نے جب اس خواب سے جاگنا بہت ہی گھبراہٹ اور اپنی زوال مملکت کا یقین کیا۔ اسکا ایک خاص غلام بالینس نام ہر قل کے ساتھ بہت مشابہ تھا سو ہر قل نے اسکا لباس اسکو پہنا یا۔ اور کہا کہ میں نہایت نکل جاتا ہوں کیونکہ عرب کے ساتھ مکرو فریب کا ارادہ رکھتا ہوں تو میری جگہ پر شہر پس ہر قل نے اپنا مال و زر اور اپنے گھروالوں کو ساتھ لیکر پوشیدہ نکل گیا اور کشتیوں میں سوار ہو کر روانہ ہوا۔ جب صبح ہوئی لشکر اسلام جنگ پر آمادہ ہوئے نکلا اور لشکر کفار بھی ترے ساز و سامان سے نکلے مقابل ہوا لشکر اسلام میں خالد بن ولید اپنی ٹکری لئے ہوئے آگے تھے اور دوسرے سردار انکے پیچھے تھے۔ پھر فلیطانوس اپنا لشکر لئے ہوئے نکلے۔ اور یوقنا بھی دسے دوسو صحابی کو قید سے چھوڑ دے جو طرف سے اہل اسلام لشکر کفار کو گھیر لئے برای جنگ ہوا ضرار اس جنگ میں عجب بہادری کے کرشمے دکھلا رہے تھے ناگاہ عین جنگ میں انکے سین خول ملائی ہوئیں اور سلام کیا کلام کرتا چا تا وہ اسنے کہا کہ اے امی میں تم کلام کرنے کا فزون کے قتال میں متول رہنا بہتری۔ راوی نے خبر دی اے کہ ضرار جب اپنی بہن سے کلام کر رہے تھے اسوقت یوقنا نے ایک ایسا حکم کیا کہ بالینس غلام پر قابض ہو گیا ایک شخص بچار کے کہہ دیا کہ یوقنا حاکم روم نے ہر قل کو بکرا بھرتش قتال بہت ہی زور و قوت سے متعلقہ زن ہوئی رومیوں نے اسکا مات تلا کے پیچھے پھیری اور بھاگنے لگے اتنے کافر مارنے لگے کہ سوا اجنادین اور یرموک کے اور کسی لڑائی میں اسقدر مقتول نہیں ہوئے تھے۔ عرب متفرق سے بارہزار نفر کے قریب تریخ ہوئے جیلہ اور اسکا بیٹا پرو و فرار ہو گئے نہ انکے بلید تھیں ملین نہ انکا نشان کسی کو ملا انہیں کے ساتھ پانسو آدمی جو اسکی قدیم رومیوں سے تھے بھاگے اور کشتیوں میں سوار ہو کر ہر قل سے جا ملے۔ انہیں سے ہی عرفظ بن عہد اور عروہ بن واثق اور مرہف بن واثق اور ہجام بن سالم اور سوا انکے اور لوگ بھی تھے کہتے ہیں کہ افواج انہیں کی نسل سے ہیں پھر رومیوں کے صحبے اور کپڑے اور گھوڑے اور ساز و سامان کہ جسکا شمار اللہ تعالیٰ کو معلوم ہی مسلمانوں کے ہاتھ آئے اور رومیوں سے ہیں ہزار آدمی قید ہی ہوئے اور سر ہزار مارے گئے۔ اور جو بھاگے انسے بعضے رومی اور متفرقہ انطاکیہ کی طرف اور بعضے قیساریہ کی طرف قسطنطین ابن ہر قل کے پاس اور بعضے دریا کے کنارے کی طرف گئے۔ جب غنیمت کا مال و سبب اور قیدیوں کو حضرت ابو عبیدہ کے روپر ملے آئے انہوں نے شکریہ سجدہ ادا کیا اور ضرار انکے ساتھی دوسو اصحاب کبار جو قید ہو گئے تھے مع یوقنا اور انکے تابعدار بھی آئے انکو دیکھے ہی ابو عبیدہ اور سب صحابہ بہت خوش ہوئے اور انکی زمانی پر لشکر اتنی بجا لائے اور فلیطانوس جب اپنے قوم کو لئے ہوئے آئے ابو عبیدہ انکو دیکھے ہی بہت خوش ہوئے اور اسکا

استقبال کیا اور عام صحابہ کرام کی تعظیم کے لئے اٹھے اور تیسے تیسے صحابہ انکا اکرام کر کے آگے تھے۔
 فلیطانوس نے انکی یہ ترافیع دیکھ کر تعجب ہوا اور کہا قسم ہی اللہ تعالیٰ کی یہ وہی قوم ہی کہ سچ بے جھکی بات
 دی تھی بنی ابوعبیدہ کے ہاتھ پر اسلام لایا اور اسکی قوم بھی مسلمان ہوئی۔ اور انیس غلام کو دوقاحواہ
 کے تھے ابوعبیدہ کے حضور میں نے آئے انہوں نے اسکو اسلام کی طرف دعوت کی اس نے انہوں نے انکار کیا
 جب ابوعبیدہ کے حکم سے اسکو قتل کر دئے۔ اور جب ابوعبیدہ نے الطاکیرہ کی مضبوطی طرف نظر کی اپنے
 ایم کے پیر دھانی علیہ السلام اچھلنا اچھلنا کہ اچھلنا اچھلنا کہ اچھلنا اچھلنا کہ اچھلنا اچھلنا کہ اچھلنا اچھلنا کہ
 میں بادشاہ کے طرف سے حلیب بن قیس حکم تھا اسے ارادہ کیا کہ شہر سیاہ کی دیوار پر سے اترے تاکہ
 دوسرے رئیس لوگ انکو نہ دیکھ سکیں اسے مین لاکھ دیار دیکھنے صلیح کی۔ پھر ابوعبیدہ الطاکیرہ میں تشریف لائے
 انکے روبرو وہی نشان تھا جو صدیق اکبر نے انکو عنایت کی تھی انکے دائیں طرف خالد بن ولید تھے اور بائیں
 جانب عیسہ بن مسروق اور قاری سورہ فتح خوش الحانی سے ترمنا تھا۔ باب الحان برا بھونچے اپنے
 گھوڑوں سے اترے اور اس جگہ ایک مسجد کی بنائے انکے وہ مسجد موجودی۔ عیسہ سے منقول ہی کہ
 جب شہر الطاکیرہ بہت پاک اور صاف تھا اور اس میں ہر طرف پانی کے نہریں جاری اور اچھے چیزیں بہت
 تھیں ہم سب اس بات کو دوست رکھتے تھے کہ کاش ایک چننا میں تھیں اور ارام پاویں تاکہ جن چیز
 ابوعبیدہ نے مین روز سے زیادہ وہاں کی اقامت کا حکم نہ لیا۔ اور اس فتح و نصرت کی شہادت میں
 ایک نامہ حضرت عمر کی خدمت میں زید بن وہب کے ہاتھ سے روانہ کر کے آپ الطاکیرہ سے کوچ کیا۔
 زید سے منقول ہی کہ جب میں مدینہ طیبہ کے قریب پہنچا دیکھا گیا ہوں کہ حضرت عزرا زوج النبی صلی
 علیہ وآلہ وسلم کو گمراہ لے ہوئے حج بیت اللہ کے واسطے تھے مین۔ اور ان بی بیوں کے عماریان
 آگے مین انکے گواہین جانب حضرت علی مین اور بائیں جانب حضرت عباس۔ اور حضرت عمر عمار یوں کے
 پیچھے پایادہ چلے گئے اور انکے غلام کو کہ جیسا نام برقا تھا انکی دوست کی چار لے ہوئے انکے پیچھے چلے
 اور اسکو کلمہ طوہید پڑھنے سے آراستہ کیا تھا اور انکا قوسہ اور کاسہ بھی اسی پر تھا مین نے جلد اپنی اونٹنی سے
 اتر اور حضرت عمر کے روبرو گر سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیکر دیکھا کہ کون سی مین نے کہا
 یا امیر المؤمنین مین زید بن وہب ہوں جناب ابوعبیدہ کے پاس سے خوش خبری لے آیا ہوں کہ اللہ تعالیٰ
 نے شہر الطاکیرہ پر انکو فتح دی حضرت عمر یہ بات سنے ہی مسجد سے مین گر پڑے اور اپنے منہ کو خاک پر
 رگڑتے تھے دیر کے بعد سر مسجد سے اٹھائے لوٹ کا چہرہ اور داری خاک الودہ تھی اور بے اللہم
 لا الہ الا انت والشکر علی نعمتک السابغہ مین نے ابوعبیدہ کا نام دیا اسکو تیسے اور کمال

خوشی سے روئے۔ پس وہ مار حضرت علیؓ کے ماتھے دئے انہوں نے پڑ کر بے کوسنا یا۔ پس حضرت عمرؓ نے
کافرا و بدوات اور قلم مگائے اور اسکا جواب لکھ کے میرے ماتھے دئے اور اپنے گوشہ سے ایک صاع
خرا اور ایک صاع کسو عیانت کے اور فرمائے کہ مجھے معذور رکھو کیونکہ انکے مکان میں اسبقہ تھا پس
میری پیشانی پر دوسرا میں نے رو دیا اور کہا کہ یا امیر المؤمنین میں اس حد کو نہیں پہنچا ہوں کہ آپ میرے سر کو
بوسہ دین حالانکہ آپ مسلمانوں کے سردار اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی مقرب اور
متم الاربعین میں حضرت عمرؓ یہ بات سنکر رونے لگے اور فرمائے کہ میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں
کہ تمہاری گواہی کے سبب عمر کو بخش دے۔ زید بن وہب کہتے ہیں کہ جب میں نے اپنی اوقعتی پر سوار ہوا

حضرت عمرؓ نے یہ دعا کی اللہم ارحمہ علیہا واطولہ البعید وسمہل لہ القریب اذک

علیٰ کل شیء قد میں میں نے بہت خوش ہوا کیونکہ حضرت عمرؓ کی دعا روین ہوئی تھی۔ پس میں چلنے لگا
تو زمین لپٹی جاتی تھی تیرہویں دن ابو عبیدہ کی خدمت میں جا پہنچا۔ انہوں اسوقت حازم میں آکے اترے تھے
اور دمان سے خالد بن ولید کو دریائے فرات کی طرف روانہ کئے تھے۔ انہوں نے منہج اور براعہ اور

تاہلس فتح کیا تھا اور بہت سے غنائم اور مال کثیر انکے ماتھے آیا تھا۔ پھر دمان کے لوگوں نے دتر لاکھ دینا
دیکھے مصالحو کیا خالد نے انکے غنائم اور مال پھیر دیا اور اپنے طرف سے منہج پر عبادہ بن رافع بھی کو اور

بل بن رجم بن مفرج النہری کو اور براعہ پر ادس بن خالد ربعی کو اور تاہلس پر بادرا بن عون النہری کو حاکم
تھرا کے جسد زید بن وہب حازم کو بھیجے تھے اسی روز خالد بھی مع مال کثیر دمان آ پہنچے سو مسلمانوں

ترہی خوشی حاصل ہوئی شکر الہی بیا لے **مہج القبائل کی فتح** کہتے ہیں کہ ہر قل جب الظاہر
سے بھاگا قسطنطنیہ میں جا کے تھرا اور عرب کا لشکر دمان بھی اپنے اندیشہ سے پہاڑوں کے درون

تیس ہزار سوار کو مقرر کیا تا انکو دمان میں حضرت عمرؓ کے حکم سے ابو عبیدہ نے چار ہزار سوار پر میسرہ
بن مسروق کو سرداری دیکے روانہ کیا انھوں نے پانچ روز تری مشقت اور پنج ایتھ کے اس کو ہستان

کے تنگ راہ میں پار ہوئے۔ جب مہج القبائل میں پہنچے ہر دو لشکر ایک جگہ پہنچے جنگ شروع ہوا
لشکر روم کے تین صفیں تھیں ہر صف میں تین ہزار سوار تھے اور لشکر اسلام میں چار ہزار سوار پہلے دن

تری لڑائی ہوئی ابو الہول داس نے تری جو اغروی ظاہر کی بہت سے کفار مارے گئے اور مسلمانوں
سے دشمن شخص اسیر ہو گئے۔ ان میں داس بھی داخل تھے میسرہ کو اپکا تری در دہوا۔ جب رات آئی

لڑائی موقوف ہوئی پھر دوسرے دن جب جنگ شروع ہوا اہل اسلام ایسی شدت سے قتال کرنے لگے
کہ تر داریں ٹوٹ گئیں اور میسرہ کا نشان خون سے رنگین ہو گیا اٹھائے جنگ میں دیکھتے کیا ہیں کہ

دوام میں بھی ایک طرف سے کافرون کو قتل کر رہے ہیں۔ عطیہ بن ثابت نے انکو دیکھ کے مہر کے پاس دوا
اور دوا میں کے ایک خوشخبری دہی انہوں نے اس کے بہت خوشی کی اور شکر الہی بجالایا۔ اس روز کفار سے
تین ہزار شخص مارے گئے اور مسلمانوں سے دو کو بھی اس شخص شہید ہوئے۔ جب رات کو موقوف ہوئی تار
دوام میں نزدیک ہوئے میرا انکو دیکھنے ہی مانتے گھوڑے سے اترنا چاہے دوا میں نے انکو قتل دیکے پادوہ
ہوئے سے منع کیا۔ میرا میرے اسی منہ سے کہتا تھا کہ کوڑہ دیا اور انکا حال دریافت کیا دوا میں
کہا اسی مرد کا فزون جب ہوا سپر کیا ہوتا ہے پڑوین بریان دوا میں اور سخت قید کئے تھے جب رات کافی
میں نے سو گیا اور غلام رومان بن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رویت سے شرف ہوا کمال رحمت
ارشاد فرما ہے کہ ابا اس علیک یاد ادا میں واعلم ان من لقی عتیک اللہ عظیماً میرا ہے
دست مبارک سے میرے بیرون کو کھینچ لئے میرے طوق در بخیر کھینچ لئے ایسی ہی میرے ساتھیوں کے
بیریاں بھی کھینچ لئے میرا حضرت نے فرمایا البشیرا و البشیرا اللہ فانا محمد رسول اللہ میرا خواب
ہی شب سلمان کبیر رہا کھینچ لئے میرا حضرت نے فرمایا رسول اللہ میرا خواب
فاحش ہوئی اطراف کو آجی کے دیہات لئے اندر طلب کئے دو دن کے عرصے میں رومی اور اوس میں
تک حج آئے مسلمانوں نے اسکا کچھ تراد کیا لکن بعض صحابہ کی مشورت سے میرا بھی شب احوال ہو گیا
کی خدمت میں کھینچ لئے میرا طلب کے حضور انہوں نے خالد بن ولید کو روانہ کیا خالد نے میرا تراد چاہا۔
جب خالد کی آمد کی خبر شکر کفار میں شائع ہوئی اسے گھبرا کے اسی شب تراد ہوئے لاکھ جن روز خالد
کا آنا ہوا اس روز کی رات میں عبداللہ بن خداوہ جبر سے جلیل القدر صحابی تھے ایک بطریق کو تراد
دوسرے بطریق کو اس کا تراد ہوا اور اسکا مذکر لئے نکلا جب تراد مقابل ہوئے اس ملعون نے فریاد
ایک جنت کے عہد اللہ بن خداوہ کو لیر کیا اور اسے ترقوت انکو پالی گھوڑوں پر پرقل کے پاس روانہ
کر دیا۔ ایسے عظیم صحابی کا اخیر ہونا اور کفار شب بجاگ جانا خالد بن ولید کو بہت غول کیا آخر کفار
کا مال و منال ہرا لئے ہوئے ابو عبیدہ کی خدمت میں لوٹ آئے اور شب و تراد ظاہر کے انہوں نے اسے ترقوت
ابنہ احوال حضرت عمرؓ کی خدمت میں لکھ بھیجا عبداللہ بن خداوہ کا قید خباب خلافت ناب کو بھی لکھین کیا
سوفرمائے کہ میں پرقل کو خدا لکھو گا اگر وہ عبداللہ کو بھیج دے میرا والا میں فوجیں روانہ کر دینا جس
پر بی ہمدید سے اسکو خط لکھے پرقل نے گھبرا یا اور عبداللہ کو چھوڑ دیا۔ اور ایک برادرہ موی حضرت
عمرؓ کو ہدیہ کے طور پر بھیجا لکھے عبداللہ کے اخیر کیا اور اپنے لوگوں کی ایک جماعت کو اپنے ہراہ دیکے
ہا کید کی کہ انکو کو ہشتان سے بار کر دین۔ پس عبداللہ نے اسے خدمت میں حاضر ہونے سے سب مان

بہت خوش ہوئے اور شکر الہی کیا لائے اور ابو عبیدہ نے انکو مدینہ طیبہ کی طرف روانہ کیا جب حضرت عمر
 دیکھا سجدہ شکر سجا لایا سب اہل مدینہ خوش ہوئے اور انکی سلامتی پر مبارک باد دوائے اور وہ موتی جو
 بہت عمدہ اور بے بہا تھا حضرت عمر نہیں لے بلکہ اسکی قیمت سب مسلمانوں کے لئے بیت المال میں داخل
 کئے۔ واقعہ یہی سچ نے بیان کیا ہی کہ ہر قتل حب الطاکیر سے نکلا بھاگنا زمین سورہ کی جدائی کا اسکو
 برای در دلاقی ہوا انہیں دفون اسی در زمین مر گیا۔ اور عبد اللہ بن حذافہ کے ساتھ یہ معاملہ جو کیا وہ
 ہر قتل کا بیتا قسطنطین تھا اسکے باب کے بعد اسکا لقب بھی ہر قتل ہی رکھا گیا تھا۔ واقعہ یہی ہے ہی
 منقول ہی کہ ہر قتل نہیں نکلا الطاکیر سے مگر یہ کہ مسلمان ہو گیا تھا اسکا سبب یہ تھا کہ اسنے اپنی قوم
 پوشیدہ حضرت عمر کی خدمت میں لکھا تھا کہ میرے سر میں ہمیشہ درد رہتا ہی۔ تب حضرت عمر نے ایک کلاہ ردا
 کی جب ہر قتل نے اسکو اپنے سر پر رکھا درد موقوف ہوا پھر حب سر سے اتار دوی در دلاقی ہوا اسکو راجب
 ردا دیا اسکو کھلو کے دیکھا تو اسین لکھا تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم ہر قتل نے کہا کیا اچھا اور بزرگ ہی ہذا دین
 کہ شعا دی ہو اللہ تعالیٰ نے ایک آیت سے انہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ہجرت کے حضور
 سال اسکو دعوت اسلام ایک نامہ روانہ فرمائے ہر قتل نے اسوقت حضرت کے حالات کئے واقف ہو چکی
 نبوت کا اقرار کیا لکن اپنی قوم بدل جانے کے خوف سے اسلام ظاہر کرنے سے محروم رہا اور حضرت کے بعد
 ایک صحابہ سے جنگ کا ساز و سامان کیا اسنے اسلام قبول کر لے بین اپنی قوم سے ہلاکت کا اندیشہ رکھتا تھا
 افسوس ہی کہ اسکی نظر علیٰ بعضی مدعی پر پس اسکا اسلام لانا معتبر نہ ہی واللہ اعلم بحقیقۃ الحال قیساریہ
 کا جنگ عزمین سالم سے روایت ہی کہ فتح الطاکیر کے بعد حضرت ابو عبیدہ حلب میں اقامت کے او
 انکو اس امر کا انتظار تھا کہ عمرو بن العاص یا پیچہ زار کے لشکر سے جو قیساریہ کی طرف ہر قتل کے بیٹے قسطنطین
 جنگ کر شکست لے روانہ ہوئے ہیں اسکا معاملہ کیا ہوتا ہی دیکھیں۔ کہتے ہیں کہ جب عمرو بن العاص قیساریہ
 پر جا کے نزول کے قسطنطین نے میں ہزار سوار کو لیکے نکلا اور عمرو بن العاص دوی یا پیچہ زار کا لشکر جو اگلے ہوئے
 چل دئے مجاہدون نے تکبر و تمہیل اور درود و سلام بلند آواز سے پڑھنے لگے اللہ تعالیٰ نے ایسی تاثیر ظاہر کی
 کہ اس بیابان کے سنگ و شجر اور بالوں کی تھوڑے پیلے اور پیارے انکی تکبر و تمہیل کا جواب دینے لگے یہ حالت
 دیکھتے ہی کھارہ ہشت ناگ ہوئے اگرچہ انکی نسبت مسلمانوں کی جماعت قتیل تھی قدرت الہی سے انکو
 کثیر نظر آئی۔ بیان تک کہ ہر قتل کے بیٹے قسطنطین نے کہنے لگا کہ میں نے پہلے جاسوسوں سے خبر منگایا
 اور جبستم خود نظر کی تو مسلمان یا پیچہ زار سے زیادہ نہیں تھے اب دیکھتا ہوں تو تعداد میں کہیں ترجمہ
 ہیں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انکو ملائک کے ساتھ مدد دی ہی اور نیز اب ان عرب کے حال سے خوب

پس یہ عرب اور فتح علیہ السلام نے عرب اور مواعیل کی زمین حرام کو دی تھی۔ اور یافت اس زمین پر
 نزول کے جو مشرق و مغرب کے تھے۔ اور زمین کو واقع بن اللہ ہی کی ملک خاص ہی۔ اپنے بندوں سے
 جسکو چاہی دینا ہی اور عاقبت کی خوبیاں پر ہرگز گاروں کے واسطے ہی۔ غرض جب ملک تمام تمام گاہی
 اور عرب اولاد سام سے بن تم جیسے بن کہ تو یہ تقسیم ہو چکے ہوئے مسلمانین نے یہ تقریر کے حیرت سے ایک
 تصویر بن گیا اور سمجھا کہ یہ مرد بزرگ عالم ہی بن کیا اسی سردار عرب تم اپنے کلام میں کہتے ہو۔ بھرائی قوم
 سے کہا کہ یہ عربی جیسے بن۔ تب عمرو بن العاص نے کہا کہ اے اہل روم اگر تم جیسے ہو کہ یہ ملک تمہارا تصرف
 میں رہے تو اسلام قبول کرو۔ مسلمانین نے کہا کہ جب ہمارا باب داوے ہمارے ہی دین پر کیے بن ہم کو
 چھوڑ سکتے ہیں۔ عمرو بن العاص نے فرمایا اگر اسلام نہیں لاتے بن تو دولت و خوار کی کے ساتھ جزیرہ گیارہ سو
 مسلمانین نے کہا کہ اہل روم اسباب میں میری اخاعت کرینگے۔ کیونکہ میرے باب نے اسے یہ امر چاہا تھا
 پورے لشکر مار دینا چاہا۔ عمرو بن العاص نے کہا جب جزیرہ نہیں دیتے ہو تو تمہارے ہمارے درمیان
 سردار حاکمی۔ اب جانو کہ جہاں تک کہنا تھا میں نے تم سے کہہ دیا اور بن باب میں تمہاری نجات تھی
 اس طرف بلا لاکن تم نے مافرائی کی جیسے تمہارے باب غیص نے اپنی جان کی مافرائی کر کے اپنے بھائی
 یعقوب کے آگے اپنی قرابت سے نکل گئے۔ اور اگرچہ تم نسب میں قریب رہو لاکن جب تم اللہ تعالیٰ کے
 ساتھ ٹاکنے پاسی اور کفر کرتے ہو تم اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے طرف تمہاری قرابت سے دوری اور برادری
 ظاہر کرتے بن۔ اور تم غیص بن اسحق علیہ السلام کی اولاد سے بن اور تم اسمعیل علیہ السلام کی اولاد سے
 اللہ تعالیٰ نے اسمعیل علیہ السلام کو برگزیدہ کیا اور انکو عربی کلام فصیح سکھایا۔ اور اسحق علیہ السلام کو اس کے
 باپ کی زبان پر دکھا۔ اسمعیل علیہ السلام کی اولاد عرب بن اللہ نے عرب کو سب جلی سے بہتر کیا اور
 عرب سے کہنا کہ کو اور کیا ہے قریش کے اور قریش سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم سے عبد المطلب کو اور بنی عبد
 المطلب سے ہمارے بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو برگزیدہ کیا اور وحی کے ساتھ ان پر جبریل کو بھیجا اور انکو نبوت
 و رسالت دیکھ سب خلق کی طرف مبعوث کیا۔ اور جبریل نے کہا کہ یا محمد بن مرق و مغرب میں خبر سے
 زیادہ کسکو معظّم و مکرم نہیں پایا۔ عمرو بن العاص کہتے بن کہ جب میں نے اسطی حضرت کے ذکر شریف
 تک پہنچا سب انصار کے بدن پر ہاں کھڑے رہے اور ان کے اعضا فروتنی گئے اور ان کے دل چھین بن
 آئے اور مسلمانین کے دل میں خوف غالب ہوا۔ عمرو بن العاص سے کہنا کہ تم اپنے کلام میں کہتے ہو
 اپنا ایسے ہی بزرگ خانہ ان سے بھیجے جاتے بن پس عمرو بن العاص اس مجلس سے اٹھے اور اپنے
 لشکر میں آئے مسلمانین نے اپنی قوم سے مشورہ کیا وہ سے جزیرہ دینے پر راضی نہیں ہوئے۔ آخر جنگ

مقرر ہوا۔ ہر دو لشکر میدان برآئے تری سختی سے لڑائی شروع کی۔ کئی دن قتال ہوا کہتے ہیں کہ ہر طرف سے
 جیسے قسطنطین کو جب قساریہ کی طرف بھیجا اسکے ساتھ ایک بطریق کو جس کا نام قیدمون تھا اور وہ قساریہ
 کا پامون ہمارا واک کیا تا وہ قساریہ پہنچا اور یہاں وہ میدان پر آیا اس کے مقابلے کے لئے شہر چل
 میں حسنہ بیکے وہ کثرت صوم و صلوات و مجاہدات سے لاسرختے ہر دم میں تہمتیر بازی ہوئی ایسے میں بہت
 تری شدت سے جڑنے لگا۔ میدان میں بہت کچھ ہو گیا تب ہر دو زیادہ ہونے لگی کئی کئی گنا گاہ وہ
 دشمن خدا نے شرجیل کے پیٹھ کی نرم جگہ پر بارہ کے زخمیں برکھڑا دیں ان کے سینے پر چرخی لگی مارا گیا تھا
 کہ شرجیل نے کہا یا عیثا المسیت غنیمت ایہی یہ فقرہ تمام ہوا تھا کہ لشکر کفار بھی ایک سوار
 آہنی وہ سنہری زیرہ پہنا تھا اسے گھوڑے سے جلد اتر کے اس بطریق کو شرجیل کے سینے سے کھینچ لیا
 اور تدار کا ایک وار کیا کہ اس بطریق کا سر جدا ہو گیا۔ پس شرجیل سے کہا کہ اے خدا کے رسول تو اس کے
 اسباب کو۔ شرجیل نے کہا واللہ میں نے تیرے کام سے کوئی بھلائی عجیب نہ نہیں دیکھا کہ وہ لشکر مسرتوں سے
 آیا اور شرجیل کو قتل کیا پس کہہ دیجئے کہ تو کوئی نہ ہے۔ اسے ایک آہ سرخ کھینچ کے کہا کہ میں وہی دجستہ اللہ
 گیا ظلیح بن خویلد اسدی ہوں جو حضرت کے لیے نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹے باند لکھا
 بخود باللہ مہنا شرجیل کہتے ہیں کہ میں نے اسکو کہا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت فراخ اور کثا وہ ہی جسے اپنے گناہ
 پر ششمان ہو و اور توبہ نصیح کرے اللہ تعالیٰ قبول کرنا ہی ظلیح نے کہا کہ میں خالد بن ولید کے دربار ہوں
 کہ وہ مجھے مار جائیگے۔ میں نے کہا کہ خالد بن ولید ہمارے ساتھ نہیں بلکہ یہ لشکر عمرو بن العاص کا نہیں
 میں نے لشکر دیکھا اسکو اپنے لشکر میں لے گیا۔ جب عمرو بن العاص کے دربار ہوا سلام کیا انہوں نے
 پوچھا کہ یہ کون ہی میں نے کہا یہ ظلیح ہی اور اسے کٹے سے باز آیا ہی اور تائب ہوا اور میرے ساتھ یہ
 جنگی کی عمرو بن العاص نے خوش ہوا اور مرجا کہا۔ ظلیح کا قصہ یہی کہ ابو بکر صدیق کی خلافت میں بعض
 اشقیاء جو نبوت کا دعویٰ کئے تھے خالد بن ولید نے اسے تڑا ہی جنگ کیا۔ مسیلا کہ وہ اب اور سماع اور
 اسود غنمی کو مار قالا۔ تب ظلیح نے شام کی طرف بھاگا چنانچہ لہیر ماجہ احد بنی الکری کی خلافت کے یامین
 بتفصیل مذکور ہی۔ غرض ظلیح شام میں چاہ لیا تھا جب خالد بن ولید کے ماتھے پر شام کے اکثر بڑا و حصار
 متوجع ہوئے اور صحت سے کفار ماجے گئے ظلیح کو برا در ہوا کہ کہیں خالد بن ولید مار دالے اسلئے قسار
 میں حاکم رہنے لگا۔ جب قسطنطین مسلمانوں پر جنگ کے لئے لشکر لیکے نکلا تب ظلیح نے سوچا کہ میں تجی
 اسکے ساتھ نکلوں اور لشکر کفار کو رنج میں ڈالوں اور مسلمانوں کی خبر خواہی کروں تو شاید کہ اللہ تعالیٰ
 میرے تختہ سے اور میرا توبہ قبول کرے اسی نیت سے شرجیل کے ساتھ وہ جنگی کی لاکھ خالد بن ولید سے

امین نہیں تھا سو کہنے لگا کہ مجھ کو انکا برا خوف ہی کہہ دو ماروالی کے عمرو بن العاص نے کہا کہ میں جنگ ایک سادہ و سادہ مسلمانوں کے
 کو اسی کے ساتھ لکھ دیتا ہوں اور میرے یہ نیک کام جو ظہور میں آیا اس میں ظاہر کرتا ہوں تو اسکو لیکے حضرت عمر کی خدمت میں جا
 اور انکے ماتھے پر توبہ کر دے قبول کر لگے اور پھر تجھے مشرکوں کے جہاد پر روانہ کرینگے۔ پس طلحہ نے وہ دستاویز لیکے مدینہ
 کو گیا حضرت عمر نہیں تھے مگر معطل کر گئے تھے پھر طلحہ وہاں جا پہنچا حضرت عمر کبھے کا پروا نہ کرتے ہوئے کھڑے تھے۔ طلحہ بھی
 جلے بیت اللہ کا پروا نہ کیا اور کہا یا امیر المؤمنین میں توبہ کرتا ہوں اور رجوع لانا ہوں اللہ عزوجل کی طرف۔ حضرت عمر
 کہ تو کون ہی کہانیں طلحہ بن خویلد اسدی ہوں۔ امیر المؤمنین یہ کہتے ہی کہ انت پیچھے ہٹتے اور کہے کہ سختی ہو تو مجھ
 میں تو محاف کو گنگا لاکن عکا شہ محض الاسدی کا خون جو میرے واقع ہوا فرما دے قیامت حضرت رب العزت کے روبرو
 کیا جواب دیکھا۔ طلحہ نے کہا کہ یا امیر المؤمنین عکا شہ ایک پاک مرد تھے کہ اللہ تعالیٰ نے انکو میرے ماتھے پر لکھ دیا
 میں انکے خون کے سبب بوجھت ہوا۔ میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بخش دے اس کام کے سبب جو میرے ہوا
 پھر عمرو بن العاص کا خط اپنا یا حضرت عمر اسکو چڑھ کے خوش ہوا اور کہے کہ تجھے خوشی ہو اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہی پھر اسکو
 اپنے ساتھ رہنے کا حکم کئے۔ جب وہاں مدینہ منورہ میں اپنے چننے چننے روز کے بعد طلحہ کو ملک فارس کے جنگ پر روانہ
 فرمائے واقعہ یہی رہا کہ اب ہم اگلے بیان کی طرف رجوع کرتے ہیں یعنی جب قید مون بطریق طلحہ کے
 ماتھے سے مارا گیا۔ اور شرجیل نے اسکو لیا کہ عمرو بن العاص سے ملوایا اسی روز بارش بری شدت سے ہونے لگی
 مسلمانوں کو بڑی قصید معنی کیونکہ یہوئون کو جیسے پہنچ گئے اسلئے جانبہ کی طرف جا کے پناہ لئے اور قسطنطین کی
 حالت یہ ہوئی کہ اسکے دل میں برائی خوف آگیا سو اپنی قوم کو جمع کر کے مشورہ کی اور کہا کہ ہمارا دوسرا ہر اسکو
 مقام یرنوک میں عرب کے ساتھ مقابلہ کر سکا۔ اور میرے باپ نے قسطنطینہ کی طرف متہر ہیر عرب تو تمام ملک شام
 کے مالک ہو گئے سو اس ساحل کے باقی تراباں بہتری کہ ہم تہاں کل جائیں پس شبانہ سب کے سب چلا گئے اور
 بارش میں مین من دن تک ہو رہی تھی چوتھے روز بوقت ہونی لشکر اسلام لڑائی پر آمادہ ہو کے نکلا تو دیکھتے
 کیا ہیں کہ لشکر کفار فرار ہو گیا ہی پس عمرو بن العاص نے اس صفوں کا نامہ حضرت ابو عبیدہ کی خدمت میں روانہ
 کیا اور لکھا کہ میں اب کے جواب کا مستطرب ہوں ابو عبیدہ نے اسکا جواب لکھا کہ تمہارا خط پہنچا سب ماجرا معلوم
 ہوا مسلمانوں کی فتح و نصرت اور قسطنطین کی ہزیمت پر میں نے شکر الہی بجا لایا یہ میرا نامہ پہنچے ہی تم قیساریہ پر
 جا کے نزول کرو میں بھی صور اور عکہ اور طرابلس کی طرف بھگنے والا ہوں۔ کہتے ہیں کہ ابو عبیدہ جب ساحل
 قصد کئے تب عبد اللہ بن قمار رحمۃ اللہ علیہ کہنے لگے کہ اے سردار مجھے ساحل پر آ کے روانہ کرو ابو عبیدہ نے قبول کیا
 ملک کے لوگ جو یوقنا کے ساتھ اسلام لائے وہ چار ہزار تھے۔ اور انکے سوا بطارقہ سے جو مسلمان ہوئے
 وہ بھی تین ہزار سے زیادہ تھے وہ سب یوقنا کے ہمراہ ہوئے اور قسطنطین نے جب کت کھا کے بھاگا اور

کہا کہ ہم جزیرہ افریقیہ سے آئے ہیں ہماری کشتیوں میں غلہ اور ہتھیار ہیں بادشاہ قسطنطین کے پاس لکھا ہے۔ یوقنا نے
 یہہ سنکران پر بھی قبضہ کیا اور کشتی پر کھانہ مال اسباب لے لیا۔ اور حارث بن سلمہ کے بیٹے کو جو دادی الخمر سے مصیبت
 قید کر کے لایا اور روزہ الہری کا حکم قلیطائوس بھی جو عہدہ تھا طرابلس انہوں نے سپرد کر کے وہی پچاس تینوں میں اپنا
 حصہ بھی اسباب چراگے یوقنا روانہ ہوئی کہ تھے میں تھے کہ ایسے میں خالد بن ولید سے لشکر ومان آئیے یوقنا نے مجدد
 لشکر بجالایا اور سب سرگذشت ظاہر کیا اور شہر کے سپرد کر کے آپ شہر صوز کی طرف روانہ ہوئے شہر صوز میں ایک
 دوستی رہتا تھا اور وہ لشکر قسطنطین کا پیش رو تھا اور اسکا نام ازمویل بن قسطنطین تھا اسکے ساتھ چار ہزار سوار
 تھے یوقنا شہر صوز پر جا پہنچے ازمویل نے ایک قاصد کو بھیج کے انکا احوال دریافت کیا یوقنا نے کہا کہ ہمارے ساتھ غلہ اور
 ہتھیار ہیں ہم قیساریہ کی طرف بادشاہ قسطنطین کے پاس جاتے ہیں۔ ازمویل نے یہ خبر کے خوش ہوا اور اکی صیانت
 کی اور طلحہ تین دین یوقنا اپنے ہمراہ تین سو آدمی کو لائے باقی لوگوں کو کشتیوں میں چھوڑے تھے جب یوقنا اور
 اسکے ساتھی کھانے سے فارغ ہوئے تو یوقنا کے بی اہام سے ایک شخص جو منافق تھا و قیدہ ازمویل سے جا
 کہا کہ یوقنا کے کلام پر اعتماد نہ کرو یہ مسلمان ہو گیا ہی اور عرب کی اعانت کر کے بادشاہ سے لڑائی طرابلس کو فتح کیا
 اور جرفاس کو اسیر کر لیا۔ ازمویل یہ بات سنی ہی ہو شیار ہو گیا اور یوقنا کو اور اسکے رفقا کو قید کر دیا اور اکی حفاظت
 پر اپنے چاہے کہ بیشہ باسیل کو مقرر کیا تا بادشاہ کے پاس انکو لجاو اور وہ جو چاہے کرے۔ ایسے میں یزید بن ابی سفيان
 جو ہزار سوار کے ساتھ جو قیساریہ سے عرب و ان العام نے بھیجا تھا اپنے سے ازمویل نے قید یون پر باسیل کو نگہبان ہزار
 انکے جنگ کے واسطے نکلا۔ باسیل بن مجاہل نے کتب گذشتہ اور اخبار مہینہ سے آگاہ تھا۔ اور غیر خدا اصل اللہ
 علیہ و آلہ وسلم کی عمر شریف جب تیر سال کی تھی اور ابوطالب کے قافلے کے ہمراہ شام کی طرف سفر کے اور اٹھائے
 براہ بھاریا بہت کے صوبے پر آکا گذر ہوا بھجرائے جب لکھا کہ حضرت کے مبارک برابر سایہ گسترہ ہی اور سنگ و حجر
 آکھو سجدہ کرتے ہیں اور مبارک بدن پر کھنٹی نہیں چھنٹی ہی۔ اور ایک سو کے چھار کے نیچے شریف رکھتے ہی وہ
 چھار ہزار ہزار ہو گیا بھرا بہ حالات دیکھتے ہی حضرت کے حضور میں آیا اور سلام قبول کیا اور پشت مبارک پر چہرہ
 دیکھ کر کے اپنی نبوت کی تصدیق کی اور کہا کہ مسیح نے غیر آخر الزمان کی جو بشارت جو تھی آپ ہی کی ہی۔ پھر
 جب یہ خبر دی ابوقت باسیل بھی حاضر تھا۔ اس روز سے اپنے معاملے میں حیران تھا جب ازمویل نے اسکو
 یوقنا پر نگہبان مقرر کر کے چلا گیا اسکو توفیق رفیق ہوئی مسلمان ہو اوقنا کے پاس آگے انکا احوال پوچھا اور ایسا احوال
 ظاہر کیا اور انکو قید سے چھوڑ دیا۔ اور یہہ جزیرہ بن ابی سفیان کو اور کشتیوں میں سے مسلمانوں کو بھی ہو گئی
 ہر سب مل کے برای جنگ کے ازمویل اور اسکے چھ ہزار سوارہ قرار اختیار کئے۔ ہمان انکا بھیجا کر کے سب کو بار بار
 اور انکا مال و متاع اور غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آئے پھر یوقنا شہر صوز کا دروازہ کھولا دے سب مجاہدین داخل شہر

ہوئے۔ بزرگوں شہرین باقی تھے ورنہ انکو دعوت اسلام کی اکثر مسلمان ہو گئے اور بعضے جزیرہ گنڈا سبھ سے۔
 عمر بن العاص کا قصہ جو باقی رہا یہی کہ جب قسطنطین انکے مقابلے کی طاقت نہ رکھ سکے شائبہ بھاگا اور فریاد
 میں طامکے بنوہلی عمر بن العاص نے یہاں ابوعبیدہ کی خدمت میں لکھا انہوں نے یہ جواب ارغام فرمایا کہ تم فرمایا
 ہرچہ ضرور کروں سو دس مجاہدہ کے ہوئے تھے قسطنطین تک اگیا تھا جب اسکو یہ بھی کہ شہر ضرور ہی
 اہل اسلام کے ہاتھ لگیا یہ سننے ہی پہنچ گیا اور قادیونہ حذرنا صاحب فرصت ہاتھ ملی دھان سے
 قسطنطین کے طرف بھاگا قسار کے لوگوں نے عاجز آگئے آخر وہ لاکھ ویرم لاکھ قسطنطین کا جھوڑا ہوا مال و
 منہل دیکھ بھاگی گئے۔ پس عمر بن العاص نے پائیل بن عوف بن سلمہ کو ایک صحابی معترض اور حضرت
 کے ہزارہ کا بھڑوہ جین اور نمر بن حارث سے شہر ضرور کی حکومت دیکر روانہ کیا و اقدی تہم نے خردی ہی کہ جب
 یہ خبر اہل مسلم اور بنوہلی اور بٹانہ اور غزوہ اور تاملس اور گنڈا سبھ اور اہل جیلہ اور جروت اور ملاذقیہ
 کو بھیجی ایسا جین و مقامات کے لوگ سبقت کر کے آئے اور صلا کر گئے۔ اقدی تہا نے مسلمانوں کو کل شام کے مالک کر دیا
 جوہر و جربت حبیبہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب خالد بن ولید کا عزل و وفات کہتے ہیں کہ جب
 جبریل فخر و حضرت خالد بن ولید کی جلالت و شجاعت سے واقع ہوئی تھی جو طرف سے لوگ شہر قسطنطین کی طرف خالد کی خدمت
 میں بجا بہتیت بجا لانے لگے۔ اقدی تہا حضرت بن عمر کندی نے ایک قصیدہ عزرائلی روح میں لکھ کر گنڈا سبھ کے اقدی تہا
 کی سلامت اور معافی کی دعاغت بہت ہی پسندائی خالد نے اس وقت اسکے اگلے میں میں ہزار ویرم لاکھ دیات بعضے حامدوں
 نے حضرت عمر کی خدمت میں ایسا لکھ بھیجا کہ خالد نے مسلمانوں کو بیت المال میں جیسا چاہئے دینا صرف کرنا ہی کوئی
 سبب کو دس ہزار ویرم دی جائے کہ کسی لاکھ ویرم کے ہر سے کسی عورت کو بیچ میں لاتا ہی۔ اسکے آگے خالد نے مالک بن نویر
 کے قتل کے بعد جانم کی بی بی کو لاکھ ویرم کے ہر سے جو بی بی لایا تھا یہ بات حضرت عمر کی خاطر میں کی تھی یہ خبر سننے ہی
 برہم ہو کر اس وقت ابوجہد کے نام۔ ایک تو بٹانہ میں غور گاروا کیا کہ خالد بن ولید نے بیت المال میں اسراف جاری رکھا
 اور ایک حقوق کر دیا ہی تو ہم کو یہ توبہ ملائے کہ تہا ہی اسکو قسطنطین کے اسکے منصب سے معزول کر دینا اسکا نصف مال
 ابوعبیدہ کو دینا عکس طیف روا کر دینا جب یہاں ابوعبیدہ کو پہنچا انہوں نے ایسا ہی کو بٹانہ اسکا نصف مال لے لیا یہاں تک کہ ایک نعل
 لی دوسری نعل کے لئے چھوڑ دی و خالد کو اس میں کچھ نہ رہا نہ ہی بلکہ مال خرچ ہوئے ابوعبیدہ کے سرور کیا اور کہنے لگے
 کہ میں لوگوں سے بہن ہوئی کہ جو اہل کی متابعت کرنا میری مشین کی تھا اب یہ رکھوں عروس لکھنے انکا مال لیکر خزانہ بیت المال
 میں داخل کیا خالد جب حکم مدبرہ مدوہ کی طرف روانہ ہوئے یہاں جناب خالد نے یہاں جو حضرت عمر نے دیا تھا اسکا نصف مال
 کہا پانی اور یہ مال کی ملک سے تنہا جو ایک ہزار ویرم دیا۔ خالد کہا کہ وہ میری ملک سے ہی جو قبضہ تیرا وصیت تھا میرا حصہ
 ہوتا تھا اب یہ میرا ملک ہو کہ خالد کا مال کا حاکم کہ جب کہنے تو اسی ہزار ویرم ہوتے حکم کیا کہ ساتھ ہزار ویرم انہوں نے جو خیر میں
 داخل کیا کہ جب یہ شہر شام و عراق تک لگا کر ابوعبیدہ کی نہایت عزت و مال کو ہزار ویرم دیا کہ ابوعبیدہ کو ہزار ویرم
 مناسبت اور قانع کا مطابق ہوا اب جناب خلافت کے مال کے طالع و طاقت واقف ہوئے۔ خالد کو بل اسکے عذر

خواہی کی اور ولایتی پیش آئے۔ اور دیار و انصاریہ کے امیروں کو ایسے حکایت لکھے کہ خالد کو ہم نے جو عز و دل کیا اس کا سبب کچھ نہیں تھا کہ اس کے چہرے پر جانت ہوئی یا ہم کو اس کے ساتھ کچھ ناخوشی اور کراہت ہو۔ لاکھ جب لوگوں نے اس کی تعظیم و تکریم سے زیادہ کرنے لگے اور یہ خیال کیا کہ فوج و نصرت اس کی قوت بازو سے ہوتی ہی۔ سو میں نے چاہا کہ وہ اس پر فتنہ نہوں اور نیک و بد کو اللہ ہی سے جانیں۔ **۱** کلید گنج قالیم ہی ایسے کے پاس آ کر کوئی نہ قوت بازو سے اپنے کھولائی۔

حضرت عمر کی خلافت سے پانچویں سال خالد بن ولید مرض موت میں گرفتار ہوئے کہتے ہیں کہ اس وقت آہ و افسوس کرتے اور کہتے تھے کہ میں نے سب اہل جنگ و جہاد میں مشغول رہا اور بہت کوششیں کجا لائیں اور بری آرزو رکھا تھا کہ شہادت نوش کروں اگرچہ بہت زخم تیر و تبر کے مجھے لگے پر وہ دولت میرے ہاتھ نہ آئی اب اپنی ایسی موت پر تاسف کرتا ہوں اور اس وقت وصیت کی کہ میرا گھوڑا اور غلام اور ہتھیار مجاہدوں کو دیکھے کہ وہ میرے پاس جہاد کا غار اور اعلیٰ کلمہ اللہ سے کوئی چیز محبوب تر نہیں جب ان کے وفات کے بعد ان کے متروکات کا جائزہ لے تو سوائے اس گھوڑے اور ہتھیار کے کوئی چیز نہ پائے جب یہ بات حضرت عمر پر ظاہر ہوئی کمال تاسف سے کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ ابو سلیمان پر رحمت کرے کہ ہم نے اس کا حال بظراف اس کے سنا تھا جواب ظاہر ہوا۔ القصہ جب خالد کا جنازہ اٹھائے انکی بن فاطمہ بنت ولید بنت مغیرہ نے اپنے بھائی کی مفارقت میں بے اختیار آہ و زاری کر رہی تھی۔ حضرت عمر نے ایسے رونے کو جو نہایت مکروہ دیکھتے تھے باوجود اس کے فاطمہ کے متعرض نہ ہو آپ بھی گریان و نالان ہو کے فرمایا کہ بنی مغیرہ کی عورتوں کو پورا نہیں کہ خالد کے لئے اپنے انکھوں پانی بہاویں۔ جب پیر میں چاک نہ کریں اور اپنے رخسار پر نہ ماریں کچھ مضایقہ نہیں۔

نقل ہی کہ ایک دن جناب فاروق اعظم نے خالد کی والدہ کو دیکھا کہ اپنے قرۃ العین کی تعریف میں بیتین پر چڑھ رہی ہیں اور انکھوں سے اشک بہا رہی ہیں دریافت فرمائی کہ یہ کون ہیں اور کیسے روتی ہیں لوگوں نے کہا کہ یہ خالد بن ولید کی والدہ ہی ایسے فرزند پر محنت کے فراق میں رو رہی ہیں فرمایا کہ میں کسی عورت کو نہ دیکھا کہ اپنے قرۃ العین کی تعریف میں بیتین پر چڑھ رہی ہیں جب میں حضرت عمر نے عمر کے کی نیت سے کعبہ کی زیارت کا قصد کر کے روانہ ہوئے۔ مکہ معظمہ میں اکیس رات دن کے بیت اللہ کی تعمیر کی اور اس کو وسیع اور کشادہ کیا۔ پھر مدینہ طیبہ کی طرف مراجعت کی اور حکم کیا کہ حرمین شریفین کے درمیان جو منزلیں واقع ہیں ان میں رہاٹات اور مکانات بنا کریں اور جن منزلوں میں پانی کی قلت ہو وہاں کنوئیں اور چشمے نکھولیں تاکہ سفر کو راحت و آرام کا سبب ہو۔ اور یہی سال امیر المومنین نے حفص بن مغیرہ کی دختر کے ساتھ اپنی تزویج کی۔ لاکھ معلوم ہوا کہ وہ عقیقہ ہی میں دخول کے آگے ہو کر طلاق دیا۔ اور یہی سال گوہر دیکھا خاندان رسول اجتر اوج دو دواں

بنو قرۃ العین علی مرتضیٰ جناب ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے ساتھ چالیس ہزار درہم گہر سے اپنی تزویج کی عبداللہ بن عمر و عبداللہ بن عباس و حسن بن امام حسن و عقیقہ بن ظہر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر نے کئی بار جناب مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ کی حضور میں صاحبزادی ام کلثوم کی خواستہ نگاری کا پیغام بھیجا۔ تو حضرت علی نے صاحبزادی کی کم عمری کا عذر لایا

جانب فاروق اعظم نے گذارش کی کہ نکاح سے میرا وہ نطفہ نہیں جو اور دن کا ہو بلکہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ حدیث سنی ہے کہ فرماتے تھے کہ **كُلُّ نَسَبٍ وَصَفَةٍ يَنْقُطُحُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا نَسَبِي وَصَفِي** یعنی جو نسل و صفہ میری طرف سے نہ ہوگا۔ اور جب ابیر سے کہی ایسا فرمایا کہ میں اسبابین حسین کر میں سے راکھتا ہوں سو ایک روز ہر دو صاحبزادوں کو فرمایا کہ عرفا و فروع کے ہمارے بیٹے کے ساتھ از ورنہ جیسے ہیں۔ امام حسن خاموش ہے امام حسین کہنے لگے کہ یا ابی عمر فاروق کے مانند دوسرا کون ہے کہ جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ تھے انہوں نے ہمیشہ اکی ملازمت اور فیض محبت میں رہے اور کبھی حضور نبوی سے جدا ہوئے۔ اور جب حضرت نے وفات فرمایا تو ان سے راضی ہے۔ اور جب انہوں نے منہ دنیا کو رہت دی تو عدل و انصاف میں ہے نظیر جو حضرت علی نے یہ بات سیکے فرمایا کہ ایسی لڑکے غم سے بچ کہا لاکھ میں نہ بات پس جایی کہ تمہارے بلا مشورت اس کام میں اقدام کروں۔ غرض جب صاحبزادوں کی رضامندی اور خوشنودی سے یہ نسبت مقرر ہوئی ادا کار صحابہ کی حضور میں نکاح منعقد ہوا۔ حضرت عمر کو برسی خوشی حاصل ہوئی۔ سرور حاصل ہو گیا کہ میرے ساتھ اس اہم مناسبت کی حیثیت کیے کہ میرے میں سے حضرت سے یہ حدیث سنی ہے اس حدیث کی روایت کی جو اوپر گزری۔ اور عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ میرے والد بردگوار عرفا و فروع نے ہنر برہنہ ہو کر فرما کر لے کہ لوگو! اللہ اس امر نکاح میں مجھے مقدر و مقرر فرمایا ہے کہ میرے ساتھ فردر نہیں تھا۔ لاکھ میں سے حضرت جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام میری حدیث سنی ہے یہ حدیث پڑھی جو ذکر ہوئی۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ عرفا و فروع نے فرمایا کہ اسباب میں میں نے اس قدر جوہر و خد کیا اس سے میرا مقصود یہی تھا کہ حضرت کا ایک عضو مبارک خیر پاس ہے۔ کہتے ہیں کہ ام کلثوم کے بطن سے ایک فرزند ابرجد کہ جس کا نام زید بن ابی تلہ ہوا اور عذرا جانی کو پہنچ کے رحلت کی رضی اللہ عنہا وہاں رہی وہاں۔ اور اسی سال میں ملک ابواز سے بعضے بلا و مفتوح ہوئے۔ ان کا کچھ شہر نصیبین بنی و ان کو لوگ بڑے سخت تھے شہر کا دروازہ بند کر دئے اس لئے اہل اسلام کو آتش میں تک اسکے دروازہ پر زوق و فلاح ہوا۔ اس شہر کے کھادہ جنگ و پیکار کرتے نہ اسلام لائے نہ شہر کا دروازہ کھولتے تھے جب غازیان اسلام بہت ہی تنگ ہو گئے۔ جب لشکر اسلام کے امیر نے حکم کیا کہ سپاہ بچھو جو اس قلعہ میں نہت تھے کہ ان کے کونوں میں و آل دین و مال کے ہنر بردگ کے بچے ہوتے اس شہر میں پھیل گئے قہر و عداوت نے اس شب بین وینا ہی عمل کیا۔ جب کوزہ زمین برگر کے پھر تباہ ہوئے سر تو اوپر بچہ کیو کیو تیش بادا و تہترقت مرغانا۔ اہل شہر میں ایک عمل تھا اہل اسلام حضرت کو عنایت جاں کے شہر کی طرف مہاجر ہوئے اور دروازہ کو پادہ پادہ کر کے داخل شہر ہوئے۔ اور وہ بچہ کو چنانچہ پاتے آتے تھے جب اللہ

کی تائید سے وہ شہر ماتھ آیا قسماً عرب ایک شاعر نے اسکی فتح کے بیان میں ایک قصیدہ غزل انشایا اسکا مطلع یہ ہی
 سہمذت فتوحاً فی بلاد کبیرۃ؛ فلم أر فتحاً مثل فتح العقار؛ کہتے ہیں کہ نوشیروان
 اپنے زمانے میں شہر نصیب کو محاصرہ کیا تھا اسکو بھی فتح نہ ہوئی آخر عاصر آکے جلا گیا تھا آخر حضرت عمر کی خلافت میں مسلمانوں
 کی تسخیر میں آیا واللہ اعلم۔ اس سال میں بلاد اہران سے جو مسیحی ہو کر ہزار ہا دستبرداری ہوئے انکا حاکم نے امیر لشکر اسلام
 ابوبکر سے صلح کی اس شرط کے ساتھ کہ مجھے امیر المومنین کی حضور میں بھیج دین انکی رائے مبارک میں جو بات آئیگی
 سو کرین۔ پس وہ جب جناب خلافت آجکے دربار میں حاضر ہوا نصیحت فاروقی اسکو اشرک اور کفر و شرک سے باز
 لگے اسلام مشرف ہوا۔ ہجرت سے اٹھارویں سال کے وقایع۔ اس سال میں ابوعبیدہ
 کا ایک مکتوب امیر المومنین کی خدمت میں اس مضمون کا پہنچا کہ لشکر اسلام میں شایون کچھ شخص جسے ہزار اور ابوجہل
 وغیرہ شراب پینا شروع کئے ہیں جب انکو منع کرین تو کہتے ہیں کہ شراب کے پینے نہ پینے میں ہم کو اختیار ہی سو ہم نے
 سبق اول اختیار کیا ہی اس بات سے انکا مقصود اس آیت قرآنی کا استہقام تھا جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی فہل انتم
 منتہون وے اپنے کج فہمی سے یہ گمان کئے تھے کہ یہ استہقام اختیار پر محمول ہی۔ حضرت عمر نے انکے جواب میں
 تحریر فرمایا کہ اس آیت میں استہقام تقریری ہی نہ اختیار ہی سو وہ بہت اچھی وجہ سے نبی اور حرمت کا فادہ دیتی ہی
 تم کو چاہئے کہ ان لوگوں کو مسلمانوں کے مجمع میں حاضر کرین اور انسے پوچھیں کہ شراب حلال ہی یا حرام۔ اگر وہ
 حرمت کا اقرار کرین ہر ایک کو اسی کوڑے مارین۔ اگر اسکی حلیت کے قائل ہو دین انکو قتل کر دین۔ ابوعبیدہ نے
 ویسا ہی انکو حاضر کر کے دریافت کی تو انھوں نے شراب کی حرمت کا اقرار کیا۔ ابوعبیدہ نے انکو حصار کے یہ نصیحت کی کہ می شایرو
 اللہ تعالیٰ نے بہت ہی نصیحتیں تم پر ارزانی فرمائیں سو بھلا شکر بجالانا نہیں لازم ہی تم نے اسکے برخلاف گناہوں پر جو اقدام
 کرتے ہو میں نہایت اندیشناک ہوں کہ تمہارے فسق و فجور کی مشامت سے کہیں ایک حادثہ عام اہل اسلام میں پیدا نہ ہو مگر ان
 کی بدی کی مشامت سے بیک لوگ بھی ہلاک ہوتے ہیں سنت اللہ اسطرح جاری ہو ہی۔ آخر ویسا ہی ہوا جیسا وہ صفا
 کمال نے گمان کیا تھا کہ ہل شام قضاے طاعون میں اور اہل مدینہ بلا قحط میں مبتلا ہو قحط سال اس درجے کی تھی کہ انسان
 سے ایک پانی کا قطرہ نہیں ٹپکتا تھا اور زمین سے کوئی بوڑھا نہیں اٹھتا تھا صحرائی و خوش طہر شہر اور انسان سے
 انس لیتے اور انسان صحرا کے طرف جاتے گھانٹے اور پتے پر لگتا کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ ان دنوں تند ہوا چلتی گرد و غبار
 جو راگ کی سسی تھی لوگوں کے ہنہ پر پرتی تھی اور جانور بھی بہت سے ہلاک ہو اسے واسطے اس سال کا نام عام الراد ہوا
 نقل ہی کہ حضرت عمر نے محتاجوں اور مسکینوں کو طعام دو وقتہ کھلاتے اور لوگوں پر بہت شفقت فرماتے تھے۔ اور
 غمزدہوں کو تائید و تکیہ کرتے تھے کہ احتکار نہ کریں یعنی اناج گراں بیچنے کی نیت سے بند کر کے نہ رکھیں۔ اور حدیث المسکین
 ملعون کے حکم کی تشریح دیتے تھے۔ اور آپ نے اپنی ذات کے لئے یہ قرار دیا تھا کہ جب تک یہ قحط سالی دفع نہ ہو

حلیۃ الاحیاء ۱۸۸ خلافت عمر فاروق کی

تب تک گشت و درون تامل کرتے رہے اور وہ فریادیں اٹھاتے اور اطراف و اطراف کے امیروں کو حکم دیتے کہ اس قدر ہرج و مرج نہ ہو کہ انہیں
 مدینہ کی طرف بھیجا کرتے۔ یہ حکم پہلے ہی اہل جوہلہ و انہیں اس وقت تک کہ یہاں ہزار ہزار شہزادان و امیران مدینہ کو لے آیا۔ جناب
 خلافت بآب نے بہت خوش ہوئے مدینہ والوں اور اسکے نزدیک کے قریے والوں پر تقسیم کی۔ اور عمر بن حابس ایک سو
 کشتی انانج مصر سے دریائے اردن لایا گیا جب وہ مدینہ کو پہنچا اور زانیہ میں وہاں کا رخ مصر کے رخ کے برابر ہوا۔ نقل ہئی
 کہ اسی قحط سال کے ایام میں ہلالِ برج طیش زنی کے اہل و عیال ایک، و زہر کی شدت سے جڑی خشکیت کے طور
 چاہے کہ ایک بکراؤ کی کرین کا فتنے کی آتش اس سے بجاوین۔ ہلال نے اپنے گردن کی لاغری اور ناتوانی کا غم ظاہر کیا۔
 جب ان کے اہل و عیال نے بہت ہی جد و جہد کر کے آخر ہلال نے ناچار ایک بکراؤ کی جب قصاب اس کو چھیلنا تو سرخ ہوا۔
 کے سر کو کھینچ لیا۔ یہ حال دیکھتے ہی ہلال کو بڑی رقت آئی خود دھن گئے اور بے اختیار ہمتا کر لیا کہ یا محمد! یہی
 شب اسے خواب دیکھا کہ سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھایا اور مدینہ پرچنے کی بشارت دی
 اور عرابیہ کے بکراؤ کو مرسلہ سلام پہنچا اور بولے کہ میرے ساتھ جو ہر باندہائی کھائے اس کو فانی کر دیتی ہوں۔
 لکھنا ہی کہ سیدنا خذ لعقدی قال لکھن لکھن۔ ہلال نے علی الصبح عمر فاروق کی خدمت میں آیا اور دیا
 واقعہ کیا۔ جناب خلافت اب نے شب امشب کرام کو جمع کر کے اس کو صلی اللہ علیہ وسلم سے احوال کیا کہ سب متفق ہوئے کہ
 کہ اس واقعے کی تفسیر یہی ہے کہ امتِ اسلامیہ کے زندہ کرنے میں کس لئے مسکن کرنا ہی۔ پس امیر المومنین نے روزہ رکھا اور
 رات بھر کھڑے رہے جو جماعت صحابہ و عوام اہل مدینہ کو براہ کھڑے ہوئے پیادہ کمال غمز سے مدینہ کے باہر عید گاہ کی طرف فرست
 لے گئے۔ عباس بن عبد المطلب کا وسیلہ لایا بارگاہِ نبوی جلشانہ میں پہنچا دھارنے لگے کہ خداوندِ عز و جل سے رسولِ مقبول صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم کو دے میں جب ہم نے غلامے قطیف میں بسلا ہوتے تھے تیری بارگاہِ مقدس میں حضرت کا توسل لاکے دھارنے
 تھے۔ تو نے اپنی کمال حمایت سے ہم پر ہمارے کمال قبول فرماتا اور بارش برساتا تھا۔ اب تو ہم اس وقت کے بے نصیب ہیں
 میں حضرت کے ہم سفر عباس بن عبد المطلب کو تیری بارگاہ میں شفع لاتے ہیں اور دھارنے میں ہماری دعا قبول کیجئے
 بارش بھیجئے اور دعائیں کہتے کہ وہاں آدمی اور مقرر ہے۔ اس کے بعد حضرت عباس نے بادل درو آئیر چشم اشک بزر و بزر
 دست التجا آٹا کے کمال تضرع و ناری دھارنے لگے کہ بار خدا یا ترے ہندوگان بنیاد تیری بارگاہ پاک میں مجھے شفع لاکے
 بارش کے لئے التجا کر رہے ہیں الہی ترے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جو مجھے قربت قریبی ہے اس کی میں برکت
 سے ان پر دعا دے دے دے قبول کیجئے اور بارش بھیجئے حضرت عباس نے جب یہ دعا کی ابھی زمین سے قدم نہیں اٹھائے
 تھے کہ ابر کے اترنے کی خاطر کہ جن پر آب خوشگوار کے شگ کہ جو سے تھے آسمان نمودار ہوا۔ اور مدینہ کا خطیب بلند آواز
 ہوئے منبر پر کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔ ایسا پہلے شروع ہوا کہ پہلے سات روز تک برساتی رہا ایک ہفتہ کے بعد نوروز
 جنگل و بیابان سرسبز و خندان ہو گیا نایع و بہار کا نظارہ دیکھنے لگا اور ہر باغ و گلزار رنگ بہار دیا قحط سال کی جانی

جب حضرت عباس کی دعا سر ملج الاجابت ہوئی اور بہت وقت پہنچ نہ شروع ہوا۔ لوگ یہ کراہت دیکھتے ہی اٹھنے بہت ہی معتد ہو کر اٹھنے لگے۔ اور حسان بن ثابت اور ابن عباس اسباب میں چند بیتیں بنائیں۔ اور اسی سال شام میں جو طاعون عام واقع ہوئی وہی پہلی طاعون تھی جو اہل اسلام میں حادث ہوئی۔ اور اس کے طاعون اس لئے کہتے ہیں کہ عمر اس ایک قریہ کا نام تھی جو سرحد شام میں واقع تھی وہ طاعون اسی قریہ سے شروع ہوئی۔ نقل یہی کہ اس طاعون میں صحابہ و تابعین وغیرہم رضی اللہ عنہم سے پچیس ہزار شخص رحلت کئے۔ کہتے ہیں کہ ان دنوں ابو عبیدہ نے ایک خطبہ طبعہ پڑھا اور اس میں حمد الہی و صلوات جناب رسالت پناہی اور ذکر شہادت کے بعد فرمانے لگے کہ حضرت نے بارگاہ الہی میں دعا کی تھی کہ اللہ تعالیٰ طاعون کو اس امت کے صالحوں کے حق میں عین رحمت و شہادت کرے۔ اور ابو عبیدہ نے صدق نیت سے دعا کی کہ حق سبحانہ تعالیٰ اس مرض طاعون سے اپنے جسم کا بھی حصہ کرے اور اپنی روح کو طرف اعلیٰ علیین کے لجا دے۔ ہر نول کے منبر سے اترے اور اسی روز طاعون میں مبتلا ہو کر جنت او کی طرف سد مارے اپنی رحلت کئے لگے معاذ بن جبل کو اپنا خلیفہ مقرر کیا تھا اس لئے بعد معاذ اور ان کے فرزند عبد الرحمن بھی اسی طاعون کے حصے سے رحلت کئے معاذ نے اپنی موت کے وقت عمرو بن عاص کو امارت دی۔ عمرو بن عاص نے خطبہ پڑھا کہ اس مرض کے صدمات شعلہ اکثر کے مانند پہنچ رہے ہیں سو چاہئے کہ لوگ پیاروں پر چرین تا وقع حرارت اور حصول رحمت کا سبب ہو۔ تب لوگوں نے حکم کے مطابق عمل کیا۔ اور اسی طاعون میں معاویہ کے برادر یزید بن ابی سفیان اور عمارت بن ہشام اور ہبل بن عمرو اور عبیدہ بن ہبل اور ابو جندل اور عاص بن ہبل انتقال کئے جب ابو عبیدہ و یزید بن ابی سفیان کی موت کی خبر کورت اثر حضرت عمر کو پہنچی بہت ہی غم و دلگدگاہ ہو کر کمال رقت سے زار زار روئے **وَاِنَّا الْکَیْمُ رَا جِعُوْنَ اِلَیْہِ** لشکر شام کی امارت معاویہ بن ابی سفیان کو دیکے اس نواح میں ان کو عامل خراج مقرر کیا اور شرجیل بن حسنہ کو اردن کی حکومت دی۔ اور اسی سال عمر فاروق نے جہاد کی نیت سے شام کی طرف نکلے تھے بلا واسطہ یربک کے قریب قریہ سرع پہنچے لوگوں نے عرض کی کہ شام کے ملک میں بری وبا واقع ہے اکثر دیہات و امصار ویران ہو گئے ہیں اس طرف تشریف لیجانا مناسب نہیں۔ تب حضرت عمر نے ہاجرین اولین کو جو ہمراہ رکاب تھے جمع کر کے اسباب میں شورت کی کہ شام کی طرف روانہ ہونا مناسب ہے یا مدینہ کی طرف مراجعت کرنی۔ بعضوں نے کہا کہ جب ہم جہاد کی نیت سے نکلے ہیں اللہ تعالیٰ پر توکل کر کے آپ آگے چلنا اور اس کام کو سر انجام کو پہنچانا بہتر ہے۔ اور ایک جماعت کہنے لگی کہ جب ملک میں وبا پہلی ہی بہتر ہے کہ اوہر کجاوین اور قریہ وہ **وَمَا کَلَفُوْا اِیْدَیْکُمْ اِلَی التَّہْلُکَۃِ** کے موافق آپ کو آپ ہلاکت میں نہ لائیں بلکہ مدینہ طیبہ کی طرف لوٹ جاویں۔ یہ بات سننے امیر المؤمنین نے حکم کیا کہ اس جماعت کو مجلس سے باہر روانہ کرین اور دوسرے ہاجرین کو کہ جن کی ہجرت فتح مکہ کے بعد ہوئی تھی ہوا کے لئے بھی شورت کی تو دوسرے سب کے سب متفق ہو گئے کہ وہ وطن کی طرف پھر جانا ہی مناسب ہے۔ عبدالرحمن بن عوف نے جناب خلافت ماب میں آگے ایک حدیث کی

روایت کی کہ میں نے حضرت سناہی کو جس شہر میں دیا بیابا ہویا جو وہاں کچھ تین مقام نرو۔ اور تم جس شہر میں دیکھو وہاں
 دیکھا ہو وہی وہاں سے بھاگنے کی نیت سے اس شہر سے مت بھاگو۔ میں حضرت عمرؓ کے حکم کیا کہ لشکر میں خدا کو دین کی
 العین اس منزل سے کچ کر کے مدینہ کی طرف سد مارین ہیں لشکر وہاں کچ کر کے داخل مدینہ ہوئے۔ اور اسی سال
 ابراہیمؓ کے لئے مدینہ سے کوہ صحر کی طرف روانہ ہوئے جس کے ساتھ ایک سے فارغ ہوئے مقام ابراہیمؓ کو کہہ کر
 سے لکھا تھا اب جس جگہ واقع ہے مقرر کیا۔ اور اسی سال کوہ صحر کی فضاں شرح بن حارث کنہی کو۔ اور اسی سال
 فضاں کعب بن ہار کو دی۔ اور اسی سال حضرت علیؓ کو مدینہ میں غلیظہ شہر کے آبشار کی طرف روانہ ہوا جو لوگ طاہر
 اور اس میں جو ہیں انکا مال لے کر وارثوں پر تقسیم کریں اور لشکر اسلام امیرون اور ملک کے عیسویوں پر تقسیم فرما دیں جب
 بلاد شام سے شہر مدینہ پر پہنچے لشکر بونک واسطے پاکستان اور زستان کی فضا صحن کی اور مالک کے سرحد میں بھی مقرر
 فرما دیں اور شرجیل بن حسنہ کو اردن کی امارت سے معزول کر کے عروہ بن حبشہ کو انکی جاسے پر نصب کیا۔ یہ ایک خطبہ اس
 معزوں کا پڑھا کہ شرجیل بن حسنہ کو جو میں نے معزول کیا اسکا یہ سبب نہیں تھا کہ اس کے کچھ قصور ظہور میں آیا ہو مگر میں نے چاہا کہ
 ایک مرد شرجیل سے قوی تر اس سرحد میں رہے اور ابو موسیٰ اشعری کو سواحل پرانیہ شہر اور بلاد شام میں جایا امر اور بلاد
 مقرر کر دئے۔ اور طاعون میں جو لوگ ہوئے تھے تری تحقیق اور شخص کے بعد جس کے ورثہ باقی تھے مقرر کر ان کے تسلیم کیا
 اور جس کے وارث نہیں تھے حکم کیا کہ انکا متروکہ بیت المال میں داخل کر کے مسلمانوں پر تقسیم کریں۔ جب ان جہات سے فراغت
 حاصل ہوئی مدینہ منورہ کی طرف معاودت فرمائی۔ ہجرت اسیسویں سال کے و قلیح۔ ہجرت
 کے نویسویں سال حضرت عمرؓ نے جب مسجد نبویؐ کو جو لوگوں کی کثرت سے تنگ ہو چکی تھی کشادہ کیا حضرت عباسؓ کا اور وہاں
 کا گھر خرید کر کے داخل مسجد فرمایا۔ اور اسی سال مسلمانوں نے جو بلدہ مدینہ میں تھے کہ لبنان میں ایک فارسی اطلاع پائی
 کہ اس فارسی میں ایک تخت زرین نصب کئے تھے اور ایک موزع موزع اس تخت پر تکیہ لگایا ہوا تھا۔ اور اس کے ایک جانب
 پر ایک لوح زرین رکھے تھے اور سپر پرفت روحی چند سطریں لکھی تھیں۔ ان سطروں کا معنی یہ تھا کہ میرا نام سبائی
 اور میں فاس کا مینا ہوں میں نعیم بن اسحق بن ابراہیم علیہ السلام کی شرف خدمت و ملازمت سے شرف ہوا ہوں
 اس کے بعد جگہ من جدم جدم کے ایک مدت دراز تک میں نے بادشاہی کی تھی اور بہت کچھ خدم و حشم رکھتا تھا اور
 بت سے عجائب و غرائب جیسے برق اور نرگ اور وہل کی طغیانی کنی باہر میں نے دیکھے اگر تم بھی ایسی چیزیں دیکھو گے
 تو تعجب کیجئے بلکہ ان باتوں سے زیادہ عجب یہ بھی کہ آدمی اپنے باپ و دون اور آشناء و دوستوں کے قبور پر کھڑا
 آہی اور اپنی موت کا غافل رہتا ہے۔ اور اپنے گلستان زندگی سے ایسے بھول نہیں چوٹا کہ جو اس کا عزت میں کام آوے اور اسکی
 خیر ہو اسکی دماغ کو مسموم کرے اور اس سے زیادہ حساب آخرت کا وغیرہ اور اس سے زیادہ بر تو مفسد کا خطر ہے اور مجھے بہت نصیحتیں
 آہی کہ ایک قوم باوجود خداوند تعالیٰ کی درہمیت پر اقرار کر کے مال و زر کی طمع کو کچھ غافل سے نکالے۔ اور اس تخت سے جدا

کر کے اس کو کیا مال سمجھیں گے۔ جب ایسی حالت ظاہر ہو گی تو زمانہ متغیر اور فاسد۔ اور بازار دیانت اور امانت کا بے رونق اور کاسد ہو گیا۔ اور نئے نئے حادثے اور بلائیں نزول کر چکی اور لوگ اس سے بہت ہی محزون ہوں گے۔ ہمیں دور بہتان اور جھوٹے اور فخر سے زیادہ ہونگے۔ جب کہیں ویسا زمانہ پائیگا بہت روئیگا اور اس کا عیش اس پر تلخ اور ناگوار ہو جائیگا پھر جو کچھ واقع ہو جائیگا ہر دو جہان کی سعادت اور خاتمہ کی خیریت اور حسن عاقبت انہیں کے نصیب ہوگی جو صبا الخ متقی بن ہما سحرت سے بیسویں سال کے وقایع۔ جب ہجرت بیسویں سال آیا مصر کی فتح عمرو بن عاص کے ہاتھ پر واقع ہوئی۔ ایک قول سے سو تھوین سال اور ایک قول سے سترہوین سال وہ فتح ہاتھ دی۔ اور قول صحیح اور راجح ہی نہیں کہ فتح مصر عام التوا کے آگے ہی کیونکہ اسکے آگے واضح ہو چکا کہ عمرو بن عاص نے عام الرمادین مصر سے کشتی اناج مدینہ معظمہ کی طرف روانہ کیا۔ غرض فتح مصر کا سبب یہ ہوا کہ جناب خلافت اب کو یہ خبر پہنچی کہ اریطیون ایک لشکر جمع کر کے جنگی سامان کے تئیں میں مشغول ہی ہو لوگ شام سے دور کے اسکے لشکر میں داخل ہو رہے ہیں۔ یہ بات سننے ہی جناب فاروق اعظم نے عمرو بن عاص کو حکم لکھا کہ اریطیون پر لشکر کشی کریں۔ پس عمرو بن عاص نے حکم کے موافق اس پر لشکر کشی کی فریقین میں بڑا جنگ ہوا آخر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح و نصرت دی ملک مصر ہاتھ آیا عمرو بن عاص نے سند شاہی کو رونق دیکے اس مملکت کے ضبط و نسق پر کمر باندھی اور مصر والوں کو بری تسلی دیکے یہ بشارت پہنچائی کہ بغیر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو کہ حکم فرمائیں کہ جب ملک مصر تمہارے ہاتھ آئیگا تب وہاں کے لوگ سے نیکی کرو اور حسن سلوک سے پیش آئی انھیں یہ حکم فرمایا گیا وہ یہ بھی کہ حضرت اسمعیل جو پدر عرب ہیں انکی والدہ ماجدہ ملک مصر کے دختروں سے ہی۔ مصر والوں نے یہ بشارت سننے ہی نہایت شادان و فرحان ہو کر اوجھال طوع و رغبت سے دین اسلام قبول کیا کہتے ہیں کہ عمرو بن عاص کے ایام حکومت میں ایک بار دریائے نیل کا پانی کم ہو گیا۔ تب مصریوں نے متقی ہو کر عمرو بن عاص کی خدمت میں آکے عرض کی کہ ہمارے یہاں سم قدیم چلا آیا ہے کہ جب نیل کا پانی کم ہوتا ہے تب ایک جوان لڑکی جو جمیلہ اور شکیلہ ہو تلاش کریں اور اسکے ماں باپ کو مبلغ خطیر دیکے خرید کر لیں۔ پھر اس لڑکی کو زیور عمد اور لباس فاخرہ سے آراستہ کر کے اس کو نیل میں والدین عمرو بن عاص نے یہ سن کر فرمایا کہ یہ جاہلیت کا رسم شنیعہ ہی۔ دین اسلام تو سب جاہلیت کے رسوم تھا دیا ہی اور پھر محمدی ایسے بدعات کو منع کرتی ہے اہل مصر یہ سن کر معزوم و ملول ہو کے پھر گئے۔ دوسرے روز سب متقی ہو کر کہنے لگے کہ ابا اللہ اس ہمارے رسم قدیم کو جاری کیجئے یا ہم کو جلا وطن ہونے کی اجازت دیجئے۔ تب عمرو بن عاص نے جناب خلافت ماب میں ایک ترجمہ بری جلدی بھیجی اور سب احوال کا بتیغی ظاہر کیا۔ جناب فاروق اعظم نے اس کا جواب اس معزوم کا روانہ فرمایا کہ تم نے وہ رسم جاہلیت جو منع کیا بہت اچھا کیا۔ اب میں دریائے نیل کو ایک شقہ لکھا ہوں سب اہل مصر کو اپنے ہمراہ لیکے دریائے نیل پر جائے اور وہ شقہ اس میں قال دیجئے اس شقہ کی عبارت یہی تھی کہ من عبد الله عمر امیر المؤمنین امّا جعد یا اھا النیل ان كنت تجری من قبلک فلا تجردان کان الله الواحد القهار تحریک فاستل الله

الواحد القہار ان بحر یک۔ یعنی یہ شیعہ طرف سے عبد اللہ عمر کے بی جوا میری مومنوں کا ابا بعدای رو دینا اگر خود
 بوجہ جاری ہوتی تو قہیت ہو۔ اور اگر تجھے اللہ واحد قہار جاری کرنا تھا اللہ تعالیٰ سے سوال کر کہ اپنی قدرت کا طے سے تجھے جاری
 کر دے اتنی۔ جب یہ نہ مدعو بن خاص کو پہنچا انہوں نے اس وقت مصر کے سب اکابر و اشراف اور عوام کو جمع کیا اور اپنے
 ہمراہ لے کر رو دینا لے کر آیا اور وہ شیعہ اس وقت قہار تھا۔ اس وقت رو دینا جو جس کرنے لگی یہاں تک اس کو طغیانی ہوئی کہ اگر
 اگر بانی بلند ہوا۔ یہ کرامت کے دیکھنے سے مصر والوں کا ایمان کو بڑا قوت ہوا اس دن سے وہ جاہلیت کا رسم باقی
 گیا۔ اور اس کی اسکندریہ کی فتح صلح کی راہ سے مدعو بن خاص کے ماتھے پر واقع ہوئی۔ اور اس کی لکھنے کی ایک
 ایک جماعت سعد بن ابی وقاص کی شکایتیں لکھ کر جناب خلافت پناہ کی حضور میں بھیجنے تباہیز المومنین انکو بڑا اسکندریہ
 کی تو انکو کوئی ایسا قصور نہ تھا کہ وہ عزل کے لائق ہو۔ لاکن جب رعایا بیدل پہنچے اور رجسٹون کی رعایت
 انتظام ملک کا سبب سے صلحت وقت اسی میں پہنچ کر جناب فاروق اعظم نے کوٹنے کی امارت انکو معزول کیا انشا
 اللہ تعالیٰ اس جل کی تفصیل سعد بن ابی وقاص کے احوال میں آئیگی اور کوٹنے کی امارت عمار بن یاسر کو عنایت کی اور
 رستہ جریب اور خراج کے عمل پر عثمان بن حنیف کو اور خزانہ بیت المال کی حفاظت پر عبد اللہ بن سعد کو مقرر فرمایا۔
 اور اس کی خیبر اور وادی القریٰ اور اسکے توابع و لواحق کے ملاو میں اور بھران میں جو یہود و موطون تھے حضرت عمرؓ
 سب کو جلا کا حکم کیا اور کوٹنے کی طرف بھیج دیا۔ اور اس کی ابو بکر نے رو دینا کوٹنے پر روانہ ہوا مسلمانوں کے اول خود قہار
 روم ہوا وہی تھا۔ ایک قول ہے پہلے روم میں قدم بکھایا۔ بن مسروق منسی تھا۔ پس سلم و غزوہ جو وہاں پہنچا
 ہر قہار اور امکا مینا قنطندرین تخت نشین ہوا۔ ہجرت سے اکیسویں سال کا احوال اور ہناوند
 کی فتح۔ جب ہجرت اکیسویں سال آیا عمر المرام کا لال افی غزلی پر غایان ہوا لکھی واقع رو دینے اور انکو بڑا دنگ
 فتح نہی کہتے ہیں کہ جب جلا کا جنگ ہوا یہ زور جو نے کسی مقام میں توقف کر بھی طاقت نہ پائی۔ اپنے خواص اور مددگاروں کی ایک
 جماعت کو ہمراہ لے کر غازیان اسلام شمشیر کے اندیشے سے گریزاں ہوا۔ قطع مسافت کر کے شہر سی ٹنگ جا پہنچا۔ اور
 چننے اس شہر میں آرام پایا۔ ایسے میں ابو موسیٰ اشعری نے فاروق اعظم کے حکم کے موافق ایک لشکر لے کر خورستان
 پہنچا اور اس جلا کو وجود شکر کن کی نجاست سے پاک کیا۔ اور ہرگز کو جس دیا کا والی تھا اسیر کر کے مدینہ کی طرف روانہ
 کر دیا جب یہ خبر یہ زور جو کی پہنچی بنایت ملول ہوا اور بھکا کر عرب اپنا دست تصرف سب مالک عجم کی طرف دما کر گئے۔ اسی
 کر میں تھا کہ ایسے میں سعد بن ابی وقاص کے عزل کی خبر سنی سو بہت ہی خوش ہو گیا۔ اس وقت افغان اور قہار کا شان اور بکریاں
 اور قوس اور دینا خان اور دوسرے لاکھ عاکرن کو جو اسکے زیر حکم تھے خطوط لکھ کر تری جلد ہی روانہ کیا کہ عرب اپنا دست تصرف
 بنی مساکن کے ملکوں پر دما کر کے ہمارے گاہا و جادو کے تحت گاہا و چھین لیکے ہم کو اخراج کر دے۔ اور ہمیں عزم رکھتے ہیں کہ باقی
 مملکت بھی اٹھا لادیں۔ سو تم کو چاہیے کہ انکو دفع کرنے کے باب میں کر چست با نہ میں ہر حکم ایک ایک لشکر جمع کر کے

فیروزان کے پاس چوکوستان کا بادشاہ ہی جا پہنچیں۔ میں اسکو خراسان اور عراق کے سب افواج و عساکر پر سردار بنایا
 ہی۔ یہ خطوط پہنچتے ہی ان جاگوں نے یزد کے حسب الحکم جنگی اسباب و برتری برتری فوجیں فراہم کر کے ہماوند کی طرف
 کوچ کیا تھوڑے عرصے میں ایک لاکھ پچاس ہزار پیادہ اور سواری فیروزان کے پاس جمع لگے۔ فیروزان جو انگریز و دامانی میں
 بہت مشہور تھا۔ جب اسکے پاس ایسا بڑا لشکر جمع آنے کی خبر اطراف و نواحی میں شہرت پائی۔ عمار بن یاسر جو سعد
 بن ابی وقاص کے عزال کے بعد کوفے کی مسند امارت پر مقرر تھے یہ خبر سنی۔ اسوقت امیر المومنین کی خدمت میں ایک خط
 لکھ کے ایک قاصد کے ہمراہ مدینہ طیبہ کی طرف روانہ کیا۔ جب اسے حضرت عمر کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کیا پوچھے کہ
 تیرا کیا نام ہے اسنے عرض کی کہ قریب بن ظفر ہی۔ جناب امیر المومنین یہ سنکے خوش ہوئے اور اسے خالی نیک لے کے فرمایا
 کہ انشاء اللہ تعالیٰ فتح و ظفر قریب ہی۔ ایک روایت ہے کہ سعد بن ابی وقاص کی اقامت ہمزو نواح کوفے میں تھی کہ فیروزان
 کے پاس ایسا لشکر انوہ فراہم آئی کہ خبر لگے گوش گزار ہوئی۔ جب انہوں نے جناب خلافت مآب کی مجلس میں داخل
 ہوئے۔ اول جو عرض جناب کی سو یہی خبر تھی۔ اسکے بعد عمار بن یاسر کا مکتوب بھی اسی فضیلت کا پہنچا۔ ایک روایت
 ہے کہ وہ علیضہ عبداللہ بن عتبہ بن جوسعد بن ابی وقاص نے مدینہ کی طرف آنے کے وقت اپنی نیابت دی تھی لکھا تھا
 قصہ کوتاہ امیر المومنین جب وہ نامہ ملاحظہ فرمایا مہربانی کی طرف تشریف لائی اور بناوئی کو حکم کیا کہ مدینہ میں نہ اکر دے
 کہ تمام اصحاب کرام حاضر ہو دیں۔ جب مناد سنی مذاکی اور سب صحابہ جمع آئے آپ منبر پر سوار ہو کر حمد الہی اور نعت و درود
 جناب رسالت پناہی اور کلمہ شہادت کے بعد فرمانے لگے کہ اے معشر عرب اللہ تعالیٰ نے تم کو دولت اسلام شرف
 اور عزت کیا پھر اپنے دین کے دشمنوں پر تم کو غلبہ دیا اب عمار کے خط سے ظاہر ہوا کہ انہوں نے ایک لشکر عظیم جمع کر کے
 مسلمانوں سے جنگ و جدال کا قصد رکھتے ہیں۔ بالفعل کوفے اور بصرے کا ارادہ کئے ہیں۔ جب وہ ہر دو شہر انکے تصرف
 میں آدین حرمین شریفین کی طرف بھی آدینگے سوئیں اسباب میں تم سے مشورت چہتا ہوں کہ ہر ایک کی رائے میں
 جوابات آوے بیان کرے۔ یہ بات سنکے اول چوتھے سوطحہ بن عبداللہ تھے اور کہنے لگے کہ یا امیر المومنین انکو اور عالم
 بن زبیر بھراہی۔ بہت سے وقایع ظاہر ہو گئے۔ آپ کی راہباز کی میں جوابات آو گئی ہم سمجھتے ہیں کہ اسی میں صلاح و فلاح
 ہوگی۔ آپ جس طرف کہ حکم کریں ہم جانے کے لئے بسر و چشم حاضر ہیں اگر آپ ہی بنفس نفیس تشریف لے چلیں ہم ہمراہ رکاب
 و گے اور اپنی خوشی سے جان نثاری کریں گے۔ حضرت عمر نے یہ سنکے انہیں آفرین و تحسین کی۔ جب طلحہ مجتہد گئے جناب
 خلافت مآب نے پھر مشورت طلب کی۔ تب عثمان ذوالنورین اٹھے اور کہے کہ میری رائے میں یہ بات آتی ہی کہ آپ
 ان شام اور اہل یمن کو لکھیں کہ اپنی نواح کی فوجیں لیکے کوفے والوں کی مدد پر روانہ ہو دیں۔ اور حرمین شریفین کے
 زیان اسلام جو بارگاہ خلافت میں حاضر ہیں انکو آپ ہمراہ لے کے کوفے اور بصرے کی طرف و تہر لاویں۔ میں امید
 لکھتا ہوں کہ دولت دشمن کو معرزا اور غالب نظر آوینگے۔ اور ختم کلام امیر المومنین کی مدح و ثناء پڑھ کر اور بیٹھ گئے۔

تب حباب رضی علیہ السلام چہ نہ تھے اور کہنے لگے کہ یا رسول اللہ میں اگر آپ میں اور تمام کی فوجوں کو بلا دین بائیں ہر قباحت
 ہی کہ جہاں وہاں ملوں کو خالی دیکھیں گے اس قبا کو فضیلت جان کے مسلمانوں کے اہل و عیال کا قصد کریں گے اور ان کو نہ ہی کر سکیں
 اور ان کا مال لوٹ لیں گے جو مالک کہ مجاہد دینی تری مسی کو شش در بڑی جوافروزی سے مسلمانوں کے ماتہ آنے سے جہاں سیکے
 اور اگر آپ اپنی من کو لکھو گے کہ اسے جو من بکے آجاؤ۔ جب اہل حبش میں کو خالی دیکھیں گے تو وہ یوں شامیوں کے ساتھ میں
 سے پیش آجئے اہل حبش بھی نہ یوں کے ساتھ وہی بدی سے پیش آویں گے۔ اور اگر آپ غازیان اسلام کی ایک فوج ہمراہ لے
 نکلے گے حرمین شریفین کے اطراف و احوال جو اعراب مسکوت پذیر میں اس فرصت کو فضیلت جان کو دے سر اٹھا دیں گے
 اور مدینہ کی ناراجی پر کربانہ بیٹے۔ اور آپ بنفس نفیس جب دشمنوں کی طرف متوجہ ہو دیں گے۔ جن لوگوں کی نظر زہر
 و زہت اور شان و مجل پر منحصر تھی۔ اور ان کی ظاہری نظر جب حقایق باطنی کا ادراک نہیں کر سکتی تھی۔ جب آپ کو
 اس بے تحاشی کے ساتھ دیکھیں گے آپ کی مصلابت اور ہمت جو غایانہ سمجھتے تھے اور ہر خوف رکھتے تھے آپ کو دیکھنے
 ہی وہ ہمت انکے دل سے جاتی رہی بلکہ جنگ میں ان کو جرات اور دلیری آجائیگی۔ اور اہل عجم یہ سمجھیں گے کہ ہم کو
 عرب کو قتل کر دیں تو آئندہ ہر وہ فتنہ سے چھوڑ جائیں گے۔ خدا بخیر استہ جب آپ کو کچھ حضرت پیغمبرؐ کی وکسی وجہ سے اسکا
 تذکر ہو سکیگا اور آپ سناں وہ جو قرآن کا لکھنا شکر نہایت کثرت کو پہنچائی۔ اب جانا چاہئے کہ ہم نے رسول خدا صلی
 علیہ وآلہ وسلم مبارک زمانے سے اب تک جو کفار کے ساتھ جنگ و جہاد کرتے اور فتح پاتے آئے وہ فتح و نصرت کچھ
 کثرت لشکر پر موقوف نہیں تھی بلکہ فضل ربانی و تائید آسمانی سے تھی۔ اب بھی جب غازیان اسلام فضل الہی پر کرم
 کر کے اسی سنت مستحکم کی پیروی بجالائیں گے اور جنگ و جہاد میں کوشش کر کے یرضیاد کھلائیں گے وہی تائید الہی و شکر
 ہوگی اسباب میں میری رائے یہی ہے کہ میں اور شام اور دوسرے بلاد اسلام فوجوں کو آپ حکم لکھیں کہ ہر لشکر کے تین ٹکٹ
 کریں۔ ایک ٹکٹ اپنی جگہ میں ہی رہے مسلمانوں کے اہل و عیال کی حفاظت کریں۔ دوسرا فرقہ زمین میں سکونت
 کر کے دیکھیں زمین کہ دسے اپنے عہد پر قائم نہ ہوتے ہیں یا نہ۔ اور تیسری گروہ کو فوجوں کی مدد کے لئے روانہ ہو دیں
 اور اپنے ایسے شخص کو امارت دیں کہ زیور فراست اور لباس شجاعت سے آراستہ رہے۔ اور جنگ و قتال میں ہر کام
 اور تجربہ کار ہو۔ اگر فتح و ظفر کی صورت آئینہ مطلوب میں جلوہ گر ہو بہر حال واجب آپ سر ریخت پر سلامت رہیں
 اسکا تذکر ملن ہی کہ دوسرا لشکر بھیجے بدلے سکے ہیں۔ جب جناب خلافت مآب نے حضرت علیؓ سے یہ حکام تو
 انجام سنا نہایت خوشی سے نگہیں کی اور فرماتے لگے کہ یا رسول اللہ آپ نے جو فرمایا یہی راست بات اور ٹھیک تدبیر ہے
 واللہ میری خاطر میں بھی یہی بات گذرتی تھی اور میں چہاں کہ جہاں شہرت تو کروں الحمد للہ شاہکی رائے میں بھی
 وہی تدبیر آئی۔ اور عباس بن عبد المطلب بھی جو بڑے مدبر تھے حضرت علیؓ کی رائے ہی پسند کی۔ پھر امیر المومنینؑ
 حضرت علیؓ کو چھاپا اس لشکر کی امارت کے لئے آپ کو کسٹرا دار جہان سے۔ قرآن کا نعمان بن مرقن اس کام کے لائق

ہی۔ پس جب جبار و انصار بھی اس بات کو پسند کیا۔ پس اسی مجلس میں کوفے کے لشکر امارت عثمان بن مرقن کے نام پر مقرر ہوئی
 انہوں نے حیان و دشمنان صحابہ کے تھے اور اس لشکر کے غنائم کی حفاظت اور نعمت پر سائب بن اقرع کو مقرر کیا۔ اور کوفے
 والوں کے نام سے ایک مکتوب اس مضمون کا لکھا کہ سلام علیکم۔ ابا بعدی اہل کوفہ کو معلوم ہو کہ میں نے لشکر اسلام کی امارت
 عثمان بن مرقن کو دی ہے اور اسکو ہتھاری طرف روانہ کیا ہوں تا ان کا فوج جو سرحد ہنا و ندین جمع آئے ہیں جنگ
 کرے۔ اگر عثمان شہادت پاؤں حدیفہ بن الیانی امیر ہی اگر وہ بھی شہید ہو کہ ابو موسیٰ اشعری امیر ہی۔ اگر وہ بھی شہید شہادت
 نوش کرے جریر بن عبداللہ بکلی امیر ہی۔ اگر وہ بھی خلعت شہادت پہنے متوفی بن شعبہ امیر ہی۔ اگر اسکو بھی درجہ شہادت
 نصیب ہو۔ انعت بن قیس کنذی امیر ہی۔ پس عثمان کے ساتھ ایک فوج دیکر روانہ فرمایا۔ پھر عثمان کے نام سے ایک
 نامہ اس مضمون کا بھیجا کہ لشکر عراق میں دو مرد بڑے نامور ہیں اور جنگی امور میں بری جہارت رکھتے ہیں ایک عمرو بن معدیکرب
 مدحی ہی دوسرے طلحہ بن خولید ہمدانی سو تم کو چاہئے کہ ان ہردو کو جہات جنگی اور کاروبار بادشاہی میں اپنے صاحب
 مشورت ٹھہراؤ گے اور انکو دوسرے کام پر مامور نہ کرے کہ لکھل علی رجال۔ اور وہ نامہ سائب بن اقرع کے ہاتھ دیکر
 کوفے کی طرف روانہ کیا۔ اور بعضے تو تاریخ میں لائے ہیں کہ اس کے بعد حضرت عمر نے اپنے فرزند ابوجند عبداللہ کے ساتھ
 پانچ ہزار سوار دیکر انکی مدد پر مدینہ طیبہ سے روانہ فرمایا۔ جب عبداللہ بن عمر حوان کے سرحد میں پہنچے اور اطراف و لواحق
 سے دس ہزار مرد جمع آئے پس بری جلد ہی قطع منازل کرنے لگے۔ کہتے ہیں کہ جب امیر المؤمنین کا نامہ عثمان کو پہنچا انہوں
 نے اس وقت جنگی اسباب کے تہیہ میں مشغول ہوئے۔ جب مدینہ اور بصرے سے مدد کی فوجیں آئیں جن موجودات لی تو قیس
 ہزار مرد حیان باز شمار میں آئے پس عثمان نے جب یہ لشکر انہوہ کمال شان و شکوہ سے ہمراہ لیکر کوچ کیا تو لوگوں کی کثرت
 سیلابان اور کوہستان تنگ ہو گیا۔ جب فیروزان نے لشکر اسلام انکی خبر سنی خندق کھدوائے اور قلعے اور برجوں کے
 استوار کرنے میں مشغول ہوا۔ جب لشکر اسلام سرحد ہنا و ندین پہنچا لشکر عجم سے اوہے فرسنگ کی مسافت پر نزول
 کیا۔ دو چہیتے تنگ طرفین سے تیریں چل رہی تھیں کوئی ادھر آدھر گیا نہ ادھر سے اوہر آیا آخر فیروزان تنگ آگئے عثمان
 کے پاس ایک قاصد کو روانہ کیا اور یہ پیغام بھیجا کہ مسلمانوں سے کسی کو بھیجے تا وہ اپنا نافی الضمیر اس بیان کرے تب عثمان
 نے بغیرہ بن شعبہ کو جو بری شجاعت اور جسامت اور فصاحت رکھتے تھے اور کرم زادہ جسطة فی العلم والجسم
 کے مصداق تھے اور یرزد جزا و رستم کی مجلس میں جسے کلام کیا تھا روانہ کیا۔ جب بغیرہ پہلی مجلس میں داخل ہوا فیروزان
 کہنے لگا کہ رو زمین پر کوئی طاغیہ عرب زیادہ بدبخت اور زیادہ بھوکے ہئیں تم نے کس نے اس ملک کا قصد کیا اب جا کے
 اپنے امیر اور یاروں سے کہہ دیجئے اگر تم طعام و لباس کی تنگی کے سبب ادھر آئے ہو تو کھانے پینے کے چیزیں اسقدر دلو
 کہ تمہارا سبب لشکر کو کفایت کریں اور سب سے خوش ہو جاویں۔ اور زراعت کے لئے اتنی زمین بخش دو گنا کہ سب
 آرام سے زمین گذارین۔ یہ سب بغیرہ نے کہنے لگے کہ سچ ہی کہہ رہا ہوں اس کے فقرات تھے لاکن اللہ تعالیٰ اپنے رسول مقبول

صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ کی ہر کشت سے ہکا بھکا کر دیا۔ اور ہم نہ تو ان کو قلیل تھے لاکھ ملت اسلام قبول کرنے سے ہر کوئی ہنسنے لگا۔ اب تم جان کر کہ خبر جو تمہارا بادشاہ صاحب رسول خدا علیہ السلام کا اذیت پسین شامہ چاک کیا۔ دولت و دست بندی مسلمان کے مخالفانہ کفارہ لی۔ جب قادیان کے اطلاق کا اعلان ہوا تو امین محمدی کے بلند کرنے پر آدمے مخالفانہ کو کچا کچا کر کے مخالفت پر کمر باندھ دیں۔ جب دولت اسلام کا آفتاب مدق و حق کی بلندی پر طلوع کرے۔ آتش پسپون کا ستارہ کب نشان بیگناہ کی بجائے ہو کر قہقہے جگمگین ہمارا اہل اسلام کو آڑ کا ہوا اور شکست فاجش کھانے ہو یا این بی بی خدیجہ بنت جحش ہو۔ اب پیتر ہی بی بی کہ تم دین اسلام قبول کرین تو دین و دنیا کی سعادت نصیب ہو۔ اگر اسلام نہیں قبول کرتے تو دولت خواہ کی ساتھ جزیرہ ویا پر چکا جزیرہ دینے پر راضی نہیں آتے ہیں تو جنگ پر تیار ہو جاؤ۔ میفر نے بہر ہول کے اٹھے اور اپنے لشکر کی طرف مراجعت کی۔ جب یہ سرگزشت عثمان کی خدمت میں ظاہر کیا تو انہوں نے صحابہ سے مشورت کی۔ تب طلحہ بن خویلد و غیرہ نے عرض کی کہ یقیناً اگر کچھ کتبہ خذ ہا کثر کے مناسب ہی کہ ہم یہاں کی طرحین اہل علم کو گمان ہو کہ میفر کے خبر سے لشکر عرب کو خوف ہوا اس واسطے یہاں فرار ہو۔ تب کفار ہا پھینکا کر چلے۔ عثمان کو بہرہ راجست ہند آئی سو حکم کیا کہ کچ کرین جب لشکر اسلام و اس کے کچ کر کے ایک منزل پر جا اور کافروں نے سمجھا کہ یہاں کے فرار ہو رہے ہیں میں اسباب کو غنیمت جان کر اٹھا چکا کیا یہ بات نہیں ہو چکی کہ شیران حبشہ شجاعت و دلیران عزمہ شہادت کیں گاہ میں منتظر ہیں عرض شب کا وقت تھا کہ نئے منزل میں پہنچنے اور لشکر عرب کے مقابلے میں ہارے وہ شب جو ہول تھا اس سے خبر دی تھی سپاہ عجم کو اندیشہ جان اور مجاہدان عرب کو آرزو سے شہادت اور دخول جنت ہرگز نیند نہ آئی جب رات گذر گئی چار شنبہ کے دن علی الصبح فلک و دار کا شہسوار ہو خنیز و دار اپنے ماتھے میں لیا جو امیدان میں خاتم میں تاخت کیا ہر دو لشکر میدان میں آگے ایک دوسرے کے مقابلے پر تھماں نے اپنے برادر خنیز بن مقرن کو حاکم الجیش پر اور خدیجہ بن ابیانی کو میسر پر اور اپنے دوسرے برادر سید بن مقرن کو میسر پر مقرر کیا فیس بن ہبیر سرداری کو کین گاہ میں رکھا اور قنارہ جنگ کا بجا ہر دو لشکر اماند بجز خنیز کے جوش و خروش میں آئے قتال و جدال شروع ہوا اس دن شام تک جنگ کی بجلی گزشت میں تھی ایسا سخت جنگ ہو کہ خون کی ہیر و ان ہری جب سکنہ و آفتاب طلعت و اللیل اذ اکفشتی میں نزول کیا ہر دو لشکر جنگ سے ماتھہ رکھے اور اپنے اپنے لشکر گاہ کی طرف چلا گئے۔ اہل اسلام نام شب نسج و تہلیل اور قرات قرآن میں مشغول رہے اور فریخ و زاری کی بجائے ہاری عزائم میں دعا کر رہے تھے۔ اور کارکن نے شرب و کباب اور چنگ و رباب میں رات بسر لگائے۔ جب ذراغ شب ناہر یہ ہوا اور طادوس نور شید پنا پر کھینچا بیٹھے صبح ہوئی و پنجشنبہ کا دن تھا ہر دو لشکر کین مکانہ شروع ہوا شام تک ماتھہ نہ کئے اس روز کا جنگ پہلے روز کے جنگ سے زیادہ سخت تھا عرب کے جو افراد و نئے عجم کے مایوں پر پیرین چلاپن اور اپنے بہرہ و جونا پر شیرازی کر کے پست گاتوں کو گرا دیا اور جیت گزیرن کو زخمی کر دیا۔ تیسرے روز جو روز جمعہ تھا علی الصبح عثمان بن مقرن

سید لباس پہنے ہوئے اور سفید طاقیہ سر پر رکھے جو ایک ترکی خنجر گھورتے پر سوار ہو سکے میدان میں آئے اور اپنی شہادت کے لئے کھلے نعرے بجا کر گاہ آگہی میں چلی۔ پھر لشکر کی صفیں درست کر کے لوگوں کو جہاد کی ترغیب و تحریص دی۔ اور فرمایا کہ میں نے آج کے دن تین بار کو اسلام کو حرکت دوں گا سو تم کو چاہئے کہ پیٹھ گھورتو مٹی زمین اور تنگ درست کریں۔ اور دو ستر بار اپنے نیزوں کو برابر دشمنوں کے سینے کے مقابل کر دیں۔ اور تزاروں کو نیام سے کھینچیں جب قیسر یا دیگر کونگیاں سب کے سب ایک بار کھار پر چکر کریں یہ بات سیکے غازیوں نے کہا کہ ہم نے آپ کی وصیت قبول کی لاکن آپ کو کسی ساعت میں بہ کام کر دے۔ فرماے کہ میں اس ساعت کا انتظار کرتا ہوں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابتدائے جہاد کے لئے جس ساعت کا انتظار کرتے تھے۔ وہ نماز ظہر کا وقت ہی اور فرماتے تھے کہ وہ وقت نزول رحمت ربانی و وصول تائید آسمانی کا ہی۔ پس جب آفتاب زوال پایا نغمان اپنے جھنڈے کو حرکت دی سب غازیوں نے پیٹھ گھورتو وک زمین اور تنگ اور کلام درست کئے اور ہر مسلمان نے ایک دو گانہ نماز ادا کی۔ جب دو ستر بار جھنڈے کو جنبش دی ہر غازی اپنے گھوڑے پر سوار ہوا بعضوں نے اپنے نیزوں کو گھوڑوں کے گرد و کان کے درمیان است کیا۔ اور بعضے تزاروں کو کھینچ کے واسطے ٹانگوں میں اور دھالیں بائیں ٹانگوں میں لئے اور ہر سوار سپاہ کو جو سوار کے آگے رہتا بہ نڈا کرتا تھا کہ آئی فلاں دور ہو جانا کہیں گھوڑے کا یا مال نہر۔ اور میں تو نہ پھر ونگا جب تک کہ مارا جائوں یا اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو فتح و نصرت بخشے۔ جب نغمان قیسر سے بار جھنڈے کو حرکت دی سب دلا اور قرار دئے کہ سب کے سب ایک بار چکر کریں۔ جب نغمان نے کبیر کی اللہ تعالیٰ نے اس کبیر کی آواز کا خوف اور رعب کا فروں کے دل میں ایسا ڈالا کہ لکے بدن میں لرزہ پڑ گیا۔ اور میدان میں انکے پیر ثابت نہ رہتے اولیٰ کے ہاتھ اور بازو میں ہتھ رقت نہا کہ کمانوں کو زہ کرین۔ کہتے ہیں کہ نغمان جو اس وناپنی شہادت کے لئے دعا کی تھی اٹھائے جنگ میں بار بار انکی خاطر میں یہ بات گذرتی تھی کہ میری دعا قبول ہوگی اور میں آج شربت شہادت نوش کروں گا اور سید کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے حضور فریضہ گن جو زمین پہنچو گنا سو وصیت کی کہ حدیثۃ الیہانی میرے بعد میری ہی۔ لکے بعد جبر بن عبد اللہ الجلی اور لکے بعد یحییٰ بن شعیبہ القصبہ نغمان کی کبیر کی آواز سب غازیوں کے کان میں پڑی سب کے سب کبیر کہتے ہو ایک بار چکر کئے جنگ نہایت گرم ہوا ایسے میں ایک تیر نغمان کے سر پر لگی شہادت پائی۔ تب انکا بار و سوید بن مقرن نے نغمان کی نقش کو خمیر میں لے گیا اور انکا پوشاک پہن لیا۔ اور انکی تر واد جائل کر کے انہیں گھوڑے پر سوار ہو کر معرکے میں آیا لوگوں نے سمجھا کہ یہ نغمان ہی۔ سوید بن مقرن کی اس حسن تدبیر سے لشکر و سلام میں نغمان کی شہادت گسیطی طرح کا خلل نہ آیا۔ کہتے ہیں کہ لشکر عجم کے سرداروں سے ایک شخص جس کا نام نوش جان تھا ایک مائی کو بہت ہی آراستہ کر کے اس پر سوار ہو کے آیا۔ تب عمرو بن عبد کعب نے اس مائی کا قصد کر کے اپنے چمیرے بھائیوں سے کہا کہ میں اس مائی پر چکر کرتا ہوں اگر میری شمشیر سے اسکی سوندھ کٹ جاو بہتر والا اگر مخالفین میری جنگ برائوں تم میری مدد کرو ورنہ وصیت کر کے اس مائی کی طرف متوجہ ہو۔ نوش جان ترین جلاں گنا سو عمرو زخمی ہوئے۔ تب ایک چمیرے بھائیوں نے انکی مدد پر کمر باندھنا نوش جان کے تابع داروں نے انکا مقابلہ کیا۔

عمر نے اس فرصت کو غنیمت جان کر اس طاعنی پڑھار چلائی کہ اس کی سوتھ کشت گئی وہ طاعنی تہنہ پھرا اور چند قدم تلخ کر پڑا اور اس وقت ہلاک ہوا۔ تب مسلمانوں نے خوش جان کو قتل کر کے جہنم کی طرف روانہ کیا۔ جبریل بن عبد اللہ کبلی اور طلحہ بن خویلد اسدی غازیوں کو جنگ پر ترغیب دینے لگے یہاں تک کہ خصال کی تشبیہ سے متعلق ہوئی۔ اس تنازعہ میں عمرو بن عبدی کہ اپنے بیٹے یا رسول اللہ کے کبریاں لگائی دینا ہی کہہ میں آج نہاد ہوا ڈھکا اور مسلمانوں کو فتح و نصرت دیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی ماہ میں اپنی جان عزیز نہا کر تاہوں ان باتوں سے سب دوسروں کو برتری رقت ہوئی پس عمرو نے اپنے اپنے گھوڑے سے اتر کے تنگ اور زمین درست کر کے سوار ہو کر اور تروار کو علم کر کے گھر سے کو حرکت دی ایک جہت کے میدان میں آئے اور ایک شعر پڑھ کے نکیر کہتے ہوئے دشمنوں پر چڑھ گیا قبیلہ بنی مرجم کے لوگ ان کے توافقی جوئے لشکر کا سے بیت لوگ مار چکے۔ ایسے میں عمرو بن عبدی کہ بگاڑا گھر و خانہ کو لکھا کے سر زمین ہوا عمرو بنیاد ہو کر اور گھر و چمک ہلاک کا فرقہ اس فرصت کو غنیمت جان کے انکو گھیر لئے تب عمرو نے انکی طرف توجہ ہو کر یہاں تک جو انرو کی داد دی کہ تروار قوت گئی۔ انکے پاس دوسری ایک تروار پیر تھی اسکا نام ذی النون تھا اس وقت نیام انتقام سے کھینچ کے جان تک تیغ رانی کی کہ وہ قوت گئی۔ آخر ہر گز ہم اپنی تہمتیں چلائی عمرو نے اسکی ضرب سے شربت شہادت نوش کیا۔ اس کے بعد اسلام لایا کسی کچھ بعد وہ چند کئے کہ لشکر کفار میں ترواری تزلزل آگیا اہل علم سے ایک لاکھ شخص مقتول ہوئے داخل جہنم ہوئے اور فریوزان نے اپنے ساتھ چار ہزار شخص کو لے کے ایک پہاڑ کی طرف جا کے پناہ لی۔ تب قحط بن عمرو نے ایک ہزار مجاہد کو اپنے ہمراہ لے کے اسکا پیچھا کر کے فریوزان کو اور اس کے سب تابوہن کو قتل کیا اور بیت سی غنیمت ہاتھ آئی۔ کہتے ہیں کہ جب سائب بن قریظ غنایم کھج کرنے میں مشغول تھے عجم کے وہقاہنوں ایک شخص نے انکے پاس آگے کہنے لگا کہ مجھے اور میرے گھروالوں کو جان مال کی امان دیو تو میں نے تم کو ایک گنج عظیم سے نشان دینا ہوں کہ جس میں بیت سا مال نفیس اور جو ہر اور بیش قیمتی ہا ہے ایسے موجود ہیں کہ جو ہر ان میں ہر اسکی قیمت سے عاجز اور قاصر ہیں۔ سائب بن قریظ نے اسکی طرف قبول کر کے فرمایا کہ میں امان دیا ہوں اسے اس وقت انکو لیا کہ وہ گنج بتلایا جب اسکو کھلائے تو دیکھئے وہ زہر مار دیا ہا ہے پیر اور جو ہر زہر مارنے لگے کہ سترارے کے مانند درختان تھے۔ سائب بن قریظ اس گنج عظیم کے سوا جو غنایم جمع کئے تھے اسے غنم بھال لیکے بعد سب مجاہدوں پر چوالیس ہزار کے قریب تقسیم کئے تو ہر سوار کو چھ ہزار اور ہر پیادے کو دو ہزار درہم پہنچے۔ اور وہ خزانہ جو ہاتھ آیا تھا اس سے غنم بھالے مدینہ بن الیامی کی عواہد سے بکھر دیا۔ طبع کی طرف روانہ کیا سائب بن قریظ نے وہ خزانہ کے داد مدینہ ہوا اندون لشکر نواوند کی خبر کو معلوم ہونے سے حضرت عمر کی خاطر مبارک متعلق تھی ایزد المین کی نظر سائب بن قریظ ہی انکھ میں پانی لاکے پوچھنے لگے کہ اسی سائب جلد خبر دیکھے کہ لشکر کا کیا حال ہے سائب نے عرض کیا کہ اللہ ہر مطاع لکم بخشا کم جتنی اکم یا ایزد المین آپ کو ثبات ہو کہ اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کو شکست و ہزیمت اور مسلمانوں کو فتح و نصرت عنایت کی جناب خلافت مابے نفعان بن مرقن کی خبر دیتا

حدیثہ الاجابہ ۱۹۹ خلافت عمر فاروق کی

کی تو عرض کی کہ وہ شہید ہو گیا کہ جسے ہی حضرت عمر کو بڑی رقت ہوئی سو آپ کے آنکھوں سے اشک ٹپاں ہوئیں لیکن کچھ عرصہ تک دھار کے پھر چھو کر اور کون کون شہادت پائے سائب سے شہیدوں کے نام بتلاؤ اور وہ خزانہ جو ہاتھ آیا تھا اسکا قصہ ظاہر کر کے دے جو اب وغیرہ مشکش کے امیر المؤمنین اسکو ملاحظہ فرمائے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمن بن عوف اور اکابر صحابہ کو بلوایا۔ راوی نے کہتا ہے کہ جب وہ اصحاب کرام حاضر ہوئے اور مشورت ہوئی میں نے اس مجلس سے باہر آیا اور اپنے اونٹ پر سوار ہو کر بڑی جلدی سے روانہ ہوا اور قطع منازل کر کے کوفہ تک جا پہنچا واللہ سبب میرے اونٹ کا پسینہ خشک نہیں ہوا تھا کہ امیر المؤمنین کا قصد کیا اور انکا نام میرے ہاتھ دیا میں مرقوم تھا کہ اسی سائب میں نے تجھے اللہ تعالیٰ کی قسم دیا ہوں کہ اگر تو بیٹھا ہی تو دوسرے کام کے واسطے نہ آتے مگر میرے طرف آوے۔ اور کھڑا ہی تو نہ بیٹھتا بلکہ اس وقت اپنے مرکب پر سوار ہو کر جلد کے میرے سے ملے۔ پس میں نے حسب الحکم اس وقت سوار ہو مدینہ منورہ کی طرف راہی ہوا۔ اور قطع منازل کر کے جناب خلافت ماب کی حضور میں جا پہنچا۔ جب امیر المؤمنین کی نظر مجھ پر پڑی اور میں نے سلام کیا جواب دیکر فرمانے لگے کہ اسی سائب جسدن تو نے میرے سے جدا ہوا اسی شب مجھے عالم رویا میں بتلائے کہ ملائکہ کے ایک جماعت آسمان اترتی اور پہر سنگ پا کر جو تو نے لا دیا تھا میرے طرف پھینکتے ہیں اور وہ آتش کے چنگاریوں سے متعلب ہو کر میرے جیب میں آتے ہیں میں نے یہ حالت دیکھ کے نہایت مضطرب ہوا اور اس وقت اللہ تعالیٰ سے عہد کیا کہ وہ گنج جو میرے ریح کا سبب ہے اسی لشکر کی طرف روانہ کرو ونگانا نہیں تقسم کیا جاوے پس میں نے اسکو اپنے ہمراہ لے کر نکلا جب کوفہ کی مسجد میں داخل ہوا حفصہ بن الیمان کی مشورت سے اسکو فروخت کرنا چاہا ماب عمرو بن حریف مخزومی نے دو لاکھ درہم سے خرید کیا اور انہوں نے اسکو اپنا سرمایہ بٹھار کے دیار عجم کی طرف لیجا کے چار لاکھ درہم سے بیجا۔ نقل ہے کہ جب ہنادند کے سبایا کو مدینہ طیبہ کی طرف لائے بغیرہ کا غلام ابو لولؤ نام وہ سبایا کو دیکھ کے بہت غمگین اور مضطرب ہوا خصوصاً کم عمر بچوں اور یتیموں کو اپنے گلے سے لگا کر رونے لگا۔ اور حضرت عمر سے کہتا تھا کہ یا امیر المؤمنین انکو دیکھنے سے میرا گھر کیا باب ہوا۔ کہتے ہیں کہ اسکا اصل بھی ہنادند سے ہی تھا۔ قیصر کے لشکر کو بچے اسکو قید کر کے شام کی طرف لایا اور وہاں مسلمانوں کے قیدیوں میں سپرد اسو مدینہ کی طرف آیا تھا۔ قصہ کو تاہ فتح ہناؤ اعظم فتوحات سے ہی اہل اسلام اسکا نام فتح الفتح رکھے کیونکہ اس کے بعد اہل فارس کو پھر ایسی جمعیت ہاتھ نہ دی بلکہ انکو سب دیار و انصار مسلمانوں کے تصرف میں آئے۔ کہتے ہیں کہ جب یزدجر نے فیروزان کی ہلاکت اور اس کے لشکر کی تباہی کی خبر سنی نہایت سرگیم و حیران ہو گیا عوب کے دلاوروں اور لشکر اسلام کے بہادروں کا خوف اس پر ایسا غالب ہوا کہ شہر رمی میں پھر نہ سکا اور عراق عجم کا قصد کیا بڑی جلدی سے حراسان کی طرف جانا چاہتا تھا ایسے میں طبرستان کا حاکم بہت سے تحفے اور ہدائے لے کے اس کے پاس آئے کہنے لگا کہ میں جس ملک میں رہتا ہوں اس میں بہت سے قلعے اور حصار اور بہت سے جنگی لوگ حاضر ہیں اگر اوہر کا قصد کرے تو ہم نے لائق خدمتین

حقیقۃ الاحباب ۲۰۰ خلافت عمر فاروق کی

بجالائے اور حتی الامکان مدد کیجئے نیز ہر سکی بات پر خیال کر کے ملک بنم روز کی طرف روانہ ہوا ایک مدت دراز بعد ہجستان
 میں مسکوت کی پھر وہاں طوس کی طرف جا کے قلعے میں رہا پھر وہاں سنہرہ رو کی طرف گیا وہیں اسکا کام تمام ہوا انشا اللہ
 تعالیٰ اسکا قصہ حضرت عثمان کی خلافت میں آجیگا۔ **نقل** ہی کہ اسکی ل حضرت عمر نے عمرہ بجا لگنے کے لئے مکہ معظمہ کی طرف
 روانہ ہوئے۔ اور اسکی ل دیار اسلام میں درجہ وینار پر اللہ تعالیٰ کے نام کا سکہ جاری کیا اور بعضوں پر بیہوش تھا
 کہ **لا الہ الا اللہ** اور بعضوں پر **الحمد لله** کا نقش تھا اور ایک روایت یہی کہ بعضے دینار اور درہم پر **قل** **حسبک**
الله **احد** منقوش تھا اور انکا نام دنانیر و درہم اجدید رکھے۔ اور ایک قول آبیانی کہ اللہ تعالیٰ کے نام مبارک کے
 نیچے عمر فاروق کا نام کندہ کئے تھے۔ اسکے آگے کسری کے نام کا سکہ تھا۔ اور اسی سال میں عمرو بن عامر کے ہاتھ پر
 صلح کی طور پر برقعہ اوطار طوس کی فتح ہوئی۔ اور عقبہ بن ہلال بن ہلال کو روانہ کیا تا مصالحت کی راہ سے زویہ کی فتح کرے
 کہتے ہیں کہ اہل برقعہ زمرہ سخی کے بارہ ہزار دیار صلح ہل قبول کئے۔ اور اسکی ل حضرت عمر نے زید بن ثابتہ کو مدینہ میں لپٹا
 خلیفہ مقرر کئے آپ حج کعبۃ اللہ کی نیت سے روانہ ہوئے حج کے مناسک ادا کر کے پھر مدینہ کی طرف مراجعت کی۔ اور
 اسکی ل عبداللہ بن عثمان کے ساتھ ایک لشکر عظیم دیکے اصفہان کی طرف روانہ فرمایا۔ انہوں نے اہمان کی تسخیر
 کی اور حاکم اصفہان پر جبر مقرر کیا۔ اور اسکی ل حکیم بن عمر غلبی کو کرمان کی طرف اور سہیل بن حدی کو کرمان کی طرف
 اور عامر بن عمرو کو سیستان کی طرف روانہ کیا۔ اور بعضے مورخوں نے لکھا ہے کہ ان امیرون کو ہجرت سے اٹھارہویں سال
 روانہ فرمایا تھا رد و قول کی وجہ تطبیق یہ ہے کہ ان امیرون کی فوجیں ان ملکوں کی طرف روانہ کرنا اٹھارہویں سال میں
 مقرر ہوئے ہوں اور وہ اسباب سفر اور سامان جنگی کا تہیہ کر کے نکلے لاکن انکا وصول اس دیار میں اس سال ہوا واللہ
 اعلم۔ اور اسکی ل کوٹنے والوں نے امیر المومنین کی جناب میں عمار بن یاسر کی شکایت لائی کہ وہ نازاچی طرح سے
 ادا نہیں کرتے ہیں ناز کے سن و آداب جیسا چاہئے ویسا نہیں بجالاتے۔ عمار بن یاسر کو اس بات کا نہایت عا ہوا
 مانند کباب کے پیچ کھایا سو امارت سے دست بردار ہو کے حکومت کے استعفا چاہا امیر المومنین اکی ملتیں قبول کر کے اپنے
 دل میں یہ بات مقرر کی کہ جبر میں ملعم کو اکی جگہ پر روانہ کریں اور غلات میں ان سے فرمایا کہ تمہیں کوٹنے کی امارت یہ بیچنا
 جتنا ہوں تم سامان سفر کا تہیہ کیجئے اور کوٹنے کو پہنچے ملک یہ بات کسی نہ بولے۔ جس نے اپنی زوجہ سے یہ بات
 ظاہر کی اور اسے میز بن شعبہ کی بی بی سے کہی۔ میز کو اس سے لگی ہوئی نچوڑے کل میں جاؤ زائد شہین
 شاع کے یہ خبر شایع ہو گئی۔ جب میز کی وسالت سے یہ بات امیر المومنین تک پہنچی جبر سے ریخندہ ہوئے اور انہوں
 کشف ماز کوٹنے سے انکو سرداری کا محروم رکھ کے میز بن شعبہ کو کوٹنے کی امارت پر روانہ فرمایا۔ اور اسکی ل معاویہ
 بن ابی سفیان نے سرد روم میں جا کے بعضے دیہات و امصار کی تسخیر کی۔ ہجرت سے بائیسویں سال
 کے و قلیح۔ اس سال میں میز بن شعبہ کے ہاتھ پر آذربایجان کی فتح مصالحت کی طور پر واقع ہوئی۔ اس

شہر کے لوگ صلح کے بدلے میں اقصیٰ ہزار درہم تسلیم کئے اور کسبیل میں امیر المومنین کو معلوم ہو کہ ہمدان لوگ حذیفہ بن الیمان سے عہدہ نوتر کے مقرر دی اختیار کی۔ نعیم بن مقرن کے ساتھ ایک لشکر دیکے اپنروانہ کیا انہوں نے جا کے ہمدان کے سردار کو قتل کیا پھر وہ ملک مسلمانوں کی تسخیر میں آیا اور لشکر عجم کے قتل سے لوگ جو ہمدان کے سرحد میں رہتے تھے ہزیمت پائے کی راہ لئے اور ہسکو جاے پناہ مقرر کئے نعیم انکا بچھا کر کے اس ملک کے نزدیک پہنچے اس شہر کے ساکنوں کا ایک اقبال نے اسے متفق ہونے کے لئے لشکر کی ایک نثری کو راہ بتلا کے شہر سی میں لگیا۔ پس شہر اہل اسلام کے تصرف میں آیا پھر قورس اور دامن خان بھی آسانی کی راہ سے متفق ہوئے۔ اور اسی سال میں اخف بن قیس نے امیر المومنین کے حکم سے ایک بڑا لشکر ہمدان کے خراسان کی طرف آیا یزد جبریدہ بن سنان کے اسکی مصیبت بھاگا۔ خاقان کو اس پر براہم آجما سو ایک بڑا لشکر جمع کر کے یزد جبر کے ہمراہ خراسان میں آیا۔ اخف نے بصرے اور کوفے وغیرہا کے لشکر سے بیس ہزار مرد کو فراہم کر کے مرو میں اقامت کی تھی۔ خاقان اور یزد جبر کے آئینے خبر سنکر جنگ کے ارادہ سے نکلے اثنائے راہ میں لشکر خاقان کے قراول کے تین سوار ملے وہ یمنون مسلمانوں کے ضرب شمشیر سے داخل جہنم ہوئے۔ جب خاقان کو یہ خبر پہنچی بہت ہی گھبرائے کہ اس وقت ماوراء النہر کی طرف بھاگا۔ یزد جبر بھی نادم اور ترسان اسکیے ساتھ حلا اور طبرستان مصالحت کے طور پر مسلمانوں کے تصرف میں آیا۔ وائے لوگ صلح کے بدلے میں پانچ لاکھ درہم پیشکش کئے۔ اور کسبیل ابولوسی اشعری نے شہر تہر قزق کی الحمد للہ علی ذلک۔ ہجرت سے تیسویں سال کے وقایع اس سال میں عسقلان کی فتح مصالحت کی طور پر معاویہ کے ہاتھ پر ہوئی اور روم کے بعضے بلاد میں عبید وغیرہ انکے تصرف میں آئے۔ اور کرمان ہسبل بن عدی کے ہاتھ پر عبد اللہ بن غسان کی مدد سے۔ اور سیستان عاصم بن عمر و قیس کے ہاتھ پر۔ اور کرمان حکم بن عمر نقی کے ہاتھ پر مفتوح ہوئے۔ اور ایسے میں مدینہ طیبہ کو یہ خبر پہنچی کہ حاکم فارس نے سرحد فارس میں ابوزکی طرف شہرک میں بہت سے فارسیوں کو جمع کر کے اپنا لشکر گاہ قہر لایا تھی۔ تب امیر المومنین نے بہت سی فوجیں آراستہ کر کے فارس کی اطراف روانہ کیں ملک فارس کے ہر ہر شہر پر اپنے لشکر کے ہر ہر امیر کو حکومت دی۔ اور فرمایا تم جب اس فوج میں جا پہنچیں لشکر گاہ شہرک کو معطل چھوڑ دیجئے بلکہ اس کے طرف التفات کر کے اس ملک کے شہروں کی تسخیر پر بکربا بندہ ہوئے۔ پس جب لشکر اسلام اس فوج میں جا پہنچا۔ حسب الحکم جاشع بن سہود نے فوج کی تسخیر کی اور عثمان بن ابی العاص نے شیراز کی تسخیر کے بعد اصطخر کے قلعے کو جو سلیمان بن عمر علیہ السلام کا دارالالملک تھا اپنے حیطہ تصرف میں لایا۔ اور اسی سال میں امیر المومنین نے ساریہ بن زعم کو قسا اور درابرجہ کی طرف روانہ کیا۔ انہوں نے بڑی جلدی سے وہاں جا پہنچے اس ملک کے کافروں کو مقابلہ کی طاقت نہ رہی سو شہر کا دروازہ بند کر دیا اہل اسلام دو مہینے تک اسکا محاصرہ کئے تھے آخر وہ کافروں نے فارسیوں کی مدد طلب کی جب اہل فارس کا لشکر انکی مدد پر آیا وہ قلعے سے باہر آئے اور طرفین سے جنگ شروع ہوا بہت مسلمان شہید ہوئے۔ اتفاقاً وہ جیسے کار و زما۔ بہت سے

کہا مارتہ کریں گے۔ میں چپے ہو جاؤں طلب کر لے کر اسلام کے چپے سے آگے و ما کرین اور چو طرف سے ننگ کر دے تھے اس روز حضرت عمرؓ نے مدینہ کے درمیان مسجد نبویؐ میں ممبر مسطویٰ پر جو خطبہ کے لئے قیام کیا تھا سوائے اللہ تعالیٰ نے دے ہر دو لشکر کا حال انکشف کیا سو ناگاہ یا کہ خبر ننگی کہ یاسر بن الرستم الجبل الجبل یعنی ایسا ریر بن کسیم ہمارا کا آسر لے یا نہ تھا آسر لے اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا لہ سے حضرت عمرؓ کی وہ نڈاس لشکر کے غازیوں کو جو دو مہینوں کی مسافت پر تھے اسیر قہ پنا دی۔ ساریہ حر کے میں جو ایک بڑا پار تھا اسکو اپنی چیمہ پر لے کے لشکر گناہ کے مقابل ہوئے۔ امیر المومنین کی آواز سننے سے مجاہدوں کو بڑا قوت حاصل ہوا سو بری جو اغزی سے جنگ کرنے لگے بہت کئی راکر پڑے باقی گہرا کے فرار ہو کر اللہ تعالیٰ اپنے لطف و کرم سے مسلمانوں کو فتح و نصرت دی۔ اور کئی سال امیر المومنین نے حج کے ارادے سے نکلے اور حکم کیا کہ حضرت سید کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ازواج و عیالات بھی ہجرا کریں۔ اور انکا سامان سفر اور اخراجات خزانہ بیت المال سے دیں۔ اور اس سفر میں حضرت کعبی بن یون کا جزا اکرام و احترام بجالاتے تھے اور بنی ہون کے عار یوں کو انوتون کی جو فطارت چلی تھی اسکے شروع میں عبدالرحمن بن عوف کو اور آخر میں عثمان کو متعین فرمایا تھا جب مکہ معظمہ پہنچے اور حج کے تمام مکہ اور مکہ اللہ کے پروردگار کو کمال عجز و کسا اور تضرع و زاری سے یہ دعا کی اللّٰهُمَّ قَدْ كُنْتُ فِي وَرَقٍ عَظِيمٍ وَضَعْتُ قَدْرِي وَكُنْتُ رَجِيئِي وَانَا اَخْشَىٰ وَانَا اَعْجَزُ عَنْكَ اَللّٰهُمَّ كَا فَيُضِي الْيَاكُ قَبْلَ اَنْ اُرَىٰ رُفِي هَذَا اَلْكَثْرَ مَا اَكْرَهُ يَدَا - یعنی ایسا بڑا خیال میری عمر بری ہوئی اور میرے بدن کے ہار زم ہو گئے اور میرے ذمہ ضعیف ہو۔ اور میرے ایمان زیادہ ہو کہ میں قہر و تاج کی حفاظت اور ادا حقوق میں میرے سے کہ قہر و تاج کی حفاظت میں چیز سے میں کو امت رکھتا ہوں اس امت میں ظاہر ہو گئے انکے میری روح کو اپنے جوار رحمت کی طرف مائل کیجئے۔ ہر چند یہ امر بحسب ظاہر امیر المومنین سے حدیث صحیح کے مخالف واقع ہوا جو حضرت نے فرمایا ہی کہ لا یتمن احدکم الموت لیصلیٰ فیک لیمنے چاہئے کہ تمہارا یہیے کوئی موت کی تمنا کرے کسی عز کے ارادے سے۔ لیکن بحسب حقیقت مخالفت نہیں ہو کہ وہ حدیث مزور نبویؐ پر عمل نہ کی۔ امیر المومنین کو جس عزر کا اندیشہ تھا وہ عزر دینی تھا واللہ اعلم۔ امیر المومنین عمر فاروق کی شہادت۔ نقل ای کہ حضرت عمرؓ جب حج کعبہ اللہ سے فارغ ہوئے ایک روز مدینہ طیبہ میں مسجد نبویؐ کے درمیان خطبہ پڑھتے تھے اٹانے خطبہ میں فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا ایک شخص دو بار یا تین بار مجھے قہر ننگ مارا مجھے اسکی خبر کا گمان ہی تھا ہی کہ میری اجل نزدیک آن پہنچی ہی۔ اور ایک روایت یہی کہ فرمایا اگر میری موت جلد ہی کہے ہر خلافت چھ مہر و قریشی پر مشرک ہی۔ عمان و علی و سید و علی و زہر و عبد اللہ بن عوف۔ ایک یہ روایت یہی کہ فرمایا لوگو میں نے تمہارے واسطے فراموش اور وظائف کی تحفین دے دیں۔ اور شہر دین کا تضرع اور سختی احکام کی تجلین فرمادی۔ اب تم کو ایسے طریقہ فاضل اور حجت لائحہ پر چھوڑ جاتا ہوں کہ

جس سے زیادہ مشہور نہیں۔ چاہئے کہ میرے بعد کوئی کہے کہ میں نے کتاب اللہ میں دو حدیثیں نہیں پائیں۔ ایک حدیث شریعہ
 دوسری حدیث نہ۔ میں نے حضرت کی مجلس اقدس میں حاضر تھا اپنے نظر سے دیکھا کہ حضرت نے حدیث جاری فرمائی۔ اور بھی
 ایک بار حضور پر نور میں حاضر تھا کہ ایک زانی کو رجم کیا سو اسکے بعد ہم بھی رجم کئے اگر یہ آئینہ شہ نہ تو تاکہ لوگ کہیں کہ عمر کتاب
 اللہ میں کوئی چیز زیادہ کیا۔ حکم کرنا کہ آیت رجم قرآن مجید میں لکھیں۔ مگر ہم نے حضرت کے مبارک زمانے میں آیت
 الشیخۃ اذا زنی فان جموعہا نکاحا لکن اللہ یرتہتے تھے لکن اب اس آیت کی تلاوت منسوخ
 ہوئی اور اسکا حکم باقی ہی۔ ایک روایت ہے کہ عمر فاروق نے فرمایا کہ میں اپنا واقعہ اسماء بنت عیس سے بیان کیا انہوں نے یہ تغیر
 کہی کہ اہل عجم سے ایک شخص تمہیں قتل کرے گا۔ فقہانی کہ حضرت عمر نے جب کہ معطلہ سے مراجعت کی ایک روز دینہ کے بازار
 میں عبداللہ بن زبیر پر تکیہ کئے ہوئے تھے اس وقت تھوڑے عرصہ میں مشعہ کا غلام کہ جسکی کنیت ابولولہ اور فیروزان نام تھا اور وہ مجوسی
 اور ایک روایت نصرانی تھا اسکے عرض کیا کہ ایڈیر المؤمنین میرا قاتل میرے میرے سے ہر روز دو درم اور ایک روایت
 سے چار روزم طلب کرتا ہی میں اس قدر ادا کرنے سے عاجز ہوں میں یہ چنتا ہوں کہ آپ اس کچھ کہ کر نکاح فرما دیں۔
 امیر المؤمنین یہ سن کر پوچھے کہ تو کیا ہر جانتا ہی۔ اس نے کہنے لگا کہ بخاری اور حدادی اور تھاشی جانتا ہوں۔ جناب
 خلافت ماب نے فرمایا کہ باوجود اسے مصنفین جانتے کے تو کی جیتا ہی تیرے آقا نے جو یہ یہ تیرے کیا ہی ان صفوں پر نظر کرتے
 نہایت اعتدالی اور انصاف پایا جاتا ہی۔ اس باطل پرست کو حضرت عمر کی یہ حق بات بہت گران آئی سو وہیں دشمن جانی
 وعدہ بنائی بن گیا۔ کتب الاجابہ جو کتبہ اسرار و مجرم اخبار اختیار تھے خلیفہ امیر المؤمنین کی خدمت میں گذارش کی کہ اس جہان
 میں جس کام کا بندوبست آپ کے ساتھ علاقہ رکھتا ہو اس کا بندوبست جلد کیجئے کیونکہ توریت سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ ایک عمر
 میں دن زیادہ باقی نہیں ہی ہی۔ جب حضرت عمر کے جسم مبارک میں کوئی علت نہیں تھی اس بات سے استعجاب کیا القصد
 وہ غلام بد انجام نے ایک ہتھیار کو جو دو دستہ اور اسکا دستہ درمیان تھا زہر آب پلایا اور بہت تیر کر کے رکھا اور قابو
 دہوند تا تھا۔ ایک دن جناب خلافت ماب نے نماز صبح کے لئے مسجد میں تشریف لائی۔ صبحی بکبار و حجابان نماز دشمن
 عدا کے جنگ پر کہ جسکو لسان شرع میں جہاد کہہتے ہیں تیار ہو اور نماز کے واسطے صفیں باندھ کے کھڑے رہے۔
 امیر المؤمنین کا دستور یہ تھا کہ اول وقت نماز پڑھتے اور صفوں میں کبھی ہو تو درست کرتے۔ عرض جب بحراب میں تشریف
 لائی جماعت پر حکم کیا کہ استسقوا پس گہر تحریر کہہ کے قرات میں مشغول ہو سو وہ فاتحہ کے بعد سورہ یوسف
 آغاز کی وہ غلام ناہنجار نے وہی ہتھیار لیا ہوا نصف اول میں کھڑا تھا ایک ایک آگے بر کے جناب خلافت ماب پر
 تین ضرب کیا ایک مرنے پہ پہلے پر دوسرا پہلے پر تیسرا پشت پر ایک روایت ہی کہ چھ ضرب کیا پشت مبارک پر جو
 کیا تھا وہ ناف تک پہنچا موت کا سبب بھی وہی ہوا۔ تب حضرت عمر کی زبان پر یہ آیت جاری تھی وکان
 امر اللہ قد راکم قد ورا اس حالت میں بھیجے گئے اور کمال صبر و ثبات سے عبدالرحمن بن عوف کو نماز میں خلیفہ

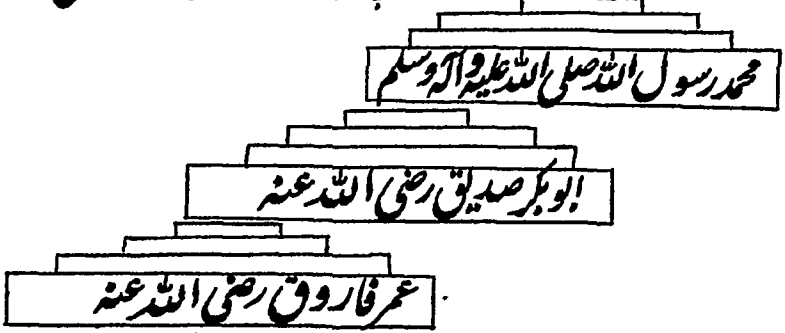
کو خلیفہ مقرر ہوا۔ اسکا اہل اور لائق ہی والا جو شخص کہ اس خلافت پر بیٹھے کفار و مشرکین کی سیفصال میں اس سے استغاث اور تمنا کریں اسباب میں اسے جو کہ کہے جان و قبول کرے اور ہو کو کہنے کی حکومت دے چن جو کہ معزول کیا تھا وہ اس سے کوئی خیانت نہ ہو چکا سبب نہیں تھا۔ تب حاضرین نے کہا کہ یا امیر المؤمنین اگر ایسا ہی تو کہیں نے انہیں کو خلیفہ نہیں مقرر کرتے ہوتا نزاع و طلاق و دریاں سے اٹھ جاوے۔ فرمایا کہ میں کروہ رکھتا ہوں کہ حالت حیات اور عات میں اس بارگراں کا حامل ہوں۔ ایک روایت یہی کہ جب اسے چاہے کہ کسی کو خلیفہ مقرر کرے تو فرمایا اگر ابو عبیدہ زندہ رہتے ہیں خلافت انہیں کی تو یوں کرنا اگر حق تعالیٰ میرے سے سوال کرنا کہ اسے ساتھ تخصیص خلافت کا کیا سبب تھا۔ میں عرض کیا ہوتا کہ حضرت نے فرماتے ہیں کہ امین ہذا کہ امیر ابو عبیدہ اور اگر سالم مولا ابو حذیفہ زندہ رہتے ہیں اس کو خلیفہ مقرر کیا ہوتا اگر پروردگار میرے سے سوال کرنا میں عرض کیا ہوتا کہ میں نے حضرت سے سنایا کہ فرماتے تھے کہ ان سَلَامًا سَلَامًا لَكَ الْحَبَشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ سَلَامًا سَلَامًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ تب حاضرین سے ایک شخص نے کہنے لگا کہ یا امیر المؤمنین کہنے اپنے فرزند ابن عبد اللہ کو خلیفہ نہیں مقرر کرتے ہوتا حالانکہ لو کہ خلافت کے واسطے بیت لائق اور سزاوار جانتے ہیں۔ فرمایا کہ میں نہیں چاہتا ہوں کہ آل عمر سے کوئی حامل اس بارگراں کا ہو۔ پھر اسے اسباب میں مبالغہ کیا تو فرمایا کہ نبی تعالیٰ پر رحمت ہی نہایت پر شفقت میں اسلام کما ہوا کس طرح اس شخص کی توفیق کروں کہ جس نے اپنی عورت کو طلاق دیے کا سلسلہ بچانا ہو کس طرح اس کو مسلمانوں کا والی مقرر ہوں۔ یہ بات اس واسطے کہی کہ عبد اللہ بن عمر نے حضرت کے زمانے میں اپنی زوجہ کو حالت حیض میں طلاق دی تھی تب حضرت نے فرمایا کہ رجوع کرے اور حالت طہر میں طلاق دے۔ پھر فرمایا کہ ویسے جیسے شخص جو مذکور ہو حضرت نے ان کو حین سے بشارت دی ہے۔ ویسے خلافت کے لئے لائق ہیں ان جیسے سے پانچ شخص جس کی خلافت پر اتفاق کریں اس کو خلیفہ جانتے اگر کوئی مخالفت کرے اس کو قتل کیے اگر ان سے بعضے بعضوں کے مخالف ہو دیں اگر کو حکم کل کا دیجئے اگر تین شخص ایک طرف اور تین شخص دوسرے طرف ہو دیں۔ اگر عبد اللہ بن عمر کے حکم پر راضی ہو دیں اس کو حکم مقرر ہے والا عبد الرحمن بن عوف جس جانب میں رہے اسی جانب کو راجع اور معتبر جانتے پھر ان جیسے صحابہ کرام سے ہر کی طرف خطاب کر کے امر خلافت کو اچھی طرح سر انجام دیتے کے باب میں وصیت کی۔ اور ابو طلحہ انصاری کو فرمایا کہ میرے بعد صحابہ شہرے کو ایک گھر میں جمع کر کے امر خلافت کو ایک پروردگار دو۔ اور میرا فرزند عبد اللہ بھی اس مجلس میں حاضر رہے لاکن خلافت کے باب میں اس کو کچھ دخل نہیں۔ اور مقداد بن اسود کنیزی اور ابو طلحہ کو محصل کیا تا بلا غلط و بلا تاخیر امر مذکور کو سر انجام دیں۔ ایک روایت یہی کہ اگر صحابہ سے ایک جماعت عرض کی کہ یا امیر المؤمنین جس کو مناسب جائے اس کو خلیفہ مقرر کر دے تو نہایت التماس ہی۔ فرمایا کہ اگر امر خلافت کسی پر مقرر ہوا تو وہ اوزیم چھوڑ دوں تو میں نے حضرت کی پیروی کی کہ آپ نے کسی کو متعین نہ فرمایا۔ اور اگر کسی کو متعین کروں تو ابو بکر صدیق کا پیرو ہوا کہ وہ میرے سے بہتر ہے۔ لاکن عمر اس امر خطیر کے باب میں متفکر ہی خواہ حالت حیات میں ہو یا حالت حیات میں۔ تم آگاہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کی تائید سے اب بلاد کثیر اسلام کی تسخیر میں آچکے اور دواؤں کی تدوین اور وظائف کی انہیں مقررانی

کیونکہ میں بدتمیز نکتا ہوں کہ قیامت کے دن جب قبر سے اٹھوں تو حضرت کے سایہ عاطفت و ظلِ رافت میں رہوں
 بی بی نے انکی التماس قبول فرمائی اور کہنے لگیں کہ میرے والد ماجد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں ایک قبر کی جگہ جو باقی
 ہی میں نے اسکو اپنی قبر کے لئے ذخیرہ کی تھی اب عمر فاروق کو آپ پر ایثار کی۔ جب عبداللہ بنی کے دولت سدا
 سے فوت آئے اور یہ بات ظاہر کی۔ حضرت عمر نہایت خوش ہوئے اور شکر و ثناء الہی بجالایا۔ اور فرمایا کہ کوئی
 جہم میری اس سے زیادہ نہیں تھی۔ لکن عبداللہ کو پھر فرمایا کہ جب میرے غسل اور تجنیز و تکفین سے فارغ ہوئیں میرا
 جنازہ تابوت میں رکھ کے حجرہ شریف کے دروازہ پر لجاؤ۔ اور بی بی سے پھر اذن جدید چاہو اگر رخصت و یون حجرہ
 میں دفن کرو ڈالا مسلمانوں کے مقبرہ میں مدفون کرو۔ کہتے ہیں کہ انصار کرام سے ایک جوان آیا اور کہنے لگا کہ یا امیر
 المؤمنین خوش رہو کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ نے اوایل اسلام میں اسلام سے مشرف ہوا اور حضرت سیدنا ام
 علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دولت ملازمت و مصاحبت حضرت کی رحلت تک پائی۔ پھر سند خلافت کو رونق دیا اور عدالت
 اور ایالت کا حق بجالایا اور اب رتبہ شہادت سے مشرف ہوا۔ حضرت عمر نے یہ بات سننے فرمایا کہ اسی میرے بھتیجے تو ام
 خلافت سے میری توصیف کرتا ہی حالانکہ میں نے تمہاری امارت جو کہ اسکا بھتیجے دے دی کہ اتنا خطر اور کسی امر میں نہیں
 مان یہ بات ہی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مشرف اسلام اور محبت حضرت سیدنا ام علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مشرف کیا۔ اور حضرت
 میرے سے خوشنود رہے اور اسی خوشنودی کی حالت میں اس عالم فانی سے طرف عالم باقی کے رونق افزا ہوئے اور اسکے
 بعد حضرت کے یار غار و رفیق باوقار ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی محبت میں رہا اور انکی اطاعت اور متابعت کی وہ بھی اپنی
 رحلت تک میرے راضی رہے الحمد للہ علیٰ کلک۔ روایت ہی کہ جب یہ ضروری وصیتیں کر چکیں انپر رقت غالب ہوئی
 سو روئے لگے صحابہ کو چھاکر کبیر آپ کو در در وقت میں لائی۔ کہنے لگے کہ میں سنے رہتا ہوں کہ کہیں میرا قدم نہ پھسلے
 کہ کوئی کام میں نے بہانہ کیا اور وہ اللہ تعالیٰ کے پاس گناہ عظیم ہو۔ **نقل** یہی کہ صحابہ نے کہا کہ ہم ایک طبیب کو ملاؤں
 تا دیکھیں کہ یہ زخم علاج پذیر ہی یا نہ۔ پس ایک طبیب کو لے آیا اسنے ایک شربت پلایا تو وہ شربت پیب سے مخلوط ہو کے
 اس جراحت سے نکلا اسکو مدعا اچھی طرح معلوم ہوا طبیب نے کہا یا امیر المؤمنین کچھ یاس نہیں۔ فرمایا اگر قبل موجب یاس
 ہی میں خود مقتول ہوں اور اس سے خورسند اور خوشنود ہوں۔ کیونکہ یہ زخم موجب شہادت و باعث سعادت ہی۔ اور
 ایک روایت ہی کہ دوسرے طبیب کو لایا اسنے خوراد و دھ پلایا تو وہی دودھ زخم سے نکلا۔ طبیب نے کہا یا امیر المؤمنین جو وصیت
 کرنی ضرور ہو کر کہ آپ کی موت میں دو روز سے زیادہ تاخیر نہ ہوگی۔ ایک روایت ہی کہ کہا جلد وصیت کیجئے کیونکہ میرا گمان
 ہی کہ آپ آج کی شام کو نہ پاؤ گے۔ فرمایا کہ میں نے اس جہان کے سب کار و بار سے فارغ ہوا ہوں اور عالم آخرت کی طرف
 توجہ لایا ہوں۔ ایک روایت ہی کہ حضرت علی کی دختر جناب ام کلثوم رضی اللہ عنہا جو حضرت عمر کے بی بی تھیں اس طبیب
 کی بات سنے ہی بے اختیار آواز بلند کی کہ و اعمر اہلکم ساتھ جو خود تین بی بی تھیں اسکے سب ایک بار رونما شروع کیا۔ امیر

محمدؐ کے مخالف ہر قولاً و فعلاً تیرے سے صادر نہ ہوتا اللہ تعالیٰ کی ناخوشی کا سبب نہ۔ لاکھ میں تیرے انگوٹھ کا ایک نہیں ہوں یعنی تجھے رونے سے منع نہیں کرنا ہوں کیونکہ یہ بات آدمی کے اختیار میں نہیں ہے۔ کہتے ہیں کہ صہیب رومی نے آیا اور امیر المؤمنین کو سکرات میں پایا بے اختیار زار زار براہ اور کہنے لگا واخاہ واصفیاء واخلیلادہ لکھ خصال حمیدہ وافعالیہ سندیدہ بیان کرنا اور انکی فوت پر حسرت کھانا تھا۔ جناب خلافت آپؐ کا کہ کیا کہ یا خنی برادری کا حق اب یہی اقتضا کرتا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے عذاب وعقاب میں نہ ڈالے میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ اِنَّ الْبَيْتَ لَيُعَذَّبُ بِبَعْضِ بَكَاءِ الْحَيِّ عَلَيْكَ۔ یعنی مقرریت زندگوں کے بعض غم سے عذاب پاتی ہے۔ نقل ہے کہ اپنے فرزند عبداللہ کو حکم کیا کہ جب میرا جہم آخر ہو مجھے قبلہ کی طرف چٹا دے اور اپنے ہر دوزخ کو میری بیٹیہ پر حکم کیجئے اور اپنا دابہ سنا ماتھ میری پھسل پر اور بایان ماتھ میری تھدی پر رکھئے۔ اور جب روح قبض ہو دھیری تکفین میں اختصار پر کفایت کیجئے۔ اگر مجھے بارگاہ الہی میں کچھ منزلت ہو اس سے بہتر کفن پہنا کیجا اگر میرا حال اسکے برخلاف ہو یقین جان لیا جائے کہ وہ کفن بھی میرے سے چھین لیونگے اور قبر کے کھودنے میں بھی یہی بات پیش نظر رکھا جائے گی کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ کے پاس مجھے قرب حاصل ہو میرے بعد میرے کے مقدار میری قبر کو وسیع کرے والا میری گور کو ایسی تنگ کر دیونگے کہ میرے پہلو کے استخوان باکیہ گر جل جائیگے۔ اور جب میرا تابوت اٹھاوین کوئی عورت ہمراہ نہ ہے اور جو صفت میری ذات میں نہ ہو اس سے میری توصیف نہ کرے کیونکہ میرا احوال دوسرے شخص سے میرا پروردگار بہت جانتا ہے۔ ایک روایت ہے کہ فرمایا کہ کسی میت کی ذات میں نہیں ہے سو چیز سے کوئی زندہ مذہب نہیں کرتا ہے مگر یہ کہ آسمان کے ملائک اس پر رحمت کرتے ہیں۔ اور میرا جنازہ بھی جلد جلد چلے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے پاس اگر مجھے کچھ قرب و عزت ہو جلد مجھے اسکی درگاہ میں پہنچانا بہتر ہے اگر میرا حال اسکے بالعکس ہو ایک بری چیز جو اپنے کھنڈن پر اٹھائے ہوں اسکو جلد اتار دینا بہتر ہے۔ کعب الاحبار سے منقول ہے کہ نبی اسرائیل میں ایک بادشاہ تھا جس کا اسکے اوصاف و شمایل بادشاہ عمر فاروق کا خیال گذرتا۔ اور جب عمر فاروق کے اوصاف و شمایل دیکھتا ایک سیکڑہ بادشاہ یاد آتا۔ یعنی سب اخلاق وافعال میں اور عدالت و اوصاف میں ہر دو کے درمیان پوری مشابہت چل تھی۔ اور اس بادشاہ کے وقت ایک پیغمبر صاحب وحی بھی تھا ایک بار اللہ تعالیٰ نے اسن پیغمبر پر وحی کی کہ اس بادشاہ کو آگاہ کر دیجئے کہ اسکی عمر سے تین روز سے زیادہ باقی نہیں ہے جو وصیت کہ رکھتا ہے جلد بجالاؤ۔ وہ پیغمبر نے موافق حکم ربانی و وحی آسمانی کے اسکو تنبیہ کی جب وعدہ کا وقت قریب آیا وہ بادشاہ اپنے تخت سے جو ہمیشہ چھا کر تاقا تھا اترا کمال تضرع و زاری آپنا منہ زمین پر رکھا اور عجز و نیاز کے ماتھ بارگاہ الہی میں اٹھا کے عرض کرنے لگا کہ خداوند اتوجانے والا اسرار کا ہے تیرے علم قدیم پر پوشیدہ نہیں کہ میں نے تیرے بندوں میں عدل و انصاف سے پیش آیا اور رعایا کے ساتھ رستی کا ہمیشہ لیا اور ہر کام میں تیری رضا اور خوشنودی پیش نظر رکھی اب تیرے کرم قدیم اور لطف عظیم سے امید

رکھتا ہوں کہ اوما یک مدت میری عمر میں جملہ ارزانی فرماؤ گا میرے اطفال مدیون کو پیچیں اور نائب ہو دیں اللہ تعالیٰ نے اسکی دعا قبول کی اور اس پیغمبر پر بھیجی کہ اس بادشاہ نے ہماری دیوگاہ میں تفریح و تفریح کی چند بیچین عرض کریں ہم نے ان باتوں میں اسکو سچایا یا سو اسکی دعا قبول کی اور اسکی عمر میں ہندو ارسال جزا دے تاکہ اسکی رجب مدیون کو پیچیں اور نائب ہو دیں۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کعب لاجار نے گذارش کی کہ بارگاہ ایزدی جلالت میں عرض کریں آپکی عمر میں کچھ ترقی عنایت فرماؤ گا اسکی عمر میں منین خیر بات قبول کی بلکہ یہود حاکم کہ بار خدایا میں طرز اور دل ہونے کے آگے میری روح کو جلا دے ترقی و رحمت کی طرف قبض کیجئے۔ لائے ہیں کہ جب انکی روح پاک کو قبض کر کے بلا اظہار کیجئے اور غسل و تحنیز و تکفین سے فراغت حاصل ہوئی انکا جنازہ اٹھا کے مسجد نبوی میں لے آئے حضرت کی قبر شریف اور دربر شریف کے درمیان چو اس بقعہ مبارک کی تفصیل میں حدیث صحیحہ مابین قبر نبوی و منبر نبوی **فی فضائلیہ**۔ وار دہی رکھے۔ حضرت عثمان و حضرت علی و دو باجم نامہ پوتے ہوئے نماز پڑھنے کے لئے آئے اور عبدالرحمن بن عوف کی طرف ہمارے کئے نماز پڑھے انہوں نے کہا کہ یہ کام نہ تمہارے سے علاوہ رکھنا ہی نہ میرے سے بلکہ اس کام کے لئے دوسرے شخص انہیں کی طرف سے معین ہوا ہی ایک روایت یہی کہ جب انکا جنازہ نماز پڑھنے کے آگے گئے ایک شخص نے کہا کہ جناب خلافت اب نماز ادا کرنے کے لئے مہیبت ہی کو وصیت کی تھی۔ پس ان بزرگوں نے انہیں کی طرف خطاب کیا کہ ای ابو بکر آگے آئے اور وصیت جلائے۔ تب مہیبت ہی نماز پر قیام کیا اور بلا کم و زیادہ چار گیسویں کہیں۔ روایت یہی کہ عبداللہ بن سلام جو اکابر اصحاب اور فضلاء اہل کتاب تھے نماز ادا کئے بعد آئے اور کہنے لگے کہ اللہ قسم نے اگرچہ نماز میں مجھ پر سبقت کی لاکن انکی روح و شامیں سبقت نہ کر دے۔ پس انکے جنازے کے نزدیک آگے کھرتے رہے اور کہنے لگے کہ اے عمر تم ایک بار دہرے اہل اسلام کو اور جو ادھے حق کے لئے۔ اور بچلے بے باطل کے لئے۔ اور جو بقت غصہ کرنا تھا آپ غصہ کرنے اور جب شفقت کرنا تھا اسوقت لطف و رافت کے دروازے کو گون پر کھولتے تھے اور عقیف الطرف لطیف الطرف تھے۔ اور مدح و ثنا کی کثرت اور مسلمانوں کی غیبت اجتناب کھتے تھے۔ اور ابن عباس سے مروی یہی کہ جب انکو غسل دینے کے لئے تختہ پر سلائے۔ ایک روایت یہی کہ نماز کے بعد جب جنازہ اٹھانے کے لئے صحابہ جمع آئے مرفعی علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ اے عمر اللہ تعالیٰ کے صحابہ ہویت ابر رحمت تم پر ہے تم نے اپنے بعد کسی کو چھوٹا کر دہ تم سے زیادہ دوست ہو میرے پاس۔ سبحان اللہ تمہیں یہ دولت نصیب ہوئی کہ اپنے صاحبزادے میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی پہلو میں مد فون ہو۔ اور کتاب موافقتہ للصحابہ میں مذکور یہی کہ حضرت عمر کی رحلت کے بعد اور غسل کے آگے حضرت علی نے انکے گھر تشریف لائی اور انکی انفس کے پاس کھڑا ہوئے کہنے لگے اے عمر اللہ تعالیٰ تم پر رحمت کرے میں تمہارے سوا کسی کو نہ دیکھا کہ اسکا صحیفہ اعمال اسکے جریدہ افعال کے برابر ہو

میں تیار کیا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ میری ملاقات ایسی چھوٹی تھاری ملاقات ہوگی۔ میرا نین یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے حبیب یعنی حضرت اور اپنے خلیل یعنی ابوبکر صدیق سے جدا کرے کیونکہ میں نے حضرت سے بہت سنا ہوں کہ فرماتے تھے کہ میں اور ابوبکر اور عمر ایسا کہنے اور ایسا کہنے اور ہمیشہ ذکر میں انکے ثالث تھے تم کو اللہ تعالیٰ بخش دے اسی پر خطاب تم اللہ تعالیٰ کے آیات و بینات کے عالم تھے اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا خوف نہیں رکھتے تھے اور اللہ تعالیٰ کا امر آپ کے پاس نہایت عظیم تھا اور اسکا حکم جاری کرنے میں کسی کا پروا نہیں رکھتے تھے اور دنیا میں فقیر تھے اور آخرت کے غنی لاتے ہیں کہ جب انکا جنازہ جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے دروازے پر لے آئے اور وصیت روافی پھر اجازت چاہی بی بی نے فرمایا کہ میں اپنی بخشش سے نہ پھر دوں گی اور اپنے انگلیوں کو ششک کر کے اپنے ہر دو ہاتھ ہر پر رکھے اور فریاد کی کہ وا احمد لاہ والابوبکر اہ تمہارا دوست عمر تمہاری زیارت کے لئے آیا ہے اور باریابی کی رخصت چہائی۔ بی بی سے یہ بات سنے ہی سب حاضرین کو رقت غالب ہوئی ایسی آہ و زاری کرنے لگے کہ بے مینے میں نزلہ پڑ گیا پس بی بی نے اجازت دی۔ جب جنازہ قبر کے کنارے پر رکھے انکے فرزند ارجمند عبداللہ اور سعید بن زید بن عمرو بن قیس اور مصعب بن سنان رومی ایک روایت سے عثمان بن عفان اور علی مرتضیٰ و عبدالرحمن بن عوف و سعد و عبداللہ بن عمر قرین اتر کے انکو صدیق اکبر کی پہلو میں دفن کئے۔ قبور ثلاثہ کی صورت اس طرح ہے



حَبَّان بن ثابت ان قبور ثلاثہ تفصیلاً اثنائہ کی تعریف میں یہ شعر کہا ہے **ثَلَاثَةٌ بَرَزُوا مِنْ أَفْضَلِهِمْ** اگر ارباباؤ قد ذکرُوا عاشرًا بآخرة حیوتہم واجتمعوا فی الممات اذ قبرُوا رسول رب العالی وصاحب سر و صدیقہ ثم بعدہ عمرؓ وغیرہ بن شعبہ سے منقول ہے کہ جب عمر فاروق کے دفن سے فارغ ہوئے اور لوگ اپنے اپنے گھر گئے۔ میں نے بلا توقف علی مرتضیٰ کے مکان پر گیا۔ تاہم عمر فاروق کے شان میں آپ سے کہا کہ صبا درہو تا ہی سوزن۔ حضرت علیؓ نے گہر سے باہر تشریف لائی اور اسوقت غسل فرمایا تھا اپنے سر مبارک کے اور ریش مبارک کے پانی پڑھتے فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ فرزند خطاب پر رحمت کرے کہ اپنی خلافت میں ایالت اور عدالت کی داد دینی۔ اور ابو خلافت کو کمال خوبی سے سرانجام دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسکو ہر شر اور بدی سے نجات بخشی کہتے ہیں کہ جنات انکی رحلت سے نکل گئیں پوچھ کر بی بی عائشہ صدیقہ نے انکے اشعار کی آوازیں سننے حکم کیا کہ یہ اشعار کون پڑھتے

ہیں دریافت کریں۔ لوگوں نے ہر جہد تلاش کی پر کس قابل سر نہ لگا۔ اہل انصاری مروی ہے کہ عرب کا کوئی گھوڑہ نہیں تھا
 کاہر یا مدوی کا ایسا نہیں تھا کہ جنہیں حضرت عمر کی رحلت سے ایک نقصان فرزند پہنچا ہو کہ جس نے ان کی شہادت
 جو کہ حضرت عمر کے درویشوں سے گریہ و ناری کی نہ سمجھ جوی۔ ابو عبیدہ بن الجراح سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتے
 تھے کہ جب عمر فاروق کی عمر آخر ہوئی اسلام ضعیف ہو جایگا۔ جس وقت کہ وہ زندہ گوں میں نہ رہیں چنانہوں کہ زندہ
 رہوں لوگوں نے اسکا سبب پوچھا تو فرمایا کہ اگر تک تک تم زندہ رہو گے اور عمر فاروق کی موت دیکھو گے تو میری بات کی
 صداقت تم پر ظاہر ہوگی۔ اگلے بعد چوتھا راولی ہو گا اگر اس کی سیرت کا اقتدار لگا اور عمر فاروق بن باتون میں لوگوں
 سے مواخذہ کرتے ہیں انہیں اور میں یہی مواخذہ کر گا اگر اس کی اطاعت نہ کرے گے۔ اور اس طرح کے حامل ہو چکے
 کیونکہ عمر فاروق عظیم کمال حیثیت اور مہابت و عدالت سے اجرا احکام کرتے ہیں اور لوگ جان و دل سے قبول کرتے ہیں اور
 اگر تمہارا ولی زنی اور ضعف ہے پیش آوے گا کہ بیعتی جو خلافت و حکومت سے باہر نہ ہو سکیگا۔ آخر اسکو قتل کر دیے گئے تھے
 میں بڑا اقبال اور فتنہ و دیر لگایا پس حسیا کہ اس میں امت نے کہا تھا کہ یہاں واقع ہوا۔ لہذا یہ کہ جب حضرت عمر متوفی
 ہوئے میں اہل ہندو نے یہی چرخی کر لوگ حیران و سرگردان ہو گئے نہ گھر میں رہنے کی طاقت تھی نہ باہر آ سکیا مجال۔ سب اس پر
 و غیر گریان لان تھے اور تمام صغیر و کبیر پس ہند و حیران۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اور ابو بکر صدیق
 رضی اللہ عنہ کی رحلت سب ہاجرو انصار کے دل پر چڑھ گئے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وہ ناز نہ ہوا کہ
 اس خلیفہ زمان کی موت سے سب جان چھیناں کہ ان میں اختلاف عظیم ہو دیا اور یہ رد و ال ایک عالم کو گمیر لیا۔ ایک
 روایت ہے کہ مدینہ میں اس نے جو انہم سیری اور طلعت چھا گئی تھی۔ کہ نہایت گھبراہٹ کے کہتے تھے کہ کیا قیامت
 قائم ہوئی ہے یا نہیں کہ جب ایسے غلیظ عادل جانشین سیر کی موت اس پر قیامت گم نہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ
 رَاجِعُونَ۔ حضرت عمر کی تاریخ ولادت و رحلت و مقدار عمر اور اٹلے
 حاجب و کاتب اور عالموں کا عید و مہر اہل سیر و تاریخ متفق ہیں کہ حضرت عمر واقعہ میں
 تیرا سال آگئے پیدا ہوئے۔ اور بعثت کے چوتھین سال ایمان سے شرف ہو چکا رہا کہ وہ کچھ کی تیسویں یا چھبیسویں ایک
 روایت شب شبینہ اولیاء محرم سن ۳۱ ہجری میں آپ نے رحلت کی۔ ان کی وفات کے بعد قیس سے یا چھتے روز جو
 ذی الحجہ کا سال تھا حضرت عثمان کا تہر سبت واقع ہوئی۔ اور ان کی مقدار عمر میں مختلف روایتیں آتے ہیں۔ ایک قول
 ہے چوبیس سال ایک قول ہے اٹھادس سال کی عمر تھی لکن جمہور اس پر ہیں کہ سن شریف تر ستر سال کی تھی واللہ اعلم
 اور انکا عامل کہ معطر پاول عتاب بن اسید۔ اور اسکے بعد نافع بن جہل الحارث۔ اور یمن پر علی بن ابیہ۔ اور بحرین
 پر عثمان بن ابی العاص۔ اور عمان پر حنیفہ بن جھن۔ اور طایف پر سفیان بن عبد نفقہ اور دمشق پر اویس بن ابیہ
 اور تاشانین زید بن ابی عقیان اور آخر میں ان کے برادر معاویہ۔ اور حمص پر عمر بن سعد۔ اور بصرہ پر اویس بن

شیریل بن حسہ۔ اور ابو خرمین غزوہ بن حسہ۔ اور کوفہ پر اہل مسجد بن ابی وقاص۔ اور ان کے بعد عمار بن یاسر۔ اور ان کے بعد غیرہ بن شعبہ۔ اور بصرہ پر اہل بن مغیرہ۔ اور اواخر میں ابو موسیٰ اشعری۔ اور ان کا صاحب انہیں کہلا برٹا۔ اور ان کا کتاب بن ثابت۔ اور کہتے ہیں یہ عمر بن مخزوم تھا۔ اور ان کا نقش نگین کئی بالموت واعظ۔ یا عمر تھا اور حضرت عمر کی خلافت میں ممالک عرب و عجم سے یہاں تک مسلمانوں کی تسخیر میں آئے کہ مشرق کی طرف سے سدسکندریہ اور نواح مغرب سے مصر اور سکندریہ اور سرحد روم تک اور جانب جنوب سے سرحد ہند و سند تک ان کا حکم جاری اور مسلمان کے جھنڈے برپا ہوئے۔ القصبہ اس جناب کا احوال کر امت اشتمال جو مقتدر بن القیس والاجال ہی مرقوم ہوا۔ لاکن اس کی تشریح و تفصیل جو نہایت تطویل جیتی ہی اس کے عرصہ تحریر میں مشدید زخامہ لنگ ہی اور میدان نامہ تنگ۔ حضرت عمر کے ازواج و اولاد کا ذکر جو یہ فقیر و فتنہ الابرار میں لایا ہی وہی متین یہاں نقل کئے جاتے ہیں

تھے ان کے ان کے نوادہ چار کرکے	ہی عبداللہ بکر عبدالرحمان	جو ام المومنین حفصہ ہی جان	ہی ماورائی زینب بنت طلحہ
بھی عبداللہ زید بن عفری	ہی ان کوئی دارم کلثوم	بھی جو فقیہ فاطمہ ایک کی دختر	سمجھو ام حکیم ہی اس کی مادر
تھی وہ ام حکیم حارث کی بیٹی	وہ زوہرہ فقیہ یحییٰ حضرت عمر کی	تھے زید لاکر ورقیہ جو موسوم	یہ دو کی والدہ محلی ام کلثوم
نواسی تھی وہ خانی مصطفیٰ کی	وہ دختر فاطمہ اور مصطفیٰ کی	بھی زینب عبدالرحمن جو تھا اصغر	فقیہ تھی سمجھو دو کی مادر
بھی واسطہ عبدالرحمن جس کی کنیت	ابو شحمہ سے جو پائی ہی شہرت	تھی ماورائی لہیہ ہی خروند	عیاض ایک تھا جو کہ جو فرزند
مقرر تھا کہ ہی اس کی مادر	کہ زید ابن عمر کی تھی وہ دختر	جو عبداللہ سپر تھا اس کا پہلا	ہو اتی آگے وہ بعثت پیدا
ہی سرقول بعثت بعد سے سال	ہو پیدا وہ باکر ام و اہمال	بھی ہمراہ والد ماجد مساز	ہو اتی فخر ایمان سے سیر افراز
جو گذرے سال تیرہ تیر ہجرت	کیا ہی کہ اشرف دین رحلت	ہو اتی فی طوی میں دفن ہوا	ہما جو کہ تھا اشہر مقبرہ جو
تھی اس کی عترت تھی اپر چار	سے آئی کہ پین بعض ہی بار	بھی جو تھا عبدالرحمان اکبر	مشرق ہی زویدار پیمبر
ابو شحمہ ہی در عہد پیمبر	ہو پیدا یقین از بخت یاور	عمر بن عامر عامل مصر کا تھا	اسے مارا تھا بیشک خمر کا
یہودی ایک طبیب اس سے دعا	پلایا تھا خمر اس کو دوا	مدینے کو وہ پہنچا جب تیرہ سب	پدر بھی اس کو مارا حدیاب
عمر جب حد کیا ہی اس سے قائم	غشی اس کو ہوی آفری و الحارم	وہ بعد ایک ماہ کے بیمار ہو کر	سدا مارا دیر باقی کو مقرر
ولیکن مشہور ہی بات یہ جو	کہ در تن کے کو ہی حرب سے او	بھی جو باقی رہے وہ مقرر	عمر مارا ہی اس کی قبر اوپر
غلط ہی یہ غلط ہی یہ غلط ہی	ہر اشاعرہ سے ہی غلط ہی	نہیں یہ بات شروع ہی	کہ مارین حد سیکر قبر اوپر
جناب حضرت فاروق پر ما	روافض کا مقرر ہی یہ بیتا	بھی عبداللہ در عہد پیمبر	ہو پیدا بفضل رب اکبر
برسن چھ بیسوں تھا جب ہجرت	ہی پایا جنگ صفین میں نہات	بھی پایا آہ رحلت یہ اکبر	کئی جس روز رحلت اس کی مادر
بھی پایا جبکہ اصغر و لاد	بعد اشرف شاہد سالت	بوقت رحلت سالار عالم	اتھی دو سال اس کی عمر اکرم

سین جری صاحب تائین کیا ملت بھونہ مانی دین اس کی سبکداری ختمی اگر سے جنت میں انکار تہ بالا

مطاعن عمر فاروق رضی اللہ عنہ - حضرت عمرؓ پر شیعہ جو کئی طعن کرتے ہیں انہیں باطن میں یہ بھی کہ حضرتؓ اپنی وفات کے چار دن اگے چھینٹنے کے روز اپنے حجرے میں دو صاحبہ حاضر تھے انکو خطاب کر کے فرمایا کہ کاغذ اور دوات و قلم آؤ تا ہمارے واسطے ایک وصیت نامہ لکھ دوں گے میرے بعد تم گمراہ ہو دو گے۔ یہ سنے حاضرین کا قہقارہ نہ لاسنے میں اختلاف کیا تب عمر فاروقؓ نے کہا کہ ہر قرآن مجید میں ہی اس وقت میں حضرت کو دوزخ نہایت مشدّت سے تھی۔ جب حاضرین میں اختلاف آیا اسلئے مجلس میں شور و غلبہ زیادہ ہوا ایسے میں کہنے پر بھی کہا کہ کیا اس وقت حضرت کو نہ بیان اور اختلاف کلام رو دیا بھی۔ اسلئے بصرف حضرت سے پھر اس کلام کا اعادہ چاہا۔ آپؓ نے فرمایا کہ اس وقت میرے نزدیک اس وقت کو نہیں کہ اس تنازع اور شور و غلبہ لایں نہیں تھی پس اس کا تذکرہ اسلئے لکھ دیا کہ جو صاحبہ جو وصیت لکھنے کا ان پر اہانت کی حق تلفی کی۔ اگر وہ وصیت لکھ جاتی امت گمراہی سے محفوظ رہتی۔ اور انھوں نے پیغمبر کا قول کیا۔ بدلیل کریم و مایطوق عن الہوی ان ہوا لکھ و خیر یوحی کے حضرت کا قول تو وحی ہی اور روحو کھوئی اور کہا کہ حضرت کو نہ بیان اور اختلاف کلام رو دیا بھی حالانکہ انہا ایسے باترن سے معصوم ہیں۔ اور حضرت کی حضور میں موت اور تنازع کی۔ حالانکہ بکر کریم کہتے فغوا اصواتکم فوق صوت النبی کے آپ کے حضور میں آواز بلند نہ کرنا کہی۔ جو اب قرآن کا ترجمہ میں کی ہے جسکی روایت سعید بن جبیر نے ابن عباس کی ہی سے لکھا استاذ جمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال اشوئی بکف لکم لکم کما لکن تھلوا بعدہ ابدالاً فتان عواکلا ینبغی عند النبی تنازع فقالوا ما شانہ اھم استغفروہ فھو ابی ذون علیہ فقال دعونی قال ینے انا فیہ خیر فاندعونینی الیہ واوقضہم بکلات قال اخرجوا المشرکین ومن جزیرۃ العرب واجیز والوفد یحوماکم اجیزہم وسکت عن الثالثہ او قال یسینہا و فی رواہ و فی البیت رجال منہم عمر بن الخطاب قال علیہ الوجع وعندکم القرآن حسبکم کتاب اللہ۔ اس روایت صاف مستند ہو کہ حضرت عمر کلام کرنے کے اگے حاضرین تنازع کیا اور جو کچھ کہنا تھا کہا۔ اور دوسرا حضرت پرچے تو آپؓ کاغذ اور دوات و قلم منگائے سکوت فرمایا اگر وہ امر ضروری اور موافق وحی کے ہوتا حضرت سکوت فرماتے کیونکہ حکم وحی کا جاری کرنا عصمت کا ستانی ہی اور وہ تو آپؓ محال ہی اور حضرت اس کے بعد شیعہ کے اقوال سے بھی پانچ تھے روز زندہ رہا میرے دن رفیق ملا اعلیٰ کے جو پہلے وحی کی توفیق اس میں بہت تھی۔ اور یہ بھی معلوم ہو کہ حضرت نے جو تحریر جاری اور دین سے کچھ لکھنا منظور نہیں تھا بلکہ سب سے نفی و مصالح کی تدبیرات و بنوی منظور تھی چنانچہ حضرت

نے اپنے زبان فیضِ رحمان اُن چیزوں کی وصیت فرمائی۔ اور تیسری چیز جو اس نسبت میں فراوان ہو وہ لشکرِ آسمانہ کی تیاری تھی کہ دوسری روایت سے ثابت ہے۔ اور اس حدیث کی بڑی دلیل یہ ہے کہ جب دوسرے صحابہ کا غذا و روزدات و قلم کی بات ہو چکی تو حضرت جواب میں فرمایا کہ فَالَّذِي أَكْفَانِيهِ خَيْرٌ مِّمَّا تَدْعُونَنِي إِلَيْهِ۔ یعنی تم جانتے ہو کہ وصیت نامہ لکھوں اور میں تو اللہ تعالیٰ کے قرب و مشہور دین اور منافات میں مشغول باطن ہوں۔ اور اگر امور دنیویہ کا لکھنا یا وحی کا پہنچانا منظور رہتا خیریت کا معنا درست ہوتا۔ کیونکہ اجماع سے انبیاء کے حق میں وحی کی تبلیغ اور حکامِ فہمی کی ترویج سے کوئی عبادت بہتر نہیں ہے۔ اور بھی اس روایت سے ظاہر ہوا کہ جب حضرت نے دوسرے بار اس عالم سے بے تعلقی اور وارستگی کا جواب ارشاد فرمایا حاضرین کو بے امید دی اور حسرت و اس کی گہر حال ہوئی۔ تب عمر بن الخطاب نے اُنکی تسلی کے لئے یہ عبارت کہی کہ حضرت نے تو جو یہ جواب ترش فرمایا کہ تینے و تہیدہ اور خلافت کی بات لکھی ہوئی بلکہ درود کی شدت اور مزاج کی تنگی کا وجہ ہے۔ اور اس عالم سے حضرت کی وارستگی جو قریب معلوم ہوتی ہے تم اس سے مایوس نہ ہو جاؤ کیونکہ تمہاری تربیت اور تمہارے دینِ ایمان کی حفاظت کے واسطے کتاب اللہ کافی و کافی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر کا یہ کلام اس گفت و شنید کے بعد صحابہ کی تسلی کے مقام میں واقع ہوا۔ نہ تحریر وصیت کی حالت کے مقام میں اور مقطع کلام کا اس مقام میں یہ ہے کہ جناب امیر بھی اس قصہ میں حاضر تھے۔ اور طریق اجماع اہل سیر سے اصلاً یہ بات ثابت نہ ہوئی کہ کبھی جناب امیر نے عمر فاروق پر یاد دوسرے حاضرین پر جو مانع کتابت ہوئے تھے انکار کیا ہو۔ نہ انکے عین حیات نہ انکے بعد وفات جو حضرت امیر کے خلافت کا زمانہ تھا۔ یہ بات نہ سنیچہ کی روایت سے منقول ہے نہ اہل سنت کی روایت سے۔ پس اگر اس کام میں عمر بن الخطاب خاطی ہیں تو حضرت امیر بھی اس کام کے تجویزین یعنی کس لئے آپ کا غذا حاضر کیا۔ اور ابن عباس کے سوا جو اس نے میں کم عمر تھے اور کسی سے اس قصہ پر حسرت و افسوس منقول ہوا۔ اگر اس باب میں کسی امر ضروری کا فوت ہونا رو دینا اگر اسے صحابہ خصوصاً حضرت امیر کو مذکور فرماتے اور حسرت کرتے اور اس حالت کی شکایت اپنی زبان پر لگاتے۔ اگر اس جگہ کسی کی خاطر میں گذرے کہ اس وصیت نامے کے لکھنے میں جہات دین سے کوئی جہم حضرت کی منظور نظر ہوتی تو یہ فقرہ کس لئے فرماتے کہ لَنْ تَضِلُّوا بتقدیری کیونکہ یہ لفظ صریح دلالت کرتا ہے کہ اُس وصیت نامے کے لکھنے سے تم گمراہ نہ ہو گے اور گمراہی کے معنی یہ ہیں کہ دین میں کچھ خلل پڑے۔ **جواب** اس شبہ کا یہ ہے کہ ضلالِ عرب کی لغت میں جیسا دین میں گمراہی کے معنی میں آتا ہے ویسا ہی دنیوی مقدمات میں سو بد بیری میں بھی اکثر مستعمل ہوتا ہے۔ یہ بات بھی قرآن مجید سے ہی ثابت ہے چنانچہ حضرت یوسف کے برادر و نکل قول حضرت یعقوب علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے حق میں جو سورہ یوسف میں مذکور ہے۔ قَالَ الْيُوسُفُ وَأَخُوهُ أَحَبُّ إِلَيَّ إِنِّي أَخُفُّ عَصِيَّةً أَنْ آبَاكَ لَفِي ضَلَالٍ میں۔ اور اسی سورہ میں دوسری جگہ آیا ہے کہ إِنَّكَ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ۔ ظاہر ہے کہ حضرت یوسف

کے برادران کافر نہیں تھے کہ اپنے پدر بزرگوار کو جو سیر علی مرتضیٰ دین میں گراہ چکا تھا اللہ میں تہا العن العاصد۔ بلکہ انکی مراد دنیا کی بے تدبیر سی گئی کہ اپنے بڑے فرزندوں کو جو کارآمد فی ہن اور خدمت بجا لائے حاضر ہیں چندان دوست نہیں رکھتے ہیں اور جو بڑے فرزندوں کو جو خوسان اور کم محنت اور قاصر خدمت میں ایسا دوست رکھتے ہیں کہ عشق کی ذبت پہنچی ہو۔ پس اس جگہ بھی جو حضرت نے کن تفضلوا فرمایا اس سے تدبیر کل کی خاطر آدمی نہ دین میں گری کی۔ اور اس لہادے پر دلیل قطعی یہی کہ تیس سال کی مدت میں جو نزول وحی کا زمانہ تھا قرآن کریم اور کثر احادیث کی تبلیغ جب ہدایت کے لئے کافی اور دفع گوی کے لئے کافی نہ ہوئی ہو اس وجہ سے کہ دو تین سطر کی تحریر میں کہا ہو سیکے گا۔ اور بھی اس جگہ حضرت کی خاطر میں آتا ہی شاید کہ حضرت کو امر خلافت میں کچھ کھٹا منظور تھا سو حضرت عمر کی مخالفت سے یہ امر مزوری موقوف رہ گیا تھا۔

جواب یہی کہ خلافت کی بات گھر گھر ہوئی تو دو حال نکالیں۔ یا خلافت ابو بکر صدیق علی ہر گز یا جناب امیر کی تقدیر اول میں حضرت نے اسی جاری میں دوسرے بار اپنی خاطر بارگاہ میں یہ بات لاکے خود بخود موقوف کی۔ نہ عمر بن خطاب نے منع کیا نہ دوسرے اصحاب بلکہ حضرت نے اللہ تعالیٰ پر اور اجماع عوامین پر حوالہ فرمایا اور سمجھے کہ یہ مقدمہ ہونے والا ہے لکھنے کی حاجت نہیں چنانچہ صحیح مسلم میں موجود ہے کہ حضرت نے اسی مرض میں جناب عائشہ صدیقہ کو فرمایا کہ اذ عنی ابائک واکھائک اکتب لہا کما باقانی اخاف ان یمشی مستمعی ویقول قائل انا وک

وکیاکی للہ والمؤمنون الا ابابک یعنی بلا اپنے باپ اور بھائی کو تا میں ایک وجہ سے تا کہ کہیں کو کوئی اس بات کا اندیشہ نہ ہو کہ آرزو کرنے والا آرزو کر گیا اور کہنے والا کہہ گیا کہ میں چون اور دوسرا نہیں۔ اللہ تعالیٰ اور سب مسلمان مسوا ابو بکر کے دوسرے کو قبول کرینگے۔ اس جگہ عمر فاروق کہاں تھے کہ وجہ سے اس کی تحریر سے مخالفت کی ہو۔ اور تقدیر ثانی پر بھی لکھنے کی حاجت نہیں کیونکہ حضرت نے اس وقت کے آگے ہزاروں شخص کے روبرو فقیر خرم کے میدان میں جناب امیر کی ولایت کا خطبہ چڑھا اور انکو ہر دھرم و مذہب کا مولانا ٹھہرایا۔ اور وہ قصہ شہرہ آفاق اور زبان بدو و خلائق ہو چکا تھا۔ اگر باوصف اس عقیدہ تاکید اور شہرہ و تواتر کے اسکے موافق علی کریں۔ اس تحریر خانگی سے کہ جہاں چند شعر سے زیادہ حاضر نہیں تھے کیا ہونا حاصل کلام اس تحریر کی مخالفت کسی صورت سے بھی امت کی حق تعالیٰ ہوئی اور یہی ہمت پر وہ اختتام میں ہے۔ یہ خیال باطل ہے جسے خیال کے مانند ہی جو کہتے ہیں کہ امام مہدی غایب ہیں ایسے جانا

دوسرے کے سوا اور کچھ نہیں عرض ہو کہ اس کا کیا علاج۔ اور حضرت کے قول کو رد کرنے کی نسبت جو عمر فاروق کی طرف کرتے ہیں خلاف واقع ہی انہوں نے رد قول کہاں کیا۔ بلکہ حضرت کی راحت و آرام انکو نہ مل رہی ہو اس حال کے کو بالکلیں رد حکم سیر سمجھنا کمال تعصب و عناد ہی۔ ظاہر ہی کہ ہر کیسے اپنے پیادے کو محبت اٹھانے اور رنج کھینچنے سے منع کرنا ہی۔ اگر اچھا نہ ہو بیمار حاضر و کفایہ اور مصلحت کے لئے محنت اٹھانا چاہے خدا دہی لطیف جیلوں سے مانع نہ لے

ہیں اور وہ بیا مشقت اٹھانے کے جو کام کرنا چاہے اس کام سے اپنا استغناء اور عدم احتیاج اور عدم ضرورت بیان

کرتے ہیں خصوصاً ایسا معاملہ بزرگوں کے بنسبت زیادہ مروج و معمول ہی۔ پس جب جناب فاروق نے دیکھا کہ حضرت نے اپنے صحابہ اور امت کے فائدے کے لئے چاہتے ہیں کہ ایسی مرض کی شدت میں وصیت نامہ لکھنے کا بار اٹھاویں اور بیخ کنین یہ حرکت قوی و فعلی ایسی حالت میں کمال حرج و مشقت کا سبب ہوگا اور یہ تصدیق گوارا فرمائے گی بات بھی کمال ادب سے حضرت کی طرف خطاب کر کے نہ بھی بلکہ حضرت کو یہ حرج دینے سے جو استغنا حاصل ہی یہ بات آیہ قرانی سے ثابت کر کے حاضر و غائب بیان کی تا حضرت بھی سنیں اور جان لیں کہ اس حالت میں مشقت کھینچنے کی چندان ضرورت نہیں۔ فی الواقع اس مقدمے میں عاقلوں کے پاس حضرت عمر کی دقت نظر پر سو آفرین اور نزار تحسین ہی کو کہ اس واقعے سے تین مہینے آگے کر یہ آئیوَمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اٰمَنْتُ عَلَیْکُمْ بِمَعْخِرِ وَرَیْثِکُمْ لَکُمُ الْاِسْلَامُ دِیْنًا۔ نازل ہوئی تھی اور دین میں نسخ و تبدیل اور زیادت و نقصان کے دروازہ بند کر دیے اسپر ہر ختم کر چکی تھی فاروق اعظم نے اسی آیت کی طرف اشارہ کیا کہ حَسْبُنَا کِتَابُ اللّٰهِ۔ یعنی حضرت اس حالت میں کوئی نئی بات جو کتاب و شریعت میں نہ آئی ہو تحریر نہ کرو ایسے۔ پس آپ کے مقصد اس وقت میں نہیں مگر تاکید انہیں احکام کی جو آگے قرار پائی۔ تاکید آپ ہی تو ہمارے واسطے وحی منزل میں آچکی ہی پس ایسے وقت میں کہا ضرور کہ حضرت یہ مشقت زیادہ کہ چندان درکار نہیں اپنی ذات پر گوارا فرماویں۔ بہتر ہی کہ آرام و راحت میں گزاریں۔ اور یہ لفظ کہ اِنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ غَلَبَ الْوُجْہُ مِیْرَ اس قصہ پر گواہ ہی پس معلوم ہوا کہ اس قصے میں رد حکم پیغمبر کی نسبت حضرت عمر کی طرف کرئی کمال غلط فہمی و نادانی یا کمال بغض و عناد کا سبب ہی اس قسم کی مصالحہ اور مشورت کرنی حضرت کا معمول صحابہ کے ساتھ اور صحابہ کا معمول حضرت کے ساتھ جاری تھا علی الخصوص عمر فاروق کو اس میں بڑی خصوصیت اور جرات حاصل تھی۔ جیسے منافق کے جنازے پر نماز نہ پڑھنے اور ازواج مطہرات کو پردہ نشین کرنے اور غزوہ بدر کے قیدیوں کو قتل کر دینے اور تمام ابراہیم کو مصیبت لینے کے بائیں اور ایسے ہی مقدمات میں انہیں کی رائے کے موافق وحی آئی تھی اور انکی صوابدید اکثر مقدمات میں مقبول رسول بلکہ مقبول آئی ہوتی تھی۔ اگر اس قسم کی عرض مصلحت کو رد وحی اور رد حکم پیغمبر کہا جاوے تو حضرت امیر بھی کئی جگہ فاروق اعظم کے شریک ہوتے ہیں۔ اول یہ کہ صحیح بخاری میں جو اصح الکتاب اہل سنت ہی طرق متعددہ پر مروی ہے کہ حضرت نے شب کے وقت جناب امیر اور حضرت زہرا کے گھر تشریف شریف ارزانی فرمائی۔ اور انکو خواب گاہ سے اٹھا کے نماز تہجد ادا کرنے کے لئے بڑی تاکید کی اور فرمایا۔ قَوْمًا فَخْرَیْلَہ۔ یعنی تم ہر دو اٹھو اور نماز تہجد ہو جناب امیر نے کہا وَاللّٰہُ لَا فُضِّلَیْ لَہُ الْاَلْکَاشِبُ اللّٰہُ لَنَا یعنی قسم ہی اللہ تعالیٰ کی ہم نماز نہ پڑھیں گے مگر اتنی نمازیں جو اللہ تعالیٰ ہمارے واسطے مقدر کیں۔ وَاَعْمَا اَفْهَسْنَا رَبِّیْہِ اللّٰہُ۔ یعنی ہمارے دل اللہ ہی کے ہاتھ میں ہیں اگر وہ نماز تہجد کی توفیق دے تو پڑھیں گے تب حضرت نے اُنکے گھر

سے مراجعت کی اور اپنے رازوں کو مانتے اور فرماتے و کان لا ینسئ جک لا پس اس نصی میں پیغمبر کے ساتھ مجاہد اور دینی مقصد سے میں اپنی غیور بی جو سرخ میں مسیح نہیں جناب امیر سے واقع ہوئی لاکن جب قرینہ خاویج کی صدق و راستی اور قصد نیک پر گواہ تھا حضرت نے ملامت کی۔ دوسری پیر روایت بھی صحیح بخاری میں موجود ہے کہ جب غزوہ حدیبیہ میں حضرت کو کفار قریش کے ساتھ صلح کرنے کا اتفاق ہوا اور صلح نامہ لکھا گیا جناب امیر نے حضرت کے القاب میں افتخار رسول اللہ رقم فرمایا۔ کافرون کے سردار وچ اس لقب کی تحریر سے مانع ہوئے اور کہنے لگے اگر ہم اس لقب کو تسلیم رکھتے پھر جنگ پر کسے کرنا ہے ہوتے۔ حضرت نے جناب امیر کو ہر چند فرمایا کہ اس لفظ کو محو کر دیجئے جناب امیر نے کمال پایا کہ سبب مجبور کیا اور حکم رسول کی مخالفت کی بیان تک کہ حضرت نے وہ صلح نامہ جناب امیر کے ہاتھ سے لیکر وہ لفظ آب اپنے دست مبارک سے محو فرمایا۔ پس اہل سنت ایسی باتوں کو مخالفت رسول اللہ نہیں جانتے اور اس مخالفت سے حضرت امیر طعن نہیں کرتے ہیں پھر حضرت عمر پر کس طرح طعن کریں گے۔ اگر شیعہ ان باتوں کو بھی نہ حکم پیغمبر جانیں اپنے پاؤں پر آپ ہی تیشہ مار لیوینگے انہی کی کتاب انور بن شریف مرتضیٰ جو عالم اسلام سے طعن ہی ایسی مخالفتیں جو عرض مصلحت میں جناب امیر سے واقع ہوئیں۔ محمد بن حنفیہ سے نقل کیا ہے چنانچہ اسکی عبارت طویۃ تفسیر میں منقول ہے انذیرتہ طوائف یہاں مذکور نہ ہو من شاء فلین جع الیہ اور وہ جو کہتے ہیں کہ بدلیل کریمہ وما یطوق عن الہو کے حضرت کا ہر قول وحی ہی اسکا جواب یہی کہ اس آیت کا مفسرین مراحۃ قرآن کریم کے ساتھ غامض ہی نہ سب اقوال پیغمبر میں عام۔ پر ظاہر ہی کہ کسی بادشاہ نے اپنی طرف سے ایک رسول کو کسی ملک کی طرف روانہ کرے اس ملک کے لوگ اسکے ہر قول کو بادشاہ کا قول سمجھیں گے گودھی احکام جو بادشاہ کی طرف سے پہنچا دے یہ تو جواب عقلی تھا۔ اب جواب نقلی بھی سنا چاہئے کہ حضرت کے سب اقوال وحی منزل میں اللہ ہوتے حضرت کے ہر کلمے کو فائدہ کے چھوڑ دینے پر جواز نہ دی اس پر ہدایت اس قدر رشاد کے ساتھ کس نے نازل ہوئی لو لا کتابنا من اللہ سبق لکم فما آخذتم من عذاب الیم اور حضرت غزوہ تبوک کو جانے کے وقت جب حضرت علی کو حکم فرمایا کہ اپنے اہل و عیال کی حفاظت کے لئے مدینہ منورہ میں رہتے جناب امیر نے عرض کی اتخلف فی النساء والصلبان میں حضرت کا ہر قول وحی ہوتا تو وحی کے مقابلے میں اعترافات کب جابر ہوتے اور جناب امیر کس لئے ایسی عرض کرتے ہوتے طرف سے یہی کہ اصول امامیہ میں دیکھا جاتے کہ وہ بھی حضرت کے سب اقوال کو وحی نہیں جانتے ہیں اور اس جناب کے جمیع افعال کو واجب الاتباع نہیں سمجھتے ہیں پس یہ مقدمہ فاسدہ جو نہ مطابق واقع کے ہی نہ موافق اپنے مذہب کے نہ مذہب خصم کے پھر کس کو طعن میں لانا کہ قدر چال و عبادت اور تعصب و عناد ہی۔ اگر ہم نظر بالا کریں تو کہتے ہیں کہ سنی و شیعہ ہر دو کے پاس عرض مصلحت و دفع مشقت کے حکم الہی کے برخلاف بلا واسطہ کہ قطعاً وحی منزل میں اللہ کی

کئی مرتبہ امر کرنا رد و جی نہیں ہی جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم شرب معراج میں حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ و
 کی مشورت سے نون بار مرہبت کی اور عرض کی کہ الہی میری امت اس حکم کی حامل ہو سکیگی۔ ذکر کیا ابن بابویہ نے کتاب
 المعراج میں۔ اگر معاذ اللہ یہ بات رد و جی ہوتی پیغمبروںؑ کے طور میں نہ آتی۔ اسکو رد و جی متحد و زندیق کے سوا کوئی نہیں
 اور حضرت موسیٰ کی مراجعت بھی اپنے پروردگار کے ساتھ بلا واسطہ حکم ہوا کہ بعد قرآن مجید میں صریح منصوص ہی قولہ تعالیٰ
**وَإِذَا نَادَىٰ رَبُّكَ مُوسَىٰ أَنِ اسْلُكِ الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ قَوْمٌ فَسُوءُونَ ۖ لَا يَتَّقُونَ ۚ قَالَ
 أَنِّي أَخَافُ أَن يُكَذِّبُونِ وَيَضِيقُ صَدْرِي وَلَا يَنْطَلِقُ لِسَايَ فَأَرْسِلُ إِلَى
 هَارُونَ وَلَهُمْ عَلَىٰ ذُنُوبٍ فَأَخَافُ أَن يَقْتُلُونِ قَالَ كَلَّا فَإِذْ هَبْنَا بَيْنَهُمَا**
مَعَكُمْ مُّسْتَمْعِنُونَ ۝ اور بھی شیعہ کے وصول میں انہی کے مقررات سے ہی کہ حکم رسول بلکہ حکم الہی بلا واسطہ
 بھی محض مذہب کا ہی نہ مقتضی وجوب کا پس مراجعت کیا چاہئے تا واضح ہو کہ مراد اس امر وجوب ہی یا مندوب ذکر
 کیا اسکو شریف مرتضیٰ نے کتاب دُرر و غرر وغیرہ میں۔ جب بات ایسی ہو عمر فاروق کو اس مراجعت میں باوجود
 تمسک آیت قرآنی کے تحمل مشقت سے استغنا کے باب میں جو صاف اس امر کی مندوبیت پر دلالت کرتی ہی کیا
 تفصیل و رد کو نسا گناہ۔ اور وہ جو کہتے ہیں کہ عمر فاروق نے ہذیان اور اختلاط کلام کی نسبت جناب پیغمبر کی طرف کی
 اسکا جواب یہ ہے کہ اول یہ کہاں سے ثابت ہو کہ یہ لفظ اچھے کیستہ معنہ۔ حضرت عمر کی زبان سے صادر
 ہوا بلکہ اکثر روایات میں **قَالُوا** واقع ہی احتمال ہی کہ کاغذ اور ظلم لانے کے مجوز ہیں اس کے اپنے قول کو توثیق دئے ہوں
 وہ استفہام انکار ہی تھا یعنی ہجر اور ہذیان تو کبھی پیغمبر کی زبان مبارک پر جاری نہیں ہوتا ہی پس جو فرماتے ہیں اسکا
 اچھا اہتمام کرو اور جسکے لکھنے کا ارشاد ہوتا ہی خوب دریافت کرو اور پوچھو کہ کہا ارادہ رکھتے ہیں۔ اور محتمل ہی کہ اس
 تحریر کے مافین بھی استفہام انکار ہی ہی طور پر کہے ہوں کہ آخر پیغمبر سے ہذیان ظاہر نہیں ہوتا ہی۔ اور ظاہر اس کلام
 کا ہمارے فہم میں نہیں آتا ہی سو پھر پوچھئے کہ نامے کا لکھنا حقیقہ مراد ہی یا اور کچھ ارشاد اور اس کے فہم کرنے کا سبب
 صریح اور ظاہر تھا کہ حضرت کی عادت شریف یہ تھی کہ احکام الہی کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرتے تھے اور اس
 جگہ نہیں فرمایا کہ **إِنَّ اللَّهَ أَمَرَني أَنْ أَكْتُبَ لَكُمْ كِتَابًا لَّنْ تَضِلُّوا بَعْدِي**۔ مافین کو تو ہم سید ہوا
 کہ البتہ خلاف عادت نہ فرماؤں یقین ہی کہ ہم فہم نہ کئے اس لئے خوب تحقیق کیا چاہئے اور قطعاً یہ بات بھی جانتے
 تھے کہ حضرت تو لکھتے نہیں بلکہ اصلاح یہ صفت آپ سے صادر نہیں ہوتی ہی اور اس پر نفس قرآنی شاہد ہی و ما کنت
تَلُو مِنْ قَبْلِهِ مِنْ كِتَابٍ وَلَا تَخْطُهُ بِمِثْرٍ۔ اور آپ نے اس عبارت میں لکھنے کی نسبت اپنی ذات
 مبارک کی طرف ہی جو فرمایا **أَكْتُبُ لَكُمْ كِتَابًا**۔ اسکا کیا معنی ہی اسکو استفہام کیا چاہئے کہ آخر پیغمبر کا کلام
 ہذیان ہو گا اور حضرت کی یہ بھی عادت شریف تھی کہ قرآن کریم کے سوا اور کچھ نہیں لکھتے تھے۔ ایک بار عمر فاروق

نے نوبت کا ایک نسخہ لاکے پڑھ رہے تھے حضرت دیکھ کر منع فرمایا پس اس وقت عادت تھوری کے برخلاف قرآن مجید کے سوا
اپنے مبارک ہاتھ سے جو کچھ چاہے حاضرین کو کمال تعجب رو دیا اور کچھ نہ سمجھے ملتے ہنسیاں کا ذکر استہنام بخاری
یا استہنام تھی کی راہ سے بعض صحابہ کی زبان پر گزرا۔ اگر ان کا غرض حضرت برہنہ بیان ثابت کرنا تھا تو ایسا کچھ بڑے
کو بھر و چھپرے کے واسطے کہتے کہ مجھ کو دیکھو کہ کلام ہنسیاں کا اعتبار نہیں ہی۔ اور رفع صوت کے باب میں جو طعن
کرتے ہیں یہ بھی سراسر غلط فہمی یا حتیٰ سے چشم پوشی تھی کیونکہ حضرت کی آواز پر اپنی آواز بلند کرنی بلا شک منع
ہی اور یہ بات اس قصے میں کسی بھی واقع ہوئی نہ عمر فاروق سے نہ لکے غیر سے اور حضرت کے حضور میں
مناظرات و مشاجرات کی تقریب سے آپس میں آوازیں بلند کرنے کی عادت ہمیشہ جاری تھی اصلاً اسکو منع فرما
دین بلکہ قرآن مجید کا اشارہ اسکے جواز پر آیا ہی دو جهت سے پہلا یہ کہ لفظ لا ترفعوا اصواتکم کو
ثبوت الہی۔ ارشاد کیا اور یہ فرق آیا کہ لا ترفعوا اصواتکم یعنی نہ اٹھو اور یہ کہ لا ترفعوا اصواتکم
کچھ بعضکم کے بعض پس صاف معلوم ہوا کہ ہر بعضوں کا بعضوں کے لئے جائز تھی اور بائیں کہاں سے
ثابت ہوا کہ اول عمر بن الخطاب نے رفع صوت کر کے تنازع کا باعث ہوا۔ اس جبر و مشرعیف میں تو ایک جہت
کثیر حاضر تھی اور جمیع کثیرین تو آوازیں بلند ہو کر رہی ہیں یہ ضروری بات ہی اور حضرت نے جو فرمایا کہ لا ترفعوا اصواتکم
منازع میرے ہی اسی مبارک شاہد ہی کیونکہ لا ترفعوا اصواتکم ترک اولیٰ اگر کہا کرتے ہیں نہ حرام و کبیر کو اور لفظ قوم و اقوام
جو فرمایا حالت مرض میں تنگ مزاجی کے باب ہی کیونکہ زیادہ گفت و شنید سے بیمار تنگ دل ہوتا ہی بیماری
کے حالت میں بسبب تنگ مزاجی کے جو وقوع میں آئے کسیے حق میں بھی ہو وہ محل طعن نہیں ہی علی الخصوص یہ تنگ مزاجی
تو سب حاضرین کے ساتھ تھا خواہ مانعین ہوں یا مجوزین ایسی تنگ مزاجی جو مرض کے سبب لاتی ہوتی تھی
اس سے اصلاً کچھ نقصان نہیں انہی کو اس سے معصوم اعتقاد کیا چاہئے جیسے ضعف بدن جو بیماری میں لاحق
ہوتا ہی۔ اس طعن کے جوابات میں صاحب تحفۃ اثناعشر نے جو توطول و تفصیل کے ساتھ بحث کیا ہی
خوف طوالت کے سبب اسکے مختصراً پر اکتفا کیا گیا۔ **دوسرا طعن** یہ کہ عمر فاروق نے حضرت
کی موت کا انکار کیا اور قسم کھائی کہ آپ نے رحلت فرمائی یہاں تک کہ ابو بکر صدیق نے انکے پاس آکے یہ آیت پڑھی
اِنَّكَ مَيِّتٌ وَاَنْتَ كَاْمٌ يَّمُوتُ جو **اب** یہ تو طرف طعن ہی کہ ایک شخص نے رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم کی کمال محبت اور اس جناب کی مفارقت سے اور اپنی مرض کی شدت دیکھنے سے اس قدر مدہوش
اور ذلیل ہوا کہ اپنی عقل سے گزریا اور اپنا اور اپنے باپ کا نام بھولے اور اپنی موت و حیات سے خبر نہ رکھے یہ
اور پیغمبر کے عالم میں بسبب کمال محبت کے موت پیغمبر کا انکار کرے بنایت تعجب ہی کہ ایسے عاشق رسول کو شیعوں نے طعن
کی ہدف بنا دے **چشم بد** اخلاص کہ برکندہ باد چوبہا بد ہنرش و نظر و آیات قرآنی سے ثابت ہی

کرد و عمر اور جنج و فرنج کی حالت میں حکم بشریت سے بھونکے بغلیں واقع ہوتی ہیں یہ طعن و ملامت کی جگہ نہیں شیعہ کی صحیح روایتوں سے آگے گذر کر حضرت موسیٰ کو عین حالت مناجات میں قرب الہی کا علم اور مکان سے اسکی تنزیہ محل نبوی حالانکہ حضرت موسیٰ کو اسوقت حیرت میں ڈالنے والی یا مدہوش کرنے والے عوارض سے کوئی عارضہ نہیں تھا۔ اگر حضرت عمر کو بھی ایسی حالت میں کرانکے پاس پہل محشر کا نوز تھا حضرت کی جواز موت سے خبر نہ ہے کیا گناہ نسیان اور ذہول تو لازم بشریت سے ہی۔ حضرت یوشع نے کہ بالاجماع بنی معصوم تھے پھل کی خبر عجیب کو باوجود تنقید اور تاکید کرنے حضرت موسیٰ کے فراموش کیا اور خود حضرت موسیٰ نے باوصف اس قول و قرار کے جو حضرت خضر سے کیا تھا کہ ہرگز سوال نہ کرو گنا سونا دار اور غریب حالتیں دیکھنے سے اسکو فراموش کیا اور ذہول ہوا اور حضرت آدم جو اب البشر اور اصل انبیاء ہیں جھٹالی انکی شان میں فرماتا ہی فُکْسِي وَ كَمْ يَجِدُ كُفْرًا مِّنْ مَّا اور نازمین پیغمبر کا نسیان کتاب کافی اور نگینہ میں موجود ہی اور ابو جعفر طوسی اور دوسرے امامیہ اسکی صحت کا حکم کئے ہیں۔ اور خود ابو جعفر طوسی نے ابو عبد اللہ حلبی سے روایت کی ہے کہ اِنَ الْاِمَامِ اَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ

كَانَ يَسْتَهْوِي فِي صَلَواتِهِ وَيَقُولُ فِي سَجْدَتِهِ السَّهْوُ بِسَمِ اللَّهِ وَ بِاللَّهِ وَ صَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ۔ پس اگر حضرت عمر کو بھی ایک آیت قرآنی بطور ذہول کے ایسے حادثہ قیامت نامین خاطر

گئی کہ سوط محل طعن ہوگا۔ **شیر اطعن**۔ یہ کہ عمر فاروق بعض مسائل شرعیہ نہیں جانتے تھے حالانکہ ان مسئلوں کا جاننا امامت اور خلافت کے اسم جہات سے ہی انا بخلہ ایک عورت جو زنا سے حاملہ تھی اسکو رجم کا حکم فرمایا ایسے میں جناب امیر نے مانع ہو کے کہا کہ ان کا ن لك عَلَيْهَا سَيْدِي وَلَيْسَ لَكَ عَلَى مَا فِي بَطْنِهَا سَيْدِي عمر فاروق نے نادم ہوا اور کہا لَوْ كُنْتُ لَكَ عَمْرٍ۔ اور انا بخلہ اسنے یہ بھی کہا کہ ایک عورت مجھ کو رجم کرے۔ ایسے میں جناب امیر نے انکو خبردار کیا اور یہ حدیث پر ہی کہ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثٍ عَنِ الْمَنَامِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتَّى يَبْلُغَ وَعَنِ الْجَنُونِ حَتَّى يَفِيْقَ۔ اور انا بخلہ یہ بھی ہی کہ انہوں نے اپنے فرزند

ابو شحمہ بر جد جاری کی اور وہ اس اثنا میں جان دیا کہ ابھی حد کے چند کورے باقی تھے سو مروے پر مار کے تمام کیا حالانکہ مروے چاہی کرنی عقل و شرع کا خلاف ہی۔ اور انا بخلہ یہ کہ انکو شراب خواری کی حد سے الگ نہیں تھی یہاں تک کہ لوگوں کی صلاح و مشورت سے حد مقرر کی ان قصوں سے معلوم ہوا کہ انکو ظواہر شریعت پر بھی ظلم نہیں تھا۔ پس امامت کی لیاقت کس طرح حاصل ہوا۔ **جواب** ان مطاعن کا یہ ہی کہ شیعہ نے ان قصوں کے نقل کرنے میں خیانت کی ہے کسی قصے کا ایک حرف لیا اور کسی قصے کا ایک حرف لیا اور کسی قصے کا تہہ نکال گیا تا پنا طعن صورت پکڑے یہ تو متعصبین اور معاندین کا خاصہ ہی جیسے یہود کا قول کہ اِنَّ اللَّهَ فَتِيْرٌ وَ خَنَّ اَعْيَاْمُ۔ نفوذ باللہ

ابن سنا چاہئے کہ رجم جائز نہ ہو۔ یہی کہ حضرت عمر کو خبر نہیں تھی کہ یہ عورت حاملہ تھی اور حل البسی چیز نہیں کہ
دیکھتے ہی معلوم ہو جاوے کہ یہ عورت حاملہ ہے۔ ان جب حل کی نیت تمام ہو یا تمام ہونے کے قریب رہے
جب حضرت امر نے اگے سے اس عورت کے حل کی خبر سنی تھی مگر اطلاع دی میں عمر فاروق نے اس شخص
دینے پر مہم ہونے کے واسطے کہ مقام میں وہ کل گیا یعنی اگر حد جاری کرنے اور وہ حاملہ اور اسکا بچہ جانے
کے بعد مجھے معلوم ہو گا کہ وہ عورت حاملہ تھی اور اس پر حسرت و ناسف کرتا تو وہ حسرت میری موت و ہلاکت کے مقام
میں ہوتی اگر جناب امیر اسوقت مجھے خبر نہ دیتے میں ناس و درد و غم سے ہلاک ہوتا تھا ابھی ہشتیہ اور سنی کے
اجماع سے جب عورت زانیہ اپنے زنا کا اقرار کرے یا اس کے زنا پر گواہ رہیں پھر امام کو لازم نہیں کہ اس
عورت سے پوچھے کہ وہ حاملہ ہے یا نہیں۔ بلکہ اس عورت کو چاہئے کہ حل رکھتی ہو تو ظاہر کر دے اور حقیقت حال
پر اطلاع ہونے کے سبب جو حکم صادر ہوگا اور واقع میں حقیقت و وسیری رہے کہ اس حکم کو نہ چاہتی
ہو اس صورت میں اس حکم کو چل و نادان نہیں کہنے میں بلکہ حقیقت حال پر اطلاع ہو چکا سبب ہی ایسا حکم کرنے سے
امامت میں بلکہ نبوت میں بھی کچھ قصور نہ آتا ہے کیونکہ حضرت موسیٰ نے محض بے اطلاعی کیے سبب اپنے بڑے
برادر حضرت ہارون کی ریش پرسی اور اپنے سر کے بال کچکے کہنا اور ان کی محاکمہ حضرت موسیٰ پر کی یا جسے بڑے
کی تعلیم کے مسائل سے جاہل نہیں تھے اور ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی بار بار فرماتے تھے کہ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ

وَ اَنْتُمْ عَشْمُونَ اِلٰی وَ اَنْتُمْ بَعْضُكُمْ اَمِنْ حُجَّةٍ مِنْ بَعْضٍ فَمَنْ قَضَيْتُمْ لِمِصْحَقٍ
اٰخِرُہٗ فَاَمَّا اِقْطَعْ لِرُقْعَةٍ مِنْ نَارٍ اور جامع ترمذی میں وایل بن حجر کندی سے صحیح روایت آئی
ہی کہ حضرت بکے زمانے میں ایک عورت نے نازکی جماعت پانے کے لئے اپنے گھر سے نکلی ایک شخص نے لگایا
اسکو لایا اور زبردستی سے اسکو لگا کے اس پر فعلی کی اور اس عورت نے رونا پلانا شروع کیا اور وہ شخص نال سے
بھاگ گیا قصار اور مر ایک شخص نے جو راستے سے جانا تھا اس عورت نے اسکو زانیہ سمجھ کے لوگوں کو بتا دیا تب
لوگوں نے اسکو پکڑ کے حضرت کی حضور میں لے آئے حضرت نے حکم فرمایا کہ اسکو سبکسار کرین جب رجم شروع کرنا پڑا
تھے ایسے میں وہ مرد زانیہ تھا اور فرمایا کہ یا رسول اللہ یہ ہر کام میرے ہی ہاتھ ہی حقیقت میں یہ مرد بے گناہ ہی
تب حضرت نے اس مرد بے گناہ سے معذرت کی اور اس نانی کو حکم رجم کا فرمایا اور حدیث مستفیضہ میں جو امیر

اور ابن مسعود کے ہر دو کتب میں موجود ہے آیا ہے کہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امر علیاً باقامۃ
الحکم علی امرأۃ حدثتہ فیما ینس فلم یرفع علیہا الحد خشية ان تموت فذکر ذلك
للنبي صلی اللہ علیہ وسلم فقال احسنتم دفعها حتی ینقطع دمها۔ یعنی
میں نے خبر حاصل اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت پر حد جاری کرنے کے لئے حضرت علی کو حکم فرمایا حضرت علی

اسکی موت کے اندیشے سے اسپر صد قایم کی اور حضرت کی حضورین ہر حال ظاہر کیا تب آپ نے فرمایا کہ تو اچھا کیا اور جو وہ بیان ملک کا اسکا خون بند ہو جاوے۔ اور تو اس کے فرقے والوں نے حضرت علی کے مطاعن میں لائے ہیں کہ آپ ملنے زمانے کے دو حدیثیں کو ترے مارنے اور رحم کرنے کو جمع کیا یہی شراہ ہدانیہ کے حق میں جو زمانہ کی مرتکب ہوئی تھی حالانکہ وہ عورت محصنہ تھی یہ تو شریعت کا خلاف ہی کیونکہ حضرت نے ماعرا اور غادیہ کو حفظ رحم فرمایا تھا اور عقل کا بھی خلاف ہی کیونکہ جب رحم جو اشد عقوبات سے بھی جب اسپر جاری ہو اگو ترے بارناجب اس سے سبک ہی کس لئے جاری کیا۔ اہل سنت جواب میں اس گمراہ فرقے کے یہی کہے ہیں کہ حضرت امیر کو اول معلوم نہیں تھا کہ وہ عورت محصنہ ہی اس لئے کو تروں کا حکم فرمایا جب کو ترے مارنے کے بعد ایک اطلاع ہوئی کہ وہ محصنہ ہی رحم کا حکم فرمایا پس ہر دو حد کو جمع کرنا اس جناب سے حقیقت میں واقع ہوا۔ بالجملة حقیقت حال سے بے اطلاع ہونا اور ہی اڈلہ شرعی کا بھاننا اور اگر کسی نے ان ہر دو باتوں میں فرق کرے وہ قابل خطاب نہیں پس اس عورت مجنونہ کے رحم کا قصہ بھی اسی پر فیاں کیا جائے۔ کہ حضرت عمر کو اسکے جنون سے اطلاع نہیں تھی۔ چنانچہ امام عطاء بن مسائب کی روایت سے اور وہ ابی طیبیان جہنی سے نقل کیا ہے کہ ایک عورت کو زمانہ کی مرتکب ہونے کے سبب حضرت عمر کے نزدیک لے آئے آپ حکم فرمایا کہ اسکو سنگسار کرین تب لوگوں نے اسکو کھینچ کے لیتے تھے ناگاہ راہ میں حضرت علی نے دریافت کی کہ اس عورت کو کہاں لیتے ہو لوگوں نے عرض کی کہ اسپر زمانہ ہونے سے خلیفہ نے رحم کا حکم فرمایا ہی حضرت علی نے اس عورت کو ان لوگوں کے ہاتھ سے بھر۔ اسکے حضرت عمر کی خدمت میں لے آیا اور فرمایا کہ یہ عورت مجنونہ ہی اور یہ فلا نے قبیلہ والی ہی میں اسکو خوب جانا ہوں اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجنونہ پر ظلم تکلیف جاری ہوا تب حضرت عمر نے رحم کو موقوف کیا پس امام ہر کہ مجنونہ کو رحم کرنے کا مسئلہ معلوم تھا مان وہ عورت جو مجنونہ تھی یہ بات نہیں جانتے تھے اور ظاہر ہی کہ صاحب جنون سے جب تک بے ربط حرکات اصوات صادر نہ ہو ورنہ اسکا جنون کسی حس و عقل سے معلوم نہیں ہو سکتا ہی کیونکہ جنون کی صورت عاقل کی صورت سے ممتاز نہیں ہو سکتی ہی اور امور حسیہ اور عقلیہ کا بھاننا نبوت میں کچھ نقصان نہیں کرتا ہی امامت میں تو کہاں۔ امامت کی شرط یہی ہی کہ احکام شرعیہ کی معرفت ہونہ حسابات خفیہ یا عقلیات جزئیہ کی معرفت اور بالفعل جمیع احکام شرعیہ کی معرفت نہ شرط نبوت ہی نہ شرط امامت مان احکام شرعیہ پیغمبر کو وحی سے معلوم ہوتے ہیں اور امام کو اجتہاد سے۔ اور بسا اوقات اجتہاد میں خطا بھی واقع ہوتی ہی چنانچہ ترمذی میں موجود ہے عن عکرمۃ ان علیا اخرج قومًا ارتدوا عن الاسلام فبلغ ذلک ابن عباس فقال لو کنتما اقتلہم لقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من بدل دینہ فاقتلہ وان لم اکن لا اخرجہم لان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قال لا ضیاعاً بواحد اب اللہ فبلغ ذلك علیاً فقال صدق ابن عباس یسئیر مکرر سے کہی کہ ایک قوم جو اسلام سے مرتد ہوئی تھی حضرت علی نے انکو اٹش میں بلا دیا۔ جب تیرہ خبر بن عباس کو پہنچی تو کہا کہ اگر میں حاضر رہتا انکو قتل کرنا کہ نہ حضرت نے فرمایا ہی کہ جس نے اپنے دین سے بدلا اسکو قتل کرو اور دین میں بخلائی انکو کہ نہ حضرت نے فرمایا ہی کہ تم کسی کو وہ عذاب نہ دو جو عذاب الہی ہی جب یہ بات حضرت علی کی خدمت میں پہنچی تو فرمایا کہ ابن عباس نے سچ کہا۔ بالجمہ اس قسم کے خطا و اجتہاد ہی میں ہی طعن کی جگہ نہیں چر جائے انکو جس پر مطلع اور خبردار ہو نامزد و نہرو لیے مقام میں بے اطلاعی اور بے خبری ہو تو محل طعن کا قہر ایا جاوے۔ اب ہم آئیے اس بات پر جو ایک بڑا اشکال ہی کہ جسکو ذاقب و دستا ویر قہر ایسے ہیں کہ حضرت امیر نے تین شخص مرفوع القلم رہے کی حدیث جو آپ ہی روایت کی تھی۔ یا ایسے سید کے کہ ابن مین مدی ہی کا لگا

حلتا کان یا مائراً باقامة حد التی قتر علی القصبی رواہ ابن بابویہ یسئیر حضرت علی نے جو ایک کی حد نامالغ لڑکے پر بھی قائم کرتے تھے روایت کیا ہی اسکو ابن بابویہ یہ بات تو روایت پیغمبر کی صریح عثمان ہی بلکہ حضرت عمر کا فعل اگر واقع ہو تا مخصوص ایک عورت مجنونہ حد کے لگد کہ بین ماری جاتی حضرت امیر کے قول سے تو ہزار دن اس کے ناقص الاعضا ہو جاتے ہیں معلوم نہیں کہ شیعہ اسکا کیا جواب دیتے ہیں اور قہر پر عمل کرنے کی بھی گنجائش نہیں ہی کیونکہ اگر کوں پر حد قائم کرنی حضرت عمر اور حضرت عثمان کا بھی مذہب نہیں تھا ان اگر حضرت علی فرماتے کہ عورت مجنونہ کہ رحم کیا جائے البتہ قہر ہو تا ایسی جگہ تو آپ نے حق ظاہر کیا اور جرم ہونے نہ یا۔ لکن اہل سنت پر اسباب میں کچھ اشکال ہو نہیں سکتا ہی کیونکہ اگر کوں پر حد جاری کرنی کی روایت جو حضرت امیر کی طرف منسوب ہی اہل سنت باور نہیں کرتے ہیں بلکہ افرا اور بیتان جانتے ہیں۔ اگر لو اسباب

چاہیں کہ شیعہ کی مغفرت سے اہل سنت کو الزام دیوین یہ بات بھی بن نہیں سکتی ہی۔ اور مردے کو حد مارنے کا قصہ بھی جبروت اور افرامی ہرگز اہل سنت کی روایت صحیحہ میں موجود نہیں پس جواب کا محتاج نہیں بلکہ صحیح روایات سے اس قدر ثابت ہی کہ حضرت عمر نے جو اپنے فرزند پر حد جاری کی حد مارنے کے بعد از بھی زندہ تھے اور لکے بدن کے زخم بھی چٹکے ہوئے ان حد مارنے کی اثنا میں ناخوشی اور ہوشی ہوئی تھی اسہی لے بعض کو انکی موت کا توہم ہوا۔ اور وہ جو کہتے ہیں کہ حضرت عمر نے شراب خواری کی حد نہیں جاسے تھے یہاں تک کہ لوگوں کی صلاح و مشورت سے تفرق کی بس طرفہ طعن ہی کیونکہ ایک ایسی حیر کا گناہ کہ وہ اس

آگے موجود ہوا و سرخ میں بھی میں لگی ہو طعن کی جگہ نہیں ہوتی ہی لکن الحکم فی راجع المغلوہ اور شراب خواری کی حد حضرت کے زمانے میں معین نہیں تھی بے قین چند مار چاک سے اور بائی ہوئی جان سے اور جو تون سے اور نامہ میں پڑنے کی چھریوں سے مارے تھے۔ جب حضرت ابو بکر صدیق کے وقت تھے

جس شخص اس حد کا اندازہ کئے تو چالیس صد کو پہنچی جب حضرت عمر کی خلافت میں شراب خواری زیادہ ہوئی تو آپ نے
 تمام صحابہ کو جمع کر کے مشورت کی تب حضرت امیر اور ایک روایت سے عبد الرحمن بن عوف بھی جناب امیر کے ساتھ
 شریک ہو کر کہنے لگے کہ اس حد کو گالی کی حد کے مانند اسی تازیانے مقرر کیا جائے کیونکہ جب آدمی شراب پیانی
 اور بی عقل ہو جاتا ہے۔ جب یہ عقل ہوا ہذا بیان کہتا ہے اور ہذا بیان میں گالی بھی دیتا ہے۔ پس تمام صحابہ اسے مستطاب
 لطیف کو پسند کر کے کسی پر اجازت کے پس اس جگہ معلوم ہو کہ حد عمر کے بانی مبنی عن الخطاب ہیں۔ حد عمر کا عالم کو
 نہیں تھا کہ کیا بڑی سیقتی اور نادانی ہے۔ اور امارت کے پاس بھی یہ قصہ اس طرح ثابت ہی چنانچہ شیخ ابن بطرح نے
 مسیح الکرامت میں لایا ہے۔ اور اسی جگہ سے دوسرے طعن کا جواب بھی معلوم ہوا جو کہتے ہیں کہ حضرت عمر نے اپنی عقل سے
 حد عمر کے عدد کو زیادہ کیا حالانکہ حضرت کے زمانے میں چالیس تازیانے تھے ورنہ کہتے ہیں کہ اگر حضرت عمر نے
 زیادہ کیا تو جناب امیر اور اجماع صحابہ سے کیا پس فقط حضرت عمر کا جناب محل طعن ہو گا۔ اور شیعہ کے بعض کہتے ہیں
 یہ طعن دوسرے طور سے مذکور ہے کہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر نے ایک بار شراب کی حد اسی تازیانے سے زیادہ کر دیا
 حکم کیا۔ اس طعن کا جواب یہ ہے کہ اول تو یہ روایت صحیح نہیں اور بالفرض اگر صحیح بھی ہو حضرت امیر بھی شراب
 کی حد سو تازیانے مارے ہیں تو ہستی پر اور بیس تازیانے زیادہ کئے چنانچہ محمد ابن بابویہ نے کتاب میں لا
 بحرفہ الفقہ میں روایت کی ہے کہ بخاشی خارجی جو مشاعر تھا اور ماہ رمضان میں شراب پیا جب اس کو پکڑ لائے
 حضرت امیر نے اس کو سو تازیانے مارے حکم کیا رمضان کی حرمت سے بیس تازیانے زیادہ کئے۔ اور اہل سنت
 کا جواب ان ہر دو واقعوں میں ایک ہی بات ہے کہ امام کو پہنچنا ہی کہ سیاست کی طور پر یا جنایت کی سختی پر
 واجب شرعی کے مقدار سے زیادہ کرے اس کی دلیل جناب امیر کا ہی فعل ہی ہے۔ پس حضرت عمر پر طعن کی جگہ
 نہ ہے۔ **چوتھا طعن** یہ کہ حضرت عمر نے حد قائم کرنے میں سو تازیانے کی جگہ پر سو شاخ درخت کا حکم
 کیا یہ بات شریعت کی مخالف ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلْزَّانِبَةُ وَالزَّانِبُ فَاَجْلِدْهُمَا عَشْرًا وَاَوْحَدًا
 سِتِّ مِائًا تَرَجِدَ جَوَاب اس طعن کا یہ ہے کہ عمر فاروق کا یہ فعل پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
 فعل کے موافق ہی چنانچہ مشکوٰۃ اور شرح سنن میں سعید بن سعد بن عبادہ کی روایت آئی ہے کہ سعد بن عبادہ
 نے ایک مرد بیمار ناقص الخلق کو پکڑ کر کے حضرت کی حضور میں لے آیا اور عرض کی کہ اسے مجھے کے کیزوں سے ایک
 کیز کے ساتھ زنا کیا ہے حضرت نے فرمایا کہ ایک ایسی بڑی شاخ لے آؤ کہ جس میں چوبیس سو تازیانے ہیں اور اس سے
 ایک بار کو مارو۔ اور ابن ماجہ بھی ایسی ہی ایک حدیث روایت کی ہے اور جس بیماری کی تندرستی کی امید ہو کہ حد کے
 باب میں علامہ اہل سنت کا یہی مذہب ہے قال فی الفتاویٰ العالمیہ المرصہ اِذَا وَجِبَ عَلَيْهِ الْحَدُّ اِنْ كَانَ
 الْحَدُّ رَجَائِقًا عَلَيَّ الْحَالِ وَاِنْ كَانَ جَلْدًا لَا يَقَامُ عَلَيْهِ حَتَّى يَبْرَأَ وَيَصِحَّ اِلَّا اِذَا كَانَ مَرَضًا وَقَعَ

تیسرے گزار خلیفہ سوم جامع القرآن کل الحیا والایمان امیر المؤمنین
عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی احوال میں

یہ گلزار تازہ بہار چہار خیابان اور دو روش اور چہار شاخ اور چار
گل اور دو گلستہ پر منقسم ہے

پہلی خیابان حضرت عثمان کی نام و کنیت کے بیان میں

انکاشب تاریخ و انساب کے کتب میں ایسا لکھا ہے کہ هو عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد الشمس بن عبد مناف بن قصی القرشی الکنبزی عبد مناف بن انکاشب حضرت کے نسب
شریف کے ساتھ ملتا ہے۔ اُنکی کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ کہنے میں کہ جاہلیت میں اُنکی کنیت ابو عمر تھی اسلام میں جب بی بی رقیہ
سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک فرزند ہزار جہنم کی ولادت ہوئی انکا نام عبد اللہ رکھے تب سے اُنکی کنیت
ابو عبد اللہ ہوئی۔ اور حضرت عثمان کے والدہ کا نام آزوی تھا بنت ابن ربیعہ بن حبیب بن عبد الشمس بن عبد مناف۔ آپ
عباس مروی ہے کہ آزوی مادر عثمان اسلام شرف پائی۔ دوسری خیابان حضرت عثمان
کے حلیہ و شمایل کے بیان میں۔ انکا قد مبارک اونچا اور رنگ گورا تھا۔ سر کے بال گردا و سیاہ
اور ریش مبارک کچھ دراز تھی۔ اور انکے بدن کا پوست نرم اور ماترے اور سخت تھے۔ ہر دو کھنڈ و کچھ درمیان
چوڑائی تھی۔ اور چہرہ مبارک میں بڑی وجاہت اور رنگ ایسا براق تھا کہ شمع کے مانند آئین چمک تھی اور ہر دو
رخسار پر تھوڑے چمک کے داغ تھے۔ اور انکا حسن و جمال اس درجے میں تھا کہ ایک با زجر میل علیہ السلام نے
حضرت سے کہا کہ اگر آپ چاہیں کہ ایسے شخص کو دیکھیں کہ اسکا حسن خدا داد و یوسف علیہ السلام کے مشابہ رہے تو عثمان
بن عفان پر نظر کریں۔ اس امر سے مروی ہے کہ ایک بار حضرت نے میرے ہاتھ گوشت کا ایک طرف دے کے بی بی
رقیہ کی خدمت میں بھیجا جب میں نے اُسے گھر گیا تو دیکھا کہ عثمان ذوالنورین اور جناب رقیہ ہر دو تشریف رکھتے تھے
میں نے کسی مرد و عورت کو ایسے احسن و ارجل اور زیبا نہیں دیکھا۔ اور اسے لہجہ سے سنو کہ ایک روز میں نے
عثمان ذوالنورین کو دیکھا کہ چرخ پر سوار اور ہر دو گلاب جیسے ہوئے اور دو جامہ زرد پہنے ہوئے تھے۔ اسے زیادہ جمل کوئی

مطرب آیا۔ پیسری خیا بان حضرت عثمان شرف ایمان سے مشرف ہوئے
 کے بیان میں۔ زید بن رواحہ کہتے ہیں کہ جب حضرت پہلے ہوئے اور خلق کو دین اسلام کی طرف
 دعوت کرنے لگے عثمان بن عفان و طلحہ بن عبید اللہ تجارت کی تقریب سے تمام کی طرف گئے تھے۔ جب کہ حضرت کی
 طرف اہل بیت آئے ابو بکر صدیق کی ولایت سے حضرت کی مجلس میں حاضر ہوئے۔ حضرت نے ان کو دین اسلام کی طرف
 دعوت کی اور قرآن مجید کی آیتیں تلاوت فرمائیں اس وقت ان پر دو دولت ایوان کامیاب ہوئے عثمان بن عفان کے غرض
 کی کہ بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام سے مراجعت کی ایک منزل میں جو نہ تھا اور عثمان کے درمیان واقع ہوئی۔
 تھا اس حال میں میں نے سنا کہ ہفت ہفتا تھا ایھا الیام ہتھو افاق ہتھو اخرج من مکہ شہید عوا
 الی الام سلم والی دار السلام میں نے جب وار و کرہ اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی آپ نبوت کا دعو کرتے ہیں تو
 اس وقت کے کلام کو گواہ عمل جانا اور حاضر حضور ہوئے دولت اسلام حاصل کی کہتے ہیں کہ کھانچا حکم بن ابی العاص
 نے جب اسے اسلام لگا ہوا ان کو قید کیا اور ادنیٰ اعلیٰ کو جمع کر کے ان کو ملا کر لے گئے کہ کجا کجا کجا کہتے ہیں کہ اپنے آپ
 دعوہ کے دین پر چڑھا دیا کہ تجارت تمام سے چھوٹے ہی چھوٹے تھے۔ میری کہتے ہیں کہ لے گئے اور کہتے ہیں کہ لے گئے
 سے شکر کو لگاؤ ہمیشہ ہی قید و زنجیر میں رہا۔ حضرت عثمان صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ اللہ جب تک زندہ رہوں نہ ہمارے دین محمدی
 سے ہر میر و چھوٹا کہ حضرت کی اطاعت میں جان و دل قربان کروں گا جب تک کہ نے اکی ہستہ تو ہی دیکھی ہے! بعد ہر کے
 ان کو قید سے چھوڑ دیا پھر اس کا معرض ہوا۔ چوتھی خیا بان حضرت عثمان لقب النورین
 سے ملقب ہونے کے بیان میں مشہور یہی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو نور العین
 علی نبی و علی آلہ و علی اجمعین ان کے کھانچ میں ان میں ان کو دو نورین کہتے تھے۔ کہتے ہیں کہ ان
 آدم سے زمان نام تک کسی امت میں کسی شخص کو بہرہ نصیحت نہ ملی اور کوئی کسی پیغمبر کے دو نور کا شہرہ نہ روایت
 ہی کہ جب تمام جزاوی ام کلثوم کی ولایت ہوئی حضرت نے اپنے چچا کو فرمایا کہ کسی کے دختر کے ساتھ عثمان کا نکاح
 کرو لیکن ایک بوجہ نہ چھوڑے۔ مقرر اگر چہ چالیس دختر ہوتے ایک کے بعد ایک عثمان کے ساتھ نکاح کرو دیا جو
 دو سراقہ پہنچی کہ جب حضرت عثمان کا وجود جاہلیت اور اسلام میں جو دو سخاوت اور جلال کی صفیات سے مزین تھا
 اس لئے ان کا لقب ذوالنورین ہوا۔ یہ سراقہ پہنچی کہ اکثر ان میں روزہ دار اور شب بیدار گزارتے تھے۔ جب ان پر دو
 عبادت کے ان کے لئے جہاد کرتے ان کو ذوالنورین کہتے تھے۔ چوتھا قول یہ کہ ان کے قول و فعل پر دو ان پرستی سے جو چھ
 اس لئے ذوالنورین سے لقب ہوا۔ چوتھا قول یہ کہ حضرت عثمان جب فرما کیا بہت بہت میں ایک مکان دوسرے
 مکان کی طرف روٹنے افرام دیکھتے تو دوبرق نورانی لگے ہر دو جانب ایسے درخشاں ہو دیکھتے کہ جس سے بہشت
 کی سب نملیں زیر و زبر جاوینگے۔ صاحب روضۃ الاجاب کہتے ہیں کہ اگر ان کو ذوالنورین اس واسطے کہتے ہوں کہ حضرت

کے ساتھ انکو قربت پدیری و مادری حاصل تھی ہو سکے۔ کیونکہ انکی والدہ اروی حضرت کی بھئی ہریضا کی دختر تھی کہ حضرت کے والد عبد اللہ کی توأم تھی واللہ اعلم۔ پہلی روش ان آیتوں کی تفسیر میں جو حضرت عثمانؓ کی شان میں نازل ہوئی۔ پہلی آیت جو سورہ بقرہ میں آئی تھی اللہ یفیقون امواکم فی سبیل اللہ۔ یعنی جو لوگ خرچ کرتے ہیں اپنے مال اللہ کی راہ میں ختم کیا بیعوت ما انفقوا امناؤا ولا اذی۔ پھر خرچ کر کے فقیر پر احسان نہیں رکھتے ہیں اور ایذا نہیں دیتے ہیں صاحب تفسیر معالم التزیل نے اس آیت کے تحت میں لکھا ہے کہ کلمی مفسر نے کہا کہ یہ آیت عثمان بن عفان و عبد الرحمن بن عوف کی شان میں نازل ہوئی۔ اسکا سبب نزول یہ ہے کہ عبد الرحمن بن عوف نے چار ہزار درہم حضرت کی جناب میں حاضر کئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ میرے پاس آٹھ ہزار درہم تھے میں نے انے چار ہزار درہم اپنے اور اپنے اہل و عیال کے واسطے رکھے۔ اور چار ہزار اللہ تعالیٰ کے واسطے لیے آئے۔ تب حضرت نے انکی حق میں دعا کی بَارکَ اللہُ فَمَا امْسَكَتْ لَکَ وَفَمَا اعْطٰیْتَ لَیْسَ بِرَکَتٍ دِیَ اللہِ تَعَالٰی اُس چیز میں جو تو نے رکھی اور اُس چیز میں جو تو نے لا دی۔ اور عثمان ذوالنورین نے جب غزوہ تبوک میں ہزاروں لکے جھولن اور پالون سمیت حاضر کئے۔ اور ہزار دینار لاکے حضرت کے گود میں ڈال دیئے۔ عبد الرحمن بن سمرہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت کی طرف نظر کی کہ کمال فرحت سے وہ دینار میں اپنے مبارک ہاتھ سے منقلب کرتے اور فرماتے تھے کہ مَا ضَرَّ ابْنَ عَفَّانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْیَوْمِ یعنی نہیں ضرر کرے گا ابن عفان کو جو عمل کرے گا آج کے بعد تب یہ آیت شریف نازل ہوئی۔ اور اسی معالم التزیل میں لایا ہے کہ کہنت وہ ہے کہ فقیر پر اپنی عطا کنت رکھے اور کہے کہ میں نے تجھے ایسی چیز دی۔ اور ایذا دینی وہ ہے کہ محتاج کو شرمندہ کرے اور کہے کہ تو کب تک سوال کرے گا اور مجھے ایذا دے گا اور بعضوں نے کہا ہے کہ ایذا وہ ہے کہ اپنی بخشش سے جسکو اطلاع دینی ضرور ہو اسکو معلوم کروانا کہ فلاں سائل کو میں نے یہ دیا۔ سفیان نے کہا ہے کہ کہنت و ایذا یہ ہے کہ میں نے سائل سے کہے کہ میں نے تجھکو دیا اور تو اسکی قدر نکی۔ عبد الرحمن بن زید اسلم نے کہا ہے کہ میرے باپ نے کہا تھا کہ اے رتکے تو نے جب کسیکو کوئی چیز دی اور دیکھے کہ سائل نے تیرے سلام کو گراں جانتا ہے تو اسکو سلام کیجئے تا وہ تیرے سلام سے شرمندہ نہ ہو۔ غرض جو لوگ اپنا مال خرچ کر کے احسان نہیں رکھتے اور ایذا نہیں دیتے ہیں۔ لَکُمْ اَجْرُکُمْ عِنْدَ رَبِّکُمْ انہی کو بھی ثواب انکا اپنے رب کے یہاں وَ لَخَوْفٌ عَلَیْکُمْ وَ لَکُمْ حِجْرٌ کَثِیْرٌ اور نہ قدر ہے ان پر اور نہ وہ غم کھاویں ثواب کوفت پہنچے ہے

دوسری آیت جو سورہ بقرہ میں آئی ہے یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللہَ وَ ذُرُوْا مَا

رَبِّیْ مِنَ الرَّبْوَا۔ یعنی ای ایمان والو ذرو اللہ سے اور چھوڑ دو جو باقی رہے رہا ہے۔ صاحب معالم التزیل نے کہا کہ عطا اور عمر کہتے ہیں کہ یہ آیت عباس بن عبد المطلب و عثمان بن عفان کی شان میں نازل ہوئی۔ اسکا

سبب نزول یہی کہ ایک شخص کچھ کے بایں ان ہر دو بزرگوں کا مقروض تھا۔ جب اس کے باغ میں فصل آئی اس نے کہنے لگا کہ اگر تم ہر دو اپنا حق لے لو گے جو باقی رہے وہ میرے اہل عیال کے لئے کفایت نہیں کرتا ہی مگر اب تم دو مالو گے اور نصف باقی کے لئے جہالت دو گے تو میں اگل فصل میں تم کو اس کا دواؤں گا پس جب وعدے کے ایام متعین ہوئے ہر دو نے اپنا قرض و دنا طلب کیا۔ اور یہ بات حضرت کے حضور میں پہنچی حضرت نے انکو بلا کر منع فرمایا اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی ان ہر دو نے حکم خدا و حکم رسولؐ مان لیا اپنا اصل ہی لے کے وہ زیادتی چھوڑ دی۔ اور تیسری آیت جو سورہ نسا میں آئی ہے وَمَنْ يَطْعَمْهُ اللَّهُ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْسَبُ وَمَنْ يُنْفِقْ يُضَاعِفْ لَهُ مِثْرَ خَمْسٍ اور رسولؐ کی حکام اور حدود میں قافوا لیک مع الذین آتوتم اللہ علیہم پس لے لو گے قیامت کے دن ان لوگوں کے ساتھ رہینگے کہ انعام کیا ہی جن پر اللہ تعالیٰ نے مومن السیدین والصلین یقین والشہداء والصلحین پیغمبروں اور صدیقوں اور شہیدوں اور صالحوں کے معاملہ میں لایا ہی مگر میں نے سے ہا پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام مراد ہیں۔ اور صدیقین سے ابو بکر صدیقؓ کی طرف اور شہد سے عمر فاروقؓ و عثمان ذوالنورین اور علی مرتضیٰؓ کی طرف اور صاحبین سے سب صحابہ کی طرف اشارہ ہے۔ چوتھی آیت جو سورہ نمل میں ہے صرناکم آلہم مثلاً اور لحدکم اباکم میں بتلایا اللہ نے ایک مثال دو مرد ہیں ایک ان سے لگتا ہی جو کہ گناہ دار دانا ہو وہ میرا ہی ہوتا ہی کہ قتل علیٰ شہیٰ ایسا شخص نہیں ہے کہ رت رکھنا کسی چیز پر یعنی نہ بات کر سکتا ہی نہ کلمی کلام سمجھ سکتا و کھوکل علیٰ امواکہ باوجود ان باتوں کے وہ گران ہی ہے جو جہنی اپنے صاحب پر کر اسکا تاکہ اسکی رعایت حال میں دراندازہ اور عاجز ہی آیتما یوحیہ لکیا کہ جو جہنی جس جگہ کہہ سکیے ایک کام کئے وہ بھلا نہ کرے اور نہ اپنے دل کی بات کہہ سکتا ہی نہ کیا جواب سمجھ سکتا ہی کھل فیستویٰ کھو و من یا مری بالعدل کہا برابر جو ہیں ایسا کو گناہ اور وہ شخص جو دانا اور فہیم ہو اور حکم کرنا ہو عدل کا۔ عدل الہی صفت ہی کہ وہ سب فضائل اور کام کی جامع ہی و کھو علیٰ صراط مستقیم۔ اور وہ کسی ہی اوپر ہی جس مطلب کی طرف متوجہ ہوتا ہی بھلا اپنے مقصد کو پہنچا ہی پس جس طرح ایسا گناہ ویسے دانا اور عاقل کے برابر نہیں ہو سکتا پس جو ہیں عاجز و بے قدرت ہیں پروردگار بات کے برابر کیونکر ہوینگے۔ صاحب معاملہ نے کہا کہ کبھی نے کہا ہی کہ یا مری بالعدل یعنی وہ دکھانے والا ہی صراط مستقیم سورہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں کہ حکم کرتے تھے عدل پر اور صراط مستقیم پر تھے۔ اور بعضوں نے کہا کہ علیہ بن عباسؓ سے روایت کرتا ہی کہ یہ ہر دو مثالیں مومن اور کافر کے واسطے ہیں۔ عطا نے کہا ہی کہ اگر تم سے مراد ابی بن خلفؓ ہی اور یا مری بالعدل سے مراد حمزہ و عثمان بن عفان و عثمان بن مظعون ہیں۔ اور بعضوں نے کہا کہ یہ عثمان ذوالنورین اور ان کے غلام شہید بن العباسؓ کے باب میں نازل ہوئی۔ کہ جناب ذوالنورین نے اسکو اسلام کی طرف دعوت کی اور وہ اسلام قبول کرنے کو کر وہ رکھنا اور انکو فی سبیل اللہ خرچ کرنے سے منع کرنا تھا۔ یا مری بالعدل

جو سورۃ الانعام میں آئی ہے فَاِذَا جَاءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِنَا فَقُلْ سَلَامٌ عَلَیْكُمْ یعنی
 اور جب آوین تیرے پاس وے لوگ جو ایمان لائیں ہماری آیاتوں پر تو کہہ سلام علیکم۔ مگر کہنے کہنا ہی کہ یہ آیت ان فقرا
 صحابہ کے شان میں نازل ہوئی کہ غنیائے کفار چاہے کہ جب آپ حضور نبوی میں حاضر ہوں تب ان فقر کو چلا دیوں
 وے شریک مجلس زمین۔ اللہ تعالیٰ نے ان کافروں کا کہا قبول نہ کیا اور فقرائے صحابہ کو چلا دینے سے منع فرمایا
 سو اس آیت میں حکم کرنا ہی کہ جب آوین انکو سلام کیجئے۔ سیر اسطے حضرت کا معمول تھا کہ جب وے حاضر حضور
 ہوتے آپ سلام میں اقدام فرماتے۔ اور عطا نے کہا کہ یہ آیت ابو بکر صدیق و عمر فاروق و عثمان ذوالنورین و علی
 مرتضیٰ و بلال و سالم و ابو عبیدہ و مصعب بن عمیر و حمزہ و جعفر و عثمان بن مظعون و عمار بن یاسر و قثم بن ابی ارقم
 و ابی سلت بن عبداللہ رضی اللہ عنہم اجمین کی شان میں نازل ہوئی۔ چھٹی آیت جو سورۃ فتح میں آئی
 ہے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهُ اشَدُّ اَعْلٰی الْكُفٰرِ مِنْ جَمَاعَةٍ كَيْفَہُمْ۔ امام حسن بھری
 نے کہا کہ رحاء بینہم سے مراد عثمان ذوالنورین ہیں۔ اس آیت کی تفسیر آخر سورہ تک اور گذری ہی اس واسطے
 یہاں اسی پر لکھا گیا۔ **ساتھون آیت** جو سورہ زمر میں آئی ہے اَمْثَلُ هُوَ فَاَنْتَ اَنَا
 اللّٰیْلُ۔ یعنی یا وہ شخص جو فرمان بردار تھی اور عبادت میں بہتا ہی رات کے وقتوں میں۔ ساجد
 و قائم۔ سجدہ کرنا اور پروردگار کو اور کھڑے رہنے والا نماز میں۔ یَحْذَرُ الْاٰخِرَةَ۔ اور دُر تباہی آخرت
 عذاب سے۔ وَ یَنْجُوْا خَمْرَ رَبِّہٖ۔ اور اس میں امیدوار ہی اپنے پروردگار کی رحمت کا یعنی باوجود ایسی التزام
 طاعات و مجاہدات کے خوف ورجا میں متردد رہتا ہی کیا ایسا شخص اور جسے ایسے اوصاف سے متصف نہ ہو وہ برابر
 ہیں یعنی برابر نہیں۔ عالم میں لایا ہی کہ عطا نے ابن عباس سے روایت کرنا ہی کہ یہ آیت ابو بکر صدیق کی شان میں نازل
 ہوئی۔ اور سخاک نے کہا کہ صدیق اکبر و عمر فاروق کی شان میں۔ اور ابن عمر نے کہا کہ عثمان ذوالنورین کی شان میں
 اور کلجی نے کہا کہ ابن مسعود و عمار بن یاسر و سلمان کی شان میں نازل ہوئی۔ یہ سب صحابہ ان صفوں سے متصف
 تھے۔ اور تفسیر حسینی میں ہی کہ شہر ہی ہی کہ یہ آیت عثمان ذوالنورین کی شان میں شرف نزول پائی۔ **آٹھون**
آیت جو سورہ حدید میں آئی ہے وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِہٖ اُولٰٓئِکَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ
 یعنی اور جو لوگ ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر وہی ہیں صدق و راستی والے۔ مجالم میں لایا ہی کہ مجاہد
 کہا کہ جسے اللہ و رسول پر ایمان لایا سو وہ صدیق ہی اور یہ آیت پر ہی اور سخاک نے کہا کہ وے اس امت آٹھ
 شخص ہیں کہ خدا و رسول کی تصدیق کرنے میں سب اہل زمین سے سبقت گئے وے یہ ہیں ابو بکر صدیق و علی مرتضیٰ و
 عثمان و طلحہ و زبیر و سعد و حمزہ اور ان کے نوین عمر بن الخطاب ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم وَالشَّہِدَ اِنَّہٗ عِنْدَ رَبِّہِمْ
 اور گواہ ہیں اپنے پروردگار کے نزدیک یعنی قیامت کے دن ان کے پیغمبروں اور امتوں کے باب میں شاہد ہی ہوئے

الرَّحْمَةُ أَمْرًا فَاتَّحَابُوا عَلَيْهِ حَضْرَتُ عُمَانَ يَنْبَغِي جُلُوسُهُ كَمَا كُنْتُ حَضْرَتُ نَعْلَمُ مِنْهُ سَعْدُ لِيَا أَوْ
وَصِيَّتُ كِي هِيَ اِيكَا كَامُ كِي سَوِيْنُ صَبْرُ كُنْ وَالاَهْوُونُ - چوتھی حدیث عَنْ ابْنِ عَسَاكِرْ عَنْ اَسَامَةَ
بْنِ زَيْدٍ قَالَ بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِلَى مَنْزِلِ عُمَانَ قَصْعَةً
فِيْهَا كَلْبٌ فَادْخَلْتُ فَارْقِيَةً تَجَالِسُ فَجَعَلْتُ مَرَّةً اَنْظُرُ اِلَى رَقِيَّةٍ وَرَمَرَةٍ اِلَى وَجْهِ
عُمَانَ - يَحْيَى ابْنُ عَسَاكِرْ اَسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ سَے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ حضرت نے میرے ہاتھ ایک
طرف دیکھے عثمان ذوالنورین کے گھر طرف بھیجا اس میں گوشت محتاج میں نے اگلے مکان میں داخل ہوا بی بی
رقیہ نے تشریف رکھی تھیں ایک بار میں نے بی بی کی طرف اور ایک بار جناب ذوالنورین کی طرف نظر کی فَلَکُمَا رَحْمَةٌ
سَأَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ لِيْ دَخَلْتُ عَلَيْهِمَا قُلْتُ فَعَمَّ - پھر جب میں نے
لوٹ آیا حضرت نے میرے سے پوچھے کہ کیا تو ان دونوں کی خدمت میں گیا تھا میں نے کہا ہاں قَالَ فَهَلْ
رَأَيْتَ زَوْجًا اَحْسَنَ مِنْهُمَا قُلْتُ كَيْلَا رَسُولُ اللّٰهِ - پھر فرمایا کیا تو اس سے بہتر کوئی جو را دیکھا
ہے میں نے عرض کی کہ نہیں یا رسول اللہ - پانچویں حدیث وَعَنْ ابْنِ عَدِيٍّ وَابْنِ عَسَاكِرْ
عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَنَا شَبَّيْتُ عُمَانَ بِابْنِ اِبْرٰهِيْمَ
ابْنِ عَدِيٍّ اَوْ ابْنِ عَسَاكِرْ اَبْنِ عُمَرَ سَے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا کہ مقررہم تشبیہ دیتے ہیں عثمان کی
ہمارے باپ ابراہیم کے ساتھ چھتویں حدیث وَابْنِ عَدِيٍّ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا زَوَّجَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بَنَاتِ اِسْمَ كُلْتُمَا عُمَانَ قَالَ لَهَا اِنَّ بَعْلَاكِ اَشْبَهَ النَّاسَ
بِحَدِيْكِ اِبْرٰهِيْمَ وَابْنِ عَدِيٍّ - ابن عدی نے بی بی عائشہ سے روایت کی ہے کہ بی بی نے فرمایا کہ
جب حضرت نے اپنی دختر اسم کلثوم کو عثمان کے ساتھ نکاح کر دیا انکو فرمایا کہ مقررہم تشبیہ دیتے ہیں عثمان کی
میرے جد ابراہیم اور میرے باپ محمد کے ساتھ - یہ تینوں حدیثیں امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ
الخلافت نقل کی گئیں - ساتویں حدیث جو صحیح ترمذی و ابن ماجہ میں آئی ہے - عَنْ ثَمَامَةَ ابْنِ
حَزْنٍ قُتَيْبِيٍّ - یہ تابعین سے ہے کہ زمان نبوت پایا لکن اسکو حضرت کی روایت میں سر نہوی قال شہد
اَلدَّارَ حِينَ اَشْرَفَ عَلَيْهِمْ عُمَانُ كَمَا هِيَ كَمَا جَبَّ لَوْ كُنْ حَضْرَتُ عُمَانَ كَمَا كَانَ كَمَا مَرَّه كُنْ تَحْتِ مِيْن
حَاضِرُ بَوَا اِهْوُونُ نَے ان لوگوں کو دیکھا - فَقَالَ اَشْتَدُّ كَمِ اللّٰهِ وَالاِسْلَامِ پھر کہنے لگا کہ میں گویا دو دلاتا ہوں
اللہ تعالیٰ اور دین اسلام کا - هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَدْ اَمَّ
الْمَدِيْنَةَ وَلَيْسَ لَهَا مَاءٌ يَسْعَدُ بَعْضُ غَيْرِ مِيْنِ رَوْمَةٍ كَمَا تَمَّ جَانَتْ تَحْتِ حَضْرَتُ نَے جب مدینہ
کی طرف تشریف لائی اور مدینہ میں بیرومہ کے سوا آب شیریں نہیں تھا - فَقَالَ مَنْ يَشْتَرِيْ بِيْرَ مِيْنِ

یجعلہ لکھ مع دلا المسلمین پس حضرت نے فرمایا کہ جسے روزگار کا خرید لیا اور اپنے اول کو دوسرا ملاؤں
 اول کے ساتھ برابر لکھائیے کہ اپنی ملک سے نکال کے دفن کرو گیارہ خیر کشتی تھی الجنتہ بہتر تھی اسکے واسطے اس
 جنت میں فاشتر تھا کہ مصلح مکی و انتم الیوم فتنونی ان اشرب من منہا حق اشرب من
 ماء البحر سو میں نے ہکو اپنے خالص مال سے خرید لیا اور تم نے آج مجھے نکال پانی پینے سے منع کرتے ہو یہاں تک
 میں آب دریا پیئے گا را پانی پیا ہوں فقالوا اللہم نعم پس ان لوگوں نے کہا کہ اگر لکھی ان ہم یہ بات جانتے ہیں
 اس بات میں کئی نصیحتیں کیا فقال انشدکم باللہ ولا سلام هل تعلمون ان المسجد ضاق باہلہ فقال
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من یشتري یجعل فلان فینیدہا فی المسجد
 بخیر لہ منہا فی الجنتہ پھر وہی قسم کیے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ میری مسجد اپنے لوگوں پر تنگ ہو رہی ہے تب حضرت
 نے فرمایا کہ کن ہی تم سے کہ فلان شخص کے اولاد کی زمین جو مسجد کے ہمسائے میں تھی اسکو خرید کے مسجد کو زیادہ
 کرے سو اسکے واسطے اس بہتر تھی جنت میں فاشتر تھا کہ مصلح مکی فانتہم الیوم فتنونی ان اھل
 فتنان کہتے ہیں سو میں نے میرے خالص مال سے خرید لیا سو تم آج مجھے منع کرتے ہو کہ میں اس دور کو
 ناز پر ہوں فقالوا اللہم نعم پس ان لوگوں نے کہا کہ اگر لکھی ان ہم یہ بات جانتے ہیں قال انشدکم باللہ
 ولا سلام هل تعلمون انی جئت جیش العسۃ من مایا پھر وہی قسم کیے پوچھے کہ اگر تم جانتے
 ہو کہ میں میری مال سے جیش عسرت کا ساز و سامان کرواؤں فقالوا اللہم نعم ان لوگوں نے کہا کہ اگر لکھی ان ہم جانتے ہیں
 قال انشدکم باللہ ولا سلام هل تعلمون ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کان علی شہین مکہ و قعہ علی بکر و عمر وانا فتحنا الجبل حتی شاقطت حجارۃ بالخصیف
 پھر وہی سو گند دیکے پوچھے کہ آیا تم جانتے ہو کہ حضرت نے کہہ منکر کے کوہ شیر پر کھڑے تھے شیر شے کے زبرد اور جسکے
 زبرد اور شے کے سکون سے ہی اور حضرت کے ساتھ ابو بکر صدیق اور عمر فاروق اور میں حاضر تھے سو وہ پاتہ
 جنبش میں آیا یہاں تک کہ اسکے پتھر نیچے گئے اسکے پتھر کا سبب سے شام حون نے ایسا لکھا ہی شاید کہ اللہ تعالیٰ
 کے بعض صفات قبر میں بھی کی ہوں یا نبوت کی سطوت و عظمت ظہور کی فقیر کہتا ہی کہ یہ بات بھی ہو سکے کہ مرد
 انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب اس پر قیام فرمایا کمال خوشی سے اسکو وجد و طرب ہو اسو جنبش میں آیا جیسے سجد
 بن ہاد کی روح سے عرش معلیٰ کو اتر آیا و اللہ اعلم قال اسکن شہین فاما علیک نبی و صدیق
 و شہید حضرت نے فرمایا کہ ساکن ہ اور آرام لے اسی شیر نہیں بن تجھ پر گویا غیر اور صدیق اور شہید قالوا
 اللہم نعم ان لوگوں نے کہا کہ اگر لکھی ان ابی ہی ہی قال اللہ اکبر اشهد و اوزب الکعبۃ
 انی شہید ثلاثا عثمان ذوالنورین نے کہا اللہ اکبر تم شہید ہو قسم ہی کہے کے پروردگار کی کہ میں شہید ہوں

روایت کی اس حدیث کی ترمذی و نسائی و دارقطنی نے انھوں میں حدیث عن طلحہ بن عبد اللہ
 قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لكل نبي رفيق و رفيق في الجنة عثمان
 طلحہ بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ حضرت نے فرمایا ہر پیغمبر کو ایک رفیق ہے اور میرا رفیق جنت میں عثمان ہے۔ روایت
 کی اس حدیث کی ترمذی اور ابن ماجہ نے۔ انکے سوا اے اور بھی حدیث میں آئی ہیں۔ جب روضۃ الابرار۔ اور خلاصۃ
 السیر اور دو ستر تصانیف میں مذکور ہیں خوف طوالت سے یہاں اس قدر پر اکتفا کیا۔ پہلی شاخ حضرت
 عثمانؓ کے انواع طاعات و عبادات اور کثرت خیرات و صدقات و
 انفاق مال فی سبیل اللہ کے بیان میں۔ روایات کثیرہ سے ثابت ہوا کہ حضرت عثمانؓ
 نے کئی راتیں مقام ابراہیمؑ میں آگے یہاں تک نماز و نیاز میں قیام کرتے کہ صبح ہو جاتی ایک دو گانہ میں ختم قرآن کرتے
 پھر نماز صبح کے بعد قرآن مجید دیکھ کے تلاوت فرماتے۔ لوگوں نے پوچھا کہ تمام شب از بزم ختم قرآن کرتے ہو پھر دن
 میں مصحف دیکھ کے جو پڑھتے ہو اس میں کیا حکمت ہے۔ جواب دیا کہ قرآن کریم میرے پروردگار کا منشور ہے جو میرے
 طرف آیا ہے۔ جب کسی امیر کا منشور کسی رعیت کی طرف آوے تو اس کو لازم ہے کہ ہر روز ایک بار اس کو کھول کے نظر کرے
 اور احتیاط کرے کہ کس چیز کا حکم ہے اور کس چیز سے منع فرمایا ہے۔ پس ایسا ہی بندے کو لازم ہے کہ ہر روز
 منشور ربانی دیکھے اور احوال و لوازم میں غور کرے۔ کہتے ہیں کہ ہر نماز کے لئے تازہ وضو کرتے اور باوجود اس
 احتیاط کے اسے منقول ہے کہ میں نے کوئی نماز نہیں پڑھی مگر اس نماز میں جو قصور میرے سے صادر ہوا ہو اس سے استغفار
 کیا۔ ان کے روزے کا بیان ہے کہ اکثر اوقات روزہ رکھتے اور کوئی برس ایسا ہوتا کہ سال بھر صائم
 رہتے غرض کہ صائم الدہر اور قائم اللیل تھے۔ اور ان کے حج و عمرے کا بیان یہ ہے کہ ان کے حج و عمرے
 کا تعداد عشرہ کاملہ کو پہنچا تھا۔ اور فی سبیل اللہ ان کے مال خرچے کا بیان یہ ہے
 کہ حضرت نے ارشاد کیا من جہنم جیش الحسنۃ فل الجنة فی یعنی جسے جیش عسرت کا تہیکہ کیا اسکے واسطے
 جنت ہے۔ راوی کہتا ہے کہ جب حضرت عثمانؓ نے یہ حدیث سنی تھی سو پچاس اونٹ ایک روایت سے نوں سو چار
 اونٹ اور پچاس گھوڑے حاضر کئے۔ اور ایک روایت ہے کہ ہزار اونٹ اور ستر گھوڑے اور ساتھ روپے
 کے اوقیہ جاہدین کو بخش دیا۔ عبد اللہ ابن مسعودؓ روایت ہے کہ میں نے اس روز دیکھا کہ حضرت تشریف لاتے
 جاؤ رہبر دعا کرتے تھے کہ اللہم اغفر لعثمان ما قبل وما آتہ بن وما أخفی وما أعلن وما
 ما أسرہ وما آخبرہ۔ لائے ہیں کہ جب ہاجرین کی جماعت دار مدینہ ہوئی انہر پانی کی بڑی تنگی رو دئی کیونکہ
 مدینہ طیبہ میں کنوین کھاریے پانی کے تھیں۔ اور آب شیرین بہت دور تھا ان کو اس قدر قوت نہیں تھا کہ آب شیرین
 دور سے منگاوے۔ اور ان کے پاس اونٹ بھی نہیں تھے اور اونٹ رکھنے کی طاقت بھی نہیں تھی۔ بنی نجار کے

نیکو سے ایک یہودی کے ملک میں آب شیریں کا ایک کھوکھلا سکوہ پرومکتے تھے اسنے پانی گران قیمت سے بیچنا تھا۔ ایک مہاجر نے اسے ایک مشک پانی دینا تھا مالداروں کے سوا کوئی خرید کر نہیں سکتا تھا۔ حضرت نے اس یہودی کو بلا کرے دعوت اسلام کی اور فرمایا کہ اگر اس کو بے کو آج رشقا لے آئے گئے سبیل کو دیگا میں مناسن ہو تا ہوں کہ فردا سے قیامت جنت میں اب خوشگوار کا ایک چشمہ تجھے عنایت ہو۔ اس یہودی نے صفت یقین سے اس کو بے کو وقف کرنے پر راضی ہو چہ چشمہ آب جاودانی پر اس چاہ فانی کو ترجیح دی اور کہنے لگا کہ میرے اہل کی پیشکش اسی کو بے کو پر موقوف ہی۔ حضرت عثمانؓ نے وہ کو اس سے خرید کر پانچا جا جب قیمت دریافت کی تو اسنے میں تیس ہزار دہم پر راضی ہوا پس اس قیمت سے خرید کر کے رشد و وقف کر دیا اور حضرت سے عرض کی کہ یا رسول اللہ! کہا وہ چشمہ جنت مجھے عنایت ہونے کے لئے آپ مناسن ہو۔ فرمائے کہ مان۔ ایک روایت یہی کہ اس یہودی نے وہ چشمہ نصف بیچنے پر راضی ہوا اور آئیں میں ایسا قرار دے کہ ایک دن حضرت عثمانؓ کا تشریف رہے دوسرے دن اس یہودی کا۔ جس دن حضرت عثمانؓ کی نوبت پہنچی جب پانی بلا قیمت ملتا دینے والوں کا ہتھکڑی ہجوم ہوتا اور اتنا پانی نہیں پیتے کہ دور و زکلیت کرے۔ یہودی کی نوبت کی دن کوئی اسکی خریدی کی طرف التفات نہیں کرنا۔ یہودی تنگ آگیا آخر پانچاروہ آدمی بھی بیچ دیا حضرت عثمانؓ بڑی خوشی سے خرید کر کے اسکو وقف کیا۔ احکام سے سب اہل مدینہ نہایت خوش ہوئے اور حضرت عثمانؓ کی رفعت شان کا سبب اس تبذیر صحاح مستہ میں یہ حدیث مروی ہے کہ حضرت نے فرمایا من حضر بیئہ منہ و منہ کلہ الجنة۔ یعنی جس نے روہ کا کوٹھکھوا اسکے واسطے جنت ہے۔ راوی کہتا ہے کہ فقہرہا عثمانؓ۔ یعنی ہر کسی کو عثمانؓ نے اگرچہ یہ حدیث پہلی روایت کی مخالف ہے۔ لاکن ہر دو کی تطبیق یہی ہے کہ کہتے ہیں اس حدیث میں خرخر مراد اسکو خرید کرنے کے بعد اسکی تجدید و تعمیر تھی۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ جب اسکا پانی کم ہوا اسکے نزدیک دوسرا کوٹھکھوا لگایا اسکا نام بھی ہیرودہ ہی واللہ اعلم۔ اور مروی ہے کہ حضرت عثمانؓ کی خلافت میں لوگوں کی کثرت سے جب مسجد نبویؐ تنگ ہوئی لوگوں نے ان کے پاس اشکایت لائی تب انہوں نے مسجد ہر سائیں جو مکانات و رقع قیمت کثیر سے خرید کر کے داخل مسجد کئے اور اسکی تعمیر میں بڑا تکلف کیا اور اسکی دیواریں سفید گچ سے بنائیں۔ کہتے ہیں کہ گچ اس فواج میں بیسویں آتی تھی سولہن ٹکڑے جو مدینے سے کئی میل کی مسافت تھی لاتے تھے اور مصاص سے غلو کر کے چرائے اور اسکے کستون تراشے ہوئے سنگ منقوش سے اور اسکا سقف چوب مساجد بنوایا اور اسکا طرل ایک سو ساٹھ گز اور عرض ایک سو پچاس گز کا رکھوایا اور اسکا فرش مصاص کا بنوایا۔ اور اسکے دروازے جیسے حضرت عمرؓ کے زمانے میں مسجد تھے اسیہ کی بحال رکھا۔ اور حضرت عثمانؓ خود بنفس نفیس داخل ہر سو ادھو کے مسجد کی طرف پھرتے تھے اور ہماروں کی دلداری اور انعام و اکرام کا وعدہ کرتے اور اسکے آگٹا

اور آرایش میں جید بیخ کرنے کے لئے ترغیب دیتے۔ اور کبھی میں قبیلہ فرما دیتے اور کبھی ایسے اہتمام میں عشا کے بعد
 وہیں شب گزارتے یہاں تک کہ اس غلیفہ عالی شان کی حسن سعی سے مسجد کا حسن انوار کو پہنچا اور عمارت بنایت محکم
 اور شین ہوئی سب خواص عوام انکے لئے دعا کئے۔ روایت ہی کہ انکی خلافت میں جب برا عظم ہوا اہل مدینہ قصد بیخ
 کھینچ رہے تھے ایسے میں حضرت عثمانؓ کے توابع اور خدام ہزار ہا شرکعیوں تجارت کے لئے آئے۔ مدینہ کے تاجروں
 نے انکے خریدنا پانا۔ آپ نے پوچھا کہ ایک فقیر تم کس قیمت سے لوگے ایک جماعت کہی کہ ایک دینار زر زرین
 سے۔ اور بعض دو دینار اور بعض تین دینار تک مانگے۔ حضرت عثمانؓ نے پھر سوال کیا کہ تم سے کوئی ایسا ہی کہ
 اس سے قیمت برابر دے۔ کوئی زیادہ نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تم دینار سے نہیں ترما سکتے ہو اللہ تعالیٰ نے
 قرآن مجید میں فرمایا ہي مَنْ جَاءَهُ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ امْتَالِهَا وَمِثْلُ الَّذِيْنَ يُفْقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ
 فِي سَبِيلِ اللّٰهِ كَمِثْلِ حَبَّةٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلٍ فِي كُلِّ سَبْكَةٍ مِائَةٌ حَبَّةٍ يَّضَاعَفَ لِمَنْ
 يَّسْتَاذِرْ۔ دیکھئے کہ جنتی نے ایک کے بدل دس بلکہ سات سو بلکہ اس سے زیادہ کا وعدہ فرماتا ہی۔ پس حکم کیا کہ وہ
 سب گھوڑوں مدینہ طیبہ کے فزاؤ ساکنین پر صدق کر دیں سو سیف خیرات کر دے۔ دوسری شاخ
 حضرت عثمانؓ کے زہد و تواضع اور جیا و بکا و خوف و خشیت کے
 بیان میں۔ لائے ہیں کہ حضرت عثمانؓ اپنی خلافت میں اکثر اوقات مسجد نبویؐ میں روزین پر قبیلہ فرماتے جب
 بیدار ہوتے آپ کے مبارک بدن پر سنگرز و نکاشان ظاہر ہوتا۔ عبد اللہ بن شداد سے منقول ہے کہ میں عثمانؓ کو
 کو انکی خلافت میں دیکھا ہوں کہ حضرت کی سب پر خلبہ پرچنے میں مشغول تھے انپر ایک ایسی بوتی چادر عدنی تھی کہ اسکی قیمت
 بائج درہم سے زیادہ نہ ہو۔ کہتے ہیں کہ اپنی خلافت میں لوگوں کو الوان نعمت سے سیر کر داتے اور آپ سرکہ و مان
 پر قناعت فرماتے۔ اور خچر پر سوار ہوتے اور اپنے غلام کو ردیف بناتے انکی کثرت حیا کا بیان
 یہی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکی شان میں فرماتے ہیں کہ اخیاکم عثمان۔ اور عبد اللہ بن عمر
 نے حضرت سے روایت کی ہے کہ فرمایا احیا امتی و اکرمہا عثمان اور انہیں سے منقول ہے کہ قریش
 سے تین مرد ایسے ہیں کہ اصبحہم وجوہا و احسنہم اخلاقا و اشدهم حياء۔ وے صدیق اور
 ذوالنورین و ابو عبیدہ بن الجراح ہیں۔ ابو حسن بھری سے مروی ہے کہ عثمانؓ ذوالنورین کی شدت حیا اس قدر
 میں تھی کہ جب غسل کرتے تو حمام کے دروازہ پر قفل ڈالتے اور پیر میں بدن سے ہین نکالتے ہی پر غسل کرتے۔ اور
 اللہ تعالیٰ کا خوف انپر یہاں تک غالب تھا کہ اکیبا قبر کے پاس کھڑے تھے اور ایسا رو رہے تھے کہ ریش مبارک تر
 ہوئی تھی رفیقوں نے سوال کیا کہ جنت و دوزخ کے بیان میں آپکا حال ایسا ہوتا نہیں یہ کہا سبب ہی کہ برسر
 اس قدر روئے ہو فرمایا کہ میں نے حضرت سے سنا ہی کہ آخرت کی منزلوں قبر پہلی منزل ہی جسے اس منزل سے

سایہ عکلا اور نجات یابی تو ایسے بعد جو نرین میں لے آئے ہی آسانی کے ساتھ گزرا بیٹھا اور اگر اس منزل سے عالم
 گزرتا تو دوسرے سرورین زیادہ سختی دیکھتا تھا اللہ کی پناہ۔ پہلا اگل عثمان و النورین کے
 خصوصیات کا بیان۔ پہلا خلیفہ نبی ہی کہ حضرت کی دو دختر ایک اختر کے وہ خواہر ہیں۔
 یہ فضیلت زمان آدم سے خاتم تک کسی امت میں بھی کسی کو نصیب نہ ہوئی۔ اور وہ جامع قرآن ہیں اس میں
 جولوچ محفوظ رہی۔ اور مروی ہی کہ حضرت عثمان کہتے تھے کہ میں نے دس خصلتیں ذخیرہ کی ہیں۔ پہلی یہ کہ۔
 سابقین اسلام سے میں جو تھا مومن ہوں۔ دوسری تغیر نہیں کیا ہوں۔ تیسری کبھی مجھ کو قسم نہیں کیا ہوں۔
 چوتھی یہ کہ جہوت سے کہ میں نے اپنا ماتمہ بیعت اسلام کے لئے حضرت کے ماتمہ دیا تب سے کبھی وہ ماتمہ
 اپنی شرنگاہ کو نہ لگایا۔ پانچویں جب سے کہ اسلام لایا تب سے کوئی ہفتہ ایسا نہیں کہ جس میں ایک غلام کو آزاد نہ
 کیا مگر جب میری ملک میں ہو با این افتد اسکے بعد نکاتہ رک کیا ہوں۔ چھٹویں یہ کہ کبھی اپنی عمر میں نہ کاکا کرکب
 نہوانہ جاہلیت میں نہ اسلام میں۔ ساتویں شراب کی قباحت سے کبھی نہیں بیا ہوں۔ اودین خصلتیں کہیں
 کتب حدیث و سیر اور تواریخ میں نظر نہ آئیں لکن مسجد نبوی کا زیادہ کرنا۔ اور حبش عسرت کا ساز و سامان جیسا
 کر دیا۔ اور تبر و مد کا خرید کر ان چیزیں خصلتوں سے دس کامل ہوتے ہیں واللہ اعلم کہ اتنی روشتہ لاجباب
 اور عبدالرحمن بن ہدی جو فتاد علما حدیث سے ہی کہنا ہی کہ عثمان و النورین میں دو فضیلتیں ایسی ہیں کہ شہین
 معطیس میں نہیں پہلی فضیلت یہ کہ متعدد قرآن مصححوں میں لکھا کے آفاق میں منتشر کئے جس سے قرآن کریم کے احکام
 کا سبب باب ہوا۔ دوسری یہ کہ ظالموں کے فتنہ و فساد میں مبر کیا اور اپنی جان عزیز راہ حق میں قربان کی رضی
 اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه عنہ۔ دوسرا اگل عثمان و النورین کے تعداد و مرویات
 کے بیان میں۔ ایک سو چالیس پرچھے حدیث لے مروی ہیں۔ انہی صحیحین میں متفق علیہ میں چونتہ
 ہیں۔ اور فرد بخاری آٹھ ہیں۔ اور فرد مسلم پانچ ہیں۔ باقی دوسرے کتب کتابوں میں آئی ہیں۔ صحابہ کی ایک جات
 کثیر جیسے زید بن خالد جینی و ابی عباس و ابن عمر و ابن زبیر و سائب بن زبیر و ابو قتادہ انصاری و ابو ہریرہ اوکی
 و انس بن مالک و عبداللہ بن مسعود و زید بن ثابت و مغیرہ بن شعبہ و عبداللہ بن مغفل و سلمہ بن الاکوع و عمران
 بن حصین و ابو امامہ و طاق بن اشیم و عبداللہ بن الحارث و ابن زوفل و مروان بن الحکم و محمد بن لبید انصاری و عبد
 اللہ بن ہدی بن النیار و محمد بن العاص و ابن عباس بن ابی جہات جیسے ابان و عمرو و سعید و زبیر بن
 و عمران و سعید بن السیب و خنف بن قیس و طارق بن شہاب و قاتلہ بن عزن و قیسری و ابو بجا و غیر ہم رضی اللہ
 عنہم حضرت عثمان سے روایت کرتے ہیں۔ انہی جو حدیثیں مروی ہیں انہی کے بعد حدیث جو انہوں نے کہی مگر میں نے
 سنا ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ جسے چاہد میں ایک شب کی حراست کر لگا ہزار راتیں عبادت

میں قیام کرنے اور ہزاروں روزہ رکھنے سے افضل ہے اور انجملہ یہ حدیث بھی کہ کہی کہ میں نے حضرت سنا ہی فرماتے تھے کہ جسے عشاک کی نازِ جماعت کے ساتھ پر ہے ایسا ہی کہ آدمی رات نماز میں قیام کیا۔ اور جسے صبح کی نازِ جماعت کے ساتھ پاؤ ایسا ہی کہ تمام شب نماز میں گزارا اور انجملہ یہ حدیث بھی کہ حضرت نے فرمایا مَنْ تَوَضَّأَ كَمَا أُمِرَ وَصَلَّى كَمَا أُخْرِجَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَمَا وَلَدَتْهُ أُمُّهُ۔ اور انجملہ یہ حدیث بھی کہ حضرت نے فرمایا۔

خَيْرٌ كَمَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلِمَ۔ اور انجملہ یہ حدیث بھی مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔ تیسرا گل حضرت عثمان کے بعض مواعظ و آثار کے بیان

میں۔ اور انجملہ یہ قول بھی تاجر و اللہ تَزَكُّوا یعنی تجارت کرو اللہ تعالیٰ کے ساتھ تا فائدہ پاؤ۔ یعنی قرآن مجید کی تلاوت کرو اور نیک کاموں میں مال خرچ کیا کرو تا آخرت کے فائدہ تمہارا نصیب ہوں اس قول

پراس آہ کر کہ کا مضمون وال بھی إِنَّ الَّذِينَ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَفْقُوا زَكَاةً وَمِنْ ثَمَرَاتِهِمْ شُرٌ أَوْ عَلَايَتُهُمْ يَرْجُونَ خَيْرًا لَنْ تَبُوزَ۔ اور انجملہ یہ قول بھی يَكْفِيكَ مِنَ

الْحَمِيدِ أَنْ يَغْتَمَّ وَقْتُ سُورَةٍ يَخْتَرُ حَاسِدٌ مِنْ تَحْتِهِ اسقدر بس بھی کہ تیری خوشی کے وقت وہ غمگین نہ رہتا ہے۔ اور انجملہ یہ قول بھی الْعَبُودِيَّةُ مَحَافِظَةُ الْحُدُودِ وَالْوَفَاءُ بِالْعُهُودِ وَالرِّضَا

بِالْوَرْدِ وَالصَّبْرُ عَنِ الْمَقْصُودِ یعنی عبودیت نگاہ رکھنا ہی حد و ن کا اور وفا کرنا عہد و نگاہ اور راضی رہنا اور دھوئے پر قضا کے اور صبر کرنا مقصود سے یعنی مقاصد برائے میں تاخیر ہو تو صبر کرنا۔ اور انجملہ یہ قول

يُيَادِرُ وَأَجَاكُمْ بِخَيْرٍ مَا تَقْدِرُونَ عَلَيْهِ۔ یعنی جلدی کرو تم تمہاری موت کے لئے اُن۔

انیکوں کے ساتھ کہ جن پر تم قدرت رکھتے ہو۔ اور انجملہ یہ قول بھی إِنَّمَا الدُّنْيَا طَوِيَّةٌ عَلَى الْغَيْرِ وَفَلَا يَخْشَى نَفْسُكَ الدُّنْيَا۔ یعنی مقرر دنیا پیشی گئی ہے مگر فریب پر پس تو فریب نہ دیوے دنیا اور تم کو دہو کا مذکور

اللہ تعالیٰ کے ساتھ دہو کا۔ اور انجملہ یہ قول بھی هُمْ الدُّنْيَا ظِلٌّ وَالْقَلْبُ وَهُمْ الْآخِرَةُ نُورٌ فِيهِ یعنی غم دنیا کا دل کی تاریکی کا سبب ہیں اور آخرت کا غم دل کی روشنی کا موجب۔ اور انجملہ یہ قول بھی خَيْرُ

النَّاسِ مَنْ عَصَمَ وَاعْتَصَمَ بَكِتَابِ اللَّهِ۔ یعنی سب لوگوں سے بہتر وہ شخص ہے کہ گناہوں سے پاک رہے اور قرآن کریم کے احکام اور آداب و اخلاق کو دست آویز کرے۔ اور انجملہ یہ قول بھی مِنْ عِلَالَةِ

الْعَارِفِ أَنْ يَكُونَ مَعَ الْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ وَلِسَانُهُ مَعَ الْحَمْدِ وَالنَّشَاءِ وَعَيْنَاهُ مَعَ الْحَيَاءِ وَالْبُكَاءِ وَارَادَتُهُ مَعَ التَّرْكِ وَالرِّضَاءِ۔ یعنی علامات سے عارف کے یہ ہیں کہ وہ ہووے ساتھ

خوف ورجا کے اور ہووے اسکی زبان پر حمد و ثنا اور انکھوں میں اس کے حیا و بکا اور ارادہ اسکا ترک و رضا۔ اور انجملہ

یہ قول بھی وَمِنْ عِلَالَاتِ الْمُتَّقِي أَنْ يَرَى النَّاسَ قَدْ بَخُوا وَيَرَى نَفْسَهُ قَدْ هَلَكَا

اپنے متنی کے علاوہ یہ بھی کہ دیکھے لوگوں کو وہ بھات پادور دیکھے اپنے نفس کو کہ وہ پاک ہوا کہ کان الیہ
 یسبحنا قال القدر کحشر۔ یعنی جو نفس کو دنیا کا بند بچانہ ہو پس فرس کی راحت کی جگہ ہوگی۔ اور انجیل میں قرآن
 کہ کو طہرت قلوبکم ما سبغت من کلام اللہ یعنی اگر تمہارے دل گناہوں سے پاک ہو تو قرآن مجید کی
 تلاوت سے سیر ہو گے۔ چوتھا گل حضرت عثمان کی اولیات کے بیان میں غرض کی
 کثرت کے سبب جمعے کے دن دوسری اذان حضرت عثمان ہی پڑھائی۔ اور ہر روز خطبہ کو در بیان طلبہ انہیں سے شروع
 ہوا۔ اور عدا گاہ میں ہنر کی بنا بھی انہیں سے ہوئی اور مسجد میں اول مصلیٰ کھانا اور چراغ روشن کرنا بھی انہیں سے ہوا
 پایا۔ پہلا گل حضرت عثمان اپنی خلافت میں قرآن مجید جمع کرنے اور
 دوسرا دراز ملکونین۔ وانہ فرماتے ہیں کہ بیان میں۔ حذیفہ بن یمان سے روایت
 آئی کہ میں نے عثمان النورین کی خلافت میں حوا کے لئے جو شام کی طرف گیا فتح اثنیہ و آذرا بجان کی اقامت میں بیٹھے
 صحابہ کو دیکھا کہ قرأت قرآن میں مجھرتے ہیں بیٹھے ابورودادہ اور عدا کو کہ سدا جانتے اور بیٹھے ابورویہ اشجری قرأت
 تن سدا کو کہ میٹھ مانتے ہیں اور ہفت لغت پر قرآن پڑھتے ہیں ایک نے کتابی کہ میری قرأت بہتر ہے اور دوسرے نے کہ
 کہ میری قرأت بہتر ہے میں نے یہ حال دیکھا کہ ہنایت شگدل اور ہر سان بڑا ابیر الرمنین عثمان بن عفان کی خدمت میں گئے
 انکا اختلاف بیان کیا اور کہا کہ یا ابیر الرمنین آپ اس امت میں اختلاف پڑنے کے آگے جلدی کیجئے قرآن مجید کو جمع کر لے
 اور یہ اختلاف اتحاد دینے کے باب میں بھیج بہت معروف ہوا چاہئے اس امت میں ویسا اختلاف نہ پڑے جیسا
 قرأت و انجیل میں ہر دو نصا کے در بیان پڑا۔ تب جناب خلافت یافتہ اکابر مہاجرین و انصار کو جمع کر کے مشورت
 کی۔ اور فرمایا کہ میری خاطر میں یہ بات آئی تھی کہ حضرت کے سال وفات تک جبریل علیہ السلام نے حضرت کو قرآن
 مجید جس لغت پر سنایا یہی لغت پر جمع کریں۔ بسبب مہاجرین نے اس کی بنیاد پسند کیا۔ تب ابوبکر صدیق کے وقت حج
 قرآن جمع کئے تھے وہ انہیں کے پاس ملے انکے بعد عمر فاروق کے پاس لکے بعد اٹکے دختر ام الرمنین بی بی حفصہ رضی اللہ
 عنہا کے پاس تھا حضرت عثمان نے اسکو اور دوسرے مہاجرین بھی جو جمع کئے تھے وہ سب صحیفوں کو ملگایا۔ اور صحابہ
 سے یہ من ثابت انصاری و عبداللہ بن ابی مرثد و عبدالرحمن بن ابی بکر و اسامہ بن زید و اسامہ بن زید کے لئے ایک
 مکان طحہ مقرر کر کے حکم کیا کہ یہ لغات کو ترک کر کے لغت قریش پر لکھیں۔ سو سات عدد قرآن مجید لکھے گئے۔ چنانچہ
 خلافت اب نے اُنے ایک قرآن کریم کہ بعض کی طرف روانہ کیا اور دوسرا مدینہ طیبہ میں رکھا تیسرا کوثر کو چڑھا دیا
 کو پانچواں بین کہ چھٹا شام کو ساتواں بحرین کو روانہ کیا اٹھین سات قرآن اکرام کہتے ہیں کہ قرأت اور کتابت میں
 وہی میثاق ہے لوگ اسی لغت پر تلاوت کرنے اور انہیں سے نقل لینے لگے اللہ تعالیٰ کے فضل سے انہیں کبہ قبول
 ساری چٹان میں پھیل گئے۔ اور دوسرے قرآن جو مختلف لغات پر تھے ان سب کو جلا دیا بیٹھے لوگوں نے اسکا کام بڑھا

۱۔ حضرت علی نے انکو جواب دیا کہ عثمان ذوالنورین نہ جلا ہوتے تو میں جلا یا ہوتا مگر اب فتنہ کا ہو سجان اللہ حضرت عثمان کے ہاتھ سے یہ بڑا کام ظہور میں آیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ دوسرا گلدستہ عثمان ذوالنورین کے بعض اوصاف و اخلاق و فتوحات کے بیان میں۔ حضرت عثمان مشاہیر قریش سے تھے جاہلیت اور اسلام میں مخفی و شریف عظیم و مکرم تھے۔ اخلاق حمیدہ و اوصاف پسندیدہ سے موصوف تھے صواب و سجا اور علم و حیا میں مشہور و معروف تھے۔ اور صاحب بحرین و مصلیٰ قبلتین اور رنج و بلا میں ترسے صابر اور نعمتون میں شاکر تھے۔ اور رضائے الہی میں مال کثیر خرچ کر نیوالے اور سخت عبادت اور ریاضت بجالا دالے۔ اور رفی و دلاہیت اور حلم و تقویٰ میں انکو بڑی شہرت تھی۔ اور اکثر دن میں صیام اور شب میں قیام کرتے تھے۔ اور حضرت کے ساتھ سب مشاہدین حاضر و غزوة بدر میں۔ اور حجج الزمان کے وقت تو حضرت کے حکم سے یکون کے پاس پیغام لگئے تھے۔ حضرت نے انکو اس محل و اون سے شمار کیا۔ اور حضرت انکی تطہیم و تکریم کرتے اور انات و حیا کی صفت سے انکی تعریف فرماتے انکی ایام خلافت میں بہت سے بلا و امصار تصرف اسلام میں آئے چنانچہ ہمدان و ادر با بجان و افریقہ و اسکندریہ و قرآن و اندلس و قبرس و کازرون و قلندہ سفید و سیرجان و مازنداران و نیشا پور و طوس و بادعس و ہرات و بلخ و مصلیہ و قسطنطنیہ و فرط و غیلان۔ کہتے ہیں کہ انکے زمانے میں فتوحات و عنایم کی کثرت سے خطے کی قیمت ہزار درم کو پہنچی تھی۔ صحابہ کی ایک جماعت کثیر سے مروی ہے کہ کہتے تھے کہ عثمان ذوالنورین کے ایام خلافت عدالت میں عمر فاروق کے ایام کے مانند تھے بلکہ رفی و دلاہیت اور لوگوں کے ساتھ مواسات میں زیادہ تھے یہاں تک کہ فتنہ ظہور میں آیا اور غوغا سے عام ہوا قرار پانا خلافت کا عثمان ذوالنورین پر مشورت سے اصحاب مشورہ کے۔ آگے ہی مذکور ہوا کہ جب ابی المومنین فاروق اعظم زخمی ہوئے۔ امر خلافت ہاجرین سے چھے صحابہ پر مشرک رکھے اور مشورت کا حکم فرمائے دے چھے اصحاب بن عثمان ذوالنورین و علی رضی و طلحہ و زبیر و سعد بن ابی وقاص و عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ کہتے ہیں کہ وصیت کے وقت طلحہ حاضر نہیں تھے پھر حضرت عمر کے وفات کے بعد آئے اور مشورت میں داخل ہوئے۔ القصبہ حب اہل مدینہ جناب فاروق اعظم کی تدفین اور تعزیت سے فارغ ہوئے دے چھے اصحاب کبار مشورت کے لئے جمع ہوئے۔ عبدالرحمن بن عوف نے کہا کہ امی گروہ اصحاب تم آگاہ رہو کہ مجھے تمہارے ساتھ کچھ مازعت نہیں اور خلافت و حکومت کی طرف مجھے رغبت نہیں تم چیتے ہو تو مجھ کو اختیار دو تا تمہارے واسطے خلیفہ مقرر کروں سب کے سب راضی ہوئے پھر اصحاب مشورہ کی طرف توجہ لائے کہا کہ تم اپنا اختیار میں شخص کو دیجو۔ زبیر نے کہا کہ میں نے اپنا اختیار علی رضی کو دیا طلحہ نے کہا کہ میں نے اپنا اختیار عثمان ذوالنورین کو بخشا سعد بن ابی وقاص نے کہا کہ میں نے اپنے کام کا متولی عبدالرحمن بن عوف کو تمہارا عبدالرحمن نے کہا کہ میں نے اپنی گردن اور میرے برادر سعد کی گردن رقبہ خلافت سے

حالی کیا میں تم اصحاب کرام عبدالرحمن بن عوف کی موافقہ پر راضی ہو کے اپنے مکانات کی طرف سے مارے
عبدالرحمن نے ایک مہندہ کے ذبانی حضرت کی خدمت میں پہنچایا کہ اگر میں آپ سے عین کروں تو آپ کی مرضی
کسی خلافت پر ہی۔ جناب امیر نے فرمایا کہ عثمان ذوالنورین کی خلافت پر۔ پھر حضرت عثمان کے پاس پیغام بھیجا کہ میں
آپ سے عین کروں تو آپ کسی خلافت پر رہی جو جناب ذوالنورین نے فرمایا کہ علی رضی کی خلافت پر پھر حضرت
دو طرح کو دیا کہ پوچھا کہ خلعت خلافت تم کو نہ لی تو خلافت لئے تم کو کس کو سزاوار جانتے ہو وزیر نے حضرت علی کا نام لیا
اور دوسرے نے حضرت عثمان کا نام۔ عبدالرحمن نے کہا کہ اب اگر خلافت تختین بیٹھے علی رضی و عثمان ذوالنورین میں تو
ہی۔ روایت ہے کہ عبدالرحمن نے تین روز تک سب مہاجرین انصاریوں سے ملکر ہر ہر سے مصلحت و مشورت کی
طوریہ تہذیب کی کہ اب اگر خلافت تختین میں دایر ہی تم کو کس کو سزاوار جانتے ہو اگر لوگ حضرت عثمان کی طرف
جو دوسرا اور دوع و تقاد و حسن معاش اور ثناء اور سہل گیری و سہل بخاری پر نظر کرتے انہیں کی خلافت کی طرف
مائل ہو۔ اور ایک جماعت حضرت علی کے وفور علم و گیاہت اور فہم و فراست و غایت شجاعت و جلاہت و ہنر و
زہد و قناعت و کرم و عروت و جواد و فی و وفور اور کمال عدالت و مصلحت و ہنر و شجاعت و جلاہت و ہنر و
کی ہی خلافت پر راضی ہوئی۔ سورہ بن مخزوم جو عبدالرحمن بن عوف کا خواہر زادہ ہی روایت کرتا ہے کہ اس
شب میں جبکہ علی الصبح عثمان ذوالنورین کے ماتھے پر عین واقع ہوئی میرے ماں عبدالرحمن نے میرے گھر کیا اس وقت میں
نے خواب میں تھا سویدہ ار کیا اور کہنے لگا کہ ہم تین سب سے میں خواب نہیں کیا ہوں اب تو جا کے نویرہ اور سویدہ کو
لائے میں نے جا کے ان ہر دو کو ٹوٹے لایا۔ ان ہر دو سے مشورت کی طور پر کلام کے انہیں شخصیت دی۔ ایک روایت
ہی کہ ان دو نے کہا کہ منصب خلافت علی رضی کے نام پر قرار پاؤ تو نسب ہی کیونکہ انہوں علم و علم اور کرم و شجاعت اور پاک
و دیانت اور خصانت و مہمانت سے متصف ہیں۔ اور علم قضا اور قلع و فصل و قلع اور حکومت و دفع ضرورت
میں ہمارے تمام رکھتے ہیں اور انکو حضرت کی فراست کا شرف حاصل ہی۔ القصد راوی کہتا ہے کہ جب سعد و زبیر
روانہ ہو کر میرے ماں سے کہا اب تو جا کے علی رضی و عثمان ذوالنورین کو بلائے۔ میں پوچھا کہ پہلے کس کے یہاں جاؤں
تو فرمایا تو جس کے یہاں جاوے۔ پھر میں نے پوچھا کہ ہر ایک کو ملے لے آؤں یا باہم ہر دو کو۔ کہا کہ ہر دو کو باہم بلائے
آ۔ جب میری خاطر حباب امیر کی طرف زیادہ مایل تھی اول انہیں کی خدمت میں گیا کہ میں نماز میں مشغول تھے جب
خارج ہوئے میں نے اپنے انوکھا پیغام پہنچایا۔ میرے سے استفسار کیا کہ میرے سوا اور بھی کسی کو طلب کیا ہے میں نے کہا
ہاں عثمان ذوالنورین کو بھی بلوایا پوچھا ہم ہر دو سے آگے کس کو بلایا میں نے کہا کہ اسباب میں مجھ کو اختیار دیا پھر
کہا ہم ہر دو کو چلیں یا جدا جدا میں کہا کہ ملکر چلے آپ چلنے میں جلدی نہ کیجئے کہ میں انکو ہی بلائے کیے آتا ہوں۔ پھر
میں نے جلدی سے جناب ذوالنورین کے یہاں گیا جو سوال و جواب کہ حباب امیر کے ساتھ واقع ہوتے تھے لکے

ساتھ ہی وقوع میں آئے پھر ہم دو جلد نکلے اٹھائے راہ میں جناب امیر کے ساتھ ملحق ہوئے جب ہم تینوں میرے
 ماموں کے پاس چلے گئے۔ انھوں نے جناب امیر کے ساتھ بہت سے باتیں کر کے سوال کیا کہ یا ابوالحسن اگر خلافت آپ کے
 نام پر قرار پاوے کہا آپ کتاب وسنت اور شیخین کی سیرت پر عمل کرو گے۔ جناب امیر نے جواب دیا کہ میری
 طاقت کے موافق عمل کرونگا۔ پھر عثمان ذوالنورین سے بھی وہی بات پوچھی تو انھوں نے وفور رغبت سے ہسکو
 قبول کیا۔ تب میرے ماموں نے ان ہر دو کو نصحت دی۔ راوی نے کہنا ہی کہ ایسے میں جمع کی اذان ہوئی ہم لوگ
 یہی تھا کہ عبدالرحمن جناب امیر کے ہاتھ پر بیعت کرینگے انکے قرائن سے یہی بات پانی جاتی تھی۔ غرض جب نماز صبح کے
 لئے مسجد کی طرف گئے اور سب مہاجرین و انصار اور تابعین کا رجوع آئے اور نماز سے فراغت حاصل ہوئی۔ عبد
 الرحمن نے حضرت کے منبر پر سوار ہونے کے بعد وٹنا لے آئے اور درود و سلام جناب رسالت پناہی کے بعد سوال کیا
 کہ اے اہل شوریٰ کیا خلیفہ تمہارا کیا کام میری رائے پر موقوف یعنی یا نہ سب کہے کہ ٹان پھر جناب امیر سے کتاب وسنت
 اور شیخین کی سیرت پر عمل کرنیکی باب میں وہی سوال کیا جواگے کیا تھا آپ نے وہی جواب دیا جواگے دیا تھا
 پھر جناب امیر کا ہاتھ پکڑ لے کے کہنے لگا کہ یا ابوالحسن اللہ تعالیٰ اپکا رقیب ہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 سے اتنے قرب قرابت اور سلام میں تقدیم اور سبقت آپ کو ثابت ہی اگر خلافت کے لئے آپ کو اختیار کروں البتہ
 عدل و انصاف سے آپ عدول نہ کرو گے۔ اگر عثمان ذوالنورین کو خلیفہ تمہارا ہوں آپ مخالفت کی راہ نہ لو گے۔ پھر
 کہنے لگا کہ لوگو باوجود فاضل کے مفضل کو خلیفہ نہیں تمہارے کے باب میں میں نے ہر چند کوشش کی۔ اور خلق
 کا استفسار احوال کیا لاکن اکثر لوگ کی رغبت عثمان بن عفان کی طرف پائی۔ پس میں لا علاج ہوں یہہ ہو کر
 جناب ذوالنورین کے ہاتھ پر بیعت کی۔ ایک روایت ہی کہ عبدالرحمن نے داخل مسجد ہونے کے آگے ہی راہ
 میں حضرت علی سے سوال کیا کہ یا علی اگر میں آپ کو خلافت کے لئے اختیار کروں کہا آپ کتاب وسنت اور شیخین کی سیرت
 پر عمل کرو گے تو حضرت علی نے فرمایا کہ میں جزم نہیں کرتا ہوں لاکن میری طاقت کے مطابق عمل کرونگا عبدالرحمن نے
 تین بار اس سوال جواب کو ٹوک دیا۔ پھر جب حضرت عثمان سے بھی سوال کیا تو انہوں نے بلا توقف و بلا قید قبول
 کیا۔ تب پھر عبدالرحمن نے سر پر دستار اور کمر پر تروار باندھا ہوا مسجد نبوی میں آیا اور منبر پر سوار ہو کے اللہ تعالیٰ
 کی حمد و ثنا ادا کی اور حضرت پر درود و سلام بھیجا اور کہنے لگا کہ یا علی میں نے اصلاح مسلمین میں نظر عمیق اور بہت کوشش
 کی تو اکثر لوگ تمہارا میلان عثمان بن عفان کی طرف پایا سو اب ناچار انہیں کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں خداوند تو گواہ رہ
 کہ میں عثمان کو خلیفہ تمہارا یا اور انکے ہاتھ میں ہاتھ دیکھ بیعت کی پھر لوگ حرکت میں اور بڑا اثر دام ہوا سب کے سب
 بیعت کئے اور سب کے بعد حضرت علی اور ابن عباس بھی بیعت کر چکے۔ ابو داؤد شقیق ابن مسلمہ جو اکابر تابعین سے ہی
 روایت کرتا ہے کہ میں نے عبدالرحمن بن عوف سے پوچھا کہ تم نے حضرت علی کو چھوڑ کے حضرت عثمان سے بیعت

کیا اسکا سبب ہی جواب دیا کہ اول یہ واقعہ جناب امیر کی ہی حیات پر تھا مگر عثمان کی حیات کا غور نہ تھا کہ کون حسین نے کتابت و دستاویز کی سیرت پر عمل کر کے باب بنائے سوال کیا تو فرمایا کہ میری طاقت کے موافق عمل کر دیجئے۔ اور جب عثمان سے بھی سوال کیا تو جابجا اقبال کیا۔ اُن وقائع کا بیان جو حضرت عثمان کی حیات میں ظاہر ہوئے۔ حضرت عثمان کی خلافت میں اول جو خطبہ روایہ عبد اللہ بن عمر کا ہی کہنا کہ مذکورہ بار خلافت میں لاکھ اٹھ سو تھالیں طلب کئے اسکا قصہ یہی کہ حضرت عمر کے زمانے میں ہرمیزان جو امرونا اور خدرستان کا حاکم تھا۔ اور کسریٰ کی طرف سے اسکو تاج و تخت کی خواہش تھی اسی سلام اسکے ساتھ بیت سے جنگ و جدال کئے گئے وہاں کسریٰ کو کر کے مدینہ کی طرف روانہ کئے۔ جب اسے حضرت عمر کے حضور میں حاضر ہوا آپ کی زبان فیض و رحمان چند باتیں سنیں اسلام لایا اور مدینہ طیبہ میں اقامت کی بنی ڈھنگ کی نقل رعایت میں آرام لے کے بیت الام سے جو تھوڑا کچھ اسکو دیتے تھے اسی پر گذران کرتا تھا۔ اور ابوہریرہ جو حبشہ نصارا کے ساتھ دوستی اور اختلاف رکھتا تھا جب ابوہریرہ نے حضرت عمر پر خیر خواہی اور سلام دیا ایک جاہل کو زخمی کر کے مسجد بھاگا بنو قریظہ سے ایک شخص نے بھیجا کہ اسکو قتل کیا اور خیرود مراد اسکے ہاتھ سے چھین لے کے عبد الرحمن بن ابی بکر صلیبی کے تحویل کی۔ انہوں نے وہ خیر عبد اللہ بن عمر کے ہاتھ دیکھ لیا کہ ابن نے ایک روئے دیکھا کہ ابوہریرہ جو خیر لایا ہوا ہرمیزان کے گھر گیا ہرمیزان اور حبشہ نصارا اور ابوہریرہ تینوں مل کے خطبہ باتیں کرتے تھے پھر وہ دیکھنے ہی متفرق ہو گئے۔ یہ سننے ہی عبد اللہ بن عمر کو گمان غالب ہوا کہ دے سب اپنے والد ماجد کے قتل میں شریک تھے۔ اور عبد الرحمن کو یہ گمان نہیں تھا کہ عبد اللہ بن عمر صحابہ کے بلا مشورت انکے قتل میں جلدی کرینگے غرض عبد اللہ نے وہی خیر لیکے ہرمیزان کے گھر گئے اسکو قتل کیا اور حبشہ نصاریٰ جو ذوق تھا اسکو بھی مار ڈالا اور یہ غم رکھتا تھا کہ ہم کے قیدیوں کو کچھ پھر دے سب کو مار ڈالے جب مجاہدین و نصارا انکے ارادے سے واقف ہوئے بلا توقف اُن کے پاس جا کے خیر خواہی کی راہ کوئے زبرد تو جہنم میں نہان کھولی اور تہدید کہ عبد اللہ نے کہا کہ جب امیر شہزاد کا قتل اور اسے خیر سے ہوا اور جو لوگ اسکے ساتھ اسکی مشورت میں شریک رہیں ہر ان سبکو قتل کر دینا جب عبد اللہ نے شہید سے یہ بات کہی سعد بن ابی وقاص نے اسکے جواب میں آیا ہر دو میں تیری سخنی سے کلام ہوا بیان تک کہ حضور مٹنے پر دو کہہ دیا۔ جب عثمان ذو النورین مسند خلافت پر بیٹھے مہر بیت کا بابر مجاہدین و نصارا کو حق کے را کیا کہ عبد اللہ بن عمر کے باب میں تم کہا کہتے ہو ایک جاہل کی کہ اسنے دین محمدی میں ایک قتل و حادث کیا اور اس میں موجود ہر فرقہ کا مذکورہ کھولا ایک ہر ذوق کی اور اس شخص کو جو دے میں خدا اور رسول کے تھا اور ایک ترک جو حد کو نہیں پہنچی تھی بلکہ جرم اور بے دلیل قتل گمان سے قتل کیا سب اسکو بھی اسکے قصاص میں مار ڈالا چاہئے۔ اور ایک جاہل کہ خیر عبد اللہ بن عمر کی طرف تھی حبشہ نصارا اور ہرمیزان کو بدی سے یاد کر کے کہنے لگے کہ تم جیتے ہو کہ عبد اللہ کو انکے داکے چھ دینا سے عقی کی طرف روانہ کریں۔ پھر فکر میں طرفین سے آوازین بلند ہوئیں۔ جب عمر بن عباس نے دیکھا کہ

انہی آتش شعلہ مار رہی تھی جلد اسکے بچاؤ میں کوشش کر کے جناب النورین کہنے لگا کہ یہ مآرب کی خلافت کے آگے واقع ہوا سب
 یہی ہی کہ اس سے زیادہ اس میں غصہ نہیں بلکہ اس سے اعراض اور اغراض کرنا دین۔ اور مجھے صحابہ نے کہا کہ لوگ کہیں گے کہ کل خلیفہ
 رسول کو قتل کئے اور آج انکے فرزند کو مار دے بہتر یہی ہی کہ اس سے خاص سے گذر جاویں۔ تب عثمان بن عفان نے اس کو
 مستحق جان کے ان مقتولوں کا خون بہا خاص اپنے مال سے دیکے عبداللہ بن عمر کو مطلق العنان کر دیا۔ اور عقیقہ بن شعبہ کو
 کوفے کی امارت سے معزول کر کے انکی جاسے پر پھر سعد بن ابی وقاص کو روانہ کیا۔ اور فرمایا کہ مجھے عمر فاروق نے وصیت
 کی تھی کہ میرے بعد جسے خلیفہ ہو دیکھا اس کو چاہئے کہ پھر سعد کو کوفے کی امارت پر نصب کرے اور اسکی دل جوئی سے پیش
 آوے کیونکہ میں نے جو اس کو معزول کیا وہ کچھ خیانت کا سبب نہیں تھا۔ اور اسکی مدینہ طیبہ میں اور اسکے اطراف و لواحق
 میں رعاف کی بیماری پیدا ہوئی شہر شخص کی ناک سے خون جاری ہوا۔ اور کوئی اس بیماری سے نہیں چھوٹا۔ وہ مرض مسلسل
 تین مہینے تک جاری رہا سو اسلئے اس سال کو سن رعاف کہتے ہیں۔ اور حضرت عمر کی شہادت سے جب چھ مہینے گزرے
 ہمدان والوں نے جو مسلمانوں سے عہد و پیمان کیا تھا عہد شکنی کر کے باغی ہوئے۔ بعد ازاں شانہ اس شہر کی فتح پھر مغیرہ بن شعبہ کے ہاتھ
 پر واقع ہوئی۔ اور شہر والے بھی ہمدان والوں کا شیوہ اختیار کیا۔ سو ابو موسیٰ اشعری اور برابن عازب اور قمر بن کعب کی
 سعی و اہتمام سے پھر مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ اور جناب ذوالنورین نے عبدالرحمن بن عوف کو امیر حجاز کر کے روانہ کیا تاج کے مناسک قائم کر دے
 اور ایک روایت یہی کہ آپ ہی مکہ معظمہ کی طرف تشریف لگے اور مناسک حج ادا کر کے بہت سے فقراء مساکین کو کھانا کھلوا دیا
 اور خیرات کی۔ ہجرت سے پچیسویں سال کے وقایع اور اسکندر ریہ کی فتح اس سال میں اسکنڈ
 والوں نے اہل اسلام سے اول عہد کیا تھا تو ردیا۔ تب حضرت عثمان کے حکم سے عمرو بن عاص ایک لشکر تیار کر کے ساتھ ان
 اشرار پر جا پہنچے اور جنگ و جہاد میں تیری داد دی۔ اللہ تعالیٰ کی مدد سے انہیں کے ہاتھ پر دمان کی فتح میسر ہوئی۔ اور اسی
 سال عبداللہ بن مسعود کو جو بیت المال کی حکومت پر مقرر تھے سعد بن ابی وقاص کے ساتھ ناخوشی بددئی اسلئے جناب ذوالنورین نے
 کوفے کی حکومت معزول کر کے اپنے برادر ماموری ولید بن عتبہ بن ابی معیط کو انکے جاسے پر نصب کیا حضرت عمر کے زمانے سے ہوت
 ایک جزیرے کا عامل تھا سو حضرت عثمان کے حکم پر کوفے کی طرف متوجہ ہوا کہ فہون کو اسکی حکومت ناملازم اور ناگوار ہوئی کیونکہ سعد
 ابی وقاص مرد و نادان عاقل و فہیم اور شجاع و کرم تھے اور زہد و صلاح موصوف اور خیر و فلاح سے معروف تھے۔ اور ولید کا فتنہ و فحور
 کو فہون سے پوشیدہ نہیں تھا۔ لاکن اسے جب کوفے کی امارت پر مکن ہوا اپنے فتنہ و فحور سے باز آئے اخلاق حمیدہ و اخلاق شہید
 اختیار کئے پانچ سال جو کوفے کی حکومت کی ایسے مکان میں رہتا تھا کہ جگہ دروازہ نہیں تھا تا حاجت مند لوگ جب چاہیں آیا کریں
 کوئی مانع و مزاحم نہ ہے اور ادنیٰ داعی کے ساتھ کمال شفقت اور ملامت سے پیش آتا تھا لوگ اس سے خوش تھے یہاں تک کہ اس سے
 ایک ایسی حرکت سرزد ہوئی کہ لوگ کے دل میں اس سے کراہت پیدا ہوئی انشاء اللہ تعالیٰ اسکا بیان آگے دیگا۔ فتح آذربائیجان
 کی بجائے کہ دمان کے لوگوں سے عہد شکنی واقع ہوئی اور صلح ارمنیہ والوں کے ساتھ

اور روانہ کرنا سلمان بن رسیعہ باہلی کو معاویہ کی مدد پر۔ اور فتح پاناروم کے بعضے شہزاد
 لائے جن کہ جب حضرت عثمان نے ولید بن عقبہ کو کرنے کی حکومت دی۔ اور عقبہ بن فرقہ کو اوزبایجان کی حکومت مقرر
 کیا۔ اس ملک کے لوگوں نے پوشیدہ کنی کیے بنادت کی راہ لی۔ تیئں لید کو حکم لکھا کہ ان سے جنگ کریں۔ اسے خود چرے عرصے میں ایک
 ہزار لشکر اور سامان جنگی مہیا کر کے کوٹنے سے کوچ کیا۔ اٹھارے راہ میں جس قوم کو بانا کردہ دایہ طاقت سے قدم برابر رکھا ہوا ہو
 غارت کرنا ایسا ہی کئے قتلے اور بلاؤں سے خوفزدہ پایا اور غنائم ہاتھ آئے۔ جب اوزبایجان پر جا پہنچے اس ملک کے
 لوگوں نے لشکر اسلام کو دیکھ کر گھبراہٹ میں مقابلے کی طاقت نہیں تھی غیبا آگے حذیفہ بن الیمان کے ساتھ عبدود بن
 کیا تھا ویسا ہی آتھ لاکھ درہم دیکے صلح کی۔ پھر وکیلہ اطراف و نواحی میں فوجیں روانہ کیں سلمان بن رسیعہ باہلی کے ساتھ
 باہر ہزار جو ان مرد کو دیکے ارمینہ کی طرف بھیجا۔ انہوں نے کئے شہر فتح کئے غنائم اور سبایا جو حساب اور نمانہ سے زیادہ
 تھے ہاتھ آئے پھر کمال خوشی سے مراجعت کر کے لشکر ولید کے ساتھ جا کے ملے ہوئے۔ اور ولید نے مظفر منصور بن
 و غانم مراجعت کر کے موصل کی راہ لی جیسا اس فوج کے قریب پہنچا امیر المؤمنین عثمان کی طرف سے ایک نامہ اس کو
 پہنچا کہ معاویہ بن ابی سفیان کا مکتوب میرے نام سے آیا ہے کہ اہل درہم مرد شام میں ایک ہزار لشکر جمع کر کے اہل اسلام سے
 جنگ کر کے شیعہ بنیے میں ہیں مسلمانوں کی مدد کے لئے ایک لشکر روانہ کیجئے۔ اس واسطے میری راے اس بات پر مبنی ہے کہ کوٹنے کے
 لشکر سے انکی مدد روانہ کریں۔ اس لئے لکھا جاتا ہے کہ لشکر عراق کے سرداروں میں جو شخص کہ شجاعت و مصاہبت میں مشہور ہو
 اسکے ساتھ آتھ ہزار یا تین ہزار یا دس ہزار جو مرد کو دیکے معاویہ کی مدد پر کی طرف روانہ کیا جائے وہ اسلام۔ جب یہ
 ولید کو پہنچا اس وقت سبایا جان کا بر کوچ کر کے اُس نے کما مضمون ساما یا اور دیون جنگ پر ترغیب تحریر فرمائی۔ اور
 سلمان بن رسیعہ کے ساتھ ہزار مرد کو دیکے روانہ کیا جب یہ لشکر معاویہ کے لشکر کے ساتھ جا کر انہوں نے لشکر شام سے بارگاہ
 ریح زن جہراہ لیکے فوج روم کی طرف توجہ لانی ہیستے بلاد و صحارہ تخریر آئے حصول مقصود کے بعد پھر شام کی طرف مراجعت کیا
 اور بعضے فوج میں مسطور بنی کہ حضرت عثمان کے حکم سے معاویہ اپنے لشکر سے حبیب بن سلمہ فہری کے ساتھ جہاد ہزار سپاہ
 اور دو ہزار پیادوں کو دیکے ارمینہ کی طرف بھیجا۔ جیسے اٹھارے راہ میں جب شہر شمس ط پر پہنچا یہ خبر پائی کہ روم کے سرداروں
 ایک شخص کہ حکیمانہ زبان تھا اسی ہزار کا لشکر لیکے اوپر سے کا قصد رکھتا ہے جیسے یہ خبر سننے ہی معاویہ کو لکھا اور معاویہ
 امیر المؤمنین عثمان کی خدمت میں ایک عرض لکھ کر روانہ کیا تب حضرت عثمان نے ولید بن عقبہ کو حکم لکھا کہ کوٹنے کے لشکر سے اور باہلی
 طرف انواحی کی فوجیں دس ہزار دلاؤ کو انتخاب کرے اور سلمان بن رسیعہ باہلی کو ان پر امیر مقرر کرے حبیب بن سلمہ کی مدد
 بھیج دے جب یہ فوج ولید کو پہنچا حکم کے موافق دیے ہی دس ہزار مردان جنگی کو جن لیکے سلمان کو ان پر امیر مقرر کر کے
 کی طرف روانہ کیا جب یہ خبر لشکر شام میں پہنچی شامیوں نے انہیں میں یہ کہنے لگا کہ سلمان کی فوج چارے ملے یعنی ہر
 ہزار ہزار لشکر قتال خانہ کرے اور فتح و مظفر میرے ہوتے دے کہیں گے کہ ہماری اعانت ہے فتح و نصرت نصیب ہی تب ہزار

شوکت نہا دیکھا بہتر ہی ہی کہ وہ یہاں آئیے ان کے ہی لشکر دوم پریم شجون گرین انشاء اللہ تعالیٰ جہود مقصود اس مہینہ تدبیر
 میں نظر آئیگا۔ پس اسی تدبیر کے موافق ایک شب ناگاہ دشمن کے لشکر پر جاگرے بہت سے کفار مار پڑے اور باقی ہزیمت کھا کر
 اسلام کے جھندے کمال شان و شوکت سے کھڑے۔ ردیوں کا مال و متاع جو غنیمت میں آیا دوسرے روز چاہتے تھے کہ نفیس کرین
 ایسے میں میکیک کوئے کا لشکر بھی اپنی کوفیوں نے چاہا کہ اس غنیمت کے حصہ میں آپ کو بھی شریک کرین اور کہنے لگا کہ ہماری
 ہی ہول و دہشت سے ردیوں کو قوت نہ ملے اور تم کو بھی تہو زبایدہ ہو اس موقع و نصرت حاصل ہوئی اب غنیمت میں ہم کو بھی شریک
 کیجئے حبیب نے جواب دیا کہ مقتضائے کرمیہ لکنس لِلْإِنْسَانِ الْكَفَّاسِ کے اس میں تم کو کچھ حصہ نہیں ہر دولشکر میں ردو
 بدل زیادہ ہوا آخر جنگ کی ذمت پہنچی ایک دوسرے پر توڑ پھڑا ہر دو طرف بہت سے لوگ تلف ہوئے جب کوئے کا لشکر عدد
 میں زیادہ اور قوی تھا غلبہ پایا یہی پہلی عداوت ہی جو شامیوں اور کوفیوں میں حادث ہوئی۔ اسکے بعد حبیب بن مسلمہ عاجز
 ہو کے صلح کرنے پر آیا اور ایک قاضی کی زبانی مسلمان کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ بِجَاہِ الْمُؤْمِنُونَ لِأَخَوَاتِهِمْ ہم آپس میں
 بھائی بن ایک دوسرے کی رعایت کیا چاہئے اب ہم دین دشمنوں کے ملک میں ہیں دنیا دنی کی حطام فانی کے لئے آپ کو بلا
 اور زبوں کرنا کب مزادار ہی اب مصلحت اسی میں ہی کہ ہم اپنا معاملہ امیر المؤمنین عثمانؓ ذوالنورین کی طرف رجوع کرین دربار
 خلافت سے جیسا حکم صادر ہوتا ہی اس پر عمل پیرا ہو دین مسلمان قبول کیا ہر دولشکر تروار سے ہاتھ رکھا جب یہ واقعہ
 حضرت عثمانؓ کی خدمت میں ظاہر ہوا حبیب بن مسلمہ کو لکھا کہ جب کوئے کا لشکر تمہاری امداد کے ارادے سے نکلا اور جنگل بیابان
 قطع کیا اور سفر کا رخ و قعب کھینچا محرومت ہی تھا خاکرتی ہی کہ مال غنیمت میں انکو بھی شریک کرین۔ یہ مکتوب پہنچتے ہی حبیب
 بن مسلمہ نے کوئے کے لشکر والوں کو مال غنیمت سے حصہ دیا اور آپ سے لشکر اسی نواح میں اقامت کی۔ اور مسلمان بن ریحہ
 جناب خلافت مآب کا حکم آیا کہ جو لشکر کوئے سے لے آیا تھا اسکو ہمراہ لیکے اربینہ کی طرف کوچ کرے اور اس ملک کی تسخیر
 کرنا ہے **جنگ آفریقہ کا ابتدا** اسی میں حضرت عثمانؓ کا حکم حاکم مصر عمرو بن العاص کے نام سے شرف صدر
 پایا کہ عبداللہ بن مسعود کے ہمراہ ایک لشکر دیکے آفریقہ کی اطراف و نواح میں روانہ کرین عمرو بن العاص نے حکم کے مطابق ایک
 لشکر روانہ کیا لکن دشمنوں کی کثرت سے لشکر اسلام ان سے زیادہ تعرض نہ کر سکا آخر مع الخیر لوٹ آیا ہجرت سے
چھبیسویں سال کے وقایع اس سال میں حضرت عثمانؓ عمرے کی نیت سے مکہ معظمہ کا قصد کیا شب کے وقت مسجد
 میں داخل ہوئے طواف اور سعی بجا لائی۔ اور طلوع صبح صادق کے آگے حلال ہوئے کمرے سے فارغ ہوئے۔ اور مسجد حرام کو
 کشادہ کر دیا حکم کیا اور مسجد کے ہمسائے میں چند مکان واقع تھے انکو خرید کر چاہا تو بعض لوگ اپنی خوشی سے فرو
 گئے اور ایک جماعت بیچنے پر راضی نہ ہوئی۔ جناب ذوالنورینؓ ان پر غصہ ہوئے حکم کیا کہ مکانات ان سے چھین لیں گرا دین اور
 انکو قید کرین۔ اور فرمایا کہ عمر فاروق کے زمانے میں جب ایسا ہی مسجد کو کشادہ کر دیا کام پر تابت کیسا راضی ہوئے فرو
 گئے اب کس نے نہیں سمجھتے ہیں آخر عبداللہ بن خالد کی سفارش سے انکو قید سے رہائی بخشی۔ اور اسی سال عثمانؓ بن ابی العاص

حکم کیا کہ شاربہ الجوز کو فوج کر نیکے لئے جاوے جب انھوں نے وہاں جا پہنچے وہاں کے لوگوں نے بنی ہزار تین سو مشال تو ہوا دیکھ
 صلح کی۔ اور قلعہ مجرہ جو اس دیار میں قلعہ السیج سے موسوم تھا اور اس کو بڑے سفید بھی کہتے تھے اور بن قلعوں میں بہت ہی بلند تھا
 عثمان بن ابی العاص نے ہرم بن حیان عسی کو اس قلعے پر روانہ کیا۔ جب ہرم کی فوج اس قلعے کے پاس جا پہنچی وہ قلعہ وارتک
 اطراف حصار سے جنگ شروع کیا پھر لشکر اسلام کے دلا دلوں نے مقابلہ کر کے ایسی سخت زدائی کی کہ اللہ تعالیٰ کی تائید سے وہ
 قلعہ چھوڑ گیا۔ اور اسی سال حضرت عثمان نے عمرو بن العاص کو مصر کی حکومت سے معزول کر کے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو
 اہل جاوے پر نصب کیا پھر فوج کی امارت پر ستور سابق عمرو بن العاص پر ہی بھال بھی۔ لاکھ جب وہ عثمان ایک پیام میں اور وہ
 ایک مقام میں جمع ہو نہیں سکے بن عمرو بن العاص عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے درمیان مخالفت اور مذاہمت لگتی
 سو ان کے درمیان خل رافق ہونے لگا ہر دو نے ایک دوسرے کا گھر حضرت عثمان کی خدمت میں لکھ بھیجا۔ آخر جناب فو النورین
 عمرو بن العاص کو بالکل حکومت سے معزول کر کے عبداللہ بن سعد کو تمام مصر اور اسکندریہ پر مطلق العنان کر دیا۔ تب عمرو بن
 نے مصر سے ان کے مدینہ طیبہ میں طرح اقامت والی حضرت عثمان کے ساتھ جو تقاضا لیا تھا روز بروز زیادہ ہونے لگا جناب
 فو النورین کی خواہش اسی جو عمرو بن العاص کے سختی میں بھی انہوں نے اس سے اسکو طلاق و بائنا اللہ تعالیٰ باقی احوال
 آئندہ آئیگا۔ اور اسی سال آفریقہ کی فتح ہوئی اسکی تفصیل یہی ہے کہ سال گذشتہ میں عمرو بن العاص نے جناب خلافت اب
 حکم پر عبداللہ بن سعد کے ساتھ ایک لشکر دیکھ آفریقہ پر بھیجا تھا اسکے بعد عبداللہ بن نافع بن عبد القیس عبداللہ بن الحارث کو ایک
 تکرری پر امارت دیکھ حکم کیا کہ جلد جا کے عبداللہ بن سعد کے ساتھ ملتی ہو دوں۔ تب یہ تینوں سرحد جب آفریقہ کی سرحد
 میں جا پہنچے دشمنوں کے لشکر کی کثرت اور ان کے حکام کی شوکت پر لشکر کے مقابلہ کرنا مناسب نہ جان کے واپس آئے تھے۔
 جب اس سال میں عبداللہ بن سعد منہ حکومت پر تھیں ہوا حضرت عثمان کے حضور میں ایک عزیز بھیج کے آفریقہ پر لشکر لے
 کر نیکے باب میں پروا لگی جا ہی اور دشمنوں کی کثرت ظاہر کر کے مدد طلب کی۔ حضرت عثمان نے ان کا جواب جہین و انصار کو بھیج
 اسباب میں مشورت کی مگر صحابہ نے استہارہ اتفاق کیا کہ عبداللہ بن سعد کو آفریقہ کے جنگ پر اجازت دیکھئے اور یہاں مدد
 روانہ کیجئے۔ تب جناب خلافت اب نے ایک بڑا لشکر جمع کر کے عبداللہ کی مدد پر مصر کی طرف روانہ فرمایا۔ اس لشکر
 اشراف صحابہ جیسے عبداللہ بن عباس عبداللہ بن عمرو وغیرہ داخل تھے جب یہ لشکر مصر پہنچا عبداللہ نے اپنی فوج کے ساتھ ہر
 لشکر انجہ لیا ہوا آفریقہ کی طرف کوچ کیا۔ اور عقبہ بن نافع بھی جو اہل اسلام کی ایک تکرری کے ساتھ اسی فوج میں اقامت
 کی تھی وہ بھی اپنی فوج سمیت عبداللہ کے لشکر سے ملتی ہوا۔ جب یہ فوجیں ہر طرف سے ایک جہت مغرب کی سرحد میں رافق
 بنی امیہ فو النورین کو ایک تکرری جو یہی تھی اسکو غارت کر کے آفریقہ تک پہنچیں اور اطراف و فواہی میں فوجیں
 کیں۔ اور ان دونوں ملک میں فیہر دم کی طرف سے جہز ہرام ایک تکرری تھا طرابلس سے حدود طنجہ تک اسکی حکومت
 تھی اپنے اس ملک کا خراج بادشاہ مدوم کے پاس بھیجا کرتا تھا۔ جب لشکر اسلام کی آمد ان سے بنی امیہ کو پتا لشکر جمع کرنے

میں مشغول ہوا۔ عورتوں سے عہد میں ایک لاکھ بیس ہزار روز فراہم آگئے۔ پس جرجینے وہ لشکر ہمدان لیکے لشکر اسلام سے مقابلہ کر کے لے نکلا۔ شہر شہید ہوا۔ ایک روز کی مسافت پر ایک جگہ ہر دو فریق ٹٹنے کا اتفاق ہوا۔ ہر دو لشکر نزول کئے۔ عبداللہ بن سعد جرجین کے پاس ایک قاصد کو روانہ کیا تا اسکو اسلام کی طرف دعوت کرے۔ اگر اسلام لاؤ تو ہمدان اور اوجزیہ دیا کرے۔ اگر جزیہ بھی قبول نہ کرے جنگ پر تیار ہو جائے۔ قاصد نے اس کے پاس جا کے دعوت کی وہ بد بخت نہ اسلام لایا نہ جزیہ قبول کیا۔ آخر جنگ و قتال ہی قرار پایا۔ عیدیم چالیس دن تک ہر روز مقابلہ ہوا۔ ہر دو لشکر جب بہت ہوتے اپنے لشکر گاہ میں آگے آرام پاتے تو عہدہ دراز تک لشکر اسلام کی خبر جناب خلافت ماب میں نہیں پہنچی اسلئے عبداللہ بن زبیر کے ہمراہ ایک جماعت کثیر دیکھے اس لشکر کی مدد پر روانہ کی۔ عبداللہ بن زبیر تری جلدی سے قطع منازل کرنے لگے۔ عورتوں سے عہد میں عبداللہ بن سعد کی لشکر گاہ تک جا پہنچے اتفاقاً اس وقت لشکر اسلام جنگ کے لئے تیار کھڑا تھا۔ جب مسلمانوں کی نظر عبداللہ بن زبیر کی فوج پر پڑی نہایت مسرور ہوئے اور جرجین تک دل ہوا عبداللہ بن زبیر نے لشکرین دیکھا تو عبداللہ بن سعد کہیں نظر نہ آئے دریافت کی تو لوگوں نے کہا کہ جرجین اپنے لشکرین منادی کر دئی ہیں کہ جسے عبداللہ بن سعد کا سرکات کے اسکے پاس لاوے تو زور سرخ کے لاکھ دینار اسکو انعام دوں گا اور اپنی دختر کو اسکے ساتھ نکاح بھی کر دوں گا اسلئے اسنے خفی نہ ہٹا ہی۔ تب عبداللہ بن زبیر نے عبداللہ بن سعد سے جا ملے اور دلدارہ کی اور کہا کہ تم بھی اسکا تدارک کیا چاہئے یعنی ہر سرمدان منادی کر دئے کہ جسے جرجین کا سرکات کے میرے پاس لائیں گا اسکو مال غنیمت سے لاکھ دینار بخشوں گا اور اسکی دختر کو بھی ہندی کر کے اسکو دوں گا۔ اور اسکے ملک کی حکومت اسکے تحویل کر دوں گا۔ عبداللہ بن سعد اور سب حواشی یہ بات بہت ہی پسند کی ویسا ہی مذاکرہ دئی جب وہ آواز جرجین کے کان میں تہی بہت ہی گھبراہٹ برپا ہوئی خوف و خطر اس پر غالب ہوا اسلئے قتال کے وقت لشکر کے پیچھے بہت دور رہتا تا اپنے لشکر کو شکست ہو جاو تو آپ فرار کرے۔ پھر عبداللہ نے حکم حدیث کے سبب خدعہ کے ایک تدبیر سوچی۔ اور عبداللہ بن سعد سے کہا کہ تم اپنے ملک سے دور پڑے ہو اور سمرقانی تصدیق کھینچ رہے ہو۔ اور مخالفین اپنے ملک میں فارغ الیال اور مردہ الحال بیٹھے ہیں ہر روز انکو تازی مدد پہنچتی ہی اسلئے دلیر ہوتے ہیں اور ہم اپنے بھائی مسلمانوں سے دور پڑے ہیں ہکو اسلئے مدد دیر سے پہنچتی ہی میں نے مصیحت اس تدبیر میں دیکھتا ہوں کہ تم ہمارے لشکر کے جوانمردوں کی ایک جماعت کو حکم کریں کہ ہاتھیار ہٹو کہ جنگ کے واسطے اپنے خیموں میں ہی تیار رہیں۔ اور ہم دوسرے نمازیوں کے ساتھ کافروں کے جنگ میں قیام کریں۔ جب فریقین تھک جا کے جدال سے ہاتھ رکھیں اور اپنی اپنی جگہ آگے ہتھیار اتار کے آرام پاویں۔ ایسے میں ہماری ایک جماعت جو خیموں میں تیار ہی جلد سوار ہو کے میکسک لشکر کفار پر جا کرے۔ شاید کہ یہ تدبیر موافق تقدیر کے ہو فضل ربانی و تائید آسمانی سے فتح و ظفر حاصل ہو۔ عبداللہ بن سعد نے جب یہ تدبیر سنی سب اکابر صحابہ کو جمع کر کے اسباب میں مشورت کی کہ یہ تدبیر کو پسند کیا اور عبداللہ بن زبیر کے ملوث ہوئے۔

تھے۔ پس اپنے لشکر کے اکثر بیچ اور جزا فرو کو حکم کیا کہ با اختیار ہو کے اپنے خیموں میں جنگ پر آمادہ رہیں۔ اور اپنے گھوڑوں و کنبہ میں رہیں کہ خیموں کے دروازوں پر کھڑے آکر رہیں۔ اور آپ باقی لشکر کے ساتھ جنگ میں متحمل ہو کر پہنچے۔

کہ اس روز عبداللہ بن سعد قلب لشکر میں تھے۔ اور عیسیٰ بن عبد اللہ بن عمر اور عیسیٰ بن زبیر اور مقدادہ الحبشہ اور عبد اللہ بن عباس تھے۔ صبح سے نہ والی فتاب تک جڑی سخت جنگ ہو جب لشکر اسلام کے موذن نے اذان کی اور جنگ سے پہلے جابجا نفاذہ بجا ہر دو لشکر اپنے اپنے مقام کی طرف مراجعت کی کفار اپنی اختیار میں کھول کے ٹھکے ماندے اپنے بچاؤن پر تھے ہوئے تھے کہ ایسے میں لشکر اسلام کے شجیروں نے جو اپنے خیموں میں تیار تھے گھوڑوں پر سوار ہو کر یکایک کافروں پر جا کر سے کفار کو اپنی اختیار باندھنی کی فرہست نہ رہی سو بے اختیار بھاگنے لگے۔ اہل اسلام پیچھا کر کے جو ملتا اسکو قتل کرتے تھے جرجر جو انکا سردار تھا عبداللہ بن زبیر کے ہاتھ سے مارا پڑا عبداللہ بن سعد نے شہر منظر کے دروازے پر اتر کر اس شہر کو محاصرہ کیا تھا جب شہر مفتوح ہوا اتنا مال و زرہ ہاتھ آیا کہ بلاد روم کی فتوحات سے کہیں اس قدر مال متاع نہیں ملا تھا اور غنائم کی کثرت اس درجے کی تھی کہ ایک سو ارب کو تین ہزار اور پچاس کو ایک ہزار دینار زر مسخر حصے میں آئیں۔ اور فریقہ کے لوگ عاجز ہو کر مصالحت پر آئے پانچ لاکھ دو ہزار دینار دیکھے صلح کی۔ عبداللہ بن سعد نے وعدے کے مطابق جرجر کی دختر کو عبداللہ بن زبیر کے تحویل کیا اور غنیمت کا خمس اقسام کر دیا۔

لا کے مع فتح نامہ امیر المومنین عثمان ذوالنورین کی خدمت میں روانہ کیا۔ اہل مدینہ بہت خوش ہوئے اور شکر آبی بجالایا۔ عبداللہ بن سعد نے ایک سال میں جیسے تک فریقہ میں اقامت کی تھی پھر جناب خلافت مابک حکم سے اولیٰ کی حکومت عبداللہ بن نافع کو دیکے آپ مصر کی طرف معاودت کی ہجرت سے تیسویں سال کے وقایع لائے ہیں کہ جب فریقہ کا ملک مسلمانوں کی تصرف میں آیا امیر المومنین عثمان ذوالنورین نے عبداللہ بن نافع بن عبد القیس کو حکم لکھا کہ مغرب کی طرف لشکر کشی کرے انہوں نے حکم کے موافق جب جنگ کا تہیہ کیا تو اس ہزار سو ارب جمع آئے سو اس لشکر کو لیکے دریائے راہ سے کوچ کیا جب شہر پر پہنچا وہاں کے لوگوں کے اتفاق سے اندر پر جا کے جنگ آغاز کیا کئی دن تک قتال جاری تھا بہت سے کفار مارے تھے آخر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح و نصرت بخشی جب اندلس کا ملک اہل اسلام کی تخیز میں آیا مسلمانوں کی شوکت زیادہ ہوئی بہت سا مال و متاع اور سبایا ہاتھ لگے ملک مغرب میں جا بجا اسلام کے جہنڈے برپا ہوئے غنیمت کا خمس مع فتح نامہ مدینہ طیبہ کی طرف روانہ کیا اہل مدینہ بہت خوش ہوئے شکر آبی بجالایا امیر المومنین عثمان ذوالنورین نے اندلس کی حکومت عبداللہ بن نافع بن الحصین کو عنایت کی ہجرت سے اٹھائیسویں سال کے وقایع اس سال میں ایک قول سے تیسویں سال میں معاویہ کے ہاتھ پر قبرس کی فتح میسر ہوئی کہتے ہیں کہ معاویہ نے حضرت عثمان کی خدمت میں لکھا کہ دنیا سے روم کے سوا اہل پریت سے قبر ہے اور شہر واقع ہے ۳

اور اس ملک میں داخل ہونا دریا کی راہ سے ممکن ہی اجازت ہو تو ہم دریا کی راہ سے کوچ کرتے ہیں۔
 جناب فاروق اعظم کے زمانے میں بھی معاویہ نے اس بات کی رخصت طلب کی تھی مگر جب دریا کے سفر میں
 جان کا خطر ہی حضرت عمرؓ نے اجازت نہ دی۔ عثمان ذوالنورینؓ نے بہت ہی غور و تامل کے بعد معاویہ کو لکھا کہ
 اس سفر میں لچائی کے لئے لوگوں کو حکم کیجئے اور قریعہ نہ ڈالا جائے بلکہ انکو اختیار دیجئے کہ جس نے اپنی خوشی و رغبت سے
 راضی ہوا اسکو اختیار کرے۔ غرض جب معاویہ نے ماذون ہوا ایک لشکر گران ہمارہ لیکے کمال ثروت و شوکت
 سے روم کی طرف متوجہ ہوا۔ ابوذر غفاریؓ و عبادہ بن الصامتؓ اور انکی زوجہ ام حرام بنت ملحان انصاریہ
 اور دوسرے صحابہ کبار ہمراہ تھے ام حرام نے اپنے بچہ سے گر کے شہادت پائی حضرت نے اس بی بی کو اس لشکر
 سے خبر دی تھی جب وہ خواہش مند ہوئی آپ نے اسکے حق میں دعا کی کہ اسکو اس لشکر میں داخل کرے سو لیا
 ہوا پس وہ قبرس میں مدفون ہوئی غرض اس لشکر کے غازی جب اللہ تعالیٰ کا نام لیکے دریا میں روان ہوئے
 وسط دریا میں کئی کشتیوں میں اقسام کے درے اور تحفے اور ظروف اور مال نفیس بھرے ہوئے جزیرہ
 قبرس کے حاکم کی طرف سے ہر قل کے پاس قسطنطنیہ کی طرف لجاتے تھے معاویہ نے حکم کیا کہ انکو پکڑ لیں القصد
 مسلمانوں کو رومیوں کے ساتھ بحر و بر میں پچاس جنگ واقع ہوئے بہت اُسے سبایا ماتھے آئے
 ہر سال مبلغ کثیر دینے پر راضی ہوئے رومیوں نے صلح کی۔ معاویہ نے ایک جماعت کو اس ملک
 میں چاروں طرف روانہ کیا تا مسجدین بنا کرین۔ جب سالم و غانم اس ملک سے مراجعت کی سبایا اور
 غنیمت کا حساب دیکھے تو غلام اور کنیزک آٹھ ہزار سے زیادہ تھے انہیں اکثر بڑا حسن و جمال کھتے
 تھے اُن سے سات سو کنواریاں تھیں۔ جزیرہ قبرس مفتوح ہوئے کے بعد جزیرہ ذو دوس کی
 فتح ہوئی اس جزیرے کے سبایا اور غنائم اگلے جزیرے کے غنائم اور سبایا کے ساتھ مساوات کا دم
 مارتے تھے خمس غنیمت جدا کر کے سب غازیوں پر تقسیم کی بعد خمس مع فتح نامہ مدینہ منورہ کی طرف روانہ
 کیا جناب خلافت ماب اور مدینہ طیبہ کے سب اصحاب ہنایت خوش ہوئے اور شکر الہی بجالایا۔ اور اس
 سال میں حضرت عثمانؓ نے مکہ معظمہ کی طرف جا کے حج کے مناسک ادا کر کے پھر مدینہ کی طرف مراجعت
 کی ہجرت سے اسی سال کے وقایع اس سال میں بھرے کے
 لوگ ابو موسیٰ اشعریؓ کی شکایت جب دار الخلافہ میں لے آئے حضرت عثمانؓ نے عبد اللہ بن عامر کو
 جو انکے خالہ کا فرزند تھا اور اسکی عمر پچیس سال کی تھی ابو موسیٰ اشعریؓ کی جا سے پر روانہ فرمایا۔ اور
 بعضوں کے قول سے یہ عزل و منصب چوبیسویں سال میں واقع ہوا اللہ اعلم اور اسی سال حضرت عثمانؓ کا حکم ہوا
 کہ ابو موسیٰ اشعریؓ کے اور عثمان بن ابی العاص ثقفیؓ کے ہر دو لشکر جو عمان اور بحرین میں رہتے تھے عبد اللہ بن عامر

کے حکوم میں۔ اور اسی سال مدینہ میں یہ خبر پہنچی کہ فارس میں نے مسلمانوں سے جو عہد و پیمان کیا تھا اسکو توڑ
عبداللہ بن عمر جو دلی فارس تھے خروج کر کے اسکو قتل کیا اور اسلام کی فوجیں جو فارس کے فوج میں تھیں
فرار کی ہیں۔ اور فارس کا لشکر اصطر کے پاس اقامت کیا ہی۔ یہ خبر سننے ہی جناب ذوالنورین نے عبداللہ بن عمر
کو حکم لکھا کہ بصرے اور عمان کے لشکر کو براہ لیکے جلد فارس کا قصد کرے۔ تب عبداللہ نے حکم کے موافق ہر دو لشکر لیکے
منگلا جب اصطر کے پاس آ پہنچا ہر دو فریق بیٹنے کا اتفاق ہوا جب جنگ شروع ہوا صبح سے دو پہر تک ہر دو طرف سے
تر مار جلی اور تری خون ریزی ہوئی آخر اللہ تعالیٰ نے فضل سے مسلمانوں کو غلبہ دیا اور لشکر فارس کو ہزیمت ہوئی
اکثر کفار مارے گئے اور جو باقی رہے عقیدہ بڑے اصطر کا قلعہ مفتوح ہوا پھر عبداللہ بن عامر نے دمان سے کمال
شوکت و کمکت کے ساتھ دار بکر کی طرف کوچ کیا کیونکہ دمان کے لوگ بھی شہد شکنی کر کے بغاوت اختیار کی تھی
سو اسانی کے ساتھ اس ملک کی فتح بھی حاصل ہوئی پھر دمان سے تہر جوہر کی طرف کہ شیراز کا غیر ذابادی توہ
لائی۔ ایسے میں یہ خبر پہنچی کہ اصطر دوان نے پھر شہد شکنی کر کے تہر و اختیار کیا ہی جو تہر جوہر کے سرحد میں پہنچ گیا تھا
مراجعت نہ کر سکا جب اللہ تعالیٰ کی تائید سے ملک جوہر کی فتح حاصل ہوئی جلد اصطر کی طرف لوٹ آگے اس شہر کا
محاصرہ کیا۔ اور مخنقیں کھڑ کر کے جنگ کی بنا قالی تہا ہی جدال و قتال ردو یا اللہ سجادہ تعالیٰ پھر فتح و نصرت نصیب
کی۔ فارس کے برے برے سردار جو شہادت اور بغاوت ہر کار باندھی تھی تیغ سیاست سے کٹ چکے اور فارس کے
اکثر حصہ رو دیار طوبہ فاد کرنا مسلمانوں کے تصرف میں آئے اور کفار بیت خوار و ذلیل ہوئے۔ پس ان فتوحات کا
بشارت مع خمس غنیمت مدینہ کی طرف روانہ کی۔ سب اہل مدینہ کو تہری خوشی کا سبب ہوا لشکر آہی بجا لائے
پھر جناب خلافت مآب نے عبداللہ بن عامر کو حکم لکھا کہ حرم بن حیان و خریب بن راشد و ترجمان بن عجمی کو ہلاک
فارس میں عامل پھیرا دیں۔ اور اسی سال حضرت عثمان نے مسجد نبوی کو کٹا وہ کر کے بنوائی رنگ منقوش سے
اسکی بنا کی اور تہر کے کھام لگائے اور اسکا سقف اور اسکا طول ایک ساتھ گز اور عرض ایک سو پچاس گز کا
رکھا۔ اور اسی سال کعبۃ اللہ کے چج کے لئے مدینہ سے روانہ ہوا اکابر ہاجرین و انصار کی ایک جماعت بھی بڑھ
ہوئی۔ جب منا میں نزول کیا حکم فرمایا کہ ایک سرپرہ و نصب کریں اور حجاج کو اس میں جمع کر کے عیافت
کریں اور فقر و مساکین کو صدقات و خیرات سے سرفراز کیا۔ لاکھ اس کام کو لوگوں نے پسند نہ کیا کیونکہ یہ طریقہ
ایام جاہلیت کا تھا۔ اور زمان نبوت سے کوئی اس پر اقدام نہ کیا تھا۔ اور صحابہ اسباب میں حضرت سے صحبت
چاہی تھی کہ آپ کے لئے کہا ہم خیر نصب کریں تو آپ نے اجازت نہ دی تھی۔ اور اسی سال فیلہ جہنیہ سے ایک ہوت
حضرت عثمان کی خدمت میں حاضر کر کے کہے کہ اس عورت نے اپنے عقد نکاح اور خلوت صحیحہ کے بعد جب تجھے جیسے گز
ایک فرزند جنی بنی۔ حضرت عثمان نے اسکو رحم کرنا حکم فرمایا۔ جب یہ با حضرت علی کی خدمت میں پہنچی دار الخلافہ میں

اے فرمایا کہ اسباب میں تاخیر کرتے تو بہتر تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہی وحملہ وفضالہ نلتوا
 شہر اسویہ بیت مسوق ہی مدت حمل اور مدت فضال کے بیان میں اور حمل وفضال کے اقل مدت موافق آیہ
 کریمہ وَالْوَالِدَاتُ يُرْضَعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ کے دو سال میں پس حمل کے اقل مدت
 چھ مہینے ہوئے اور اس عورت پر زنا یقین کی راہ سے ثابت نہیں ہوتا ہی جب حضرت عثمان نے یہ تقریر
 سنی جلد ایک شخص کو دوڑایا کہ اس عورت کے رحم میں جلدی نکرین لاکن وہ شخص جا کے پہنچنے کے آگے کام ہاتھ
 سے جاتا رہا اسکو رحم کر چکے تھے۔ جناب خلافت مآب نے اس پر تاسف کیا ہجرت سے تیسویں
 سال کے وقایع اس سال میں عثمان ذوالنورین نے ولید بن عتبہ کو کوفہ کی حکومت سے معزول
 کر کے سعید بن العاص کو اسکی جگہ پر نصب کیا۔ اسکی معزولی کا سبب یہ تھا کہ لوگوں میں اس بات کی شہرت
 ہوئی کہ اسنے شراب پی ہی تب کوفہ سے دو شخص حضرت عثمان کے حضور میں حاضر ہوئے یہہ احوال ظاہر کیا۔ جناب
 خلافت مآب نے ولید کو حکم لکھا کہ بہت جلدی سے حاضر ہووے۔ جب ولید نے مدینہ پہنچا اور آپ نے دریافت
 کی تو یہ بات مظلون تھہری اس لئے حد جاری کرنے میں توقف کیا تا درجہ یقین کو پہنچے۔ پر لوگوں نے اس وقت
 کو سہل انگاری پر حمل کر کے حضرت عثمان کے طعن میں زبان کھولی۔ آخر جناب ذوالنورین ان ہر دو شخص کو
 بلوا کے استفسار کیا کہ ولید کی شراب خواری کیا تم نے اپنے انکھوں سے دیکھی تھی۔ انہوں نے کہا کہ یا
 امیر المومنین ہم نے اپنی انکھوں سے نہیں دیکھی لاکن اسنے بے شعور پڑا تھا اور انگور کا پانی اسکی داتر ہی کے بالوں سے
 ٹپکتا تھا۔ حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ بھی حاضر تھے حضرت عثمان نے جناب امیر کی طرف اشارہ کیا کہ اجرا
 حد فرمائے امیر المومنین حضرت امام حسن بھی اس مجلس میں حاضر تھے جناب امیر نے انکی طرف اشارہ کیا شاہزاد
 نے اپنے پدر بزرگوار سے عرض کی ولی جاراہامن توکی قارہات جناب ولایت مآب نے ولید
 بن جعفر کو فرمایا کہ ولید کو چالیس کورے مارے اور بعض مورخون نے لکھا ہی کہ ولید نے ایک شب شراب پی بھی
 مستی کی حالت میں جب صبح کی نماز کے لئے داخل مسجد ہوا اور امامت پر قیام کیا فرض چہار رکعت پڑھا یہ بات
 کوفہ والوں پر نہایت شاق گذری۔ سو ایک جماعت حضرت عثمان کی خدمت میں آئے اسکی شکایت کی
 امیر المومنین عثمان ذوالنورین نے یہہ سنتے ہی بہت ہی ملول اور برہم ہو کر ولید کو کوفہ سے بلوایا جب شرعاً
 یہہ گناہ اسپر ثابت ہوا حد جاری کر کے اسکو معزول کر دیا اور سعد بن العاص کو کوفہ کی حکومت ارزانی
 فرمائی۔ اور اسی سال میں سعد بن العاص نے ایک بڑا لشکر ہمراہ لیکے طبرستان کی طرف روانہ ہوا۔ اس لشکر
 میں امام حسن و امام حسین و عبداللہ بن عباس و عبداللہ بن عمر عاص و حذیفہ بن الیمان اور دوسرے اکابر
 صحابہ حاضر تھے جب جرجان پر پہنچے وہاں کے لوگ دو لاکھ دینار دیکے صلح کی۔ اور صحابہ مذکورین کی

حسن مہر اور من اقدار سے دوسرے بلا و بھی مفتوح ہوئے۔ اور اسی سال کربہ والی بن بکتر و ن الذہب
والفضہ و کافقو تھا فی سبیل اللہ فکثر فہم بعد اب النعم کے منے میں ابوذر غفاری اور سادہ کے
درمیان مخالفت آئی۔ اس اجال کی تقصیر انشاء اللہ خالی عن عریب طاعن عثمان کجواب میں آئیگی۔ اور اسی سال
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگشتی مبارک کم جائیکا حادثہ عظیم واقع ہوا۔ اسکا قصہ یہی ہے کہ حضرت کے بعد
آپ کی مبارک انگشتی جناب عاتقہ صدیقہ کے پاس تھی جب صدیق اکبر خلیفہ ہوئے حکم کر کے کہ یہ ان اللہ یا مگر ان
لود و انما کانت الی اہلہا کے بی بی نے اس انگشتی کو اپنے پدر بزرگوار کے تسلیم کیا تاہم دبرکت کے لئے
مکاتیب پر اسی سے جہر کیا کریں۔ ابو بکر صدیق کے بعد وہ خاتم عرفا و ق کو پہنچے موانہ بن ابی ہریرہ و ان کا کسی سے خیر
کیا کرتے تھے۔ جب حضرت عمر نے ام خلافت کو اصحاب شوری میں مشرک رکھا وہ نگین معظم ام المومنین جناب حفصہ کے
سپردی۔ تا جو شخص کہ من خلافت پر بیٹھ اسکو پہنچا دے جب عثمان فو النورین خلیفہ ہوئے بی بی حفصہ نے وہ خاتم انکے
تجوہل کی سونا گاہ حضرت عثمان کے ہائے مولیٰ معقب کے ہاتھ سے وہ انگشتی ایک کنوے میں کر جبکہ یہاں کچھ نہیں
اور وہ مدینہ سے دوہل کے فاصلہ پر چھوڑ تری۔ ہر چند اسکا سب بانی کچھ دیا اور بہت جستجو کی پر اسکا سراغ نہ ملا
حضرت عثمان کو بڑا ناسف ہوا بہت ہی غزون و ملول ہوئے اسیر وقت سے ان پر فتنے کے وہ وارے مفتوح اور
حادثے رونے۔ جب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاتم اس عالم سے غیب ہوئی اور اسکے مٹنے سے باوجود
تاخیر آئی جناب فو النورین دوسری انگشتی اسی مقدار و شکل اور نقش پر بنوائی۔ لاکن وہ مشابہت خودی و خود
ظاہری کچھ فائدہ نہ دی۔ اور اسی سال مدینہ میں جہر کے دن جب لوگوں کی کثرت مد سے گزری اور اذان کی آواز سبکو
نہیں پہنچ سکتی تھی جناب خلافت ہناہ نے حکم کیا کہ موزن مقام نور پر کہ بہت اونچا اور بلند تھی چڑھ کے اذان کہتے
آج تک وہ طریقہ نسخہ بانی نبی ہجرت سے اکتیسویں سال کے وقایع اس سال میں عبد اللہ
بن عامر نے ملک خراسان کی طرف آیا اسکا قصہ یہی ہے کہ جب ابو عامر نے ملک فارس کو فتح کیا جیب بن مسلم نے انکے
پاس جا کے کہنے لگا کہ انی امیر خراسان کے لوگوں نے امیر المومنین فاروق اعظم کی عہد شکنی کر کے غدیر کا شیوہ اختیار
کیا ہے۔ اگر تم اس طرف کوچ کریں امید ہے کہ تائید الہی سے یہاں آسان فتح و نصرت ہائے دیگی۔ تب عبد اللہ بن عامر
نے حضرت عثمان سے اسباب میں اجازت چاہی۔ جب خراسان کے سفر پر مامور ہوا ایک بڑا لشکر مہیا کر کے
کرمان کی راہ سے مازم خراسان ہوا۔ جب کرمان تک جا پہنچا وہاں کے لوگ بھی عہد شکنی کی تھی اس واسطے
مجلس بن مسود کے ساتھ ہزار سوار جڑو کو دیکے وہیں چھوڑا اور اس نواح کی حکومت اسکو دیکے حکم کیا
کہ کرمان کا محاصرہ کیجئے فتح ہوئی نگ نہ چھوڑے۔ اور ہرج بن زیاد حارثی کو ملک جحان کی طرف روانہ کیا
کیونکہ وہاں کے لوگ بھی عہد شکن ہوئے تھے اور آپ خراسان کی طرف متوجہ ہوا رستے میں دو قلعے ہائے

اسے پھر ہندستان کی طرف قصد کر کے وہاں کے لوگ سے جنگ کیا دوسے عاجزہ کے صلح پر راضی ہوئے اور اپنے جبال و حصار سے نشان دیا اور سچے لاکھ دینار دیکے صلح کی۔ پھر عبداللہ بن عامرؓ کی فوجیں خراسان کی اطراف و نواح میں روانہ کیں بعضے بلاد صلح سے اور بعضے جنگ سے مسلمانوں کی تہذیب میں آئے۔ اور مرزبان طوسی جلدی کر کے عبداللہ بن عامرؓ کے پاس آیا اور سب طوسیوں کی وکالت سے چھ لاکھ درہم دیکے صلح کی۔ پھر عبداللہ نے نیشاپور کی طرف جا کے اس شہر کے متعلقات کو دو مہینے تک محاصرہ کیا۔ اور مرزبان طوسی نے اس شہر میں داخل ہونے کی راہیں بتلائیں۔ نیشاپور کے اطراف تین فرسنگ تک زمین کے نیچے نیش بھر کے محکم کئے ہیں اور شہر میں داخل ہونے کا راستہ بھی زمین کے نیچے سے تھا۔ عبداللہ نے اس شہر والوں پر پانی بند کر دیا تب سب کے سب ہنایت تنگ آئے اور ناچار امان چاہی لاکھ درہم دیکے صلح کی۔ ایک قول یہی کہ عبداللہ نے اس صلح پر راضی نہ ہوا بلکہ جنگ و جدال کر کے شہر نیشاپور فتح کیا اور اس شہر کے تیسے تیسے سرداروں کو تیغ سیاست سے قتل کیا۔ آخر الامر مرزبان طوسی کی سفارش سے انکے انتقام سے درگزر کے لطف و شفقت سے پیش آیا۔ جب نیشاپور کی آب و ہوا ہنایت معتدل اور لطیف تھی وہیں اقامت کی اور ایک بڑا لشکر تیار کر کے خراسان کی طرف روانہ کیا۔ سرخس والوں نے جب جنگ میں عاجز ہوئے ناچار صلح کی۔ پھر عبداللہ بن عامر ایک لشکر جزائر ہماہر لیکے آپ ہی ہرات کی طرف متوجہ ہوا اس شہر والوں نے اول تو میدان جدال میں قدم رکھا جب مقابلہ کا مجال نہ پایا آخر لاکھ درہم دیکے صلح کی اور ہرات کے پرگنے بہت سے بطور صلح اہل اسلام کے تصرف میں آئے۔ جب اللہ تعالیٰ نے عبداللہ بن عامر کو بلاد مذکورہ پر غلبہ دیا اسکی شجاعت و ہمت کی تہذیب شہرت ہوئی اکثر حاکموں کو تہذیب گہراہست ہوئی ابن آفریج و کامر زبان تھا سبقت کر کے ایک قاصد کو عبداللہ بن عامر کی خدمت میں بھیجے امان چاہی اور دو لاکھ درہم دیکے صلح کی اور یہ اقرار کیا کہ ہر سال تین لاکھ درہم بیت المال میں داخل کرینگے روانہ کیا کر دنگا۔ پھر عبداللہ بن عامر نے اشعث بن قیس کے ساتھ ایک لشکر عظیم دیکے طبرستان کی طرف بھیجا سو اُسے وہاں بربک جو رجاء طالقان و فاراب فتح کئے۔ پھر بلخ کی طرف متوجہ ہوا اس شہر کے لوگ چہار لاکھ درہم دیکے صلح کی اور یہ اقرار کیا کہ ہر سال لاکھ درہم اور ایک مقدار معین غلہ مسلمانوں کو پہنچا یا کریں۔ پھر بلخ سے خوارزم کی طرف متوجہ ہوئے اسکو محاصرہ کیا اسکی فتح میسر نہیں ہوئی اسلئے بالفعل مراجعت میں مصلحت جان کے عبداللہ بن عامر ہاس لوٹ آیا۔ کہتے ہیں کہ جب فارس اور کرمان اور سجستان اور خراسان کی فتح عبداللہ بن عامر کے ہاتھ پر واقع ہوئی۔ لوگ اسکی آفرین و تحسین میں زبان کھولی اور دعا کرنے اور تہنیت بجالانے لگے اور یہی کہتے تھے کہ اس عرصہ قلیل میں اتنے فتوحات کثیرہ کسی کو میسر نہ ہوئیں۔ غرض عبداللہ بن عامر نے قنبر میسر کم کو نیشاپور اور خاندن عبداللہ کو ہرات اور ولایت غور و غزنیا پر اپنے نائب شہر کے آپ ج یا مکر کیا اور باندہ کے مکر مکر نظر رہی

عمر سے فارغ ہو کر مدینہ طیبہ کی طرف آیا اور امیر المؤمنین عثمان خذالہ بن مسعود سے ملاقات کی۔ اور اسی سال یزید جو
اولاد دار سے اخیر فرزند اور سلاطین عجم سے اخیر بادشاہ تھا مارا گیا۔ اسکی ایام سلطنت میں سال تھے اس سے
چار سال رفاہیت اور عیش و عشرت کے ساتھ حکومت کی اور سولہ برس مسلمانوں کے جنگ میں گرفتار اور بے
آرام و قہر رہا تھا۔ آخر ولایت مرو میں ایک آسیابان کے گھر میں مارا گیا۔ اولاد دار کی آتش سلطنت جو دو سو بیس
سال اور ایک قول سے چار سو سال کی مدت سے سلگ رہی تھی اور روز بروز اس کے شعلے بلند ہو رہے تھے اور
لوگ آتش برستی چھوڑ کر حتیٰ پرستی اختیار نہ کی تھی۔ آخر صحابہ کرام و مجاہدین اسلام کی آب و تاب سے انکی آتش
کفر نطفی ہو گئی۔ اور انکی دولت و اتہات کی نشانی بے نام و نشان ہوئی الحمد للہ علی ذلک۔ یزید کی ہلاکت کا
قصہ مورخوں نے ایسا لکھا ہے کہ اس نے جب جنگ ہند اند سے فرار کر کے خراسان گیا اور وہیں طرح اقامت والی
عجم والوں سے چار ہزار شخص جو نہر عیت کھائی تھی اسکے پاس آن کے جمع ہوئے یزید نے شرب و باب اور اقسام
کے کمر اور لہو و لعب اور فسق و فجور کا عاز کئے عیش و عشرت اور بیجا خرچ حد سے بڑا دیا اسکا اسراف اس درجہ
کو پہنچا کہ اسکے ملک کا محصول اسکے خرچ کے لئے کفایت نہیں کرتا تھا ماہویہ جو حکام کفار سے اور یزید کے تابعوں
تھا اور خراسان کی حکومت اسکے سپرد تھی۔ یزید جو نے کئی سال کے حساب میں اسکو تنگ کیا حالانکہ یزید جو اپنے انکے
ہی ماہویہ نے اس سے بڑل ہو کر خاقان کے ساتھ ساخت کیا تھا اور ماہویہ اسکا داماد بھی تھا۔ خاقان کو ایسا
لگھا تھا کہ اگر تو ایک لشکر اس طرف روانہ کرے یزید جو کے شر کو لوگوں سے دفع کرتا ہوں۔ یہ خط پہنچے ہی اس نے سات
ہزار سوار کا ایک لشکر روانہ کیا جب یہ خبر یزید جو کو پہنچی ماہویہ سے استغفار کیا کہ یہ لشکر آنے کا کیا مقصد ہے اس سے
کہنے لگا کہ غالباً خاقان سنا ہو گا کہ عرب میرے ساتھ جنگ و قتال کا قصد رکھتے ہیں اس لئے یہ لشکر تیری مدد کے لئے
بھیجا ہو گا۔ یزید جو نے اس کلمہ فرمایا یزید جو مرد ہو کر ہر عیش و طرب میں زیادتی کی ایک شب ماہویہ کے اشارے
خاقان کا لشکر یک یک تیار ہو کر اور یزید جو کے دارالامارے کے دروازوں کو بند کر کے ایسا گھیر لیا کہ کسی دروازے
سے بھی اسکو نکلن ممکن نہیں تھا جب یزید جو نے حقیقت حال سے واقف ہوا اپنے بعضے خدام کو حکم کیا کہ یہ صورت انکو
جہاڑی سے اتار دیں تب اسکے خادموں نے گنبد لگا کے اسکو جہاڑی کے پیچھے زمین پر اتارنا سو خفیہ مشہر سے نکل
دو فرسنگ کے فاصلے پر ایک قریے میں ایک آسیابان جو رہتا تھا اسکے گھر میں جا کے بھاہ لی۔ تر دار کا گھر بند کر کے
قیمت ایک اقلیم کا خرچ تھا اپنی کمر باندھا ہوا اور پیش قیمتی لباس پہنا ہوا تھا سو اس آسیابان اسکی طبع کی
جب یزید جو سوار آسیابان نے اسکو قتل کر کے وہ گرنے اور پوشاک نکالی لیا اور اسکی نعش پانی میں ڈال دی
اور شہر مرو میں خاقان کا لشکر یزید جو کی حویلی کو جو جامعہ کیا جب صبح ہوئی مرو کے مہابی اور رحبت جمع ہو کر
ہجوم کیا خاقان کا لشکر متوہم ہو کر آسیابان کی راہ سے بخارا کی طرف روانہ ہوا۔ پھر لوگ یزید جو کی جستجو میں نکلے

اسکی نفس کو بانی مین اور اسکا پوشاک آسیابان کے پاس پایا اسن آسیابان کو پکڑ کے بہت بُری طور سے قتل کیا۔
 ماہویہ نے چاٹا کر تخت خراسان پر آرام و راحت سے گزارنے۔ لاکھ منتقم جبار جل عظمت نے اس کے غدر اور بی وفائی
 کو اپنے منعم کے ساتھ کی تھی پسند نہ کی سوا سے خراسان کی ملکیت سے کچھ فائدہ اٹھانہ سکا۔ اخفش بن قیس لشکر
 کو اپنے ہمراہ لیکر مرو پر پہنچا ماہویہ نے مقابلے کی طاقت نہ پا کے فرار کیا اور خاقان کے پاس گیا تو وہ بھی اسکی عزت
 نہ کی۔ دمان سے بھی نکلا سو تھوڑے عرصے مین مسافرت مین ہلاک ہوا۔ اور اسی سال یا ہجرت سے بائیسویں
 یا چوبیسویں سال مین علی اختلاف الاقوال روم کی فوج مین غزوہ صواری واقع ہوا اسکا قصہ یہ ہے کہ جب مسلمانوں
 آفریقہ کی فتح مآخذ دی اور بہت سے کفار تہ تیغ ہوئے۔ اور ایک جماعت کثیر امیر ہوی مسطینین جو برقل کامیاب تھا
 ایک بڑا لشکر جمع کر کے تہ تیغ شوکت کے ساتھ اپنے ملک سے نکلا تھے شوکتی مین اپنے لوگوں کو سوار کر کے دریائی راہ
 اہل اسلام کے جنگ کے واسطے متوجہ ہوا اور اسکو یہم دائرہ تھا کہ مصر اور اسکندریہ اور فلسطین اور آفریقہ جو اسکے مآخذ
 جاتے رہے تھے مسلمانوں کے تصرف سے نکال کیو۔ جب یہ خبر عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو پہنچی مصر اور اسکندریہ
 ایک لشکر انہو جمع کر کے اپنے ہمراہ لیا ہوا نکلا چالیس شہزادوں مین سوار ہو کے روان ہوئے دریا مین ایک مقام پر کہ حکم
 ذات الصور کہتے ہیں جا پہنچے دمان ہر دو فریق نے عبداللہ نے دیکھا کہ مخالفین کی کثرت و شوکت بڑی تھی۔ ایسے مین ایک
 ہوا سے تند بھی چلنے لگی اور وہ ہوا لشکر اسلام کی طرف زیادہ تھی ناچار کشتیوں کو لنگر دیا جب شام ہوئی سب مجاہدین
 اسلام تلاوت قرآن و تسبیح و استغفار اور ذکر و دعا آغاز کی تمام شب کمال تضرع و زاری سے نماز اور نیاز مین مشغول رہے
 جب صبح ہوئی اور آفتاب بلند ہوا۔ غازیوں نے بمقتضائے کرمیہ فلسطین کو لائے کہتم مومنین کے اللہ تعالیٰ پر
 توکل کر کے کافروں پر حملہ کیا ہر دو فریق کی کشتیاں یہاں تک نزدیک ہو گئیں کہ تیر اور نیزے سے بات گذر کر دوا سے
 جنگ ہونے لگا ایک دوسرے کے حبیب و گریبان تک مآخذ پہنچے لگا ایسا جنگ عظیم ہوا کہ طرفین کے مقتولوں کا ہوا
 دریا کے کنارے تک پہنچا اور دریا کی موجیں الگی نفسیں کنارے ڈالنے لگیں بہت سے کفار آب دریا سے آتش و دوزخ مین داخل
 ہوئے۔ اور مسلمانوں کی ایک جماعت خلعت شہادت پہن کے دریا سے رحمت ایزدی و گلزار جنت ابدی کی طرف
 خرامان ہوئی۔ آخر الامر دولت کفار کی کشتی در طرکبت و شکست مین غوطے کھانے لگی۔ اور موزا بہ رحمت الہی سے فتح و
 نصرت کی ہوا موحدان اسلام و محمدیان ذوی الاحترام کے سفینے پر چلنے لگی۔ اور رومیوں بہت سے لوگ مارے
 اور بعض قید مین آئے قسطنطنین یعنی ہریمت پاکے روم کی طرف منہہ کالا کیا اور وہ داخل روم ہوئے کے بعد اسکے
 اور جماعت انصار کے درمیان ایک خلاف واقع ہوا سو اسی جماعت نے اسکو مار ڈالی۔ غرض اہل اسلام اس غزوہ
 مین غنیمت اور سبایا مآخذ لاکے اپنی منازل کی طرف مراجعت کی۔ کہتے ہیں کہ اس غزوہ مین عبداللہ بن سعد
 ساتھ محمد بن ابی حنیفہ اور محمد بن ابی بکر و ان کے اتباع سختی سے کلام کرینکا اتفاق پرا آخر ہوتے ہوئے عثمان ذوالنورین

طعن نگ تو بہت پہنچی چنانچہ محمد بن ابی حذیفہ کہنے لگے کہ ابن عثمان نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت اور نبی کریم کی ہر بات کے بخلاف عمل کرنا ہی دیکھئے کہ عبداللہ بن سعد بن ابی تریح ایسا شخص ہی کہ حضرت کو اس سے بیان نہ ہو کہ وہ دست پہنچی تھی کہ آپ نے اس کا خون مباح کیا تھا۔ اور قرآن اسکے کفر پر نزول پایا سو عثمان نے ایسے شخص کو مالک اسلام کا والی مقرر کیا۔ اور بنی امیہ کو جا بجا بلا و اسلام میں حکومتیں دیں۔ ہر چند ان سے ظلم و ستم واقع ہوا پر ان کو معزول نہیں کرنا ہی اور مال غنیمت سے بیان نگ ان پر انعام کیا کہ وہ ان کے مرتبہ سے زیادہ ہی اور جس قوم کو حضرت نے مردود و مطرود فرمایا تھا اس قوم دلوں کو اپنے کاروبار میں مطلق العنان کر دیا اس کا خراسان کی طرف عاید ہو گا۔ جب یزید باقر بن عبداللہ بن سعد بن ابی تریح بہت غصے سے ہوا اور ان پر تہدید کی اور ان کو اپنی کشتی سے نکال دیا۔ ہجرت سے بیسویں سال کے وقایع ایسے سال میں قارئین جو عجم کے سردار تھا جب دیکھا کہ صحیحان اسلام کی ایک جماعت کثیر عبداللہ بن عامر کے ہمراہ رکاب حج بیت اللہ کے واسطے روانہ ہوئی۔ ملک خراسان کا میدان خالی ہی سواس ناہنجار کو حکومت خراسان کی ہوس پیدا ہوئی ہجرت او یا وعیش اور ہستان وغیرہ بلا و سے لوگوں کو جمع کیا اور چالیس ہزار نفر کے ساتھ مسلمانوں سے جنگ کر کے نیشاپور کی طرف متوجہ ہوا اس وقت عبداللہ بن عامر کی طرف سے نیشاپور کا حاکم قیس بن ماشم سلی تھا جب اس کو یہ خبر پہنچی عبداللہ بن حازم سے جو خراسان کے سرداروں سے تھا مشورت کی کہ اسباب میں مصلحت کیا ہے ابن حازم نے کہا کہ دشمن کی کثرت و شوکت پر نظر کرتے ہو تو مقابلے کی طاقت نہیں ہے۔ میں مناسب یہی جانتا ہوں کہ تم عبداللہ بن عامر کے پاس جلد جاؤ گے اور لشکر دشمن کی کثرت ظاہر کر کے اس سے مدد طلب کرے۔ اور مدد کا لشکر اپنے ہمراہ لیکے بیان جلاؤ گے اور مجھے اپنا نائب شہر کے بیان چھوڑ دیکھئے تم آئے نگ میں بیان کی نگہبانی کرتا ہوں۔ قیس کو یہ تدبیر پسند آئی اس واسطے عمل کر کے بصرے کی طرف متوجہ ہوا جب عبداللہ بن عامر کے پاس جانے سب احوال ظاہر کیا ابن عامر نے حکومت خراسانی کی سند عبداللہ بن حازم کے نام سے روانہ کی سب رعایا اسکے مطیع و منقاد ہوئے پھر اس نے چار ہزار مرد و چار ہزار کالہ لکرتیار کر کے حکم کیا کہ بیت سی جہی جمع کر کے اونٹوں پر لاؤں پس ابن حازم نے وہ لشکر ہمراہ لیکے تھلا قارئین کا لشکر جو آ رہا تھا اس کی طرف توجہ لائی جب لشکر قارئین کے نزدیک پہنچا اپنے لشکر کے سپاہ کو حکم کیا کہ اپنے نیزوں کو کپڑے کے ٹکڑے لپیٹ کر اس کو چربی لگا دوں پھر شام کے قریب اپنا لشکر لیکے کوچ کیا جب رات آئی جیسے سوئزہ داروں کو مقدمہ الجیش شہر کے حکم کیا کہ نیزے چربی لگائے ہو مسلمانوں اور قارئین کے لشکر پر جا کر بن اور باقی فوج کو لیکے آپ چھپے رہا جب مقدمہ الجیش کے سوار جا پہنچے قارئین کے لشکر کو غافل پایا سو بلا تاخیر ترقہ چلانے لگے اور ان کے پیچھے ابن حازم بھی باقی لشکر کے ساتھ پہنچا قارئین کے لشکر کی جب خواب غفلت سے بیدار ہوئے پھر جو گئے نہ فرار کی فرصت تھی نہ جنگ کر سکی طاقت غرض لشکر اسلام ان کا فروغ

چو طرف سے گھیر لیکے قتل کرنے لگا۔ بہت سے کافر مارے پرے اور باقی امیر ہوئے اور تھوڑے بھاگ نکلے سونا پدید ہو
 انکا جنگی سامان اور ہاتھ اور بہت سامان و متاع اور ہتھیار وغیرہ اہل اسلام کے ہاتھ آئے پس ابن حازم نے قس بن
 فتح نامے کے ساتھ عبداللہ ابن عامر کے پاس روانہ کیا پس امیر المؤمنین عثمان ذوالنورین کے حکم سے خراسان کی حکومت
 عبداللہ بن حازم پر ہی قرار پائی۔ اور بعض مورخوں نے لکھا ہے کہ جب عبداللہ بن عامر نے زیارت بیت اللہ کے قصد
 نکلا عجیبوں سے جو باقی رہے تھے اس قابو کو غنیمت جان کے بچے اور جر جان اور طالقان اور جبال اور خجستان سے
 تیس ہزار شخص جمع ہوئے بلاد خراسان میں اسلام کی فوج میں جو متفرق تھیں انہیں جنگ کرنے کے ارادے سے تکلین جب
 یہ خبر خشف بن قیس کو پہنچی وہ بھی ایک لشکر فراہم کر کے انکے مقابلے کے لئے نکلا ایک بیابان میں ہر دو لشکر نے نزول
 کیا۔ اخف بن قیس نے متفکر اپنے لشکر کے اطراف بھرتے اور سپاہ کا احوال دریافت کرتے تھے اتفاقاً اسکا گدرا ایک
 خیمہ پر ہوا۔ ایک غلام نے اپنے آقا سے کہنا تھا کہ اس لشکر کی امارت مجھے ہوتی تو میں اس میدان میں ایسی جگہ لشکر لگا
 ٹھہراتا کہ ایک طرف پانی اور دوسرے طرف پہاڑ رہے تا لشکر اسلام کی پشت پہاڑ کی طرف ہو اور دشمن کی تعرض سے
 محفوظ رہے۔ جب اخف نے یہ بات سنی اسکو نہایت پسند آئی جب شب گذر گئی اور صبح ہوئی حکم کیا کہ لشکر اپنے
 فرد گاہ سے نقل کرے اور دوسرے مقام پر جا کے پہاڑ کو پیچھے سے لیکے اترے۔ لشکریوں نے اس وقت نقل مکان کیا
 غرض جب لشکر کفار تیس ہزار و دویسہ کے ساتھ جنگ کے واسطے تیار ہوئے نکلا اور اخف کے لشکر والے انکی کثرت کو دیکھ
 کے فکر مند ہوئے قریب تھا کہ اسکے لشکر میں تزلزل آوے پس اخف نے اپنے لشکریوں کو دلہری اور طمانیت دی اور
 اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے اور جہاد میں ثابت قدم رہنے پر نصیحت کر کے کفار پر حملہ کیا ایک ہی حملے میں کافروں کے پیر
 اکھڑ گئے تیس ہزار کافر چار ہزار مومن سے بھاگنے لگے عرب کے دلاوروں نے عربی گھوڑوں کے سواران کفار اثر کا
 پیچھا کیا بہت سے کافر مارے پرے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح و نصرت عنایت کی۔ بہت سامان و متاع ہاتھ
 آیا اور اس ملک میں جا بجا اسلام کے جھنڈے برپا ہوئے اخف بن قیس کی کوشش سے اس نواح میں اسلام کا
 چرچا ہوا الحمد للہ علی ذلک ہجرت سے تیسویں سال کے وقایع اس سال میں بعضے کو فتنے کے
 رہنے والے جیسے مالک بن حارث نخعی جو مالک اشتر سے مشہور تھے اور ناسب بن قیس المقنع اور حصصہ بن صوحان
 عدی اور اسکا براور زید بن صنوجان اور عروہ بن جعد و عمرو بن الجموح حراشی اور عامر بن قیس اور کیس بن زیاد اور غیر
 بن صفانی وغیرہم۔ جب سعید بن العاص کی شان میں طعن کی زبان کھولی اور کمال درشتی سے اسکے ساتھ متعرض
 ہونے لگے بلکہ امیر المؤمنین عثمان ذوالنورین کی خدمت میں اپنے حد سے زیادہ باتیں کرنے لگے۔ سعید بن العاص
 اور کوئے کے بعضے اکابر و اشراف حضرت عثمان کی خدمت میں عرایض لکھ کے یہہ حوال ظاہر کیا کہ اس فتنہ کی اثر
 بجھانے میں زیادہ کوشش کیا جائے اور التفات کلی فرمائے والا کام ہاتھ سے جاتا رہے گا۔ حضرت عثمان کا یہہ دستور

تھا کہ جو لوگ اکی وائرہ اطاعت سے قدم باہر رکھتے انکو حلا سے وطن کا حکم فرماتے۔ پس انکے باب میں ہی حکم لکھا کہ انکو کوفہ سے شام کی طرف معاویہ کے پاس بھیج دیں۔ اور انکار و زمرہ کو کوفہ کے دفتر سے نکال کے دفتر شام میں داخل کیا اور معاویہ کے نام سے ایک نامہ اس مضمون کا لکھا کہ کوفہ کی ایک جماعت جو فتنہ و فساد آغا کی تھی اسکو تمہارے پاس روانہ کیا ہوں اگر تمہاری نصیحت سے انکے سینے سے کینے کا رنگ دور ہو دے فہما دالا اطلاع دیکھو تاکہ باب میں دوسری فکر کنی جائے۔ جب وہ گردہ و دشمن کو پہنچی معاویہ نے انکی تعظیم و تکریم کی ادا نہیں ایک مناسب مکان میں انارا اور بیت سالنام دیا اور اکثر اوقات طعام و در وقتہ انہیں کے ساتھ کہا یا کرتے پھر دفتر فتنہ انکو نصیحت کی لاکن کو کچر فائدہ نہ دی اور بھی انکا انکار زیادہ ہوا معاویہ کے ساتھ بھی خوشنیت کی راہ لیکے اسکے حق میں بھی عیب و ظن کی زبان دراز کی۔ تب معاویہ نے حضرت عثمان کی خدمت میں لکھا کہ میرے جماعت جو میرے پاس آئی تھی عقل و فراست سے عاری ہی امام کی متابعت سے بیزار بلکہ مخالفت و انکار کے وہی تھی۔ کسی وجہ سے ہی حق کے تابع ہوتی نہیں فتنہ و فساد پر کمر باندھی تھی۔ جب یہ نامہ حضرت عثمان کو پہنچا انہوں نے معاویہ کے جواب میں لکھا کہ انکو حصص کثیر عبد الرحمن بن خالد کے پاس روانہ کیجئے کہ اسنے عدم التفات اور سختی و درشتی سے میں انکا پس معاویہ نے حکم کے موافق اس جماعت کو حصص کثیر بھیجا جب وہ گردہ داخل حصص ہوئی عبد الرحمن نے ایک مدت تک بارغیرا جب ہوا نگی دی اور دسے مجلس میں آئے ترقیئے کی رخصت نہ دی پھر اسکے بعد بھی جب دسے مجلس میں آئے انکو نہیں بٹھلایا اور جب سوار ہونا انکو یاد اپنی سوار ہی کے ساتھ رکھا چند روز میں دسے تنگ آگئے آخر کئی سبب سے میان لاکے کوفہ کی طرف مراجعت کر نیکی رخصت لی۔ اور ایک روایت تھی کہ جب سعید بن العاص مدینہ کی طرف روانہ ہوا۔ کوفہ کے اشراف و علما کی ایک جماعت مالک شتر کے نام پر ایک مکتوب اس مضمون کا روانہ کیا کہ کوفہ کے تیرے یار و برادر تیری ملاقات کے نہایت آرزو مند اور تیرے مقدم کے بہت ہی منتظر ہیں کہ معاودت کو سب چیزوں پر مقدم رکھ کے اسیر طرف چلاؤ وے تا سعید بن العاص مدینہ سے مراجعت کر کے آگے تو بیان آپہنچے کیونکہ بیان کے لوگ اسکے ظلم سے بہت ہی تنگ آئے ہیں پھر اسکو کوفہ میں داخل ہونے سے منع کرنا چاہتے ہیں۔ جب یہ نامہ مالک شتر کو پہنچا اسیرقت کوفہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب سعید بن العاص نے جائیکہ وقت اپنا مناسب مال و متاع کوفہ میں ہی چھوڑ گیا تھا سو کوفہ والوں نے مالک شتر کے اشارے سے اسکو قمارت کیا جب اسنے حضرت عثمان سے رخصت لیکے نکلا کوفہ کی ایک جماعت آگے ہاکے اسکو داخل شہر ہونے سے منع کیا تب سعید نے ناچار مدینہ کی طرف مراجعت کی اور جناب خلافت ماب حضور میں سب ماجرا ظاہر کیا۔ جناب ذوالنورین بہت ہی تامل و تدبیر کے بعد ابو موسیٰ اشعری کو سعید کی جاسے پر نصب کر کے کوفہ کی طرف روانہ کیا اور وہاں کے لوگوں کے نام سے ایک نامہ اس مضمون کا لکھا کہ لوگوں کی زبان میں معلوم ہوا تھا کہ تمہارا مضمون

مسعود کی معزولی اور ابو موسیٰ اشعری کی بجالی کا تھا سو ہم نے ویسا ہی کیا ہی اب تم کو چاہئے کہ ابو موسیٰ کو اپنا میر جانی اور اسکے دائرہ اطاعت سے قدم باہر نہ رکھیں۔ غرض جب ابو موسیٰ اشعری کی قدوم کی خبر کو نے والوں کو پہنچی بہت خوش ہو کے انکے استقبال گئے اور تعظیم و تکریم کی شرائط بجا لائیں۔ جب ابو موسیٰ اشعری داخل کو فرہ ہوئے اور مسجد جامع میں جا کے برسر منبر ایک خطبہ اس مضمون کا پڑھا کہ امام حق کی اطاعت واجب ہے جسے اسکا خلاف کرے گا وہ مسلمانوں کی جماعت میں تفرقہ ڈالنا چاہیگا بحکم حدیث شریف **اَلْفِتْنَةُ نَائِمَةٌ لَعَنَ اللّٰهُ عَلٰی مَنْ اَيَقظُهَا** کے اللہ تعالیٰ کی لعنت اور غضب کا مستحق ہوگا۔ سب اہل کو فریے باتیں سنکے بجان دل قبول کیں اور کہا کہ ہم سب آپ بحق عثمان ذوالنورین کے مطیع و منقاد اور تمہاری سرورسی پرشاد ہیں پس ابو موسیٰ اشعری منبر سے اتر کے عہد خلافت میں نزول کیا۔ کوفیوں کی اطاعت اور رضا مندی کی اطلاع میں ایک نامہ لکھ کے حضرت عثمان کی خدمت میں روانہ کیا۔ حضرت عثمان کی ابتدا سے قتل کا بیان اسی سال میں بعض صحابہ مدینہ میں جمع ہو کے حضرت عثمان کے طعن میں زبان کھولی کہ انہوں نے بلاد اسلام پر ایسے لوگوں کو عامل بنا کے بھیجا ہی کہ انہیں انوع کا ظلم و ستم جاری ہی اور وہ براقتہ و فساد کرتے ہیں اس لئے لوگ انہیں تنگ آگئے ہیں آخر سبہوں نے متفق ہو کے حضرت علی کی خدمت میں آئے اور کہا کہ آپ جناب ذوالنورین کے پاس جا کے نصیحت کیجئے کہ انکی خیر خواہی اسی میں ہی تا آپ کی نصیحت سے وہ ہوشیار ہو جائیں سستی اور تغافل سے باز آویں۔ تب حضرت علی نے انکے گھر شریف شریف ارزانی فرما کے کہنے لگے کہ تمہارے عاملوں کے ظلم و ستم سے جا بجا لوگ بہت تنگ آگئے ہیں ایسے تمہاری شکایت نقل ہر مجلس ہو رہی ہی۔ اور لوگ کہتے ہیں کہ بار بار ہم نے دربار خلافت میں استغاثہ کیا امیر المؤمنین نے اس طرف التفات نہ فرمائی۔ اور ان عاملوں سے دفع ظلم و جفا نہ کیا۔ اس لئے کہا جاتا ہی کہ اس جماعت کو کہا آپ دوست سمجھتے ہیں یا نہ اگر اپنے دوست جانتے ہیں انکی نصیحت کو غنیمت جانئے۔ اور اگر انکو دشمن سمجھتے ہیں ملاحظہ فرمائے کہ جو کہتے ہیں واقعی ہی یا خلاف واقع۔ اگر خلاف واقع ہوا اسکا کچھ پروا نہ کیجئے اگر مطابق واقع کے ہی انب ہی ہی کہ انکی منت جان کے ان امور کو جو بہ مقتضائے **کُنْ فِی الْخَرْصِ عَلٰی عِیْوَبِکَ کَعَدْوِکَ** کے جو نقصان و عیب کا موجب ہو بدل دین اور ان عاملوں کو معزول کریں۔ امیر اللہ آپ کو تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شرف صحبت اور قرب قرابت حاصل ہی اور حضرت کا کلام حجتہ فرجام آپ سے ہو۔ آپ کے آگے دو خلیفہ جو گزرے جو دے جانتے تھے آپ بھی جانتے ہوا نہیں جو کچھ شرف اور فضیلتیں تھیں آپ انکے جامع ہو بلکہ حضرت کی رشتہ و امادی جو آپ کو حاصل ہی انکو نہیں تھی۔ آپ جانتے ہو کہ مندگوں میں افضل بادشاہ عادل ہی جس سے امانت بدعت واجیائے سنت ظہور میں آوے۔ اور اللہ تعالیٰ کے پاس شراناس بادشاہ ظالم ہی جو اجیائے بدعت و امانت منت کرے اور محدثات کے دروازے خلق پر کھول دے۔ غرض جناب امیر نے عدل

احسان کی تحریکیں وترغیب اور ظالمین کی اعانت کی تحذیر وترہیب اور عاویہ پروردی و شفقت کسری کی بابت میں ایسی ہی تقریریں دینا پڑی۔ جب جناب ولایت مآب کا کلام نام ہوا۔ جناب ذوالنورین نے آغاز کلام کیا اور کہا کہ یا علی آپ نے جو فرمایا سب صحیح اور راست ہی قسم ہی اللہ تعالیٰ غرضانہ کی کہ اگر آپ میرے جاسے پر ہوتے اپنے خوشی و آقا رب کے ساتھ صلہ رحمی اور محتاج و مساکین کے ساتھ سلوک و احسان سے پیش آتے ہیں اگر آپ پر عتاب کیا ہوتا اور میں سوگند دیتا ہوں آپ کو کیا آپ نہیں جانتے ہو کہ میرے ماموں سے ایک مغیرہ بن شعبہ ہی کہ اس کی سیرت اچھی نہیں حالانکہ عرفا و فروع نے اس کو حکومت دی تھی باوجودیکہ اس نے ایک برسے کام سے متہم ہوا پھر بھی اس کو کونے کی امارت دیکھ کر راضی کیا کسی نے ان کو ملامت نہ کی پھر مجھے کس نے ملامت کرتے ہو۔ اور عبداللہ بن عامر وغیرہ کو صلہ رحمی اور احسان کی رو سے کہ شریعت مطہرہ محمدیہ میں جس کی تاکید اکیڈائی ہی اگر میں امارت دون محل اعتراض کیا ہی جناب امیر نے فرمایا کہ ہر چند عرفا و فروع نے بعضوں کو امارت دی تھی حالانکہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں امارت کے لئے اسے اولیٰ و احق ہو جودتھے لاکن اپنے ماموں پر ہندیدشت بد کرتے تھے کہ ظلم و جفا سے بہت پرہیز کریں اور اسے اگر کسی نے ایک امر یا لاین کا ترک ہو مافی الحال اس کو بلو کے دریافت کرتے اس پر حرم ثابت ہوئے کہ بددھار ہی کر کے اس کو اس مقام سے بدل دیتے تھے۔ اور تم اس کے برخلاف حد جاری کرنے اور بدل دینے میں سستی کرتے ہو اور اپنے اقربا کو عطیات و انعامات سے محروم کر کے کبار صحابہ کو محروم چھوڑ دیتے ہو۔ جناب ذوالنورین نے کہا کہ یا علی جو لوگ میرے اقربا سے ہیں آپ سے بھی قرابت رکھتے ہیں۔ جناب امیر نے فرمایا کہ مان اگر میرے سے بھی قرابت رکھتے ہیں لاکن حکم کہ یہ ان اگر مکہ عند اللہ اتفقکم اور حدیث شریف من ابناک یا علی علیہ السلام کہ تم کشتی کے ان سے دوسرے افضل ہیں عثمان ذوالنورین نے کہا یا علی کیا آپ نہیں جانتے ہو کہ عرفا و فروع صحابہ کو شام کی امارت دی تھی سو میں اس کو بجا لکھا ہوں حضرت علی نے جواب دیا کہ میں آپ کو سوگند دیتا ہوں کیا آپ نہیں جانتے ہو کہ رافع جو عرفا و فروع کا غلام اور حاجب تھا اس کو عرفا و فروع کا جعفر خوف تھا معاویہ کو اس سے زیادہ تھا حضرت عثمان نے کہا کہ مان میں یہ بات جانتا ہوں پھر جناب امیر نے فرمایا کہ معاویہ نے عطا ہم امویہ میں دخل دیتا ہی اور اخلا فوج اس ظہور میں آتے ہیں۔ اور لوگ پوچھیں تو تمہاری حاجت ظاہر کرتا ہی اور تم کو یہ بات معلوم ہی با این تم اس سے اغماض کرتے ہو جناب ذوالنورین نے یہ بات سنے خوشی لی کہ جواب فرمایا حضرت علی نے اللہ کے اپنے گھر کی طرف تشریف ارذانی فرمائی۔ اور حضرت عثمان نے مسجد کی طرف آئے ایک خطبہ اس مضمون کا پڑھا کہ لوگو عیٹ طعن کی زبان بند کرو فتنہ و فساد مست مچاؤ۔ جب عرفا و فروع کی خلافت میں زجر و توبیخ اور حد سے کی توبیخ و تادیب جاری تھی فتنہ کا دوازدہ بند تھا اور تم مطیع و مطاع تھے۔ اور میں تمہارے ساتھ نہایت نرمی اور

شفقت سے پیش آتا ہوں اس لئے تمہارے سے رنج و کربت کھینچا ہوں۔ جب اپنے ہاتھ اور زبان کو تم سے روکا ہوں اس لئے تمہاری زبان میرے حق میں دراز ہو رہی ہے اور تم نے کسائی پر کمر باندھ ہی نہیں۔ دیکھئے کہ میں نے بیت المال ایک دام و درہم اپنے خرچ میں نہیں لایا۔ ابوبکر صدیق اپنی اور اپنے اہل و عیال کی ویرجہ بیت المال سے لیا کرتے تھے اگر کھوکے کہ میں نے عطیات و انعامات کثیرہ بیت المال سے اپنے خویش و اقارب کو دئے تو اس کا جواب یہ ہے کہ امام کو پہنچتا ہے کہ بیت المال میں اپنی رائے کے موافق تصرف کرے اس سے زیادہ مجھے رنج و آزار نہ دو اور آپ مشورہ یہ حال مت رہو۔ جب حضرت عثمان کا کلام بیان تک پہنچا مروان شقی نے لوگوں کے ساتھ سخت باتیں کرنے لگا جناب فدا النورین نے زجر و توبیخ سے اسکو ساکت کیا۔ اور اس سال عادت معہ و پرچ بیت اللہ کے لئے تشریف فرما اداے مناسک کے بعد بخیر مدینہ کی طرف مراجعت کی۔ ہجرت سے پینتیسویں سال کے وقایع۔ اور اوہاش لوک فتنہ کی بنا و النبی اور حضرت عثمان کو منصب خلافت سے عزل اور قتل کر کے ورنی ہونا۔ اس سال میں مصر اور بصرے اور کوفے کے بعض اشرار نے جو فتنہ و فساد انکا شعار تھا مدینہ کی طرف آئے حضرت عثمان کو منصب خلافت سے معزول کرنے پر کمر باندھا۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ عبداللہ بن سبا جو اجاریہ و سے تھا تورات و انجیل اور انوع علوم حاصل کر کے کہ یہ مثل الذین یحلقو التورۃ ثم لم یحلقوھا کمال الحجار یحلق استغفار کا مصداق ہوا تھا۔ حضرت عثمان کی خلافت میں دنیا کے اغراض پر ہاتھ مار نیکے لئے صفا سے آگے اسلام لایا جب اسکا مطلب حاصل ہوا حضرت عثمان سے بغض و عداوت پیدا کی اور ملت اسلام میں خلل اندازی چاہی۔ جب حضرت عثمان نے اس حال سے واقف ہوئے اسکو مدینہ سے اخراج کا حکم کیا۔ اس شقی نے حجاز سے بصرہ اور بصرے سے کوفہ کوئے سے شام کی طرف اپنا منہبہ کا لایا جب اہل شام اس بد انجام کے فتنہ و فساد سے آگاہ ہوئے اسکو شام سے بھی نکال دیا۔ جب اس ناہنجار کو معلوم ہوا کہ حضرت عثمان کے مخالف مصر میں بہت بہن مصر کی طرف گیا اور منافق سے اپنا علم و تقویٰ ظاہر کر کے وہاں کے لوگ کو اپنے دام فریب میں لایا۔ جب وہ لوگ اسکے معتقد ہو گئے فتنہ کی بنا و النبی کہ نصارا کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے دنیا میں نزول کرینگے یہ بات تو واقع کے مطابق ہے۔ اور سب پر ظاہر ہے کہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیسیٰ علیہ السلام سے افضل ہیں پس حضرت کی مراجعت بطریق اولیٰ ہوگی اور اللہ تعالیٰ حضرت کے ساتھ اس بات کا وعدہ بھی کیا ہے چنانچہ قرآن مجید میں فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْآنَ لَرَاٰذِلَ الْاٰلِیٰ مَعَادِ۔ غرض مصر کے احمقوں نے اسکے فریب میں آگئے کہنے لگے کہ ہر غیر کو ایک خلیفہ اور وصی ہوا کرتا ہے پس خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ اور وصی حضرت علی بن ابی طالب کے علم و فتویٰ اور زہد و تقویٰ سے آراستہ اور کرم و شجاعت و امانت و دیانت سے پیراستہ ہیں۔ لوگوں نے بخلاف نص محمدی انکی حق تلفی

کی منصب خلافت کا استحقاق جو انہیں کو ثابت تھا دوسرے کو دیا اب اہل نصرت و یاری سب مسلمانوں پر واجب بنی مصر کے سفیروں نے ابن سبا کے بے فداوی بائین کشتے ہی حضرت عثمان سے بدل گئے اور قدم انکے دائرۂ اطاعت سے باہر رکھا۔ اور کوفہ میں بعضے اشرار جو حضرت عثمان سے کینہ رکھتے تھے مصر والوں کی یہ حالت دیکھ کر بھی دلیر ہو گئے پس مخالفوں کے فتنے کی آتش روز بروز تیز ہونے لگی اور انکا کام دو بالا ہوا۔ حضرت عثمان عمار بن یاسر کو مصر کے امیر بن مسلمہ کو کوفہ کی طرف روانہ کیا تا وہ بافت کریں کہ وہ کون لوگ ہیں کہا ہوا ہیں یا عقلا عمار نے جب مصر پہنچا مصریوں کے اغوسے سے وہ بھی سست ہو کے کچھ نہ کیا۔ اور محمد بن مسلمہ جب داخل کوفہ ہوا ان فتنہ گردوں کی حالت و بافت کر کے حضرت عثمان کے خدمت میں لگھو پھیا کہ چند عقلا بھی یہاں کے ساتھ ہیں جن اہل بات سے جناب خلافت مآب کی خاطر مکدر ہوئی۔ کہتے ہیں کہ انہیں دنوں معاویہ نے کعب الاحبار سے ملاقات کر کے کہا کہ مجھے اس بات کا برا خطر ہے کہ کہیں گروہ باغیہ سے جناب ذوالنورین کو کچھ مضرت پہنچے۔ کعب الاحبار نے کہا کہ یہ حادثہ تو ناگزیر ہی معاویہ نے کہا کاش مجھے معلوم ہوتا کہ عثمان ذوالنورین کے بعد مسلمانوں کی حکومت کس کو پہنچتی ہے تا اسکی ملازمت پر قیام کروں۔ کعب الاحبار نے کہا کہ حکومت آخر تمہارے طرف آوے گی لاکن بہت سی خون ریزی کے بعد۔ معاویہ کیا اس بات سے حکومت کی تمنا غالب ہوئی پھر مراجعت کے وقت حضرت عثمان سے عرض کی کہ دشمنوں نے جو طرف سے سر اٹھایا ہے اور آپ کی بدخواہی پر کربا نہدی ہیں۔ بہتر ہے کہ آپ شام کا قصد کریں کہ اس ملک میں آپ کے یار و مددگار بہت ہیں حضرت عثمان نے فرمایا کہ ماؤ اللہ حضرت کے منبر اقدس و روضۂ مقدس کی مفارقت اختیار کروں۔ معاویہ نے کہا کہ اجازت ہو تو ایک لشکر مدینہ کے حوالے میں رکھتا ہوں تا آپ کی حفاظت کرے حضرت عثمان نے کہا کہ اکثر خرس اور غنیمتیں حجاز پر مصروف ہوئیں کہا اس واسطے ہی کہ ہر مسلمان رسول کو مل کر میں۔ معاویہ نے کہا کہ یا امیر المؤمنین دشمنوں سے پر حذر رہنا چاہئے۔ کہ اس سرزمین کی اقامت آفات کا موجب معلوم ہو تا ہی حضرت عثمان نے کہا کہ میں آفات و بلیات پر صبر کروں گا دولت باقی کر رکھتا ہوں تا جہنم کو چھوڑ دوں گا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہمسایگی جو دولت بے عدیل ہی کہی بخیرہ و دنگا۔ کوفہ کے فتنہ بازوں کا آنا مدینہ کی طرف کہتے ہیں کہ سن میں تیس ہجری ربیع الاول کے چہینے میں ہر شہر کی ایک چھوٹی فوج جو اپنے حاکم سے شکایت رکھتی تھی مدینہ منورہ کی طرف آئی۔ مدینہ والوں نے اس سے دریافت کیا کہ تمہارے آئین کا کیا سبب ہے۔ وہ کہنے لگے کہ ہم عثمان ذوالنورین سے جتنے ہیں کہ حکام ظالم کا شر ہمارے ہے جو در کسے یا امر اسے عادل کو ہم پر سو پنے اور بھی سخت باتیں کہیں۔ جب حضرت عثمان کو یہ خبر پہنچی چاہا کہ مدینہ والوں کوئی انکے ساتھ متفق ہوئے ہیں یا نہ معلوم کریں۔ تب اپنے دو شخص معتمد کو حکم کیا کہ اس جماعت کے ساتھ اختلاط پیدا کر کے اس بات سے آگاہ ہو دیں ان ہر دو نے ان لوگوں سے ملاپ حاصل کر کے خبر لائی کہ عمار بن یاسر و قبا بن رافع

خلافت حضرت عثمان ۲۶۵ مکہ فتنہ گروں کا انا اور بریا کرنا فتنہ کا

انصاری اسکے ساتھ ملے ہیں۔ تب حضرت عثمان نے حکم کیا کہ سب اکابر مہاجرین و انصار و تابعین عالی وقار کو مسجد نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع کرین جب سب فراہم آئے جناب خلافت مآب نے حمد و ثناء و صلوات و سلام کے بعد کہنے لگے کہ ایک جماعت اطراف و نواحی سے یہاں جمع آئی ہے اسکا خلاصہ مطلب یہی ہے کہ اگر عثمان خلافت سے معزول ہو جاوے بہتر والا ہم اسکو قتل کریں گے۔ صنادید مہاجر و انصار کہنے لگے کہ وہی لوگ واجب القتل ہیں کیونکہ ہم نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ جس نے لوگوں کو اپنی طرف بلا دے اور امام زمان کی مخالفت پر مکر یا مذہب سے اسپر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اسکو قتل کرو حضرت عثمان نے فرمایا کہ اب تو انکے خون پر ماتمہ دراز نہیں کرنا ہوں آئندہ انکی مخالفت جب درجہ تحقیق کو پہنچے تب انکے ساتھ جو کیا جائے کیا جائیگا۔ اور فتنہ گروں نے جوان پر تمہیں کی تحسین جناب ذوالنورین نے ان سبکو دفع کیا۔ سب لوگوں کو معلوم ہوا کہ جناب خلافت مآب ان بہتانوں سے پاک ہیں۔ پھر حضرت عثمان اسکے بعد اپنے مکان کی طرف تشریف لیگے۔ اہل خراج انہیں میں کہنے لگے کہ مدینہ میں عثمان کے دوست اور خواہوں بہت ہیں۔ ادم بن زید اور بے استعداد آئے ہیں اب مصلحت یہی ہے کہ ہم مراجعت کرین پھر شوکت اور قدرت کے ساتھ آوین تا ہمارا جو مطلوب ہے میسر ہو۔ مخالفین روانہ ہوئے پر بعض خیر خواہوں اور مخلصوں نے ہر چند جدوجہد کیا کہ اپنے عاملوں کو معزول کرین پھر حضرت عثمان نے قبول نہ کیا اس لئے دوستوں کی آذر دہی کا بھی سبب ہوا مصر کے مخالفوں اور فتنہ گروں کا انا مدینہ کی طرف اور بریا کرنا فتنہ کا جب مصر کے ارباشوں نے فتنے کے ارادے سے انکے مدینہ کے باہر اترے۔ اور شب کے وقت ایک قاصد کو حضرت علی اور عمار بن یاسر اور طلحہ کے پاس بھیجا کہ اپنے مافی الضمیر سے آگاہ کیا حضرت عثمان بھی جناب امیر کی خدمت میں آگے کہنے لگے مجھے آپ کے ساتھ قربت قریبہ مستحق ہے اور بہت سے حقوق آپکے ذمے بر ثابت ہیں اہل خراج جو مدینہ کے باہر آگے اترے ہیں اور میرے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں آپ کی قدر و عزت انکے نزدیک ثابت ہے اب التماس یہی ہے کہ آپ انکو تسکین دین اور نہ چھوڑین کہ میرے مکان تک آوین تا اس سے دوسرے مفیدوں کی جرأت کا سبب نہ ہو۔ حضرت علی نے کہا کہ میں نے خیر خواہی کی راہ سے بار بار جو کہنا تھا کہا جن بات سے اس فتنے کی آتش بجھ سکتی تھی آپ کو جتنا دی ہر آپ نے اسکی طرف التفات نہ کی اور اسپر عمل نہ کیا۔ جناب ذوالنورین نے کہا کہ یا ابو الحسن جو گذرا سو گذرا آئندہ اہل غرض کی باتوں کی طرف التفات نہ کرونگا اور آپکی صوابدید سے باہر نہوونگا۔ جناب ولایت مآب حضرت عثمان کی التماس قبول فرما کے اکابر مہاجرین و انصار کی ایک جماعت ہمراہ لئے ہوئے مصر کے عاید کی پاس تشریف لیگئے اور ایسی دلکش تقریر کی کہ وہ فتنے کے ارادے سے باز آئے تب حضرت علی جناب ذوالنورین کے گھر تشریف فرما کے حقیقت حال ظاہر کی اور فرمایا کہ وہ لوگ تو اب راہ پر آئے ہیں انکی استمالات اور دلجوئی کیا جائے حضرت عثمان نے خوش ہو کے حکم کیا کہ سب لوگوں کو مسجد میں حاضر کرین۔ جب تمام لوگ حاضر ہوئے حضرت عثمان نے

منبر پر سوار ہو گئے ایک خطبہ پڑھا اور اس میں غنم کی آبی جھوٹی کی اور ایسا برقی امیز کلام کیا کہ سب لوگوں کو تری رفت
 ہوئی یہاں تک کہ روئے کرانگی و در میان ترموین حضرت عثمان کو بھی رفت ہوئی حضرت علی نے لوگوں کو فرمایا کہ
 عثمان ذوالنورین کے ذمے پر اس سے زیادہ کیا ہوگا۔ انہوں نے جو ظاہر کیا اللہ تعالیٰ انکو امیر ثابت رہنے اور استقامت
 کرے گی توفیق دے۔ پس جناب ذوالنورین نے منبر سے اتر کے اپنے گھر تشریف فرما کی اور لوگ اندر دے صدق
 و ادایت کے جمع ہو گئے انکے دروازے پر گئے تا ملاقات کر کے انکی تکرار تحسین میں زبان کو لیں ایسے میں مروان بنی
 اور سعید اور بنی امیہ کی ایک جماعت جو خطبہ کے وقت حاضر نہیں تھی حضرت عثمان کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ مروان
 نے مبارکت کر کے کہنے لگا کہ یا امیر المؤمنین بات کروں یا خاموش رہوں۔ نانہ بنت فزاعہ حضرت عثمان کی بی بی
 جو تری عاقلہ تحسین پر دے کے پیچھے سے کہنے لگیں کہ اسی مروان خاموش رہ کہ تو جو کہنا چاہتا ہی میں جانتی ہوں یا
 امیر المؤمنین کو آج کے خطبہ کے باب میں ملامت کرنا چاہتا ہی۔ یقین جانتے کہ آج کے دن جو خطبہ پڑ گیا نہ تیرے ہونے
 تو امیر المؤمنین مقتول اور انکے بچے یتیم ہو جاتے واللہ انہوں نے ایسا خطبہ پڑا کہ اس کے سوا سہ گز زمین تھا۔
 مروان نے کہا ائی نانہ تجھے اس بات سے کہا مروان کا قسم ہی اللہ تعالیٰ کی کہ تیرے باپ نے جلالت کی حالاکو دہ شہیک
 وضو کرنا نہیں جانتا تھا۔ نانہ نے کہا ائی مروان خاموش رہ اس عبارت کو مونی کے عیب و طعن کے مقام میں نہ لانا
 باپ بھی میرے باپ پر کچھ زیادتی نہیں رکھتا تھا۔ اگر تیرے باپ کو امیر المؤمنین کے ساتھ نسب کی حرمت نہ ہوتی تجھے
 اسکی حقیقت حال سے میں خبر دیتی ہوتی۔ جب تو علم عقل سے نہایت دور ہی تیرے سے افترا اور دہی نہایت
 غرور جب اس بی بی کے جواب سے مروان عاجز ہوا ان سے اعراض کر کے پھر اپنے کلام کا اعادہ کیا کہ یا امیر المؤمنین
 کہا بات کروں یا خاموش رہوں۔ حضرت عثمان نے اسکو کلام کی رخصت دی تب اسنے عرض کی کہ یا امیر المؤمنین
 روز آپ نے جو خطبہ پڑا مناسب نہیں تھا اس میں آپ نے اپنی کسر حرمت کی ابوطالب کے فرزند کو یہ بات مطلوب
 تھی کہ آپ کو لوگوں میں ذلیل کہیں اور آپ کی زبان سے خلا کا اقرار کرادیں سو وہ مطلب حاصل ہوا اب مناسب
 یہی ہی کہ یہ لوگ جو دروازے پر جمع آئے ہیں انکو اندر لے جائیں پر و انکی زمین بلکہ انکو وہیں سے پھیر دیں تا آپ کے حضور
 میں کوئی کلام نہ آئے کہ اسے کہ موجب فتنہ کا نہ ہو جناب ذوالنورین نے کہا کہ تو ہی جا کے انکو پھیر دے کیونکہ میں شرم
 رکھتا ہوں کہ ان سے بات کروں تب مروان باہر آیا اور کہنے لگا کہ لوگو تم یہاں کس لئے آئے ہو کہا تو جیتے چو یا
 ہمارے سے حکومت چھین لینے کا ارادہ رکھتے ہو۔ پھر کلام میں درشتی اور سختی شروع کی لوگ منکر ناچار پھر گئے۔
 انے ایک جماعت حضرت علی کی خدمت میں جا کے یہ باجرا ظاہر کیا۔ جناب امیر نے بہت رنجیدہ اور طول ہوئے
 اور اسوقت عثمان ذوالنورین کے پاس جا کے کہنے لگے کہ افسوس ہی کہ آپ سے ایسے حرکات سرزد ہوتے ہیں مروان
 چاہتا ہی کہ انکو جاؤ عقل سے لغزش و یکے فتنہ کے مانند جبر رہا ہے اور ہر کھینچے۔ واللہ وہ تو اباب و انش و تدبیر سے نہیں

خلافت حضرت عثمان ۲۶۷ مکرختہ گرونگنا آنا اور برپا کرنا فتنے کا

ہی۔ میں سمجھتا ہوں کہ مملو ملک میں دایکھا من میٹھی مع الغراب سبب جج الی الخراب تم نے مروان کی خاطر سے اچکھ ملوں کیا۔ اب مجھے صاف رکھو پھر میں تمہارے معاملے میں دخل نہ دوں گا اور تمہارے یہاں آنا جانا بھی موقوف کر دوں گا۔ پس یہ کہہ کے مجلس سے اٹھے اور اپنے مکان کی طرف سے مد مارے۔ حضرت عثمان کی زوجہ نائلہ یہ حال دیکھ کے نہایت مضطرب ہوئیں اور کہا کہ جناب امیر کی باتیں میں نے سنی کمال صواب پر کلام کیا حق بجانب انہیں کہی۔ انہوں نے ترمی رنجیدگی کے ساتھ آپ کی مجلس سے تشریف لے گئے اب پھر اٹھا آنا بہت دشوار ہی۔ مروان کی خاطر سے اپنے معاملہ کو اس درجہ تنگ پہنچا نا کہا ضرور تھا۔ جب حضرت علی کی یہ حالت ہو سب اکابر اور صحابہ بھی متحیر ہو جائیگے۔ حضرت عثمان نے کہا اب کہا تدبیر کروں۔ نائلہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ سے دعا چاہئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت اور شیخین کریمین کی سیرت کی اتباع کیا چاہئے۔ اور متکر عالموں کو معزول کرنے میں ہرگز تاخیر نہ کیجئے۔ القصہ جب نائلہ نے نہایت باعث ہوئیں حضرت عثمان نے جناب امیر کی خدمت میں جا کے بہت معذرت اور دلجوئی کی۔ حضرت عثمان نے غور و تامل کے بعد سمجھا کہ جناب امیر کی رائے نہایت صواب پر ہی۔ غرض حضرت علی پھر جناب ذوالنورین کے گھر کی طرف قدم نہ رکھا یہاں تک کہ مصر کے اوباشوں اور فاجروں نے حضرت عثمان پر میتھا پانی بند کیا۔ تب حضرت علی نے آپ بنفس نفیس نئے گھر کے دروازے پر آکر کھڑے رہے اور پانی کے چند مشک گھرمین روانہ کئے۔ ایک روایت ہے کہ ان دنوں حضرت علی نے اپنے کھانا کام کے لئے خبر کی طرف رونق افروز ہو گئے فتنہ گرد اوباشوں نے طلحہ بن عبیدہ کے پاس جمع ہو کے اسکے استعلا ب سے فتنہ شروع کیا تھا۔ جناب ولایت مآب نے جب خبر سے مراجعت کی حضرت عثمان نے انکے گھر جا کے کہنے لگے کہ آپ پر میری برادری کا حق اور حضرت کے مصالحت و مصالحت کا حق ثابت ہی۔ فرضاً یہ کہچہ ہو تو بھی بنی عبد مناف کو اس بات کا نہایت تنگ و عار ہو گا کہ بنو تمیم سے ایک شخص نے طلحہ بن عبیدہ کے لئے چھین لے اور طلحہ کی بہت شکایت کی۔ جناب امیر نے انکو دلداری اور تسکین دیکے فرمایا کہ فکر نہ کرو خاطر جمع رہو انشاء اللہ تعالیٰ کہ اب تم سنو گے کہ میں آپ کی اعانت کس طرح کروں گا۔ پس اس وقت اسامہ بن زید کو اپنے ہمراہ لیکے طلحہ کے گھر گئے دیکھتے کہا ہیں کہ اوباشوں اور غوغائیوں سے اسکا گھر معمور ہی یہ حالت دیکھ کے انکی علامت میں زبان کھولی۔ طلحہ نے کہا کہ امی علی اب کام مانتے سے جانا رہا ہی۔ جناب امیر نے سمجھا کہ اب نصیحت فائدہ نہ دیگی۔ زمان سے خزانہ بیت المال کی طرف تشریف لائی اور حکم کیا کہ دروازہ کھولیں کیلی حاضر نہیں تھی آخر دروازے کی زنجیر تروا کے دروازہ کھولا اور میوں کی تقسیم شروع کی جب یہ خبر ان لوگوں کو پہنچی جناب امیر کی خدمت میں دوان دوان آئے اور طلحہ کو اکیلا چھوڑ دیا جناب ذوالنورین بہت مسرور اور حضرت علی کے ممنون و مشکور ہوئے۔ تب ناچار طلحہ نے حضرت عثمان کے پاس آ کے معذرت شروع کی حضرت عثمان نے فرمایا کہ واللہ تو تائب اور نادوم ہو کے نہ آیا بلکہ جب مغلوب و مخدول ہوا لا علاج ہو کے آیا ہی امی طلحہ میں اللہ تعالیٰ پر سوچتا ہوں تیری

جزا دے۔ اور محمد بن شہاب زہری سے منقول ہے کہ میں نے سعید بن المسیب سے سوال کیا کہ عثمان ذوالنورین کس نے مقتول کیا اور صحابہ کس نے انکی تائید نہ کی۔ لوگ اُن پر خرچ کر کے نکال دیا گیا۔ سعید بن المسیب جواب دیا کہ عثمان ذوالنورین نے مظلوم شہادت پائی اور قاتل انکا بلا ملک ظالم ہی۔ اور صحابہ کو انکی اعانت کرنے میں ایک عذر صحیح ہی۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ امیر المؤمنین جناب ذوالنورین نے جب سریر خلافت کو زینت دی وہاں کے چھ سال میں ایسی خوبی سے حکومت کی کہ اس ایام میں کسی نے اُن پر حرف نہ کر سکا اسکے بعد انکے اوضاع و اطوار میں تغیر یا مثل شہر ہوئی کہ اِدِ اَنْتَغَرِ السُّلْطَانُ تَغْيَرُ الرِّجَالُ اپنی اقربا کے ساتھ جو بری محبت رکھتے تھے پاس قرابت کے سبب سے انہیں کو حکومتیں دینی گئے۔ معاویہ کو قریحہ و افریقیہ کے بعد سب ملک شام امیر بنایا۔ اور ابصر۔ کی امارت سے ابو موسیٰ اشعری کو معزول کر کے انکی جگہ پر عبداللہ بن عامر کو بھیجا۔ کوفہ کی امارت مغیرہ بن شعبہ سے نکال لیکے ولید بن عتبہ کو اور اسکے بعد سعید بن العاص کو دی۔ جب باوجود صحابہ کبار کے اسلام بلاد و امصار کی حکومتیں بنی امیہ کے جوانوں کو دین اور اُن عاقلوں سے ناشائستہ حرکتیں اور انکے ظلم و ستم کی خبریں مدینہ کو پہنچنے لگیں صحابہ رسول نہایت خزون و طول ہونے لگے آخر انکو معزول کرنے کے باب میں صحابہ کی ایک جماعت ہر چند بہت کوشش کی پر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ انہیں کے عاقلوں سے عبداللہ بن ابی سرح جو مصر کا والی تھا لوگوں پر جب ظلم و ستم شروع کیا مصر کے لوگوں کی ایک جماعت دار الخلافہ میں انکی شکایت لے آئی۔ اور اسکے اگلے حضرت عثمان سے عبداللہ بن مسعود اور ابو ذر غفاری اور عمار بن یاسر کے ساتھ بے التفاتی ہوئی حتیٰ سوا بن مسعود کے واسطے نہروں اور بنو نضر کی قوم اور عمار بن یاسر کے لئے بنو مخزوم کے قبیلے کے لوگ اور ابو ذر کے سبب بنو غفار کے قبیلے والے اور انکے حلیف بھی آؤر وہ تھے فی الجملہ جب جناب ذوالنورین کو ابن ابی سرح کے حالات سے اطلاع ہوئی۔ اسوقت اسکے نام سے ایک کتبہ کمال تہدید اور ناگید سے روانہ کیا کہ اپنے رعیتوں کو راضی کر لیں اور آئندہ انکے ساتھ حسن معاشرت سے پیش آویں۔ لاکن جب اسکے دل میں ایک سختی اور رعونت لگئی تھی وہ نصیحت کچھ فائدہ نہ دی۔ ابن ابی سرح نے جناب ذوالنورین کے نصائح سے متجاہل و تعاضل کیا بلکہ اس جماعت کو جو دار الخلافہ میں اپنی شکایت لیگئی تھی ضرب کر دیا کہ قید میں رکھا اور انے ایک شخص کو قتل کر دالا۔ تب مصر سے سات سو شخص نکلے مدینہ آئے اور سب ماجرا اکابر ہاجرو انصار کی خدمت میں ظاہر کیا۔ انکا مقصود ابن ابی سرح کی معزولی اور اُس مقتول مظلوم کی قصاص طلبی تھا۔ پس مصریوں کی انھاس سے حضرت علی نے جناب ذوالنورین کے پاس جاکے کہا کہ مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ مصر سے جن لوگوں نے فریاد لایا ہے انکا معاملہ یافتہ کرین اگر دے کسی برحق ثابت کرین انکی فریاد کو پہنچین تا فی الجملہ فتنے کی آتش نسکین پاؤے۔ طلحہ بن عبد اللہ دام المؤمنین عالیہ صدیقہ بھی حضرت عثمان کے

پاس ایسا ہی پیام بھیجا۔ اور دوسرے صحابہ نے بھی ایسا ہی کہا۔ جناب ذوالنورین نے فرمایا کہ مصر کی امارت کے لئے تم کسی شخص کو چھوڑے تا میں حکومت کی سدا کے نام سے لکھ دوں۔ تب تمام صحابہ کرام کی رائے اس بات پر آئی کہ محمد بن ابی بکر جو نسب و حسب کی زیور سے آراستہ اور فطانت و شجاعت کے لباس سے پیراستہ ہیں سزاوار امارت کے ہیں۔ اہل مصر بھی انہیں کے خوامان ہوئے۔ تب جناب ذوالنورین نے حکومت کی سدا کے نام سے لکھ دی اور جہاں و انصار کی ایک جماعت بھی ان کے ہمراہ دیکے مصر کی طرف روانہ کیا اور یہ حکم فرمایا کہ عبداللہ بن ابی سرح اور اہل مصر کے درمیان جو خلاف رو دیا ہی اسکو تحقیق کر کے حکم شرع جاری کریں۔ جب محمد بن ابی بکر اس جماعت کو گمراہ لیکے مصر کی طرف روانہ ہوئے اور تین منزل طے کیں راستے میں ایک حبشی غلام کو دیکھا کہ ایک اشتہر تر رفتار پروار ہو کے تری جلدی سے دوڑتا ہوا مدینہ سے مصر کی طرف چلا ہی۔ لوگوں نے اسکو بلا کے دریافت کیا کہ تو کون سی اور کہاں جاتا ہی۔ اس نے کہا کہ میں امیر المؤمنین عثمان ذوالنورین کا غلام ہوں مجھے مصر کے عامل کے پاس بھیجا ہی۔ پھر جب اس سے دریافت کیا تو کہا کہ میں مروان کا غلام ہوں۔ حاضرین نے کہا کہ تو کہتا ہی کہ عامل مصر کے پاس جاتا ہوں عامل مصر تو ہی ہی پس محمد بن ابی بکر کی طرف اشارہ کیا۔ اس نے کہا کہ میرا مقصود عامل مصر سے ابن ابی سرح ہی یہ بول کے اپنے ادنت کو اگے ترایا۔ تب محمد بن ابی بکر کو خبر دی انہوں نے یہ سنتے ہی جند شخص کو اس غلام کے پیچھے دوڑایا تا اسکو پھیرا دیں۔ جب اسکو لوگوں نے حاضر کیا تو آپ ہی اس سے استفسار کیا۔ اس غلام نے وہی جواب دیا جو آگے اس جماعت کو دیا تھا۔ پھر محمد بن ابی بکر نے پوچھا کہ کوی مکتوب تیرے ساتھ ہی اس نے کہا کہ انہیں حکم کیا کہ اسکے اسباب کی جھڑتی لیں۔ کہیں سرائع نہ ملا کر اسکی جھانگل میں کوی چیز ملتی تھی ہر چند اسکو منقلب کیا اور اس سے نکالیا جا تا پر وہ چیز نہیں نکلی۔ آخر اسکو چیرے تو اس سے ایک مکتوب سرمیر نکلا اسکے لفظ پر لکھا تھا کہ میں عثمان الی ابن ابی سرح تب محمد بن ابی بکر نے ان جہاجین و انصار کو جو اپنے رفیق تھے بلوآ کے انکے روز بروز وہ نامہ کھولا اس میں مرقوم تھا کہ جب محمد بن ابی بکر اور فلان فلان دمان اپنیچیں انکو قتل کر اور مصر والوں نے جو تیرے ظلم سے شکایت لائی تھی انکو قید کر دے یہاں تک کہ جارا دو سرا حکم پہنچے۔ ایک روایت ہی کہ اس میں یہ لکھا تھا کہ یہ لوگ فتنہ ڈالنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدینہ کو آئے تھے پر انکا مدعا حاصل نہوا۔ اب لا علاج اپنے وطن کی طرف مراجعت کی ہیں تو انکو خوب جانتا ہی پس جو سزا کہ لائی ہو خواہ قتل سے یا ماتمہ پاؤں کاٹنے سے پہنچا یا چاہئے تا آئندہ کوئی ایسی حرکت نہکرے۔ جب محمد بن ابی بکر اور انکے رفیق اس نامے کے مضمون سے آگاہ ہوئے نہایت طول اور مضطر ہو گئے۔ محمد بن ابی بکر پھر اس مکتوب کو ہڈیکے اپنے رفیقوں سے جو اکابر اور عابد تھے امیر انکی جہرین کر دیں اور ایک معتد کے تجویز کے سب کے سب مدینہ منورہ کی طرف مراجعت کی۔ جب داخل مدینہ ہوئے اکابر صحابہ جیسے حضرت علی اور زبیر اور طلحہ اور

خلافت حضرت عثمانؓ

۱۰۲۷ھ

مسجد و مسجد کو حج کر کے وہ نامہ اپنے حضور میں لکھوا۔ اور اس غلام کا قصہ بھی ظاہر کیا وہ نامہ دیکھتے ہی صحابہ پر
 بنایت منتخب اور ہلکے ہوئے حضرت علیؓ و طلحہؓ و زبیرؓ و سعدؓ و عمارؓ اور صحابہ کی ایک جماعت جو سب اہل بدر تھے اس
 اوسٹ اور غلام اور کتب کو گمراہ لئے ہرے جناب ذوالنورینؓ کے پاس گئے اور بوجھا کہ یہ غلام اور ماورث کیا
 اچکانی کہا ہاں۔ پھر بوجھا کہ یہ کتب کیا آپ لکھائی کہا کہ اس کتب کی محض خبر نہیں نہیں لکھا ہوں نہ لکھا
 کھنے کا حکم کیا ہوں نہ اس غلام کو مصر کی طرف بھیجا ہوں۔ تب سوال کیا کہ یہ کس طرح ہو گا کہ غلام اور ماورث اچکا
 اور اس کتب پر آپ کی خبر بھی چکی ہو اور آپ کو اس کی خبر نہ ہو حضرت عثمانؓ نے اللہ تعالیٰ کی قسم کھائی کہ نہیں
 خط کی محض خبر ہی نہ اس غلام کو میں روانہ کیا ہوں اور صحابہ نے بھیجا کہ وہ خط مروانؓ کا بھی سو اس کی شکایت
 کی اور کہا کہ مروانؓ کو ہمارے سپرد دیکھئے تاہم اس سے اس کتب کا قصہ دریافت کر بس۔ اس وقت مروانؓ حضرت
 عثمانؓ کے ہی گھر میں تھا لاکن انہوں نے اسکے دینے سے اپنا کیا اور فرمایا کہ اتنی ہی بات پر میں اسکو تیار نہ کروں
 کہ نہیں لکھا ہوں کہ تم اسکو قتل کر دین شاید کہ کسی نے دشمنی سے لکھا ہو اور میرے بے اطلاع اس پر ہر کر کے اس غلام کو
 قرب دیکھئے پورا کیا ہو دشمنوں اور فتنہ گردوں میں تو ایسا کام ہوا کہ تباہی اگر اس جی سچ کو میں نامہ لکھا ہوتا تو
 کی راہ سے بھیجا ہوتا یا جلد پہنچے۔ حضرت عثمانؓ مروانؓ کو دینے سے ابا کرنا بھیجا کہ ہرگز پسند نہ آیا اور بیت ہی ناگوار
 ہوا سب کے سب اندوہ خاطر کی مجلس سے اپنے مکانات کی طرف چلے گئے۔ مدینہ میں کوئی ایسا شخص نہیں تھا
 جو حضرت عثمانؓ سے یا خوش اور دلگیر نہ ہوا ہو۔ ہر سب یہی کہتے تھے کہ حضرت عثمانؓ سے ہرگز جھوٹی قسم نہ ہوگی۔ لاکن
 جب تک مروانؓ کو ہمارے تحریل نکرین ہمارا دل صاف نہ ہوگا۔ تاہم مروانؓ سے دریافت کریں کہ یہ کتب کتب
 کون لکھائی اگر حقیقت میں عثمانؓ لکھا یا انکے حکم سے مروانؓ لکھا ہو تو غلیظہ کو معزول کریں کہ کس لئے یا حتیٰ دو مصالح
 کا قتل ہوا لکھا۔ اور اگر مروانؓ اسکے بے اطلاع لکھائی تو ایسے فتنہ انگیز کو جناب خلافت مآب کس لئے اپنے گارو
 بار میں مطلق العنان چھوڑا ہی وہ تو سزا دینے اور ہر گاہ خلافت سے دور رکھنے کے لائق ہی۔ انقصہ حب اس
 مقدمے کی خبر سنہر ہوئی مدینہ میں کوئی ایسا شخص نہیں تھا کہ حضرت عثمانؓ پر طعن نہ کیا ہو۔ اور جب یہ خبر پورے
 اور کوفے کے فتنہ گردوں کی پہنچی وہ سب بھی قابو ہائے اپنے شہروں سے مراجعت کی بنو زہرہ اور بنو مخزوم اور ہزہل کے
 قبیلے والے جو انکے سے رنجیدہ خاطر تھے انکی دشمنی اور بھی زیادہ ہوئی۔ اور محمد بن ابی بکرؓ حب اپنی قوم اپنے جو نہیں سے
 نصرت چاہی تو انہیں کے قبیلے سے ایک جماعت جو مدینہ میں تھی انکی تائید بر کر باندھی اور مصر کے ادباش کو بہت
 یہ سب ان کے حضرت عثمانؓ کے گھر پر چاہیں۔ نون روز یا دو مہینے آٹھ روز یا چھ مہینے تک اس اختلاف الا قوال
 محاصرہ کیا انکو نہیں چھوڑتے تھے تاہم سوئی تک ناز کے لئے آویں اور میٹھا بان بھی انکے گھر میں جانے نہیں دیتے
 تھے تاہم انکے خلافت چھوڑ دین۔ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خلافت نہ چھوڑے یکے باب میں انکو

خلافت حضرت عثمان ۲۷۱ مکتبہ گرونگانا اور بریکرنا فتنے کا

وصیت کی تھی اسلئے خلافت نہیں چھوڑ سکتے تھے۔ اور مردان پر بہت رحم و شفقت مند دل رکھنے کے سبب سے اسکو انکے تحول بھی کر نہیں سکتے تھے غرض جب ظالموں نے پانی بند کر دیا۔ حضرت علی نے تشریف لائے ان فتنہ گرد کہنے لگے کہ تم نے جو کام اختیار کیا ہے تم یہ عادت مسلمانوں کی ہی نہ کافروں کی۔ کفار روم جب کینکو اسیر کر کے قیدی بن رکھتے ہیں تو اسکو آب و طعام دیا کرتے ہیں بھوکا پیاسا رکھنا عروت نہیں جاتے ہیں۔ پس تم حلیفہ وقت کے ساتھ ایسے سلوک سے پیش آنا ہرگز مردار نہیں اس باب میں ہر چیز مبالغہ کیا لاکن کچھ فائدہ نہ دیا۔ ان ظالموں کے دلوں میں نصیحت کچھ کارگر نہ ہوئی۔ کہتے ہیں کہ مجھ صرے کے ایام میں جب موذن حضرت عثمان کے دروازے پر آتا اور کہتا **یا امیر المؤمنین** تب جناب خلافت مآب تو باہر آہینے سکتے تھے لا علاج امر امامت کا جو الہامی ابو ہریرہ پر بھی ابن عباس پر فرماتے تھے آخر ان فتنہ گردوں نے موذن کو زبردستی لیا کہ انکو امیر المؤمنین کہتے تھے موذن نے فقط لفظ **الصلوة** پراکتفا کرنے لگا۔ آخر ان کا ظلم اس درجہ کو پہنچا کہ ابن حرب جو مصر کے سرداروں سے تھا مسلمانوں کی امامت کرنی شروع کی۔ منقول ہی کہ صحابہ کے ایام میں حضرت عثمان نے ایک دن اپنی قبائلی پرچہ کے آپ کو ان ظالموں پر ظاہر کیا۔ اسے نا عاقبت اندیشوں نے آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگا کہ اس سے بہتر قادیونین کہ آپ انکو مار ڈالیں تاہم اس وعدے سے نجات پاویں۔ حضرت عثمان نے یہ سنے فرمایا کہ واللہ خدا اور رسول نے میرا خون مناج نہیں کیا ہی۔ ایک روایت ہی کہ جب آپ کو ان پر ظاہر کیا کہ السلام علیکم کوئی شخص جواب نہ دیا۔ تب آپ نے پوچھا کہ تمہارے میں طلحہ بن عبد اللہ ہی انہوں نے کہا ان جناب ذوالنورین نے کہا **اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ** میرا سلام اس قوم پر واقع ہووے جو اسلام کا دعوہ کرتی ہی اور ان میں طلحہ بھی داخل رہے جو عشرۃ المبشرہ سے ہی اور میرے سلام کا جواب نہ دیوے۔ یہ بھی ایک مصیبت ہی کہ جس پر استرجاع کیا جاوے۔ طلحہ نے سلام کا جواب دیکے کہا کہ سلام میں سنت ہی ہی کہ آپ کا سلام میں سنوں اور میرا جواب آپ سنیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عثمان کا سلام طلحہ نے بار اول نہ سنایا طلحہ نے جواب دیا لاکن حضرت عثمان کو مسخ ہوا۔ القصد جناب ذوالنورین کہنے لگے کہ اسی طلحہ میں قسم دیا ہوں اللہ تعالیٰ کی کہاتم نے حضرت سے نہیں سنا ہی کہ کسی مسلمان کا خون حلال نہیں مگر اس شخص کا کہ تین کام میں سے ایک کیا ہو۔ پہلا یہ کہ ایمان لائے بعد کافر ہوا ہو دوسرا یہ کہ احسان کے بعد زنا کیا ہو۔ تیسرا یہ کہ ناحق کسی مومن کو مار ڈالا ہو۔ الحمد للہ میں تو ان تین کاموں سے کسی کام پر اقدام نہیں کیا ہوں۔ پھر حضرت عثمان نے سب فتنہ گردوں کی طرف خطاب کر کے فرمایا کہ میں تمکو قسم دیتا ہوں اللہ تعالیٰ کی اور حقوق اسلام کی سچ کہ انصاف سے نگزرو کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ شریف کی طرف تشریف اتر زانی فرمائی تب اس شہر میں مقیم پانی نہیں تھا مگر ایک کنواں کہ جسکو سیر رومہ کہتے ہیں کنواں ایک یہودی کی ملک میں تھا وہ اسکا پانی اگر ان قیمت سے دیتا تھا اسلئے فقراءے مہاجرین پانی کی شکایت

خلافت حضرت عثمان ۲۷۲ مصحف کوفہ گرونگا آنا اور ربیکا نافسے کا

حضرت کے حضور میں لائی۔ تب حضرت نے ارشاد کیا کہ جس نے اپنے خالص مال سے وہ کنواں خرید کرے اور اپنے دل کو دوسرے مسلمانوں کے دلوں کے ساتھ وقف کر لیا اسکے واسطے اللہ تعالیٰ بہشت میں ایک کنواں عنایت فرما دے گا۔ میں نے یہ ارشاد سنے ہی اپنے خالص مال سے وہ کنواں خرید کر کے اسکو مسلمانوں پر وقف کر دیا سو تم آج بکروں وہ پانی پینے سے بچ کر منگ کر لے ہو اور میں ناچار کھار پانی پی رہا ہوں۔ حاضرین نے یہ بات سنے اسکی تکذیب نہیں کی اور انکو بچے جان کے خاموش رہے۔ پھر سوال کیا کہ آیا تم جانتے ہو کہ خلق کی کثرت سے مسجد نبوی میں گنجائش نہیں تھی حضرت نے فرمایا کہ تم سے کون ہی کہ فلان کی زمین خرید کر کے داخل مسجد کرے اللہ تعالیٰ اس سے بہتر ایک جگہ اسکو بہشت میں دیکھا میں نے صرف اپنے مال سے وہ زمین خرید کر کے مسجد کے ساتھ منصف کیا تب مسجد کشادہ ہوئی اب تم مجھ کو اس مسجد میں نماز پڑھنے سے منع کرتے ہو۔ سب اسکی بھی تصدیق کر کے خاموش رہے۔ پھر فرمایا کہ ایک بار پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابو بکر صدیق اور عمر فاروق اور میں مکہ معظمہ کے کوہ بصر پر تھے یکایک وہ چہار اسقدر زلزلے میں آیا کہ اسکے بعضے پتھر گر گئے۔ تب حضرت نے اپنا مبارک قدم اس پہاڑ پر مار کے فرمایا کہ اَسْتَكْفِيكَ يَا شَيْئَانِ فَإِنَّا عَلَيْنَا نَبِيٌّ وَفَصْلٌ بَقِيٌّ وَشَيْئَانِ يَنْفَعُ مَا كُنْ ہو ای کوہ مشیر کہ نہیں میں تجھ پر گر رہی اور صدیق اور شہید تب وہ پہاڑ ساکن ہوا۔ جب ان لوگوں نے یہ سنا کہا ہاں۔ حضرت عثمان نے کہا اللہ اگر قسم ہی کہے کہ ہر دو دگار کی تم نے میری صداقت پر گواہی دی تین بار اس کلمہ کی تکرار کی۔ کہتے ہیں کہ جناب ذوالنورین کی بے باتیں جب حضرت علی کی خدمت میں پہنچیں بہت درد و رقت کی اسوقت اب شیریں کے تین مشک خدام کی ایک جماعت کے ساتھ دیکے حضرت عثمان کے گھر درون کے قہر گروں نے مانع ہو کے اندر جاتے نہیں دیتے تھے تب بنی ہاشم اور بنی امیہ کی ایک جماعت نے ناید کر کے وہ پانی گھر کے اندر لے گئے امام جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں لایا ہے کہ امام احمد نے مغیرہ بن شعبہ سے نقل کیا ہے کہ جب حضرت عثمان پر چارہ وعنائیں لے آئے گھر میں داخل ہوا اور کہا کہ تم سب مسلمانوں کے امام ہو اب آپ پر ظالموں نے براقتہ مچایا اور نہایت تنگ کر دیا ہے ایسے وقت میں تین کاموں سے ایک اختیار کیجئے۔ یا انکے جنگ پر آمادہ ہو جائے کہ آپ کو قوت اور تابوں کی کثرت حاصل ہے۔ اور آپ حق پر ہیں اور باطل پر۔ یا آپ کے دروازے پر چوڑاواشوں لے گھیرائی ہم اسکے سوا سے دوسرا دروازہ بنا دیتے ہیں آپ بلا توقف اپنے مرکب پر سوار ہو سکتے کہ معظمہ کا قصد کیجئے آپ جب حرم میں رہیں کوئی آپ کے خون کا ارادہ نہ کرے یا شام کی طرف تشریف لے جاؤ کہ وہاں مواد یہ حاضر ہے۔ جب حضرت عثمان نے فرمایا کہ انکے قتال پر کربانہ نہیں ہیں نہیں چیتا ہوں کہ حضرت کے بعد آپ کی امت میں خوریزی میرے سے شروع ہووے۔ اور مکہ معظمہ کی طرف جانے کی بات جو تو نے کہی میں نے حضرت سے سنا ہوں کہ فرماتے تھے کہ قریش کے ایک شخص کے سبب سے میں

خلافت حضرت عثمانؓ ۲۷۱ مصر مختصر گرونگانا اور پکارنا فتنے کا

الحمد للہ یعنی ظلم شروع ہوگا سو اس پر عالم کا اودھا غلاب ہی پس بن نہیں چہتا ہوں کہ وہ شخص میں ہوؤں اور شام کی طرح
 جانامین نہیں چہتا ہوں کہ دارحجرت کی امانت اور روضہ نبوی کی قربت اور مجاورت ترک کروں۔ اور ابن عباسؓ نے
 ابی نور العقیلی سے نقل کیا ہے کہ جب حضرت عثمانؓ پر محاصرہ تھا میں انکی خدمت میں گیا فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے
 دس چیزیں عنایت کیں۔ میں یہ یقین اسلام میں چوتھا ہوں۔ اور حضرت نے اول اپنی دختر کے ساتھ میری ترویج کر دی
 جب اس بی بی کی رحلت ہوئی پھر دوسری صاحبزادی کے ساتھ میرا نکاح کر دیا۔ اور جب سے میں نے حضرت کے مبارک
 ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیکے شرف بیت سے شرف ہوا پھر اس ہاتھ سے اپنی زیر ناف کو مس نہ کیا۔ اور جب سے میں نے
 اسلام لایا کوئی مجھ پر ایسا نہیں آیا کہ جس میں میں نے ایک بروہ آزاد نہ کیا۔ اور اگر اس وقت غلام حاضر نہ ہوتا اسکے
 بعد آزاد کر دیتا۔ اور کبھی میں نے زمانہ نہیں کیا ہوں نہ جاہلیت میں نہ اسلام میں۔ اور کبھی چوری نہیں کی میں نے
 نہ جاہلیت میں نہ اسلام میں۔ اور میں نے قرآن مجید کو سچ کیا انتہی۔ جب محاصرے کے ایام منعقد ہوئے مالک نے
 حضرت عثمانؓ کی خدمت میں عرض کی کہ یا امیر المؤمنین میں کا ہوں سے ایک کام اختیار کیجئے پہلا یہ کہ منصب خلافت
 چھوڑ دیجئے تا محالفین کو چہتے ہیں اسکو مقرر نہ کریں۔ یا اپنے قصاص کا حکم فرما دیں۔ اگر آپ ان ہر دو کام سے ایک
 بھی قبول نہ کریں۔ جائے کہ آپ کو قتل کرینگے۔ جناب ذوالنورینؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جس خلعت سے مجھے
 عزت دی ہے اسکو کس طرح بگاڑوں حالانکہ وہ خلعت نہیں بگاڑنے پر حضرت نے مجھے وصیت فرمائی ہے اور تہدید شدید
 کی ہے قسم ہی اللہ تعالیٰ کی کہ مجھ پر ظلم و جحاک کی تیغ بھی چلا دیں تو میں اپنے قتل کو دوست رکھتا ہوں اس بات سے کہ امت
 پر جو حد محمدیہ کی امامت سے ہاتھ اٹھاؤں۔ اور تم نے قصاص کی بات جو کہی واللہ میرے سے ایسا کام نہوا کہ موجب
 قصاص کا ہو۔ اور میرے قتل کی بات جو کہی میں بھی معاند نہ کرتا ہوں کہ اسکا قصد وہی ہے۔ لاکن یقین جائے کہ اگر
 دے میرے قتل پر اقدام کریں باہم انہیں بھی دوستی باقی رہے گی بلکہ یمنین برای اختلاف حادث ہوگا۔ پھر انکو
 دین محمدی کے دشمنوں پر بطریق اجتماع جنگ و قتال میرے ہونیکا پھر یہ نیت غداوت کی و یا قوم کا پھینکا
 شقاقی ان نصیبکم مثل الصاب قوم نوح و قوم ہود و قوم صالح و ما قوم لوط منکم
 بیعتی پھر فرمایا کہ مقرب ہم اور یہ لوگ عرش علی کے پاس جمع ایسے ہمارے اور ان کے درمیان خود اللہ تعالیٰ حکم
 کرے گا ہر خرق اپنی سزا و جزا پائے گی۔ اور قریب ہی کہ یہ لوگ اسکے بعد دیکھینگے کہ ان پر کس قدر ضعف اور سختی رد ہوئی
 اور وہ آرزو کرینگے کہ میں ان میں زندہ رہا ہوتا۔ واللہ میں انکی امارت و حکومت کی رغبت نہیں رکھتا ہوں
 اگر حضرت کی یہ وصیت نہ ہوتی کہ امی عثمانؓ اللہ تعالیٰ مجھے ایک فیصلہ پہنچا دے گا اور لوگ چاہینگے کہ اسکو تیرے سے
 نکال دیں۔ زہارا میرے خاندیکے اور وہ میرے ہیں اپنے سے دور نہ کیجئے۔ اور اسباب میں جو بلا تجھے لاحق ہوا سپر
 صبر و شکیب کیجئے۔ اگر یہ وصیت ہوتی البتہ یہ امارت چھوڑ دیکے اپنے گھر چھا ہوتا۔ واللہ اگر انکی تیغ

تخلاف حضرت عثمان ۲۷۴ مکتوبات و مکاتبات اور دیگر کتب

جنا سے نہ مارا جان تو جی مضرب بین مر جاؤ گنا گنہ گار اب تو میری عمر نہایت کچھ تھی اور میرے اعضا ضعیف ہوئے
 جب کہ انیسویں قحطیوں اور باغیوں کا وقت مارے جانا بہتر اور اسکی تر داری سے تربت شہادت چاکا نہایت تر ہو
 اور خوشتر اور ایسی غلطی اور پیارگی سے شہادت پانے میں رہنا ہے الہی مضرب تھی۔ پھر دعا کی کہ خداوند امیر اہل حق
 حربے کو سچا ہی اور چہرہ جانت میرے قتل کا ارادہ رکھتی ہی اسکا داعیہ انہیں پر پھر دے اور اسکی جماعت کو پر
 اور متفرق کر دے اور میرا انتقام لے لے۔ راوی کہتا ہی کہ قسم ہی اللہ تعالیٰ کی کہ جناب ذوالنورین مظلوم کی دعا
 اکثر ان ظالموں کے حق میں سچا ہوئی۔ نقل ہی کہ عبداللہ بن عمر نے ان ابو ہاشم کے پاس جا کے کہنے لگے کہ میرا
 عہدہ اصل اللہ علیہ السلام کے زمانے میں عثمان ذوالنورین سے جنگ احد میں ایک ہاتھ لگا ہوا تھا اللہ تعالیٰ نے
 اپنے کرم سے عفو کیا چنانچہ فرمایا **وَلَقَدْ عَفَا اللَّهُ عَنْهُمْ** اب تم نے ایک مغرور پتہ ہو کہ انکو قتل کریں۔ اس
 ہی کہ عبداللہ بن سلام نے عاصی کے ایام میں مدینہ والوں سے کہنے لگے کہ اتنی مسلمانوں نہ ہمار عثمان ذوالنورین کے
 قتل کو گوارا نہ کھوادر قتل کا دروازہ نہ کھولو قسم ہی اللہ تعالیٰ کی کہ تمہارے سے ہفتے کی نسبت خلاف شریعت میں
 ہی اعدا م زمان کی قتل کا ارادہ خلاف طریقت ہی اور حکم حدیث نبوی مدینہ کی راہوں پر گہائی کے لئے فرستے
 کھرے میں اس شہر میں ہفتے کو داخل ہونے نہیں دیتے ہیں تم خلیفہ وقت کے قتل سے ان فرستہ تین کو زبردور
 اپنے برے فعلوں کے سبب اکھاڑنے شہر سے مت چلاؤ اور فتنہ کی تر داری کو خلاف سے مت نکالو اور جماعت مسلمان
 تعزیر نہ دو۔ ایک روایت ہی کہ میری فرمایا کہ اگلی امتوں میں سنت اللہ ایسی جاری ہی کہ جس امت نے اپنے پیغمبر کو
 قتل کرتی ایک پہلے میں سر فر دے مارے جاتے۔ اور جب کسی پیغمبر کے خلیفے کو قتل کرتی ایک عرصہ میں میں نہیں
 مرد مقتول ہوتے۔ پس تم خلیفہ مجنی کے قتل پر اقدام نہ کرو کہ فتنہ کے دروازے تم پر کھل جائیگے اور تمہارے میں
 خونریزی جاری ہو جائیگی۔ واللہ تمہارے سے جسے انکی قتل میں شریک ہو دیگا قیامت کے روز اپنا پتھر لٹاؤ
 درگاہ الہی میں آویگا جہاں سے اس شخص نے امیر المؤمنین عثمان ذوالنورین کے حقوق نہا رہے دے پر ایسے میں جسے
 باپ کے حقوق فرزندوں کے دے پر چون تم انکو عقوق سے بدل نکرو اور شریعت محمدی کی مخالفت نہ چلاؤ۔
 جب عبداللہ بن سلام کا یہ کلام خلیفہ النیام دے پھر تیار نہ انجام لے ہی سنا کے ساتھ بے ادب ہوئے اور
 اسے سختی سے پیش آئے اور کہنے لگے کہ تو جو جو کہتا ہی یہودیت اور بفاق رکھتا ہی عبداللہ بن سلام نے جواب دیا
 کہ تم کذب اور بہتان کی راہ چلتے ہو معصیت اور مخالفت کے دروازے خلق پر کھولتے ہو امام حق سے بغاوت کرتے
 ہو۔ میں یوم ہی اور منافق نہیں بلکہ موحد اور مومن خلیفہ ام محمدی ہوں اس بات پر خیر اور رسول گواہ ہیں اور
 ماہر ان قرآن ہی اس سے آگاہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کئی آیات قرآنی سے میری شان کو بلند فرمایا ہی چنانچہ اس
 کیا قل رایتہم ان کان من عند اللہ وکفرتم بہ و شہد شہادۃ من بنی اسرائیل علی

خلافت حضرت عثمان ۲۷۵ مکتوبہ گرونگانا اور برہان مکتوبہ گرونگانا

مِثْلِهِ قَامِنٌ وَاسْتَكْبَرَتْ قَوْمٌ فَجَرَكُمُوهَا وَتَنَزَّلُ مِنْهَا أَغْلَاقٌ كَثِيرٌ مِنْهَا يَسْبِقُونَ أَهْلَ الْمَدِينَةِ وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ يَرْجِعُونَ بَغْضًا إِلَى رَسُولِهِمْ أَتَى عَلَى الْمَدِينَةِ الْحَمِيرُ وَالْطُّغْيَانُ وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ يَرْجِعُونَ بَغْضًا إِلَى رَسُولِهِمْ أَتَى عَلَى الْمَدِينَةِ الْحَمِيرُ وَالْطُّغْيَانُ

بشاهد من بنی اسرائیل جو درودی اس سے میں ہی مراد ہوں۔ اور دوسری آیت میں فرمایا قل کفی بالله بیننا و بینکم و من عندہ علم الکتاب کبار صحابہ سے پوچھ لو کہ اس آیت میں من عندہ علم الکتاب سے مراد کون ہی القصہ ہے نصیحت شافیزہ و اموا عطا کافیا اس گروہ باغیہ میں کچھ تاثیر کی۔

روایت ہی کہ مدینہ و ان کی ایک جماعت نے حضرت عثمان کی خدمت میں پوشیدہ یہ پیام بھیجا کہ ہم کو اذن دیجئے کہ آپ کی طرف سے اس قوم کے ساتھ جنگ کریں۔ جناب ذوالنورین نے جنگ کی رخصت نہ دی۔ ایک روایت یہی کہ زید بن ثابت انصاری نے حضرت عثمان کے حضور میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ انصار کرم تحیدہ سلام پہنچاتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ ہلکا جازت ہو تو ان ظالموں سے قتال کرتے ہیں اور دوسرے بار انصار اللہ ہوتے ہیں۔

جناب ذوالنورین نے انکے حق میں دعا سے خیر کی اور یہ جواب کہلا بھیجا کہ تمہاری تائید و نصرت کو میں نے بڑی نعمت اور منت سمجھا ہوں۔ لیکن جنگ و جدال مناسب نہیں جانتا ہوں کیونکہ میں نہیں چاہتا ہوں کہ میرے مسلمانوں کی جان و مال تلف ہووے۔ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان کے مکان میں انکے ہمراہ سات سو مرد تک حاضر تھے امام ہمام امام حسن بن علی و عبداللہ بن زبیر اور مدینہ کے اصحاب و اشرف کی ایک جماعت انکے ساتھ اتفاق رکھتی تھی اگر جناب ذوالنورین سے جنگ و جدال کی رخصت ہوتی انہوں نے ان ظالموں اور فاجروں کو اس وقت مدینہ کے سرحد سے نکال دئے ہوتے۔ دوسرے ہر چند اذن چاہی اور اسباب میں بہت ہی الحاح اور مبالغہ کیا لاکھ حضرت عثمان نے ہرگز انکو رخصت نہ دی اور فرمایا کہ میں تمکو قسم دیتا ہوں کہ میری طرف سے قتال نہ کرو بلکہ مجھ کو میرے جانچ چھوڑ دو اللہ تعالیٰ میرے حق میں جو مقدر کیا ہی پر آمینہ وہی ظہور میں آئے گا واللہ دین من قال

اللہ ان الامر لیس کذا وما یفید سوی التسلیم للقدیر حبیبہ جو موسیٰ بن عتبہ کی جڑہ ہی روتا کرتی ہی کہ خاص سے کے ایام میں زبیر بن العوام نے مجھے حضرت عثمان کی خدمت میں روانہ کیا۔ اسوقت امام حسن بن علی و ابو ہریرہ و عبداللہ بن عمر اور صحابہ کرام کی ایک جماعت انکے پاس تھی غرض میں سے عرض کی کہ مجھے زبیر بن العوام نے آپ کی خدمت میں بھیجا ہی تحیدہ سلام پہنچانا ہی اور کہتا ہی کہ میں نے تمہاری محبت اور اطاعت میں ثابت قدم ہوں اور آپ کے ماتھے پر جو بیعت کی ہی اس میں تغیر و تبدل راہ نہیں پایا ہی۔ اگر فرماتے ہو آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں یا حکم دیتے ہو تو اسی جگہ آپ کی خدمت اور اطاعت بجا لائے برکھ باندھتا ہوں بزم عمر اور بنو نوف کے ہر دو قبیلے و انوں نے میرے سے وعدہ کیا ہی کہ کل علی الصبح میرے دروازے پر حاضر ہوں اور میں جو حکم کروں بجا لادیں۔ جب امیر المومنین عثمان ذوالنورین نے یہ پیام سنا نہایت خوشی سے نگہ کر لی اور کہنے لگے شکرو سپاس ہی اللہ عزوجل کا کہ میرے برادر کو رخصت کی جگہ میں ثابت قدم رکھا اور یہ قوم جو خلافت و اتفاق

اخلافت حضرت عثمان - ۲۷۶ - مکتبہ نوریہ کراچی

میں گرفتار ہوا تھا۔ اسکو بچایا۔ پھر قاضی سے کہنے لگے کہ میرے برادرِ بزرگ میرا سلام پہنچاؤ اور کہہ دیجئے کہ میرا
خوشی اس باب میں ہے کہ تم اپنے مقام میں مقیم رہیں اور جو شخص کہ اسلام کا دعویٰ کرتا ہو میرے واسطے ہرگز نہ
نہ کیخبر میں اندھنالی سے یہ ایمہہ رکھنا ہوں کہ اس بھلا کو میرے لئے منع کر دیے۔ اور ابو ہریرہ جو اس وقت
میں حاضر تھے اور کہنے لگے کہ یاد رکھنا میں تمہیں اس بات سے خبر دوں جو میرے کان جناب رسالت پر
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہو حاضرین نے کہا کہ فرمائیے۔ تب کہنے لگے کہ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ میں نے
حضرت سے کوئی چیز فرمائی ہے کہ میرے بعد بیت سے فتنے اور منکرات اور برے حال۔ نے میری امت میں
چند ہجرتیں نہ صحابہ نے عرض کی کہ ان بلیات سے نجات کس طرح حاصل ہو۔ فرمایا کہ تمہارا مرجع اور میرا مرجع
ایمیں اور اسکے تابعین ہوں۔ حاضرین نے جب یہ حدیث سنی حضرت عثمان سے عرض کی کہ ابو ہریرہ فرمودہ
سے ہجو حقیقت الامر آپ کی حقانیت معاینہ ہو گئی اب ان دنوں دیکھتے تو اس گروہ سے متاثرہ ہیں۔ حضرت عثمان
نے فرمایا کہ میں تمکو سو گندھیا ہوں کہ ان لوگوں کے ساتھ جنگ نہ کرو اور مجھے اس گروہ میں داخل نہ کرو کہ جو اسلام
کا دعویٰ کریں ان پر تیغ چلاؤں بلکہ اس بلا میں صبر کرنا حضرت کی وصیت بجالانا میرے حق میں بہتری ہے۔ نقل ہوا
کہ اسی عرصے کے ایام میں سعید بن عامر نے جناب ذوالنورین کے پاس آگے کہنے لگا کہ یا امیر المؤمنین میری راسخ
میں بیہوشی اتنی ہے کہ آپ بیت اللہ کا احرام باندھ کر تکبیر کہتے ہوئے گھر سے باہر نکلیں میں امید کرتا ہوں
کہ جب آپ زیارت بیت اللہ کا قصد رکھتے ہیں انکو کچھ ایسا ہی کہیں گے اور جب آپ مکہ معظمہ کی سکونت اختیار
فرمادیں بلکہ کعبہ و من دخلک کان امینا کے انکو حرم حرم میں امن حاصل ہو دیکھا کہ وہ کسی شخص آپ کے
ساتھ قرض نہ کر سکے گا جب لوگ اس شہر میں آگے ایذا دینا پر کرنا زمین پر بیان کی اقامت مناسب نہیں
ہی حضرت عثمان نے فرمایا کہ یہ بات عقل سے نہایت دور معلوم ہوتی ہے کہ یہ قوم دغا باند و فتنہ انداز جب حیرت
خون کو مبلع جانیں مجھے کعبۃ اللہ کے حد سے منع کریں بلکہ کعبۃ اللہ کی زیارت سے بھی منع کر دیں گے اور سوا
اسکے واپس ہجرت کی اقامت اور جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہمسایگی کو چھوڑ کے دوسری جگہ کیسا
اختیار کروں۔ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان کے غلاموں نے کمر باندھی ہوئے تلواریں کھینچے ہوئے کھڑے تھے اور
ارادہ یہہر رکھتے تھے کہ اس گروہ ادبائش کے ساتھ جنگ و پرخاش کریں جناب ذوالنورین کی نظر جب ان
پر پڑی فرمایا کہ تمہارے سے جسے اپنی ہتھیار تو ادرے اور جنگ نہ کرے اسکو میں لیدہ آنا دیکھا ہوں اور صحابہ
کی ایک جماعت اور مدینہ والوں کی ایک گروہ ہاتھیار ہو کے جنگ پر آمادہ ہو گئی حضرت عثمان نے انکو قہر
اور برے مہمانی سے فرمایا کہ ہتھیار آپ سے دور کر دو کیونکہ مسلمانوں کی صلاح و فلاح اسی میں ہے۔ تب بالآخر
کی ایک جماعت سنگساری شروع کی حضرت عثمان نے آواز کی کہ لوگو یہ رنگ اندازی کہا ہی۔ ان رجولان

خلافت حضرت عثمان ۲۷۷ مسکوفہ گرونگانا اور برپا کرنا فتنے کا

ایک ظالم نے کہا کہ ہم تیر بہنیں پھینکتے ہیں لاکن حق تعالیٰ نے غضب میں آگے یہ تیر برساتا ہی حضرت عثمان نے فرمایا کہ تم جھوٹہ کہتے ہو اللہ کی پناہ اگر خدا تعالیٰ کا غضب میرے طرف متوجہ ہوتا اور وہ تیر برساتا یقین ہی کہ یہاں تیر خطا نکلیا ہوتا۔ حضرت عثمان کی حرم محترمہ نایہ سے مروی ہی کہ جب اوباشوں نے محاصرہ کیا اندرون اکثر حضرت عثمان روزہ رکھتے تھے اور دوسے ظالموں نے میٹھا پانی ان پر بہاں تک بند کر دیا تھا کہ کسی کو طاقت نہیں تھی کہ تھوڑا پانی روانہ کرے شہادت کے آگے ایک روز اپنی عادت کے مطابق روزہ رکھا میں نے ان کے افطار کے لئے ایک پیالہ میٹھا پانی ان بے مردوں سے مانگی بہنوں نے مسخر اور کستہ کے طور پر کہا کہ تیرے مکان میں تو پانی کا کنواں موجود ہی حالانکہ اس کنوے کا پانی نہایت کھا رہا تھا۔ غرض حضرت عثمان افطار کنوے کے سر گئے اس لئے میں بھرتا تھی اور پانی کے لئے بہت دوا دوی کر رہی تھی آخر صبح کے قریب اپنی جہاد ہی پر چر کے اپنے ہمسایوں سے ایک کے پاس پانی طلب کیا تو آب شیرین کا ایک کوزہ میسر ہوا تب میں نے حضرت عثمان کو بیدار کیا تا تھوڑا پانی نوش فرما دیں تب انہوں نے آسمان کی طرف نظر کر کے فرمایا کہ اب تو صبح ہو چکی اور میں نے روزے کی نیت کی ہی۔ بی بی نے کہا کہ جب آپ نے کل کا روزہ افطار کیا یہاں تک کہ ایک گھنٹہ پانی بھی نہ پیا پھر آج کس طرح روزہ رکھو گے جناب ذوالنورین فرمایا کہ اس گھر کے چہرے کے اوپر سے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ پر ظاہر ہوئے اور حضرت کے ساتھ آب شیرین کا ایک دہریہ فرمایا کہ اشرب یا عثمٰن میں نے اس کو نوش کیا میں بار بار یہی اس کو پیئے کا حکم ہوتا تھا اور میں نوش کرتا تھا یہاں تک کہ میں سیراب ہوا پھر اسکے بوجہ حضرت نے فرمایا کہ ابی عثمان یہ لوگ کل کے دن تجھ پرجوم گئے اگر تو ان کے ساتھ قتال کریگا اللہ تعالیٰ تجھ کو ان پر فتح و نصرت دیوے گا اگر تو جنگ نہ کر کے صبر کرے گا کل کی شب ہمارا پاس آگے افطار کریگا اسی نایہ میں نے اس کو اختیار کیا ہوں کہ اس دنیا بے فانی سے رخت سفر باندھوں اور حضور نبوی میں جا کے افطار کروں۔ پس اپنی بی بی کو وداع کیا دوسرے دن جو روزہ چھوڑنا تھا حضرت علی کی خدمت میں پہنچے پہنچ کر اوباشوں نے آج کے روز حضرت عثمان کے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں یہ خبر وحشت اثر کستے ہی نہایت حزون و طول ہوئے اور ان ظالموں کو بد کہا اور فرمایا کہ مروان کو طلب کرنا انہیں پہنچتا ہی نہ قتل عثمان پس اس وقت آٹھ قرۃ العینین ریحانین رسول البقیلین حضرت امام حسن و حضرت امام حسین کے ساتھ اپنے غلام قنبر کو دیکے حکم کیا کہ تم اپنی شمشیریں حایل کئے ہوئے عثمان ذوالنورین کے دروازے پر جا کے کھڑے رہو اور ان ظالموں سے کسی کو گھر کے اندر جانے نہ دو ان عثمان ذوالنورین سے اس قدر التماس کی کہ وہ مروان کو کہہ کرے ان کے تجویز کروین تافتنے کی آتش بچہ جاوے۔ طلحہ اور زبیر اور دوسرے صحابہ کو کم نے جب سنا کہ حضرت مرتضیٰ علی نے اپنے جگر گوشوں کو جناب ذوالنورین کی مدد پر روانہ کیا ہی آپ بھی اسکا اقتدار کے اپنے فرزندوں کو روانہ کیا تا ان شہزادوں کو نکلے طراز میں رہیں تب ان ظالموں نے دیکھا کہ حضرت عثمان کی مدد پر شرفاکی ایک جماعت اکھڑی ہی بالکل گستاخ

خلافت حضرت عثمان ۲۷۸ شہادت حضرت عثمان

روئے تیر اندازی اور سنگ آری سرفروغ کی بیان تک کہ حضرت امام حسن کا چہرہ مبارک خون آلودہ ہوا اور عروہ اور
 بھی زخمی ہوئے اور قہر کا سر نہایت گہرا ہوا۔ ابا بکر نے حضرت امام حسن کا چہرہ مبارک خون آلودہ دیکھا ہوتا
 گہرا لئے کہ کہیں نہ پھر جرب بنی ہاشم کو نہ پیچھے اور نہ سے سب سے متفق ہوئے اکی مدد پادین تو بہاری سی باطل و باطل
 اس لئے ایک ساعت تیر انداز ہوئے مقرر رکھا۔ اور ایک روایت ہے کہ حضرت عثمان کے دروازے پر سے آتش بجھنی
 شروع کی تو لوگوں نے دور ہوتے گئے تب اس فرصت کو غنیمت جان کے دروازے پر سے تیر کے اندر ہو گئے۔ اور
 کہتے ہیں کہ حضرت عثمان کے ہاتھ میں ایک انصاری کا جو گھر تھا اسکی دیوار توڑ کے بیٹھے اس راہ سے حضرت عثمان
 کی خرابی داخل ہوئے تب جناب ذوالنورین نماز میں مشغول تھے اور سورہ طہ کی قرات اکی زبان مبارک پر باطن
 ایا شورو فوا اور اندام ہوتے رہی باکی غازی میں کچھ خلل نہ آیا۔ جب نماز سے فراغت حاصل ہوئی قرآن مجید
 کو دین لیکے کہتے ہیں یہ آیت شریف نکل آئی **قَالَ كَلِمَ الْكَاسِ إِنَّ الْكَاسَ قَدْ جَعَلُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ**
فَزَادَهُمْ أَيَّامًا قَالُوا احْسَبْنَا اللَّهُ نِعْمَ الْوَكِيلُ عرض حضرت عثمان نے تلاوت قرآن میں مشغول ہو
 ایک غلام نے ایک اینٹ پھینک کے اگلے چہرہ مبارک کو زخمی کیا۔ کہتے ہیں کہ محمد بن ابی بکر نے اسی حضرت عثمان کے
 گھوڑے میں داخل ہوئے اس جناب کی مبارک ذات ہی پکڑی جناب ذوالنورین نے کمال علانیت اور زہنی کے ساتھ فرمایا کہ
 اسی میرے بھائی کے فرزند داری بھجور دیکھے قسمی اللہ تعالیٰ کی اگر تیرے پدر بزرگوار زندہ رہتے تو اس نام نہاد فرجام
 اقدام فرماتے کیونکہ انہوں نے میری ذاتی کارنامہ کرنے سے یہ حکام سے ہی محمد بن ابی بکر کے ولین تری ہی رقت پیدا ہوئی
 اس وقت اپنا نام کچھ لیا اور نہایت نام و دھرم مند ہوئے بھر اسکے بعد ایک شخص بہت قد کاڑے آنکھ داما
 کہ جسکا نام رومان بن مروان تھا پھر کھینچا ہوا اور ویک آیا اور کہا کہ اسی فوٹل تو کیا دین رکھتا ہی جناب ذوالنورین نے
 کہا کہ میں فوٹل نہیں بلکہ عثمان بن عفان ہوں ابراہیم غیل کی طاعت جتنی اور غیر آخر الزان خود غری کے دین متین پر چلنا
 اور مشرکوں سے بہتیں تو ہوں بلکہ تیرے دونوں مدد گھوڑوں سے ہوں۔ اس پر سخت لے کہا کہ تو خبیث کہتا ہی پھر اپنی خیر
 اُن پر جلائی۔ اور ایک روایت ہے کہ سودان بن حمران بھی جب حضرت عثمان پر شمشیر چلائی تب اکی بی بی ناپید
 درمیان حائل ہو کے ایسا ناخن بیکر کیا ساس مزب میں اکی انگلیاں کٹ گئیں اور حضرت عثمان نے شہادت پائی اور
 انکا خون مبارک آیت **فَسَبِّحْ بِحَمْدِ اللَّهِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ** پر پکا قرآن مجید دیکھیں پڑا کہتے ہیں
 کہ اس حالت میں مہر تو ان ایک مرد نے طوار علم کیا ہوا اگر مرنے یا ادا کیا کہ حضرت عثمان کو متکہ کرنے اکی بی بی ناپید
 آئیے تو ہر اور اسکی شہر کے درمیان حائل ہو گئیں اور جی شجاعت سے اسکو دکنے لگیں ایسے میں حضرت عثمان کا
 ایک غلام کہ جسکا نام رباح تھا چڑھ آیا اپنی اور اسی توار سے اس مرد و کامر چدا کیا۔ نقل ہے کہ حضرت عثمان کی بی بی
 اپنی جہارتی پر چڑھنے مذاکی کو لوگو امیر المؤمنین عثمان ذوالنورین نے شہادت پائی اور راہ و داری شروع کی ایسے

کہ درت اثینے ہی حضرت امام حسن و حضرت امام حسین اور اولاد صحابہ کی جو ایک جماعت حاضر تھی بے اختیار دو ان گھر کے اندر آئی اور جناب ذوالنورین کو مقتول و تدبوح پایا۔ دیکھتے ہی آیاہ امانت پر ہی اور بہت ہی در وقت کی اور روتی ہوئی باہر آئی۔ اور جب یہ خبر حضرت علی مرتضیٰ و طلحہ و زبیر و سعد بن ابی وقاص اور دوسرے صحابہ کو پہنچی دے بھی بے اختیار اپنے گھر دن سے دو ان دو ان نہایت جلدی سے حضرت عثمان کے گھر آئے خصوصاً حضرت علی نے جب جناب ذوالنورین کو اس حالت پر دیکھا بہت افسوس کیا ہر دو صاحبزادگوں پر نہایت غصہ ہو کے فرمایا کہ یہ بات کب سزاوار علی کو عثمان ذوالنورین سزاوار اس طرح مقتول ہو دے اور تم اسکے دروازے پر حاضر رہیں اور اسکے قانون کو اندر جانے سے نہ دو کہیں اور اس دروازے سے اس قدر بے طاقت و بے اختیار ہوئے کہ حضرت امام حسن کو ایک طباطبائی اور حضرت امام حسین کے سینے پر اپنا ماتہ مارا اور محمد بن طلحہ اور عبد اللہ بن زبیر پر بہت ہی غصہ ہو کے زبردستی ہی تباہیوں نے غرض کی کہ با علی بیکو اصل خبر ہوئی کیونکہ دے او با شہسارے کی دیوار توڑ کے اندر داخل ہوئے۔ جناب امیر نے پھر گھر میں تشریف لیا کہ حضرت عثمان کی بی بی سے دریافت کی کہ تمہارے شوہر کو کون قتل کیا اسنے کہا یا اباجنس دو شخص اجنبی ایسے آئے کہ میں انکو پہچانتی نہیں ہوں اور انکے ساتھ محمد بن ابی بکر بھی تھے پر میں نہیں جانتی ہوں کہ کسے قتل کیا جناب امیر نے محمد بن ابی بکر کو بلا کے استفسار کی تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کے کہا کہ با علی میں انکے قتل کی ہر اردو سے نزدیک گیا جب حضرت عثمان نے میرے والد کا نام لیا مجھے ایک رقت پیدا ہوئی سو پھر گیا میں تو یہ کہنا ہوں اللہ تعالیٰ کی طرف واللہ میں نے انکو قتل کیا تب عثمان کی بی بی نے کہا کہ محمد بن ابی بکر اپنے قول میں سچا ہی۔ اللہ حضرت علی نے امانت پر ہے ہوئے اپنے گھر تشریف لائی۔ کہتے ہیں کہ جناب امیر کو یہ گمان تھا کہ حضرت عثمان کے قتل میں طلحہ کی تائید و اعانت ہوئی ہو اسلئے اسنے حضرت امیر سے ملاقات کر کے کہنے لگا کہ یا اباجنس کس لئے آپ اس قدر قہر و غضب فرماتے ہو اور جنسین کر میں کو بے تفسیر کس لئے آزر دہ کیا جناب امیر نے فرمایا کہ کس غصہ نہ کروں حالانکہ امیر المومنین عثمان ذوالنورین جو حضرت کی شرف و محبت سے مشرف اور انکی قرابت قریبہ اور دو معصرت سے معزز و مقتر رہے اور بلا حاجت شرعی ایسا مظلوم مارا جاوے۔ طلحہ نے کہا کہ عثمان ذوالنورین اگر مردان ان لوگوں کے تحویل کر دیتے تو اسکا ہم اس درجے کو نہ پہنچا ہوتا۔ جناب ولایت مآب نے فرمایا کہ مردان پر جرم ثابت ہونے کے انکے کس طرح انکے تحویل کریں اور کس طرح اسکے قتل کو جواز رکھیں پس حضرت علی نے نہایت طول و مخروں کا رقت سے آیہ انا لله وانا الیہ راجعون پر ہی اور بارگاہ الہی کی طرف رجوع نا کے کہنے لگے کہ بار خدا یا جنہوں عثمان ذوالنورین کو قتل کیا اور جنہوں نے اس باب میں سخی کی میں اسنے بیزار ہوں اور انکے قاتل کو تیرے قہر و غضب مستحق جانتا ہوں غرض جب جناب امیر نے منہم و مدگیر اپنے مکان کی طرف مراجعت کی لوگوں نے انکی خدمت میں دور سے اور کہنے لگے کہ اچکا نا تھہ دراز کیجئے تاہم معیت کریں کیونکہ مسلمانوں کو سوائے امیر کے چارہ نہیں حضرت

علی نے فرمایا کہ کیا میرا نام کو نہیں سنیتا ہی بلکہ میری بات اصل بدر کو مزا دے گی کہ وہ جس کو چاہیں غلیظہ تھریں۔ پس
 اہل ہر سے بھی کوئی باقی نہ رہا مگر حضرت علی کی خدمت میں آئے کہ یہی کہتا تھا کہ خلافت کے لئے آپ کے سر پہ کوری
 اٹھائیں۔ یہی کیا ہاتھ دے دیا۔ کچھ تاہم سمجھ کرین تب حضرت علی نے فرمایا کہ قسم ہی اللہ تعالیٰ کی کہ میں شرم رکھتا ہوں
 ایسا سے کہ جن لوگوں نے عثمان ذوالنورین کو قتل کیا ان سے سمیت ہوں۔ اور میں شرم رکھتا ہوں اللہ تعالیٰ سے
 کہ میں لوگوں سے سمیت ہوں حالانکہ عثمان ابھی ہم فوج میں متوفی نہ ہوئے۔ متوفی ہی کہ حضرت عثمان کی شہادت کے بعد ان ایسا شرم
 حضرت عثمان کا گھر دھنسنے پر کہ باندی ابوہریرہ کا گھر اور چند مکانات جو حضرت عثمان کے قرب جوار میں تھے انکو بھی غارت
 اور تاراج کیا بلکہ خزانہ بیت المال کا دروازہ توڑ کے لوٹ لیا۔ وہ درجہ جان بھر و ہرمان ظالموں کے ہاتھ آئے۔ کہتے ہیں کہ
 حضرت عثمان کے گھر میں ایک عہدید مقفل تھا اسکو دیکھ کے کہنے لگے کہ شاید بیت المال سے خیانت کیا ہو اس
 اس میں ہو گا جب اسکو توڑ کے دیکھا تو ایک تہہ مرستہ اس میں موجود تھا اسکو دیکھ کے بہرگان کیا کہ اس تہہ
 میں ایسے جو ابر نفیس ہو گئے کہ جسکی قیمت ایک ملک کا خرچ ہو اسکو بھی کھڑکڑ دیکھا تو ایک دفعہ شکار حیرت خیز تھا
 اپنے خطا خاص سے گھمائی اشد ان کا اللہ الا اللہ وحده لا شریک له وان محمدًا عبده ورسوله

وَأَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ فِيهَا وَأَنَّ اللَّهَ يَبْغَتْ مَنَ فِي الْقُورِ عَلَيْهِ أَسْجَىٰ وَعَالِيهِ السُّورُ
 دے اور ہاش اسکو دیکھ کے شرمندہ ہوئے۔ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان کی کنش مبارک اس روز تمام نگریاں
 دہری رہی تھی کیونکہ اہل نہیں تھا کہ انکو اٹھا کے دفن کر سنے آخر حضرت علی کی مہی سے لوگوں نے بت کے وقت انکی
 تجزیہ و تکفین کی اور جنازہ میرزا آئے سے حضرت عثمان کے گھر کا ایک دروازہ نکال کے جسد مبارک کو اسی پر تاروا
 دے اور ہاش باغ ہوئے اور غوغا کرنے کے اندر بیٹے سے اندر میری شب میں مغرب و عشا کے درمیان اٹھا جائے۔
 اٹھا کے بیچ کی طرف سے چلتے ہی بعضے فتنہ انگیزوں نے ایسا بھیجا کہ رنگ انداز ہی شروع کی جس میں
 روئے تھے اور یہ کہتے تھے کہ یا اہل الرمنین اسقدر ترجم اور علم جو آپ سے دیا اور ہر باد و جو داسکے لیے لوگ کس شہر
 کرتے ہیں۔ روایت ہی کہ جب بیچ نزدیکی پہنچے باقی کچھ ایک آواز آئی کہ اسکو دفن کرو اور غازیہ پر ہر گز
 نے اس پر غازیہ ہی بیٹھے اس پر حرکت کی۔ اور ایک روایت ہی کہ حکیم بن خرام اور خلیفہ بن حید الغری اور جیسر بن
 اور ثیر بن الحوام نے ان پر غازیہ پر ہی۔ اور ایک روایت ہی کہ جناب ذوالنورین نے وصیت کی تھی کہ میرے پر غازیہ پر
 عرض چاہئے کہ اگر کوئی مقبرہ میں دفن کریں ایسے میں بنی مازین کا ایک شخص کے ماتھے پر ہوا اور کہنے لگا کہ اگر تم
 اس مقبرہ میں دفن کریں میں اور ہاشوں کی جماعت کو خرد و گناہ قہر کو دے کمال دین جب اس پر غازیہ پر
 ہی ناچار جنازہ وہاں سے اٹھا کے اس مقام میں لے آئے کہ جسکو کچھ کوب کہتے تھے اور اسی جگہ دفن کیا اور وہ
 اسی پہلی قبر ہی جو کس جگہ ہوئی حضرت عثمان کی شہادت ہجرت کے تیسری سو سال ایام تشریق کے وسط میں واقع تھی

ایک قول ہی کہ جسے کاون ذی کجی کی تیرہویں یا اٹھارہویں تھی تب انکی عمر تشریف اکاسی یا سیاسی کی تھی اور انکی خلافت کے ایام دس روز کم بارہ سال تھے۔ کہتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے ایک مدت مدید اس واقعے کے آگے جب بخش کو ب پر گزرتے فرماتے تھے کہ اس مقام میں ایک مرد نیکو کار کو دفن کرینگے۔ روایت ہی کہ حضرت عثمانؓ کی روح مقدس جب اعلیٰ علیین کی طرف پرواز کیا اس مکان کے چہار جانب سے چار آوازیں آئیں۔ ایک طرف سے یہ زندہ ہوئی کہ یا ابنِ عَفَّانِ ابشر بحیات ذاتِ اللہ کو دوسرے طرف سے یا ابنِ عَفَّانِ ابشر بفرج ورنجان تیسرے طرف سے یا ابنِ عَفَّانِ ابشر بنعم الجنان اور چوتھی طرف سے یا ابنِ عَفَّانِ ابشر برب غیر غضبان اور جب یہ خبر مکہ معظمہ میں ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں پہنچی بی بی نے نہایت غمگین اور بیقرار ہو کے اپنے گھر سے باہر تشریف لائی اور فرمانے لگی و حسرتا کہ عثمانؓ ذو النورین نے مارا گیا اور بہت حسرت و اندوہ میں کھائی اور یہ بیت تہی **لَوْ كَانَ فِي الدُّنْيَا كَيْفٌ مِّمَّنْ خَلَّدَ أَهْلَهُ** و کائن لکنس حتیٰ یخالد؛ یعنی اگر کوئی کیم دنیا میں ہمیشہ رہتا تو تو بھی ہمیشگی پاتا لیکن کوئی زندہ ہمیشہ رہنے والا نہیں۔ ابام جلال الدین سیوطی نے اپنی تاریخ الخلفاء میں لایا ہے کہ ابن عباسؓ نے حذیفہؓ سے نقل کی ہے کہ فتنہ اول حضرت عثمانؓ کا قتل ہی اور فتنہ آخر وصال کا شروع قسم ہی اس پروردگار کی کہ جسکے ہاتھ میں میری جان ہی نہیں مر گیا وہ شخص کہ جسکے دل میں ایک رائی کے دانے برابر قتل عثمانؓ کی محبت ہو مگر وہ تابع ہو گا دجال کا اگر اسکو پایا ہو گا اور اسکو نہ پایا ہو تو اپنی قبر میں اس پر ایمان لائیگا۔ اور ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ فرمایا جس دن لوگوں نے عثمانؓ کا قتل چاہا وہ لوگ اس بات کے مستحق ہوئے کہ آسمان سے ان پر تیر رہے۔ اور قیس بن عبادؓ سے منقول ہے کہ میں نے حضرت علیؓ سے سنا کہ جنگ جمل کے روز فرماتے تھے **اللَّهُمَّ إِنِّي أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِنْ دَمِ عُمَانَ** یعنی ابی میں جو قتل عثمانؓ سے ناراضی اور بری ہوں تیرے طرف ظاہر کرتا ہوں۔ اور ابن عباسؓ نے ابی خدیجہ الحنفیؓ سے نقل کی ہے کہ میں نے حضرت علیؓ سے سنا ہی جو فرماتے تھے کہ نبی امیرؐ زعم کرتے ہیں کہ میں قتل عثمانؓ سے راضی تھا قسم ہی اس پروردگار کی جو یگانہ ہی میں انکے قتل سے راضی نہیں تھا بلکہ میں منع کیا لاکن لوگوں نے میری بیفرمانی کی۔ اور سمرہؓ سے منقول ہے کہ کہا مقرر اسلام ایک مضبوط قطعے میں تھا لاکن لوگوں نے قتل عثمانؓ سے اس میں سوراخ ڈالا سو وہ روز قیامت تک بند نہ ہو گیا خلافت تو مدینے والوں میں تھی جب انہوں نے اسکو نکالا پھر انہیں وہ عود نکلی۔ منقول ہے کہ حضرت عثمانؓ کی بی بی نائلہؓ نے انکے خون آلودہ پر اس کی استین سے اپنے کتے ہوئے انگلیاں باندھے معاویہؓ کے پاس روانہ کیں۔ معاویہؓ نے اسکو لیکے منبر پر چڑھے اور بہت رقت و زاری کے بعد کسب شام کے اشراف اور عمائد کو سو گند دی کہ جب تک قاتلان عثمانؓ سے قصاص لین اپنے عورتوں سے نزدیکی نہ کریں اور فرش راحت

بھی جب وہ تین برسوں کا ہوئی اس وقت اس کی نگہ میں ایک سرنگاہ پڑی مایا بشو ملک کھنجر پرچہ آہ و اسٹی رحمت میں
کی بی اسے رنلت و سمجھ وہ حال اول تھا کہ حیرت و پیر و میرا تھا عید اللہ اصغر ہوا تھی بی بی بنت غزنوان اسکی مادر و
عمر و تیسرا بھی خالد چاروان ہی و ایام فرزند اسکا پانچواں ہی و عمر و سراسر بھی مریم انیک و خیر و تھی بنت ازودہ ابن اسکی مادر
ولید اسکا پسری جان پھنوان و سعید اسکا پسری ساقیان جان و کہ تھی بنت ولیدان دو کی مادر و پھنوا و اول اسکا
عبد الشمس شہر و پیر عبد الملک تھا اسکا شہر تھی مان ام البنین اسکی کنیت و وہ بی بی تھی یقین عتبہ کی و دختر و تھا
اس سے اور ایک فرزند و دیگر تھی و دختر عابدہ ام ایان بھی و بی بی ام عمر و دختر محلی تسری و تھی بنت عتبہ ان دونوں
کی مادر و بھی مریم عتبہ تھی اور دو دختر و ام عمر و ثناء و دونوں تھی جان و بیوان سب پر سدا مولا سے رضوان و

مطاعن عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلا طعن یہ کہ عثمان بن عفان
مسلمانوں پر ایسے لوگوں کو حکومت دی کہ جسے ظلم و خیانت وقوع میں آئی اور افعال شنیعہ کے مرتکب ہوئے جیسے
ولید بن عتبہ نے شربابی کے منہ کی حالت میں مار مار کر امانت کی اور صبح کی ناز چہار رکعت چربی۔ اور دینار کو شام
کے چاروں صوفیوں پر حاکم ٹھہرایا اور اسکو برقعہ مال و زر و نیکار انہوں نے ایسے قوت سے حضرت امیر کی عہد خلافت
میں جو کچھ عمل میں لایا پوشیدہ نہیں ہے۔ اور عبد اللہ بن عبد بن ابی سرج کو ذالی سر ٹھہرایا اور اسے دھان کے لوگوں
پر حاکم کیا آخر وہ لوگ ہمارے ہونے پر نہیں اس کے بلو کرنے لگے۔ اور مروان کو اپنا وزیر اور پیشی بنایا اسے محمد
بن ابی بکر کے حق میں مرج فریب و غدر کر کے اقبیلوا کی جائے براقطلو لکھا۔ اور عثمان و ذوالنورین نے اپنے مالوں
کے جان پر باوجود مطلع ہونے کے اسے ہکوت فرمایا اور جلد انکو مغرول نکلیا یہاں تک کہ لوگوں کے اپنے بہت تنگ آئے
عثمان بن عفان سے بری نفرت پیدا کی پھر انکو مغرول کرنا کچھ فایده نہ آیا آخر فساد اور اس کے قتل کی نوبت پہنچی سو
اسکا تذکرہ نہ کر کے جسے ایسا بری شہرہ والا ہوا اور عادل کو ظالم سے جدا کر کے اور مردم شناسن ہنوز سے قابل امانت
نہیں جواب ابن طعن کا یہ ہے کہ عام کو یہی چاہئے کہ جس شخص کو ایک کام کے لائق جائے وہ کام اسکو سونپ
منعم خبث تو اہل سنت کے ملکہ جمیع طوائف مسلمین کے پاس شیعہ کے سوا شرط امانت نہیں۔ اور عثمان و ذوالنورین نے
جس کے ساتھ حسن ظن رکھتے اور اسکو کام انیوالا سمجھتے تھے اور امین و عادل اور اپنا مطلع و مفاد پر ہنگام کر کے گمان کیا اسکو ریا
وامارت بخشی اور نوازش سے معلوم ہوتا ہے کہ فی الواقع حضرت عثمان کے عاملوں نے حضرت عثمان کی محبت و اقیام اور فوج
کسی اور دور دور کے فتح ملا و اور مگر کہ آرائی اور حسبی و چالاک میں اور حسبی اور آرام طلبی نہ کرنے میں ناوردہ روزگار تھے
اسی جگہ سے قیاس کیا جائے کہ مغرب کی جانب اندلس کے قریب تنگ اور مشرق کی طرف کابل اور بلخ تنگ اسلام کا مرکز
پہنچایا اور روم میں داخل ہوئے اور بحر و برین رومیوں کے ساتھ قتال کر کے غالب آئے۔ اور خلیفہ ثانی کے وقت
عراق عجم اور خراسان میں جو ہمیشہ فتنہ و فساد ہوا کرتا تھا اس ملک کو ایسی جاروب دی اور غزال کیا کہ دھان کے

لوگوں نے پھر اٹھائے اور فتنہ پھاڑا۔ خلافت نہ پائی۔ پس ایسے لوگوں سے جسے کاموں میں حضرت عثمان کے
 لوگوں کے برخلاف ظاہر ہو تو حضرت عثمان کی کچھ بغیر عیب کی بات انکو کس طرح معلوم ہوا انہوں نے اس پر بھی سکوت
 کیا مگر اس قدر کہ دیگر لوگوں کی اہمیت تحقیق کو پہنچے کیونکہ عاملوں اور حاکموں کے دشمن بہت ہوا کرتے ہیں خصوصاً
 رعایا کی زبان سے عرفا کی حق میں جاری ہوتی ہی عاملوں اور حاکموں کو مجبور کرنے میں جلدی کرنی ملک و مملکت
 کی خرابی کا سبب بنی جب بعضوں کی خیانت اور شامت تحقیق کو پہنچی جیسے ولید بن مسعود اسکو مجبور فرمایا اور
 معاویہ تو حضرت عثمان کے زمانے میں فرما اور بیادوت کی بعضی تا اسکو مجبور کر لیا بلکہ غزوہ روم اور کئی فتوحات
 اسکے ہتھ پر ہوئیں۔ یہ عہد ولید بن مسعود بن ابی ہریرہ حضرت عثمان کی شہادت کے کیا رو گزین ہوا اور امیر الان
 جگوں میں چہ جہاں امیر کے مخالفوں سے ہوئے دخل نہ پائی جگہ ہے اسکے حسن حال و صلاح مثل پر پائی جگہ
 ہیں۔ اور اسکی شکایتیں جو دیکھنے میں آتی تھیں وہ سب عہد ولید بن مسعود کے اور اسکے یاروں کے طوطے تھے۔
 اور محمد بن ابی بکر نے جب عہد ولید بن مسعود کو کہ حضرت عثمان بھی ایسے ہیں اسکی تذلیل و ثابت کی یا بلکہ جواب
 کے فتنے پر جوابات واجب تھے انہوں نے او کی جب نقد و تائید کی تدریک کے موافق نہیں تھی فتنہ و فساد کا وہ دائرہ
 بند نہ ہو سکا۔ انکا حال آدم بعد از اناب امیر کے خراج کا سنا ہے کہ آپ بھی بر خیزد ہواست و خلافت کے انتظام میں بر کلا
 تدبیریں مل میں لائیں لاکھ جب تقدیر رسا ہوئی تو یہ تدابیر کیسی نشیں ہوئیں۔ اور عاملوں کے باب میں بھی حضرت
 امیر اور حضرت عثمان کا حال ایسی طویل ہوئی۔ اتان اس قدر فرق ہی کہ حضرت عثمان کے عاملوں نے ایک ساتھ تسلیم و تقیہ
 اور محبت و وفا کے ساتھ پیش آئے اور بدلتے رہے عہد کا مومن کا ہر انجام دیتے تھے اور خمس و غنیمت میں حصہ
 دیا اور خلافت میں اس قدر دائرہ کرتے تھے کہ سب اہل اسلام اسی مال و زر کے سبب سے مستغنی ہو کر کے پیش و شتم کی داد
 رہے تھے آخر وہی ثروت و مال داری و فساد و بیادوت کی سبب ہوئی۔ اور حضرت امیر کے عاملوں کی حالت یہ تھی
 کہ ہرگز آپ کے مطیع و منقاد نہیں تھے اور اکثر ہر طرف سے شکست کھاتے اور باوصف ظلم و خیانت کے وار ہیں کی
 رو سیاہی حاصل کر کے بھاگتے تھے جناب امیر کے اناب اور بنی اسلام کا حال بھی یہی تھا اور مردوں کا تو کہاؤ گے۔
 اگر یہ بات باور نہ ہو کہ اب شیخ البلاخیت میں جو شیخ کے پاس اصح الکتاب ہی اور حضرت امیر کا نامہ چاہنے ابن عمر کو
 رقم فرما سے ہیں دیکھا جاتے اور یہ نامہ حضرت امیر کے اشہر و ناجات سے بنی جو امامیہ کے اکثر کتابوں میں موجود
 ہے اس نامہ کو امت تمامہ کی عبارت یہ ہے اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ اَشْرَكَكَ فِي مَائَتِي وَجَعَلْتُكَ
 شَعَارِي وَبَطَانِي وَمَنْ لِيْكَ فِي اَهْلِ بَجَلٍ اَوْ ثِقٍ مِنْكَ فِي نَفْسِي لَوْ اَسْلَمْتَنِي وَ
 مَوَازِيْنِيْ وَادَاءِ اَلْمَائَةِ اِلَى اخِيْزِهِ اس عبارت میں نازل کیا جا ہے کہ جناب امیر کا
 حسن ظن اس روایہ کے حق میں کس مرتبے میں ہے فَلَمَّا رَأَيْتَ الزَّوْمَانَ عَلَى ابْنِ عَجَلٍ

قَدْ كَلَبَ وَالْعَدْبُ وَقَدْ خَرِبَ وَأَمَاتَ النَّاسَ قَدْ خَرِبَ وَهَذِهِ الْأُمَّةُ قَدْ تَكَلَّتْ وَشَغَرَتْ
 قَلْبَتْ لَابْنِ عَمِكَ ظَمْرُ الْخَنِ فَقَارَقَتْهُ مَعَ الْمَفَارِقِينَ وَخَدَلَتْهُ مَعَ الْخَادِلِينَ وَخَسَتْهُ مَعَ الْخَائِبِينَ
 فَلَا ابْنَ عَمِكَ وَأَسَيْتَ وَلَا أَلَمَانَةَ أَدَيْتَ وَكَانَ لَمْ تَكُنْ اللَّهُ تُرِيدُ بِجَهَادِكَ وَكَانَ لَمْ تَكُنْ
 عَلَى بَيْتِهِ مِنْ رَبِّكَ وَكَانَتْ هَذِهِ الْأُمَّةُ عَنْ دِيَارِهِمْ وَتَوَسَّوْهُمْ غَرَمَ عَنْهُمْ فَنَهَمَ فَلَمَّا امْتَكَنَتْ
 الشَّدَّةُ فِي حَيَاتِهِ الْأُمَّةُ أَسْرَعَتْ الْكُرَّةُ وَعَاجَلَتْ الْوُثْبَةُ وَاخْتَطَفَتْ مَا قَدَرَتْ عَلَيْهِ
 مِنْ أَمْوَالِهِ الْمَصُونَةِ لَا رَامِلِهِمْ وَأَيَّامِهِمْ اخْتَطَفَتْ الذَّيْبُ الْأَزَلُ دَامِيَّةُ الْمَغْرِبِ
 الْكَسِيرَةُ فَخَلَّتْهُ إِلَى الْبَحْرِ حَبِيبُ الصَّدْرِ تَحْمِلُهُ غَيْرُ مَتَائِمٍ مِنْ أَخِيهِ كَانَتْكَ لَا أَبَاكَ لَمْ تَكُنْ
 إِلَى هَلَاكِ تَرَانِكَ مِنْ أَيْتِكَ وَأَمِكَ فَسُبْحَانَ اللَّهِ أَوْ مَا تَقُولُ بِالْمَعَادِ أَوْ مَا تَخَافُ مِنْ
 تَقَاسُرِ الْحِسَابِ أَيْمًا الْعَدْوُ دَمْعٌ كَانَ عِنْدَ نَائِمٍ ذَوِي الْأَلْيَابِ كَيْفَ تَشْبَعُ طَعَامًا
 وَشَرَابًا وَأَنْتَ تَعْلَمُ أَنَّكَ تَأْكُلُ حَرَامًا وَتَشْرِبُ حَرَامًا وَتَتَبَاعُ الْأُمَاءَ وَتَشْتَلِي الْأَنْثَاءَ مِنْ
 أَمْوَالِ الْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدِينَ الَّذِينَ آفَاءَ اللَّهِ عَلَيْهِمْ هَذِهِ الْأَمْوَالُ
 وَأَخْضَرُ لَمْ هَذِهِ الْبِلَادُ فَاتَّقِ اللَّهَ وَارْزُقْ ذُرِّيَّ هَؤُلَاءِ الْقَوْمِ أَمْوَالُكُمْ فَإِنَّكَ إِنْ لَمْ تَفْعَلْ
 فَأَمَّا كُنِيَ اللَّهُ مِنْكَ لَا عُدْرَتَ إِلَى اللَّهِ فِيكَ وَلَا ضَرْبَ نَبْكِ يَسْفِي الَّذِي مَا ضَرَبْتَ بِهِ
 أَخَذَ إِلَّا دَخَلَ النَّارَ اسْمُ نَائِمٍ كَيْفَ تَعْلَمُ مَضْمُونِ هِنِ تَالِ كَيْفَ جَاءَ اسْمُ عَالِ رُوسِيَاةِ كَيْفَ جَاءَتْ وَحْيَانَتِ
 دِيكْهَا جَاءَ كَيْفَ كَرَّ رُوسِيَاةِ جَاءَتْ وَحْيَانَتِ هُتْمَانِ كَيْفَ كَرَّ عَالِ سَبِي مَقُولِ نَبِيٍّ خُصُوصًا مَالِ كَيْفَ جَاءَ نَابِ رُوسِيَاةِ
 سَبِي جَاءَ جَاءَ - اور حضرت امیر کے عاتلون مندر بن جاور و عہدی بھی تاجر اور خاں نکلا اسکی خیانت ظاہر ہوئی پر
 جناب امیر نے اسکے نام سے بھی ایک پند نامہ رقم فرمایا وہ نام بھی اس جناب کے مشابہ کتب سے ہی پنج البلاغت میں
 اور امامیہ کے دو سر کتابوں میں مسطور ہے اس ارشاد نامے کی عبارت یہ ہے اَمَّا بَعْدُ فَصَلِّحْ أَيْتِكَ عَزَّيْزِي
 مِنْكَ وَظَنَّتْ إِنَّكَ تَتَّبِعُ هَدْيِيهِ وَتَسْلُكُ سَبِيلَهُ فَإِنَّكَ أَنْتَ فِيمَا كُنِيَ إِلَى عَمِكَ لَا مَدْعُ
 لِهَوَاكَ إِنْ قِيَادًا وَلَا بَقِيَّ وَلَا خَيْرَ نَبْكِ عِنَادًا أَعْمَرُ دِيْنَاكَ بِخَرَابِ أَخْرَتِكَ وَنَصِلُ عَشِيرَتِكَ
 بِمَقْطَعِهِ دِيْنِكَ إِلَى الْكِتَابِ الْمَكْرَمِ حَاصِلِ كَلَامِ اِبْنِ سِتِّ كَيْفَ اسباب میں حضرت عثمان اور حضرت علی کے
 درمیان کچھ فرق نہیں ہی کیونکہ ان ہر دو خلیفہ حق کے ذمے پر جو بات واجب تھی انہوں نے ادا کی اور اپنے حق
 ظن سے ان لوگوں کو عامل شہر کیا - علم غیب تو خاصہ خدا تعالیٰ کا ہی اور جو لوگ کہ ظاہر میں اچھے اور باطن میں خراب
 اور نفاق پر مشتمل تھے جب تک وحی نہ آئی انہیں بھی اسے دیکھ کا کھانے میں قولہ تعالیٰ وَلِيْمُحْصِ اللَّهُ الَّذِينَ
 آمَنُوا وَقَوْلُهُ تَعَالَى مَا كَانَ اللَّهُ لِيُذِلَّ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى مَا اسْتَمَعْنَاهُ مِنْ خِثِّ مِنَ الطَّبِيبِ

اور امام کو حسن بن علی غزوہ بنین ہی کہ حسن بن علی بن خطاب کے اور سب سے جو کچھ اس آئندہ صادر ہونے والا ہی تھا اس
 لاکھ شیعہ کے پاس ایک فرقہ عظیم ہی وہ یہی کہ حضرت امیر قریظیات ظاہر ہونے اور علی بن مسطلہ کے ٹکے آگے ہاتھ تھے
 کہ فلاں ثابین ہی اس سے خیانت ظاہر ہو گی کیونکہ شیعہ کے پاس انہم کو مکاکان دیکھیں کہ عالم ہونا تو ہر دینی اس مسئلہ پر
 اجتماع ہوا ہی اور محمد بن یعقوب کلینی اور ان کے دوسرے علما ان کے روایات متنوع و طرق متعدد سے اس مسئلہ پر
 کیا ہی ہیں حضرت امیر نے شیعہ کے پاس دیدہ و دانستہ خانیوں اور مفید و نیکو مسلمانوں کے والی بٹھرایا آخر دسے مل
 کھا جا کے اور مسلمانوں کے حقوق لیے بھاگ گئے نواسے پند نامے کے اسکا تذکرہ بنو سکا بیچارے بہتان ہیں
 تو نا دیدہ اور نا دانستہ محض اپنے حسن بن علی سے لوگوں کو عالمی دی اور آج خیانتیں ظاہر ہوئیں اور عثمان غزوہ بنین
 نے اپنے کئے پر پشیمانی کیجی۔ اور زیادہ بڑا زاد جو حضرت امیر کا حامل تھا آخر اس جناب سے اور ہر دو صاحبزادہ
 سے بری ملک حرابی کی اور سیکالہ پور بد بھاد و عبد اللہ بن زیاد جب نزدیک کے وقت کوٹنے کا حکم ہو کے آیا صدر درگاہ
 میں حضرت امام ہمام امام حسین رضی اللہ عنہما کے زیر کٹا ظلم و ستم کیا مشہور مافوق ہی۔ غرض اس زیادہ بڑا زاد کا قصہ عاز
 ہی صاحب اتنا مشہور ہے اس مقام میں مفصل لکھا ہی اندیشہ طوالت سے یہاں مذکور ہو چکا کہ مطلوب ہر سیمین کے کچھ ہیں
 و و سر اطمینان یہ کہ مردان کا باب حکم الی الخاص ایک تفصیل کر نیکی سبب پیچیدہ خدا علی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 اسکو مدینہ سے اخراج کا حکم فرمایا تھا۔ عثمان بن عفان نے اپنے خلافت میں پھر اسکو مدینہ میں بلوایا جو اس
 اسکا یہی حکم نے حضرت کے زمانے میں منافقوں کے ساتھ دیر تھی اور مسلمانوں میں فتنہ انگیزی اور کافروں کی
 کرنے سے حضرت نے اسکو اخراج فرمایا تھا۔ حسرت کی وفات کے بعد یحییٰ بن کریں کی خلافت میں اسلام کا غلبہ ہو کر
 دوال اور اتفاق کا بطلان اس درجے کو پہنچا کہ کفار و منافقین کا نام و نشان علو بلا و حجاز میں خصوصاً مدینہ منورہ
 بیضہ شیطان سے بھی کیا اب ہو گیا۔ اصول کا قاعدہ مقرر ہی کہ **الْحُكْمُ الْمَعْلُولُ بِالْعِلَّةِ يَرْفَعُ عِنْدَ**
اَزْ قَلْعِهَا پس حکم کے اخراج کا حکم بھی مرفوع ہوا۔ اور یحییٰ بن کریں نے اپنی خلافت میں اس لئے اسکو مدینہ میں آنے
 نہ دیا کہ ہنوز فتنہ و فساد کا احتمال قائم تھا۔ کیونکہ حکم بنی امیہ سے تھا اور یحییٰ بن کریں ہی بنی امیہ سے تھے۔ کہیں
 جاہلیت کی عداوت سے اسکا عرق حسرت جو جس میں خدا سے اور مسلمانوں میں موافق و دوانی نہ کرے۔ عثمان
 بن عفان تو حکم کے بھتیجے تھے جب انکی خلافت کی ذہبت پہنچی انکو اطمینان کلی مانتہ دی اس لئے پھر اسکو مدینہ منورہ میں
 بلوایا اور صدر رحمی کی اور خود عثمان غزوہ بنین سے لوگوں نے سوال کیا کہ حکم کو آپ نے پھر مدینہ میں کس لئے بلوایا
 تب انہوں نے ایسا جواب ثانی دیا کہ میں نے اسکو مدینہ منورہ میں بلوایا کیلئے حضرت کے مرض موت میں آپ سے
 اجازت لی تھی۔ جب ابو بکر صدیق خلیفہ ہو بیٹھا تھے انہی کی تو انہوں نے اسیر شاد و طلب کیا جب جن نے شاہد نہیں
 رکھا تھا خاموش رہا۔ جب عمر فاروق منہ خلافت پر بیٹھے انکی خدمت میں بھی مدینہ منورہ ظاہر کیا اس کو اس سے کہ

شاہد تہا میری بات قبول فرما رہے تھے۔ جب میں ہی خلیفہ ہوا اپنے علم پر ہی عمل کیا۔ اور عثمان ذوالنورین کے اس مقولے کی شہادت صحیح روایت سے اہل سنت کے کتابوں میں موجود ہے وہ یہ ہے کہ حضرت نے اپنے عزیز موت میں فرماتے لگے کہ کاش اس وقت میرے پاس ایک مرد صالح آوے تا اس سے کلام کروں تب ازدواج مطہرات اور محل کے دو سر خادم عرض کئے کہ یا رسول اللہ کبہ صدیق اکبر کو بلایا جائے فرمایا نہیں پھر عرض کی کہ کبہ عمر فاروق کو حاضر کریں فرمایا نہیں۔ پھر عرض کی کہ کبہ عثمان ذوالنورین کو بلوادین فرمایا مان۔ جب عثمان ذوالنورین حاضر ہوئے ان سے خلوت کی اور دیر تک اُنہی ہمہ باتیں کیا عجب نہیں کہ اس سرگوشی میں جو لطف و کرم کا وقت تھا جناب ذوالنورین نے اس گنہ گار کی سفارش کی ہو اور حضرت قبول فرمائے ہوں اور دوسرا سپر مطلع نہواور یہ بھی ثابت ہوا کہ حکم نے اپنی آخر عمر میں نفاق اور فساد سے توبہ کیا تھا چنانچہ اسکے بعد اس کے گوی تجا حرکت وقوع میں نہ آئی۔ اور مہذا وہ پیر فوت بھی ہو گیا تھا اسکے قوی بے قوت ہو گئے تھے سو فتنے کا خوف بھی باقی نہ رہا۔ پس ایسے وقت میں اسکو مدینہ میں بلوانا ایسا ہی کہ جیسا اجنبیہ زائل فرقت دیو شکل نظر کرے کہ اصلا محل طعن کا نہیں **شمس اطعن** عثمان بن عفان نے اپنے گھر والوں اور قرابت داروں کو مال خیر دیا اور اسراف حد سے گذرانا اور بیت المال کو خراب کیا۔ جب حکم بن العاص کو مدینہ میں بلوایا اسکو ایک لاکھ درہم دیا۔ اور مدینے کے بازاروں کا عشر اور محصول وغیرہ اسکے بیٹے حارث بن الحکم کے تحویل کیا۔ اور آخر بقوہ کا خمس مردان کو دیا۔ اور عبداللہ بن خالد بن اسید بن ابی العاص بن امیہ جب مکہ معظمہ سے اسکے پاس آیا اسکو تین لاکھ درہم انعام دئے اور اپنی ایک دختر کو ایسے دو دانہ مردار دیدنایت کئے کہ حجابی قیمت تاجرون اور جوہریوں کے حساب سے گزاری تھی۔ اور دوسری دختر کو ایک سنہیری محراب قوت و جاہر سے مرصع تھی اور اسکی قیمت نہایت گران تھی بخشش کی۔ اور اکثر بیت المال سے اپنی عمارتیں بنانے اور باغات اور زراعت کی زمین لینے میں صرف کیا۔ عبداللہ بن ارقم معقیب موسیٰ نے جو عمر بن الخطاب کے زمانے سے بیت المال کی خدمت دار و غلی رکھتے تھے اس سے استعفا کر کے چھوڑ دی۔ تب ناچار ہو کے وہ خدمت زید بن ثابت کو دی۔ اور ایک ریز بیت المال کی تقسیم کے بعد جو باقی زیادہ سب زید بن ثابت کو بخشا وہ بھی لاکھ درہم سے زیادہ تھا۔ ظاہر ہے کہ اپنے خاص مال میں اسراف و تبذیر کرنیوالا شرع میں مطعون و ملام ہے۔ پھر اسکا حال کہا پوچھئے کہ مسلمانوں کے مال میں ایسی سرفی اور حق تلفی کرے **جواب** اس اتفاق کثیر کو بیت المال سے قرار دینا اور طعن کا محل ٹھہرنا صریح افترا اور بہتان ہے۔ حضرت عثمان ثروت اور مالذاری جو اپنی خلافت کے آگے رکھتے تھے مشہور ہے۔ حضرت عمر کی اخیر خلافت میں جب ہر طرف سے بہت سی فتوح آئے تقسیم پانے لگے سب صحابہ کو تبری ثروت اور وسعت مائتہ دی چنانچہ بعض فقراءے مہاجرین جو حضرت کے زمانے میں ثنائ شہینہ کے محتاج تھے ایسے مالدار ہوئے کہ ایک ایک فرد کا زکوٰۃ اسی ہزار درہم نکلتا تھا۔ اور حضرت امیر کو بھی وسعت تمام مائتہ دی تھی جب ہر ہر کو وسعت ہوئی۔ سب کے

امارات اور زراعت و باغات پیدا کئے تھے یہ ایسی بات ہی کہ کسی پر پوشیدہ نہیں۔ اور حضرت عثمان تو اس کی سے فنی تھے اور انکی تری تجارت جاری تھی پس اس وقت تیرے مالدار ہوئے تھے اور انکا یہ سرخج و بخشش محض اپنے قبیلہ بنو ہاشم جی بلکہ انواع صدقات و غیرات میں بھی صرف کرتے تھے چنانچہ ہر جسے کے دن ایک بروہ آزاد کرنے اور ہر روز ہزار روپے انصار کی نیافت تری تکلف سے کرتے اور رب کو جمع کر کے طعام مکلف کھلاتے تھے۔ چنانچہ امام حسن مجیدی منقول ہے کہ شہادت سنا دی عثمان یا ادنی یا ایہا الناس اغدوا عطیائکم فیغدو ن فیاخذونہا وافرقة یا ایہا الناس اغدوا علی ان نراکم فیغدو ن فیاخذونہا وافرقة حتی واللہ لقد سمعته اذ نادى بقول اغدوا علی کونکم فیاخذون الحلال و اغدوا علی السمن و العسل وقال لحسن ان نراک دارۃ وخیر کے شیر رواہ ابو عمر فی الاستیعاب اور جناب ذوالنورین کے نقات و عطیات اور جو دو خاکتہ نوابخ سے دیکھا جاتے۔ جو دو عطا و اتفاق فی سبیل اللہ کو کہنے بھی اسراف نہ تھا حدیث صحیح میں آیا ہے کہ لا یرف فی الخشن ظاہری کہ اپنے خویش و اقارب پر خرچ کرنے دو نواب ہی صحیح حدیث میں آیا ہے کہ مسکین کو صدقہ دینے میں ایک نواب اور اپنے قریبداروں کو دینے میں دو نواب ہیں حدیث صحیح میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سے روایت کی ہے کہ عثمان ذوالنورین نے صحابہ کی ایک جماعت کو کہ جس میں عثمان بن یاسر بھی تھے بلوایا اور فرمایا کہ تم سے سوال کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ راست کہہ رہا ہوں کہ تم جانتے ہو کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بخشش و عطایا میں قریش کو دوسرے لوگوں پر تقدیم و ترجیح دیتے تھے پھر قریشی ناشرم کو دوسرے قریشی پر سب اصحاب نے سکوت کیا پس جناب ذوالنورین نے کہا کہ اگر میرے ہاتھ جنت کی کیلیاں ہوں البتہ میں بنی امیہ کو دو ٹکٹا ماننے کو ہی بھی باہر نہ رہے سب کے سب بہت میں داخل ہو دیں۔ اور حضرت عثمان کے ان سب اتفاقات کو بیت المال سے مجھنا محض تعصب عثمانی اور خود جناب عثمان سے جب لوگوں نے اس باب میں سوال کیا تو جواب دیا کہ خلافت کے آگے جو مال میرے پاس تھا اسے پوشیدہ نہیں اور میرا بذل و اتفاق بھی تم جانتے ہو پس ایسے بیجا شبہ ہے اور منصف جو عدالت اور تقویٰ سے دہر میں کئے میرے ساتھ کرتے ہو۔ اب ہم شرح ان قصوں کی جو ذکر ہوئے بیان کرتے ہیں۔ مختصر یہ کہ بے قصے جو شیعہ نقل کرتے ہیں سراسر غلطی و خطبہ سے خبر دیتے ہیں قصہ کچھ اور بھی دے روایت کرتے ہیں کہ اور۔ کسی قصے کی روایت میں بھی بیت المال کا ذکر نہیں آیا جو کہ مروی ہے سو یہی ہے کہ حضرت عثمان نے اپنے فرزند کا نکاح حارث بن حکم کی دختر کے ساتھ کیا سو اپنے مال سے ایک لاکھ درہم رقم ساکن کی طوع پر بھیجا۔ اور اپنی دختر کا ازدواج کہ جسکی کنیت ام ابان تھی مردان بن حکم کے ساتھ کیا اسکے جہیز میں ایک لاکھ درہم

ایک روپیہ یا لاکھ سے ایک سو یا ایک ہزار روپیہ کی کو دیوے اسکو اسراف نہیں کہتے ہیں کیونکہ لاکھ کے ساتھ ہزار کی نسبت ایسی ہی جیسی دس کی نسبت ہزار کے ساتھ ہوا۔ بس امور عقیدہ و حسنین نسبت کی رعایت کرنی مقتضی عقل کا بھی ہے اور حکم شرع کا بھی مثلاً اگر ایک مجنون بن جس میں عارضہ جنون اور ایک سو بار و چیزیں والے کے ترکیب میں ہرگز اس مجنون کو مفروض حرکت نہیں کہے اور شرع بھی اگر کسی جگہ لاکھ روپیوں کا خرچ ہو اس جگہ سے پچاس ہزار روپیہ یوں تو عین عدل و انصاف ہی اور اسکو ظلم و افراط کہنا حکم شرع کا خلاف اور علی بن ابی طالب اس زکوٰۃ کے مقدار میں اور دوسرے شرعی اندازوں اور قیمت کو ہرگز میں نسبت کی رعایت ملحوظ رہی کہ ایک مبلغ خطر کے نسبت وہ مبلغ جو اس سے نکالا گیا ہی ایک چیز بے قیمت کا حکم رکھتا ہے ہرگز اسراف نہیں کہتے ہاں اگر اس مال مجموعہ کی نسبت پیش نظر نہ کہہ کے فقط انکے اخراجات کو دیکھیں تو اسراف معلوم ہوتا ہے لاکن جب نامی امور عقیدہ و حسنین میں نسبت کا لحاظ نہ کیجئے کہ حکم کا بوجہ مردود و نامقبول ہی اس جگہ کہ طرح مقبول ہو دیتا۔ اور وہ جو کہتے ہیں کہ حضرت عثمان نے عبد اللہ بن خالد بن اسید کو تین لاکھ درہم انعام دئے یہ بھی غلط ہے قوارخ معتبرہ ثابت ہی کہ یہ مبلغ انکساریت الال سے قرض دیکے اسکے ذمے پڑ گیا تاکہ پھر لیسے چنانچہ جب مصریوں نے جناب وہ اللہ میں یہ رخا کر کیا تھا اور یہ مذکور در میان آیا تو حضرت ذوالنورین نے انکو یہی جواب دیا اور آخر عبد اللہ بن اسید وہ مبلغ بیت المال پہنچا دیا۔ اور وہ جو کہتے ہیں کہ حادثہ بن حکم کو درہم کے بازار پر مقرر کیا اسنے اسکا عسر اور محصول دفع فرمایا کہ اپنے تصرف میں لایا یہ بھی غلط ہے بلکہ صحیح بات یہی ہے کہ حضرت عثمان نے حادثہ کو مجتہد کے طور پر دینے کے بازار کا دار و دفتر ٹھہرایا تھا تاہم رخ سے خبردار رہے اور دغا و خیانت اور فتنے ظلم و تعدی واقع ہونے اور مانپ تول میں کمی و زیادتی کرنے نہ دیوے۔ اسنے دو تین روز اس خدمت پر پیغام کیا تھا ایسے میں شہر والوں نے یہ شکایت لائی کہ خرے کے قحط اپنی ہی اونٹوں کے لئے خرید کیا اور دن کو خریدنے نہ دیا اسنے دوسروں کے اونٹ بھوکے رہ گئے حضرت عثمان نے یہ سننے ہی انکو بیت زجر و توبیخ کر کے اس خدمت سے معزول کیا اور شہرہوں کو تسلی دی اس میں حضرت عثمان کی طرف کوں عیب یا عیب جو نہائی بلکہ یہ نیکو کمال انصاف ہی کہ حادثہ کے ساتھ انکو باجوہ و فراہت فریہ رہنے کے اسکی شکایت سننے ہی معزول کر دیا اور اس پر قہر و غضب بیت المال کی کاروائی سے دست بردار ہو گئے باب میں شہرہ جو طعن کرتے ہیں اس میں بھی جھوٹ اور نفیس داخل کی ہیں صحیح بیہر بات یہی کہ وہ ہر دو اپنے ذمے کے سبب اس کام کی سرراہی نہ دے سکے کے اس خدمت سے استعفا چاہی تب حضرت عثمان نے خطبہ پڑھا کہ اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنِ اَرْقَمَ لَمْ يَزَلْ عَلٰی خَرَابٍ كَمْ مَبْدُ مِنْ اَنِيْ بَكَوْ عَمَّ اَلِيْ النَّوْمِ وَ اِنَّهُ قَدْ كَبِرَ وَ ضَعُفَ وَ قَدْ وَلَّيْنَا اَمْرَهُ نَبْدُ بِنِ الْاَثَابِ اِنَّهُ وَ هُوَ جَوَّ كَتَمَ بَيْنَ كَرُ حَضْرَتِ عُثْمَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَا مِلْغِ اِنِّهٖ زَوَالَتْ اَبْدَانَا اَوْدَعَارَاتِ مِّنْ لِّمَّا دَا بِهٖ بِمِجْزِ اَوْدَافِ اِنِّیْ - بَلْ كَرُ حَقِیْقَتِ الْاَمْرِ بِهٖ بِیْ كَرُ حَضْرَتِ عُثْمَانَ

مال کے بنانے میں جو علم دیا گیا تھا اسکے بعد کیونکہ یہ بات میرسنوئی کہ وجہ حلال سے بے قب و شفقت باعزت و حرمت اس قدر مال پیدا کیا ہوا اور اسکو اللہ تعالیٰ کی مرضیات میں خیرات و مبرات میں صرف کیا ہوا اور فیہ المال الصالح للرجل الصالح کا معبد باق چاہو گا لایحییٰ حضرت عثمان نے اپنی خلافت کے آگے بھی بہت سا مال پیدا کیا تھا اور اقسام کی تجارت کروا کر تھے اور خلافت کے بعد انکے خاطر مبارک میں یہ تدبیر آئی کہ جس جگہ افتادہ زمین دیکھتے خواہ سواد عراق میں ہو وے یا حجاز میں اسکو زراعت سے آباد کرنا چاہتے۔ اپنے غلاموں کی ایک جماعت کو زراعت کے اسباب و آلات دیکے اس جگہ رکھنے تا اس زمین کو معمور کریں اور اسکے محصول سے اپنا قوت چھڑا دیں۔ اور باغات تیار کرنے اور درخت میوہ دار لگانے اور کوہن کھودنے اور نہرین جاری کرنے میں مشغول ہو جائیں۔ یہاں تک کہ عرب کی زمین جو دیوان اور بے رونق تھی انکے زمانے میں ایسی سرسبز و شاداب ہوئی کہ ماہ نذران اور کوکن اور کشمیر کا حکم رکھتی تھی کہ ہر جگہ مصفا چشے اور جاری بہرین اور میوہ دار درخت اور طرح طرح کی زراعتیں نمایان ہوں اور بجایا ایسی آبادی ہونے اور ہر جنگل میں انکے غلام اور مولیٰ رہنے سے چوری اور نہرینی بالکل موقوف ہو گئی تھی۔ اور درندوں کا خر جیسے باگھ ریچہ وغیرہ کامیوم ہو گیا تھا۔ اور مسافروں کے اترنے کی جگہ اور چارہ پانی اور اناج میرانے کا مقام جا بجا تیار ہوا تھا ان سببوں سے مسافر اور تجارت کمال امن اور خاطر جمع سے آمد و شد کرتے تھے اور متاع نفیس اور ہر ملک و ہر اقلیم کے تحفے کمال سہولت و آسانی سے لایا کرتے اور ان ہر دو بات سے لینے امن اور رفقا بہت میرانے اور ہر جگہ آبادی و زراعت کے ہونے سے انکے مبارک زمانے میں بلا و عیب کے درمیان خوارق عادات اور عجایب واقعات نظر آتے تھے۔ اور خیر صادق علی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمادی تھی کہ لا تقوم الساعة حتی تعود ارض العرب مروجا و آتھارا اور عدی بن حاتم طائی کو فرمایا تھا کہ ان طالت باث حیوة لترین الطعینة لتسافر من حیرة النعمان الی الکعبة لا تتخاف احدا الا الله اور جناب ذوالنورین کے زمانے میں خزانوں کی زیادتی اور مال کی کثرت اور لوگوں کے تکلفات و ثروت جو واقع ہو چکے تھے حضرت نے بہت سی حدیثوں میں اسکی بھی خبر دی ہی اور کمال خوشی و لہذاشت سے اسکا ذکر فرمایا جب حضرت عثمان اس تدبیر نیک کے بانی ہوئے اکثر صحابہ کبار نے بھی اس روش پسندیدہ کو اختیار کیا۔ انرا بچہ حضرت امیر حوالی مینج و فذک و زہر اور دوسرے قریب ہیں۔ اور طایفہ غابہ اور اسکے نواح میں۔ اور زہیر خرف اور ذی شہب اور اسکے ضلع میں یہی عمل شروع کیا اور دوسرے صحابہ بھی علی ہذا القیاس۔ اور رفتہ رفتہ زمین حجاز میں خصوصاً حوالی مدینہ منورہ میں تری آبادانی اور معموری ہو گئی اور بھی کئے۔ سال حضرت عثمان کا زمانہ دراز ہوتا زمین حجاز مصلّا شیراز کی رنگ گلگشت اور کا فزگاہ اور ہرات کی لالہ زار ہو جاتی۔ مری ہوئی زمین کو زراعت سے سرسبز کرنا اور جو زمین کہ کسی ملک سے ہوا سپر عمارتین باندھنی جب امام حکم سے ہر شخص کو جائز ہی خود امام کو کیونکر جائز نہ ہو گا اور اسکے محصول کو حلال جان کے کسے اس میں تصرف نہ کر گیا۔ تواریخ معتبرہ میں روایات مرتبہ مذکور ہیں کہ حضرت عثمان زمین کی آبادی اور باغات کی تیاری اور کنوؤں کا کھودنا اور

نہروں کا جاری کرنا اپنے خالص مال سے کرتے تھے اور ہر مال کے مال کے لئے داخل ہر روز مصنف اور زیادہ ہوتے تھے مدینہ والوں سے ان کے زمانے میں کوئی ایسا تھا جو زراعت نہیں کیا اور باغ نہ لگایا۔ اور وہ جو کہتے ہیں کہ بیت المال سے جو باقی رہا زید بن ثابت کو دیا۔ یہ بی بی ملیس اور سچ کے ساتھ جھوٹ غلط ہے۔ رعایت صحیح یہ ہے کہ حضرت عثمان نے ایک روز سختوں پر بیت المال کی تقسیم کا حکم فرمایا تقسیم کے بعد ایک ہزار درہم تک باقی رہ گئے اور تین نام ہوئے تب دس ہزار درہم زید بن ثابت کے تحویل کئے تاہی مدینہ کے موافق مصالح مسکینین میں خرچ کرے چنانچہ زید بن ثابت اس مبلغ کو مسجد نبوی کی مرمت میں صرف کیا۔ اس طرح ذکر کیا جی خوب طبری اور دوسرے مؤرخین اہل سنت اپنی تاریخوں میں فرماتے ہیں کہ عثمان ذو النورین نے اس مال اپنے قرابت داروں کو اور دوسرے مسلمانوں کو دیا یا مسجد نبوی کی تعمیر میں اور دوسرے مواضع مبارکہ میں صرف کیا تو اپنی بدگانی سے یہ حمل کرتے ہیں کہ یہ سب خرچ بیت المال سے کیا گیا لوگوں کے حقوق تلف کر دیا۔ اس بدگانی اور نادانی کا علاج نہیں ہی شیعہ کا یہ کلام اس بات کے ساتھ مست رکھا ہی کہ احمد شاہ بادشاہ کے زمانے میں جب دہلوی لوگ شہر دہلی میں آئے اور لوگوں کے مال و متاع میں شہر ہوئے۔ جب بازار میں آتے طاعنی مسجد بن اور منقش عمارتیں اور رہا طاب اور مدرسے جو اس شہر کے امرا و مسلمان بنا کئے تھے دیکھتے تو بے اختیار حسرت و افسوس کے کلمات ان کے زبان سے نکلے اور بعضوں کے چہرے غمور ہوئے۔ اور ان کے سے جب ان سے کوئی پوچھتا کہ تم کس لئے افسوس کرتے ہو تو جواب دیتے کہ ہماری حسرت انہیں ایسا بتا رہی ہے کہ بادشاہ کا اس قدر مال کس لئے منسلک ہوا اگر کاش یہ مال ذخیرہ کیے بادشاہ کے کام آیا ہوتا چوتھا طعن یہ کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے صحابہ کی ایک جماعت کو انکی خدمتوں سے معزول کیا جیسے ابو موسیٰ اشعری کو کعبہ سے کی حکومت سے معزول کیا گیا جاے پر عبداللہ بن عامر بن کریمہ کو نصب کیا اور عمر بن العاص کو مصر کی حکومت سے معزول کیا گیا چنانچہ عبد بن ابی سرح کو بھیجی وہ ایسا شخص تھا کہ حضرت عثمان کے زمانے میں مرتد ہونے کے ساتھ مل گیا تھا حضرت نے فتح مکہ کے دن اچھا خون مباح فرمایا تھا یہاں تک کہ حضرت عثمان ذو النورین نے اسکو حضرت کی حضور مقدس میں لاکے تبری کو شش سے بکھا تقصیر میں معاف کر دینا اور اسے جمعیت اسلام کی اور عمار بن یاسر کو اور مغیرہ بن شعبہ کو کوٹہ کی حکومت سے اور عبداللہ بن مسعود کو کوٹہ کی فقہ اور بیت المال کی داد دہلی سے معزول کیا جواب اس طعن کا یہ ہے کہ عاملوں کا عزل و نصب خلفاء و انیمہ کے ماتھے پر لکھا رہا ہے اور لازم نہیں ہے کہ عاملوں کو یہی بحال رکھیں اگر خلفاء و انیمہ یہ کام کریں البتہ ضرر ہو دینگے ان کسی عامل کو بے وجہ معزول کیا جائے۔ اور ان اشخاص کو معزول کرنے میں ایک ایک سبب کہ تواریخ میں مفصل مذکور ہے۔ جب ان سببوں سے اطلاع ماتھے پر دوئے حضرت عثمان کی تبری حسن تدبیر معلوم ہوتی ہے اور فی الواقع انکو معزول کیا اور انکی جگہ پر دوسرے بھیجنا امر مملکت کے جسے انتظام کا سبب اور بہت سے فتوحات کا موجب ہوا۔ اور خلافت کے دوسرے رنگ انی اسلام کی فوجیں اور ولایت و قایم اور قیادہ مملکت میں با عرض مصلحت پیدا ہوا کہ ہرگز اکاسرہ اور نیا

یہاں تک کہ خراب میں بھی نہیں دیکھتے تھے۔ ولایت اسلام کا عرض تسلطیہ سے حد تک اور اسکا طول انداز سے بلج اور کابل تک ہو گیا تھا اگر کاش جناب ذوالنورین کے قاتل اور دس بار سال تک صبر کئے ہوتے ہند و ہند اور ترک و چین بھی ایران و خراسان کے مانند یا علی یا علی کا نعرہ مارے ہوتے اور دسے اشقیانہ سمجھے کہ ہر چند حضرت عثمان نے بنی امیہ کو مسلط کیا اور ان ہی کے ماتھے سے کام لیا لکن آخر نام محمد و علی کا ہی اگرچہ خراسان کو عبداللہ بن عامر بن کر نے فتح کیا لکن مشہد و سبزوار و نیشاپور اور ہرات میں سوائے نعرہ حیدری کے سنا نہیں جاتا ہی۔ جب حضرت عثمان اور بنی امیہ ترک اور چین اور راجپوتانہ اور ہند و ہند میں نہ آئے ان ملکوں کے لوگوں نے محمد و علی کو نہ پہچانا دیکھئے کہ رام اور کشن اور گنگا اور جمن کے سوا دوسرا ہر و مرشد نہیں رکھتے ہیں چین و خطا اور ترک میں اس قدر بھی نہیں کہ ان بزرگوں کا نام نامی پہچانے اور انکی تعظیم و تکریم بجا لاوے اب ناچار اس مقام میں ان بزرگوں کو معزول کر دینے اور دوسروں کو نصب کرنے کے وجوہات اجمال کے طور پر بیان کئے جاتے ہیں۔ ابن خطیبہ اور ابن عاثم کو فی اور ساسانی جو شیخ کے عمدہ مورخین سے ہیں اس افسانہ سرائی پر شاہد لاے جاتے ہیں تاکہ پاس قابل اعتبار ہو۔ ابو موان اس میں ملاحظہ فرمائی کہ اگر جناب ذوالنورین انکو معزول نہ کرتے ایسا فساد عظیم برپا ہوتا کہ اسکا تدارک ممکن نہیں تھا کوئے اور بصرے کے ہر دو لشکر میں ایک اختلاف جو واقع ہوا تھا اسکے سبب جو ہر دو شہر خراب ہو جاتے۔ اسکی تفصیل یہی کہ حضرت عمر کی خلافت میں ابو موسیٰ اشعری نے جو والی بصرہ تھے فارس کے حدود نزدیک ترنے اور دمان کے زمیندار وکی شوکت زیادہ رہنے سے جناب خلافت سے مدد چاہی تب جناب فاروق اعظم نے کوئے کے لشکر کو ابو موسیٰ کی مدد پر متعین کر کے حکم لکھا ابھی کوئے کا لشکر ابو موسیٰ اشعری کے پاس نہیں پہنچا تھا کہ اٹانے راہ سے حکم لکھا کہ راہ فر کے جنگ پر جاؤ۔ وہ فارس اور امواز کے درمیان ایک بڑا شہر ہے پس کوئے کا لشکر اس طرف متوجہ ہو گیا اور اس شہر والوں پر فتح و نصرت پا کے غارت کیا اور اس شہر کو اپنے تصرف میں لایا اور قلعے کی بھی تسخیر کی اور بہت سامان و متاع اور غورت بچوں سے بحساب بندیان ماتھے آئین جب یہ خبر ابو موسیٰ اشعری کو پہنچی تو چاہا کہ تنہا کوئے کے لشکر کو ان غنائم کے ساتھ مخصوص نہ کرے بلکہ بصرے کے لشکر کو اس ملک کے جنگ میں بار ہا مشقت کھینچی تھی محروم نہ کرے پس کوئے کے لشکر والوں سے کہا کہ یہ مکانات جو تم نے غارت کئے ہیں میں انکو جیسے چاہئے کا امن دیتا تھا اور مہلت منظور رکھتا تھا تا معاملہ بواجبی فون اور عہد شکنی بھی لازم نہ آوے۔ اور تمکو محض انکے خوف دلانے کے لئے متعین کیا تھا تم نے جلدی کی جب کوئے کے لشکر والوں نے یہ بات سنی انکار کیا اور کہا کہ امان دینے کی بات محض افترا ہے اور انکے درمیان بہت رد و بدل واقع ہوا اور ہر دو لشکر کے فیما بین نزاع کھڑا رہا تب لوگوں نے یہ ماجرا خلیفہ کے حضور میں لکھا حضرت عمر نے فرمایا کہ لشکر ابو موسیٰ کے صلی اور کبرائے صحابہ جو اس جگہ حاضر ہیں جیسے خذیفہ بن الیمان اور براء بن عازب و عمران بن حصین اور انس بن مالک اور سعید بن عمر انصاری اور ایسے ہی اصحاب کرام اس مقدسے کی دریافت کریں اور امان دینے کی ابو موسیٰ اشعری کو قسم دیکے جو چھین پس دریافت کیے بعد

جو حقیقت واقعی ثبوت کو پہنچنے لکھتے ہیں ان کے مطابق عمل کیا جاوے۔ پس ابو موسیٰ اشعری نے ان وجہ کی بات یہ
ایمان صحابہ کی حضور میں قسم کھانی اور وہ صحابہ جب یہ حال غیبی کے حضور میں لکھتے ہیں جواب خلافت مآب کی
طرف سے حکم آیا کہ وہ مال اور ہندی جو اس ملک والوں کے لئے ہیں پھر انہیں واپس میں اور مدت معین تمام ہونے تک انہ
تعرض نہ کریں اس قصے سے کہنے کے لشکر والوں کا دل ابو موسیٰ اشعری سے اور ان کے لشکر کی ایک جماعت سے ہنارت
آزاد ہو اور غیبی کے حضور میں پہنچنے انہوں نے ظاہر کیا کہ اگر اسے ایمان دیا جوتا یہ بات بھرے کے لشکر میں ایڑھ پڑ
و معروف ہو جاتی حالانکہ جنگ بھرے کے لشکر سے کسی نے بھی اس بات سے اطلاع نہیں دیکھا ہی پس ابو موسیٰ اشعری نے جو
قسم کھانی حضرت عمر نے یہ بات سنے ابو موسیٰ اشعری کو اپنے حضور میں بلوایا اور اس کے قسم سے سوال کیا اس نے کہا کہ
میں حق بات پر قسم کھانی جناب خلافت مآب نے فرمایا پھر تو کس لشکر کو ان لوگوں پر روانہ کیا یہاں تک کہ جو کچھ
و سے کہے تو نے جھوٹی قسم لیا اور جو قومی ملک مانی کی مصلحت میں البتہ خطا کی اور فی الوقت ایسا شخص بھی میر نہیں
ہی کہ اس کام کے قابل ہو اور ہم سب کو اس پر نصب کریں اب تو ہی بھرے کی صوبیداری پر جائے اور وہ ان
لشکر کی سرداری پر قیام کیجئے میں نے تجھے اور میری قسم کو اللہ تعالیٰ پر سوچ دیا اس وقت تک کہ دو سر کوئی شخص جو قابل
اس کام کے ہو ہمارے نظر میں آوے تب تجھ کو معزول کر دوں پس اس اثنا میں حضرت عمر کی شہادت ہو چکی اور خلافت کی توفیق
حضرت عثمان کو پہنچی تب بھرے کے لشکر والے بھی ابو موسیٰ اشعری کی شکایت جو درود و دشمنی کی کرتے ہیں علینہ وقت کے
حضور میں بار بار کہنے لگے اور کہنے کے لشکر والے تو اگے سے ہی پھول تھے پس حضرت عثمان نے سوچا کہ اگر اب میں اسکو
تغیر کروں ہر دو لشکر پر ہم ہو گئے اور تیرے تیرے عہدہ کاموں میں دل نہ لگے اور ہر دو صوبے خراب ہو جائیں پس ہاچا
اکو معزول کر کے عبداللہ بن ماسر کر دیا تو انکی جگہ پر نصب کیا یہ عبداللہ قریش کے تیرے جو افرادوں سے تھے اور انکو عالم
طفلی میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں لے آئے تھے حضرت نے اپنا مآب مبارک ان کے حلق میں پیچا یا عطا
اسی کے بدولت شہادت و کجابت کے آثار اور سرداری و ریاست کے لوازم و اطوار انکی نوجوانی میں ان کے حرکات اور
اقوال و افعال سے ظاہر ہوتے تھے سو انکو نصب کرنے سے اس ملک کے کال انتظام کا سبب اور ہر دو لشکر کے اتفاق کا
موجب ہوا۔ احمد بن ابی یسار نے تاریخ مرومیں روایت کرنا ہی کہ لما فتر عبد اللہ بن عامر خراسان قال

لا تَجْعَلَنَّ شُكْرِي لِلَّهِ اِنْ اَخْرَجَ مِنْ مَوْضِعِي هَذَا اَوْ اَخْرَجَ مِنْ يَنْسَاوِر و رواه سعيد بن منصور في سُنَنِهِ اَيْضًا اَبَدَ مِنْ عَاصِ كَوْجَمَر سے معزول کیا اسکا سبب یہ تھا کہ معزادون نے اہل بیت کا شکایتیں دربار خلافت میں لے آئی تھیں اور اسکے آگے حضرت عمر کی خلافت میں بھی ایسی بعض شکایتیں طے کے حضور میں معروض ہوئے تھے۔ جب انہوں نے قریہ کیا اور ان باتوں سے باندیا تب فامدوق اعظم نے پھر انکو کمال کیا تھا بلکہ حضرت عثمان نے ابو موسیٰ اشعری اور عمن السام کو معزول کر کے سے ان رطعمہ کو راشوہ کو زمانہ

کیونکہ یہ ہر دو شیعہ کے پاس تو واجب القتل ہیں پس کیونکر جائز الغزل ہونے لگے اور انکے پاس سے ہر دو سلام کی قابلیت نہیں رکھتے تھے ریاست اسلام تو کہاں آسودے طریقان اہل سنت اس طعن کو شیعہ کی طرف سے دوسرے رنگ پر تقریر کیا ہی کہ عثمان ذوالنورین نے ان ہر دو کے عزل پر کتفا کر کے کس لئے انکو قتل کئے تا حکیم کے واقعے میں ان سے بدگالی مبعوث اور امام وقت کے ساتھ واقع ہوتی۔ اور بعض ظریفوں نے اس طعن کا دوسرا جواب اس روش پر دیا ہی کہ حضرت عثمان جانا کہ ان ہر دو کو مین قتل کروں تو میری امامت خاص عام کے پاس ثابت ہو جائیگی کیونکہ علم غیب امام کا خاصہ ہی اور شیعہ کو انکار کی جگہ باقی نہ رہیگی لاکن جب حضرت عثمان کے مزاج میں جیاد غالب تھی شیعہ کی طرح تکذیب سے شرم کر کے فقط عزل پر کتفا کیا تا یہ بات اشارہ ہو اپنی امامت کی صحت پر۔ اگر یہاں شیعہ کہیں کہ ابو موسیٰ اشعری جائز الغزل ہوتے تو حضرت امیر انکو اپنے طرف سے کس لئے حکم ٹھہراتے تو ہم کہتے ہیں کہ قاریج سے ثابت ہی کہ یہ حکم ٹھہرانا بھی ناجاری سے تھا نہ اختیار اگر بالفرض اختیار سے بھی ہو جب ابو موسیٰ اشعری نے اسلام میں خطا کی معلوم ہوا کہ بیشک قابل عزل تھا۔ **فایده جلیلہ** اس جگہ جانا چاہئے کہ شیخین کے مطاعن شیعہ کے سوا کسی کو نہیں تقریر کرنے ہیں اس واسطے اہل سنت کے کتاب دین یہ مطاعن شیعہ کے کتب سے منقول ہیں ان سے اکثر شیعہ کے اصول پر چسپان ہوتے ہیں برخلاف مطاعن عثمان ذوالنورین کے کہ اکثر شیعہ کے اصول پر نہیں مبنیے ہیں اور اس غیر مطابق کا سبب یہ ہی کہ حضرت عثمان پر طعن کرنے والے دوسرے ہیں ایک شیعہ دوسرے خوارج پس حضرت عثمان کے مطاعن بھی دو قسم ہیں ایک۔ قسم شیعہ کے اصول پر دوسری قسم خوارج کے اصول پر منطبق ہوتی ہی اور اہل سنت نے کتابوں میں ہر دو قسم کو محفوظ کر کے لکھتے ہیں بلکہ شیعہ بھی مطاعن کی زیادتی کے لئے اپنے کتاب دین میں ان ہر دو قسم کو بے تمیز و تفرق ذکر کرتے ہیں اسلئے حضرت عثمان کے بعض مطاعن جو اہل سنت و شیعہ کے کتب میں موجود ہیں شیعہ کے اصول و مذہب پر راست نہیں آتے ہیں سو ابو موسیٰ اشعری کے عزل کا طعن بھی اسی بات سے ہی واللہ اعلم۔ اور عمر بن العاص کے عزل کا طعن نہ اصول شیعہ پر منطبق ہوتا ہی نہ اصول خوارج پر کیونکہ یہ ہر دو فریق انکی تکفیر کرتے ہیں سو ان ہر دو فریق کے الزام کے لئے ہم کہتے ہیں کہ حیثیت حضرت عثمان نے انکو معزول کیا ہر چند ان سے کچھ کفر کے حرکات و کلمات صادر نہ ہوں تھیں لاکن شیعہ اور خوارج کے اعتقاد کے موافق جب وہ آخر کافر و مرتد ہونے والے تھے انکو معزول کرنا حضرت عثمان کے محض کرامات سے سمجھا جائے۔ معاویہ کو معزول کر دینا تھا کہ حضرت عثمان سے شیعہ جو خارقہ کہہ جاتے تھے انہوں نے یہ کہ شہید بیان بتلایا جو عمر بن العاص کو معزول کیا۔ اور عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح کو اسکے جگہ پر نصب فرمایا۔ ہر خدا نے ابتداء سے اسلام میں مرتد ہوا تھا۔ لاکن جب دوبارہ اسلام لایا پھر اس سے کوئی امر شنیع واقع ہوا بلکہ اسکی حسن تدبیر اور حسن نیت سے تمام مغرب کی زمین مفتوح ہوئی اور اسے بہت سے خزانے حضور خلافت میں بھیجے۔ اور دوسرے دست کے بلاد کو دارالاسلام بنا دیا۔ بیان تک کہ مغرب کے جزیروں میں بھی کئی بار غارت کی اور غنیمتیں لائیں۔ مورخوں نے لکھا ہی کہ اسکے غلام سے زرخیز کے نقد پچیس لاکھ دینار جمع آئے تھے۔ اور اثاث و پوشاک

اور پروردگار مومنین اور منافق کمال اس قدر تھا کہ جب شاربین تھا۔ ان اب جیون کا طرس خود خلافت میں رہا نہ
 کیا سب مسلمانوں میں اسکی تقسیم ہوئی۔ اور جس کے چار حصے جو باقی رہے اپنے لشکر میں بوجہ مشروع تقسیم کئے۔ تب انکے
 لشکر میں بہت سے صحابہ و اولاد صحابہ حاضر تھے سب سب اسکی میرت سے بہت خوش ہوئے کسی وجہ سے انکے اوصاف و
 اطوار پر انکار نہ کیا انہیں سے ہی عقبہ بن عامر جینی و عبد الرحمن بن ابی بکر صدیق۔ و عبد اللہ بن عمرو بن العاص۔ پھر جب
 حضرت عثمان کے قتل کا فتنہ وقوع ہوا عبد اللہ بن سعد بن ابی مرج نے گناہہ لیا اور کسی طرف بھی شریک نہ ہوا اور کہا کہ
 میں اللہ تعالیٰ سے عہد کیا ہوں کہ قتال کفار کے بعد میں ہرگز مسلمانوں سے قتال نہ کروں گا پس اپنی آخر عمر ایسا ہی گزارا۔
 لاکن عامر بن بکر کی معزول کی نسبت حضرت عثمان کی طرف کرنی خلاف واقع ہی بلکہ اکثر اہل کفر و انکسابت کرنے سے
 حضرت عمر نے انکو معزول کیا تھا اور عزل کے بعد یہ فرمائی تھی کہ **مَنْ يَعْلِدُنِي مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ أَوْ اسْتَفْعَلَتْ**
عَلَيْهِمْ نَفِيًّا اسْتَخَفَّوهُ اسْتَغْفَرُوا عَلَيْهِمْ قَوْلًا فَرَّجُوهُ اور انکی جگہ پر مغربوں میں شعبہ کو والی مقرر کیا
 جب حضرت عثمان کی خلافت میں اہل کفر و مغربوں میں شعبہ کی بھی شکایتیں آئیں اور انکو رشوت کے ساتھ شہم کیا تا کہ
 وہ سب افراتفری مآچار دیا کی پاس خاطر کے لئے حضرت عثمان نے انکو بھی معزول کیا اور ابن مسعود کا احوال انشا اللہ تعالیٰ
 عنقریب دوسرے طعن کے جواب میں آئیگا کہ انکو کون سے دینے میں بلائے گا کہ سب صحابہ ان سب وجوہات کے قطع نظر
 والی امر کو خاطر بخاطر عزل و نصب پہنچا ہی یہ کچھ طعن کی جگہ نہیں۔ ایک صحابی کو جو جو اہل بے نصیر معزول کرنا اور غیر
 صحابی کو اسکی جاسے یہ نصب فرما حضرت امیر سے بار بار وقوع میں آیا ہی۔ از انجملہ عمر بن ابی سلمان بنی جوام المومنین علیہم
 السلام کے فرزند اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ربیب بن حضرت امیر کی اجانب سے بکریں کے صوبہ واد سے سواغیر وغیرہ
 اور بے وجہ معزول کیا جانا پڑیہ بات خود حضرت امیر نے انکے عزل مانے میں تحریر فرمائی ہی اور اس مانے کی نقل بھی لکھی
 سے حضرت ابو بکر صدیق کے مطاعن میں گزری ہی۔ اور اسکی جگہ پر عثمان بن عفان و دہ قی کو جو صحابی نہیں تھا اور علم
 و فتویٰ اور عدل و دیانت میں عمر بن ابی سلمان کے دسویں حصے کو نہیں پہنچتا تھا نصب فرمایا۔ اور قیس بن سعد و عباد
 کو جو حضرت کے نشان پر وارد اور صحابی عمدہ اور صحابی زادہ تھے حضرت امیر نے مصر سے معزول فرما کے اسکی جاسے پر ایک
 اشتر کو نصب فرمایا حالانکہ مالک شتر نہ صحابی تھا نہ صحابی زادہ بلکہ فتنہ و فساد کا مصدر رہو کہ حضرت عثمان کو شہید کیا۔
 اور طلحہ و زبیر کو قتل کا اندیشہ ہلکا کے بغاوت کا باعث ہوا۔ اور یہ بات یقیناً معلوم تھی کہ جب وہ مصر میں پہنچا معاویہ
 ہرگز خوشی نہ لینگا بلکہ مصر پر فوجیں روانہ کرینگا تب قبا حنین رو وینگے اور ایسا ہی اور دیکھا ہی عزل و نصب حضرت امیر
 کے ہاتھ سے ہوئی لاکن جب عاملوں کے عزل و نصب میں امام کی صوابدید معتبر ہی حضرت امیر پر بھی کچھ طعن کی جگہ نہیں
پانچواں طعن عثمان بن عفان نے عبد اللہ بن مسعود کا سالیانہ جو عمر الخطاب کے زمانے سے مقرر تھا نہ
 کر دیا اور ابوذر کو جریدہ منورہ سے اخراج کر کے قصہ ربذہ کی طرف روانہ کیا اور عبادہ بن صامت نے معاویہ کو ایک

معروف کرنے سے اس پر عتاب کیا اور عبدالرحمن بن عوف کو مافی کہا اور عامر بن یاسر کو اسقدر مارا کہ قرق پیدا ہوا اور کعب بن عجمہ ہزنی سے ایک کلہاڑی صادر ہونے سے اسکی امانت و تفصیل کی یہ سب اہل صحابہ سے بن ایوں کی امانت حضرت کے پاس درجیت سے بعید ہی **تفصیل** ان تھوکی یہی کہ ابوذر غفاری شام میں تھے بعضہ قاصدون نے حضرت عثمان کے بعضہ کو انکو پسندیدہ بنا کے انکو سوا یاواہونوں نے ان باتو کو یقین جان لیکر بر ملا کہنا اور انکے کاموں پر انکار کرنا شروع کیا تب معاویہ نے حضرت عثمان کو لکھا کہ ابوذر نے انکو لوگوں کے نزدیک حقیر اور لوگوں کو انکی اطاعت سے باہر کرنے ہیں اس واقعے کا تدارک جلد کیجئے حضرت عثمان نے معاویہ کو لکھا **اَشْخَصْتُ اِلٰی عَلٰی مَرْكَبٍ وَسَمِعْتُ سَاقِي عَنِيٍّ مِمَّا دَخِلَ سِلَاحُ** مدینہ کی طرف روانہ کیا۔ جب ابوذر دربار خلافت میں پہنچے جناب ذوالنورین نے ان پر عتاب کیا کہ کس لئے لوگوں کو میرے خیرہ کرتے ہو اور میری اطاعت سے نکالتے ہو ابوذر نے کہا کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہی کہ جب حکم بن العاص کی اولاد تیس مرد کو بھیجے تو اللہ تعالیٰ کے مال کو اپنی دولت تھرائیگے اور اللہ تعالیٰ کے بندگوں کو اپنے غلام بنائے گی کہیں گے اور اللہ تعالیٰ کا دین حیلہ و تدبیر اور دغل سے کرینگے جب ایسا کرین اللہ تعالیٰ ان پر غضب فرما دے اور اپنے بندگوں انکی بدی سے بچا دے تب حضرت عثمان نے صحابہ حاضرین سے دریافت کی کہ تمہارے سے کیسے یہ حدیث سنی ہی ہے انہوں نے کہا کہ ہمیں یہ حدیث علی کو ملیا کے پوچھا تب جناب امیر فرمایا کہ میں خود وہ حدیث حضرت کی زبان سے سنی ہی ہوں لاکن یہ دوسری حدیث حضرت کی زبان فیض ترجمان سے میرے سننے میں آئی ہی کہ **اَشْخَصْتُ اِلٰی عَلٰی مَرْكَبٍ وَسَمِعْتُ سَاقِي عَنِيٍّ مِمَّا دَخِلَ سِلَاحُ** اقلت الغیر اُصلحت بھجئے میں آپ ذی پس حضرت عثمان غصہ ہو کے ابوذر کو فرمایا کہ تم ہمیشہ میرے چلا جاؤ تب ابوذر مقام ربذہ میں جا کے رہنے لگے اور اچھی آخر حیات تک وہیں رہے۔ اور عبادہ بن صامت بھی شام میں تھے ایک دن معاویہ کے لشکر میں دیکھا کہ اونٹوں کی ایک قطار چلی ہی اور ان اونٹوں پر شرب کے قلم لادے ہیں عبادہ بن صامت نے پوچھا کہ یہ کہا ہی لوگوں نے کہا کہ یہ شرب ہی معاویہ نے بیچنے کے لئے بھیجی ہی عبادہ نے اسے بیعت ایک جھری اپنے ماتھے میں لیکے اٹھے اور ہر ہر اوت پر جو بچا لیں لدین تھیں انکو پھیر دیا یہاں تک کہ سب شرب ریتہ ان پر گئی پھر اہل شام سے حضرت عثمان اور معاویہ کی بدنی بیان کرتے لگا۔ تب معاویہ نے یہ سب ساجرا حضرت عثمان کی خدمت میں لکھا اور یہ بھی گزارش کی کہ عبادہ کو جلد اپنے پاس بلوائے کیونکہ انکا بیان اچھا ملک اور لشکر کے فائدہ کا سبب ہوتا ہی حضرت عثمان نے عبادہ کو اپنے پاس بلوائے ان پر عتاب کیا کہ تکیسے مجھ پر اور معاویہ پر انکار کرتا ہی اور اعلان کی اطاعت واجب نہیں جانتا ہی عبادہ نے کہا کہ میں حضرت سے سنا ہوں کہ **اَشْخَصْتُ اِلٰی عَلٰی مَرْكَبٍ وَسَمِعْتُ سَاقِي عَنِيٍّ مِمَّا دَخِلَ سِلَاحُ** اور عبداللہ بن مسعود کو جب کوفے کی قضا اور خزانہ داری سے معزول کیا اور ولید بن عقیل کو انکی جگہ پر دالی تھہرایا تب ابن مسعود نے ولید کا ظلم دیکھ کر بزم ہوئے اور لوگوں کے در و اس کے عیوب بیان کرنے لگا اور کوفے کی مسجد میں لوگوں کو جمع کر کے حضرت عثمان کی بدعتیں ظاہر کیں اور فرمایا کہ لوگو اگر مر معروف اور حق منکر نہ کرے اللہ تعالیٰ ان سے

غضب فرما دیا اور تم پر بدکاروں کو مسلط کر دیا اور نیکو کی دعا سبجا نہ ہوگی اور جب ابوذر کے اخراج کی خبر
ابن مسعود کو پہنچی مصلح عام بن غلبہ پر آیا اور یہ آیت حضرت عثمان پر تقریر یعنی کی طور سے ندرت کی تم افسوس ہو کہ
تقتلون انفسکم و تخرجنہن فریقاً من دینارکم ولید نے یہ سب ماجرا جناب خلافت مابین
کھاتب حضرت عثمان نے انکو کرنے سے طلب کیا۔ جب ابن مسعود نے مسجد نبوی پر پہنچے حضرت عثمان نے اپنے غلام
کو فرمایا کہ انکو مارے جو اس غلام نے انکو مار کے مسجد سے باہر کیا اور انکا مصحف چھین لیکے جلادالا اور
انکے گھر کو بی انکا قید خانہ تعمیر پایا اور انکا سالیانہ چار سال تک موقوف رکھا یہاں تک کہ ابن مسعود کی موت
قریب ہوئی تب انہوں نے اپنے جنازہ پر امانت کرنے کے لئے زیر کو وصیت کی اور فرمایا کہ عثمان میرا جنازہ
نماز نہ پڑھے جب یہ خبر حضرت عثمان کو پہنچی انکی عیادت کے لئے آئے اور کہا کہ اے ابن مسعود اللہ تعالیٰ سے استغفار
کیجئے ابن مسعود نے دعا کی کہ بار خدایا تو غفور رحیم اور کریم لیکن عثمان سے وہ گداز کر جب تک میرا قصاص اس سے نہ کرے
اور جب سب صحابہ عثمان ذوالنورین کے آزدہ ہوئے اور عبدالرحمن بن عوف کو حضرت عثمان کی تولیت پر خطاب کیا
عبدالرحمن مادم ہو اور کہا کہ میں نہیں جانتا تھا کہ ایسا ہو دیکھا اب اختیار تمہارے ماتھے ہی۔ جب یہ قول حضرت
عثمان کو پہنچا کہنے لگے کہ عبدالرحمن منافق ہی اپنے کہے کا کچھ پرہیز نہیں رکھتا ہی۔ عبدالرحمن نے یہ بات سنے قسم
کھائی کہ میں جب تک زندہ رہوں عثمان کے ساتھ باثبات نہ کروں گا پھر اپنی رحلت تک ایسا ہی رہا پس اگر عبدالرحمن
منافق تھا تو عثمان کے ساتھ اسکی بیعت صحیح نہ ہو اگر منافق نہیں تھا تو عثمان اسے فراق کی اہمت کی سوناسی
ہوے اور فاسق تو قابل امانت نہیں اور عمار بن یاسر کو مارنے کا قصہ یہ ہی کہ صحابہ سے پچاس شخص کس قریب
جمع ہو کے ایک نامے میں عثمان کے قیام کیے اور غار سے کہا کہ یہ نامہ عثمان کو پہنچائے تا شاید کہ وہ متنبہ ہو
اور ان امور مشنیہ سے باز آوے اور اس نامے میں یہ بھی مرقوم تھا کہ اگر غم ان بدعات سے باز نہ آوے تو ہم تمکو
معزول کر دیں اور تمہاری جاسے پر دوسرے کو غلبہ کرینگے جب وہ نامہ حضرت عثمان نے پڑھا مارے بھٹکے زمین
پر ڈال دیا غار سے کہا کہ اس نامے کو حیرت جانتے کہ اصحاب رسول نے اسکو کھائی قسم ہی اللہ تعالیٰ کی کہ میں انکی
نصیحت اور خیر خواہی کی راہ سے آیا ہوں عثمان نے کہا کذب یا ابن سہیلہ اور اپنے غلاموں کو فرما
کہ اسکو ماریں انہوں نے یہاں تک ضرب کیا کہ وہ زمین پر گر کر اور بیہوش ہو پھر عثمان خود اٹھے اور انکے شکم
اور انشیں کی جگہ لات سے مار یہاں تک کہ اسکو قتل پیدا ہوا چار وقت کی ناز تک بیہوش رہے افاقے کے
بعد دس نازین فضا کین۔ اول جوفتن کے لئے تہمان پہنا دی تھا۔ اور بنو قریظہ غصہ ہو کے کہنے لگے کہ اگر
اس فتن سے مرے ہم اسکے عوض میں بنی امیہ کے ایک بڑے شیخ کو قتل کرینگے اور غار اسکے بعد خانہ نشین ہو
یہاں تک کہ حضرت امیر خلیفہ ہوے۔ اور کعب بن عبدہ بنی کا قصہ یہ ہی کہ سب کو نے والوں نے جمع ہوئے

نام سے ایک نامہ لکھا اور انکی برہنیں اور تباہ اس میں فرج کئے۔ کہ اگر تم ان بدعتوں سے باز آؤ تو میں فہرہ الوداد لایم انکی اطاعت سے بخش جائیگا اور وہ نامہ اہل کاروان سے ایک شخص کے ہاتھ دیکے بھیجا اور کعب بن عبدہ نے ایک نامہ علیہ لکھا اور اس میں سخت کلام اور درشتی کی بھی وہ بھی اسی قاصد کے تحویل کیا۔ جب یہ ہر دو نامے عثمان کے ہمدست ہوئے مطالبہ کرتے ہی انہوں نے غصے ہوئے اور سعید بن ابی العاص کو لکھا کہ کعب بن عبدہ کو کوفے سے اخراج کر کے کوشستان کی طرف بھیج دیجے تب سعید نے کعب کے گھر گیا اور کعب کو برہنہ کر کے تنہا تازیانے مارے اور کوفے کے کوشستان کے سمت چلا دیا۔ اور یہ وہی سعید بن ابی العاص ہی کہ اشتر نخعی کی بھی امانت اور جنگ حرمت کی بھی قصہ اسکا یہ ہی کہ جب سعید مذکور نے کوفے کا صوبیدار ہوا مسجد میں آئے سب لوگ کوچہ کیا۔ اور ذکر کوفے کا اور اسکے نواح کی خوبی کا درمیان آیا۔ اور عبدالرحمن بن حنین جو سعید کا کتوال اور اسکے پیادوں کا رسالہ دار تھا کہنے لگا کہ کاش سب کوفے کا ملک حضرت امیر کی جاگیر ہو جاوے۔ اشتر نخعی نے کہا کہ یہ کیسا ہو کہ خدا تعالیٰ اس ملک کو تو ہماری شمشیروں سے مفتوح کیا ہی اور ہکو اسکا مالک بنایا۔ عبدالرحمن نے کہا کہ خاموش کہ اگر امیر چاہینگے سب ممالک کو ضبط کرینگے۔ تب اشتر نے اسکے ساتھ سختی اور ترشگی کی تا می اہل کوفہ نے اشتر کی حمایت اور اپنی زمینوں کی پاس سے عبدالرحمن پر اسقدر بلوہ کیا اور مارے کہ اپنی پہلو پر گر پڑا۔ سعید نے یہ ماجرا لکھا۔ عثمان کی طرف سے یہ جواب آیا کہ اشتر کو ان لوگوں کے ساتھ جہنم نے اسکی اعانت کی ہی کوفے سے شام کی سمت نکال دیں سو وہ لوگ قتل عثمان کی فتنے تک شام ہی میں رہے اور آخر سعید بن ابی العاص نے مدینے کی جانب بھاگ آیا اور کوفے کا بندوبست اس سے سر انجام نہ پایا کوفے کے لوگوں نے اس پر بلوہ کر کے نکال دیا۔ اسوقت کوفے کے ہر داروں نے اشتر کو لکھا کہ تیرے سب مسلمان بھائیوں ایک عہد اور ایک قسم ہوئے ہیں اور سعید کو کوفے سے نکال دیا اور اب عثمان پر خروج کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اپنی اسوقت کو غنیمت جانئے اور جلد یہاں تک آئے تاہم سب باتفاق اس جہم کو سر انجام دیں اشتر جلدی سے وارد کوفہ ہوا نایب بن قیس کو جو شہر کا کتوال تھا لوگوں نے مار کے نکال دیا پس اشتر اور کوفے کے سب اہل لشکر جمع ہو کے سوگند کھائی کہ اسکے بعد عثمان کے عاملوں کو کوفے میں آنے نہ دیں آخر عثمان نے ناچار ہو کے ان کے حسب فرمایش کوفے کی صوبہ داری پر ابو موسیٰ اشعری کو روانہ کیا **جواب** اجمالی اس طعن کا یہ ہے کہ اگر شخص جو مذکور ہو مشیعہ کے پاس واجب القتل تھے کہ بزرگی و حرمت نہیں رکھتے تھے کیونکہ انہوں نے نفس پیغمبر کو چھو پایا اور ظالموں کی مدد کر کے اہل بیت کا حق تلف کیا اور سچی گواہی دینے سے سکت کیا پس انکو حضرت امیر جو ہرگز کہ پہنچی تھی حضرت عثمان سے پہنچ چکی طعن کی کہا جائیگی اور ابوذر و عمار ہر چند مشیعہ کے پاس کعب ظاہر اس گردو سے مستثنیٰ ہیں اور اخراج و امانت کے قابل نہیں لاکن حکم خبر صحیح التقیۃ دینی و دین ابائی کے تقیہ جو انکے دے پر واجب تھا انہوں نے اپنے ہاتھ سے چھوڑا اور ترک واجب کیا اور حضرت امیر کی اقتدا کی کیونکہ انہوں نے تقیہ کی رعایت سے ان سب امور کو حضرت عثمان سے گوارا کر کے سکوت فرمایا تھا اور بھی یوفائی ان دونوں کی ثبوت کو پہنچی کہ اپنے افسانیت سے کمال انکار کے ساتھ حضرت عثمان کے مقابلے پر آئے تھے

اور اخرج دامت ائکے ہاتھ سے قبول کی اور صدیق اکبر غلیفہ ہو گئے وقت حضرت امیر کی امامت کی افس جو ظاہر کرنا فرما
تھا ظاہر کر کے دین محمدی اور حضرت امیر کے حق حاجی بن خلیل قلا اور غیرہ مدائن ہو کے بیٹھ گئے بہت خوب ہوا جو انکی
سزا کو پہنچی اسباب میں حضرت عثمان پر اصلاطین کی چنگیز بنیں کہ انہوں نے جس فقیر چھوڑ دیکے چاہرے کے ترکہ پہنچے
حضرت عثمان نے انکی تادیب و تفسیر کی **دوسرا جواب** یہ کہ خلافت و امامت کا کام اس جنس کا نہیں کہ اس
امر عظیم کی حفاظت میں اس قسم کی حرمتوں کی رعایت و ممانعت کی جاوے دیکھئے کہ جناب امیر بھی حضرت کے حرم خمر
ام المؤمنین کا پاس نہ کیا اور طلحہ اور زبیر کے ساتھ جو قدیم اسلام اور ہر دو حضرت کے حواری تھے خصوصاً زبیر جو حضرت کے
پہلی شادی سے تھے قتال کیا حالانکہ یہ بات قطعا معلوم تھی کہ طلحہ اور زبیر حضرت امیر کے ہائی دشمن نہیں تھے مگر یہ کہ حضرت
عثمان کے قاتلون کو چاہتے تھے اور اسقدر فرج کثیر کا لشکر سے جدا ہونا خلافت اور مملکت کے کام میں خلل و فساد تھا اور
غلیفہ کا حکم سنی قبول کرنا تھا سوا سی جہت سے حضرت امیر نے انکے ساتھ جنگ کیا اور ہرگز قربت اور مصاہرت اور
زوجیت و محبت رسول کی رعایت نہ کی اور ابو موسیٰ اشعری جب کو نے دالو کو حضرت امیر کی رفاقت سے منع کرنے لگا
اسپر سیاست جاری کی اور اسکے گھر کا جلا دیا اور اسکا اسباب غارت کیا تا مالک اشتر کے ہاتھ پر واقع ہوا اور حضرت امیر
ان سب کاموں کو گوارا کر دیا دیکھئے کہ طرفین کے ذابینج موجود ہیں کہ سر موافق مقامات میں تفاوت نہیں اس معلوم ہوا کہ
خلافت کی مصلحت سب مصالح میں عداوت ہی اسکے مقابلے میں جزئی مصلحتیں قوت ہونا چندان گران نہیں پس اگر حضرت
بھی صحابہ رسول سے چند شخص کی تحریف و دمانت کی ہو کیا پروا کہ قتلی سے کمر بڑی کہ حضرت علی کے لشکر والوں سے طلحہ و زبیر
قتل ہو گیا اور جنگ چل کے بعد ام المؤمنین کی جو امانت ہوئی تاج و تاجون پر پوشیدہ نہیں یہ وہ جواب ہی کہ شمشیر کے
خفاق پر فقر کیا جاوے۔ اور وہ جواب اہل سنت نے اس طعن کے جواب میں اپنی صحیح روایتوں سے نتیجہ کی ہی وہ دوسرا
جواب ہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارہا حضرت عثمان کو لوگوں کے حضور میں اور تنہائی میں تنقید فرمایا تھا کہ
اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایک وقت خلافت کی غلٹ پہنچا لیگا اگر منافق لوگ چاہیں کہ اسکو چھین لیں ہرگز نہ دیکھیں اور صبر کیجئے
چنانچہ اہل سنت کے صحاح میں موجود ہی کہ حضرت نے ایک روز اپنے یاروں میں قتلے کا ذکر کرتے تھے اور ایسا فرماتے تھے
کہ وہ قتلہ بہت نزدیک ہی تب لوگوں کو مرا سیمہ پایا اور عثمان دم النورین کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ مرد اس روز ہلا
پر ہو گا۔ صحابہ کی ایک جماعت کثیر اس قتلے کی روایت کی ہی اور حضرت نے اسی قتلے کے ذکر میں دوسرے وقت فرمایا
کہ جس نے اس قتلے میں شیار ہے وہ بہتر ہی اس شخص سے جو کمرار ہے۔ اور جو کمرار ہو وہ بہتر ہی اس شخص سے جو چلے۔ اور
چلنے والا بہتر ہی اس شخص سے جو دوڑے۔ اور حضرت نے اپنے مرض موت میں ایک دن فرمایا لیت عینہ بنی زید
اکملہ اہل بیت عرض کرنے لگے کہ موافقت کے لئے کہا ابو بکر صدیق اور عمر فاروق کو بلو اور بن فرمایا ابن مسعود رضی اللہ عنہ
کہا رضی علی کو طلب کر بن فرمایا نہیں۔ پھر عرض کی کہ عثمان ذوالنورین کو حاضر کر بن فرمایا مان۔ جب عثمان ذوالنورین

خلافت ہوئے حضرت نے ان کے ساتھ دیر تک سرگوشی کی کئی باتیں ارشاد کیں۔ اور اس وقت حضرت کو غیصے کی طاقت نہیں تھی جناب ذوالنورین کا سراپہ سینہ سے لٹکے چند وصیتیں فرمیں تب جناب عثمان کا چہرہ متحیر ہوتا تھا اور بے اختیار بلند آواز سے انکی زبان سے نکلتا تھا اللہ المستعان اللہ المستعان۔ ازواج مطہرات اور حضرت کے خدام خانگی جو اس وقت حاضر تھے یہ حدیث روایت کی ہیں۔ اور ابو موسیٰ اشعری کو حضرت سے ارشاد ہوا کہ عثمان کو اہست کی بشارت دیجئے اور آگاہ کیجئے کہ تجھ پر بطور عام ہو دیگا۔ بالجمہ اس خاص مقدمے میں فطیعی دلیلین اور تاکیدیں وصیتیں جناب رسالت مآب کی حضرت عثمان کی پاس محفوظ و موجود ہیں سو حضرت عثمان نے ان وصیتوں پر استقامت کی تھی۔ جب دیکھا کہ بعض صحابہ بھی اس خلعت کے حسین پٹے میں منافقوں کے ساتھ ہم صفیں اور ہم آواز ہوتے ہیں چاہا کہ حتی الامکان اس فتنے کو تباہ دین سو فی الجملہ ان صحابہ کو چشم نمائی کی تاوانکی شرکت سے فقہ قوت نہ پکڑے اور او بائش و منافقین انکی رفاقت سے دلاور نہو دین۔ اور اہل سنت کے پاس عصمت و انبیا کا خاصہ ہی صحابہ کو معصوم نہیں جانتے ہیں۔ اسیر واسطے شیخین کر میں اور جناب امیر نے بعض صحابہ کو خطا مار ہی اور خود پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سطح بن ثابت پر جواب دل بدر سے تھا اور حسان بن ثابت پر حد قذف جاری کی تھی۔ اور کعب بن مالک و مراد بن الربیع و ہلال بن امیہ جو ان کو دشخص بدر یوں تھے غزوہ تبوک سے تحلف کرنے سے اسکی سزا میں انکو پچاس روز تک عطر و دھواں محض چھوڑا۔ اور ماعرا سلمیٰ کو جرم فرمایا اور بہت لوگوں پر تعزیر اور شراب کی حد جاری کی تھی۔ جب ہر شخص کی تعزیر اسکے منصب و مرتبہ کے موافق تھی حضرت عثمان بھی چند لوگ کو انکے حال کے مطابق چشم نمائی کی تا او بائش و منافقین کے ساتھ نہ ملین اور بطورے میں شریک نہو دین۔ الحمد للہ ایسا ہی وقوع میں آیا کہ صحابہ کرام سے کسی شخص کا دامن بھی قتل عثمان سے آلودہ نہوا محض فساق و منافق و او بائش لوگ اس حرکت کے مصدر ہوئے اور اس وقت عثمان ذوالنورین نے جب حضرت کی زبان شریف سے سنی ہرگز مدافعت نہ کی اور قتال پر کمر نہ باندھ ہی بلکہ صبر عظیم کیا۔ اور اسیر واسطے اگر ان لوگ کو اس گوشمالی اور چشم نمائی سے راضی کیا اور غدر چاہا۔ اور اہل سنت کے پاس اسباب میں بھی حضرت عثمان کا حال قدم قدم حضرت امیر کے حال کا سا ہی کہ حضرت نے جناب امیر کو بھی وصیت کی تھی کہ

يَا عَلِيَّ لَا تَجْمَعُ أُمَّةً عَلَيْكَ بَعْدِي وَأَنَّكَ تَقَابِلُ لِلنَّائِكِينَ وَالْقَاسِطِينَ -

حقوق کہ جناب امیر نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خلافت راشدہ کی سریرا ہوئے اپنی مقدر کے موافق فتنے کی آتش بجھانے اور مخالفین کے خلاف کو اٹھانے میں جو علیہ وزیر و ام المومنین عائشہ صدیقہ و علی بن امیہ و ابو موسیٰ اشعری اور دوسرے صحابہ کرام تھے بہت سعی و کوشش بجالائی آخر انکے ساتھ جنگ و جدال کر لیا بھی کچھ پروانہ کیا ہر چند تقدیر مساعد نہو۔ اور امور خلافت کے انتظام کی صورت مآخذ نہ دی۔ پس جس صورت میں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم صحیح ان پر دوز گردوں پر اسباب میں متحقق ہو۔ پھر صحبت اور قربت کا ادب نگاہ رکھنا اور پیغمبر کا حکم بجالانے میں سستی کرنا کس طرح ہو سکیگا مثل مشہور ہی اکابر فوق اکابر جب بے جوابات اجمالی ذہن نشین ہوئے۔

اب جہا بابت تفصیل بھی سن لیجئے۔ جانا چاہئے کہ یہ قطعہ جرح پر کہ طعن میں مقبول ہوئے تمام مشیر کے اختلافات اور فتوے سے ہیں تو اس پر معتبر نہیں اصلاً انکا پابنیں بلکہ معتبر تاریخوں میں جو مذکور ہی مشاہیر تھے تا خود بخود جواب حاصل ہوتا۔
 کے اقتراح کا قصہ ابن سیرین اور دوسرے ثقات تابعین کی روایت سے جو ثروت کی بی بی بیہ کی کہ ابو ذر کی افضل زوجہ
 میں ایک خشونت اور زبان درازی تھی۔ چنانچہ بلال موزن کے ساتھ جو اس جانب رسالت مآب کے خدمت گار تھا
 اور عاشق باخلاص تھے اور اعلیٰ جہر کی سب طوائف اہل اسلام کے پاس ثابت ہی۔ ایک دن حضرت کے حضور فیض بخش
 میں ہی ابو ذر نے بلال کے ساتھ تیری ہی درشتی کی اور اعلیٰ مان کا نام لیا تب حضرت نے اعلیٰ زبان درازی پر قویج
 شدید کی اور فرمایا اَعْبَيْتَ نَهْ بِاَمِيهِ اِنَّكَ اِنَّكَ اَفْلَحْتَ كَاَهْلِيْكَ غَرَضِ جِبِ شَامِ کے لشکر میں ابو ذر
 کی اقامت ہوئی اور حضرت عثمان کی عہد میں دولت و ثروت اور بہت سامان و متاع اہل اسلام کے ساتھ آبا نام
 جہا جہرین و انصار لاکھوں کے مالک ہو گئے۔ ابو ذر نے سب مال و دون کے طعن میں زبان درازی کی اور معاویہ کے
 کلام کیا اور یہ آیت قرآنی دسار نیز تحریر فرمائی وَالَّذِينَ يَكْتُمُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يَتَّقُونَ اللَّهَ
 فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيمٍ اور اس آیت سے سب مال کا خرچ کر دینا فرض تحریر کیا۔ ہر چند معاویہ
 اور دوسرے صحابہ نے انکو سبھی یا کہ اتفاق سے مراد قدر مذکور ہی نہ سب مال اور اسباب پر میراث اور فرائض کی
 آیت شاہد عدل ہی۔ کیونکہ اگر سب مال کا خرچ کر دینا واجب ہوتا تو کہ میں تقسیم کا حکم آتا۔ ابو ذر نے ہرگز مانا اور
 اپنے معتقد پہی اصرار کیا۔ اور ہر شخص کے ساتھ خشونت اور سختی آغاز کی۔ تب لشکریوں نے انکو حمپور کے محاصرہ
 جان کے انگشت ناکیا۔ جہاں ابو ذر کا گذر ہوتا تو گ جوق جوق اور گروہ گروہ انکو گھیر لیتے اور مبنیادار سے یہ آیت
 ترہتے۔ یہاں تک کہ انہوں نے جنوں میں آگے لڑائی شروع کرتے۔ جب یہ حالت طرز و مسخر کے درجے تک پہنچی
 جو انکی شان کے سزاوار نہیں تھی۔ معاویہ نے یہ ماجرا حضرت عثمان کی خدمت میں لکھا۔ جناب ذوالنورین کا حکم آیا
 کہ انکو عزت کے ساتھ مدینہ کی طرف بھیجیں سو ابو ذر عزت و احترام کے ساتھ مدینہ کی طرف روانہ ہوئے نہ اس طرح
 جو مشیر نے افر کیا ہی کہ جناب عثمان نے مرکب عسف و سائق ستل بدل پر روانہ کئے سالکھا۔ جب مدینہ
 منورہ میں داخل ہوئے مدینہ والوں نے انکا قصہ جو شام والوں کے ساتھ ہم دیا تھا سنا تھا مدینہ میں بھی خوش طبع
 جوان طریف تھے انکے پیچھے چلے اور ان سے اس آیت کو کہ عید کا مناسپ چھنے لگے تا انکو نقل ہر مجلس کریں۔ اور ایسے میں
 عبدالرحمن بن عوف جو قطعی مشہور اور مشہور مشہور سے تھے رحلت کی اور انکا مال اس قدر تھا کہ انکا قرض ادا کرنے اور
 انکی وصیتیں جاری کرنے کے بعد جب انکے ترکے کی تقسیم ہوئی اور انکے مال کا اتھواں حصہ انکی چار عورتوں پر تقسیم
 تو ایک ایک عورت کو اتنی ہزار درہم پہنچے اور عبدالرحمن بن عوف نے ایک عورت کو اپنے عرض موت میں
 دیا تھا سو اسکو پورا حصہ دیکے فقط اسی ہزار درہم پر صلہ کئے۔ مدینہ کے اپنی طرفوں ابو ذر سے جا بجا عبدالرحمن

خوف کا احوال بیان کرنے لگے۔ تو انہوں نے وہ بات فراموش کی جو حضرت نے عبدالرحمن کو جنت کی بشارت دی تھی۔ اور اسباب میں جو نہایت تشدد رکھتا تھا عبدالرحمن کو دوزخی کہہ دیتا۔ یہ تو عاص بن نفیل بنوی کا خلاف ہوا کعب اجمار نے جو علمائے اہل کتاب سے تھے اور عمر بن الخطاب کے زمانے میں یافین سے پہرہ یاب ہوئے تھے انہیں لگا کہ ای ابوذر یہ با اجماع ثابت ہی کہ ملت حنیفہ سہل وادیس اللہ ہی۔ اور ملت یہودیہ جوافیق اللہ ہی اس میں بھی یہ بات واجب نہیں ہی۔ ملت حنیفہ میں کس طرح واجب ہوگی سمجھ کے کہو۔ ابوذر یہ بات سنتے ہی اپنی مزاج کی حدت سے غصہ ہوئے اور کہنے لگے کہ ای ابوذر تجھے ان مسئلوں سے کہا کام وہیں اپنا عصا اٹھا یا تاکعب اجمار کو مارے تب انہوں نے بھاگنے لگے ابوذر نے انکا پیچھا کیا یہاں تک کہ ہر دو حضرت عثمان کی مجلس میں پہنچے اور کعب اجمار نے جناب ذوالنورین کی پیٹھ سے آگے پناہ لی۔ ابوذر نے دیوانہ کے مانند کچھ اندیشہ ٹکڑے اپنا عصا چلایا کہتے ہیں کہ عصا کا ضرب حضرت عثمان کے سر کو لگا۔ جب حضرت عثمان نے دیکھا کہ ابوذر بخود اور یوحنا سے ہی مبادا کہیں کعب اجمار کو نہ مارے اور انکی قتل کا موجب نہ ہووے اپنے غلاموں کو حکم کیا کہ انکو کعب اجمار سے باز رکھ کے انکے گھر پہنچا دیں۔ تب انکے غلاموں نے کمال استہکاج سے انکے گھر پہنچایا۔ جب ابوذر کو اس حالت سے آواز ہوا پھر جناب ذوالنورین کی خدمت میں آگے کہنے لگے کہ میرا مذہب یہی ہی کہ سب مال خرچ کر دینا واجب جانتا ہوں۔ شام کے لوگ بلا اب مدینے کے لوگ بھی میرے طرف جمع آتے ہیں اور چہتے ہیں کہ مجھے دیوانہ اور مسخرد ٹھہرا دیں۔ پس میری حق میں صلاح وقت کہا ہی۔ حضرت عثمان نے فرمایا کہ تان فی الواقع ایسا ہی ہی جو لوگ تم پر جمع ہوتے ہیں اگر تم چاہیں کہ لوگوں سے کنارہ لین اور مدینے کے قصبہ سے کسی قصبے میں جا کر رہا کرے تو یہ کام کیجئے۔ تب ابوذر نے قصبہ ربذہ کی طرف جو مدینہ منورہ سے تین میل پر واقع ہی جایکا قصد کیا۔ پس وہیں جا کے اقامت کی۔ اسکے بعد مسجد نبوی کی زیارت اور عثمان ذوالنورین کی ملاقات کے لئے آیا کرتے تھے ان دنوں ہرگز حضرت عثمان کی رشکایت ان سے منقول نہ ہوئی بلکہ انکے نہایت مطیع و متقاد تھے انہا کی دلیل واضح یہ مورخوں نے لکھی ہی کہ جب قصبہ ربذہ میں ابوذر کا آنا ہوا اس قصبے کا عامل حضرت عثمان کی طرف سے انکا ایک غلام تھا جو مسجد جامع میں نماز پنجگانہ کی امامت کرتا تھا۔ جب نماز کا وقت آ پہنچا اس غلام نے ابوذر کی تقدیم چاہی اور کہنے لگا کہ تم میرے سے افضل اور بہتر ہو پس امامت آپ ہی کیجئے۔ ابوذر نے کہا کہ تو عثمان ذوالنورین کا نائب ہی اور جناب ذوالنورین میرے سے بہتر ہیں اور نائب تو منصب کا حکم رکھتا ہی پس لازم ہی ہی کہ تو ہی امام ہوو آخر اس غلام کو امام ٹھہر کے اسکے پیچھے نماز پڑھی۔ ابوذر کا قصد یہی ہی جو لکھا گیا ہی۔ عجب ہی کہ کشینہ اپنے بعض وعاد سے قصص واقعی کی تحریف کر کے ایک قصے کا سرد و سر قصے کی دم سے باندھ دیتے ہیں اور اس سے ایک مثال خیالی اور ایک ضم مہم جو بیان ہوتا رش کے انکو اپنا معبود ٹھہراتے ہیں تعبد و ن مانتھون۔ اور عبادہ بن الصامت کا قصہ بھی حضرت عثمان و اقرائی نہ معاویہ انکی رشکایت لکھی عثمان ذوالنورین انکو مدینے کی طرف بلوایا یہ بات کسی تاریخ میں بھی مذکور نہیں بلکہ معتبر تاریخوں میں ایسا لکھا ہی کہ جب معاویہ غزوہ قبرس کے لئے روانہ ہوئے عبادہ بن الصامت بھی ہمراہ تھے

کیونکہ اس غزوہ کے فضائل اور اس سفرِ دنیا کے فائزوں کی مغفرت اور شہادت حضرت کی زبانِ مبارک سے عبادہ اور انکی زوجہ ام حرام بنت ثعلبان نے سنی تھی جب وہ جزیرہ یمن پہنچا ہوا اور اسکی خیمتیں مسلمانوں کے ہاتھ آئیں۔ معاویہ نے انکا خمس چھوڑ کر کے دار الخلافت میں روانہ کیا اصحاب ہی شیعہ کے باقی لشکر میں تقسیم کرنے لگے۔ تب صحابہ کرام کی ایک جماعت علیہ و علیہ ایک جگہ تشریف رکھی تا اس تقسیم کا طور و لاغظ فرما دیں کہ سنت نبوی کے مطابق ہی یا نہ ازواج عبادہ بن مسعود و شداد بن اسد فہری و دواؤد بن الاسقع و ابو امامہ باہلی و عبداللہ بن بسر زانی تھے۔ اس اثنا میں لشکر یوں دو گروہ دو دراز گوش لیجاتے تھے عبادہ بن الصامت نے انکو چھوڑ کر یہ صاذ گوش کہاں لیجاتے ہوا انہوں نے کہا معاویہ نے یمن بخشائی تا ہم اسکی سواری سے حج ادا کریں۔ عبادہ نے کہا کہ یہ لیا نہ تو کو حال ہی نہ دینا معاویہ کو حال پس ان لشکر یوں دے ہو دو دراز گوش معاویہ کے حضور میں واپس لے آئے اور کہا کہ عبادہ بن الصامت نے ایسا کہا تھا۔ جب لیا ہو کو حال یمن میں ہم کس طرح لیویں اور ان ہرج اور کریں۔ معاویہ نے عبادہ کو بلوایا کہ صورت مسئلہ اسکو بھیجی۔ عبادہ نے کہا کہ سمعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یقول فی غزوة حنین والناس یبکون وہ فی الغنایم فاختار بنة من بغیر وقال مالی فما افاض اللہ علیکم من هذه الغنایم مثل هذه الکھنساء و الکھنساء علیکم فان اللہ یا معاویة و اقصیم الغنایم علی و جمعھا و لا تعط احدھا منها اکثر من حقیقہ یہ سب کے معاویہ نے کہا کہ اب غنایم کی قسمت تم ہی کیجئے۔ اور مجھے سب کا رک دینے کو یمن تمہاری منت اتفاق لگا پس عبادہ و تقسیم غنیمت کے دار و قعدہ ہو۔ ابو امامہ باہلی و ابو دود و ابی انکس ساتھ اس جہم میں شریک و رفیق ہوئے اور حضرت عثمان کی اخیر خلافت تک اسی اسلوب پر تھے اور عبادہ بن الصامت کی رحلت شام میں ہوئی اور بیت المقدس میں مدفن ہوئے۔ اور وہ جہ کہتے ہیں کہ انہوں نے ہرگز معاویہ سے جہاد نہ لی اور مدینہ نہ آئے مگر غلط ہی۔ اور وہ جو عبداللہ بن مسعود کی ناخوشی کا ذکر کرتے ہیں وہ بھی غلط اور افتراء ہیں۔ صحیح کتابوں میں کہیں اسکا پتا نہیں۔ ابجد صحیح کہ جب حضرت عثمان نے قرأت قرآن میں لوگوں کا اختلاف یہاں تک ملاحظہ کیا کہ اکثر عوام الفاظ غیر منکر نہ پڑا کرتے ہیں اور اختلاف قرأت کا یہاں نہ ہوتا ہے یمن۔ تب حذیفہ بن الیمان اور دوسرا کابر صحابہ کی مشورت سے کہ حضرت امیر کا اُن میں داخل تھے چاہا کہ عرب و عجم کے نامی طوین ایک ہی مصحف بر جمع آویں۔ اور اسکا خلاف نکرین پس واپس آیا اور عبداللہ بن مسعود اور ابی بن کعب نے جو بیخبر نامہ قرأتیں اپنے مصحفوں کو موقوف کرنے پر راضی نہ ہوئے۔ حالانکہ اُن میں بعض اوجہ قنوت کی عبارتیں اور بعض تفسیر کی عبارتیں جو حضرت نے تلاوت قرآن کے وقت میں بیان فرماتے تھے داخل تھیں۔ اور انکے مصحفوں کو باقی رکھنے سے دین میں براہِ فتنہ نہ پڑا تھا کہ نفس قرآن میں اختلاف پڑ جاتا۔ اور نہ بہت سی قباہ کی طرف منحرف ہوا۔ سو حضرت عثمان کے غلاموں نے ابن مسعود سے، انکا مصحف لینے میں ایتر خشونت کی۔ اور اس کش کش میں ابن مسعود کو مدد نہ فرما بھی پہنچا۔ لیکن حضرت عثمان نے کچھ رسالت کا حکم نہ کیا تھا۔ اور ابی بن

اپنا مصحف بلا فراغت اٹکے سپرد کیا۔ اس کے کچھ ایک جھگڑا درمیان نہ آیا اور کچھ سبب کہ ورت نہوا۔ باوجود اسکے حضرت عثمان مقدور و بجا بن مسعود کی استرضائیں کو پیش کی اور معذرتیں کیں پس اگر بن مسعود قبول نہ کرے اعتراض میں مسعود پر کیا ہی نہ حضرت عثمان پر۔ اور جب بن مسعود بیمار ہو حضرت عثمان انکے گھر آئے اور ان سے اپنی مغفرت کی دعا چاہے۔ اور انکے واسطے کچھ بدریہ بھی لایا۔ ابن مسعود نے کہا کہ میں تمھاری عطا نہیں لیتا ہوں۔ کیونکہ جب میں محتاج تھا آپ کے کچھ نہ دیا۔ اب اس جہان سے بے پروا ہوں اور سبب آخرت کرتا ہوں مجھ کو بد دیتے ہو۔ حضرت عثمان نے کہا کہ اپنی دختر کو دیکھئے۔ ابن مسعود کہا کہ میں اپنی دختر کو ہر شب میں سورہ واقعہ پڑھنے کے لئے تاکیدی کرتی ہوں۔ اور میں نے حضرت سے سنا ہی کہ جسے ہر شب سورہ واقعہ پڑھا کرے وہ فائزین میں مبتلا ہوگا۔ تب حضرت عثمان نے ائمہ کے ام المومنین جناب ام حبیبہ کی خدمت میں انکے گزارش کی کہ ابن مسعود کو میرے سے راضی کر آئے۔ تب ام حبیبہ نے بہت بار کہا ابھیجا۔ حضرت عثمان پھر ابن مسعود کے پاس آئے اور کہا کہ ابی عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا تو مجھ سے کہو ویسا نہیں کہتا ہی اگر کہ لا تشرب علیکم اليوم یغفر الله لکم وھو ارحم الراحمین ابن مسعود نے سکوت کیا کچھ جواب دیا۔ پس حضرت عثمان کی طرف استرضاء اور استغفار میں کچھ قصور واقع ہوا اور درجہ نہایت تکلیب اب میں کوشش کی اور بری الذمہ ہو۔ ابن مسعود کی بیہ حرکت حضرت عثمان کے ساتھ شکر بخشی کی قبل سے ہی کہ باہم دوستوں اور برادران میں ہو کر فی ہی حاشا میں بات نہیں تھی کہ حضرت عثمان کی خلافت کے منکر یا انکی عدم لیاقت کے معتقد ہوں۔ یحییٰ بن مسلم نے جو ابن مسعود کو یاروں سے کہتے ہیں کہ دخلت علی ابن مسعود۔ حتیٰ الله عنه فی مرضه الذی توفی فیہ وعنده قوم یدکرون عثمان فقال لهم محملاً فانکم ان تقتلوا لا تصیبون مثله بالجملہ یہ مقدمات سیاست ملک عالم میں کثیر الوقوع ہوا کرتے ہیں اگر ایسے باقون کو مطاعین میں لا دین شیعہ پر دیر بہت تنگ ہوگا حضرت امیر نے اپنے برادر عیسیٰ عقیق بن ابی طالب سے جو کنارہ لیا اور انکار و زمرہ اس قدر کم کر دیا کہ انہوں جنگ صغین سے پھر کے بعد معاویہ کے پاس گئے۔ اور ابواب انصاری کو جو اعظم صحابہ اور جناب امیر کے قطعی شیعہ سے تھے حضرت امیر نے معزول فرمایا اور جنت کی اور اس سے کنارہ لیا اور انکار و زمرہ نہ کیا۔ یہاں تک کہ ابواب اس جناب جدا ہوئے معاویہ کے ساتھ ملحق ہوئے۔ پس عقیق اور ابواب کہا کہ میں ابو ذر اور ابن مسعود۔ اگر اسباب میں حضرت عثمان پر دوسرے ہوں حضرت امیر بھی انکے شریک ہیں کسی اہل بیان کو کہ ہزار داری کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دامادوں کو طعن یاد کرے یا بدامنیہ اسکی خاطر میں گزیرے یہ اپنے قصور کا سبب ہی کہ ایسے امور کو طعن کا موجب سمجھتے ہیں معاویہ اللہ من ذلک عسخن شناسی دلیل اخطا انجامت کو اور عبد الرحمن بن عوف کے قصے کو بھی کہ اصل میں ہی اگر عبد الرحمن حضرت عثمان کی تولیت پر آدم ہو گئے تھے ہر اذہ نہ کہہ دیئے ہوتے۔ مان اتنی بات صحیح ہی کہ حضرت عبد الرحمن بن عوف اور عثمان و النوزین کے درمیان عقد اخوت باندھا تھا اس باہم ہر دو میں مباح تھا اگر نہ ہو کر ہی تھی لیکن حضرت عثمان

خلافت حضرت عثمان ۳۰۶ مطاعن حضرت عثمان

انکی کثرت مباحثات سے تنگ آئے اور تشریح پوسے اور کہنے لگے کہ اِنِ الْخَافُ يَا اَبْنَ عَوْفٍ اَنْ يَبْسُطَ كَدَّ
ایسے امور محبت کے یا مدح اور برادران میں مہیب ہو کر تے ہیں اور اس سے کچھ کدورت اور نہیں نہیں ہی حضرت
امیر سے بھی اس قسم کی تفریح و مباحثہ و گورن کے ساتھ واقع ہوئی تھی چنانچہ در قلعہ نے زیاد بن عبد اللہ بن عوف سے روایت
کرتا ہے کہ کُتَابُ جُلُوسِ مَعَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ فِي الْمَسْجِدِ الْكَاظِمِ وَالْكَوْفَرِ لَوْ مَثَلُ بَهَا
خِصَاصٌ حِجَاةُ الْمَوْذَنِ فَقَالَ الصَّلَاةُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لِلْعَصْرِ فَقَالَ اجْلِسْ فَجَلَسَ
تَمَّ عَادَ فَقَالَ ذَلِكَ فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ هَذَا الْكَلْبُ يَعْلَمُ السَّنَةَ أَوْ رَجُلًا وَرَقْلًا
اسی زیاد سے روایت کرتا ہے کہ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى عَلِيٍّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَسَأَلَ عَنْ
الْوَضْعِ فَقَالَ بَدَأَ بِالْيَمِينِ أَوِ الشَّمَالِ فَاضْرَطَ عَلِيٌّ بِهِ ثُمَّ دَعَا بَاءَ فَبَدَأَ بِالشَّمَالِ قَبْلَ الْيَمِينِ
اور عمار بن یاسر کا قصہ حلیج پر کہ نقل کرتے ہیں وہ بھی صحیح نہیں ہے بلکہ ان کا قصہ اصل سنت کی روایات کے موافق نہیں ہے
کہ ایک روز عمار بن یاسر اور سعد بن ابی وقاص نے مسجد مقدس میں آئے اور ایک شخص کی زبانی حضرت عثمان
کی خدمت میں یہ پیام کہلا بھیجا کہ ہم سید میں آئے ہیں چاہتے کہ آپ بھی تشریف لادیں تاکہ آپ سے مجھے امور
صادق ہوئے ہیں اور عوام شکایت کر چکا سبب ہوا ہے۔ سو ہم سب اب جی آپ کے ساتھ مشورہ کریں حضرت عثمان
اپنے غلام کی زبانی یہ جواب کہلا بھیجا کہ مجھے فجر کے روز بہت سے استغفار عارض ہیں تم آسو پھر جانے اور غلام
روز تیار سے ودرہ کا پانی آگے جو کچھ کہنا ہے کہنے۔ یہ بات سنے سعد اچھے کے چلائے اور عمار نے پھر دوسرے شخص کو بھیجا
آج ہی کے روز آیا جاتے حضرت عثمان نے پھر عذر کیا۔ تیسرے بار عمار نے پھر کہہ دیا۔ جناب ذوالنورین نے پھر
کیا۔ تب حضرت عثمان کے غلاموں نے عمار کو مار کے مسجد باہر کیا۔ اور کہا کہ شرع میں استیذان کا حد تین ہی مرتبہ
ہی اب تم نے حد شرع سے تجاوز کیا سو تم پر ہم پر واجب ہوئی جب یہ خبر حضرت عثمان کو پہنچی تھی وہ نے ہوئے مسجد
کی طرف آئے اور لوگوں کو جمع کروا کے عمار کو بلایا اور سو گند کھاکے فرمایا کہ یہ پرکام تم پر حکم سے نہیں ہوا ہے اور
اس غلام کو بہت زجر و تہج کی اور فرمایا اھل و عیال نے لَعَانَ فُلَيْقِصْنَ مَتَى اسْتَأْذَنَ تَبَّ عَمَّارُ اَنْ
تاتھ کو بوسہ دیا اور راضی ہوئے اور اس بات پر تری دلیل یہی تھی کہ حضرت عثمان کے حکم کے کلام میں عمار ان کو
تھے کہ عوام بلوائیوں پر حضرت عثمان کے حقوق ظاہر کر کے انکو جاریہ منع کرتے تھے اور جہاں ظالموں نے حضرت عثمان
پانی مذکور کیا ان کے پاس گریا ہوا بلکہ کہا سُبْحَانَ اللَّهِ قَلْبًا شَرًّا بَلَّغْتُ رُؤُوسَهُ وَتَمَعُوتُهُ
سا دھا پہر بول کے دور سے ہوئے حضرت علی کے پاس آئے اور کہا کہ آج بلوائیوں نے حضرت عثمان پر پانی مذکور کیا
ہی اور میں نے انکو سمجھا یاد سے نہیں سمجھا اب ایک ایسا خیل کیا جاتے کہ پھر عورت حضرت عثمان کی خدمت میں آئی
بیٹھے۔ جناب امیر نے فرمایا کہ ان بلوائیوں کے ارد نام میں کوئی جاسکتا نہیں مگر وہ سری مخفی راہ سے میں کسی کو نہ بول

خلافت حضرت عثمان ۷۰۳ مطاعن حضرت عثمان

آخر تبری سچی تلاش سے ایک پخال آب شیرین اونٹ پر لا دے اس پوشیدہ راہ سے حضرت عثمانؓ کو روانہ کیا پس
باب میں حضرت عثمانؓ بر طعن کرنا اس مثل کے مصداق ہوتا ہے کہ رضى الخصمان ولم يرض القاضی اور کتب میں
بہتری کا قصہ بھی نام نامی شیعوں نے آدھا قصہ لایا ہے اور آدھا حذف کیا اس قصے کا تتمہ یہ ہے کہ جب کعب کو مارنے کی خبر حضرت
عثمانؓ کو پہنچی سعید بن العاص کو جھک کر دیکھ لکھا کہ کعب کو تعظیم و تکریم کے ساتھ میرے پاس بھیج دیجئے۔ جب کعب حضرت عثمانؓ کے
تزدیک آئے جناب ذوالنورینؓ نے کہا کہ اسی کعب تو نے سختی ساتھ مجھے نامہ لکھا مسلمان بھائیوں کی مشورت اور نصیحت کا
طور ایسا نہیں ہوتا ہے نصیحت تو رفتی و رفتی کے ساتھ لکھا چاہئے نہ کرتی اور درشتی سے خصوصاً حاکموں اور خلیفوں کے نسبت
اس بات کی تبری رعایت کرنی ضروری فرعونؓ کے ظالم اور شقی کو نصیحت کرنے کے باب میں اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبرؐ اور ابوالم
کو یہ ادب تعلیم فرمایا کہ فقولاً لہ فقولاً لیت اور میں نے تمہیں مارنے کا حکم نہیں لکھا تھا میرے بے اجازت یہاں واقع
ہوا ہے اب میں اپنا پیر میں بدن شکایتا ہوں اور چابک حاکم کرنا ہوں اگر تم چاہتے ہو تو میرے سے قصاص لیجئے یہ
مکے کعب نے کہا کہ یا امیر المومنین جب آئے اس درجے تک انصاف کیا میں نے اپنے حق سے گدرا اور فی الواقع دست سخت
بائیں جو میرے قلم سے صادر ہوئے میں ہی تقصیر وار ہوں۔ پھر اسکے بعد کعب کی قامت حضرت عثمانؓ کے ہی پاس ہوئی اور
اُن کے خاص صحابہ جوں کئے۔ اور اشتر نخعی کا قصہ جو مشہور ہے صحیح ہے وہ تونہ صحابی تھانہ صحابی زیادہ بلکہ کوئے
ادبائشوں سے تھا کہ اولی الامر کا پاس نکلیا اور عوام کو حضرت عثمانؓ کے عاملوں کی امانت پر درغلانا اگر رئیس وقت ایسے
باتوں سے درگزر کئے فساد عظیم کا موجب ہوتا ہے یہ وہی اشتر نخعی ہی کہ بہت سے فتنوں کا مصدر ہوا اور حضرت عثمانؓ کے
قتل کی نوبت پہنچا یا اور پھر اپنی ہوشیاری اور ظہور اور زیر کو انکی جانب کا خطر سنگا یا بیان تک کہ وہ دینے سے
مکے کی طرف دوان دوان گئے اور ام المومنین عائشہ صدیقہ کو اپنی پناہ کی وصال تھرائی اور جناب امیر کے ساتھ جدال قتال
واقع ہوا۔ اشتر نخعی کی یہ سب حرکتیں جناب امیر کی خلافت کی بے انتظامی کے باعث بریں اور یہی اشتر نخعی ہمیشہ حضرت امیرؓ
کجاہات کرتا اور کہا ہنسی آب کی طاعت بجا نہیں لاتا تھا چنانچہ بے بائیں تو اربع معتبرہ میں جو ائیں میں مشہور ہیں۔
اور جب حضرت عثمانؓ نے اسکی اور اسکے یاروں کی فرمائش کے موافق ابو موسیٰ اشعری کو کوئے کی حکومت اور حذیفہ بن
الیمان کو خراج کی دار و ملکی بخشی یہ اشتر نخعی تب بھی سکوت نکلیا بلکہ کوئے کے شریروں کو اپنے ہمراہ لیکے حضرت عثمانؓ آیا اور
اپن مصر کو بھی اپنے رفیق بنایا بیان تک کہ حضرت عثمانؓ کو قتل کر دیا بلکہ قتل کا ہاں شری ہو اعلیٰ ما فی بعض الرواۃ اور
حضرت عثمانؓ کا قتل قیام قیامت تک فتنہ کا سبب ہوا چنانچہ حدیث میں آیا ہے لا تقوم الساعة حتی یقتلوا
امامکم و یجتلوا و اباسیاءکم و یرث دنیاکم شرارکم پس ایسا شخص تو قتل کے لائق تھا کہ اسکو مارا
وامت کا فساد متغی ہو جاتا اسکے اخراج و امانت کا تو کیا ذکر۔ یہ سب حضرت عثمانؓ کے غایت حیا کا سبب تھا کہ اسی
قناعت کی رضى اللہ تعالیٰ عنہ چھتوان طعن یہ کہ عثمان بن عفان نے عبد اللہ بن عمر سے قصاص موقوف رکھا

خلافت حضرت عثمان ۳۰۸ - مطاعن حضرت عثمان

حاکم عبداللہ نے اپنے امیران کے بادشاہ ہرمزان کو جو عمر فاروق کے زمانے میں مسلمان ہوئے قتل کیا اس پر بہت گراہی ہوئی اور قتل کے قتل میں ترکیب خاص تھی کہ اس پر بہت ہنسی اور ہلو کی ایک جیوتی دیکھ کر قتل کیا اور جیسے نصرانی کی اسی شرکت قتل کی بہت سے بار دلا۔ سب صحابہ حاضر ہوئے کہنے لگے کہ عبداللہ سے قصاص لیجئے جناب میری ہی مشورت دی تاکہ عثمان بن عفان نے انکا خون پیاسیت الال سے دلوایا پر قصاص نہ لیا حالانکہ قصاص کا حکم کتابائیدہ ہے مابین اور جسے کتاب اللہ کا حکم جاری کرے وہ قابل نامت نہیں جو اسے اس طعن کا یہ بھی کہ ابو لوی کی دختر کا قصاص اسلام سے شیعہ کے پاس پہنچا نہیں کیونکہ وہ جو سی کی دختر تھی۔ اور علی بن القیاس جیسے نصرانی جو حیرہ کے ساکنین سے تھا اور مذہب نصرانی رکھتا تھا کیونکہ مسلم اور کافر کے فیما بین خود نہیں ہی قال علیہ الصلوٰۃ والسلام لا یقتل مسلم بکافر اور ہرمزان جو ظاہر میں مسلمان تھا اسکا قصاص عبداللہ سے نہ لینے میں اہل سنت میں وجہ وار کے ہیں۔

اسلام اور حیرہ کے ہرمزان امیران کا بادشاہ تھا۔ اور ملک فارس کے سب بادشاہوں کو انکا ملک انکے ہاتھ سے جاتا رہنے کے سبب اسلام و ائمہ اسلام کے ساتھ نہایت بغض اور بغیر رکھتا تھا جب کی طاقت بہت بڑھ گئی تھی انکا نے ایک جہل کے غیور مانی سے امان حاصل کیا جانا پورا اسکا قلعہ جو توریج میں طوبہ و سہوڑی یہی کہ جس کو کہہ آئے تمام صحابہ کی مشورت اس بات پر قرار پائی کہ انکو قتل کریں جب غلیفہ کے حضور میں پہنچا جسے قتل و غارتگری کا کار کیا۔ جب غلیفہ نے پانی کا ایک پیالہ کے ہاتھ دیا اسنے کہنے لگا کہ یہ پانی کی کیر ہو سکتا مجھے امان ہے میں میں بیابانوں والا کیا حاصل کہ پانی پینے کے درمیان ہرمزان نے لوگوں کے دروہ و تین بار بہات کی تکرار کی جب قرار دیا کہ ہرمزان نے پانی دیا ہی کہہ گئے قتل ہو گیا۔ ہرمزان نے لوگوں کے دروہ و تین بار بہات کی تکرار کی جب قرار دیا کہ ہرمزان نے پانی دیا اور کہا کہ اگر مجھے مارو گے امان شکنی لازم آئی ہی غلیفہ نے اسکی اس حرکت سے نہایت تعجب ہوئے کہ فرمایا کہ تو خود ہرمزان نظر آتا ہی بہتر ہے کہ تو اسلام سے مشرف ہو۔ اسنے یہ کہہ کر پڑا اسن تقریباً دیتے ہیں امانت کی اور عراق سے چند پر گئے جاگیر ہائے اور خوب دیکھا کہ غلیفہ کی وضع بادشاہوں کی وضع کے برخلاف تھی نہ زبان ہی نہ پاسان تھا بازار میں پھر اگر تائی بہت افسوس کیا کہ اس قسم کے بے اعتدال رییسوں کو مار دینا کیا بڑا کام ہی فارس کے امروہ کو کہہ غفلت میں ہیں۔ آخر غلیفہ غلیفہ ابو لوی اور جیسے ہرمزان کے ساتھ غفلت میں تھے اور حضرت عمر قتل کی یہی مشورت کرتے لگا یہاں تک کہ ابو لوی ایک کہے موافق حضرت عمر کا قاتل ہوا جیسا کہ عبداللہ بن عمر نے عبدالرحمن بن ابی بکر اور دوسرے صحابہ کو شہید کیا کہ ابو لوی اور جیسے ہرمزان کے ساتھ غفلت میں تھے اور حضرت عمر قتل کی یہی مشورت کرتے تھے اور ہرمزان ایک شخص جو دور و بیدار کر دیا تھا۔ کہہ گئے تھا کہ کون جو انکو ہر گاہ اپنے دین اور قوم کی حیرت اس شخص سے بدلے کہ اسنے نہ ہار نہ تھوڑی کو حیرت نہ ہار نہ تھوڑی دولت کو نہ ہار نہ تھوڑی دین کو اب اسکا نام کو قبول کیا۔ پس کہ سب نہیں کہ ہرمزان نے غلیفہ کے قتل کے لئے حکم کیا ہوا سید وسط صحابہ کے حضور میں یہاں قرار پائی کہ وہ ہرمزان

حاضر کرین اگر وہ اسی صفت کے مطابق ہو جو گویمان کہتے ہیں ان تینوں شخص کی شرکت خلیفہ کے قتل میں ثابت ہوتی ہی والا بہنیں جب بنجر لیکے سبھوں نے دیکھا تو اسی صفت پر پائی ایسے حضرت عثمان نے قصاص لینے میں توقف کیا کہ جسے قتل کا حکم کیا اسکا قتل واجب جانا چنانچہ نبی مذہب ہی امام شافعی اور امام مالک اور اکثر ائمہ کا اور یہ مذہب بالعموم آدمیوں کسی ایک کو قتل کرنے میں ہی بادشاہوں اور خلیفوں کا قتل کرنا تو کیا پوچھے ویسے تو قتل کرنے والوں کو قصاص کے روئے نہ مارے تو بھی سیاست کے روئے ماردانا واجب ہی دوسرا وجہ یہ کہ بیان قصاص لینے میں فتنہ عظیم برپا ہوتا تھا کیونکہ بنو تمیم اور بنو عدی مانع تھے بلکہ بنو امیہ اور بنو جحج اور بنو سہم بھی ارادہ جنگ کا رکھتے تھے اور بر ملا کہتے کہ اگر عثمان ذوالنورین عبداللہ بن عمر سے قصاص لیوے ہم خانہ جنگی کر گئے چنانچہ عمر بن العاص جو بنو سہم کا سردار تھا محکمے میں بلند آواز سے کہا کہ ای یاربہ کونسا انصاف ہی کہ امیر المؤمنین کا قتل کل کی شب میں ہوا اور انکے فرزند کو آج کے روز قتل کرین کا واللہ لایکون ہذا ایدل اور رفع فتنے کے لئے اگر قصاص سے گزر جاوین اور مقتول کے وارثوں کو راضی کرین بجا ہی دیکھئے کہ حضرت امیر نے بھی فتنہ کے ہی خوف سے حضرت عثمان کے قاتلوں سے قصاص نہ لیا اور انکے وارثوں کو خون بھاجی نہ دلویا اور انکو راضی بھی نہ کیا جناب ذوالنورین تو ہر زمان کے وارثوں کو مال خیر دیکے راضی کیا اور اسکے وارثوں نے پھر اصلا حرف شکایت زبان پر نہ لایا۔ اگر فتنے کے خوف سے قصاص کا ترک کرنا نفس الامین طعن کی جگہ ہوتی حضرت عثمان کا قصاص نہ لینے میں حضرت امیر کے جناب میں نواصب جو طعن کرتے ہیں جواب نہ بن سکتا اب اہل سنت شیعوں اور نواصب ہر دو کو ہی جواب دیتے ہیں کہ ہر دو جگہ فتنے کا خوف تھا بلکہ حضرت عثمان کے باب میں یہ بات زیادہ ہی کہ انہوں نے ہر زمان کے وارثوں کو راضی کیا پس ہر دو جگہ کے اشکال باقی نہ رہے **دوسرا وجہ** بعض حنفیہ لکھتے ہیں کہ محمد بن جریر طبری اور سب ائمہ تواریخ میں تصریح کی ہی کہ ہر زمان کے سب ورثہ مدینہ میں حاضر نہیں تھے انسے بعضے فارس میں تھے۔ جب امیر المؤمنین عثمان ذوالنورین نے انکو طلب فرمایا تو وہ گھبرا کے مدینہ کی طرف نہ آئے اور قصاص لینے میں تو سب وارثوں کا حضور شرطی۔ پس حضرت عثمان کو قصاص لینا جائز نہیں تھا اور خون بہا دینے کے سوا چارہ نہیں رہا۔ وہ بھی بیت المال سے نہ قاتل کے مال سے کیونکہ حنفیہ کی کتب میں اس بات کی تصریح ہی کہ جسے امام عادل کے قتل میں اعانت کرے گا گو مباشرت نہ کرے واجب القتل ہوتا ہی اور اسکے بعضے ورثہ جو مدینہ میں حاضر نہیں تھے یہ بات کہ کتب اہل سنت پر ہی موقوف نہیں بلکہ شریف مرتضیٰ کی کتاب اور امام امیہ کی دوسرے کتب میں بھی موجود ہی **ساتواں طعن** عثمان بن عفان نے سنت نبوی کو تغیر دی ویکچہ کی دسویں سے چودھویں تک منی میں جو حاجیوں کے رہنے کا مقام ہی نام نہاں گاہ پر ہی حالانکہ حضرت ہمیشہ سفر میں قصر کرتے تھے۔ خصوصاً اس مقام میں چہار گانی کو دو گانی کر کے ادا فرماتے تھے۔ عثمان بن عفان نے اس مقام میں چہار گاہ تہہ بنے سے سب صحابہ نے ان پر انکار کیا **جواب** حضرت عثمان کے حقیقت حال پر اطلاع ہونے سے لوگوں نے انکے حضور میں ہی ان

یہہ طعن کیا تھا۔ جب حضرت عثمانؓ نے ظاہر کیا کہ میں نے مکہ معظمہ میں کھجور کا بیج لیا ہوں اور خانہ کعبہ پر ہوں اور میں نے اس مقام مبارک میں اقامت کی نیت کی یہی نہیں مسافر نہ تھا نہ انکاروں۔ اور بالاجماع مقیم کو قصر جائز نہیں اسلئے میں چہار گانہ آباد کرنا ہوں۔ یہ بات سنے کے تمام صحابہ انکار سے باز آئے۔ حضرت عثمانؓ کے اس جواب کو امام احمد اور طحاوی اور ابو بکر بن ابی شیبہ اور ابن عبد البر نے اپنے کتب میں لایا ہے کہ ان عثمانؓ صلی اللہ علیہ وسلم نے اربعاً فاندک الناس علیہ فقال ایہا الناس انی تاہلئت بمکرم منذ قدیت وانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من تاہل ببلدہ فلیصل صلوۃ المقیم فیہا الخرجہ احمد عن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابی نصاب عن امیہ وغیرہ عن حمیرہ پس اصلا اشکال نہ اس صورت میں بالاجماع علماء چہار گانہ واجب ہے **طعن** عثمان بن عفان نے بیت المال سے بہت سی زمینیں کٹیں اور جاگیر بنائیں یارون اور مصاحبون کو دین اور مسلمانوں کے حقوق تلف کئے **جواب** حضرت عثمانؓ نے اپنے یاروں اور رفیقہ اجازت دی تھی کہ جہاں افتادہ زمین پاویں اس میں زراعت کریں اور جو زمین کہ آباد اور فروغ دے تھی کیسکو نہی چاہئے تاریخ کی کتاب میں موجود ہیں ویران زمین کو آباد کرنا ملک کی آبادی اور محصول کی زیادتی اور عوام الناس کے کٹایش روزی کا سبب ہے۔ زمین کے ہزاروں جریب افتادہ رہنے میں کہا فائدہ نہ اس سے سرکار میں محصول آوے اور نہ کوئی اس سے فائدہ پاوے۔ جب ملک آباد ہووے اور جاگیر کشت و کار ہو کرے چوراہہ ہرن اور فساد دی کو معطل اور بیکار رہا کرتے ہیں۔ اور اہل میر نے ذکر کیا ہے کہ شرفائے عین سے ایک جماعت اپنا وطن چھوڑنے کے آئی اور اور کہا کہ ہم محض جہاد کے لئے اپنی زمین اور ذرا عتین چھوڑ کے آئے ہیں بلکہ اس نواح میں زمین دیکھئے تاہم جہاد کن کھٹے حاضر رہیں اور نوبت نبوت غزائے کئے ٹھہریں تب حضرت عثمانؓ نے انکو فارغ کے مقابلہ میں جو صوبہ کہ دور وقت طلب اور اس میں جسے کرش زمین وار تھے مجاہد دی اور اس زمین کو آباد کیا اور دے اپنی زمین و زراعت جو چھوڑ کے آئے اسکے عوض میں حدود اور قطعات بتلائے۔ اور بعض صحابہ سے بھی زمین کا معاوضہ کر دیا مثلاً طلحہ کی زمین جو حضرت موت میں تھی اسے لیکے اسکے بدلے میں ان لوگوں کی زمین دلوائی اور اشعث بن قیس کی زمین جو کندہ میں تھی لیکر اسکے عوض میں انکو دوسری زمین دی جب یہ امور باہم راضی کی طور پر واقع ہوئے طعن و ملامت کی جگہ نہیں ہوا **طعن** سب صحابہ انکی قتل پر راضی تھے اور انکی مذمت کرتے تھے اور انکے قتل کے بعد تین روز تک انکو دفن نہ کر کے چھوڑ دیا **جواب** یہ سب کذب صریح اور یتیمان ظاہری یہ بات ترکون پر بھی پوشیدہ نہیں کہ طلحہ و زبیر بن ابی ثابتہ صدیقہ و معاویہ و عمرو بن العاص نے جو طلب قصاص میں جنگ دیکھا کر کیا کہا وہ قصاص اسی عثمانؓ معلوم کی۔ یاد دہر عثمانؓ متخیل و موہوم کی تھی۔ سنی و شیعہ ہر دو کی تاریخیں تو موجود ہیں اور صحابہ نے تو ان سے بلا دفع کرنے میں معذور ہر قصور نہ کیا اور جہاں تک امکان تھا کئے اور کلام سے انکو سمجھا یا جب صحابہ کا سمجھنا ان

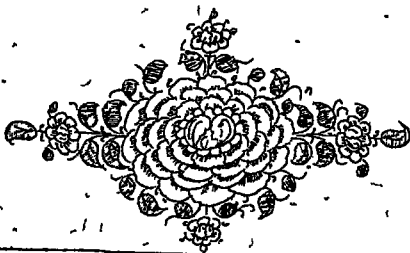
ظالموں نے قتل میں نہ آیا صحابہ نے حضرت عثمان سے جنگ کی اجازت مانگی جناب ذوالنورین نے جنگ کی نصیحت نہ دی اور برے جہد و جد سے منع فرمایا تب صحابہ نے لا علاج ہو کے خاموش رہے۔ اور باوجود اس کے حضرت عثمان کی خدمت میں پانی پہنچانے اور ان سے تنگی دور کرنے آخر تک جیلے اور تدبیریں کرتے تھے اور زید بن ثابت سب انصار کرام کو اپنے ہمراہ لیکے حاضر ہوئے سب انصاروں نے حضرت عثمان سے کہا اِنَّ شَيْئًا كُنَّا اَنْفَالًا لِّلْكَافِرِيْنَ اور عبد اللہ بن عمر سب مہاجرین کو اپنے ہمراہ لیکے آئے اور سب کے سب کہنے لگے کہ یا امیر المومنین جنہوں نے آپ پر بلوہ کیا ہی یہ وہی لوگ ہیں جو ہمارے ضرب و شمشیر سے مسلمان ہو اور ہماری ترور کا خوف ابھی ان کے دل میں باقی ہی انکی یہ سب گستاخی اور بلند پروازی اس سبب ہی کہ وہ کلمہ پڑھتے ہیں اور آپ کلمہ کی حرمت نگاہ کرتے ہو اگر آپ اجازت دیں ہم انکو حقیقت حال پر آگاہ کر دیتے ہیں اور انکی بھولی ہوئی حالت پھر انکو یاد دلانے میں حضرت عثمان نے کہا کہ انہیں بات مت کہو اور فقط میری جان بچانے کے لئے اسلام میں کشاکشی نہ ڈالو۔ اور حسین بن عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن زبیر اور عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ اور دوسرے صحابہ حضرت عثمان کے ہمراہ انکے گھر میں حاضر تھے جب بلوائیوں نے ہجوم کرتے ان بزرگوں نے پتھر اور لکڑی سے اور دروازے کو بند کرنے سے انکے بلوکے دفع کر دیے تھے۔ اور حضرت عثمان کے غلاموں کی ایک فوج کثیرہ حاضر تھی بیان تک کہ اگر حکم کرتے ایک ساعت میں بلوائیوں کو زیر کر دیتے اپنی غلاموں نے سب با ہتھیار ہو کے حاضر ہوئے اور کمال آہ و زاری اور بیقراری سے عرض کی کہ ہم وہی لوگ ہیں کہ خراسان سے آفریقہ تک کسی نے ہماری ترور کا تاب نہ لایا اگر آپ حکم فرما دیں اس جماعت منورہ کو انکی سرکشی کا مجوزہ اذایہ ہم چکاڑ دیتے ہیں کیونکہ ان شریروں نے باتوں سے راستی پر نہیں آتے ہیں اور انکو اس بات کی استغنائی انکی ہی کہ کلمہ کی حرمت کے سبب سے کوی ہمارا متعرض نہیں ہوتا ہی اسنی واسطے وہ راہ پر نہیں آتے ہیں اور دوسرے اکابر صحابہ کے کلام کو ایک جو برابر نہیں گنتے ہیں حضرت عثمان نے یہ سب فرمایا کہ اگر تم میری رضا چاہتے ہو اور میرا حق نعمت ادا کرتے ہو تو آپ سے یہ ہتھیار بن دور کر دو اور اپنے گھروں میں بیٹھ جاؤ تمہارے سے جسے ہتھیار دور کرے اسکو میں آزاد کیا ہوں وَاللّٰہُ لَئِنْ اَقْتُلْتُ قَبْلَ الْمَاءِ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اَقْتُلَ بَعْدَ الْمَاءِ یعنی میری شہادت تو مقدر ہی اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اسکی بشارت دی ہی اگر تم بلوائیوں کے ساتھ قتال کرو گے میں تو یقیناً مارا جاؤں گا پس اس میں کہا حاصل کہ قتل و خون یہی واقع ہوگا اور دعا بھی کر سی نشین ہوگا اور تواریخ فریقین میں ثابت ہی کہ حضرت امیر بھی اپنے رکون کو اور جعفر طیار کے اولاد کو اور اپنے چیلہ خاص قبر کو حضرت عثمان کے دروازے پر متعین فرمایا تھا اور طلحہ اور زبیر بھی اپنے لڑکے ان کے دروازے پر بٹھلائے تھے تا بلوائیوں کے فراق ہوں۔ جب اہل بلوہ ہجوم لاتے تھے یہ اولاد صحابہ منگ و چوب انکے ساتھ جنگ کر کے دفع فرماتے تھے یہاں تک کہ حضرت امام حسن خون آلودہ ہوئے اور محمد بن طلحہ اور قبر اپنے سر پر زخم کھایا جب

بلوایوں کو دروازے سے آنا ممکن نہ ہوا ان کے گھر کے پیچھے سے بعض انصار کے گھروں کو رفت و آمد کے داخل ہرے اور حضرت عثمان کو شہید کیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتاب بیخ ابلاغ جو شہید کے اصح الکتاب سے بھی اس ماجرے پر گواہی دیتی اس کتاب میں حضرت امیر سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا **وَاللّٰهُ قَدْ دَفَعْتُ عَنْهُ** اور بیخ ابلاغ کے شارحون نے قاطبہ حضرت امیر کا اہتمام بیان کیا ہے کہ ان دنوں جب حضرت امیر نے عثمان ذوالنورین کے گھر کی طرف تشریف لے آئے بلوایوں کی کجاب سے مار کے دور کرتے اور ان پر سن و ستم بھی فرماتے تھے۔ پس اہل ایمان کا کام بہنیں کہ حضرت امیر کے ان معاملات کو نفاق اور دھار و باطن کے مخالفت پر حمل کریں اس جگہ کوئی منافق ہی چاہئے **بِأَنَّهُمُ الْمَرْءُ يَقِيقُ عَلَى قَتْلِهِ** کے اس خیال باطل کی نسبت حضرت امیر سے جواب پاک کے ساتھ کہے **نُودُوا بِنَدْبِهَا** جو کہ ان کو کبیر بن خدیجہ کا نام دے مسلمانوں نے اور اگر امیر والہمال نفاق ہی ہو تو اسی وقت ہر گاہ جناب امیر نے اپنی خلافت میں کوئی عین جو شبہ پر پائی ان غلبہ بین فاطمہ بن قحطان کو دفع کر کے باب بن کس نے فرم کھائے ہوتے اور حضرت عثمان کی شہادت کے بعد کس نے آواز بلند سے فرمائی کہ **اِنَّمَا مَثَلُ مَثَلِ عُثْمَانَ كَمَثَلِ اَثْوَارِ ثَلَاثِ كَنْ فِي اَجْحَةٍ اَسْفَلَ اَسْوَاخٍ وَمَعَهُنَّ فِيهَا اَسَدٌ وَكَانَ لَا يَقْدِرُ فِيهِنَّ بَشَرٌ وَلَا جَنَاحٌ عَلَيْهِ فَقَالَ لِلثَّوْبِ الْاَسْوَدِ وَالثَّوْبِ الْاَخْيَرِ لَا يَدُلُّ عَلَيْنَا فِي اَجْتِنَا هَذِهِ اَلْثَّوْبَ الْاَبْيَضُ فَاِنْ لَوْ نَهْ مَشْهُودٌ لَوْ نِي عَلَي لَوْ نِي كَمَا اَفْلُو تَرَ كُنِي اَكَلْتُهُ وَصَفْتُ لَكُمْ اَلْاَجْحَةَ فَقَالَ دُونَكَ فَكُلْ فَاَكَلَهُ فَلَمَّا مَضَتْ اَيَّامُ قَالَ لِلْاَخْيَرِ لَوْ نِي عَلَي لَوْ نِي فَاتَرَ كُنِي اَكَلْتُ الْاَسْوَدَ فَقَالَ دُونَكَ فَكُلْ ثُمَّ قَالَ لِلْاَخْيَرِ اَلَا اَنْ اَكُلْتَ فَقَالَ دَعْنِي اَنَا دَعْنِي تَلَا نَا فَقَالَ اِفْعَلْ فَنَادَى تَلَا نَا اَلَا اِنِّي اَكَلْتُ يَوْمَ اَكَلْتُ الْاَبْيَضُ ثُمَّ رَفَعَ اَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ صَوْتَهُ فَقَالَ اَلَا اِنِّي هِنْتُ يَوْمَ قَتِلْتُ عُثْمَانَ اور یہ قصہ شہرت اور ذرا تر میں اس حد کو پہنچا ہے کہ فریقین تو اربع میں خود سطور ہی کیونکہ انکار کی جگہ نہیں۔ اور عبداللہ بن سلام نے بیرون علی الصبح بلوایوں کے پاس جا کے کہنے لگے کہ **لَا تَقْتُلُوْهُ** یعنی مت قتل کرو اس کو کہہ کر ان کے قتل کے بعد بہت سے فتنے و فساد برپا ہو گئے۔ اور خدیجہ بن ایمان جو حضرت کے صاحب راز اور ان کو منافقوں کا علم حاصل تھا اپنے منافقوں کو جانتے تھے اور جناب امیر بھی ان کے حق میں اس علم کی گواہی دی ہی سو خدیجہ میرے حضرت عثمان کی قتل سے مخذیر کرتے اور فرماتے تھے کہ ان کا قتل فتنے کا موجب ہوگا لکن ان کے دین میں جو تاخیر ہوئی وہ بھی ایک فساد عظیم کا سبب تھا جو ان کے قتل کے بعد مدینہ منورہ میں رو دیا تھا اپنی اوباشوں اور بلوایوں نے ہر گز صحابی کو قتل نہ دے اس نے لوگ اپنے حال میں گرفتار تھے۔ آخر شب کے وقت جب اہل بلوایوں نے زہیر بن الحوام و حکیم بن حزام و سہیل بن عمرو و حیر بن عظیم و ابوجہم بن حذیفہ بدری و یسار بن کرم و عمرو بن عثمان نے جناب ذوالنورین کو شہیدوں کے مانند انہیں کے خون آلودہ کپڑوں سے کفن دیکھ کر نماز جنازہ ادا کی بعد دفن کیا۔ حیر بن عظیم نے ان کے جنازے پر امامت کی۔ اور تابعین کی بھی ایک جماعت ہمراہ تھی اور انہوں نے حیر بن**

خلافت حضرت عثمان ۳۱۳ مطاعن حضرت عثمان

اور مالک جو امام مالک کا جد ہی۔ اور مالک بھی اویس بن کعب بن جراح سے پرچار ہوئے چنانچہ
 دمشق نے مرفوعاً حضرت سے روایت کی ہے کہ فرماتے تھے یَوْمَ یَمُوتُ عُمَانُ یُصَلَّى عَلَیْهِ مَلٰئِکَةُ
 السَّمَاءِ راوی کہتا ہے کہ کہتے ہیں کہ قُلْتُ اَیَاكَ سَوَّلَ اللّٰهُ عُمَانُ خَاصَّةً وَالنَّاسُ عَامَّةً قَالَ عُمَانُ
 خَاصَّةً اور اس روایت کی مورید ابن شحاک کی روایت ہے جو ہم بن خنیس سے لائی ہے وَكَانَ مِنْ
 شَهِدِ قَتْلِ عُمَانٍ قَالَ فَلَمَّا امْسَيْنَا قُلْتُ لَیْنِ تَرٰکُمْ صَاحِبُکُمْ حَتّٰی یَضِیْعَ مِثْلُوْا بِهٖ
 فَاَنْظُرْنَا بِهٖ اِلٰی یَقِیْعِ الْعَرْقِیْدِ فَاَمٰکُنَا لَهٗ مِنْ جَوْفِ اللَّیْلِ ثُمَّ حَمَلْنَا هٗ فَعَشِیْنَا
 سَوَادٌ مِنْ خَلْفِنَا فَهَبْنَا هُمَّ حَتّٰی کِدْنَا تَفْرِقُ فَاِذَا مَنَا دِیْنَادِیْ لَا رَوْعَ عَلَیْکُمْ
 اِسْتَوْا فَاِنَّا رَجْنَا هٗ لِشَهِدِهٖ وَكَانَ ابْنُ خَنِیْسٍ یَقُوْلُ هُمُ الْمَلٰٓئِکَةُ اور حضرت
 عثمان کی بچہ اور مذمت کی نسبت صحابہ کی طرف کرنی محض افزا اور بہتان ہے اب اس سنت کی روایت
 سنا جائے عن ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَاٰیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمُ فِی الْمَنَامِ
 عَلٰی بَرْدُوْنَ وَعَلَیْهِ عِمَامَةٌ مِنْ نُورٍ تَعْمَمُ بِهَا وَیَبِیْدُ قَضِیْبٌ مِنَ الْفَرَسِ وَرَ
 فَعَلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اِلٰی رُؤْیَاکَ بِالْاَشْوَاقِ وَاَرَاکَ مُبَادِرًا فَالْتَقْتُ
 اِلَیْ وَتَبَسَّمَ وَقَالَ ابْنُ عُمَانَ اَضْحٰی عِنْدَنَا فِی الْجَنَّةِ مِلْکًا عَرُوسًا وَ
 قَدْ دَعٰیْنَا اِلَیْ وَلَیْمَةٍ فَاَنَا مُبَادِرٌ لِّذٰلِکَ رَوَاهُ حُسَیْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَنَاءِ الْفَقِیْہِ
 اور ابو شجاع شیرذیہ وعلی جو مشاہیر محدثین سے ہے اور شیعیہ بھی اس کی روایت کو معتبر جانتے ہیں کہ
 متقی بن ابْنِ عَبَّاسٍ سے اسی خواب کی روایت اس طرح لائی ہے۔ اور حضرت امام حسن کا خواب
 بھی مشہور اور صحیح روایت ہے۔ اور وہی بھی متقی بن لایا ہی عن حَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ قَالَ مَکْتُتٌ
 لَا قَارِئَ بَعْدَ رُؤْیَا رَاٰیْتُمَا رَاٰیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمُ وَاِضْعَا
 یَدَہٗ عَلَی الْعَرْشِ وَرَاٰیْتُ اَبَا بَکْرٍ وَاِضْعَا یَدَہٗ عَلٰی مَنْکَبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ
 وَاٰلِهٖ وَسَلَّمُ وَرَاٰیْتُ عُمَرَ وَاِضْعَا یَدَہٗ عَلٰی مَنْکَبِ اَبِی بَکْرٍ وَرَاٰیْتُ عُمَانَ وَاِضْعَا
 یَدَہٗ عَلٰی مَنْکَبِ عُمَرَ وَرَاٰیْتُ مَا دُوْنَہٗ فَقُلْتُ مَا هٰذَا فَقَالُوْا دُمُ عُمَانَ یَطْلُبُ اللّٰهُ
 بِہٖ وَرَوٰی ابْنُ السَّیْمَانِ عَنْ قَلِیْسِ بْنِ عُبَادٍ قَالَ سَمِعْتُ عَلِیًّا یَوْمَ الْحَجْلِ یَقُوْلُ اللّٰهُمَّ
 اِنِّیْ اَبْرَاؤُ الْیَکَ مِنْ دَمِ عُمَانَ وَلَقَدْ طَاشَ عَلٰی یَوْمِ قَتْلِ عُمَانَ وَانْکَرْتُ نَفْسِیْ
 وَجَاؤُنِی الْبَیْعَةَ فَقُلْتُ اَلَا اَسْتَخِی مِنْ اللّٰهِ اَبَا یَعِی قَوْمًا قَتَلُوْا رَجُلًا قَالَ لَوْ سَوَّلَ
 اللّٰهُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمُ اَلَا اَسْتَخِی مِنْ رَجُلٍ یَسْتَخِی مِنْہُ الْمَلٰٓئِکَةُ وَاِنِّیْ اَسْتَخِی

مِنَ اللَّهِ أَنْ أَبَايَعُ وَعُمَانُ قَتِيلٌ فِي الْأَرْضِ لَمْ يَدْفَنْ بَعْدَ فَانْصَرَفُوا فَلَمَّا دَفِنَ فَرَجَعَ
 النَّاسُ يَسْأَلُونَ الْيَعْنَةَ فَقُلْتُ اللَّهُمَّ إِنِّي مُشْفَعٌ بِمَا أَقْدَمَ عَلَيْهِ ثُمَّ جَاءَتْ عَزِيمَةُ فَبَايَعَتْ قَالَ
 فَقَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ فَكَأَمَّا صَدَعَ قَلْبِي وَوَرَى هُوَ ابْنُ عَمٍّ ابْنُ الْحَنِيفَةِ إِنَّ عَلِيًّا قَالَ
 الْجَلَّ لَعَنَ اللَّهُ قَتْلَ عُمَانَ فِي السَّهْلِ وَالْجَبَلِ وَعَنهُ أَيْضًا إِنَّ عَلِيًّا بَلَغَهُ أَنَّ عَائِشَةَ تَلْعَنُ
 قَتْلَ عُمَانَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى بَلَغَ بِمَا وَجَّهَهُ فَقَالَ أَنَا الْعَنُ قَتْلَ عُمَانَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي
 السَّهْلِ وَالْجَبَلِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا وَرَوَى هُوَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ
 قَدْ ذَكَرْتُ عِنْدَهُ قَتْلَ عُمَانَ فَبَكَى حَتَّى بَلَغَ لِحْجَتَهُ وَعَنْ جُنْدُبٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى حَذِيفَةَ
 فَقَالَ لِي مَا فَعَلَ الرَّجُلُ بِعَفَى عُمَانَ فَقُلْتُ أَرَأَيْتَ قَاتِلَهُ قُلْتُ قَالَ إِنْ قَتَلُوهُ كَانَ فِي الْجَنَّةِ
 وَكَانُوا فِي النَّارِ بِإِذْنِ كِرَامِكِ أَقُولُ فَحَزَنَ عُمَانَ كَقَتْلِ أَوْ قَاتِلِهِ كَبَابِ بْنِ هِنٍ - اود عزیمت بھی حکمِ حدیث پر
 سیر کے پاس صادق الحدیث ہی کہ اکی کتب میں موجود ہی ماحد تکم حدیفة قصد قوہ اود اگر نام صحابہ
 تابعین جو حضرت عثمان کے قتل سے منور ہوئے اود انکے پیشی ہوئے برادر انکے قانون کے دوزخی ہوئے برجو گواہی
 دی اود یہ مقدمہ جو نقل صحیح سے ثابت ہی اگر ہم ذکر کریں کئی دفر مضبوط چاہئے۔ اود ان روایات مشہورہ مستندہ کے
 ثابت ہو اگر تین روز تک بلاد میں اکی خوش تری ہی رہنا محض مدوغ واقف رہی اود سب قوارخ میں اسکی تکذیب موجود ہی۔ کچھ
 اجماع مورخین سے اکی شہادت جمہور کے دن عمر کے بعد دیگر کی شمار دین کو واقع ہوئی اود باشندہ انکا دفن بقیع میں شہر
 کی شب میں ہوا۔ اود جب پیغمبرِ رحمتی در رسولِ اصدق کیسے حق میں جا حساب و دخلِ جنت کی قطعی بشارت دی ہو اود
 وہ حدیث حکمِ قاتر کے ساتھ پہنچی ہو یہر استشہاد کی کیا حاجت رہی۔ مناسب ہی ہی کہ ہم اس بات کو قنن کرین
 وَفِي مَا ذَكَرْنَا هَذِهِ بَصِيرَةٌ هِدَايَةٌ وَالْهَادِي هُوَ اللَّهُ تَعَالَى



چوتھا کراچید رکرا ابوالاولیا خلیفہ تھام اسد اللہ الغالب امیر المؤمنین علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ کے احوال میں

یہ گزرا جو دیدار چار خیابان - اور دوروش - اور چار شاخ - اور دو گلدستہ پر مقسم ہی۔ پہلی خیابان حضرت علی کے نام نامی و نسب گرامی کے بیان میں - آپ کا نام نامی علی بن ابیطالب ابن عبد المطلب ابن ہاشم ابن عبد مناف - انکی والدہ کا نام فاطمہ بی بی بنت اسد بن ہاشم - پس جناب امیر اپنے پدر و مادر کی طرف سے ہاشمی ہیں اور حضرت کے چچے بھائی ایسا نب گرامی کیسکو میسر ہوا - روایت ہی کہ جب حضرت علی کے تولد کا وقت قریب پہنچا اور انکی والدہ کو دروزہ شروع ہوا - اور نہایت بیقرار ہوئیں ابوطالب نے انکو کتبہ اللہ میں لے آیا جب بی بی داخل کتبہ ہوئیں درد تخفیف پایا اور انکی تولد ہوا - کہے میں کیسکی ولادت نہ ہو کی جان اللہ میرے خوش فہمین کو خاص ہی اور کیسکو نہ ملا حضرت علی کے والد ابوطالب کے ایمان میں اقوال مختلف آئے ہیں اگرچہ اہل سنت کے پاس انکا ایمان لانا ثابت ہوا لکن جب انہوں نے ہمیشہ حضرت کے مددگار اور حضرت گزار اور آپ کے عشق و محبت میں جان نثار رہے ہیں انکا حفظ ادب لازم ہی - امام سخاوی جو دیار مغرب کا براعلامہ تھا اسکی یہ حالت تھی کہ جب ابوطالب کے ذکر درمیان آتا تو بے اختیار رونا اور کمال دروسے کہتا کہ اہل تیراکام علت پر موقوف بہن تیری رحمت غضب سبقت کی ہی خداوند اگر تو اسکو عذاب دینا چاہے تو اسے عوض میں مجھے عذاب دیجئے اور یہاں تک رونا کہ اس غم سے بیہوش ہوتا تھا رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت علی کی والدہ فاطمہ بنت اسد ایمان شرف ہوئیں سابقین اسلام ہیں - وہ بھی ابوطالب کے مانند ابتدا سے بجاں میں حضرت کی خدمت بجا لاتین اور آپ کی محبت میں جان فدا تھیں - یہاں تک کہ حضرت فرمائے کہ میری مان کے بعد وہی میری مان ہی - روایت ہی کہ جب اس بی بی کی حالت ہوئی حضرت نے انکی کفن کے واسطے اپنا لباس عنایت فرمایا اور جب انکی قبر کھدوائی اپنے دست مبارک سے پاک کیا اور لحد اپنے دست شریف سے بنائی اور اول آپ قبر میں لیتا اور دعا کی کہ اہل میری مان کو بخش اور رحمت تعلیم کر اور اسکی قبر کو کشادہ کیجئے محمد عبدک و جمیع انبیاء ک صحابہ عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ کیسے ساتھ ایسا کیا حضرت نے فرمایا کہ میں نے اپنا لباس اس واسطے دیا تا جنت کا بہر لباس اسکو ملے اور اسکی قبر میں اسواسطے لیتا تا اسکو قبر کا حفظ نہ ہو دوسری خیابان حضرت علی کے خلیفہ شریف عثمان غنی کے بیان میں - حضرت علی کا رنگ مبارک گندم اور چہرہ شریف نہایت حسین اور نورانی تھا - اور خذہ رو و اشکال حسین تھے سر و انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنکھوں کے مانند انکی آنکھیں بھی تری اور دراز تھیں اور انکی بریش مبارک انہو تھی اور سینہ اور کندھوں پر بال تھے اور قد مبارک کچھ کوتاہ و ذیبا تھا اور سبک رفتار تھے اور سر اظہر ریال کم تھے عیسوی خیابان حضرت علی سید الانبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کنف تربیت میں لائے اور آپ پر ایمان لائے کے بیان میں - روایت ہی کہ جب امیر المؤمنین مرتضیٰ علی پر لڑکائی تھی عرب میں برا خط آیا جب ابوطالب کثیر الحال تھے ان پر تیری تنگی اور تصدیق رودنی اسلئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چچا حضرت عباس سے فرمایا کہ آپ کے برے برادر ابوطالب برا افلاس ہی چاہئے کہ ہم مدد کریں انکے فرزند کے میں ایک کو لینا ہوں آپ بھی ایک کو لیجئے تا انکو تخفیف خرچ کا سبب حضرت عباس نے اس تیر کو پسند کیا پس ابوطالب کے پاس کے ظاہر کی - اسنے کہا کہ طالب اور عقیل کو میرا پس چھوڑ دیجیو تا میرے فرزند کی سربراہی ہو انکے سوا تم کو کچھ چیتے ہو جو بیہوش جناب سرور انبیائے علی مرتضیٰ کو اور حضرت عباس کے جعفر طیار کو یا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو کمال محبت

جیسے فرزند تھے جب انکی عزت و کرامت کی ہوتی اور حضرت مسوٹ ہوئے جناب امیر نے ام المؤمنین بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ایمان دیا۔ کہتے ہیں کہ حضرت نے پیر کے روز صنعت بڑت پہنی رضی علی من کل کے دن ایمان سے مشرف ہوئے۔ و عایت ہی کہ جناب امیر سب مشاہیرین حضرت کے ساتھ رہے اور کبھی جدا نہ ہوئے جو تھی حیا بان حضرت علی کی کنیت باکر امت اور القاب فیض نصاب کے بیان میں حضرت علی کی کنیت ابو الحسن بنی اللہ ابو سبیلین بھی کہتے ہیں اور ابو ربیع بھی انہیں کی کنیت بنی کنیت انکو حضرت سے عایت ہوئی۔ امام سیریل نے تاریخ الخلفاء میں حج بخاری سے نقل کی ہے کہ پہل بن سعد سے مروی ہے کہ حضرت علی کے پاس انکے اساتذہ دوست برابر تواب تھا اس کنیت سے انکو بخاری تو بہت خوش ہوتے تھے۔ اور اس کنیت کا سبب یہ بھی کہ حضرت نے ایک روز جناب فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے مکان کی طرف تشریف ارزانی فرمایا جناب امیر حاضر نہیں تھے آپ نے دریافت کی کہ میرا ابن العکم کہاں ہے۔ بی بی نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آج میرے اور انکے درمیان کچھ گفتگو ہوئی سو خواہو کے باہر گئے اور گھر میں قیام نہ فرمایا یہ بات سنے حضرت نے حکم کیا کہ علی رضی اللہ عنہ کہاں ہیں دو تین دن ایک شخص نے جاکے یہ خبر لائی کہ مسجد میں آج فرمایا جی۔ یہ خبر سنستے ہی خود حضرت مسجد کی طرف روانہ فرزند ہوئے دیکھتے کیا ہیں کہ مسجد میں بلا فرش زمین پر بیٹھے ہیں اور انکی پشت مبارک کو مٹی لگی ہے حضرت نے یہ دیکھ کر اپنے دست مبارک سے وہ مٹی جھٹک دی اور پشت مبارک کو پاک کیا اور کمال شفقت اور مسرت سے انکو پکارا کہ قحط یا ابا تراب اس روز سے یہ کنیت مشہور ہوئی۔ اور حضرت علی کے القاب سے رضی اللہ عنہ و اسرار اللہ ذکر اور محبوب المؤمنین میں پہلی روشن آیتوں کی تفسیر میں کہ جناب رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئیں طہران اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ قرآن مجید میں جہاں یا ایہذا الذین آمنوا کا خطاب آیا ہے اس جماعت کے امیر اور اس کردہ میں تشریف حضرت علی ہیں۔ اور ابن عباس نے اس کے بیان کیا کہ حضرت علی کی شان میں تین سو آیتیں نازل ہوئیں کذا فی تاریخ الخلفاء للسیوطی غرض جناب امیر کی شان میں آیات کثیرہ وارد ہوئیں بیان انسے مختصر کی گئی جانی میں از بخیر یہاں آیت یہ بھی سورہ بقرہ میں آئی ہے الذین یفقیہون اموالہم باللیل والنہار ستر او علیہ لایسۃ یمنے جن لوگوں نے خرچ کرتے ہیں اپنے مالوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں رات اور دن میں پوشیدہ اور ظاہر فکرم آخر ہمنہ عندکم سوائے انکے صدقات کا ثواب جیسا ہی انکے پروردگار کے پاس و کا خوف علیکم و کا حکم یخترتونی اور نہیں ہی انکو خوف اور دوسے غلین ہو گئے۔ چاہے ابن عباس سے نقل کرنا ہی کہ یہ آیت حضرت علی کی شان میں نازل ہوئی اس کا سبب تو یہ ہے کہ حضرت علی کے پاس چار درہم تھے انہوں نے ایک درہم رات میں اور ایک دن میں اور ایک پوشیدہ اور ایک ظاہر صدقہ دیا تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کو بلا کے دریافت کی کہ تم نے اس طرح خیرات کی کیا

کہا وہ تھا۔ جناب میر نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میں نے صدقہ کے اطور جب ان چہار قسموں کو خارج نہیں کیجیے ان سب اقسام کو انزام کیا اس امید پر کہ اللہ تعالیٰ اسے ایک قسم کا صدقہ بھی اپنے کرم سے قبول کرے **ووسری آیت** جو سورہ مائدہ میں آئی ہے اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ اٰمَنُوا یُنْفِقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ حَتّٰی لَا یَسْلَمَ مِنْهُمْ شَیْءٌ اللّٰهُ تَعَالٰی ہُوَ اَوْلٰی اَوْلِیَّائِہِمْ

رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ روایت ہے کہ جب عبداللہ بن سلام نے یہ آیت سنی کہا رَضِیْنَا بِاللّٰهِ وَرَسُولِہِ وَبِالْمُؤْمِنِیْنَ اَوْلِیَاءَ پھر اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی صفت بیان کرنا ہی اَلَّذِیْنَ یَقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَہُمْ رَاکِعُوْنَ قائم کرنے ہیں نماز اور دینے ہیں زکوٰۃ حالانکہ دے خشوع اور فروتنی کرتے ہیں اپنی نماز اور زکوٰۃ میں یہ حال مخصوص ہی ساتھ یوتون الزکوٰۃ کے یعنی اپنی حالت رکوع میں صدقہ دیتے ہیں۔ تفسیر نبوی میں لایا ہے کہ ابن عباس اور سدی نے کہا کہ یہ آیت حضرت علی کی شان میں نازل ہوئی۔ اسباب نزول میں لائے ہیں کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک روز اپنے حجرہ شریف سے مسجد نبیف کی طرف تشریف شریف ارزانی فرمائی۔ صحابہ نماز میں مشغول تھے بعضے قیام میں تھے بعضے رکوع میں حضرت کی نظر مبارک سایل پر پڑی سو دریافت کی کہ کیسے کوی چیز بگودی رہی۔ تب اسنے ایک روپے یا سہنے کی انگٹری حضرت کو بتلانی آپ نے پوچھا کہ تجھے یہ انگٹری کیسے عطا کی۔ اس فقیر نے جناب مرتضیٰ علی کی طرف اشارہ کیا حضرت نے پوچھا کہ کس حال میں بگودیا سایل نے کہا اَعْطَانِیْ وَہُوَ رَاکِعٌ یعنی حالت رکوع میں مجھ کو عنایت کی حضرت نے یہ سنے کال خوشی سے تکبیر کی **میسری آیت** جو سورہ آل عمران میں آئی ہے مِّنْ اٰیِ ہِیْ فَمَنْ حَاجَّكَ فِیْہِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ یعنی جسے تیرے ساتھ خصوصیت اور مجاہد کر گیا ہی میرے رسول اسین یعنی عیسیٰ کے باب میں۔ بعد اسکے کہ آیا مجھ کو علم اس بات کا کہ عیسیٰ رسول اور بندہ ہی اَفْقَلُ

تَعَالٰوْہِمْ تَرْوِیْہِمْ اَوْ لَوْ یُنْفِقُوْنَ اَمْ لَیْسَ لَہُمْ اٰیٰتٌ مِّنْ رَّبِّہِمْ یَوْمَئِذٍ اَلَمْ یَلْمِزْہُمْ اَنْ یَّکُوْنُوْا اٰیٰتٌ مِّنْ رَّبِّہِمْ اَوْ لَیْسَ لَہُمْ اٰیٰتٌ مِّنْ رَّبِّہِمْ یَوْمَئِذٍ اَلَمْ یَلْمِزْہُمْ اَنْ یَّکُوْنُوْا اٰیٰتٌ مِّنْ رَّبِّہِمْ اَوْ لَیْسَ لَہُمْ اٰیٰتٌ مِّنْ رَّبِّہِمْ یَوْمَئِذٍ اَلَمْ یَلْمِزْہُمْ اَنْ یَّکُوْنُوْا اٰیٰتٌ مِّنْ رَّبِّہِمْ

بلادین ہم ہمارے فرزندوں اور تمہارے فرزندوں کو اور ہمارے عورتوں کو اور ہمارے نزدیک کو تم بتہل پس جید کرین تفرع اور دعاین یا لعنت طلب کرین فَبَجْعَلْ لَّعْنَتَہُ اللّٰہِ عَلَی الْکٰذِبِیْنَ پس کرین ہم لعنت اللہ تعالیٰ کی جھوٹوں پر۔ اس آیت کا سبب نزول یہ ہے کہ ہجران کے انصار نے مدینہ منورہ کو آکے عیسیٰ علیہ السلام کے باب میں بحث کیا حضرت نے ہر چند انکو سمجھا یا اور دلیلین قائم کیں کہ عیسیٰ علیہ السلام خدا نہیں بلکہ بندہ خدا ہیں۔ لاکن انصار انکی کجی اور کج فہمی سے باز نہ آئے تب یہ آیت نازل ہوئی اور مباہلہ کا حکم آیا تب حضرت نے انکو بلوایا کہ ہر چند ہم نے دلیلین قائم کیں لاکن تم نے مانا بلکہ عناد و منازعت برپا یا اب آؤ کہ تم ہم مباہلہ کرین تا سچا جھوٹے سے اور حقیقی تمہل سے جدا ہو جاوے۔ انصار نے اس بات راضی ہو کے زمان و مکان مقرر کیا دوسرے روز حضرت رسالت پناہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو اپنے گود میں لئے ہوئے اور امام حسن رضی اللہ عنہ کا ماتہ پکڑے ہوئے اور جناب فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو اپنے پیچھے اور علی

مرقعی کہ اللہ جبار کے واسطے پیچھے رکھے ہوئے رہا ہو اور انکو حکم کیا کہ جب میں دعا کروں تم آمین کہو جب دعا پیشوا جبرائیل
 نے حضرت کو آپ کے اہلبیت کے ساتھ دیکھا بہت گھبراہٹ اختیار کیا کہ یا رسول اللہ! میں نے جو لوگ آپ کے ساتھ مبارک کرتے ہیں بہت
 پرہیز کر دے قسم ہی اللہ تعالیٰ کی کہ میں بزرگوں کے مبارک چہرے میں دیکھتا ہوں تو ایسے ہیں کہ بڑے اگر اللہ تعالیٰ سے چاہیں کہ
 پیادوں کو انکی مجلس سے ذلیل کر دے یقین ہی کہ اللہ تعالیٰ ذلیل کر دے گا۔ پس میں تمہیں جانتا ہوں کہ اگر تم نے مبارک کر دے
 دوسرے زمین پر کوئی نافرمانی پائی نہ بیجا پس نصار اگر گھبراہٹ میں مصالحت پر ماضی ہوئے کہ ہر سال دو بار دو مرتبہ اللہ تعالیٰ
 مسلمانوں کو دیا کریں۔ حضرت نے فرمایا کہ بھون کے نصار اگر میرے ساتھ مبارک کرتے اللہ تعالیٰ انکو بندہ اور غزیر کی خدمت
 میں رکھ دے انہیں پر اکتسبے جانی سب اہل بھڑاں اور اسکے ہندو سے بھی انکے حکامات میں ہلاک ہو جاتے ہیں چھ ایت
 جو سورۃ اعراب میں آئی ہے اِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا
 سوائے اسکے نہیں کہ چہ تھا! اللہ تعالیٰ نے کہ مجاہد سے تمہارے سے گناہ اہل بیت پیغمبر پاک کر دے مگر ہر پاک کرنا
 زاد اللہ سر دوسرے معتبر تفسیر بن لاسہ بن کہ اہلبیت کا لفظ عام ہی حضرت کی ازواج مطہرات و عیال و اولاد و اہل بیت
 میں داخل ہیں۔ اسباب نزول میں آیا ہے کہ ام المؤمنین بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم نے ایک روز میرے گھر میں ایک گھیر ہر چو آپ کے فرش کے لئے رکھی تھی تشریف رکھی ایسے میں جواب
 خاطر ہر بار رضی اللہ عنہا نے سستی رات کے ساتھ کچھ گوشت بچا کے حضرت کی خدمت میں لے آئیں حضرت نے فرمایا کہ اہل بھڑاں
 اور حسنین کریں کو بھی جلائے آئے تاہم سب کا کھنہ ہو دین۔ تب بی بی نے امینن بالا میں جب کھانے سے فراغت حاصل
 ہوئی حضرت نے دو کنبل لیں ہر تالی عدد دیا کہ اہل بھڑاں میری اہلبیت ہیں جس کو ان سے دود کہہ دے انکو پاک کیجئے۔ تب یہ
 آیت نازل ہوئی۔ بی بی ام سلمہ کہتے ہیں کہ حضرت دعا کر کے دفت میں نے میں اپنا سر اس گھیر کے نیچے کیا اللہ کی کہ ہر بار
 اللہ کیا میں آپ کی اہلبیت سے نہیں فرمایا کہ ان نشان اللہ تعالیٰ ایک روایت ہی کہ ارشاد کیا اِنَّا كُنَّا عَلَىٰ خَيْرٍ مِّنْهُ تَوْفِيرٍ
 ہی۔ تفسیر دوسرے معتبر تفسیر میں انس بن مالک سے منقول ہے کہ اسکے بعد نماز کے وقت حضرت کا گدڑ جب غار بن حنت
 کے گھر پر پرتا تو فرماتے اَلصَّلٰوةُ اِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا
 تَطْهِيرًا پانچویں آیت جو سورۃ شوریٰ میں آئی ہے قُلْ اَسْتَغْفِرُكُمْ عَلٰی مَا جَرٰ اِلَيْهِمْ اَمْرٌ اَمْرٌ
 میں نہیں چہتا ہوں تمہارے سے اس پر لینے ایسا غریبالت ہے کہ فرزدی۔ اور کوئی پیغمبر دعوت کی فرزدی اپنی امت سے
 طلب نہ کی ہی۔ تب بیان میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ کو
 تشریف لائی اکابر نصار آپ کی خدمت میں آنکے عرض کی کہ یا رسول اللہ! آپ ہمارے خواہر زادے اور دین میں ہمارے
 پیشوا اور راہ و کھانے والے ہو۔ ہم دیکھتے ہیں کہ آپ کے اغراضات کثیر ہیں مگر حکم جو ہم اپنی خوشی سے نمودر مال
 جمع کر کے خدام آستان معلیٰ کے تحویل کرتے ہیں تاہم اپنے حوائج میں صرف کریں۔ اور خاطر مبارک کو فراغت حاصل ہو

تب یہ آیت نازل ہوئی کہ کہہ دے اے رسول مقبول کہ میں تبلیغ رسالت پر تہہ در تہہ سے مزدوری کی طمع نہیں رکھتا ہوں
 اَلَا الْمُوَدَّةُ فِي الْقُرْبَىٰ مگر دوستی چہتا ہوں خویشی میں لینے قریش کو چاہئے کہ مجھے دوست رکھیں اس رشتہ قرابت
 کی سبب جو ان کے ساتھ رکھتا ہوں۔ جب انکو اسباب کا اقتحار ہی کہ ہم صلہ رحمی کی بری رعایت کرتے ہیں سو قریش سے کوئی
 قید نہ بنیں مگر مجھے اسکے ساتھ ایک قرابت کا رشتہ ثابت ہی۔ پس چاہئے کہ میری یاری میں کرنا نہ میں اور میرے ساتھ شعیبی
 نکرین یہ قول قتادہ کے نسبت بہت واضح ہی۔ اور دوسرے مفسرون نے کہا ہی اس سے مراد موت ثابت ہی ذوالقرنی
 تین لینے میں نے رسالت کی مزدوری نہیں چہتا ہوں لیکن چاہئے کہ میرے خویشوں کو دوست رکھیں۔ ابن عباس سے
 منقول ہی کہ صحابہ اس آیت کے نزول کے بعد عرض جناب کی کہ یا رسول اللہ آپ کے خویشوں کے ساتھ جو دوستی رکھنے کا
 حکم آیا دیے کون بن فرمایا کہ علی وفاطمہ حسن حسین رضی اللہ عنہم معارف النزل میں لایا ہی کہ سعید بن جبیر اور عمر بن شعیب
 اسی بات پر آئے ہیں کہ اَلَا الْمُوَدَّةُ فِي الْقُرْبَىٰ کی معنی حضرت کے ارباب قرابت اور عزت کے ساتھ دوستی کرنی ہی
 خصوصاً فاطمہ زہرا و علی مرتضیٰ بعدہ ہر دو صاحبزادے کہ جن کی شان میں آیت ظہیر نازل ہوئی۔ زین بن ارقم نے رسول اکرم
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہی کہ فرمایا اِنِّی تَارِکٌ فِیْکُمْ الثَّقَلَیْنِ کِتَابُ اللّٰہِ وَاہْلُ بَیْتِی اَذْکُرْکُمْ
 اللّٰہُ فِی اَہْلِ بَیْتِی قَبْلِ لَیْسَ بِنَزْدِی اَرْقَمُ مِّنْ اَہْلِیْہِ قَالَ لَیْسَ عَلِیٌّ وَاَلْ عَقِیْلُ وَاَلْ جَعْفَرُ وَاَلْ عَبَّاسُ
 انتہی۔ اور یہ حدیث مشکوٰۃ میں اس لفظ سے آئی ہی اَنَا تَارِکٌ فِیْکُمْ الثَّقَلَیْنِ لینے میں چھوڑ جاؤں لاہوں تمہارا درمیا
 دو چیز بھاری اور نفیس اُولَہِمَا کِتَابُ اللّٰہِ فِیْہِ الْہَدٰی وَالنُّوْرُ ان ہر دو سے پہلی چیز قرآن مجید ہی اس میں
 ہدایت اور روشنی ہی لینے اعمال کا بیان روشن ہوتا ہی فَخِذْ وَاَبْکِتَابِ اللّٰہِ وَاَسْتَشْکُوْا بَہِ پس عمل کرو
 خدا کی کتاب پر اور دستاویز کرو اور استوار پڑو اسکو فَخِذْ عَلٰی کِتَابِ اللّٰہِ وَمَرْغَبِ فِیْہِ پھر حضرت نے ہمیں
 قرآن کو دست آور کر نے اور اس پر عمل بجالانے کے لئے بہت ترغیب و تحریص فرمائی ثُمَّ قَالَ وَاہْلُ بَیْتِی اَذْکُرْکُمْ
 اللّٰہُ فِی اَہْلِ بَیْتِی اَذْکُرْکُمْ اللّٰہُ فِی اَہْلِ بَیْتِی پھر حضرت نے فرمایا کہ دوسری چیز میرے اہل بیت ہیں میں نے انہیں
 اللہ تعالیٰ کو یاد دلانا ہوں میری اہل بیت کے باب میں لینے اسکے عذاب سے ڈرانا ہوں تم کو ان کے حقوق بجالانے پر تعصیر
 کرنے پر محضی رہے کہ بیت تین قسم پر ہی بیت نسب اور بیت سکنی اور بیت ولادت پس نبو ماشم اولاد عبد المطلب کا
 جہت سے حضرت کی اہل بیت میں داخل ہیں اور جد قریب کے اولاد کو بھی اہل بیت کہتے ہیں۔ اور حضرت کے ازواج
 مطہرات اہل بیت سکنی ہیں جو حضرت کے گھر میں سکونت رکھتے تھے۔ اور حضرت کے اولاد امجاد آپ کے اہل بیت ولادت
 ہیں اگرچہ حضرت کے سب اولاد پر اہل بیت کا لفظ اطلاق پایا ہی لیکن علی مرتضیٰ و فاطمہ زہرا و امام حسن و امام حسین
 سلام اللہ علیہم اجمعین حضرت کی سب اولاد میں مزید فضل و کرامت کے سبب مخصوص اور ممتاز ہیں اور ان کے فضائل
 اور مناقب میں بہت سے حدیثیں وارد ہیں۔ اور شیخ ولی مقتدا حکیم علی ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نوادر الاصول

میں لایا ہی کہ بیت دومین بیت تن و میت ذکر یہی دو بیت کے سبب عالم کی آبادی اور ظاہر و باطن میں ہونا
 کی درستی ہوئی ہی۔ بیت جسم کے ساکن حضرت کے اہل و عیال اور آپ کے اولاد مصری ہیں۔ اور بیت ذکر کی ساکن
 علماء اور انقیاد ہیں جو اس جناب کے اولاد و منوی ہیں خاندان دین کا استحکام اور بنائے شریعت کا انتظام انہیں سے ہی
 اور کئی فوج کی مثال انہیں کے شان بن صادق آتی ہی۔ اور جس شخص کی ذات میں یہ ہر دو صفت یعنی نسبت دینی اور
 نسبت طینی حج آدمین وہ اپنے غیر سے اتم و اکل ہی جیسے بعضے اولیاء سے کہ ام جو علم و سیادت اور ولایت کے جامع
 ہیں اور جو اسکے نسبت طینی کی تقدیم و تعظیم اور ادائے حقوق واجب و لازم ہی ہلکنا اقال الحکیم ذکرہ فی شرح
 مشکوٰۃ للامام و دوسری روش ان حدیثوں کے بیان میں جو حضرت علی کی
 فضیلت میں آئی ہیں امام احمد و نسائی اور دوسرے ایئمہ کہتے ہیں کہ دوسرے صحابہ کی نسبت حضرت
 علی کی شان میں بہت سے حدیثیں آئی ہیں۔ امام سیوطی نے کہا ہی کہ اسکا سبب یہ ہی کہ جب حضرت علی متاخر ہیں اور
 انکے زمانے میں اختلاف رو دیا اور مخالفوں نے ان پر خروج کیا۔ اس واسطے عالموں نے چاہا کہ جناب امیر کے خلاف
 منتشر کریں تا مخالفوں کے رد کا سبب ہو اس لئے اکثر صحابہ بن حدیثوں کی روایت کرتے تھے و لا خلفاے خلافت کی
 شان میں بھی بہت سے حدیثیں وارد ہیں کذا فی شرح مشکوٰۃ پہلی حدیث جو سعد بن ابی وقاص
 کی روایت صحیحین میں آئی ہے کہ جب حضرت نے غزوہ تبوک کا ارادہ فرمایا جناب امیر کو اپنے اہل و عیال کی حفاظت
 کے لئے مدینہ میں رہنے کا حکم کیا۔ تب انہوں نے منعم و دیگر حضور نبوی میں آئے اور عرض کی یا رسول اللہ کیا مجھے
 عورات اور بچوں میں چھوڑ جائے ہر۔ تب حضرت نے فرمایا انت رستی بمثل لہ ہارون یعنی کہ یا ہارون
 سے راضی نہیں کہ تیری نسبت میرے ساتھ ایسی رہے جیسے ہارون کی نسبت موسیٰ کے ساتھ تھی کہ جب موسیٰ نے طور پر
 گئے اپنے بھائی ہارون کو اپنی قوم میں خلیفہ کیا کہ انا لہ کافیتی بعیدی مگر فرق یہی ہی کہ میرے بعد پیغمبر ہیں
 ہارون ہی تو نہیں شیعہ اس حدیث کو مشک کہ کہتے ہیں کہ حضرت کے بعد خلافت جناب امیر کا حق ہی۔ علامہ
 اہل سنت جواب دیتے ہیں کہ اس حدیث سے جناب امیر کی فضیلت ثابت ہوتی ہی نہ حضرت کے بعد انکی خلافت
 کیونکہ ظاہر حدیث یہی ہی کہ حضرت نے جناب امیر کو غزوہ تبوک کو جانشین کے وقت اپنے غیبت کے ایام میں خلیفہ مقرر کیا
 جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام نے طور پر جانشین کے وقت اپنے غیبت میں اپنے قوم میں ہارون کو خلیفہ کیا تھا۔ اور ہارون
 فرموسیٰ کے خلیفہ نہ ہوے کیونکہ ہارون کی رحلت موسیٰ سے چالیس سال کے ہوئی علیہما السلام۔ اور حضرت نے
 اسی غیبت کے ایام میں عبد اللہ بن ام مکتوم کو امامت غار کے لئے اور جناب امیر کو اپنے اہل و عیال کی نقد کے لئے
 خلیفہ مقرر کیا تھا اگر خلافت مطلق ہوتی حضرت کو ہی امامت کا حکم فرماتے بلکہ وہی اولی و اہم تھے کہ انکی شرح مشکوٰۃ
 ردین جنس جو کبار تابعین سے ہی جاہلیت اور اسلام کا زمانہ پایا ساٹھ سال جاہلیت میں رہا اور ساٹھ سال اسلام

ہیں۔ اور بعضوں نے اسکی عمر ایک سو تیس۔ اور بعضوں نے ایک سو پچاس۔ اور بعضوں نے ایک سو ساٹھ سال کی بھی کہا
 بنی اور وہ عبداللہ بن مسعود کے یاروں سے اور اکابر علامہ غزالی سے تھا سو روایت کی ہے کہ قَالَ عَلِيٌّ وَالَّذِي فَلَاقِي
 الْجَنَّةَ عَلِيٌّ قَتَضِي لِي فَمَا يَكُنْ قِسْمِي اس پر درود گار کی کہ جسے شوق کیا داسے کو وَبِئِ السَّخَاةِ اور پیدا کیا خلق کو لعہد النبی
 اکملی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَنْ لَا يَجِيْتَنِي الْاُمُومِيْنَ وَلَا يَبْعُثْنِي الْاِمْنَانُ مقرر عہد کیا اور وصیت
 کی مجھے حضرت نے کہ دو سے نہ کھینکا کچر کو مگر مومن۔ اور دشمن نہ کھینکا مجھے مگر منافق۔ پس حضرت علی کی محبت ابان کی علامت
 اور انکی دشمنی نفاق کی نشان بنی اعادنا اللہ مہار روایت کی اس حدیث کی سلم نے **دوسری حدیث جو ترمذی**
 میں آئی ہے عن عمران بن حصین اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ عَلِيًّا مِنِّي وَاَنَا
 مِنْهُ عمران بن حصین نے جو قدما اور فضلاء صحابہ سے بنی اور ملا ایک جسکی زیارت کے لئے آتے تھے روایت کی ہے کہ
 حضرت نے فرمایا کہ مقرر علی میرے سے بنی اور میں علی سے ہوں۔ یہ کنایہ بنی کمال اتحاد و اخلاص سے وهو ولی کل
 مومن اور علی ہر مسلمان کا ولی اور دوست اور درو گار بنی **تیسری حدیث جو مشکوٰۃ میں آئی ہے عن البراء**
بن عازب و مزید بن ارقم اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَمَّا نَزَلَ بِغَدِيرِ خُمٍ
 براء بن عازب اور مزید بن ارقم جو ہر دو مشاہیر صحابہ اور مخلصان جناب علی قرضی سے ہیں روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت نے
 حجۃ الوداع سے مراجعت کی اور غدیر خم پر جو جعفر کے پاس حرین ثریض کے درمیان ایک جگہ مشہور ہے نزول کیا اخذ
 بید علی حضرت علی کا ہاتھ پکڑا ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت نے پالان شتر کا ایک منبر بنوایا اور اس پر سوار ہو کر حضرت
 علی کا ہاتھ پکڑا فقال السَّخْمُ تَقْلُونَ اِلَيَّ اَوَّلِي بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ اور فرمایا کہ اے تم نہیں جانتے ہو
 کہ میں بہت دوست اور بہت نزدیک ہوں مسلمانوں کے ساتھ انکی نفوس سے۔ یعنی میں حکم نہیں کرتا ہوں مومنوں کو مگر جسین
 کہ دینا و آخرت کی خوبی جو بخلاف انکے نفوس کے کہ کہی بدی کا بھی حکم کرتے ہیں قالوا ایکی اب حاضر دن نے یہ نکلے کہا کہ
 ایسا ہی بنی جیسا آپ نے فرمایا فقال اللَّهُمَّ مَنْ كُنْتُ مَوْكَاهُ فَعَلَى مَوْكَاهُ پس فرمایا کہ خداوند میں جیسا مولیٰ
 ہوں پس علی اسکا مولیٰ اللَّهُمَّ وَالِ مَنْ وَاكَاهُ اَللّٰهُ دُوسْت رُكْحًا اسکو جو علی کو دوست رکھے وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ
 اور دشمن رکھ اسکو جو دشمنی رکھتا ہے علی سے۔ اور ایک روایت میں آیا ہے وَاحِبٌ مِّنْ اَحِبِّهِ وَابْغَضٌ مِّنْ
 ابْغَضِهِ وَانْقَضَ مِّنْ نَّصْرِهِ وَآخَذَ لِمَنْ خَذَلَهُ یعنی یاری دے اسکو جو یاری دیوے علی کو اور چھوڑ دے
 اور یاری نہ دے اسکو جو چھوڑ دیوے اور یاری نہ دیوے علی کو وَاذِرِ الْحَقَّ مَعَهُ حَيْثُ كَانَ رُكْحًا اور گردان
 حق کو علی کے ساتھ جس طرف کردہ رہے فَلْيَقْبِهِ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بَعْدَ ذَلِكَ فَقَالَ لَهُ هِنَا يَا
 ابْنِ اَبِي طَالِبٍ پس ملاقات کی عمر نے انکے ساتھ اسکے بعد اور کہا اے خوشی ہو تم کو اے فرزند ابی طالب اَصْحَتَ
 وَاَمْسَيْتَ مَوْلَى كُلِّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ کہ تم مسلمانوں سے ہر مرد و عورت کے مولیٰ ہوے روایت کی ہے

خلافت حضرت علی

۴۴۴

بیان قوت و شجاعت کو

[illegible]

انفع الناس ودر بیت واضح گزینے البتہ ایسا فرماتے ہیں کہ یا ایہا الناس هذا والی امرہم والقائم علیکم بعدی فاسمعوا واطیعوا پھر شاذ بدست نے فرمایا کہ قسمی اللہ تعالیٰ کی کہ اگر خدا و رسول حضرت علیؑ کو اس کام کے لئے اختیار کیے اور جزت علیؑ خدا و رسولؐ کا حکم پی نہ لاتے تو بہر خطا مند ہوتے تب ایک شخص نے کہا کیا حضرت نے نہیں فرمایا میں نے کنت مولاہ فعلی مولاہ حسن الشبی نے جواب دیا کہ آگاہ رہ قسمی پروردگار عالم عزت شانہ اگر کہ اگر حضرت اس سے خلافت کا ارادہ کرتے صاف اور صریح ارشاد فرماتے جیسے نماز اور زکوٰۃ کا حکم صاف کرتے تھے

ایسا کہ پریت یا ایہا الناس ان علیا والی امرکم من بعدی والقائم فی الناس بامری کذا فی اثنا عشریۃ والكلام فی هذا اللقاء طویل من شاء فلیرجع الیہ جو کچھی حدیث

برسکوة میں امام احمد کی روایت سے ابی بنی عن علی رضی اللہ عنہ قال قال لی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فیاک مثل بن عینی یعنی حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ مجھے حضرت نے فرمایا کہ میرے میں عیسیٰ علیہ السلام کی شباہت ہے الغصنۃ الیہ وحی بھنوا اللہ کہ دشمن نے کہا انکو بیوہ کے بیان تک

کہ بیتان کیا انکی ان مریم علیہا السلام پر واجبتہ النصر حتی انزلوہ بالمشراۃ التی لیسث لہ اور دوست رکھا انکی نصار پہنے بیان تک کر کے آیا انکو اس مرتبے میں کہ ثابت نہیں تھے لے یعنی انکو اللہ اور ان

کو انور باندہ منہا ثم قال یملاک فی وجلاں پھر حضرت علیؑ نے کہا کہ ہذاک ہو گئے دوسرے سبب سے حججہ

مغیرتہ دیر کلنی بما لکین فی یہا مجھے دوست رکھنے والا حدیث گذر نیوالا جو میری توصیف ایسی کرتا ہے جو میرے میں نہیں

ہی اس بات پر کہ میرے پر بیتان کہتے ایسی چیز سے جو میرے درمیان نہیں اور اللہ تعالیٰ اس سے مجھے پاں کھا ہی رہا ہے کے مطابق مشیہ اور خوارج میں جو افراط و تفریط میں آپس میں اور حد تو ہے و شرائط حقہ از بہت و عجا

کے نصیب ہوئی الحمد للہ علی ذلک پہلی شاخ حضرت علیؑ کے خصوصیات کے بیان میں جناب امیر کے خلیصے بیت میں از انجملہ یہ کہ کہتے اللہ میں اتنا تولد ہوا۔ اور انکی موانات حضرت کے ساتھ ثابت ہے

یعنی حضرت نے جب ہاجرین و انصار میں ایک دوسرے کے ساتھ برادری باندھی۔ جناب امیر کی برادری کیے ساتھ مقرر کی تب انہوں نے روئے ہوئے حضرت کی خدمت میں آئے اور عرض کی کہ آپ میری مداخلت کیے ساتھ مقرر نہ فرمائی۔ حضرت نے فرمایا کہ تم دنیا و عقبی میں میرے بھائی ہو۔ اور حضرت نے انکی اولاد کو اپنے اور فرمایا۔ اور انکی

منزلت اپنے ساتھ ایسی ثابت کی جسے حضرت مارون کی منزلت حضرت موسیٰ کے ساتھ تھی مگر اتنا ہی فرق کہ حضرت مارون بنی تھے حضرت علیؑ بنی نہیں۔ اور حضرت نے ارشاد کیا کہ میں جبکہ مولا ہوں علیؑ مولا ہوں بنی۔ اور فرمایا

کہ ذراں علیؑ کے ساتھ ہے اور علیؑ قرآن مجید کے ساتھ۔ اور حضرت نے علیؑ کے زمانے میں بھوکے ہی بہت کو سجدہ

نہ کیا تھا اس سبب اس خطہ لفظ کرم اللہ وجہہ اہلبین کے ساتھ حاضری دوسری شاخ حضرت علی کے
 اولیات کے بیان میں آپ کے اولیات بھی زیادہ ہیں اور ان کے اپنے پروردگار ہر دو کی طرف سے
 ہاشمی ہیں۔ اور بنی ہاشم سے جنے اول بیان دیا آپ ہی میں اور جو کہ اول جنے دیا آپ ہی میں اور باغبین سے
 اول جنے قال کیا آپ ہی میں اور بنی اہل بیت سے پہلے امام آپ ہی میں پہلا کل حضرت علی کے
 تعداد روایات کے بیان میں جناب امیر نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو حدیثیں
 کی ہیں جلد ہاشمی پر مجھے ہیں۔ اور بہت سے صحابہ نے روایت کرتے ہیں جیسے عیسیٰ بن مریم و محمد بن الحنفیہ و عبد اللہ
 بن مسعود و عبد اللہ بن عمر و عبد اللہ بن عباس و عبد اللہ بن الزبیر و ابو موسیٰ و ابن مسعود و ثوبان و جابر بن عبد اللہ و ابیہ
 و ابو الطفیل و ابو ہریرہ و ابو سعید و جہیب و زید بن غائب و غیرہ۔ اور بہت سے تابعین بھی ان سے روایت کرتے ہیں
 جیسے ان کے تینوں فرزند ارجمند عباس و محمد و عمر و عبد اللہ و طارق بن شہاب و غیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم و دوسرے
 حضرت علی کے قوت و شجاعت کے بیان میں سبحان اللہ جناب امیر کی شجاعت و قوت
 اتفاق ہی اس آپ کی کثرت شجاعت پر رب کا اتفاق۔ اللہ تعالیٰ نے اُنکی ذات میں ایسی شجاعت اور جفاغروی بخشی تھی کہ
 اس صفت میں کوئی ان کا ثانی نہیں تھا۔ روایت ہی کہ جب حضرت کی خدمت میں جبریل امین نے شب کے وقت حیرت
 حکم لے آیا تب حضرت نے جناب امیر کو بلا کے فرمایا کہ اب مجھے حیرت کا حکم آیا ہے میں اپنی یہاں سے روانہ ہوتا ہوں تم میرے
 میری چادر اٹھ لے کر میرے فرش پر لیت جاؤ۔ اور دو گون کی اماستین چیرے پاس میں دوسرے دن دسے سب کے
 نالگوں کو بیچا دیکے جلد میرے سے آؤ جناب امیر نے یہ حکم سنے بری خوشی سے حضرت کی سبز چادر اٹھ لے کر آپ کے
 فرش مبارک پر امام کا حالانکہ اس شب میں جان کا خطر تھا کہ یہ تکب کفار قوٹش متفق ہو کے یہ ارادہ کیا تھا کہ حضرت
 خواب گاہ میں جا کے فرش مبارک پر ہی آپ کو قتل کریں پس ویسے وقت میں جناب رضی علی نے حضرت کے فرش پر
 استرحت کی اور ان کو اللہ تعالیٰ پر اس قدر توکل تھا کہ بے غریبی نیند لگتی یہاں تک کہ خورائے مارنے لگے تب جناب امیر کی
 مبارک آنکھیں سال کی تھی باقی قصہ لبط کے ساتھ جہان السیرین مذکور ہی۔ غرض یہ بات حضرت علی کی شجاعت پر دلالت
 اور غرور و جبر میں ایسی جفاغروی کی کہ ایک فرشتے نے کہ جب کا نام صفوان تھا انا از بندہ سے مذاکرہ کا کافی کا اٹھلے
 بیٹے نہیں جواز دگر علی۔ اور غرور و اعدین کا خون کی ہلک جاعت کبیر نے جب حضرت کا قصد کیا تب جناب امیر نے
 تنہا اُن حکم کر کے انکی جاعت کو متفرق اور پریشان کر دیا اور سات کا فر قتل کیا اس جنگ میں ایسی جفاغروی کی راہ
 دی کہ حضرت نے نہایت خوش ہو کے فرمایا اللہ تعالیٰ و انا منہ یعنی میں اس سے ہوں اور وہ میرے سے ہی خبر
 لے گا کہ میں تم دونوں سے ہوں۔ اور غرور و احزاب میں عمر و بن عبد جرم کا پہلو ان میں جتنا موراد تراخت کا فرقا
 جب جنگ ہوا جناب امیر نے اس کے ساتھ مقابلہ کر کے اس کو قتل کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ علی رضی کا یہ جنگ افضل اعمال

امت بی۔ اور دوسرے غزوات میں انہی سے جو شجاعت ظاہر ہوئی شہرہ ہوئی خصوصاً جنگ خیبر میں جو داد شجاعت دی اور فتح و نصرت جو انہیں کے ہاتھ پر ہوئی شہرہ آفاق ہی اسکا کچھ بیان مختصر یہ فقیر نے جو جان السیر میں لایا ہی بیان لکھا جاتا ہی

فتح لیکن اسکی بردست علی نقل ہی کتب کہا شاہ اہم حق تعالیٰ نے ایسکے ہاتھ پر سعد کہتا ہی کہ نزد مصطفیٰ اور کہتا ہی عمر عالی وقار بعض کہتے تھے قریشانی کہ وہ ہرگز دیکھ سکتا ہی تھا الغرض اسکو بلا خیر البشر بکتر خاص اپنا شاہ ابنیا اور کہا جاتگ کہ خب جند کلہ طیب کی ہی اقبال پر دیکھا یک جبر یہودی کا مگر بول اپنی قوم کو تب وہ بکا کیونکہ اوصاف و شجاعت کیا اسکے نیزے کا شان تھا میں بعد اسکا بھائی مر جہ اگیا اسکے چاٹا تاکرے حیدر پر وار غازیان حمہ کے سب جیکہ نہ کوئی کیا یک ضرب اسکے ہاتھ تب علی از قدرت ربانیہ ایک لہے کاٹا تھا اسکو نقل کرتے ہیں کہ از بعد قتال کہ اتھائے اسکو آچا لیس	جیکہ غمی موقوف بر وجہی میں کل دیو و نگا ایسے کلم فتح کر دیو یگا خیبر جلد تر جاد و زانو بیتھہ کر میں اتھا میں نہ چہتا تھا اما زینہار کہ علی البتہ پاؤں وہ مراد سن بشارت وہ پڑی ہی دیا رکھ کے اسکے سر کو اپنے ران دست ہر ایسے پہنا دیا فتح نادوے نہ پھری مرقی انگو بولا اور انسے جنگ کر شاہ مردان کو زبالا حصار اب ہو مغلوب تم اور خوار اسکا دوزیت میں دیکھتے جان ہو گئے مقتول اس سے چند تن وہ یہود و نین مبارز تھا برا حلمدار انہہ حیدر ذوالفقار پاے دوزخ ستار سردار ہرود دست حیدر گری ہی تب کر پایا ایسا قوت روحانیہ لیکے اس در کو بنا یا ہی سپر اسکو دلا بر زمین دپڑ چلا وہ نین ہرگز ہلاک نہ ہن	حق یہہ رتبہ شاہ مردان کدیا حق تعالیٰ اور بھی اسکا رسون یہہ بشارت سنکے صحاب کرام اس وقوع پر کہ لشکر کا علم ایک میں اس روز چہتا تھا ہی روایت چشم تب کر کر کے والا اسکے چشم میں پنا تھا اور کر میں اسکے باندہ ذوالفقار پوچھا میں جنگ کن کن جزیر پس علی آپاس قلے کے ہم پوچھا تو ہی کون ای بل لدا ہی قسم بے شہادت ریت کی باہر آیا پہلے اس قلے سے جو پس علی مرقی یک ضرب کر پس دو بکتر عمارے باندہ خود سر بسر دستار اسکی کاٹ کر اور باقی پہاگنے لاگے عل یک یہودی اسکو بے ہمتا ہو گیا یک جت میں خندق میں جب تو ز ہلا ہی سب حصار روضہ الاحباب میں گوری اور مواہب میں لکھا ہی ہے	شاہ مردان شہر بزدان کدیا دوست رکھتے ہیں اسے کہ قبل منتظر تھے اور متوقع تام جو کہ دیوے شاہ ازراہ کرم کہ مجھے دیوے امیری مصطفیٰ ایسے برا شوب اور ہر درو حق نے بخشا ہی تھا اسکو شہ اور علم اسکو دیا ہی باوقار یوں کیا ارشاد تب خیر البشر ایک بتہ پر کیا بر با علم وہ کہا میں ہوں علی مرقی ناچرے بے فتح ہرگز نہ بھی سودہ حارث تھا ہی رشتہ سرنگون اسکو کیا ہی فی السفر اور حایل کر کے دوشمیر کو زمین وزا نوکت گیا ہی جلد حیدر کر ارہٹا پیچے روان شاہ مردان نے ہر اتب جنگین اور قریظے پہنچا ہشکار پہنچا دشمنوں جنگ کارزا اور معارج میں بھی بن کہ ہاسے اسکو آستر نضر
---	--	---	--

دہ تر ہرگز اپنے جاکے ہلا	پر مشقت سے بہت سی ہوا	نبی علی کی تیرے کراہت کا فربہ	اسکی مروی اور شجاعت کا فربہ
نفس ہی جب خج خبر کی خبر	شاہ عالم سے ستائی ہی خبر	خوش بہت ہو کر حتی لایا گیا	اور علی کے جلیلہ استقامت
اور اسکو اپنے سینے سے لگا	دیکھ کر شامی پر ہوسہ ترن	بلغی تبارک اسکو پھر جیعتک والکذکر قلک الله ورسوله	اور علی کے جلیلہ استقامت
تب علی مرنے لگا ہی باقر	پوچھا شامی یا علی کا نسب	بولارو ہا ہون گئی سے میں اب	کیون قرین ہوئی ہی راضی
شاہ بدلاتین ہی تھا خوش نہیں	بلکہ خوش ہی تیرے سے ہوا	اور میکائیل و جبریل ابن	علب ہی تیرے سے راضی ہیں

حضرت علی کے علم و اخلاق کا بیان جو اس فقیر نے تذکرہ الاولیاء میں لایا ہی وہی میں بیان عقل کے ساتھ

تیسرا اہل حضرت علی کے علم و اخلاق کے بیان میں

بھر عمر خان و قرب صدق و وفا	اسد اللہ عالم الخلفا	ہرے شیریں جیسا نام	رضی اللہ عنہ بالاکرام
کی لکھنوں ناسکا علم اور اخلاق	کہ تیرا طاقت قمر ہی طاق	باب میں اس کے علم کے اشہر	خود کہا یون خدا کا پیغمبر
کہ ہون میں شہر علم کا سمجھ	اسکا دروازہ ہی علی جوہر	اور کہا اس طرح جناب امیر	گر لکھنوں فاتح کی من قہر
تو ہو ہفتاد اوشت کا وہ بار	نہ کے ہتھی کی بحر علم کند	ابن مسعود بولا ای ماہر	کہ ہی قرآن کو باطن و ظاہر
ہی علی جامع بطون و ظہور	اس نے دشمن ہی ابن ہرود	بولتا ہی امیر بھر کال	کہ قرآن سے تم جو جان نکل
نبی قسم حق کی کوئی آہٹ پاک	بہنیں اتاری تیرے تولاک	پر مجھے علم اسکا ہی حاصل	کہ وہ کہیں اب میں جوئی نازل
اور وہ کس مکان اتاری	اور وہ کسے شان اتاری	اور وہ لیل ہی پانہار ہی	رات میں بادہ دان میں ہی
کہا وہ اتاری زمین پر ہی طاق	یا کسی کوہ پر جوئی نازش	خوب میں جانتا ہوں سکا	میرا اب مجھ کو علم اسکا دیا
مورہ فاروق اعظم ای دانا	بولتا تھا علی ہی اقتضا نا	ابن مسعود یون یا ہی خیر	کہ مدینہ کے لوگ میں کچھ
ہی علی جانو فرض و قضا	اور ایسا نہیں کوئی دوسرا	اور یون عاتقہ نے فرما	کہ حدیث میں جوہر گین باقی
جو نہ پاسے میں دوسرا محاب	اسکا اعلم ہی مرقی بصواب	اور یون بولتا ہی عبد اللہ	ابن عباس ہی خدا آگاہ
کہ علی ایک سب سے فاضل	علم میں اسکو حرم کا ملکی	اور احادیث کی فقہانیت	جو وہ بخشش میں اور عبادت میں
حق دیا اسکو ایسی شان کبر	کہ نہیں شخص کوئی اسکا نظیر	الغرض ایسے ہی حدیث و	آئی میں اس بیان میں اکثر
کہا کہ یون اسکا زہر و قہر	کہ نہیں اسکا اسمیں کوئی مثل	فقر کا ہی اُسے نصیب	نہ کہہو مالک نصیب ہوا
اور خلافت میں بھی شان علی	کشور فقر کا ہی عدا وانی	پاس اس کے نمی خود تر دیا	تھا ہمیشہ وہ طالب اللہ
وہی بروایت وہ جب خلیفہ ہوا	میں درہم کا ایک تیسوا	اس میں حسین مراد پیچھے سے	قطع کر کے لیا ہی میں اسے
اور جب بادہ لباس میں لیا	شکر ہولا کا ہی بچا لایا	اور وہ کرنا تھا اکتفا اکثر	ایک لنگ اور ایک چادر
اور اسہی لباس ای بار	ہو تا مروق فرزدہ بار	اور بازار یون کو صبح و	از معروف لمی وہ کرنا تھا

بونا تھا ابھیں خدا سے درد اور کہی بی بی بھی شہت کوئی شی گر خرید فرماتا میں تھا لاؤں دوش پر جو میں مناقب وہ باصفا کثیر نام نامی حزار ہی اسکا پر معاویہ جد و جہد کیا دین میں اسکا قوت اظہر ہیٹھے اس علم کے انبار وحشت شب کے ساتھ عداوت پہنسا تھا لباس موتا ہی آتا تھا بلاتے اسکا اگر کرنا تھا اہل دین کی تعظیم اور کوئی ضعیف بھی حاشا وہ کرنا تھا اضطرابا بعد یوں بونا تھا دنیا سے بہن رجعت ہی جس قیام تھوڑے تو نہ پریشور فکرا اور اس طرح سے کہا گرایا	ماں پر تو دل میں غما کرو نہ کہادہ مگر قہر بہشت آپ ہی گھر تھا کے لانا تھا کیا ارشاد یوں کرتے اُسے اب نہیں مجھ کو طاقت بجز اس کیدن معاویہ کہا لاجرم تب حزار کہنے لگا حیطہ وہم سے بھی تھا برتر اور حکمت تھی اسکی لفظ بجا اور منا جاتی کے ساتھ میں گیا مارنا تھا خشک ہی تھی گر چہ رہتا وہ ہم سے بل مگر تھا مساکین یہ اسکا لطیف بہن مایوس سے عدل تھا سائب کا تاہوا کرے جیسا کہ مرے غیر کو فریب تو دے میں قسم کھا کے بونا ہوں جان اور طول سفر پر افسوس بوجھن پر ہوجت و رضوان جو اثر تھی حزار کی فاخر	مست قسم کھاؤ جو مجھ مست ہو یعنی وہ بحر فقر و استغنا ایک روز یک دم کے کچھو میں ہی اسکو اٹھا لجاو گنا یک مجاہد کے ایک اثر پہ پنا وصف کچھ مرقی کے کر نکو کہ علی کا مقام پس فاخر قول اقدس تھا اس کا فضل ظاہر اور وحشت تھی اسکو دنیا سے دایم الفکر تھا فکر دراز تھا ہمارے میں وہ ہمارے لیک دلتا اسکی بہت سے یہ قرق کسی قوی کو تھی اور یک رات میں کی یہ نظر اور زونا تھا اس طرح یقین ایا تو چاہتی ہی مجھ سے وفا کہ تری عمر ہی بہت چھوٹی جب معاویہ یہ بیان سنا ای قسم جن کی وہ گرامی ن جائے اب یہاں ہوئی آخر	عیب شی کا چھپا کت عجز عمر ساری نہ گھر کیا ہی بنا تب کیا عرض کوئی اسے حضور مال و لای ہی اتنی اسکا کہ تاہوں اکتفا یہ پان بیان وہ کہہ مجھ کو اس رکھ معذور تھا یقین عقل و فہم سے باہر حکم تھا اسکا عدل و محض صواب نعمت اسکی ذیل پاس اسے اشک ریزان ہلا بسوز و گداز بوجھن گر کچھ جواب دیتا تھا بات ہم اس کر نہ سکتے تھے کہ ہوا مائل پر اسکے وہ رنجی ریش اپنی لیا تھا مانتا اندر جس طرح سردی کوئی گلشن میں تو تجھ کو دیا ہوں میں طلاق اور بہت کم ہی عفو و قدرتی جوش رقت سے زار زار ہوا یوہی تھا جس طرح کہا تو بیا
--	---	--	--

جو تھا گل حضرت علی نے قضا یا اور دانش و فراست کے بیانیں

امام جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب تاریخ الخلفاء میں لایا ہے کہ امام جعفر صادق نے اپنے والد سے اور اسے اپنے والد سے نقل کی ہے کہ کئی شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کی کہ ہم سب سے میں کہ آپ خطبے میں فرماتے ہو کہ اللہم اصلحنا بما اصلحت بہ الخلفاء الراشدين المہدیین یعنی الہی درست کر ہمکو جس سے درست کیا تو نے خلفاء راشدین ہم میں کو۔ تب حضرت علی نے فرمایا کہ ہاں ابوکر اور عمر ائمہ ہدی اور

بزرگان اسلام اور قریشی مرداد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعقد تھے جسے انکی پروی کی سوچا اور چنے لگا آثار
کی تلاش کی مراط مستقیم کی طرف ہدایت پائی اور جو ان ہر دو کو مصبوط پر سورہ اللہ کی گروہ سے ہوا۔ اور طبرانی و
مین اور بن نعیم و تامل زادان سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی علی نے ایک حدیث کی روایت کی کسی نے اسکی
گندہ پر کیا حضرت علی نے اسکو فرمایا کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو تجھ پر بد دعا کرنا ہوں اسنے کہا کہ کچھ پس آپ نے بد دعا
کی وہ شخص ہمیشہ کا نیا میا ہو گیا۔ اور تین میں سے مروی ہی کہ کہا ایک بار دو شخص کے صبح کا ناشاکر لے کے لئے بیٹھے
ایک کے پاس پانچ روٹیاں تھیں اور دوسرے کے پاس تین روٹیاں و سے ہر دو کھانا شروع کرنا چاہتے تھے کہ ایسے میں
ایک تیسرا شخص ان پر گذر اور سلام کیا ان ہر دو نے اسکو اپنے ساتھ بٹھایا اور دسے آٹھ روٹیاں بھی بیٹھ کر برابر
کھا تین نہ کوئی کم نہ کی زیادہ پس اس تیسرے شخص نے جانچ کر وقت آٹھ دم اسنے دو روٹیاں لے کر کہا کہ میں جو کھا یا ہوں
اسکے دو عرض تم ہر دو ہر دم رواد چلا گیا پس ان ہر دو میں تھیر رو دیا جسے پانچ روٹیاں والا تھو کہنے لگا کہ میں
پانچ دم روٹیاں تھو تین روٹیاں رکھتا تھا تین دم لے وہ تین روٹیاں والا کہنے لگا میں اس بات سے راضی ہوں
بلکہ برابر آدم تو میرے ادا ہے میں لون لینے چار دم تجھے اور چار دم مجھے پس تھیر رو دیتے ہوئے حضرت
علی رضی کی جناب میں آئے اپنا قصہ بیان کیا حضرت علی نے اس تین روٹیاں والے کو فرمایا کہ تیرے روٹیاں کم
تھیں اور اسکے روٹیاں زیادہ پس تین دم سے راضی ہو جائے اسنے کہا واللہ میں راضی ہوں لگا مگر اسپر کہ راہ حق پر
ہو آپ نے فرمایا اگر تو راہ حق سے فیصلہ جاسا تھی تو چھکو تین دم بھی نہیں بیٹھنے بلکہ تجھے ایک دم بھی بیٹھنے
روٹیاں والے کو سات دم بیٹھنے سے کہتے ہی اسنے آٹھ کھرا اور کہا سبحان اللہ یہ کہ صورت ہی اسکی وجہ ادا تھی
میرے ذہن نشین کیجئے تا میں اسکو قبول کروں پس حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آٹھ روٹیوں کے جو میں ترک
ہوئے ہیں اور تم تین شخص جو برابر کھاتے ہیں اور کون کم کھا یا اور کون زیادہ کھا یا سو یہ بات معلوم بھی نہیں ہیں
برابر کھاتے ہوئے سو ہر شخص آٹھ ترک کھا یا ہی تیرے جو تین روٹیاں تھیں اسکے زون ترک ہونے ہیں اور پانچ
روٹیاں کے چند مارتک ہونے ہیں سو پانچ روٹیاں والا آٹھ ترک کھا یا ہی پس اسکے سات ترک باقی رہے اور تیرے
تین روٹی کے زون ترک میں تو ہم آٹھ ترک کھا یا پس ایک ترک باقی رہی سو وہ تیسرا شخص جو یا تھا تیری روٹی سے
ایک ترک کھا یا سو ایک دم لے اور پانچ روٹی والے سات ترک کھا یا ہی سو اسکو سات دم بیٹھنے پس وہ شخص جب
یہ فیصلہ کر امت گوش کیا کہ میں بدل دجان ماضی ہوا۔ اور دانی سے متقول ہی کہ حضرت علی جب روٹی آکر
کو فرہوے حکماء عرب ایک شخص حاضر خدمت ہوئے عرض کی کہ واللہ ابیر المؤمنین آپ نے خلافت کو زینت دی
نہ کہ خلافت آپکو اور خلافت آپ سے سرفرازی پائی نہ آپ خلافت سے بلکہ خلافت آپ کے سے خلیفہ اور امیر کی
محتاج تھی۔ اور ابو القاسم زجاجی اپنے امیر میں کہا کہ ابو جعفر محمد بن اسماعیل طبری سے اسنے ابو حامد سجستانی سے اپنے

میتو بن اسحق تغری سے اسے سعید بن سالم ادیبابی سے اسنے اپنے دادا ابی اسود وولی سے اسنے اپنے باپ رویت کرتا ہی کہ میں امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی جناب میں حاضر ہوا کہا ہوں کہ آپ سرخ کئے ہوئے منکر تھے میں نے عرض کی کہ یا امیر المومنین کتب میں فکر کرتے ہو فرمایا کہ میں اصول عربیہ کے لئے قاعدہ تھہر ادینا اور اسباب میں کتاب بنانا چاہتا ہوں میں نے عرض کی اگر آپ یہ کام کر دے گا اور یہ نعمت ہمارے درمیان رکھ چھوڑ دے گا گویا کچھ زندگی بخشی

پھر میں تین روز کے بعد آیا آپ نے ایک صحیفہ میرے روبرو دیا جس میں یہ لکھا تھا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الْکَلَامُ

كَلِمَةُ اسْمٍ وَفِعْلٍ وَخَرَفٌ فَلَا اسْمَ مَا أَنْبَأَ عَنِ الْمُسْتَهْيِ وَالْفِعْلَ مَا أَنْبَأَ عَنْ حُرْكَ الْمُسْتَهْيِ

وَالْحَرْفُ مَا اتَّبَعَهُ عَنِ الْمَعْنَى بِاسْمٍ وَلَا فِعْلٍ بِحَرْفٍ مُجَرَّجٍ حُكْمًا كَمَا أَنَّ تَوَاتُرَ تَالِشٍ كَرْدٍ وَجَوْتِرِ

درین میں آوے زیادہ کچے پھر فرمایا ای بالاسود جائے کہ اشیائیں قسم کی ہیں طاہر اور مضر اور وہ چیز جو نہ ظاہر نہ

مضمون۔ اور علماء اس تفسیری خزینہ میں زیادتی کرتے ہیں۔ ابوالاسود نے کہتا ہی کہ میں انہیں اس قسم کی کوئی تحزین حج کو کے ایسی جناب میں

ظاہر ہے کہ انہی سے حروفِ ماضیہ ہیں جو اَنّ اور اَنت اور کَنت اور کَعلّ اور گَانت ہی اور لَکن کا ذکر پہنچ گیا ہے

رایا کہ حرف لاکن جس نے چھوڑا میں نے کہا کہ اسکو میں حرف ناصبہ سے شمار نہیں کیا آپ نے فرمایا کہ وہ بھی اب نہیں ہے

باز یاد کر دے پس میں اسکو بھی ان میں داخل پہلا گلستہ حضرت علی کے مواظظ و ملحوظ

نص ایات کے بیان میں اور حضرت علی سے مروی ہے کہ فرماتے تھے کہ لوگو! اپنا عمل مقبول ہونے کے لیے

کرنے سے بھی اشد اہتمام کیا کہ مقرر کوئی عمل بغیر تقویٰ کے درجہ قبولیت کو نہیں پہنچائی۔ اور یہی بن جعدہ نے روایت

حضرت شیر خدا نے فرمایا اے حاملین قرآن تم قرآن پر عمل کیا کرو کیونکہ عالم دینی جو علم پر ہے اور عمل کیسے اور

پنے عمل کو علم کے موافق کرے۔ قریب ہی کہ چند ایسے لوگ علم سیکھنے کے لئے باطن اپنے ظاہر کا مخالف ہو گا اور اپنا

ان کے علم کے برخلاف رہیگا اور وہ ایسے ہونگے کہ لوگوں میں شبہ کے بعض پر بعض فخر و مباہات کریں گے یہاں تک

سب نہیں دوسرے اپنے جلسے پر غصہ ہو گا اور اس کو چھوڑ دیگا یہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے عمل اور پرچار سنگے اور بجی حضرت

۱۔ مروی ہے کہ فرماتے تھے کہ توفیق نیک قایدی اور نیک اخلاق یار نیک ہی اور عقل صاحب نیک ہی اور ادب نیک

شب ہی اور کوئی وحشت عجب سے زیادہ ہمیں - اور حارث کہتا ہی کہ حضرت علی کی جناب میں کہنے آگے کہنے لگا کہ قضا و قدر

نیفت بیان کیجئے آپ نے فرمایا کہ اندھیری راہ ہی تو بہراستہ بجانے پھر اسی سے سوال کیا تو فرمایا کہ دربارِ عظیم ہی

کا قصد کیجئے پھر اسی سوال کیا تو فرمائیے کہ یہ ارشد کا جھبہ ہی جو تجھ پر پوشیدہ ہی اسکی تلاش کیجئے پھر اسی

کے کیا تو فرمایا اسی سبیل کے! اللہ تعالیٰ نے مجھے توحید چاہا پیدا کیا یا وہ جب چاہا کہا وہ جب چاہا۔ فرمایا جب چاہیگا

تجھے معلوم کروائینگا۔ اور خود حضرت علی سے مروی ہے کہ جب کہیں آپ سے سوال کیا کہ سخاوت کس کو کہتے ہیں

کہ سخاوت وہ ہے کہ پہلے پہل بزرگوں کی طلب کرے کے تو کچھ راہ خدا میں دوے اور جو کہ سوال کئے پر دیا جاتا ہے سو

وہ برہمگی کی خواہش یا حیا سے دیا جاتا ہی۔ اور یہی آپ سے منقول ہی کہ فرماتے تھے کہ مصیبت کا بدلہ ایسا ہی ہوتا ہی کہ عبادت الہی پر سستی اور محبت میں ٹکی اور لذت میں قصر پیدا ہوتی ہی۔ لوگوں نے دیکھا کہ تعزیر کی فرمایا تعزیر ہی کہ وہ شہرت محال کر نہ پاویگا کہ حب پاویگا قودہ جلد گذر جاویگی۔ اور یہی فرماتے تھے کہ کیا بھید کسی رفعت است کر کہ نہ ع یا ردا یا رے۔ بود از یار یا راندہ بشیر کن یا کہتے ہیں کہ حضرت علی کی جہر کا نقش الملائکۃ اللہ تعالیٰ تھا اور بعض کہتے ہیں کہ یغفر القادۃ واللہ لکھا تھا۔ اور عقبہ بن ابی الصہب سے مروی ہی کہ کہا کہ حب ابن عجم مردود نے جناب امیر المومنین علی پر تمہیاء چلائی امام حسن رضی اللہ عنہ نے نالان و گریان حاضر جناب ہوئے آپ نے فرمایا کہ اسی میرے فرزند و بلند میرے لیے وصیتیں ہیں ان پر تیری محافظت کیجئے اپنے چار چیزوں کے ساتھ چار چیزوں کی رعایت کیجئے۔ سخن کی دس کہا ہیں۔ فرمایا کہ تیری غنا اور تو نگری عقل ہی اور تیری محتاجی و افلاسی حماقت ہی اور تیری دست عجب ہی اور تیری بزرگی اور کم حسن خلق ہی۔ اور دوسرے چار باتیں یہ ہیں کہ احمق کی محبت سے پرہیز کرے کہ وہ تجھے نفع پہنچا چاہیگا پر اس سے تجھے ضرر پہنچ جائیگا اور کتاب اور بخیل کی دوستی کیجئے کیونکہ جو کہ جو کتاب اور بخیل ہی تیرے سے وہ چیز اور کہ وہیگا جس کی تنگدستی ہی اور فاسق و فاجر کی دوستی کیجئے۔ اور تین شکار نے حضرت علی سے روایت کرتا ہی کہ ایک یہودی نے اُنکے دو بچہ کہ خدا کب سے ہی یہ سستے ہی حضرت علی نے منہ پر لیا اور فرمایا کہ کوئی چیز نہ تھی خدا ہی تھا اور وہی ہی اور اس کی کنیزت یعنی ہونا پنا اور رہنا بلا کیفیت ہی اور اس کے اُنکے کوئی ابتدا نہیں اور اس کو نہایت نہیں ہے اُنکے وہی ہی اور یہ غایت کا غایت ہی وہی ہی یہ سستے ہی وہ یہودی سلمان ہوا۔ دوسرا اکلستہ

حضرت علیؑ کے کلمات موحیہ کے بیان میں فرماتے تھے کہ ان پانچ باتوں کی تیری محافظت کیجئے یعنی کسی سے نہ درے مگر اپنے گناہ سے اور کسی سے امید نہ کرے مگر اللہ تعالیٰ سے اور علم نہیں رکھنے والا کسی سے بھی علم سیکھنے میں شرم نہ کرے اور علم رکھنے والا تجربات کے آپ نہیں جانتا ہو کہ کسی شخص دچھا تو مجھے معلوم نہیں واللہ اعلم کہنے سے شرم نہ کرے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ صبر ایمان کے درمیان سر کے جائے پر ہی جب صبر نہ ہے گویا ایمان نہیں جیسے سر کا ٹوگو یا سارا جسد جا مارا۔ اور یہی فرمایا ہی برا فقیر یعنی برا عالم وہ ہی کہ لوگوں کو اللہ کی رحمت کی امید میں لگا دے۔ گناہوں کی رخصت نہ دیوے اور انکو مذاب آہی سے امین نہ کرے اور قرآن کو چھوڑ دے اور حیر کی طرف متوجہ نہ ہوے کیونکہ جس عبادت میں علم نہ ہو اس عبادت میں غیر نہیں اور جس علم میں فہم نہ ہو وہ علم نہیں اور جس قرأت میں قدر نہ ہو قرأت نہیں روایت کی اس کی ابن عمر نے فضائل میں اور یہی منقول ہی کہ فرمایا سات چیزیں سلطان سے ہوا کرتے ہیں زیادہ غصہ اور زیادہ چینک اور زیادہ جہانی اور ناک سے لہو بیبا اور بخوبی اور ذکر کے وقت بند آہاتا اور یہی اس جناب سے نقل کرتے ہیں کہ فرمایا کہ لوگوں پر ایک زمانہ آئیگا جس میں مومن ایک باندہ ہی سے بھی زیادہ ذلیل رہیگا مشفق ہونا خواص و عوام کی محبت کا حضرت علیؑ کے ماتھے پر اور بیان

خلافت حضرت علیؑ

۱۳۳

بیان بیعت

ان وقایع کا جو اپنی خلافت میں زود سے اسباب سیر و تواجیح رحمہم اللہ نے لائے ہیں کہ جب حضرت عثمان کی شہادت ہوئی حضرت علیؑ نے عزلت اختیار کی اور لوگوں سے ملاپ اور اختلاط بالکل موقوف کیا۔ تب مصر کے سردار دن نے جناب مرتضیٰ علیؑ کی استآن فیض نشان پر حاضر ہوئے اور آپ سے بیعت چاہی تو چند روز آپ نے انکی التماس قبول نہ کی۔ ایک روایت ہے کہ شہادت ذوالنورین سے پانچ روز کے بعد مصر یونان مدینہ والوں کے پاس جا کے کہنا کہ حضرت علیؑ کی خدمت میں جا کے عرض کریں کہ آپ منصب خلافت کو زینت دین اور ہم سب انکے ماتھے پر بیعت کریں۔ تب مدینہ والے انسے متفق ہوئے حضرت علیؑ کے دروازے پر حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ یا ابوالحسن خلق کو سوائے امام کے چارہ نہیں ایک خلیفہ اور پیشوا تو ضرور ہے اب خلافت اور امامت آپکے سوائے دوسرے کو سزاوار نہیں۔ اس منصب کے احق آپ ہی ہو جناب امیر نے جواب دیا کہ میں اس کام کی طرف بالکل میل نہیں رکھتا ہوں اور ہرگز حکومت اور امارت نہیں چاہتا ہوں تم جسکے لئے اتفاق کرو گے میں بھی تمہارے ساتھ متفق ہو سکے ماتھے پر بیعت کرو گنا۔ لوگوں نے کہا کہ جب تک آپ زندہ رہیں دوسرے کو بیہ طاقت کہاں کہ اس منصب کا دم مارے اور کسی کو کب سزاوار ہے کہ مسلمانوں کا امام اور مقتدا ہووے۔ اگر ہماری التماس درجہ اجاب کو نہ پہنچے اور سند خلافت آپ کے وجود یا وجودِ درویشی نہ پاوے بحکم لولا السلطان لقتل بعضهم بعضا کے مخالفت اور منازعت کی شمشیر بے نیام ہوگا اور لوگوں میں باہم خرابی اور خون ریزی رو دیگی۔ جناب ولایت مآب نے فرمایا کہ کیونکہ امام اور خلیفہ تمہارا نمونہ نہیں پہنچا ہی بلکہ یہ کام اہل بدر کی رائے پر موقوف ہے کہ اسباب حل و عقد اور حضرت کے اصحاب رفیع القدر ہیں۔ جسکو دے ریاست و خلافت کے لئے قبول کریں وہی خلیفہ ہوگا تب مصر یونان جناب امیر کا یہ کلام اہل بدر کی خدمت میں پہنچایا۔ جمہور اصحاب بدر نے یہ سنتے ہی حضرت امیر کے دروازے پر حاضر ہوئے اور بیعت کا ارادہ ظاہر کیا۔ انہوں نے جب کبار مہاجر و انصار کا وہ ہجوم دیکھا اپنے دولت سرا سے نکلے اور انکو ہمراہ لئے ہوئے مسجد نبویؐ کی طرف تشریف لائی اور حضرت کے منبر انور پر سوار ہوئے ایک خطبہ فصیح و بلیغ پر ماحمد و ثنائے الہی و نعمت و درود جناب رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد فرمایا کہ اے مسلمانو! اب تم اس بات پر راضی ہو کہ میں تمہارا امیر ہوؤں سبہوں نے کہا کہ ہم بدل و جان راضی ہیں۔ حضرت علیؑ نے طلحہ و زبیر کی طرف متوجہ ہوئے فرمایا کہ مجھے ہرگز اس کام کی رغبت نہیں تم جسکو احق مناسب جانتے ہو اسکی طرف بیعت کا ماتھے دراز کرو میں بھی اس سے بیعت کرتا ہوں۔ تب ان دونوں نے کہا کہ اس کام کے لئے آپ ہی احق اور اولیٰ ہو آپ کے سوائے کوئی نسب اور سزاوار نہیں ہم آپ سے بیعت کرتے ہیں پس اول طلحہ اور انکے بعد زبیر بیعت کی۔ یہ مقدمہ ہجرت کے پین تیسویں سال ذی الحجہ کی یکسویں شبِ شنبہ کے دن واقع ہوا اور دوسرے دن حج جمعہ تھا علیؑ العموم سب لوگوں نے بیعت کی۔ دوسری روایت میں آیا ہے کہ جب طلحہ و زبیر اور اکابر مہاجرین و

انصار ایک جماعت مسلمانین کو ہوا ہے جو حضرت علی کی خدمت میں آئے اور کہنے لگے کہ مسلمانوں کو سوا امام کے چارہ نہیں اور آپ کے سوا کسی دوسرے اس کام کے لئے نسب و اولیٰ نہیں۔ جناب امیر نے فرمایا کہ حاجۃ ربی فی امرکم من اخترتم وصیت یہ یعنی تمہارے کام میں جو خلیفہ تمہارا چیتے ہو مجھے حاجت نہیں تم جو حکم اختیار کرو گے میں بھی اسکے ساتھ راضی ہوں۔ سب کہنے لگے کہ ہم آپ کو ہی اختیار کرتے ہیں آپ کے سوا کسی دوسرے کو اس کام کے سزاوار نہیں جانتے ہیں کیونکہ زیدہ قریش والا تبار اور بنی ہاشم کے افتخار اور سب لوگوں سے افضل اور پیر اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نزدیک تر آپ ہی ہیں۔ پھر جناب امیر نے کہا کہ میں بھی جتنا ہوں تم سب مسلمانوں کے ساتھ ایک رہوں اور تم جو اس کام کا دالی تمہارے دین میں اسکا مطیع اور وزیر اور مشیر رہوں کیونکہ وزارت امارت سے بہتر ہی یہ بات ہے سب صحابہ نے بہت ہی عجز و تواضع کیا اور تیسے مہانوں سے پیش آئے۔ تب جناب امیر نے فرمایا کہ اگر تم میرے سے بیعت کرو گے میں حدیث سے تمہارا ذکر و گنا۔ اور معاملات کے فیصلے مشورت پر موقوف نہ کروں گا اور بیت المال سے ایک درم بھی اپنے خرچ میں نہ لاؤں گا اور تم سے ایک کو دوسرے پر ترجیح نہ دوں گا بلکہ ہر ایک کو نظر مرحمت سے دیکھوں گا۔ اور جب کتاب اللہ و سنت رسول اللہ و خدیگوں میں احکام جاری کر دوں گا۔ پھر فرمایا کہ مسجد کی طرف چلیں کہ یہ کام خفیہ کرنا نہیں۔ پھر سب ملکر مسجد نبوی میں آئے اول طور نے بیعت کی پھر زبیر عجب مہاجر و انصار گرد گردہ شرف بیعت سے سرف ہوسے۔ پس جناب امیر نے جیسے کے دن حضرت کے منبر پر سوار ہو کر نہایت بلاغت و فصاحت کے ساتھ ایک خطبہ پڑھا اس خطبے کا شروع بھی تھا الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی احْسَنِ مَا كَانَ مِنَ الْاَلٰی مَكَانَہٗ کہتے ہیں کہ جب خطبے سے فراغت حاصل ہوئی خود یہ بن ثابت انصاری کہ جبکہ حضرت نے عقب ذوالشواہدین سے عقب فرمایا تھا اے اللہ مجھ کے مقابل کھڑا رہے یہ نہیں جو انہیں کے نتائج افکار سے تعین تریں

اِذَا احْنُ مَا يَنْفَعُ اَعْلٰیًا فَحَسْبُنَا ۙ اَبُو الْكَحْسَنِ مَا يَخْلُقُ مِنَ الْعَفْنِ ۙ وَجَدَہٗ اَوَّلِ النَّاسِ بِالْاَسَارِ
اِنَّہٗ ۙ اَطِیْبُ قُرَیْشٍ بِالْكِتَابِ وَالسِّنِّ ۙ وَ مَا فِی الْقُرَیْشِ مِنْ یَسْتَقْبِلُ عِبَارَہٗ ۙ اِذَا مَا حَوٰی
یَوْمًا مِنَ الطَّعْنِ وَالْاِیْنِ ۙ وَ قِیَہِ الَّذِیْ فِیْہُمْ مِنَ الْخِیْرِ کُلِّہٖ ۙ وَ مَا فِیْہُمْ بَعْضُ الَّذِیْ فِیْہِ مِنْ حَسَنِ
وَ اَوَّلِ مَنْ صَلٰی مَا بَیْنَ النَّاسِ وَ اَحَدٌ ۙ سَوٰی مِنْہٗ الدُّنْوَانُ وَ اللّٰہُ ذُو الْمُنٰنِ ۙ وَ صَاحِبُ حَسَنِ الْعِزِّ
فِی کُلِّ وَ قَعَةٍ ۙ وَ تَکُوْنُ بِمَا نَفْسُ الْبِحٰنِ الَّذِیْ الدَّفْنِ ۙ وَ قَدْ لَکَ الَّذِیْ مَتٰی الْخَلَجِ مَا مَہْمُ
اِمَامٍ لَّنَا کُنْیَ نَقِیْبٌ فِی الْکَفْنِ ۙ نَقْلُہٗ ۙ اِذَا مَرِیْتُ عَنْ الْفِرَاقِ کُلِّی حَاصِلِ مَوَسَّہٗ کے بعد طور وزیر نے صحابہ کی ایک جماعت ہوا ہے جو حضرت علی کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے کہ فاطمہ و عثمان سے قصاص چھیننے میں کیا چیز مانع ہے۔ جناب امیر نے فرمایا کہ ایک جماعت اس کام سے منہم ہیں ان سے کہو ایک گناہ کے سبب کس طرح اللہ تعالیٰ جابجھا۔ اگر بالیقین تم ایک شخص کو جانتے ہو تو کہو کہ اس سے قصاص لینے کے باب میں میں تمہارے ساتھ متفق ہوں

۳۳۳۔ بیان وقایع کا جو خلافت میں رود خلافت حضرت علی

یہ فتور امیر کرد یا صاحب قیاس آدمی اس شخص میں پروردگار کے اور نعم جانشین جو تو گواہی دے کہ میں نے قتل کا حکم کرنا ہوں۔ کہتے ہیں کہ بنی امیہ سے اکثر لوگ فرار اختیار کر کے بعض مکہ معظمہ کی طرف اور بعض یمن کی طرف گئے۔ اور بعض حضرت عثمان کی زوجہ زینب کے گئے ہونے لگیں حضرت عثمان کے خون آلودہ پیرہن کے ساتھ لیکر شام کی طرف معاذیہ کے پاس جا پہنچے۔ اور فتور سے لوگ جو مدینہ منورہ میں نرسان و نرزان پوشیدہ تھے قابو دہندہ رہے تھے جب فرصت پانچہ دلی سے بھی مکہ معظمہ کی طرف جا کے جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ کی خدمت میں پہنچے۔ پس بنی امیہ سے کوئی شخص بھی حضرت علی کی شرف بہت سے سعادت حاصل کی مع امین کار و دولت بہت کنون تاکرا سند و روایت ہی کہ جب حضرت علی مسند خلافت کو زمین دی حکم کیا کہ مروان کو اور چند شخص کو جو اسکے یار و ن سے تھے حاضر کرین لوگوں نے ہر چند بہت توجہ کیا کہ کہیں انکا سراغ نہ ملا کیونکہ وہ فرار ہو گئے تھے۔ کہتے ہیں کہ حضرت علی نے عثمان ذوالنورین کی زوجہ زینب سے دریافت کی کہ ذوالنورین کا قاتل کون ہی۔ بی بی نے کہا کہ وہ شخص میرے گھر میں آئے محمد بن ابی بکر انکے ہمراہ تھے وہی دونوں نے تر و در چلائی لاکھ دے اپنے چہرے پوشیدہ کئے تھے اس لئے مجھے انکی پچاسنت حاصل نہیں۔ پھر حضرت امیر نے محمد بن ابی بکر کو بلوا کے استفسار کیا اسنے عرض کی کہ والدہ میں نے عثمان ذوالنورین کے گھر میں داخل ہوا وہ انکے قتل کا ہی قصد رکھتا تھا لاکھ انہوں نے میرے والد کا ذکر کیا میرے والد یاد آتے ہی میں نہایت متاثر ہوا اور انکے قتل سے مایہ زکھا او میں نے انکے قتل کا امدادہ کر کے جو انکے گھر گیا تھا اسبات سے بہت پشیمان ہوں اور توبہ کرتا ہوں پھر اللہ تعالیٰ کی قسم کھائی کہ میں قتل نہیں کیا ہوں۔ سب مامزوں نے انکی باتوں کی تصدیق کی بیان ان وقایع کا جو حضرت علی کی خلافت میں رود سے نقل ہی کہ سمیت سے دوسرے دن جناب ولایت ماب نے حکم کیا کہ بیت المال کا خزانہ کسوں اور جو مال کرا سمین حاضری اسکو نکال کے لوگوں پر قیمت کر دین یہ حکم سننے کا پرمانہوں نے دیا ہی کیا۔ نقل ہی کہ جناب امیر سداڑا سے خلافت ہوے سو دوسرے روز بغیر بن شعبہ نے جو حضرت کی محبت سے شرف پایا تھا حضرت علی کی خدمت میں حاضر ہوے اور عرض کی کہ ہم کو ضروری ہے کہ آپکی نسبت اخلاص اور خیر خواہی اور ہواداری بجا لادیں اب مجھے آپکی اصلاح ہم میں تین صورتیں میرے خاطر میں خطور کی ہیں اگر رخصت ہو تو عرض کرتا ہوں انسے جو صورت کہ مرضی مبارک کی مطابق ہے اختیار فرما دیں۔ جناب ولایت نے رخصت وی مغیرہ نے کہا کہ میں نے بیٹھے لوگوں کو دیکھا ہوں کہ آپ کے کاروبار میں سستی کرتے ہیں اسلئے انکا علاج ان تین باتوں سے ایک ہو سکتا ہی۔ پہلی صورت یہی ہی کہ ایک اکثر تیز رفتار مسلمان دیں اور اس پر آپ سوار ہو کے ان لوگوں سے اعراض کر کے یہاں سے نکلی دیں جب بے لوگ اسکا کم سزاوار آپ کے سواے دوسرے کو پناہ دینگے تب آپ کے پیچھے دو ان آدمیگے اور کمال عجز و التماس سے آپکو لے آگے مسند خلافت پر بٹھلا دیں گے۔ اگر یہ بات آپکو پسند نہ ہو تو عثمان ذوالنورین کے عاملوں کو معزول نہ کیجئے تا آپ کی خلافت بلا خلاف سب کے پاس مسلم ہو جاوے۔ کیونکہ میں نے آپکے باب میں انکے خلاف سے امین نہیں ہوں۔ ایک روایت

خلافت حضرت علیؓ - ۳۳۴ - بیان وقایع کا جو خلافت میں رونے

یہی کہ میرے بھی کہا کہ معاویہ کے نام پر ایک مکتوب روانہ کیجئے شام کی حکومت اسی پر بحال رکھو گے اس مکتوب میں اسکو طمانیت اور تسلی دیجئے۔ اسکے اسلاف کا شرف اور فخر اس نام سے جن ظاہر کیجئے اور اسکو اس بات کی ترغیب بھی دیا جائے کہ غرضوقی اور عثمان ذی النورین نے ترسے ساتھ جو سلوک کیا ہی نہیں اس سے بہتر سلوک کرو گئے۔ اور عمر بن العاص کو مصر کی حکومت پر بحال رکھو گے اسکی دلجوئی میں ایک نامہ روانہ فرمائیے اسکو اشراف و ایمان میں ممتاز کیجئے کہ یہ نیکو اپنے بری کیامت و وزارت رکھتا ہی تاکن حکومت و ریاست کی طلب اور تمام و ناموس کے بزدلیں پڑا ہی میں نے ان ہردو کی مخالفت اور ہدایت سے ہدایت اندیشاگ ہوں۔ جب یہ ہردو آپ کے مطیع و متعاود ہو چکے آپ کے کاروبار کو تبرا استحکام ہو گا۔ یہ سال الیاسی گذار دیں اسکے بعد رعایا کا احوال دریافت کر چکے عاقلوں کو اپنے پاس بلوا دیں۔ اور جسکو چاہیں بحال رکھیں اور جسکو چاہیں معزول یا بدل کر دیں۔ لہذا ان ہردو صورتوں سے کسی صورت بھی مناسب نہ جانیں تو اس شہر سے نکلیں دیں اور دوسری جگہ اقامت فرما دیں اور اسکی مدد و وطن ٹھہرا دیں۔ جناب میر نے اسکے جواب میں فرمایا کہ تمہاری یہ ہر اسے ضرورت نہیں۔ کیونکہ تم نے جو کہا کہ لوگوں سے فراد کروں یہ بات کس طرح ہو سکیگی حالانکہ لوگ میری حجت میں آئے ہیں۔ اور وہ جو کہا کہ عثمان ذی النورین کے عاقلوں کو خصوصاً معاویہ اور عمر بن العاص کو بحال رکھوں یہ بھی کس طرح ہو سکیگا کیونکہ انکو معزول کر چکے بابین کئی بار میں ہی عثمان ذی النورین سے کہا تھا کہ انکو بحال رکھئے میں مسلمانوں کی اصلاح نہیں کر سکتا جو ان سے تنگ آگئے ہیں ظاہری۔ پس عثمان نے میری بات نہ سنی اور میرے سامنے کیے موافق عمل نہ کیا پس انہوں نے جو دیکھنا تھا دیکھا اور انکو جو پہنچنا تھا پہنچا۔ پس اب ان عاقلوں کو کس طرح بحال رکھوں اور فرما سے قیامت باگاہ اہل میں کہا جواب دوں اور وہ جو کہا کہ اس شہر سے چلا جاؤں اور دوسری جگہ وطن ٹھہراؤں۔ ان اس بات میں ٹکرو نہ کرنا ہوں تا دیکھوں کہ پردہ غیب سے کیا ظاہر ہو تا ہی۔ کہتے ہیں کہ میر بن شعبہ نے پھر دوسرے روز آیا حالاکہ اب غرم معمر کہ چکا تھا کہ شام کی طرف معاویہ کے پاس اقامت کرے۔ سو حضرت علیؓ کی خدمت میں عرض کی کہ یا امیر المومنین میں کل کے دن معاویہ اور عمر بن العاص اور عثمان ذی النورین کے دوسرے عاقلوں کو بحال رکھنے کے باب میں جو گزارش کی تھی وہ بات آپکی حضور میں درجہ اجابت کو نہ پہنچی۔ اب میں بھی حکم قضیہ مشہورہ **اَلَا یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ یَا فِی فِی** وقتین کے اس باب سے پھر گویا اب مناسب یہی جانتا ہوں کہ اپنے صوابدید کے مطابق ان سب عاقلوں کو معزول کر دیں۔ تا دوست دشمن سے جدا ہو اور ضعیف سے قوی متمیز اور ہوا ہو۔ یہ بول کے مجلس سے اٹھا اور چلا گیا اتفاقاً اسی روز عبداللہ بن عباس جو سفر سے مراجعت کی تھی حضرت علیؓ کی خدمت میں آینکا قصد کر کے آ رہا تھا راہ میں میر بن شعبہ سے ملاقات ہوئی جب حضرت علیؓ کی حضور میں حاضر ہوا اور کمال ادب سے سلام کیا اور خیریت پرسی کے بعد ابن عباس نے عرض کی کہ میر بن شعبہ نے آپ کے پاس کس لئے آیا تھا حضرت علیؓ نے سب ماجرا ظاہر فرمایا۔ ابن عباس نے کہا کہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم **وَلَا قَوْلَ وَلَا تَأْنِیْ** پہلے روز اسنے جو کہا بلا تھک وہ نصیحت اور خیر خواہی تھی اور دوسرے روز جو کہا اسکا

اور خیانت اور تباہی ہوئی۔ جناب ولایت مآب نے کہا کہ اسباب میں تمہاری رائے کہا ہی ابن عباس نے عرض کی کہ مآل اور تدبیر اگر اسکے آگے ہوتی البتہ نتیجہ دیتی۔ اور آج کے روز رائے و تدبیر میں کچھ تغیر نظر آتا نہیں۔ جناب امیر نے فرمایا کہ پہلا تمہاری خاطر میں کہا بات گذرتی ہی سو کہہ دیجئے مآں لون ابن عباس نے کہا کہ مناسب وہی تھا کہ لوگ آپ سے بیعت کر نیلے طالب راعب ہو نیلے آگے آپ کو معطر کی طرف روانہ ہوئے ہونے اور وہاں بھی خلعت سے احتیاط کر کے اپنے مکان کا دروازہ بند کر دئے ہوتے۔ تب اکابر قریش اور دوسرے خواص و عوام اپنے مرکبوں پر سوار ہو کے منازل طی کرتے ہوئے آپ کی خدمت میں آئے تھے کیونکہ آپ کے سواے دوسرے کو اس کام کے سزاوار نہ سمجھتے اور بڑے جدوجہد سے آپ کو لا کے مسند خلافت پر بٹھلاتے۔ لاکن اب تو بنی امیہ عثمان ذوالنورین کا قصاص جیتے میں بلکہ ان سے بھنے آپ کو بھی متہم کیا ہی اور چیتے ہیں کہ لوگوں کو آپ سے پھر دین خصوصاً پہلے اہل شام کو آپ سے بدظن کر دیئے۔ اس پر طلحہ وزیر جو برجیدہ ہوئے میں انکی مخالفت کا بھی برا خطر ہی اس واسطے میں مناسب جانتا ہوں کہ معاویہ کو معزول کرنے میں جلدی نہ کریں۔ اب شام کی حکومت پر ایسا ہی چھوڑ دینا تو میں اس بات کا متکفل ہوں کہ معاویہ کو دیری اور سہولت کے ساتھ ایسا نکالوں جیسے بال کو خیر سے نکالیں۔ جناب امیر نے یہ بات سننے ابن عباس کو دہی جواب دیا جو میرہ بن شعبہ کو دیا تھا۔ ابن عباس نے ناچار دلا علاج ہوا۔ حضرت علی نے فرمایا کہ اسی عبداللہ میں اپنے اصلاح جہات میں تم سے مشورت کروں تو اپنی خاطر میں جو بات خطور کرے میرے سے کہہ دیجئے۔ اگر تمہارے صواب وید کے بعضے امور کا خلاف کروں تو کیا تم میری اطاعت کر دگے۔ ابن عباس نے کہا کہ میرے پاس اس کوئی بات آسان اور بہتر ہوگی کہ آپ کی فرمانبرداری کروں حضرت علی سے طلحہ وزیر کی اذرو کی کا سبب نفل ہی کہ طلحہ نے حضرت علی کی خدمت میں آگے بھرے کی حکومت اور وزیر نے کوفے کی امارت طلب کی تھی امیر نے فرمایا کہ اپنے جہات میں تمہاری مشورت اور صوابدید کی احتیاج رکھتا ہوں جب تم ہر دو میرے سے جدا ہو جاؤ تو کس مشورت کروں اس بات سے دوسے ہر دو برجیدہ خاطر ہوئے۔ اور جناب ولایت مآب حضرت عثمان کے قاتلوں سے قصاص لینے میں تاخیر کرنے سے بعضے لوگ جناب امیر کے پیچھے کہتے تھے کہ قاتلوں سے قصاص لینے میں کس لئے دہیل کرتے ہیں۔ جب یہ بات حضرت علی کو پہنچی لوگوں کو جمع کر کے کہنے پر سوار ہوئے اور ایک خطبہ اس مضمون کا پڑھا۔ کہ جب عثمان ذوالنورین کی طرف سے ایک مدعی پیدا ہو دے اور محکمہ شریعت میں آگے گواہوں سے اپنا دعو ثابت کرے میں بلا شک اس سے قصاص دنگا اس بات سے لوگوں کو فی الجملہ ایک تسکین ہوئی اور انکی زبانیں بند ہوئیں ہجرت سے تیس پر چھتیسویں سال کے وقایع اور باب تاریخ نے ذکر کیا ہی کہ جب مسند خلافت حضرت علی کی وجہ و باوجود سے زیب و زینت بائی اور لوگوں کی بیعت آپ کے مبارک ہاتھ پر واقع ہوئی یہ خبر بصرے کے شہر میں پہنچی۔ عبداللہ بن عامر نے جو حضرت عثمان کا خلیفہ ابراہار اور ان کے طرف سے بصرے کا حاکم تھا سمجھا کہ بصرے کی حکومت اپنے سے جاتی رہیگی چاہا کہ اس ملک کے لوگوں کا حال اپنے ساتھ کیسا ہی معلوم کرے پس مسجد میں تمام خواص و عوام کو جمع کر کے ایک خطبہ پڑھا

محمد و خیر کے ہمد کئے لگا کر گویا کہ تھارہ غلیظ کجی عثمان و ذوالنورین شیخ ظلم سے مارے گئے اور انکی کشتہ سمیت ابھی تواری
 گردن میں باقی ہی اسکی تائید و نصرت جیسی حالت حیات میں تم پر واجب تھی بعد ازاں بھی واجب و لازم ہی نہ تھیں نہ میرا
 گل کے دین تھارہ امیر صحابہ جی تھارہ امیر دون۔ اور میں سننا ہوں کہ کہنے والوں نے علی بن ابی طالب کے ہاتھ پر بیت
 کی بنی اب بکر خرورجی کہ عثمان بن عفان کا خون طلب کریں پس جگلی سامان کا تیرہ کچھو۔ چارہ دین فرار و سدی نے جو بعد سے کے
 اثران و کار سے تھا جب یہ خطیر سننا اس وقت کہا کہ ای بن عامر تو بارہا حاکم نہرا مگر ذہور و کارہ سے نہ اندر ہم سب اپنی عوار و
 و مشورت سے تجھے جاکہ نہ تھرا دیا بنی بلکہ جب عثمان و ذوالنورین کے رعب و طاقت میں تھے انکے حکم سے تیری حکومت قبول کی بنی
 اب جناب ذوالنورین و کارہ جہاد و انصار کی حضور میں مقتول ہوئے اور امیر خلافت اور اہل اسلام کی حکومت جناب امیر مثنی علی
 فرار دیا بنی۔ اگر اب انہوں تجھے اس حکومت پر بحال رکھیں ہم سوا سے اطاعت کے چارہ بہنیں رکھتے ہیں انکے تجھے معزول کرنا
 ہم پر گزیرے زمان پر ہمارے بیگے۔ جب عبد اللہ بن عامر نے یہ بات سنی کچھ جواب نہ دے سکا خاموش رہا اور منہ سے اتر گیا۔
 اور خیر اپنے لوگوں کو حکم کیا کہ اپنا مال و اسباب پانہ بچے یا نہ رکھیں تا اپنے ہمراہ لے کر اپنے کی طرف رہا۔ اور ایک شخص کو جو
 حضور پر عالی تھرا دیا تھا حکم کیا کہ تو بعد سے میں اتنے روز توقف کچھ کر میں مرینہ پہنچ جاؤں پھر بیان جو حقیقت رو دیتی ہے
 دے کہ کچھ سمجھئے۔ جب وہ روز گذر گیا اور شب آئی نیم شب کے وقت اپنا مال و اسباب ہراہ لیا اور اپنے کی طرف روانہ
 ہوا۔ اور وہاں کے لوگوں کو یہی گمان تھا کہ ابن عامر بعد سے میں مقیم ہی فرمیں جب وہ مرینہ پہنچا خط و ذریعہ حضرت علی سے
 رخصتہ اور نذرانہ لے کر اپنے خیمے سے نکلے کہنے لگے کہ تو کس لئے اپنی عیال و رفیق و کیا تا ہم ہی انکے ترے سب ساتھ ملے رہتے
 ہیں۔ اسے جواب دینے والا کہ قیل و قال ظاہر کیا۔ ایک روایت یہی کہ ابن عامر نے خط و ذریعہ سے کہا کہ لاکھ شمشیر سے تھرا دیا
 کہ بنی جو پر واجب و لازم ہی نہ وانی کرنا یا عا طون کا حضرت علی اپنے طرف سے حاکم اسلام
 علی بن لاٹے ہیں کہ جناب ولایت باب نے ہجرت سے چھتیسویں سال کے شروع میں اپنے طرف سے بنے عالی مقرر کئے
 چنانچہ عبد اللہ بن عباس کو یمن پر۔ اور محمد بن عباس کو کعبہ پر۔ اور عامر بن عباس کو تھارہ پر۔ اور عون بن عباس کو
 ہامہ پر روانہ فرمایا۔ اور بکر بن عوف کو چاہ و نزم کی سعادت فتم بن عباس کو دی۔ اور ملک معمر کی حکومت تیس بن سعد بن ہار
 کو بخشی۔ اور عثمان بن حنیف کو بعد سے کی مبادت پر۔ اور عامر بن ہشام کو کہنے کی حکومت پر روانہ فرمایا۔ کہتے ہیں کہ اہل
 عبد اللہ ابن عباس کو شام کی حکومت پر روانہ کرنا چاہا تو انہوں نے نذر دیا اور گذارش کی کہ معاویہ بنے جو عثمان و ذوالنورین
 کے اقربا سے ہی ایک ہریت مدینہ سے شام کی حکومت پر مسلط اور مطلق البھان اور فارغ البھال بنی اور اسکو جری شون
 و شربت حاصل بنی اور کمال عیش و تنعم سے گزارا بنی اور اس مدت دراز میں بیت سے غرضانے بھی جمع کئے ہیں۔ اسکا
 تجھے برا اندیشہ بنی کہ جب اپنا عزل سنبھا میرا قتل چاہیگا اگر ایکبار قتل سے گذر جاوے آخر میری ذلت و اذیت ہے کہ ہر ایک
 تجھے قید و بند کر دیگا۔ میری اذیت حضور کے اذیت کی مسکرم ہی اسلئے تجھے معذور رکھئے۔ جناب امیر نے یہ کلام سنے

خلافت حضرت علیؑ

۳۳

روانہ کرنا عاقل و بخا محالک اسلام میں

انگو منہ درگیا۔ اور سہیل بن حنیف کو شام کی امارت پر روانہ فرمایا۔ جب سہیل نے مدینہ سے نکلا اور قطع منازل کر کے موضع بترک پہنچا۔ اس ملک کے سواروں کی ایک جماعت اسکے پیش آکے اس سے پوچھی کہ تو کون ہی اور اس نواح میں آیکا کہا سبب ہی۔ اسے جواب دیا کہ امیر المومنین علی بن ابیطالب جو خلیفہ وقت اور صاحب الزمان ہیں میں اسکے امیرون سے ایک امیر ہوں۔ سواروں نے پوچھا کہ تجھ کو کون سے ملک کی امارت دی گئی۔ سہیل نے کہا کہ ملک شام کی امارت پر آیا ہوں۔ سواروں نے کہا کہ تو اپنے ملک کی طرف پھر جا کہ ہم نے نہ تیری امارت قبول کی ہیں نہ انکی خلافت بلکہ ہم عثمان بن عفان کا خون ان سے چتے ہیں سہیل نے کہا کہ تم ہی یہ بات کہتے ہو یا تمہارے ملک والوں سے اور بھی کوئی اس بات پر ہی۔ دسے سواروں نے جواب دیا کہ ہماری ولایت کے سب خاص و عام اسی بات پر متفق ہیں اور سب کے سب علی مرتضیٰ اور ان کے اتباع و شیوخ کے ساتھ مخالفت رکھتے ہیں اور عثمان ذوالنورین کا خون طلب کرتے ہیں سہیل نے جب یہ کلام سنا اسی مقام سے مدینہ طیبہ کی طرف پھر گیا۔ اور جناب امیر کے حضور میں آکے یہ سرگزشت ظاہر کیا۔ اور عثمان بن حنیف جب داخل بصرہ ہوا عبداللہ بن عامر اسکے آگے پیڑ سے کی طرف فرار کیا تھا۔ دمان کے لوگ اسکے آئے کہ غنیمت جان کر بصرہ کی امارت اسکے پروردگی۔ اور عبداللہ بن عباس جب یمن کی طرف روانہ ہوئے اور یحییٰ بن امیہ جو سابق سے دمان کا امیر تھا۔ جب انکی توجہ کی خبر پہنچی خزانہ بیت المال میں جو سہنا روپا اور جنس و مویشی موجود تھے اپنے ہمراہ لیکے مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوا اور عمارہ بن ہشام جب کوفہ کے نواح میں پہنچا طلحہ بن خویلد اسدی اور قساص بن عمرو راستے میں اس سے مل کے کہنے لگے کہ انب نبی ہی کہ تو ہمیں سے پھر جاوے کیونکہ حضرت عثمان کی طرف سے ابو موسیٰ اشعری جو دمان کا حاکم تھا اب اہل کوفہ اسکے سوا سے دوسرے کی امارت پر ماضی نہیں ہیں۔ اور قیس بن سعد جب مصر کی نواح میں پہنچا اسکو بھی درہم و درہم دیکھا عبداللہ بن سعد بن ابی سنیح جو عثمان ذوالنورین کا برادر رضاعی تھا اور انکی خلافت میں مصر کا حاکم تھا اور ان کے قتل کے بعد مصر سے شام کی طرف فرار کیا تھا موضع ایلد میں بعضے ایالی مصر اس سے مل کے پوچھا کہ تو کون ہی اور کہاں سے آتا ہی اور اس دیار میں آیکا کہا سبب کہا ہی۔ اسے جواب دیا کہ میں عثمان ذوالنورین کے یاروں سے ہوں ہم اطراف و کفاف عالم میں حیرن و سرگردان ہیں۔ پھر انہوں نے اسکو مصر کی طرف مراجعت کرنیکی ترغیب دی تو وہ مصر ہوا دمان کے لوگ سے کہنے لگا کہ مدینہ میں بعضے لوگ علی مرتضیٰ سے بیعت کی ہیں اور بعضے بیعت ناکر کے عزالت گزین ہوئے ہیں۔ اور ایک جماعت کہتی ہی کہ جناب امیر عثمان ذوالنورین کے قاتلوں سے قصاص لیوین تو ہم سب انکی بیعت میں آتے ہیں والا توقف کرتے ہیں۔ عرض قیس بن سعد جب مصر کے نزدیک پہنچا دمان کی ایک گروہ اسکی استقبال آئی اور کلام سے شہر میں لے گئی لاکن دمان کے ارکان دولت دو فرسے ہوئے ایک فرسہ اسکا مطیع و متعاہد ہوا اور دوسرے فرسے والوں نے کہا کہ اگر علی مرتضیٰ عثمان کے قاتلوں کو نیاست فرماوین ہم انکی متابعت کریں گے والا ہم تابع نہ ہو گئے قیس بن سعد جب مصر میں کامیاب حال دیکھا مصلحت ایسی بات میں خانہ انکی مخالفت نہ کرے تا اسے کچھ ضرر نہ پہنچے پس بصرہ و مواسات کیا اور تفصیل حار

سب احوال حضرت علیؓ کی خدمت میں لکھا۔ جب جناب ولایت مآب نے مکن کے ایسے مختلف جالین ملاحظہ کیں بہت غور و طول ہرے اور اپنے خاص یاروں سے فرمایا۔ میں نے مکتوبات پر تکرار کیا تھا وہی وقوع میں آیا اب تو شہر اشد کے مانند شہر دار نبائی آمد میں حتی الامکان اسکے بچانے میں کوشش کرو گنا اور جسے اسلام کا دعو کرنا ہر اس مرتبہ کے بعد جو کچھ انگریزوں سے گزیر بہت زیادہ ہون معاودت کرنی بی بی عائشہ صدیقہ کج بیت اللہ سے اور سنان قتل عثمان ذوالنورین کا اثنا سے راہ میں اور وہیں سے پھر جاننا طرف مکہ معظمہ کے جب حضرت عثمان پر عمرو بن لہام نے کیا تھا انہیں پیام میں جناب عائشہ صدیقہ اور صحابہ کرام کی ایک جماعت حج و عمرہ کا لایکے لئے مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوئی تھی۔ کہتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں حضرت عثمان پر محاصرہ ہو گیا اگلے چند روز سے بعض لوگ انکی بہت سے شکایتیں بی بی عائشہ کی خدمت میں اس طرح پہنچاتی تھیں کہ عثمان بن عفان نے کئی سن محمدؐ کو ترک کیا اور بہت سے امور محمدؐ جو حضرت کے زمانے میں نہیں تھے ایجاد کئے جیسے ساز و حقوق ظنی اور دوسروں پر بنی امیہ کی ترجیح اور اکثری قوم والوں کو حکومتیں دینی اور انکی ناہنجاری اور کج رفتاری پر ناخوش کرنا اور انہیں کے فواج و پرداخت میں لگے رہنا اور بعض صحابہ کو بیخ و بنا خاطر خواہ نہ بناتے تھے۔ اور یہ بھی ظاہر کرتے کہ حکم بن العاص جو مروان کا باب اور عثمان بن عفان کا چچا بی۔ اس سے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت حرکات شنیعہ و امور قبیحہ ظہور میں آئی تھیں جب وہ یاقین و یحییٰ ثبوت کو یحییٰ حضرت کے حکم سے مدینہ منورہ سے نکال گیا تھا اس جناب کے وفات تک بھی اسنے فواج طایف میں ہی بسر کیا تھا اور اسکو یہ امکان نہیں تھا کہ مدینہ منورہ کے اطراف و فواج کے قرون سے کسی قرے میں آوے اور مدینہ کی گرد و غبار و قی کی خلافت میں بھی وہ آیا ہی دور رہا۔ عثمان بن عفان نے مسند خلافت پر بٹھتے ہی پھر اسکو مدینے میں بلوایا اور اقامت کی رخصت دی۔ اور ابوذر غفاری کہ جسکی شان میں یہ حدیث آئی ہی ما اظلت الخضراء ولا اقلت الغبراء من ذی اللحد اصدق ولا اوفی ابی ذر ایسے صحابی معظم کو معاویہ کی خاطر کے لئے شام سے اخراج کیا اور اسکو اجازت نہ دی کہ مدینے میں اقامت کرے اور قرۃ ربذہ کی طرف بھیجا اور اسی پر بکتھا کر کے مسلمانوں کو قوی دینے سے بھی اسکو منع کیا۔ بالآخر ایسی ہی شکایتیں سننے سے بی بی نے حضرت عثمان سے ناخوش اور پُر دل ہوئیں۔ پھر اسکے بعد حضورؐ ہی دونوں میں بلوائیوں نے انکے جناب ذوالنورین پر محاصرہ کیا۔ انہیں پیام میں بی بی نے حج بیت اللہ کے لئے روانہ ہوئیں۔ اور ان ادا شدوں کے بلوے سے نہایت قرون و طول تھیں۔ غرض جب مناسک حج سے فراغت حاصل کر کے مدینہ طیبہ کی طرف مراجعت کی اتنا سے راہ میں حضرت عثمان کا مظالم مارا جانا اور حضرت علیؓ سے مسند خلافت کا روئی پانا اور وہی اوباش سرکش سے باز نہ آنا اور حضرت علیؓ کے دربار کو گھیر لیا۔ جناب صدیقہ نے اسکے بہت ہی رنجیدہ اور مکدر خاطر ہوئیں اور اسی منزل سے مکہ معظمہ کی طرف پھر گئیں۔ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عباس بھی حج بیت

خلافت حضرت علیؓ ۳۳۹ طحیم وزیر کا جانا کے طرف

سے فارغ ہو کے مدینہ منورہ کی طرف معاویہ کی بھی اور بنی کے ہی ہمراہ تھے سو گزارش کی کہ یا ام المومنین آپ کسی لئے اٹھائے راہ سے واپس ہوتے ہو۔ جناب صدیقہ نے کہا کہ عثمان ذوالنورین مظلوم مارے گئے اب مدینہ اقامت کی جگہ زہرا غرض ابن عباس نے مدینہ کی راہ لی اور بنی نے مکہ معظمہ کی طرف واپس ہوئے۔ نقل بنی کہ عبید بن سلمہ جو بنی عائشہ صدیقہ کی اقربا سے تھا کہنے لگا کہ یا ام المومنین عجب ہی کو آپ نے اسکے آگے عثمان ذوالنورین کی عیب و طعن میں زبان کھولتے تھے اور اب انکی تعریف و توصیف کرتے ہو۔ بنی نے جواب دیا کہ مان پہلے جب عثمان ذوالنورین سے بعضے حرکات ناپسندیدہ ظہور میں آئیں اور لوگوں نے بار بار دوسے باتیں مجھ کو پہنچائیں میں نے اسے تنگدل تھی اور انکی شکایت بھی میری زبان پر گذرتی تھی۔ لاکن جب عثمان بن عفان نے ان حرکات سے باز آئے اور تائب ہوئے طعن کی جگہ زہرا پس اس پر محاورہ اور بانی مذکر دیا اور تیغ جفا سے قتل کر دیا کس درجے کا ظلم ہو گا بلا شک اسکے قاتلوں سے قصاص لینا ضروری روا نہ ہونا طحیم وزیر کا طرف مکہ معظمہ کے جب ام المومنین عائشہ صدیقہ اٹھائے راہ سے مکہ معظمہ کی طرف پھر جانے کی خبر مدینہ منورہ میں شہور ہوئی۔ حضرت عثمان کے قاتلوں سے قصاص لینے میں حضرت علی تاجر کرنے کے سبب بعضے صحابہ تنگدل تھے اور بھی انکے دونوں کو ایک تحریک ہوئی۔ اور مدینہ میں تباہی اضطراب ہوا۔ خصوصاً طحیم وزیر و عثمان بن بشیر و کعب بن عجرہ وغیرہم کمال حرمت اور تاسف سے کہنے لگے کہ اس امت مرحومہ میں یہ بڑا حادثہ رونما ہوا جو عثمان ذوالنورین قتل ہوا کاش اگر یہ کوہیات آگے معلوم ہوتی کہ یہ حادثہ اس درجے کو پہنچا گا البتہ ہم اسکی ہوشیاری کے ہو انا للہ وانا الیہ راجعون طحیم وزیر کی یہ بات جب مصر کے اوباشوں کو پہنچی چونکہ حضرت عثمان کے قتل میں وہی سامع تھے چہرہ گئے طحیم وزیر کو بھی قتل کر نیکی در پی ہوئے۔ اور ان اوباشوں و شریروں کا تو یہ حال تھا کہ اپنی کثرت و قوت کے سبب حضرت علی کی ابتداء سے خلافت میں آئے دربار کو گھیر لیا اور ایک غلبہ حاصل کیا تھا بالفعل اُنہ قصاص لینا بھی ممکن نہیں تھا اس واسطے جناب امیر نے مصلحت کے لئے جذبہ غموشی اختیار کی تھی۔ الحاصل جب ان ظالموں نے طحیم وزیر کے قتل کا ارادہ کیا اور قابو میں لگے ان ہر دو بزرگوں کو یہ خبر پہنچی مضطر ہو گئے۔ اسکے سواے کوئی اور پھرے کی حکومت اُنکو نہ دینے سے جناب امیر سے نواکو ایک رنجیدگی تھی۔ اس پر مصر کے شریروں کا یہ غلبہ اور حضرت علی کے دربار کو اٹکا گھیر لیا اور ناحق آپ ہر دو کے قتل کے در پی ہونا اُنکو بقدر کر دیا تب مدینے کی اقامت مناسب بنانے ناچار عمرہ بجالانے کے ذریعے سے مکہ معظمہ کے سفر کا ارادہ مصمم کر کے حضرت علی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور گزارش کی کہ ہم عمرہ بجالانے کے واسطے مکہ معظمہ کی طرف جانا چاہتے ہیں آپ اجازت دیجئے یہ بات سنکے جناب امیر نے اُنکو رخصت دی پس دوسے ہر دو مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اس اتفاق کو بہت غنیمت جان کے عبداللہ بن عامر صبی مدینہ سے نکلا اور اس سفر میں ان ہر دو کا رفیق ہوا اور راہ میں ان ہر دو کو حضرت علی کی مخالفت پر درغلانے لگا اور کہتا تھا کہ مان خطر و لشکر کثرت سے میں تمہاری اعانت کروں گا۔ البتہ جب انہوں نے مکہ معظمہ میں داخل ہوئے بنی عائشہ صدیقہ کی

خلافت حضرت علیؑ ۴۴۰ طلحہ وزیر کا جانا کے طرف

حضرت میں جا کے اب احوال ظاہر کیا۔ اور بری الحاح سے کہنے لگے کہ ہم اپنی پناہ میں آئے ہیں کیونکہ آپ سب مسلمانوں کی جان میں۔ جب بچا کسی جزیرے سے تباہی تو اپنی جان کے دامن میں اس کے پناہ لیٹائی لازم ہی کر آپ ہمارے سر سے سرب کی شروخ کا دھڑک کرین علی مرتضیٰ نے محض مصلحت وقت کی رعایت کرتے ان اشقیاء کے لشکر کو دفع کرنے سے سکوت فرمایا۔ اس لئے ان ظالموں نے بہت خیرہ ہو کے ظلم و تعدی کی زبان دھڑکی ہی۔ جب تک عثمان ذوالنورین کا قصاص نہ لیا جاوے اور ان بدکردار و نکو سیاست واجبی نہ پہنچے و نہ اثر اور ان کے سے دوسرے بدکار ظلم اور خون ریزی میں دلیر ہو جائیگے۔ اور ہر کو بھی اطمینان حاصل نہ ہو دیکھا۔

بیر باتیں سننے کی بی بی نے فرمایا کہ صلاح اسی میں ہے کہ جب تک دوسرے انتقام دینے میں رہیں اور امیر المومنین مرتضیٰ علیؑ کے دربار کو گھیرے رہیں اور انکو مجبور کر رکھیں۔ تم مہینے کی طرف بخار دین و دوسری کسی جگہ میں جو امیر المومنین کا محل ہو قرار دیں۔ اور علی مرتضیٰ کو کچھ حیدر و تدبیر کے ساتھ اس چارچٹ سے نکال کے اپنے طرف کر لیں۔ جب خلیفہ تمہارا سے طرف ہووے اسوقت ان اشقیاء کو توبہ و سیاست پہنچانے اور قصاص لینے کی جگہ کیجئے تاہم وہ دوسروں کے جہت کے انکھین کھلی جاویں۔ اور ایسے ترے کاموں کو سہل آسان بنائیں اور سب صحابہ مذکورین میں صلاح کو پسند کیا۔ عراق اور بحرین کی طرف جانے کے لئے جو اسوقت عثمان کا تسلط کا مجمع دو میں محتار خدیجہ اور غیاب صدیقہ کو بھی باعث ہوئے کہ تب تک آپ بھی ہمارے ساتھ نہ ہو کہ فتنہ دفع ہو جاوے اور امور خلافت انتظام پاوے اور خلیفہ وقت کے ساتھ ہماری ملاقات ہووے کیونکہ آپ جو ام المومنین و حرم محترم تہذیب و سلطین ہیں اور سب ازواج مطہرات سے حضرت کے بہت محبوب اور مقبول آپ ہی تھے تاہم کے پاس وہ سے دوسرے اشقیاء ہمارا قصد نکرین اور ہماری ہلاکت پر کمر نہ باندھیں۔ بی بی نے کہا کہ چہ کام خردوں سے علاوہ دیکھائی نہ فرماتے تھے طلحہ وزیر ہر دو متفق ہو کے بی بی سے کہنے لگے کہ آپ ہمارے ساتھ رہیں تو اس کام کو براہ آسان ہو دیکھا اور برا انتظام و استقامت پا دیکھا۔ اور وزیر کے فرزند عبداللہ نے جو بی بی عاتقہ کے خوبرو زادے بیٹے بی بی اسما کے فرزند تھے بی بی عاتقہ کے جناب میں بہت ہی الحاح و مبالغہ کرنے لگے چونکہ جناب صدیقہ کو اسے سخت تھہ بری الفت و محبت تھی اور انکو اپنے فرزند کہتی تھیں اس لئے بی بی کو ام عبداللہ بھی کہا کرتے تھے سو عبداللہ بن زبیر کی خاطر تسکین و تسکین کی اور بی بی کو انکی موافقت کیسے سواسے چارہ نہ ملے۔ انقصہ جب طلحہ وزیر کو ام المومنین کی موافقت اور رفاقت سے خاطر جمعی حاصل ہوئی۔ عبداللہ بن عمر کے پاس آئے ان دونوں انہوں نے جناب امیر سے اجازت لینے کہ مہر کی افیت اختیار کی تھی سو ان نے پہلے طلحہ کہنے لگے کہ اسی عبداللہ ام المومنین بی بی عاتقہ نے محض اصلاح مسلمانین اور دفع فتنہ و فساد کے لئے ہمارے کی طرف کوچ کرینچا تو ہم ہم کیا ہی ہم چھپے ہیں کہ اسباب میں تم بھی پناہ دے ساتھ موافقت کرنا پھر وزیر نے کلام آغا نہ کیا کہ اسی عبداللہ بن عمر ہمارے سے عثمان ذوالنورین کے مقدمے میں جو سہل و آسان اور علی مرتضیٰ کی نصیحت

جو دیری واقع ہوئی تم اس پر نظر نہ کیجئے بلکہ ہمارے انجام کار کی طرف دیکھئے کہ ہمارا مقصد اصلاح مسلمین کے سوا اور کچھ نہیں
ام المؤمنین جناب صدیقہ اس سفر پر عازم ہوئیں ہیں انکو تمہارے سادوسرا مشیر نہیں۔ عبداللہ بن عمر نے انکی دعوت
قبول نہ کی عذر کر کے انکو روانہ کیا۔ نقل کیا کہ ام المؤمنین جناب ام سلمہ بھی حج کے لئے آئی تھیں سو مکہ معظمہ میں ہی
اقامت کی تھیں۔ ایک دن جناب صدیقہ نے انکے گھر تشریف لائی اور سلام سنت ادا کر کے کہا کہ عثمان ذوالنورین تیغ
خلم سے مارے گئے انکے قاتلون نے اور بھی دلیر ہو کے دوسرے صحابہ کے ساتھ بھی بدخواہی کا ارادہ رکھتے ہیں
جب تک انے قصاص لیا نہ جاوے اس فتنے کی آتش نہ بجھیں گی اور دوسرے شریرون کو بھی تنبیہ ہونو دیگی میں بہت
اندیشہ ہوں کہ رفتہ رفتہ یہ فتنہ کچھ اور ہی رنگ نہ لیوے اور دین و ملت میں خلل پڑنے کی فوج نہ پہنچے اب طلحہ
وزیر نے محض اصلاح امت کے لئے عراق عرب کا غم کیا ہی اور مجھے بھی ترغیب دے رہے ہیں اس واسطے میری التماس
ہی کہ آپ بھی ہمارے ساتھ تشریف لا دین شاید کہ آپکی مقدم شریف کی بنی دبرکت سے یہ فتنہ و غوغا دب جاوے
اور اصلاح مسلمین کا سبب ہووے۔ بی بی ام سلمہ نے اول جناب صدیقہ کی التماس قبول کی اور اس سفر میں
انکی رفاقت پر راضی ہوئیں لاکن اسکے بعد عمر بن ابی سلمہ جو اسکا فرزند تھا منع کرنے سے باز آئیں اور عذر کی۔ روایت
ہی کہ جناب صدیقہ نے ایک شخص کو ام المؤمنین حفصہ بنت عمر فاروق کے پاس بھیجکے پیام کیا کہ اس سفر میں اپنے
ساتھ آوین بی بی حفصہ نے اول یہ بات قبول کی اور فرمایا کہ میں عایشہ صدیقہ کی تابع ہوں جب انکی مرضی اسبات
پر آئی ہی میں بھی انکی خاطر کے لئے آتی ہوں۔ جب یہ خبر انکے برادر عبداللہ بن عمر کو پہنچی اپنی ہمیشہ معظمہ سے ملاقات
کر کے منع کیا اور نصیحت مستفادہ سے پیش آئے۔ تب بی بی حفصہ نے لاعلاج ہو کے بی بی عایشہ کی خدمت میں
یہ پیام بھیجا کہ میرا برادر مجھے اس سفر سے منع ہی میں اسکی مخالفت کر نہیں سکتی ہوں اسلئے مجھے معذور رکھئے۔
نقل ہی کہ جب بی بی ام سلمہ و بی بی حفصہ اور عبداللہ بن عمر اس سفر پر راضی نہ ہوئے جناب صدیقہ کا غم بھی گہرا
ہوا اور اس سے باز آئینکا ارادہ کیا لاکن عبداللہ بن عمر نے بہت ہی دروسے عرض کیا کہ یا ام المؤمنین اگر آپ بھرے
کی طرف تشریف نہ لا دین میں نے اپنی جان عزیز سے ہاتھ دبو کے صحرا و بیابان چلا جائیگا صحرائی درندوں کا قہقہہ جانا
لوگوں نے عبداللہ بن عمر کی یہ حالت دیکھ کے ام المؤمنین کی خدمت میں انکا بہت کچھ سفارش کی اور تسکین دی
جناب صدیقہ نے جو عبداللہ پر بہت ہی چہر و شفقت رکھتی تھیں بارشانی پھر اس سفر کا غم معصوم کیات بعلی بن منبہ نے
میں کی طرف سے چہار سواونٹ اپنے ہجراہ لائے اور نہ سرج کے ساتھ ہزار دینار طلحہ وزیر کو بطور قرض کے دئے
اور ایک بہتر اونٹ کہ جسکو نہ سرج کے سود دینار سے خرید گیا تھا جناب صدیقہ کی سواری کے لئے پیشکش کیا چنانچہ
بی بی کی عاری اسی اونٹ پر باندھے۔ اور عبداللہ بن عامر نے لاکھ درہم حاضر کئے اور بنی امیہ سے بہت سے لوگ
ہجراہ ہونے کہتے ہیں کہ اونٹ کے چھ تو سوار اور گھوڑوں کے چہار سو جملہ ہزار سوار جمع آئے جب یہ لشکر آمادہ

ہو گیا مگر مسلمانین نے ان کو دی اور بصرے کی طرف کوچ کئے۔ اس سفر سے جناب صدیقِ اولہ طلحہ و زبیر کو اصلاح امت اور حضرت عثمان کے قانون کی تیسرے سیاست مفروضہ تھی۔ نہ حضرت علی سے کچھ دشمنی اور مخالفت۔ لاکھ جب وہ مسلمانین کے قانون نے جو حضرت علی کے دیوار کو گھیر لیا اور امور خلافت میں دایر و سائر ہو گئے تھے اس قصے کو کچھ اور ہی رنگ سے جناب امیر کے گوش گزار کیا اور بہت ہی باعث ہوئے کہ جلد انکا بیچا کر بن حضرت امام حسن و امام حسین و عبداللہ بن جعفر و عبداللہ بن عباس ہر چند مانع ہوئے لاکھ ان اشقیاء کے غلبہ سے انکی مخالفت پیش رفت نہ ہوئی آخر ہر ذریعہ سے حضرت امیر کو ہراہ لیکے بصرے کی طرف نکلے۔ اور جناب عائشہ صدیقہ مکہ معظمہ سے جو بصرے کی طرف روانہ ہوئیں انہیں انکی ہماری اسی اودت پر باندھے تھے جو بی بی نے پیشکش کیا تھا جسکا نام عسکر تھا بی بی نے اس ہماری میں تشریف لے گئی تھیں اور وہ اودت لٹک کر آگے آگے چلا تھا صبح کے قریب ایک پانی کے چشمے پر پہنچے کہ جسکو خواتین کہتے تھے جعفر کے وزن پر۔ جب بی بی کا اودت اس مقام پر پہنچا وہاں کے کنوئیں نے اس اودت کو دیکھ کے بھوکنا شروع کیا۔ بی بی وہاں اودت کھرا کر کے راہ بتلانے والا شخص جو ہراہ تھا اس سے دریافت کیا کہ اس چشمے کا کیا نام ہے اسے کہا کہ اسکو خواتین کہتے ہیں یہ سستے ہی بی بی نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون اور طلحہ کو خطاب کر کے کہنے لگیں کہ اسی طلحہ میں تجھے قسم دینی ہوں اللہ تعالیٰ کی کہ مجھے جلد بیان سے حرم محرم کی طرف پھیر دیجئے۔ طلحہ نے پوچھا کہ یا ام المومنین اسکا کیا سبب ہے تب بی بی نے اس حدیث کی روایت کی کہ میں نے جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ایک روز ارشاد فرمایا کہ بہت ایام دلیالی مہین گذر چکے کہ ملک عراق میں ایک چشمہ ہے کہ جسکو حجاب کہتے ہیں اس مقام کے کتے میرے بی بیوں سے ایک بی بی کو دیکھ کے بھونکے اسلئے میں پھر جانا چاہتی ہوں۔ پس اسی جگہ تزلزل کیا جب جناب صدیقہ کا ارادہ مراجعت پر ہی مصمم ہوا۔ ایسے میں مروان بن الحکم اور اس لشکر کے دوسرے لوگوں نے اس گرد و فراخ کے دو ہفتا بیرون کو جو اتنی آدمی کے قریب تھے پیسے دیکھ شاہد لایا کہ بی بیوں نے گواہی دی کہ اس چشمے کا نام حجاب نہیں ہے کہتے ہیں کہ پہلی جھوٹی گواہی یہی تھی جو اسلام میں واقع ہوئی۔ پھر بی بی فرمایا کہ راہ بتلانے والے کو پوراؤ۔ لوگوں نے کہا کہ یا ام المومنین راہ بتلانے والے نے اس چشمے کے نام میں جو طلحہ کھائی اس پشیمانی سے فرار ہو گیا۔ اور لوگوں نے اس راہ بتلانے والے کو جو مزینہ زورہ کی طرف بھیج دیا اسنے کئی کئی ملی گین راہ میں حضرت علی سے ملا اور وہ احوال جو گذرنا تھا لیئے ام المومنین کا اودت چشمہ خواتین پر پہنچا اور وہاں کے کتے دیکھ کے بھوکنا ادبی بی مراجعت کا قصد کرنا لاکھ لوگ جھوٹی گواہ لاکھ اس چشمے کا نام خواتین نہیں اسلئے کہ آگے بصرے کی طرف روانہ ہونا ظاہر کیا۔ حضرت علی نے انکی توجہ بصرے کی طرف سسکر خوش ہوئے کیونکہ انکا آبست کا اندیشہ بڑھا تھا کہ کہیں کوفہ کی طرف جا کے وہاں کے لوگ کو نہ بدلاویں۔ غرض ام المومنین اور طلحہ و زبیر آگے روانہ ہوئے اور شہر بصرے تک پہنچے موضع حیرہ میں تزلزل کیا۔ لائے ہیں کہ ان دنوں بصرے کا امیر حضرت علی کی

سے عثمان بن حنیف تھا جب اسے جناب صدیقہ و طلحہ وزیر کا لشکر آئی خبر سنی عمران بن الحصین دباو الاسود دہلی کو جو ہر
افاضل علما و فقہا سے تھے اُن ہر دو کو انکے پاس بھیجے دریافت کی کہ اس ملک میں تمہارے آئین کا سبب کیا ہے۔ قاصد
نے اول ام المؤمنین کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال کیا۔ بی بی نے کہا کہ کئی شہروں کے سفہا اور ادبا شون نے رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دار ہجرت میں جمع آکر ماحی اور بے گناہ خلیفہ وقت عثمان بن عفان کا خون کیا اور فتنہ و فساد
کی آتش مٹکا دی۔ چونکہ میں سب مسلمانوں کی مادر ہوں انکے اس ظلم و ستم سے بے آرام ہو کر اس ملک کی طرف آئی
تایہاں کے لوگوں سے نصرت طلب کر کے اُن سے بدلہ لوں۔ پھر وہ ہر دو قاصد طلحہ وزیر کے پاس جا کر دریافت
کی تو انہوں نے بھی یہی جواب دیا۔ اُن قاصدوں نے عثمان بن حنیف کے پاس جا کر یہ سوال و جواب سنا دیا۔ جب
حضرت عثمان کے قاتلین حضرت علی کے دربار کو گھیرے ہوئے تھے عثمان بن حنیف کو یہ گمان ہوا کہ جناب صدیقہ و طلحہ
وزیر نے امام وقت جناب امیر کی مخالفت پر کمر باندھ ہی ہیں سو سیرت حکم کیا کہ جدال و قتال کا اسباب جیسا کہ یہ نامعلوم
ہو جاوے کہ بھرے کے لوگوں سے کوئی طلحہ وزیر کے ساتھ موافق ہی یا نہ پس ایسے اشارے سے قیس بن مغیرہ مسجد حرام
میں آیا بہت سے لوگ جمع آئے تھے انکی طرف خطاب کر کے کہنے لگا کہ ایسا انسان یہہر جماعت جو کہتی ہے کہ ہم امن
کے لئے اس نواح میں آئے ہیں یہ بات کچھ عقل میں نہیں آتی ہی کیونکہ مکہ معظمہ ایسی امن کا مقام ہے کہ جہاں وحوش
و طیور کا بھی کوئی متعرض نہیں ہوتا پس ام المؤمنین زینبہ سیدہ الرسلین کو وہاں کس طرح امن ہونگا۔ اگر یہہر جماعت کہتی
ہے کہ عثمان ذوالنورین کا خون طلب کر نیکی لئے ہم بیان آئے ہیں تو ظاہر ہے انکے قاتلوں سے کوئی شخص ہمارے میں نہیں
آئی۔ اب مناسب یہی ہے کہ ہم سب بالاتفاق اس جماعت کو انکے وطن کی طرف روانہ کر دیں۔ اس وقت اسود بن سرج
سعدی جو حاضر تھا کہنے لگا کہ یہہر جماعت ہمارے سے اور دوسروں سے عثمان ذوالنورین کے طلب خون میں استقامت کرتی
ہے جسے انکا خون مباح جائیگا اسکا خون حلال ہے یہ بات سننے حاضرین نے بہم ہو کر قیس بن مغیرہ کو مسجد سے باہر کر دیا۔
عثمان بن حنیف کو معلوم ہوا کہ لوگ طلحہ وزیر کی طرف مائل ہیں اسکی حدت اور سختی کم ہوئی۔ پھر طلحہ وزیر نے اس سے
پیام کیا کہ ہمارے لشکر میں بری تنگی ہے بیت المال تو سب مسلمانوں کا حق ہے خزانہ بیت المال سے ہمارا خرچہ دیجئے۔ عثمان
بن حنیف نے بیت المال سے انکو دینے پر راضی ہوا اور انکو شہر میں آنے سے بھی منع کیا بلکہ جنگ پر تیار ہو گیا۔ پس وہ
بھی دوسرے روز مقابلے پر آمادہ ہو کر نکلے جناب صدیقہ کو اسی اونٹ کی غماری میں سوار کر داکے ایک میدان میں
کھڑا رہے بی بی کی سواری کے داہنے طرف طلحہ اور بائیں طرف وزیر اور سب سپاہ صف کھینچے ہوئے کھڑے تھے عثمان
بن حنیف بھی انکے مقابلے میں اپنے لشکر کی صفیں آراستہ کیں۔ اور بھرے کے تمام لوگ اس میدان میں حاضر ہو گئے
طلحہ وزیر نے حضرت عثمان کی فضیلتیں بیان کر کے انکی قصاص طلبی میں مسلمانوں سے مدد چاہی۔ تب اُن لوگوں میں
دو فریقے ہوئے ایک فرقہ کہنے لگا کہ طلحہ وزیر راست کہتے ہیں حضرت عثمان کی قصاص طلبی سب مسلمانوں پر واجب ہے۔

خلافت حضرت علیؓ ۳۴۴ھ ظہیر کا جاننا کے طرف

دوسرے دن کو یہ گمان ہوا کہ یہ لوگ حضرت علیؓ کی خلافت پر کمر باندھے ہیں۔ کہنے لگا کہ یہ ہر شخص اہل حضرت علیؓ سے بیعت کر کے اب توتہ سے ہیں۔ جناب ذوالنورین کے قصاص کے جیلے سے منصب ریاست چھینے ہیں۔ اور مجھے صحابہ جو عثمان بن حنیف کے لشکر میں تھے بلنداواز سے کہنے لگے کہ قسم بی اللہ غنائی کی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس عثمان ذوالنورین کے قتل سے بھی یہ بات نہایت سخت تھی کہ آپ کی حرم محرم کو اودھت پر سوار کر داکے ایسے مقام میں حاضر کریں۔ پھر بی بی کی عمار کی طرف متوجہ ہوں کہ کہنے لگے کہ یا ام المومنین اگر آپ بی بی اپنی رغبت سے اس طرف آئیں ہوں تو واپس تشریف لیجائے کہ مجھ کو بھی یہی لازم ہے کہ آپ کو وہیں روانہ کر دیں کہ جہاں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے لئے ایک مکان خلوت و گوشہ عصمت قرار دیا ہے اگر آپ کو بہت اوجیر سے یہاں آئیں ہوں تو ہم کو ان لوگوں کے ساتھ جگہ ہی چھوڑنے کے لئے ایا اور ملت اسلام میں ایسے گران کام کو آسان بھی۔ پھر اسی ظہیر وزیر تم حواریان پیغمبر پر افسوس ہی کرتے ادا سے حقوق پیغمبر کی کچھ رعایت نہ کی اپنے عورتوں کو بدو عصمت میں محفوظ رکھا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حرم محرم کو برسر میدان لے آئے کہ بدو لشکر کے درمیان کھڑا کیا۔ یہ بات سنے ظہیر خاموش تھے کچھ جواب نہ دیا۔ ایسے میں حکیم بن حلیہ نے جو عثمان بن حنیف کا سپہ سالار تھا میکہ ظہیر کے لشکر پر حکم کیا سو کئی لوگ مارے گئے۔ تب ناچار کچھ لشکر بھی حرکت میں آیا بھرے والوں سے بھی اکثر لوگ ظہیر کی طرف ہونے لگے شام تک ہمدان و قتال جاری رہا جب شب آئی ہر دو فریق اپنے اپنے مقام کی طرف ہٹا دوسرے روز بھی ناگاہ و بیاہی جنگ شروع ہوا سوناغہ ظہیر تک کو یہی کہیں پہنچا تھا آخر جناب صدیق نے مذاکرہ کر کے ام المومنین کہتے ہیں کہ مسلمان آپس میں کس لئے جنگ کرنے جو محض فتنہ و فحش کرنے اور مسلمانوں کی جان بچانے کی نیت سے اس طرف ہمارا آنا ہوا۔ نہ مسلمانوں کا خون بہانے اور فتنہ کھڑا کر لینے اب بیہرات بھی یہی کہ باکید بگر صلح کریں عثمان بن حنیف نے کہا کہ میں ہرگز صلح نہ کروں گا۔ جب تک ظہیر وزیر کو آپ سے و درنگ نہ کیوں کر دے غلیف بھی سے نکلتے بیعت کئے ہیں غرض صلح تو نہ ہوئی بی بی کے حکم بموجب جنگ موقوف ہوا ظہیر وزیر کے دین عثمان بن حنیف کی اس بات کا کہ باقی رہ گیا جب رات آئی اور لوگ اپنی اپنی جگہ پر آرام پائے ظہیر وزیر کے لوگوں نے عثمان بن حنیف پر شیون لگاکے اکثر یاروں کو قتل کیا اور ان کے لشکر کے اوپاش و اثر اور عثمان بن حنیف کے سب وادی کے بال توتہ دئے اور یہ سب کام جناب صدیق کے بے اطلاع وقوع میں آیا۔ قریب تھا کہ عثمان بن حنیف کو قتل کریں ایسے میں بی بی کو خبر ہوئی ہی ان لشکریوں پر غصہ ہوئیں اور فرمایا کہ عثمان بن حنیف پر مرد اور اصحاب رسول سے ہی اسکے ساتھ ایسا سلوک ہرگز سزاوارد نہیں تھا اور بہت زجر و توبیخ کر کے اسکے قتل سے منع فرمایا۔ پس عثمان بن حنیف مدینہ کی طرف روانہ ہوئے اور خزانہ بیت المال ظہیر وزیر کے ہاتھ آیا۔ بھرے کے لوگوں نے بی بی سے عرض کی کہ ناز چھگنا نہ ہم کے ساتھ تہ ہیں اور اپنے مقدمات کی طرف رجوع کریں مقتدا کے سوا چارہ نہیں۔ بی بی نے حکم کیا کہ بفضل محمد بن ظہیر یا عبداللہ

خلافت حضرت علی

۵۴

پہنچا حضرت علی کا مدینے سے ذی قارتک اور ان کے حالات

بن زبیر یا عبدالرحمن بن اسید کے ساتھ نماز پڑھا کرین ویسا ہی ایک روز محمد بن طلحہ اور ایک روز عبداللہ بن زبیر نماز پڑھواتے تھے۔ اور عثمان بن حنیف جو بصرے سے مدینے کی طرف روانہ ہوئے راہ میں حضرت علی سے ٹکرا کر باہر گیا پہنچا حضرت علی کا مدینے سے ذی قارتک اور اقامت فرمانا اسی مقام پر۔ اور روانہ کرنا محمد بن ابی بکر اور عبداللہ بن جعفر کو کوفے کی طرف اور طلب کرنا لشکر کا کوفے سے۔ اور مخالفت کرنی ابو موسیٰ اشعریٰ ان ہر دو کے ساتھ پھر روانہ فرمانا شاہ زادہ والا تبار امام حسن و عمار بن یاسر کو کوفے کی طرف مستقصیٰ میں لایا یہی کہ جب امیر المومنین مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ نے موضع ذی قار میں شرف اقامت فرمائی ایک دن شاہ زادہ دین پناہ امام حسن رضی اللہ عنہ روتے ہوئے آئے اور گزارش کی کہ امی پدر میں نے چند باتیں خبر طلبی اور دولت خواہی کی راہ سے جن میں حضور کے جہات کی صلاح و فلاح مندرج تھی عرض جناب کی۔ لکن اُن سے کوئی بات بھی درجہ اجابت پائی اب نوبت اسبات کی ان پہنچی کہ ہم اس بیابان میں بھوک اور پیاس کے صدمے سے ہلاک ہو جاؤں جناب ولایت مآب نے فرمایا کہ اسی فرزند ارجمند گریہ و زاری نہ کیجئے بلکہ ان باتوں سے خبر دیجئے کہ تم نے کونسی باتیں کہیں جو میں نے قبول نہ کیں۔ شاہ زادے نے عرض کی کہ یا ابی جن دون عثمان ذوالنورین پر محاصرہ ہوا تھا میں نے گزارش کی کہ ہم سب کو ہر راہ لیکے آپ اس شہر سے نکلا جائے تاہم اس فتنے میں نہیں مجھے اسبات کا بڑا خطر ہی کہ کہیں بعضے لوگ انکے قتل سے آپ کو متہم نہ کریں۔ آپ نے میری بات کی طرف التفات نہ کیا اور جب عثمان ذوالنورین مقتول ہوئے ہیں عرض کی کہ آپ خانہ نشین و خلوت گزین ہو جائے جب تک سب لوگ آپ کی محبت پر اجتماع و اتفاق نہ کریں آپ گھر سے باہر تشریف نہ لایا جائے آپ نے یہ بات بھی گوش رضا سے استماع نہ فرمائی۔ اور جب وقت دے لوگ بصرے کی طرف متوجہ ہوئے میں نے ظاہر خدمت کی کہ انکو چھوڑ دیجئے تا عثمان ذوالنورین کے قاتلوں سے اس نواح میں کیسے پاؤں تو قتل کر دیں۔ آپ نے یہ عرض بھی قبول نہ فرمائی۔ جناب ولایت مآب نے جواب دیا کہ امی دلہند جس زمانہ میں عثمان ذوالنورین پر محاصرہ تھا اسوقت مدینے سے میں نے جو نہیں نکلا اسکا سبب یہ ہی کہ مجھے یہ گمان تھا کہ لوگ مجھے نہ چھوڑینگے ہرگز کوشہ میں بیٹھنے نہ بیٹھیں گے۔ اور میرے ہاتھ پر لوگوں کی بیعت جمہور صحابہ کے اتفاق سے واقع ہوئی۔ اگر بعضے اعراض کریں اور نکث بیعت کے مقام میں آویں اس سے مجھ پر اعتراض نہ آویگا اور تم نے وہ جو کہا کہ میں انکو چھوڑ دوں تا خون عثمان طلب کریں۔ جانتے کہ اس خون طلبی سے انکا مقصود میرے ساتھ مواخذہ کرنا ہی حالانکہ میں اس امر شیع سے پاک ہوں۔ اسی فرزند تو میرے بجائے سمع و بصر ہی اب نامل کیجئے کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دار فانی سے طرف عالم باقی کے رحلت فرمائی میں نے امر خلافت کے لئے میرے سواے اور کسی کو حق اور سزاوار نہیں جانتا تھا۔ جب لوگوں نے ابو بکر صدیق کی خلافت پر اتفاق کیا میں نے بھی

ایک موافقت اختیار کی اور اسکے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور انہوں نے اپنے وقت وفات عمر بن الخطاب کو خلیفہ مقرر کیا جسے اس بات پر بھی راضی ہوا اور اُسے بیعت کی۔ اور انہوں نے اپنی وقت رحلت امر خلافت کو اصحابِ محمدی کی آراء پر موقوف رکھا مشورہ والوں نے عثمان بن عفان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ تب فتنہ مرقع ہونے اور خلاف سے بچنے کے لئے میں بھی اُسے بیعت کی۔ اور جب انکا قتل ہوا میں خانہ نشین ہوا اور باہر نہ نکلا آخر لوگ میرے صاحب ہوئے اور میرے سے بیعت کر کے باب میں بڑا ہی الحاح و مبالغہ کیا میں نے مسلمانوں کے امور ضروری مصلحت کے باب میں بہت اندیشہ رکھا ہوا۔ اور ناچار یہ منصب قبول کیا اور لوگوں نے اپنی طمع و رغبت سے بیعت کی کہ **لَمَّا نَكَتَ فَاَتَاكَ نِكَتٌ عَلَى نَفْسِهِ وَمَنْ اَوْفَى بِاَعَاهِدَ عَلَيْهِ اللّٰهُ فَسَيُؤْتِيهِ اَجْرًا عَظِيمًا** نقل ہے کہ جب حضرت علیؑ نے دیکھا کہ جو فرج اپنے ہمراہ رکاب ہی بھریوں کے مقابلے کے لئے کفایت نہ کر سکتے تھے ابی بکر و محمد بن جعفر طیار کے ساتھ ایک کتب و دیکے ابو موسیٰ اشعری کے پاس جو عثمان ذوالنورین کی طرف سے کوفہ کے حاکم تھے روانہ فرمایا تاکہ کوفہ کے سپاہ کو فراہم کر کے جلد ایک لشکر اپنے پاس روانہ کرے۔ اور کوفہ کے نام سے ایک نام اس مضمون کا رقم فرمایا کہ بندہ خدا امیر المومنین علیؑ کی طرف سے معلوم ہوا ہے کہ اسی اہل کوفہ میں نے سب جہا یوں سے تمکو اختیار کیا ہوں۔ یہ کام جو میرے درپیش ہے جب اس سے فراغت حاصل ہوگی میں تمہارے طرف آؤنگا اور تمہارے شہر میں وطن اختیار کر دینگا تمہارے سے جو لوگ ہماری محبت کا دم دار تھے ہوں چاہئے کہ اب ہمارے طرف آویں۔ کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے اہل مدینہ سے اس قدر آزر و فاطمہ کے پھر اوپر معاودت فرمایا کہ ارادہ نہیں تھا اور یہ عزم بالآخر کم چکا تھا کہ مکہ معظمہ میں یا کوفہ میں اقامت فرمائے۔ جب مدینہ سے ذی قار میں لشکر جمع ہو چکے تھے وقف فرمایا اس وقت اپنا اسباب و سامان بھی مدینہ طیبہ سے منگوایا۔ اللہ جب محمد بن ابی بکر و محمد بن جعفر کوفہ میں آئے اور دوسے ہر دو نامہ نامی پہنچانے کوفہ کے لوگوں نے اسباب میں ابو موسیٰ اشعری سے مشورت کی۔ ابو موسیٰ غفہ ہوئے اور منبر پر سوار ہوئے حمد و ثناء کے بعد کہنے لگے کہ لوگو علی بن ابیطالب اور علی بن ابی طالب کی طرف مایل ہیں تمہارے سے جسے طالب دنیا ہو ان پر دوسے ایک کی طرف جائے۔ اور جو رغب آخرت ہوا اسکو چاہئے کہ اپنے گھر سے قدم باہر نہ رکھے کچھ سلامت اختیار کرے۔ محمد بن جعفر نے یہ باتیں سنے غصے ہوئے اور ابو موسیٰ کے ساتھ سختی سے کلام کیا ابو موسیٰ نے کہا کہ عثمان بن عفان کی کسبِ سعیت میری گردن اور تمہارے صاحب یعنی علی بن ابیطالب کی گردن میں باقی ہے۔ اگر قتال کے سوا چارہ ہو تو اول قاتلان عثمان سے قتال کیا جائے۔ تاہم دون نے جب دیکھا کہ ابو موسیٰ اشعری نہایت سختی پر اپنی اذیت کوفہ والے بھی اسکے حکم سے عدل نہ کر سکے ناچار کوفہ سے ذی قار کی طرف لوٹ آئے اور سب ماجرا ابی بکر کی خدمت میں ظاہر کیا۔ جناب امیر نے ابو موسیٰ کی سختی اور بیوفائی سے بہت عجب کیا۔ پھر عبد اللہ بن عباس نے

مالک اشتر کو روانہ فرمایا دے بھی واپس آئے ابو موسیٰ کی وہی سختی اور مخالفت ظاہر کی۔ پھر حضرت علی نے اپنے نوز البصر سبط اکبر حضرت امام حسن و عمار بن یاسر کو روانہ فرمایا۔ جب شاہزادے کی قدوم فیض لزوم کی نوید کو فوٹو پہنچی اس شہر کے عابد و اشرف استقبال آئے آپ کی دولت دست بوسی سے مشرف ہوئے اور ہمراہ رکاب کرنے میں داخل ہوئے امام حسن اور عمار بن یاسر مسجد جامع میں تشریف لے آئے یہ خبر سنے بعض صحابہ جو اس شہر میں حاضر تھے اور تابعین کی ایک جماعت اور اکثر علماء و فقہاء اور ایک خلق کثیر ملازمت کے لئے حاضر ہوئے اور شاہزادے کا کلام فیض النیام گوش رغبت سے سننے لگے۔ ایسے میں جب آپ کی نظر ابو موسیٰ اشعری پر پڑی فرمایا کہ اے ابو موسیٰ ہنایت عجب ہی کہ تم تو ہماری تائید کی بلکہ لوگوں کو ہماری نصرت سے بھی منع کیا حالانکہ ہمارا غرض سوائے اصلاح مشن کے اور کچھ نہیں۔ ابو موسیٰ نے کہا کہ یا ابن رسول اللہ میرے مابناپ آپ پر فدا ہوں میں نے لوگوں کو آپ کی نصرت سے منع کیا بلکہ دے جب میرے سے مشورت چاہے میں نے انکی نصیحت اور خیر خواہی بجالائی اور جو مشورت کا حق تھا ظاہر کیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَلْمُسْتَشَارُ مَوْثِقٌ یعنی جس سے مشورت طلب کریں چاہئے کہ وہ ایمان رہے حق امانت بجالا دے اسباب میں اسکو جو صواب نظر آوے بیان کرے۔ سو میری رائے میں جو بات تحقیق نظر آئی بیان کر اے صاحبزادے آپکے جدا مجھ سے میں نے سنا ہی کہ فرماتے تھے قریب ہی کہ ایک فتنہ پیدا ہو دیگا اس فتنے کے موسم میں بٹھا ہوا شخص کھڑے ہوئے سے بہتر ہی اور کھڑا ہوا چلنے والے سے بہتر ہی اور پیادہ چلنے والا راکب سے بہتر ہی میں سمجھتا ہوں کہ یہ وہی فتنہ ہی عمار بن یاسر نے کہا کہ اس حدیث کی مراد اور ای۔ یہ تو خلیفہ ہجرت کی نصرت طلبی ہی جو سب مسلمین پر واجب ہی ایسے میں اسی محفل میں دو جماعت ہوئیں ایک جماعت جو حضرت علی کے احباب سے تھی عمار کی تائید پر آئی دوسری جماعت جو عثمانی تھی ابو موسیٰ کی نصرت پر مایل ہوئی قریب تھا کہ ہر دو فریق میں تروار چلے ابو موسیٰ نے انکو اپنے ماتھے سے اشارہ کر کے بٹھلایا۔ اور آپ منبر پر سوار ہوئے خطبہ شروع کیا اور وہی بیان کرنے لگا جو محمد بن ابی بکر اور محمد بن جعفر سے کیا تھا۔ تب شاہزادہ گرامی شان امام حسن رضی اللہ عنہ نے اسپر آواز کی اور فرمایا کہ اے ابو موسیٰ اب منصب خلافت امیر المؤمنین علی بن ابیطالب کے ساتھ منسوب ہی پس منبر انہیں کے ساتھ علاوہ کتائی جب تم نے انہیں بیعت نہ کی تہیں منبر سے کیا سروکار اور منبر پر سوار ہونا کب سزاوار بلکہ تم نے اپنی حکومت سے معزول ہوا منبر سے نیچے آئے۔ زید بن جرجان نے کہنے لگا کہ لوگوں نے جناب امیر کی نصرت کا ارادہ مصمم کیا ہی تم انکو روک نہ سکو گے پھر بے فائدہ کس لئے مشقت کیجئے ہو اور کوفے کے اکثر اکابر و عابد بھی ایسا ہی کہا پس ابو موسیٰ منبر سے اترے شاہزادہ جلیل الشان رفیع المکان حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے منبر پر سوار ہو کے کمال فصاحت و بلاغت کے ساتھ ایک خطبہ پڑھا اور حمد و صلوات کے بعد سب مسلمانوں کو امیر المؤمنین کی اطاعت و انقیاد پر ترغیب و تحریص کی سب کے سب اپنی رضا و رغبت سے قبول کیا ابی امام ہمام اور سب

خلافت حضرت علیؑ ۳۴۸ - پہنچا حضرت علیؑ کا رخ سے ذوقی رنگ اور نوران کے حال

مسلمین سجد میں بیٹھے کر ایسے میں مالک اشتر نے جو موضع ذی قار سے نکلے تھے داخل کوڑھوے اور لوگوں سے سنا کر ابو موسیٰ نے شاہزادے کے ساتھ بھی مخالفت کر رہا ہی چنانچہ اب سجد جامع میں ایک غلی کثیر جمع آنی ہی۔ یہ سنے رہی اہمیت برعہ ہوئے مسجد کا قصد نہ کر کے دیسا ہی ابو موسیٰ کے دارالامار سے پہنچے اور ان کے چند غلام جو حاضر تھے ان کے ساتھ چلایا اور زخمی کر دیا اور دارالامار سے میں جا کے ابو موسیٰ کا جو خاص ہال ماساباب موجود تھا اُن کے باہر بیٹھا بیٹھ گیا۔ اس غلاموں نے ایسوقت اسی شکستگی اور خواری کے ساتھ مسجد کی طرف جا کے اپنا سب احوال ظاہر کیا۔ ایسے میں ابو موسیٰ یہ خبر سنتے ہی اہمیت مکرر و مضطر ہو کے دارالامار سے کی طرف آئے مالک اشتر نے کہا کہ آئی ابو موسیٰ یہ سر سے سلطان ہی نہیں اس سے کیا سروکار یہ دارالامار امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ملا کر رکھتا ہی اور تم ان سے شرف بیعت حاصل کی ہی پس تمہیں اس مکان سے کچھ علاوہ نہیں کسیوقت اپنا اسباب لیکے اور کہیں چلا جاؤ چاہئے۔ ابو موسیٰ نے اپنی وہ شدت و حدت چھوڑ دیکے تواضع کی راہ لی اور کہنے لگے کہ مجھے آج ایک ہی دن ہملت دیکھنے ناکل کے روز دوسرے مکان کی طرف نقل کروں۔ مالک اشتر نے کہا کہ ایک ساعت کی ہملت نہ دوں گا۔ ایسے میں کوفے کے خواص و عوام جب یہ خبر سنی بہت سے لوگ جمع آئے تباہی اڑو نام ہوا۔ آخر بعضوں نے بہت کچھ سفارش کر کے ایک روز کی ہملت دلوائی۔ غرض جب دوسرے روز دارالامارہ خالی ہو چکا۔ کوفے کے اکثر لوگ اپنے باغٹ ہو کے حضرت امام حسن کو لا کے دارالامار سے میں آمارا۔ دوسرے روز امام ہام نے فرمایا کہ انشاء اللہ غلامی اہل علی الصلاح میں بھرے کی طرف روانہ ہوتا ہوں جو لوگ خشکی کی راہ سے آنا چھتے ہیں میرے ہمراہ آویں اور جو لوگ کشتی کی سواری سے جائینا ارادہ رکھتے ہیں انکو بھی رخصت ہی کر کشتی پر روانہ ہو دیں۔ پس دوسرے روز بعضے لوگ شاہزادے کے ہمراہ رکاب اور بعضے بر سر آب کوچ کیا جملہ دن ہزار دوسو مرد ہتھیار موضع ذی قار میں جمع آئے۔ جناب امیر نے ان کے استقبال جا کے کمال اعزاز کرام کے ساتھ لے آیا اور بہت کچھ الطاف و شفقت ظاہر کی۔ اور فرمان لگے کہ اہل اہل کوفہ انشاء تعالیٰ نے لکھو عجم کے بادشاہوں پر فتح و نصرت بخشی اور انکو ایسا زور و قوت عطا فرمایا کہ جس سے انکو کی شوکت و صولت توت گئی اور انکا مال و متاع اور خزانے و دینے تمہارے ماتھے آئے اور انکی تاج و تخت اور ملک و ریاست کے مالک ہوئے شکوہ پاس اس قادر متعال کو کہ غدار و مشرکین پر مسلمانوں کو غلبہ دیا اور جا بجا دین اسلام کی عزت و شوکت ظاہر فرمائی۔ اب تمکو میں اس لئے بلوایا ہوں کہ ہمارے بعضے بھائیوں نے جو بناوت و عمارت کی راہ لی ہی انکو صلاح و ہدایت کا سامنے بٹلا دیں۔ اگر وہ قبول نہ کریں ہم نرمی اور مدارا بجا لا دیں۔ اگر وہ پھر چلے نہ تو دوسرے باز نہ آویں تب کتاب و سنت کے مطابق عمل کریں حسب شریعت انکو تنبیہ و مزا پہنچا دیں تا وہ لوگ راہ راست پر آویں میں چہتا ہوں کہ جلد اس جہم سے خارج ہو کے اصلاح مسلمین کے جہات میں گمراہ ہوں جس امر میں انکی اصلاح مندرج رہے اس سے کوئی دقیقہ بخیر نہ دن بلکہ ایسا اختیار کروں اور جس بات میں فساد کا

ہوتا مقدور اس سے دور رہوں انشاء اللہ تعالیٰ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم تشریف لانا
 خیر التابعین عاشق سید المرسلین اویس قرنی کا اور بیعت کرنا امیر المومنین مرتضیٰ
 علی کرم اللہ وجہہ کے دست مبارک پر اور آپ کے لشکر میں داخل ہونے کے جنگ کرنا
 باغیوں کے ساتھ عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ میں ایک دن موضع ذی قار میں امیر المومنین علی
 مرتضیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا کہنے کا ایک بڑا لشکر اور اسکے اطراف و فواجی کی نو صین جناب امیر کے حضور میں آئے
 لگین۔ آپ نے فرمایا کہ آج ایک ایسا مرد اور لڑکا ہزار مرد سے بہتر ہو۔ یہ بات سب سے نظر آئی جناب امیر نے فرست
 سے میرے خطرہ دلی پر گاہ ہو کے حکم کیا کہ اس صحرا میں دو نیزے نصب کریں نا جو نئے لوگ آئے اس لشکر میں ملحق
 ہوتے ہیں ان نیزوں کے درمیان سے گزریں۔ ایسا ہی دو نیزے نصب کر دیئے۔ اور مجھ کو حکم فرمایا کہ ہر گزرنے والے
 پر نظر کیجئے میں نے نظر کر رہا تھا ایسے میں دیکھا گیا ہوں کہ ایک شخص ضعیف و نحیف کہند لباس کھیرے بال زرد رنگ
 لاغر اندام پیادہ تشریف لارہا تھا اور اپنا زور اور اپنی پشت پر باندھا ہوا اور پانی کا گوزہ اپنی گردن میں لٹکایا ہوا
 جب حضرت علی کی خدمت میں آیا توجہ سلام ادا کیا جناب ولایت مآب نے جواب دیا اور تعظیم و اکرام سے پیش آئے
 اور اسکا نام وقید دریافت کی۔ اس شخص نے کہا کہ یا امیر المومنین میں اویس قرنی ہوں اپنا ہاتھ دراز کیجئے تا بیعت کروں
 جناب امیر نے کہا کہ تم نے کس چیز پر بیعت کا ارادہ کیا ہے۔ اویس قرنی نے عرض کی آپ امام مجتبیٰ و خلیفہ وقت ہو
 آپکی نصرت و یاری پر بیعت کروں۔ اور آپکی یاری میں جان نثاری چھتا ہوں۔ تب جناب امیر نے اسے بیعت لی
 اویس قرنی تابعین کرام و اولیاء عظام سے ہیں خلق سے ہرگز اختلاط نہیں رکھتے تھے بلکہ خلق سے انکو وحشت تھی اکثر
 جنگیں بیا بان میں گزارتے اور ذکر و فکر میں رہتے خلق کے ساتھ ایک ساعت کا ملاپ نخل اوقات سمجھتے تھے یہاں تک کہ
 جب حضرت عمر سے ملاقات ہوئی دو چہار باتیں کر کے جلد اسے رخصت لی ایسے دلی باکمال و صاحب جذب و حال باوجود
 اپنے اس بے سرو سامانی و ضعف جسمانی کے جو قطع منازل کر کے حضرت علی کی خدمت میں آئے اور شرف بیعت سے
 مشرف ہوئے اور آپکے مخالفوں کے ساتھ جنگ کر کے شہید ہوئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ امام مجتبیٰ حضرت علی تھے۔ اور
 آپکے مخالف باغی۔ لاکن جناب صدیقہ اور طلحہ و زبیر نے جب درباب اجتہاد سے تھے حضرت علی پر خروج کیا اور کچھ نفعت
 اور نفع و عداوت کا سبب نہیں تھا جب اپنی خطا سے اجتہادی پر گاہ ہوئے اس سے باز آئے انشاء اللہ تعالیٰ
 اسکا بیان آگے آویگا۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر وقت احکام شریعت کو غلبہ ہی جب امام مجتبیٰ کا فزون یا باغیوں پر
 خروج کرے اُس زمانے کے علماء فضلاء زما و دو جہاد و صلحا و اولیا کو لازم ہے کہ امام وقت کی بیعت و نصرت میں کمر باندھ
 کیونکہ اولی الامر کی اطاعت سب خواص و عوام اہل اسلام پر واجب ہے کما قال اللہ تعالیٰ اطیعوا اللہ و اطیعوا
 الرسول و اولی الامر منکم

بن ہرادر جہانگاہ اجداد سے ایک شخص کا نام ہی اویسؓ کے ساتھ منسوب بین قرن قاف کی فتح اور سے کے سکون
سے ہی۔ اور قرن بلا دین سے ایک بلکہ کا بھی نام ہی اس بن قاف اور راہر دو مفتوح ہیں۔ ایسا ہی کہا صاحب قلم
نے۔ اور اویسؓ قرنی کی فضیلت احادیث صحیحہ سے ثابت ہی چنانچہ یہ حدیث صحیح مسلم میں آنی عن عمر بن
الخطاب رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ رَجُلًا يَأْتِيكُمْ
مِنَ الْيَمَنِ يُقَالُ لَهُ أُوَيْسٌ يَخْبُرُكُمْ بِأَمْرِ الْيَمَنِ عَرَفَ رُوحَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِنْكُمْ فَكَرِهْتُمْ أَنْ تَقُولُوا لَهُ
أُوَيْسٌ مَرَدٌ وَتَقُولُوا لَهُ أُوَيْسٌ مَرَدٌ فَاسْمِعُوا لَهُمْ وَأَمَّا مَا كَانَ مِنْهُ مِنْ بَيَاضٍ فَقَدْ قَالَ اللَّهُ قَدْ هَبْنَا الْكَافِرِينَ
أَوَالِدَ زُرْعِهِمْ مَقْرُونًا اسکو سفیدی یعنی برص میں دعا کی اسنے اللہ تعالیٰ سے۔ اور کیا اللہ تعالیٰ نے اس سے اس
سفیدی کو مگر ایک دینار یا درہم کے مقدار باقی ہی۔ یہ راوی کا شک ہی کہ حضرت نے دینار فرمایا یا درہم۔ اور
ایک روایت میں آیا ہی کہ وہ سفیدی جو اسقدر باقی رہی وہ بھی اسکی دعا کا سبب ہی کہ اسنے عرض کی خداوند
میرے جس میں اس سے تھوڑی نشان باقی رکھنے تا میں اسکو دیکھ کے تیری نعمت یاد کروں فَمَنْ لَقِيْتَهُ مِنْكُمْ
فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ پس تم سے جسے اس سے ملیگا تو چاہئے کہ بخشش مانگے تمہاری یعنی اس شخص کو خود ہی کہ اس سے
یہ دعا چاہئے کہ وہ بارگاہ الہی میں ہر صحت طلب کرے وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ سَبِيلَ الْتَّائِبِينَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ أُوَيْسٌ اور دوسری روایت
میں آیا ہی کہ عرف فاروق نے کہا کہ میں نے سنا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو فرماتے تھے کہ تابعین میں بہتر ایک
مرد ہی کہ کہتے ہیں اسکو اویسؓ وَلَهُ وَالِدَةٌ وَكَانَ مِنْ بَيَاضٍ مَرُوءَةً فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ اور اسکو ایک سفید
نہی پس اس سے تم چاہو کہ وہ تمہارے لئے استغفار کرے۔ شیخ عبدالحی دہلوی نے شرح مشکوٰۃ میں اس حدیث
کے نیچے لکھا ہی کہ اس حدیث سے معلوم ہو کہ اہل خیر وصلاح سے دعا طلب کرنی بہتری اگرچہ طالب الفضل ہو۔ اور
بعضوں نے کہا کہ حضرت نے اویسؓ کو خوش کر دینے کے لئے یہ بات فرمائی اور لوگوں سے یہ تو ہم بھی دور ہو کہ اسنے
حضرت کی فیض محبت سے جو خیر و برکت مانگا ہی سبب تھا کہ اسکو والدہ نہی اسکی خدمتگداری کے لئے اویسؓ
سوا یہ اور کوئی بہنیں خاص اسکی خدمت گزار دی کے عذر سے حاضر حضور نہ ہو سکا۔ اور شیخ دمیری نے کتاب
حیوة النبیؐ ان میں اویسؓ قرنی کے مناقب میں یہ حدیث لائی ہے اَحْمَدُ فِي الزُّهْدِ عَنِ الْحَسَنِ
الْبَصْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِشِقَاعَةٍ
رَجُلٌ مِنْ أُمَّتِي أَكْثَرُ مِنْ رَبِيعَةٍ وَمَضَى قَالَ الْحَسَنُ هُوَ أُوَيْسٌ الْقُرَنِيُّ یعنی روایت کی امام
احمد نے کتاب زہد میں امام حسن بصریؒ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے داخل ہو گئے جنت

میں شاعت ایک مرد کے میری امت سے زیادہ ربیبہ اور مضر کی قوم سے۔ کہا حسن بصریؒ نے کہ وہ مرد اویسؓ کی ہی
 انتہی۔ اور عمر فاروقؓ سے اویسؓ کی ملاقات ہونے میں مختلف اور متعدد روایتیں آئی ہیں ممکن ہے کہ اوقات مختلفہ
 میں دسے سب روایتیں وقوع میں آئی ہوں۔ شیخ عبدالحی دہلوی نے امام سیوطیؒ کی جمع الجوامع سے دس روایتیں
 شرح مشکوٰۃ میں نقل کی ہیں اندیشہ طوالت سے یہاں ایک دور روایت پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ امام حسن بصریؒ سے روایت
 آئی ہے کہ جب قرن کے لوگ حج کے موسم میں آئے امیر المومنین عمر فاروقؓ نے اسے سوال کیا کہ لوگو! کیا تمہارے میں کوئی
 شخص اویسؓ نامی ہے۔ تب اس نے ایک شخص نے کہنے لگا کہ یا امیر المومنین آپ اس سے کیا چاہتے ہو وہ تو ایسا شخص ہے
 کہ جنگل اور دیرانوں میں رہا کرتا ہے اور لوگوں میں نہیں آتا ہے عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ اسکو میرا سلام پہنچا کے کہہ دیجئے
 کہ میری ملاقات کرے۔ اس شخص نے جا کے حضرت عمرؓ کا سلام و پیام پہنچا یا۔ پس اویسؓ قرنیؓ نے حاضر ہوئے اور سلام
 کیا حضرت عمرؓ نے کہا کیا تم ہی ہو اویسؓ کہا ہاں یا امیر المومنین پھر پوچھا کہ کیا تمہارے بدن پر کچھ سپیدی پڑی ہے کہ تم دعا کی
 تو اللہ تعالیٰ اسکو دور کیا اور پھر تم نے التجا کی تو اس سے کچھ باقی رکھا کہا ہاں یا امیر المومنین کسے خبر دی۔ عمر فاروقؓ نے
 کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اسکی خبر دی اور حکم کیا کہ تم سے سوال کروں تا میرے حق میں تم دعا کریں
 تب اویسؓ قرنیؓ نے حضرت عمرؓ کے حق میں دعا کی اور کہا کہ یا امیر المومنین آپ سے میری حاجت یہی ہے کہ میرا حال پوشیدہ
 کریں اور مجھے اجازت دیں کہ میں بیان سے بچا جاؤں۔ پس اویسؓ قرنیؓ ہمیشہ لوگوں سے مخفی تھے یہاں تک کہ ہذا فیہ
 میں شہادت پائی روایت کی اسکی ابن عساکر نے۔ اور سعید السیب سے روایت آئی ہے کہ عمر بن الخطابؓ نے منبر مبنی
 پر سوار ہو کے ندا کی کہ اے اہل قرن یہہ سنتے ہی اس قوم کے پیروں نے سب اٹھ کر کھڑے رہے اور کہا یا امیر المومنین
 کیا حکم ہوتا ہے فرمایا کہ میں کوئی شخص اویسؓ والا ہے۔ تب اس نے ایک بوڑھے نے کہا کہ ہمارے درمیان کوئی یہہ نام
 والا نہیں مگر ایک دیوانہ کہ بیابان اور ریگستان میں رہا کرتا ہے نہ کیسوا کے ساتھ افعت ہے نہ اسکو کیسے ساتھ صحبت۔
 حضرت عمرؓ نے کہا کہ میں اسکو چھپاتا ہوں جب تم قرن کو جاؤ گے تو اسکو دہونڈو اور میرا سلام پہنچاؤ اور کہو کہ پیغمبر خدا
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے بشارت دی ہے اور حکم فرمایا کہ میں حضرت کا سلام تمہیں پہنچاؤں۔ پس جب ان لوگوں نے
 قرن میں جا پہنچے اور دہونڈا تو ایک ریگستان میں اسکو زمین پر پڑا ہوا پایا اور عمر فاروقؓ اور حضرت کا سلام
 انکو پہنچا یا۔ تب اویسؓ قرنیؓ نے کہا کہ امیر المومنین نے میری شہرت دی اور میرا نام مشہور کیا السلام علی رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و علی اللہ پس یہہ کہہ کے حیران و پریشان جنگل بیابان کی طرف متوجہ ہوئے پھر انکا
 کہیں سراغ نہ پایا اور کوئی نہ دیکھا یہاں تک کہ حضرت علیؓ کے زمانے میں آئے اور آپ کے لشکر میں داخل ہوئے جنگ
 کیا اور جنگ صفین میں شہید ہوئے۔ روایت کی اسکی ابن عساکر نے۔ اور ابن عباسؓ کی روایت میں آیا ہے کہ عمر
 فاروقؓ نے دس سال تک اویسؓ قرنیؓ کا احوال پوچھتے رہے یہاں تک کہ حج کے موسم میں ایک روز فرمایا اے ابن

تہارے سے مراد کے فیصلے والوں سے کوئی بن تو اٹھ کر کھڑے رہیں۔ تب مراد کے فیصلے والے کھڑے رہے اور وہ
 بیٹھ گئے۔ پس فاروق اعظم نے پوچھا کہ تمہارے میں ادیس ہی۔ یہ سب کے ایک شخص نے کہا کہ یا امیر المؤمنین ہم نہیں
 پہچانتے ہیں اسکو مگر ایک برادر زادہ ہی کہ اسکو ادیس ادیس کہتے ہیں اور وہ بہت ضعیف اور خوار تر ہی ایسا شخص
 نہیں کہ آپ اسکے احوال پر سامان ہوں۔ حضرت عمرؓ نے کہا وہ کہاں ہی اسنے کہا کہ وہ اراک میں ہی اور قوم کے
 دوست چرانا ہی۔ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ اسوقت سوار تھے اور اراک تک جا پہنچے گا کہ دیکھتے ہیں کہ ادیس
 ناز میں کھڑے اور اپنی نظر سجدہ گاہ پر لگائی ہے۔ جب حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ نے انکو دیکھا آپس میں کہنے لگے کہ ہم
 جسکو ہوتے جتے ہیں وہ ہی تو یہی شخص ہوگا۔ جب ادیس نے انکی آواز سنی اپنی ناز کو سبک کی اور ناز سے فانی ہو کر
 اُن ہر دو صاحبِ جلیل القدر کی طرف متوجہ ہو کر کہا السلام علیکم اہلنوں نے جواب دیا کہ وعلیکم السلام ورحمۃ
 اللہ وبرکاتہ پھر پوچھا کہ تمہارا کیا نام ہی اللہ تعالیٰ رحمت کرے تم پر اسنے کہا کہ عبد اللہ۔ تب حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ہم
 جانتے ہیں کہ جو آسمان و زمین میں ہی وہ بندہ خدا ہی لاکن ہم قسم دیتے ہیں عکواس رب کی جو پروردگار ہی کہے گا اور اس
 حرم گائیکام ہی تمہارا جو تمہاری والدہ نے رکھا۔ تب کہا کہ میرا نام ادیس بن مراد ہی۔ پھر بولے کہ اپنے بائیں ہاتھ کو برہنہ
 کیجئے اسنے برہنہ کیا تو ایک درہم کے مقدار پر روشنی چمکتی ہوئی نظر آئی عرفاروق اور علی مرتضیٰ نے اسپر روبرو فرمایا
 کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم پر حکم کیا ہی کہ تمکو سلام پہنچا دیں اور تم سے دعا سوال کریں کہ تم ہمارے حق میں
 دعا کریں۔ ادیس نے کہا کہ ہر ناز کی تشدد میں میں جو عاکرنا ہوں وہ دعا سب شوق و مغرب کے مسلمانوں کو شامل ہی
 پھر فرمایا کہ بالخصوص ہمارے لئے دعا کیجئے۔ تب اُن بزرگوں اور سب مردوں مسلمانوں کی حق میں دعا کی۔ حضرت
 عمرؓ نے فرمایا کہ کوئی چیز تمہیں دون ادیس نے کہا کہ یہ دو جانتے کہ میرے بدن پر اور یہ ہر دو فضل پرندہ میرے پر ہی
 ہیں اور میرے پاس چار درہم بھی حاضر ہیں جب یہ نام خراج ہو جا دیں تب لو لگاؤ کہ کہا کہ جسنے ایک ہفتے کی امید کی
 پھر ایک مہینے کی امید رکھنا ہی اور ایک مہینے کی امید رکھنا تو ایک سال کی امید مان کرنا ہی۔ اسکے بعد لوگوں کے سب
 دوست انہیں پہنچا دیا اور دمان سے سد مارا تو اور کیونکہ نظر ڈالنا روایت کی اسکی ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں
 ہی قصہ اخبر جو ابن عباس سے منقول ہی شیخ فرید الدین عطار نے تذکرۃ الاولیاء میں اور امام غزالی کی کیا سے سادات
 میں بسط کے ساتھ لایا ہی۔ ان اس میں اسقدر زیادہ ہی کہ حضرت نے پڑا میں مبارک عمر فاروق و علی مرتضیٰ کے تحویل
 کر کے وصیت فرمائی کہ ادیس قرنی کو پہنچاؤ اور کہو کہ اس امت مرحومہ کی حق میں دعا کیجئے انتہی۔ یہ فقیر جب تذکرۃ الاولیاء
 کا ترجمہ کیا اور وہ مطبوع ہو کے جا چکا مشہور ہوا۔ سننے میں آیا کہ بعضے ایسے زمان نے اس قصے سے استہزاء کیا
 اور کتبِ قدس سے مستند بھاننا صحیح دای نہ کیا کہ صدارت واسے اگرچہ ان لوگوں نے اسکی مذہب دیکھتے ہی اپنی
 لبک نہادی سے مان لیا۔ لاکن اس زمان فساد نشان میں یہ جہاد توہر جا کھڑی ہی کہ جوابات آپ نہیں جانتے

ہن اسکی تسبیح و تکبیر پر کربانہ ہتے ہن اور جو کتابیں آپ دیکھے ہن پس علم اسی میں منحصر سمجھتے ہن۔ جو ان کو میکہ و مدینہ کی ہنالت پڑ زمین و آسمان اور ہنالت پڑ الفان و سعادت کا طریقہ یہی کہ کسی معتبر کتاب کے کسی مقام میں شک رودیوے تو اسکے رد و انکار میں جلدی نہ کریں بلکہ اس فن کے ماہرون سے تحقیق کر لیں اگر ترجمہ مذکور نہ چھپ گیا ہو تاہم دے سندن داخل کئے جائیں۔ اب اس کتاب میں جب اولیں قرنی کا ذکر آیا فقیر نے مناسب جان کے دے حدیث جو انکی شان میں آئی ہن اور دے قصبے جو محدثین اپنی کتب میں لائے ہن بلا کم و بیش نقل کئے۔ باقی رہی وہ بات جو حضرت نے اپنا پیرا ہن شریف الکو عنایت فرمایا البتہ اسکی منہ بھی شیخ فرید الدین عطار کو دوسری روایت سے ملی ہوگی۔ یہ بھی کچھ استعجاب و استعجاب کی جگہ نہیں کیونکہ حضرت نے اپنے صحن حیات اپنے پوشاک مبارک سے لیکو پیرا ہن لیکو چادر لیکو کنگ عنایت فرمائی ہی۔ سیر و حدیث کے ماہرون پر یہ بات پوشیدہ نہیں پس ایسا ہی اولیں قرنی کو بھی عطا فرمایا ہو واللہ اعلم نامہ روانہ فرمانا امیر المومنین رضی اللہ عنہ کا نام کا طلحہ وزیر کے نام سے لائے ہن کہ جناب امیر لبرے کی طرف متوجہ ہونیکے وقت طلحہ وزیر کے نام سے ایک نامہ اس مضمون کا لکھا کہ تم جانتے ہو کہ میں امر خلافت کا خوان مان نہیں تھا یہاں تک کہ تم بہت ہی جد و جہد سے پیش آئے اور اپنی طوع و رغبت سے بیعت کی پھر اب بلا حجت کس لئے نکلت بیعت کرتے ہو کیا اسبات کی شاعت اور جہت نہیں جانتے ہو یا جانتے ہن اس سے غافل ہو گئے ہو۔ اب جانیو کہ بیعت تو رنی ہنایت بری بات ہی اگر تم نے با رغبت کراہت کی ساتھ بیعت کی ہی تو تمہیں پراعتراف آتا ہی کہ تمہیں کیا ضرورت دامنگیر تھی کہ اپنی اطاعت ظاہر کی اور مخالفت پوشیدہ رکھی۔ اول آپ ہی جد و جد کہ کے بیعت کرنی پھر اپنے اغراض کے لئے تو ردی اور امام بنی پر خروج کرنا تمہیں بڑا درہن۔ اگر قتل عثمان پر راضی رہنے کی نسبت میرے طرف کرتے ہو یہ تو بڑا ہی افترا اور صریح بہتان ہی اہل مدینہ اسبات پر خوب واقف ہن اگر تمہارا مقصود اصل عثمان بن عفان کی قصاص طلبی ہی تو انکے فرزند تو موجود ہن دے میرے پاس آ کے میری رقبہ بیعت و اطاعت میں آویں۔ پھر خضم پر دعویٰ کر کے گواہ گذارنیں تب بلا شک شریعت مجاہد کا حکم جاری کیا جائیگا۔ عثمان ذوالنورین کی قصاص طلبی تم ہر دو کے ساتھ چندان مناسبت نہیں رکھتی ہی تم ہر دو سے ایک توفیقہ بنی تم سے ہی دوسری ہاشم سے اور عثمان بن عفان بنی امیہ سے ہی افسوس ہی کہ تم نے اس غرض کے لئے نکلت بیعت کیا اور اس پر اکتفا نہ کر کے سب مسلمانوں کی مادر و زود جو پیڑ کو تحریص و اغوا دیکے اپنے ساتھ لے نکلے ہو اور شہر شہر پھرتے ہو اور تم اپنے خورتوں کو گوشے اور پردے میں محفوظ رکھے ہو تمہارے سے یہ اور جو مرد ہوے عقل و شرع سے ہناتا دور ہن تم اب اپنے کئے سے باز آنا بہتر ہی والسلام دوسرا مکتوب روانہ فرمانا حضرت علیؑ کا خدمت میں ام المومنین عایشہ صدیقہ کی بعد حمد و ثنائے الہی و نفرت و درد و جناب رسالت پناہی کے عایشہ صدیقہ کو اعلام ہو کہ کہ خدا و رسول کی طرف سے عورات انبات پر مامور ہن کہ اپنے گھر دن میں

پردہ نشین یہودین لشکر کشی اور نہیب جنگی سے اٹھ کر کیا سردار تم نے جو خروج کیا ہی ہرگز مرزا نہیں تھا جس کام کے تم نے
منصہ دی ہو نہیں کسی وجہ سے تمہارے ساتھ مناسب نہیں رکھنا ہی۔ شاید کہ تم نے یہ گمان کیا یا کسی دوسرے کا جس کا
حال مسلمان مندرجہ میں نہیں بلکہ اس میں فساد مسلمان ہی۔ اگر ٹکڑے نہ عم بنی کرین عثمان بن عفان کا بدر جہنمی ہوں
تو یہ بات بھی تمہارے ساتھ مناسب نہیں رکھتی ہی کیونکہ وہ ایک مرد بنی امیہ سے تھا۔ اور تم ایک ضعیف عورت
بنی قیس سے ہو کیا تم اس بات سے واقف نہیں کہ تم ایسے فتنے میں چڑھے ہو کہ جس کا گناہ فاطمہ بن عثمان کے گناہ سے زیادہ
ہی امی عائشہ اللہ تعالیٰ سے دروہہ اپنے مکان کی طرف بھر جاؤ اسلام۔ کہتے ہیں کہ طلحہ و زبیر نے جواب تو نہیں دیا
جناب امیر کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ یا ابو الحسن آپ جس کام کے لئے متوجہ ہوئے ہو یقین ہی کہ اس سے نہ بھر دے
اور جب تک ہم آپ کی فرمان برداری کے زمرے میں داخل نہ ہوں گے آپ ہم سے راضی اور خوشنود نہ ہوں گے۔ عثمان
بن عفان کے دشمن و برخوادہ جواب کے پاس جمع آئے بن ہم ہرگز ان میں داخل نہ ہوں گے فاطمہ بن مائتہ قاضی
والسلام روانہ فرماتا حضرت علی کا قتل عام بن عمر کو بصرے کی طرف اور دریا
کرنا ارادہ ام المومنین و طلحہ اور زبیر کا لائے بن کہ حضرت علی نے اصل بعبرہ ہونے لگے قتل
بن عمر کو اپنی وکالت دیکھ ام المومنین عائشہ صدیقہ و طلحہ و زبیر کے پاس روانہ کیا تا دریافت کرے کہ اوپر آئیگا کیا سبب
حسب حکم قتل عام بن عمر کی طرف روانہ ہوا اول جناب صدیقہ کے حضور میں حاضر ہوئے پوچھا کہ یا ام المومنین آپ کی طرف
تشریف لائیکا کیا وجہ ہی۔ بی بی نے جواب دیا کہ اصلاح حال مسلمان اور عثمان بن عفان کی قصاص طلبی کے ارادہ سے
اور ہر آئی ہوں۔ قتل عام نے کہا کہ طلحہ و زبیر بھی حاضر ہو دیں تو جو کہنا ہی ان کے روبرو کہو نہنگا۔ تب ام المومنین نے طلحہ
اور زبیر کو بلایا جب دسے حاضر ہوئے قتل عام نے سوال کیا کہ اس طرف آئیگا کیا سبب ہی۔ انہوں نے وہی جواب دیا
جوبی بی نے دیا تھا۔ قتل عام نے کہا کہ تمہارے کلام میں تناقض ہی کیونکہ عثمان بن عفان کی قصاص طلبی میں مسلمانوں کی
تباہی اور خرابی کھڑی ہی نہ انکی اصلاح و خوبی برے اسکا کیا سبب۔ قتل عام نے کہا جب سے کہ تم نے اسلام کا غم کیا ہی
تب سے اب تک کئے شخص کا خون ہوا ہی۔ کہا کہ تمہیں ناچھے تو شخص تک مارے گئے ہیں۔ قتل عام نے کہا کہ اس باب
میں اور جعفر تم زیادہ جہد و جد کر دے اور بھی لوگ زیادہ مارے جائیں گے اور تمہارے مخالف اور دشمن بھی زیادہ
ہو گئے پس یہ کام مسلمانوں کے فساد کا موجب ہی نہ اصلاح کا سبب۔ جناب صدیقہ نے کہا کہ اسی قتل عام نے قتل عام کیا ہی
پھر اسکی کیا تدبیر کیا جائے۔ قتل عام نے کہا کہ مصلحت اسی میں ہی کہ مخالفت چھوڑ دیکے صلح طلب کریں تا اس فتنے
کی آتش منطفی ہو۔ تب مسلمانوں کو عائشہ نصیب ہوگی واللہ یہ آتش فتنہ اس قدر شعلہ زن ہوگی کہ جس کا علاج نہایت
دشوار ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ اسی قتل عام اگر امیر المومنین علی رضی کی رائے بھی تیرے جواب دہ کے مطابق پڑے
ہم بھی اسباب میں راضی ہیں۔ قتل عام نے جب یہ سخن ملائم سا سیرت مراجعت کی اور حضرت علی کی خدمت میں حاضر

ہو کے سب ماجرا ظاہر کیا۔ جناب ولایت مآب نے سنے استیجاب کیا اور بری خوشی کی۔ اور اسکی تقریر دلپذیر کو فائدہ
 قَاتِلَ فَاصْلَحُوا اِيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ کے مطابق پایا اور قطعاً پر بری آفرین و
 پھر عمر فاروق مآب نے روانہ کر دیا اور ان میں برادر اور الفبا کی کو بھرا اس کے خوش آئے ہیں اللہ تعالیٰ
 تحسین کی۔ اور بھرے کے مدبروں نے اپنے عمدہ گون کی ایک جماعت کو حضرت علی کی خدمت میں روانہ کیا تا آپ کے
 ارادے سے آگاہ ہو دیں جب وہ عمدہ گون کی جماعت حضرت علی کے دربار میں حاضر ہوئی شرف ملازمت حاصل کر کے
 آپکا مافی النعمہ دریافت کیا جناب امیر مظلوم دزیر کی طرف سے طال خاطر اور انکے نکث معیت کی شکایت ظاہر کی۔ اور فرمایا
 کہ میں اسلئے آیا ہوں تا انکو بھر سرخند پرے آؤں اور بیعت توڑنی اور عہد شکنی کی مذمت سے انہیں آگاہ کروں اور ام
 المؤمنین عایشہ صدیقہ کو عزت و احترام کے ساتھ مدینہ طیبہ کی طرف حضرت کی وصیت کی مطابق بھیج دوں۔ حضرت نے
 جناب امیر کو جو وصیت کی تھی وہ یہ حدیث ہی جو امام احمد کی مسند میں ابن رافع کی طرف سے مروی ہے کہ ایک دن
 خیر صادق پیغمبر رحمتی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی رضی کو فرمایا کہ یا علی قریب ہی کہ تیرے اور عایشہ کے درمیان ایک
 امر عجیب واقع ہوگا۔ جناب امیر نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھے کیا ارشاد ہوتا ہے۔ فرمایا کہ جب وہ واقعہ رو دیوے
 اسکو مومن یعنی مدینہ منکینہ کی طرف روانہ کر دے۔ القصد جب بھرے کے قاصد دن نے حضرت علی کا کلام فیض النیام
 سنا نہایت خوشی کی اور بچان دول معتقد ہو کے آپ کی شرف معیت سے مشرف ہوے۔ ایک روایت ہے کہ جب بھرے
 کے قاصد دن نے جناب امیر کی تقریر سنی بے اختیار کہا کہ یہی صواب ہی اس سے بہتر دوسرا کلام بہنیں۔ حضرت علی نے
 فرمایا کہ جب تم میری بات کو راست جانتے ہو پھر معیت کرنے میں توقف کا کیا سبب ہے۔ انکا سردار عاصم بن کلب نے
 کہا کہ ہم قاصد میں آپکا جواب اپنی قوم میں جا کے سناؤں گے اپنی قوم کو بھی ترغیب دیکے پھر انکے معیت کرینگے۔ جناب ولایت
 مآب نے فرمایا کہ جب حق تجھ پر ظاہر ہو اغنیمت جانتے بلا توقف معیت کیجئے۔ پھر اپنی قوم کو راہ راست کی طرف دعوت
 کیجئے اگر قبول کریں مہار اللہ بارے توفیق پر رہیگا۔ بھرے والوں نے جو متوا دمی تھے بکے سب عاصم بن کلب سے
 کہنے لگے کہ اول تو معیت کر پھر ہم بھی کرتے ہیں۔ پس عاصم نے اول معیت کی اسکے بعد اسکے سب رفقا بھی داخل معیت ہوئے۔
 جناب ولایت مآب نے بہت خوش ہوئے اور حضرت کے اس ارشاد و شرف کو یاد کیا جو فتح خیبر کے دن انکو فرمایا تھا
 اُدْعُ اِلَى الْاِسْلَامِ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرَ اللّٰهُ يَهْدِي الْقَوْمَ الصّٰلِحِينَ وَرَجُلًا وَّاحِدًا خَيْرٌ لِّلْكَافِرِ مِّنْ اَنْ يَّكُوْنَ لَكَ
 حِمْلٌ مِّنْهُمُ غَرْصٌ بَہرے والوں نے نہایت شادان و فرحان اپنے لشکر کی طرف مراجعت کی اور جو سنے تھے
 اپنے لوگوں کو خبر دے اور کہنے لگے کہ ہم امیر المؤمنین رضی علی سے ایسے باتیں سنی کہ امینا درسل کی باتوں کی مانند
 تھیں۔ پھر دوسرے روز حضرت علی نے اس منزل سے کوچ کر کے بھرے کے شہر نباہ پر جا پہنچے اور ایک بڑے کساد
 میدان میں نزل فرمایا۔ طلحہ دزیر بھی اپنا لشکر جو تیس ہزار کا تھا اپنے ہمراہ لیکے بھرے کے باہر ایک میدان میں حاکم
 نزلہ کہتے تھے اگر تیرے اور اسکیو اپنا لشکر گاہ ٹھہرایا اور جب خبر جناب امیر کو پہنچی تو آپ نے ایک خطبہ پر ماحمد

خلافت حضرت علیؓ ۳۵۶ روانہ کرنا حضرت علیؓ کا قتل عام بن عمر کو لے کر کی طرف

حکومت کے بعد فرما یا کہ میں دشمنوں کی طرف سے تین باتوں میں مبتلا ہوا ہوں ان سے پہلی بات بغاوت ہی اللہ تعالیٰ
 اس باب میں فرمایا یا ایہا الناس انا بیضی علی انفسکم متاع الحیوة الدنیا دوسری کثرت بیعت ہی
 اللہ تعالیٰ اسباب میں فرمایا فی بنی نکت فاما نکت علی نفسہ تیسری بات کئی اللہ تعالیٰ اسباب میں
 فرمایا ولا یخون المکرر السبی الا باہلہ اور میں چار شخص کے ساتھ مبتلا ہوں۔ اول انجیح مردم زبیر
 بن النوام ہی دوسرا اخیع مردم طح بن عبد اللہ ہی تیسرا طبع الناس میں النساء عائشہ بنت ابی بکر ہی۔ چوتھا جو میرے مخالف
 کا معاون اور انکو مسلح خلیفہ سے نائید کرنا اہل علی بن متبہ ہی۔ تب ابن حنظلہ بن ثابت انصاری جو عقبہ بن ذوالنہاد
 ہی اور جناب امیر کے اخص اصحاب سے تھا انھوں نے کہنے لگا کیا امیر المومنین یہ جماعت جو آپ سے بغاوت اور کثرت
 بیعت اور مکر پر کرنا ہی ہی اللہ تعالیٰ نے اسکی سزا جہنمی کتاب پاک میں فرمائی انکو پہنچا دیا اور زبیر اگرچہ صاحب
 شجاعت ہی لاکن انکی شجاعت انکی شجاعت کی سی نہیں۔ اور طلحہ بھی علم و دانش میں آپ کے مانند نہیں۔ اور عائشہ
 صدیقہ کے اگرچہ لوگ مطیع و فرمانبردار ہیں لاکن وہ آپکی مطیعوں کے سے نہیں۔ یعنی اگرچہ پال کثیر رکھتا ہی اور
 بے محل خرچ کرتا ہی۔ لاکن اللہ تعالیٰ کا خزانہ جو بے نہایت اور حسیاب ہی اس سے عند الحاجت انکو عطا فرما دیا
 نقل ہی کہ طلحہ و زبیر کا لشکر جب موضع نودین آئے منزل کیا تین روز ہر دو لشکر میں فاصد و پیغام جاری رہے۔ چوتھے
 روز حضرت علیؓ نے اپنے لشکر سے باہر آگے طلحہ و زبیر کو آواز بند سے پکارا۔ جب وہ ہر دو اپنے لشکر سے منسلک
 قریب آکر کھڑے رہے۔ جناب امیر نے ان سے سوال کیا کہ حق سبحانہ و تعالیٰ شانہ اپنی کتاب کریم میں فرماتا ہی فتر
 لئن ائتکم اجمعین پس قیامت کے روز ہر بندہ اپنے اعمال سے سوال کیا جائیگا۔ تم جو اس جنگ پر آمادہ ہو
 اسپر کیا حجت رکھتے ہو اگر فردا سے قیامت اللہ تعالیٰ تمہارے سے اسباب میں سوال کرے تم کیا جواب دو گے
 اگر ہمارے اور تمہارے درمیان ملاقات قربت اور حق بیعت ثابت نکاتے ہو۔ آخر اسلامائی اخوت اور پیغمبر خدا صلی
 علیہ وآلہ وسلم کی حق مصاحبت تو ثابت اور متحقق ہی پھر تم کو کیا حجت اسباب پر لانی ہی جو اتنے حقوق فراموش کر کے
 میرے جدال و قتال پر کمر باندھ ہی۔ تب طلحہ و زبیر نے حضرت عثمان کے قتل پر راضی نہ ہونے بلکہ فرمائے کہ اسپر تلخیر
 دینے کی نسبت جناب ولایت مآب کی طرف کیا۔ حضرت علیؓ نے یہ خبر سنستے ہی غصہ ہوئے اور فرمایا کہ ابھی آتے تھم
 اور ہم قبلہ کی طرف متوجہ ہو دو ہیں اور مباہلے کے طور پر بارگاہ الہی میں دست بردار ہو کے دعا کریں۔ یا عثمان بن
 عفان کے قتل پر جو راضی نہ پایا اسپر فرمائے کہ انکو تخریس کی ہو اللہ تعالیٰ کا غضب اسپر نازل ہو دے اور وہ شخص
 خلق میں ممتاز ہو جاوے۔ جب جناب ولایت مآب نے مباہلہ کرنے پر تیار ہو گئے طلحہ و زبیر نے جواب سے عاجز
 آگے قنائل کیا اور لا و نعم میں زبان نہ کھولی اور اپنے اپنے لشکر گاہ کی طرف مراجعت کی۔ کہتے ہیں کہ انہیں و زبیر
 اخف بن قیس نے ایک روز اپنی قوم سے ایک جماعت کو ہمراہ لیکے حضرت علیؓ کی خدمت میں آگے عرض کی کہ یا امیر

خلافت حضرت علیؑ ۳۵۷ روانہ فرمانا حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو طلحہ وزیر کے پاس

اہل بعصر کہتے ہیں کہ اگر آپ ان پر ظلم ہا دین تو کیا ان کے مردوں کو تیغ ریاست سے قتل کر دے اور انکی عورت بچوں کو بندی بکڑ دے۔ جناب ولایت مآب نے فرمایا کہ اسی ابو بکر میں اس میں کاہنیں ہوں کہ میرے حق میں ایسا لگانا بد کریں کیونکہ ایسے کام روا نہیں مگر ویسے لوگوں کے ساتھ جو دین سے بدلے اور کافر ہو گئے ہوں خود باللہ مہنا اہل بعصر تو مسلمان ہیں تو جو کہا انکی ساتھ کس طرح یہہ عمل کیا جائیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ تو دیکھیے گا کہ ان پر نصرت حاصل ہو تو انکے ساتھ کیسی نیکی اور حسن سلوک سے پیش آدنگا۔

روانہ فرمانا حضرت علیؑ کا عبداللہ بن عباسؓ کو طلحہ وزیر کے پاس مصالحت کے لئے

میں ایک دن حضرت علیؑ نے عبداللہ بن عباسؓ کو طلحہ وزیر کے پاس روانہ فرمایا تا ان سے رفیق امیر و صلح انگیز باتیں کریں اور سلسلہ مصالحت کو جنبش دین پس عبداللہ بن عباسؓ نے ہر دولشکر کے درمیان کھڑے۔ اور امیر المومنین کے مدعا کو ایسی عبارت لطیف و بیان شریف کے ساتھ ادا کیا کہ ہر شخص کو پسند آئی اور ہر ہر کے ذہن میں جا نیگی اور دلپذیر ہوئی جناب ولایت مآب نہایت خوش ہو کے علانیہ دوست و دشمن کے روبرو انکی ایسی تعریف و توصیف کی کہ

مَنْ كَانَ لَهُ ابْنٌ مِّثْلُ ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَدْ قَرَأَ اللَّهُ بِهِ عَيْنَهُ یعنی جسکو چھوڑا بھائی ابن عباسؓ سا ہوتو روشن کین اللہ تعالیٰ نے اسکی آنکھیں۔ بالحد ابن عباسؓ اور طلحہ وزیر کے درمیان بہت سے باتیں ہوئیں آخر اسکے آگے قضا کی ملاقات میں جیسا صلح پر راضی ہوئے تھے ویسا ہی راضی ہوئے اور یہ بات قرار پائی کہ کل علی الصباح نماز فجر سے فراغت پانیکے بعد حضرت علیؑ اور طلحہ وزیر کی ملاقات ہو اور ہر دولشکر کے اکابر و اشراف بھی راضی رہیں لاکن شرط یہہی کہ حضرت عثمانؓ کے قتل میں جو لوگ ساعی تھے اس مجلس میں دسے لوگ حاضر نہ رہیں حضرت علیؑ بھی اس شرط کو قبول کر کے حکم فرمایا کہ دسے لوگ اپنے لشکر گاہ سے بچ جائیں کہتے ہیں کہ دسے اہل غوغا جو پانسو شخص کے قریب تھے یہہ بات انکو نہایت ناگوار ہوئی لاکن طوعاً و کرہاً لشکر گاہ سے نکل کے دوسری جگہ پر جا کے نزول کیا۔ اور سب مشورت کر کے ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ جب امیر المومنین اور طلحہ وزیر کے درمیان صلح ہو جائے بلا شک ہمارے قتل کی فکر کرینگے اب ہم ہماری فکر کیا چاہئے۔ ان سے کہا کہ علی مرتضیٰ احکام کتاب اللہ پر بہت آگاہ ہیں یقین ہی کہ طلحہ وزیر کے ہم داستان ہو کے ہم سے بدلہ لینگے اب تیری کہ ہم اپنے وطن سے ہاتھ اتھاویں اور دوستوں سے مفارقت اختیار کر کے مغرب کی طرف جاویں اور اپنی جان بچالیں۔ دوسرے نے کہا کہ یہہ جہاں اہل و عیال اور خویش و احباب کی مصاحبت سے خوش آتی ہی جب ان سے جدا ہو جاویں زندگی میں کیا حلاوت ہوگی۔ تیسرے نے کہا کہ امیر المومنین کی دشمنی پر کمر باندھنا قابو دیکھ کے انکو بھی عثمان بن عفان کے ساتھ ملحق کر دین اور اس وسیلے سے طلحہ وزیر کے ساتھ ملجا دیں۔ چوتھے نے کہا کہ واہ عثمان بن عفان کو قتل کر کے ابھی بہت روز نہیں گزرے اب علی بن ابی طالب کو قتل کریں تو طلحہ وزیر کے پاس ہمارا کیا اعتماد رہیگا یقین ہی کہ عرصہ قریب میں ہمکو بھی

مار ڈالینگے پس اس وقت میں ایک ایسی تدبیر کرین کہ انکی دوستی دشمنی کے ساتھ جمل جاوے اور صلح کی جاوے
 جمل و قتال کھڑا رہے یہ بات سننے پر سب کے سب ایسی پر متفق ہوئے افسوس صد افسوس کہ جس صحیح کو صلح مقرر
 تھی اسی شب وہی فتنہ انگیزوں نے نیک سوار ہر کے بی بی عائشہ کے لشکر پر تاخت ڈالیا اس لشکر میں ایک شہرہ
 و اضطراب پیدا ہوا اور انکے حلقے میں ایک جماعت زخمی اور ایک گروہ مارے گئی۔ طلحہ و زبر کو یہ تصور ہوا کہ حضرت
 علی کے حکم سے ہی انکے لشکر والوں نے یہ شہنشاہ گرا۔ پس بی بی کے لشکر سے بالغور ایک نگر تری سوار ہر کے ان
 شہرہ و قتال کے ساتھ جنگ کرنے لگی جب انہوں نے ہزیمت کھائی تو وہ انکا پیچھا کیا یہاں تک کہ اسے حضرت
 علی کے لشکر میں داخل ہوئے اور یہ غل چایا کہ طلحہ و زبر نے ہمارے ہر شہنشاہ کی اپنی اس وقت حضرت علی ناز و تہجد میں
 قیام کیا تھا جب یہ غوغا سنا ناز کو خفیف کیا اور جلد فارغ ہو کے باہر تشریف لائی۔ ان حکاموں نے کہنے لگے کہ
 یا امیر المومنین طلحہ و زبر سے سوا اسے کو اور عہد شکنی کے دوسری امید نہیں۔ پس دوبارہ حضرت علی کا لشکر تیار ہوا اور
 ادھر طلحہ و زبر کا لشکر۔ کہتے ہیں کہ جناب صدیقہ کی عاری لوہے کی ٹیوں سے از سر نو تیار کر کے اسی شہر قوی ہو چکا
 کہ جسکو بی بی امیر نے ہر یک کی طور پر گزرانا تھا باندھے چل ادرت کو کہتے ہیں جب اس ادرت کو اس جنگ میں لشکر
 کے آگے رکھا تھا اسیر اسے اسکو جنگ جمل کہتے ہیں جنگ جمل طلحہ و زبر اپنا لشکر تیار کر کے بی بی عائشہ
 کا ادرت لشکر کے آگے کر کے صف میدان میں آگے کھڑے رہے۔ حضرت امیر بھی اپنا لشکر تیار کر کے میدان پر آئے
 اور ہر دو لشکر کے درمیان کھڑے رہے راوی کہنا ہے کہ اس وقت جناب ولایت آب ایک پہر میں پہنچے ہوئے اور
 ایک تھکاؤ تھا ہے ہوئے تھے اور سر مبارک پر ایک دسار تھی اور سردار بنی مصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اشراف
 و لدل پر سوار تھے جب ہر دو صف کے درمیان آئے ایک مذاکی کہ زبر میں العوام کہاں اپنی چاہے گروہ ہرے پاس
 آوے کہ اس سے ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت علی کے لشکر والوں نے کہنے لگے کہ یا امیر المومنین کیا دشمن کیلین
 جاتے ہو حالانکہ آپ کے قہر نہ مکتربی نہ دست مبارک میں ہتھیار زبر تو مر یا آپس میں غرق ہی۔ جناب امیر نے فرمایا
 کہ مجھے اس سے کچھ اندیشہ نہیں اس سے کچھ فرزند پہنچے گا۔ تم ہی اس سے ماتہ کشیدہ رکھو اور زبان سے بھی طعن
 و تضرع نہ کر کے اسکو آزار نہ دو۔ عرض بار اہل حاضر ہونے میں زبر سے توقف ہوا۔ جناب امیر نے پھر دوسرا بار
 آواز بلند سے مذاکی۔ تب زبر صف سے باہر آئے اور حضرت علی کی طرف متوجہ ہوئے جب جناب صدیقہ کی
 نظر عاری سے زبر پر پڑی اضطراب کیا۔ لوگوں نے کہا کہ علی مرتضیٰ سے زبر کو کچھ فرزند پہنچے گا کیونکہ وہ باہتیار
 اور بکر و شش ہی۔ اور جناب امیر نے زہر دیا ہے۔ القہر زبر حضرت علی کے پاس آئے یہاں تک نزدیک
 ہوئے کہ ہر دو کے مرکبوں کی گردین ایک دوسرے سے ملین۔ حضرت علی نے فرمایا کہ یا ابا عبد اللہ کیا چیز میرے
 قتال پر تجھے باعث ہوی۔ میں تجھے قسم دیتا ہوں اس پر دو گار جہلت غفلت کی کہ جسے قرآن مجید کو محمد رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کیا کیا تھیں وہ بات یاد نہیں کہ ایک روز تم اور میں حضرت کے حضور فیض گنجر بن حاضرتھے حضرت تمہاری طرف خطاب کر کے فرمایا کہ ای زبیر کیا تو علی کو دوست رکھتا ہی تم نے کہا کہ یا رسول اللہ میں علی کو کس لئے دوست نہ رکھوں حالانکہ وہ میرے مامو اور چچی کے فرزند ہیں۔ اور میرا اور اسکا ایک ہی دین ہی۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ ایک روز ایسا لنگا کر توں سے جنگ کر گیا اور اس جنگ میں تو ظالم ہی۔ زبیر نے کہا کہ سچ ہی واللہ میں نے یہہ حدیث فراموش کی تھی۔ پھر جناب امیر نے زبیر کو قسم دیکے پوچھا کہ کیا تمہیں یاد نہیں کہ بنی ہاشم کے محلات سے فلان محلے میں حضرت نے تمہارے سے کہنے لگے کہ ای زبیر گویا میں دیکھتا ہوں کہ تو نے میرے بعد ریاست و حکومت کی خواہش سے علی کی دشمنی اور ساز و دست میں کر باندھ لیا۔ زبیر نے یہہ سنتے ہی ایک ساعت سر خم کیا۔ اسکے بعد کہنے لگے کہ یا علی تم نے سچ کہا میں نے یہہ حدیث فراموش کیا تھیں اگر اسکے آگے آپ مجھ کو یاد دلاتے یا ایک ساعت کے آگے مجھے خود یاد آتے ہرگز میں اس معرکے میں حاضر ہوتا اب میں قسم کھاتا ہوں اللہ تعالیٰ کی کہ پھر ہرگز آپ سے جنگ نہ کروں گا یہہ کہہ کے اپنے آنکھوں میں پانی لایا اور اس وقت اپنی تروار کو زام کر کے معرکے سے پھر گئے۔ بنی ہاشم نے اپنی عمارت سے دیکھ رہی تھیں اور اسی بات کا انتظار تھا کہ جناب امیر کی طرف سے کیا پیام آتا ہی زبیر نے بی بی کی خدمت میں آکے سب ماجرا ظاہر کیا اگرچہ عبداللہ بن زبیر نے یہہ سنکے بہت آزر دہ و طول ہوئے کیونکہ حضرت عثمان کے قاتلوں سے بدلہ لینے کے باب میں انکو بڑا ہی جد و جد تھا سو اپنے والد ماجد سے کہنے لگے کہ جناب ام المؤمنین کو صف میدان بن چھوڑ دیکے چلا جا نامردت بہنیں ہر چند باعث ہوئے کہ معرکے سے نہ پھرے اور جنگ میں قیام کرے لاکن زبیر نے قبول کیا ہر دو لشکر کے صفین چیرتے ہوئے نکل گئے اور حجاز کی راہ لی۔ پھر حضرت علی نے طلحہ کو بھی بلوا کے کچر فرمایا اور نصیحت کی انہوں بھی مان لیکے اس وقت اپنی شمشیر کو نیام کر کے معرکے سے نکل گئے اور لشکر سے کنارہ لیکے تہتا متفکر کھڑے تھے۔ زبیر باوجود پھر جانیکے بھرے کے لشکر والے متنبہ نہ ہوئے اور جنگ کے ارادے سے باز نہ آئے اپنی کثرت و شوکت پر مغرور اور مصالحت سے ہنابت دور تھے اور جنگ پر ہی مستعد ہو گئے حضرت علی نے اپنے لشکر والوں کو فرمایا کہ حضرت کے زمانے میں کہی ایسے جنگ کا اتفاق نہ ہوا تم انکی جدال میں برا احتیاط کرو کیونکہ یہہ سلمان اہل قبلہ ہیں جب تک دے جنگ میں اقدام نہ کریں تم ابتدا کرو جب دے تم پر حملہ کریں اسوقت اپنے سے ضرر دفع کرنیکی میت سے انکے ساتھ مقابلہ کرو۔ اور انسے جو کہ فرار اختیار کرے تم انکا پیچھا نہ کرو اور مر یعنی مجروح کے متعرض نہ ہوؤ اور مقتول کا لٹاں دھتیار مت نکال لو۔ اور جس نے ہتھیار ڈال دے اسکو مت اتھاؤ اور اسکو قتل نہ کرو۔ اور جناب صدیقہ کی عمارت کی طرف خطاب کر کے آواز بلند سے ندا کی عجاقلیل لیضیجی ناد میں یعنی جس نے دوستوں کی نصیحت نہ

آخریشیما فی کہنیچے۔ ایسے میں بھرے کے لشکر والوں نے تیر اندازی شروع کی اور جناب امیر کے لشکریوں سے چند لوگ زخمی ہوئے۔ تب اہل لشکر تنگ آکے کہنے لگے یا امیر المؤمنین ہم کب تک صبر کریں اب جنگ کی اجازت دیجئے

تب حضرت علیؑ نے ہر دو مبارک ہاتھ اٹھا کے دعا کی۔ اودا پنی زندہ مٹکا کے پھنی اور شمشیر جاہل کی اور مبارک پر دستار باند کچے دلدل پر سوار ہوئے۔ پھر اپنے یاروں کی طرف متوجہ ہو کے جنگ میں احتیاط کر گئے۔ پہلے جو مجاہدین کی تھیں انرا وہ ناکید پھر اسکا اعادہ فرمایا۔ اس کے بعد اہل لشکر کی طرف منت ہونے کے فرمانے لگے کہ تمہارے سے کون جی کہ اس صحیفہ مجید کو اپنے ہاتھ لیوے اور اپنے جان عزیز سے ہاتھ دھو کے اس گردہ باغیہ کے نزدیک جاوے اور اس کلام ربانی و کتاب آسمانی کی طرف انکو دعوت کرے۔ تب ایک شخص کہ جبکا نام مسلم تھا صف سے اگے تر ہوا اور قرآن مجید اپنے ہاتھ میں لیا ہوا صف اعدا کی طرف گیا اور انکو اس کتاب کی طرف دعوت کی اور بجاوت سے تھذیب و تفریدی۔ ایک شخص نے کہا کہ تو مجھو تھ کہتا ہی علی ابن ابی طالب ہمارے سے صلح کرنے پر راضی ہو جب وہ دن گذرا اور شب آئی تم شخصوں کیا۔ یہ کہہ کے اپنے ایک لشکر کی طرف اشارہ کیا تو اسے مسلم پر ہزار چلائی ایک ہی ضرب میں اسکا دار ہانا ہاتھ کٹ گیا۔ اس جوان مرد نے قرآن مجید کو اپنے بائیں ہاتھ میں لیا دوسرے ہاتھ میں دار کیا تو بائیں ہاتھ بھی کٹ گیا قرآن شریف کو اپنے سینہ پر لیا آخر وہ جبر شہادت پایا۔ اس کی ایک والدہ ضعیفہ تھی نہایت مغموم و مظلوم آسمان کی طرف منہ کر کے ایک رجز پڑھتی تھی لگی پھر آتش جہال ہر دو طرف سے شعلہ مارنے لگی جنگ نہایت گرم ہوا کچھتے میں کہ جناب ولایت آب نے علم اپنے فرزند ارجمند نوہال بوسان شہادت سرا جو بار شجاعت محمد بن الحنفیہ کے ہاتھ دیکھے لشکر مخالف پر بھیجا تو اس روز انہوں نے جو ازادی اور پیادری کے لیے کرشمے تہلائے کہ دوست دشمن جبکہ دیکھ کر نقش دیوار تھے اور آفرین و تحسین کرنے لگے۔ پھر تہا ہی جنگ ہوا ہر دو طرف بہت سے لوگ مار گئے۔ نقل ہی کہ زبیر بن صوحان کا ایک ہاتھ کا فزون کے جنگ میں جدا ہوا تھا اور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا تھا کہ زبیر داخل جنت ہو گئے اگے اسکے بھنے اعدا بہشت میں داخل ہو گئے جناب صدیقہ نے یہ حدیث حضرت کی زبان در فشان سے سنی تھی سو اس روز زبیر بن صوحان جو حضرت علیؑ لشکر میں تھا شربت شہادت نوش کیا جناب صدیقہ اس کی شہادت کی خبر سننے ہی بہت تاسف کر کے کہنے لگیں کہ حضرتؑ تو اس کی شان میں یہ حدیث ارشاد کی جب وہ بہشتی ہوا مقرر ہر گردہ باغیہ ہیں۔ پس جیسا طلحہ زبیر پھر گئے ویرانہ بی بی کا بھی میلان پھر جائیکے طرف غالب ہوا لاکھ بھرے والوں نے یہ قربانہ پلے بی بی کے اونٹ کو کچھ چھوڑے اور جنگ سے ہاتھ نہ رکھا۔ جب ظہر کا وقت آپنچا اور بھی آتش جنگ کو تیر کیا بی بی کے اونٹ کو بار بار زیادہ دوسوار گھیرے ہوئے لشکر کے پیش کیا اور جنگ کرنے لگے ایسا قتال عظیم رو دیا کہ وہ صحرا دیا بان خون سے رنگین ہوا اور مقتولوں کے سر تن سے جہاہر کے چو طرف غلطان تھے۔ جب بی بی عائشہ نے یہ حال دیکھا ایک ہول و وحشت ان پر غالب ہوئی۔ اس وقت بی بی کے اونٹ کی جہا کہ بن سوار جو بھرے کا ایک سردار تھا اپنے ہاتھ میں بی بی نے غایت اضطراب سے کعب بن سوار کو فرمایا کہ تو اونٹ کی جہا چھوڑ دے اور قرآن مجید اپنے ہاتھ میں

لیکے علی بن ابیطالب کے لشکر کی پاس جا کے انکو اس کتاب اللہ کی طرف دعوت کرنا مسلمانوں کی خون ریزی بطریق موقوف ہووے۔ کعب مصحف شریف ہاتھ میں لیکے آگے بڑھا۔ جب مالک اشتر اسیات سے واقف ہو سمجھے کہ جناب امیر کمال لطف و شفقت سے مان لینگے اور دشمنوں کے کید کا گمان نہ کریں گے۔ بصرے والوں کی یہ حرکت بھی دغا سے خالی نہیں پس کعب لشکر امیر کے نزدیک پہنچنے کے آگے آپ ہی آگے قدم بڑھا کر کعب کو قتل کر ڈالا۔ جب اس جنگ میں تر اندازی بہت ہونے لگی حضرت علی کو تبری فکر و تشویش رودی کہ کہیں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حرم محترم کو کچھ صدمہ نہ پہنچے۔ مالک اشتر کو حکم کیا کہ بی بی کے اونٹ کی چہار بھرے والوں کی ہاتھ سے نکال لی۔ مالک نے جا کے اونٹ کی چہار لینا چاہا۔ کعب کے بعد اسکے بھائی نے جو چہار بکری تھی نہیں دی مالک نے ضرب شمشیر سے اسکے ہاتھ کو کوئی سے جدا کیا۔ پھر دوسرے نے آگے چہار بکری اسکے ساتھ بھی دی معاملہ ہوا ایسا ہی دوسو ستر شخص کے ہاتھ جدا ہو کے اونٹ کے آپاس پرے ہوئے تھے۔ یہ حال دیکھ کے دوسرے لوگ کھبر آئے اور اونٹ کے نزدیک آئے تب مالک نے ان کے لشکر والوں سے ایک کو حکم کیا کہ اونٹ کی چہار لیکھنے اسے چہار بکر لکھنی تو اونٹ اپنی جگہ نہ ہلا دوسرے لوگ بھی چہار بکر لکھنے لگے اور ہر چند جد و جہد کیا لاکھ وہ ہرگز قدم نہ اٹھایا۔ تب مالک اشتر نے اسپر تروار چلائی تو اس اونٹ کا ایک پاؤں کٹ گیا۔ وہ اونٹ اپنے تین پاؤں پر ہی کھڑا رہا۔ پھر دوسرا پاؤں قلم کیا تب بھی اونٹ اپنا سینہ زمین سے لگا کے کھڑا رہا پھر تیسرا پاؤں بھی قطع کیا ایسے میں عمار بن یاسر نے جلد آگے عمار کی کی نوار جو اونٹ سے بانڈ تھے کاٹ دیا پس عمار کی بچھاؤ تمام زمین پر اتاری۔ جب اونٹ زمین پر گر بصرے والوں نے یہ حال دیکھ کے فرار کیا۔ جناب ولایت مآب کا حکم ہوا کہ بھاگنے والوں کا کوئی پیچھا نہ کرے۔ اور محمد بن ابی بکر کو جو بی بی عائشہ کے برادر تھے حکم فرمایا کہ تیرے سوا کسی کو بی بی کی عمار کی کے نزدیک نہ جاوے اور براہ احتیاط کیجئے۔ تب محمد بن ابی نے عمار کی کے پاس آیا اور ہاتھ لگیا تا معلوم ہو کہ بی بی کو کچھ آسیب پہنچا ہی یا نہیں بی بی نے غصہ ہوئیں اور جھڑکی سے فرمایا کہ تو کون ہی اور کس لئے ہاتھ عمار کی میں ڈالتا ہی مجھے ہاتھ نہ لگا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک کے سوا میرے بدن کو کسی کا ہاتھ نہ لگائی۔ محمد بن ابی بکر نے کہا کہ میں تمہارا برادر محمد بن ابی کہیں تم کو کیا چیز باعث ہوئی جو اپنے ماسن و مسکن سے باہر زمین کس لئے دوسرے ازواج مطہرات کے ہاتھ حرم عزت میں آسودہ نہ رہیں۔ ایسے میں جناب امیر نے تشریف شریف ارزانی فرمائی اور اپنا نیزہ عمار کی کو لگا فرمایا یا عائشہ ہکذا امرک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان تفعلی یعنی اے عائشہ کیا تم کو ایسا ہی حکم کیا تھا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔ بی بی نے عمار کی کے اندر سے جواب دیا یا علی ملکیت فانیخ یعنی اے علی جب تم مالک ہوے پس آسانی کیجئے دوستان عہد نبوی کو آزار نہ دیجئے اور انکی جانب کی رعایت کیجئے۔ ایک روایت ہے کہ بی بی نے کہا قد ظفرت و اجسنت یعنی تم نے فتح و ظفر پا پس

جنگ اور احسان کیجئے۔ جناب ولایت مآب نے محمد بن ابی بکر کو حکم کیا کہ ام المومنین کو عبداللہ بن خلف خزاعی کے مکان میں چوبیس برس کے اشرف و اکابر سے تھا، انہوں نے حسب احکام اسی مکان میں لڑنے کے آثار اور چہرہ جناب امیر نے محمد بن ابی بکر کو حکم کیا کہ تیرے ہمیشہ و زادے عبداللہ بن زبیر کا کیا حال ہے معلوم ہوا مگر کہ قتال میں اسکو غاش کیجئے۔ محمد بن ابی بکر نے کہا کہ یا امیر المومنین آپ اسکا حال کیا اور بافت کرتے ہو جو سنا موسیٰ اور اوزیت کہ ایک مہینہ پہلے ایک سب سے پہنچی۔ حضرت علیؓ نے پھر کمال لطف و شفقت سے فرمایا کہ اسکی جستجو کیجئے۔ اور بنی بنی عایشہ کا بھی حکم ہوا تب محمد بن ابی بکر نے اسسیرت جا کے سر کے مین بہت جستجو کی تو زخمیوں میں پڑا ہوا پایا اسکو اٹھایا اور اپنے مرکب پر سوار کر دیا کہ آپ اسکا ردیف ہوا عبداللہ بن زبیر کو زخموں کی کثرت سے ایسی نقابت مٹی کہ گھوڑے پر قبضہ نہیں کئے تھے محمد بن ابی بکر نے بری حفاظت و احتیاط سے اسکو بچا لیکے آئے اول بنی بنی عایشہ کے حضور میں لگیا انکی نظری بنی پر پہنچی کمال رقت سے رونے لگے۔ بنی بنی نے محمد بن ابی بکر سے کہا کہ زبیر محمد علی بن ابی طالب سے بول کہ میرے واسطے اسکو امان دیوے۔ پس محمد بن ابی بکر نے اسسیرت حضرت علیؓ کے حضور میں لگے جناب حضورؓ کی طرف سے عبداللہ بن زبیر کی امان طلب کی۔ امیر المومنین نے فرمایا کہ میں نے اُن سبکو امان دی جنہوں نے میرے ساتھ بری سے پیش آئے صحیح ابن کار دولت بہت کنون تا کہ اسد و اور جناب ولایت مآب نے اس سب میں ہوشیاری کی تا اپنے لشکریوں سے کوئی لشکر مخالف کے مال و اسباب کی طرف دست درازی نہ کرے جب شب گزر گئی تا فجر سے فارغ ہو کے اپنے اشتر پر سوار ہوئے اور بصرے کی طرف متوجہ ہوئے اس شہر کے دارالسلطنت میں شرف نزول فرمایا۔ بصرے اور اسکے اطراف و نواحی کے عابد و اشرف حاضر ہوئے شرف ملازمت اور دست بوسی سے شرف ہوئے۔ اور عقد بیعت کو موکد کر کے مراسم جنیت بجالانے لگے۔ پس جناب ولایت مآب نے حکم فرمایا کہ مقتولوں کو دفن کریں۔ اور انکا مال و تیار بصرے کی مسجد جامع میں جمع کریں۔ اور شہر میں جو طرف مذاکرہ کہ مقتولوں کے ورثہ جو اپنے مال کو پہنچانے اپنی ملک ثابت کر کے لیا دیں۔ جناب امیر کے لشکریوں نے کہا کہ یا امیر المومنین غنیمت کے مستحق ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ انکا مال نکو حلال نہیں انہوں نے عرض کی کہ یا امیر المومنین کہ انکا خون مباح اور انکا مال حرام ہر نہ لیں سب ہی۔ جناب ولایت مآب نے جواب دیا کہ حکم کر یہ فَاِنْ يَغْلِبَ اِحْدَاهُمَا عَلَى الْآخَرِ فَاِنَّهُ فَعَلًا لِّاَلِیِّیْنَ کے انکے ساتھ قتال کرنا ہم پر واجب ہے اور انکا خون مباح۔ دسے تو مسلمان ہیں پر جب بغاوت اختیار کی یہ قتال اعلیٰ مزا ہے۔ لکن انکا مال لینا جائز نہیں مال لینا جائز ہوا تو اعلیٰ عورت کو بردہ لینا بھی جائز ہوگا۔ کرنا مومن اس بات کو رد کرکے لگیا کہ ام المومنین ذو جہ سید المرسلین جس لشکر میں رہے اسیری اور بردگی کا نام دہان زبان پر لاؤ خود باللہ مہنا۔ جب لشکریوں نے یہ بات سنی اپنے دعوے باز آئے اور آپکا حکم بجاں و دل قبول کیا۔ کہتے ہیں کہ جنگ جمل میں حضرت علیؓ کا لشکر بیس ہزار کا تھا اسے ایک ہزار ستر مرد مقتول ہوئے

اور جناب صدیق کا لشکر تیس ہزار کا تھا اس نے نو ہزار شخص مارے گئے۔ نقل ہی کہ واقعہ جس کے بعد تمیم بن بکر عبد الرحمن پوچھا کہ بی بی عائشہ کے شر کو پتی کرنے میں کیا تو بھی شریک تھا جواب دیا کہ مان اگر ہم پی نکلے ہوتے بی بی کے لشکر سے ایک شخص بھی باقی نہ رہتا خواہ تو مجھ پر غصہ ہو یا خوش رہ۔ نقل ہی کہ جس کے روز مروان اور عبد بن عثمان اور اسکے برادر سعید اور سعید بن عمرو العاص کو امیر کر کے لوگوں نے حضرت علی کے پاس لے آیا عمار بن یاسر نے کہا کہ انکو قتل کیا جائے آپ نے فرمایا کہ ایسے امیرون کو جو اہل قبلہ میں قتل نہ کرو گنا۔ جب وہ پشیمان ہوئے۔ پھر مروان کی طرف خطاب کر کے فرمایا کہ تیری اولاد سے امت کو آفتیں پہنچیں گی ویسا ہی اسکی اولاد سے برا ظلم و ستم ہوا اسکا بیان فقیر نے خلاصہ تاریخ الخلفاء میں لایا ہی من شاء فلیرج الیہ زیر بن العوام کی فضیلت اور شہادت جانے کہ زیر بن العوام حضرت سیدانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بھئی صفیہ کے فرزند ارجمند ہیں۔ عمدہ صحابہ کبار و مشاہیر قریش نامدار و سابقین دین متین و مجاہدین اولین سے ہیں۔ جب اپنی بارہ سال کی عمر میں شرف ایمان شرف مشرف ہوئے۔ انکا چچا انکو پورے میں لپیٹ کے دیوان دیا تھا تب بھی اسلام سے نہ بھرے اور صاف کہہ دئے کہ میرا جان جانا قبول ہی پر گز کہیں اسلام سے نہ بھر دو گنا تب انکا چچا لا علاج ہو کے چھوڑ دیا۔ پھر زیر بن نے حضرت کی ملازمت اختیار کی اور سب مشاہدین آپکی ساتھ رہے صاحب ہجرتین اور مصلی قبلتین اور عسکر المہشرہ سے ہیں اور ان چھ صحابہ دانشمند سے ہیں کہ حضرت عمر نے جنکی مشورت پر ام خلافت قبول کیا تھا۔ اور شجاعت و جواہر دین میں فرد شہیر حضرت حمزہ اور جناب امیر کے نظیر تھے۔ انہوں نے راہ خدا میں اول شمشیر کھینچی لیکن اوایل اسلام میں ایک روز مکہ معظمہ میں شیطان لعین نے یہہ مذاکی کر قریش حضرت کو بکر لیکے۔ زیر بہر خبر و حشت اثر کستے ہی اپنی تر دار کو علم کر کے تنہا صفوں کو چیرتے ہوئے دورے اور حضرت کو مکہ معظمہ کے کنارے پر پایا۔ جب حضرت کی نظر اُن پر پڑی دریافت کی کہ اسی زیر تو کس لئے ایسا مضطرب آیا۔ زیر نے اسکا سبب ظاہر کیا۔ حضرت نے بہت خوش ہو کے انکے حق میں دعا کی۔ اور فرمایا کہ ہر پیغمبر کو ایک حواری ہی میرا حواری زیر ہی۔ حواری کی معنی ناصر اور مخلص ہی۔ روایت ہی کہ ایک سفر میں جب حضرت نے استراحت کی تھی زیر اپنی تیغ کھینچے ہوئے دشمنوں سے حفاظت کرنے کے لئے آپکی نزدیک بیٹھے تھے حضرت بیدار ہو کے پوچھے کہ تو کس لئے اب تک یہاں بیٹھا رہا۔ زیر نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میرا بناپ آپ پر خدا ہو دین دشمنوں کے اندیشہ سے میں اب تک یہیں بیٹھا رہا حضرت نے فرمایا کہ جبریل امین تجھکو سلام کہتے ہیں اور بولتے ہیں کہ قیامت کے دن میں تیرے ساتھ رہو گنا اور آتش کو تیرے سے دور کر دو گنا۔ روایت ہی کہ غزوہ بدر میں جب زیر نے دستار زرد باندھے آئے ملائکہ بھی زرد عمامے ہی باندھے آسمان سے نزول کئے تھے۔ کہتے ہیں کہ زیر کے ایک ہزار غلام تھے اور انکو خراج دیتے تھے انکا خراج جو مبلغ خیر ہوتا زیر ایک ہی مجلس اسکو خیرت کرنے جب مجلس سے اٹھتے ایک درہم بھی باقی نہیں رہتا۔ فاروق اعظم کہتے تھے کہ زیر ارکان دین

ایک رکن بنی - غرض زبیر کی ایسی فضیلتیں بہت ہیں - اب انکی شہادت کا حال بھی سنا جائے کہ جنگ جمل کے دن جب حضرت علیؓ کے مرنے کے بعد زبیر کو اپنے پاس بلا کر وہ حدیث یاد دلوائی تو انہوں نے اس وقت متنبہ ہو کر رقت کی اور ترہار کو پیام کر کے جنگ سے پھر گئے اور چھانڈ کی راہ لی عربین جرموز جو جناب امیر کے لشکروں سے محاذ بھی زبیر کے ہمراہ رکاب ہوا اور گردوغاسے انکے ساتھ اختلاط کیا تا جو دہرہ ترہا تھا - جب وادی البیاع میں پہنچے زبیر نماز میں مشغول ہوئے سرسجود نہ کر وہ ناہنجاریجھے سے آگے انکو قتل کیا اور انکا سر مبارک جدا کر کے حضرت علیؓ کی خدمت میں لے کر آگیا انکے سر مبارک کو دیکھتے ہی حضرت علیؓ کورفت ہوئی اشک سے آنکھیں بھرائیں اس ناہنجار سے پوچھے کہ تو کس لئے اسکو قتل کیا - اسنے کہا کہ میرا گمان یہ تھا کہ انکے قتل سے آپ خوش ہوؤ گے - جناب امیر نے فرمایا ویسٹک میں نے حضرت سے سنا ہوں کہ فرمایا صفیہ کے فرزند کو جسنے قتل کر لیا اسکو آتش دوزخ کی بشارت دیکھئے - ابن جرموز نے یہ سنتے ہی اپنی ترہار سے پی آپ کو مار لیا اور آتش دوزخ کے سردار ہوا - جب زبیر نے ثمرت شہادت نوش کی انکی عمر چھ سال کی تھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ **ظہیر بن عبید اللہ کی فضیلت اور شہادت** ظہیر بن عبید اللہ بن ابوعبدی وہ بھی سالفین دین مبین اور جہا جرین اولین اور عمدہ صحابہ و عشرۃ المبشرہ سے ہیں اور صاحب ہجرت ہیں اور جان فدا سے سید الکونین تھے سب مشاہیر میں حضرت کے ساتھ تھے کبھی جدا نہ ہوئے - جو دو سخاوت سے معروف اور کمال شجاعت میں مشہور و معروف تھے - حضرت نے انکو ظہیر الوجود اور ظہیر الخیر اور ظہیر الغیاث بھی فرمایا - یہ سب ظہیر کے القاب اور خطاب ہیں - روایت ہے کہ ظہیر نے اپنی ایک زمین فروخت کی سوا کے چھ لاکھ دینار آئین ایک شب ظہیر کے پاس رہیں انکو اس شب ہرگز نیند نہ آئی علی الصبح سب مدینہ والوں پر تقسیم کر دیں - انکے اقربا سے ایک شخص نے آگے انکو رحم کیا قسم دیکے کچھ مانگا تو اسکو تین لاکھ درہم دیں - انکے خوشیوں میں جو نفر و ساکین تھے انکو طعام اور لباس دیتے اور انکا فرض ادا کرتے تھے - اور اتم المؤمنین عائشہ صدیقہ کی خدمت میں ہر سال لاکھ درہم تحفہ بھیجتے تھے - روایت ہے کہ ایک روز لاکھ درہم کی خیرت کی حالانکہ اس روز جب نماز کے لئے مسجد کی طرف چلے انکو لباس پہنیں تھا - روایت ہے کہ غزوہ بدر میں حاضر نہیں تھے حضرت نے انکو ایک کام کے لئے روانہ فرمایا جب حضرت نے بدر سے مراجعت کی انکو بدریوں میں محسوس کیا سبحان اللہ ظہیر نے غزوہ احد میں ایسی جاں بازی کی کہ زمانے کو قیامت تک یاد ہے - لشکر کفار سے جب حضرت پر تیرائی ظہیر اسکو اپنے بدن پر لیتے اور آپ کو حضرت کی سپرد کر دیتے تھے اس روز ظہیر پر ایک ایسا ضرب پہنیا کہ انکا ہاتھ شل ہو گیا - اور انکی ایک انگلی قلم ہو گئی اور انکے بدن پر پانی پڑ گئی زخم لگے - حضرت نے فرمایا کہ جسے چھاتی کہ ایسے شہید کو دیکھے کہ وہ زمین پر چلتا ہی ظہیر پر نظر کرے - اور اس روز رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی زخمی ہوئے انکو بھی ستر زخم لگے اور دو کبوتر اپنے زخموں کی کثرت سے مبارک بدن میں مضطرب رہا تھا اور کبوتر کا بھی وزن تھا جب ایک ٹیگ بچر چرنا چاہا تو قیامت

کے سبب چرنے سکے۔ طلحہ کے بیٹھے اور عرض کی کہ میری پیٹھ پر قدم رکھ کے چر جاؤں۔ ویسا ہی انکی پشت پر قدم رکھ کے اس ٹیک پر سوار ہوے اور فرمایا کہ طلحہ نے جنت کو اپنے پر واجب کر لیا۔ صدیق اکبر فرماتے تھے کہ اسی طلحہ توحید کے روز خاص تھا۔ اور جناب امیر فرماتے تھے کہ میرے کان حضرت سے سنے ہیں کہ فرماتے تھے طلحہ وزیر جنت میں میرے عہد میں۔ ایسی ہی احادیث و آثار طلحہ کی فضائل میں بہت وارد ہیں۔ انکی شہادت کا بیان یہہی۔ کہ جب زیر جنگ سے باز آئے جناب امیر نے طلحہ کو بھی بلوائے نصیحت کی وہ بھی کسی وقت اپنی شمشیر کو بنام کر کے مہر کے سے پھر گئے اور لشکر سے کنارہ لیکر کھراختار و ان شقی نے جب یہہ حال دیکھا سو خستہ بن گیا آگے بھی طلحہ کے ساتھ اسکو عداوت تھی سو وہ ناہنجار نے ان پر تیر چلائی وہ تیر طلحہ کے پاؤں میں جا لگی اسقدر خون جاری ہوا کہ بندہ نہیں ہوتا تھا۔ اپنے غلام کو حکم کیا کہ مجھے گھوڑے پر بٹھلا کے شہر میں لے چل۔ غلام نے انکو گھوڑے پر بٹھلایا جب انکو بٹھینے کی طاقت نہیں تھی آپ ردیف ہو کے لے چلا جب خون زیادہ جاری ہوا اس غلام نے اٹاے راہ ایک بیابان میں اتارا طلحہ بے طاقت لیٹے ہوئے تھے ایسے میں انکی نظر ایک سوار پر پڑی کہ راہ سے چلائی۔ اسکو بلوائے سوال کیا کہ تو کون سے لشکر والوں سے ہی اسے کہا کہ میں حضرت علی کا لشکر ہی ہوں طلحہ نے کہا کہ اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دیجئے تا میں امیر المومنین علی بن ابیطالب کی سعیت کو تازی کروں۔ اس لشکر نے یہہ بات سننے اپنا ہاتھ دراز کیا طلحہ نے تجدد سعیت کی۔ اسکے بعد انکی روح مقدس لنگرہ عرش کی طرف پرواز کی۔ اس سوار نے جب حضرت علی کی خدمت میں آکے خبر دی آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بہنیں چاہا کہ طلحہ کو میری بلا سعیت بہشت میں لیجاوے۔ طلحہ کی شہادت کے وقت انکی عمر ساٹھ سال کی تھی۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہ جناب مرضی کرم اللہ وجہہ روانہ فرمانا ام المومنین عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو مدینہ منورہ کی طرف روایت یہی کہ جنگ جمل کے بعد جب بصرے کے ضبط و نسق سے فراغت حاصل ہوئی۔ حضرت علی نے عبداللہ بن عباس کو بی بی عایشہ صدیقہ کی خدمت میں روانہ فرما کے یہہ پیام کیا کہ آپ مدینہ طیبہ کی طرف تشریف لیجاؤں۔ عبداللہ بن عباس نے یہہ پیغام پہنچایا۔ جب طلحہ وزیر کے مارے جانے اور عبداللہ بن زبیر کے زخمی ہونیکا اور ہزاروں مسلمان کے مرنے کا غم بی بی کو لاحق تھا سو نہایت ملول تھیں کچھ جواب نہ دیا۔ اسکے بعد بنفس نفیس خود جناب امیر تشریف لیگئے اور اتم المومنین سے اذن طلب کیا و اذنی کے بعد داخل ہوا۔ اور کہنے لگے کہ ائی عایشہ تم نے حضرت سے بار بار سنے ہو جو فرماتے تھے کہ من کنت مؤکدہ فاعلی مؤکدہ اللہم وال من واکلہ و عا د من عا دہ با این تم نے میرے پر خروج کیا فوج کشی و مہر کرانی مردوں کے ساتھ علاوہ رکھتی ہی نہ عورات کے ساتھ ایسے امور تمہاری شان کے سزاوار نہیں تھے خیر جو گذر اسکو گذرا اب اس پر نشان رہا چاہئے اور حضرت کا حجہ کو حکم ہوا تھا کہ ائی علی میرے ازواج سے ایک بی بی تیرے سے قتال کر لگی جب تو اس پر ظفر پاؤ گیک اسکو اسکے گھر بھیج دیجئے۔ سبواب مناسب یہی کہ تم مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہو وین حضرت

جو جس مکان میں ہجرت کے دارِ باقی کی طرف سدا سے تمام اپنی موت تک اسی مکان میں رہیں۔ میں حضرت علیؓ پر
 فرما سے سواتے۔ اور تشریف لینگے تاکہ جب بی بی کا ارادہ کچھ معلوم ہوا حضرت علیؓ نے دوسری روز گلی میں رکشہ میں بیٹھ
 اور کھاتے دیاسے رسالت حضرت امام حسن کو بی بی کی خدمت میں روانہ فرمایا تا مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو چکے پھر
 میں ترغیب دین۔ رادوی نے کہا بی بی کہ جب امام ہمام نے بی بی کے گھر تشریف لائے یہ پیام پہنچا یا اس وقت حادثہ
 بی بی کے سر پر شانہ کرتی تھی ایک طرف شانہ کر کے چوٹی بنی تھی دوسرے طرف باقی تھی۔ بی بی نے شاہزادے کی زبان
 مبارک سے وہ پیام سنی اپنی ہی حالت میں اشرک کر گھری رہیں اور بی بی کے چہرے سے ایک اضطراب ظاہر ہوا۔ اور آپ
 خاص و خاص کو حکم کیا کہ میرا سبب سیرتہ جانزدون پر لاؤ اور اسیرتہ سامان سر حقیقہ کہتے ہیں کہ اس وقت ہجرت
 سرداروں اور عورتوں کی عورتیں بی بی عایشہ کی مجلس میں حاضر تھیں۔ قبیلہ بنی اسلب کی ایک عورت نے عرض کی
 کہ یا ام المومنین اول امیر المؤمنین عباس نے آپ کی خدمت میں یہی پیام پہنچا یا آپ نے قبول فرمایا اسکے بعد اس جوان
 کے والد خود امیر المؤمنین ہی اسکے انگوٹھی فرمایا تو آپ نے کچھ لاؤ ہم سے لب کشائی کی۔ یہ کیا سبب ہی کہ اب اسکے
 فرزند اور جند کے قول پر آپ صبر ہوئیں اور باخبر سفر میں مستعد ہو گئیں۔ بی بی نے جواب دیا کہ میرے جوان گرامی شاہ
 سبط رسول و فرزند قبول ہی تھے چاہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمن مبارک پر نظر کرے تو جانتے کہ حضرت
 کے اس فرزند اور جند کے انگوٹھ پر نظر کرے مقرر میں نے بار بار دیکھی چون کہ حضرت نے اسکو سونگتے اور دوسرے دیتے
 اور اپنے سینہ مبارک سے منضم کرتے تھے جب امیر المؤمنین نے اس شاہزادے کے زبانی یہی پیام بھیجا مجھے سواسے
 قبولیت کے چار زبانا نقل ہی کہ جب بی بی عایشہ نے ہونہ طیبہ کا غرم باجھنم کیا۔ مجھے صحابہ کرام نے اپنے خاص مال
 سے سفر کے ساز و سامان میں اعانت داما دیا لائی تھیں اور ہرے پہنکش کئے۔ از انجلا عبد اللہ بن جعفر طیار نے
 بارہ زار دینار اپنے مارون یرشمت کئے اور پچاس ہزار درہم حضرت صدیقہ کی خدمت میں برہہ بھیجے اور مالک اشتر
 نے ایک ہزار اوش سات ہزار درہم سے خیرہ کر کے بی بی کے اونٹوں کی قطار میں منسلک کیا۔ اور امیر المؤمنین کا حکم
 ہوا کہ بھرے کی سر عورتیں مردانہ لباس پہنیں اور ہاتھ بھر کے ام المومنین کے ہمراہ رکاب زمین اور محمد بن ابی بکر
 اس سفر میں اپنی ہمشیرہ عالیہ کا رفیق و ملازم رہے۔ یہاں ہی دسے عورت ہاتھ بھر اور مرکون پر سوار ہو کے بی بی
 کی دیوری پر حاضر ہوئے اور سہار بن یاسر و راع کہ شنگے ملے بی بی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا السلام علیک
 یا ام المومنین جناب صدیقہ نے جواب دیا و علیک السلام۔ اور پوچھے کہ اُمّی فرزند تو کون ہیں۔ کہا میں عمار بن یاکر
 ہوں۔ بی بی نے فرمایا کہ میں نے علیؓ ان بیٹا لہ کے لئے ایک نصیحت اور خیر خواہی رکھنی ہون جتنی ہوں کہ انکے دوبر
 کہوں اگر تو سکتا ہی انکو بیان تک لے آئے یہ سبکے عہد نے امیرِ مومنین حضرت علیؓ کی خدمت میں جا کے ظاہر کیا جناب
 ولایت مآب نے تشریف شریف ارزانی فرمائی۔ اور کہا السلام علیک یا بنت ابی بکر بی بی نے سلام کا جواب دیا

اور پوچھا کہ یا علی کیا میرے باب میں آپ حضرت کی حرمت نہیں نگاہ رکھتے ہو۔ جناب امیر نے فرمایا کہ مان اسباب میں تو برا احتیاط رکھتا ہوں اور حفظ حرمت میں بری رعایت کرتا ہوں آپ اس سیر متی کا کچر شاہد دیکھے ہو تو کہو۔ بی بی نے کہا یا علی کیا آپ ان مردوں کو نہیں دیکھتے ہو جو فراہم آئے ہیں اس سفر میں ہمیشہ میری عمار کے گرد و پیش جھوم کئے ہو رہینگے۔ جناب امیر نے فرمایا کہ اسی صدیقہ یہ لوگ مردوں سے نہیں بلکہ ان کی سی عورت ہیں۔ میں نے حکم کیا ہی کہ مردانہ لباس پہن اور باہتیار ہو کے آپ کے ہمراہ رکاب رہیں تا اعراب باد یہ نشین یعنی بدوی لوگ انکو مرد اور سپاہی سمجھ کے خوف کریں اور قافلہ رستے کا خیال نہ لادیں۔ پھر امیر المومنین نے پوچھا کہ وہ نصیحت کیا ہی جو میرے لئے رکھتے ہو۔ جناب صدیقہ نے کہا کہ یا علی معاویہ شام کی حکومت پر ہی اور آپ پر داعیہ خروج رکھتا ہی اور حاکم شام کے بہت سے لوگ اسکے ساتھ متفق ہوئے ہیں ارادہ جنگ و جدال اور فتنہ و فساد کا رکھتے ہیں آپ ان کو جانا ضروری نہیں اگر مجھ کو بھی ہمراہ لے جائیں تو مناسب ہی کیونکہ جب شامیوں اور اطراف و اکناف کے لوگوں کو معلوم ہو گا کہ ام المومنین عایشہ بھی امیر المومنین علی کے ساتھ ہی توفاء اللہ تعالیٰ اکثر لوگ معاویہ کے طرف سے بدل کے اپنی طرف ہو جائیں گے۔ جناب امیر نے فرمایا کہ یا صدیقہ میں کس طرح یہ کام کروں حالانکہ اسی سبب میں نے طلحہ و زبیر پر عتاب کرتا تھا کہ تم اپنے خورتوں کو پردہ حفاظت میں رکھا ہی اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حرم محترم کو لشکر کے ساتھ برسر میدان لے آئے ہو اب میں کس طرح وہ کام کروں جو وہی اعتراض مجھ پر آوے۔ اب انب یہی ہی کہ آپ مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو دیں اور اپنے مکان میں قرار پکڑ کے طاعت و عبادت میں مشغول ہو دیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمارے درمیان حکم کرے جو کہ چاہے۔ پس حضرت امیر نے کمال عزت و اکرام کے ساتھ بی بی کو رخصت کیا بی بی کی اس قدر تعظیم و تکریم جو حضرت علی سے وقوع میں آئی بصرے کے سرداروں اور عہدگروں نے دیکھ کے اپنے عورتوں کو بھی حکم کیا کہ ام المومنین کے سواری کے ہمراہ تین منزل تک جا کر پہنچا کے آویں اور حضرت علی کے دلہنوں اور مقربوں نے بھی کئی منزل تک ہمراہ کی۔ اور رخصت کر کے واپس آئے۔ القصہ جب بی بی عایشہ نے دار مدینہ منورہ ہوئیں اور اپنے مکان میں قرار پکڑا ہمیشہ ندامت اور پشیمانی ظاہر کرتے اور بارگاہ ایزدی جلشانہ سے مغفرت مانگتی تھیں جسوقت کہ جل کا روز یاد آتا اس قدر روتی تھیں کہ اپنی مچھ بھیگ جاتی اور کچر تاب و طاقت باقی نہ رہتی۔ اور فرماتیں کہ کاش جگہ جل سے بیس سال آگے اگر میں مر گئی ہوتی کیا بہتر تھا۔ اور کمال حسرت سے کہتی تھیں کہ اگر حضرت سے مجھے بیس فرزند پیدا ہوتے اور ہر ایک مرد میدان ہو کے کافروں کے جہاد میں جان دیتا تو اس سے بھی بہتر یہ بات تھی کہ جگہ جل میں میں حاضر ہوتی غرض یہ حسرت و ندامت بی بی کو تا دم رحلت باقی تھی رضی اللہ تعالیٰ عنہا **بعض** مخفی رہے کہ علی مرتضیٰ عایشہ صدیقہ و طلحہ و زبیر کے درمیان جو مخالفت آئی اور جو مشاجرات روئے یہ کہ نفاسیت اور بغض و عناد کا سبب بنیں تھا بلکہ

طرفین ہی مجھے تھے کہ ہم حق پر ہیں اگرچہ حق حضرت علی کے جانب میں تھا طرف ثانی سے خلافتی الاجہاد و ہجری
 اور انکا قتال ہرگز مند و فاسد ثابت ہر نہیں۔ دیکھئے کہ اول جناب امیر اپنے لشکر کی کو حکم فرمایا کہ یہ قرآن مجید لے
 ان باغیوں کو اسکی طرف دعوت کیجئے۔ اور ایسا ہی جناب صدیقہ بھی اپنے لشکر کی کو حکم کیا کہ اب قرآن کریم لے
 علی مرتضیٰ کے لشکر کے نزدیک جا اور انکو اسکی طرف دعوت کر۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ طرفین سے ہر ایک کو
 یہی تصور تھا کہ اس مقدمے میں ہمارا مشرب قرآن مجید کے مطابق ہی۔ ادب بی بی عایشہ کے لشکر پر جب ترانہ پڑا
 نہ یاد ہو ہی جناب امیر کو برا اضطراب ہوا کہ کہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ محبوبہ کو کچھ صدمہ
 نہ پہنچے سو بی بی کی محافظت کے لئے اپنے یاروں کو حکم کیا کہ بی بی کے اونٹ کو اوپر کھینچ لو اور بھرے کے
 لشکر والے جو اونٹ کو نہیں دیتے تھے انکو یہ تصور تھا کہ ہر دو لشکر میں تو دشمنی لگنی ہی پس مادر مومن
 دوزخ پیغمبر خیر الزمان کو کس طرح دشمنوں کے حوالے کر دیں پس بی بی کی حفظ و نگہبانی جانفتائی کی ہر ایک شخص
 جب جہاز پر نہ اسکا ہاتھ قلم ہوتا ایسا دوسو ستر روکے ہاتھ قلم ہو گئے اور انکے گئے ہوئے ہاتھ اونٹ کے
 گرد و پیش تھے سچان اللہ اب ہر دو طرف کی نیت خیر پر مبنی لیجا یا چاہئے۔ پس ہر دو فرقہ کی موت
 شہادت اور دوسے سردار رحمت و امید و ابر مغفرت کیوں نہ ہوں۔ محمد بن سیرین نے نقل کرتا ہی کہ خالد بن
 واثمہ جو اصحاب جن کے عہد گون سے تھا اور دوفور عقل و گیاست اور فضل و فطانت کے سبب بی بی عایشہ
 کے حضور میں ایک قرب رکھا ہی۔ واقعہ جن کے دن جب ایک خلی کثیر ماری گئی بی بی نے خالد سے پوچھا
 کہ ظلمہ کہاں بی بی اسنے کہا کہ مقتول ہوئی۔ پھر دریافت کی کہ زیر کیاں بی بی اسنے کہا کہ بھی اسنے لشکر سے نکل گیا
 پھر شام تک اسے قتل کی خبر مشہور ہوئی۔ بی بی نے دو مردوں کا حال نام بنام استفسار کیا۔ خالد نے کہا کہ وہ
 سب مارے گئے۔ بی بی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ان پر رحمت کرے۔ خالد نے کہا کہ علی مرتضیٰ کے یاروں سے
 زید بن صوحان بھی مقتول ہوا۔ بی بی نے فرمایا کہ وہ بھی مرحوموں سے ہی۔ تب خالد نے سوال کیا کہ یا امیر
 ان ہر دو فرقہ کو جو ایک دوسرے کے مخالف ہوئے اور ایک دوسرے پر تر دار کھینچے۔ کیا اللہ تعالیٰ ایک
 مکان میں جمع کرے گا جناب صدیقہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہر چیز سے نہایت کشادہ اور وسیع زیادہ
 ہی کیوں اسکے کار و بار میں مجال چون دجرا کا نہیں۔ خالد نے جب یہ باتیں سنی متحیر ہوا اسکے بعد حضرت علی
 کی ملازمت اختیار کی اور جنگ صفین میں جو انفر دی کی داد دی۔ حضرت علی کے لشکر والوں نے جب
 بعروین کا مال لینا چاہا جناب امیر نے فرمایا کہ انکا مال تمہیں حلال نہیں۔ تب ایک شخص نے عرض کی یا امیر
 المؤمنین یہ کہ کیا سبب ہی کہ خون انکا مباح اور مال انکا حرام ہی کیا دے لوگ مشرک میں آپ نے فرمایا
 کہ دے مشرک نہیں بلکہ مشرک سے فرار کیا ہی۔ پھر سائل نے سوال کیا دے لوگ منافق میں فرمایا کہ منافق

سین سافق لوگ اللہ تعالیٰ کو بہت یاد نہیں کرتے ہیں۔ اسے پوچھا پھر یہ کہوں لوگ ہیں حضرت علی نے فرمایا اخوات
 تَدْعُوا عَلَيْنَا یعنی ہمارے برادرین لاکھ ہمارے بغاوت اختیار کی ہیں انتہی اس سے معلوم ہوا کہ طرفین کے
 پیشوا ہر دو لشکر کے تابعوں کو مومن و مسلمان اور مراد رحمت و غفران جانتے تھے اب تھوڑا پیشوا یوں کا احوال
 پاک بھی سنا چاہئے۔ نقل ہے کہ ایک روز بی بی عائشہ نے حضرت علی کی فضیلتیں بیان کرتی تھیں۔ حاضرین نے
 پوچھا کہ یا ام المؤمنین پھر آپ کس لئے ان سے جدال و قتال کیا۔ یہ سنتے ہی بی بی نے کمال رقت سے رونے لگیں
 اور فرمایا کہ بنی آدم صواب و خطا کا مصدر ہی میں نے اس سے پشیمان ہوئی اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع لائی۔
 طلحہ و زبر کا تو باز ایک قصہ تفصیل آگے مذکور ہو چکا۔ غرض عثمان ذوالنورین و علی مرتضیٰ دبی بی عائشہ صدیقہ و طلحہ و زبر
 رضی اللہ عنہم سب با یکدیگر دوست ہیں۔ تفسیر غریب میں لایا ہے کہ حضرت علی نے فرمایا میں امید رکھتا ہوں کہ میں اور
 عثمان اور طلحہ و زبر ان لوگوں سے ہوں کہ اللہ تعالیٰ جن کی شان میں فرمایا وَنَزَعْنَا مِنْ فِئَةِ صِدْقٍ وَرِہِمِ مِنْ
عِلِّ اِخْوَانًا عَلٰی سِرٍّ مُّتَقَاتِلِیْنَ یعنی ہم نے کمال بی ہشتیوں کے دلوں سے خفگی جو دنیا میں رکھتے تھے۔ اور
 کر دئے ہم انہیں اکسین بھائی بہنے کے تختوں پر جو خواہر سے مرصع رہیں ایک دوسرے کی طرف منہ نہ کئے بیٹھیں گے۔ نور اللہ
 تعالیٰ نے جو بعضوں کو بعض چیزوں سے خاص کیا ہے اور تفاوت درجات اور مرتبے دئے ہیں اس پر حسد نہ کرے گا کذا
 فی تفسیر غریب و حسینی۔ بعضے تاریخ نویسوں نے شیعہ دسی کی کتب میں تیز کر کے بلا تحقیق رطب و یابس جو روئین
 پائی ہیں اپنی مصنفات میں لائی ہیں۔ روضۃ الصفا والے نے اگرچہ شیعہ نہیں بلکہ شیعہ اور خوارج نے بعضے صحابی
 و تابعین پر جو افسرے باندھے اور جھوٹے قصے وضع کئے ہیں ان سے بہت احتراز رکھا ہے چنانچہ اپنی کتاب مذکور کے
 دیباچے میں تاریخ نویسی کی پہلی شرط جو لکھی ہے یہی ہے۔ شرط اول اس است کہ تاریخ نویس باید کہ سالم العقیدہ و پاک مذہب
 باشند چ بعضے بد مذہبان چون طغیاء خوارج و غلاۃ روافض قصص و آثار نا پسندیدہ بر صحابہ و تابعین نسبت اند و سخنان
 مشہور و منہجور و مردود و مقبول و درالیفات خود ایراد کردہ اند و مردم را فریب دادہ۔ و چون کسی را بر اصل ضائع
 و کید ایشان اطلاع نبود چنان پندار دکر روایات آن جماعت مقتبس از مشکوٰۃ نبوت است و بواسطہ این اعتقاد فاسد
 در ضلالت و گمراہی افتد انتہی۔ باوجود ایسا احتراز رکھنے کے اپنی کتاب کے بعضے مواضع میں نفرض کھائی ہے چنانچہ
 ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ اور طلحہ و زبر کو جو حضرت علی مرتضیٰ کے ساتھ مخالفت ردوی اس میں بعضے بے اصل
 باتیں جو شیعہ کے مفتریات و موضوعات سے ہیں لائی ہیں۔ شاید اس نفرض کا سبب یہ ہو گا کہ کسی شیعہ کی کتاب
 کو کسی کی تالیف سمجھ کے اس سے نقل کیا ہے۔ اس سے زیادہ عجب یہ ہے کہ روضۃ الاحباب میں بھی مشاجرات
 مذکورہ میں بعضے باتیں ایسے ہی رقوم میں یہ بھی دو حال سے خالی نہیں یا کسی دوسرے شیعہ کی کتاب سے نقل
 کہیں ہیں یا کسی شیعہ نے الحاق کر دی ہے ظن غالب الحاق کا ہی واللہ اعلم۔ یہ تو شیعہ کا برا کید ہے کہ ایک کتاب

اب تصنیف کر کے کسی کسی کے نام سے مشہور کرتے ہیں اور کسی کسی کی کتاب میں الحاق بھی کر دیتے ہیں۔ چنانچہ قدوة
المفسرین عمدة المحققین مولانا شاہ عبدالغفر نے اپنی کتاب تحفہ شاعر مشرق میں شیعہ کے کیرو دین لایا ہے
کیسے بچاؤ و تعلیم اگرچہ جس ادا نشان مخدوم میکند با مدعان اہل سنت پس کتابی در تاریخ نابین میکند و از بچہ
و قصص جزیری مومم مگر مولف ابن کتاب خارج از اہل سنت است روح نمی نمایند و لکن در طرعا و احوال صحابہ و صحابہ
ایشان چیزی لیلی از مذہب خود داخل میکند و بعضی مورخین اہل سنت از ان کتاب بکان مگر مولف آن از اہل سنت است
نقل نمایند و غلط افند و فترہ فترہ موجب ضلالت ناظران بی تحقیق شود و نقل ابن کید ہم بر مراد ایشان بنسبتہ عالی از
مصنفین تواریخ خود در طرعا و اختراعات ناظران تواریخ را در دیگر ضلالت کشیدہ حتی کہ سید جمال الدین محدث صحابہ
روضة الاحباب نیز در بعض جا با زین قبل تواریخ نقل آئندہ خصوصاً در قصہ سبت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
و توقیف حضرت امیر کرم اللہ وجہہ در قصہ قتہ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ و علامت ابن قیم نقول کہ کتاب او است
کہ میگردد در بعض روایات چنین آید۔ اما محققین اہل سنت از نظر در تواریخ مصنفہ جمال الدین از زعم و ادب اللہ
کیسے بچاؤ و دو قسم اگر مخدوم میکند یا مورخین اہل سنت بنحیہ دیگر مشکلات در تاریخ نویستہ در ان کتاب
تواریخ معتبر اہل سنت نقل نمایند و اصلاً خیانت در نقل نکند لکن چون نوبت بہ کہ صحابہ و پیشا جرت آید ہر مد بعضی
قدحیات ایشان از کتاب محمد بن جریر طبری کشی کہ در مثاب صحابہ تصنیف کردہ یا از کتاب او کہ در امامت کو
و ایضاح الستر شد نام او ہمارہ نقل نمایند و نام آن کتاب مرجع بگویند پس در بجا ناظرین را غلط افند کہ شاید مراد ان
محمد بن جریر طبری شافعی است کہ تواریخ کبیر مشہور است واضح التواریخ است پس مورخان نقل و نقل نمایند و موجب
تخریج شود و متبعین آن نقل در مد ظہ ضلالت گرفتار شوند و این کتاب بچنے تواریخ کبیر بسیار غریبہ و تلویح است کہ کسی را لیسوا
او میر آمدہ انچہ نزد مردم مشہور است مختصر است کہ از جہرات سماعی شنی است و سببی حار انشا اللہ تعالیٰ از حرمین
آن مختصر نیز اکثر شیعہ گذشتہ اند پس تخریف در تخریف در ان راہ یافتہ کیسے بچاؤ و سیموم اگر بعضی مورخین
ایشان کتابی نویسد در تواریخ و در ان کتاب اکاذیب صریح و قواح ہوشہ صحابہ بی نقل از کسی دینی بسند ذکر نہ
بالبعضی بی تخریز ان از دوسے نقل بر گیرند و در تصانیف خود و مجاہدات خود بکار برند و فترہ فترہ مشہرت یا بدور مردم را
اختلاف روایات موجب تشکیک شود و اول ابن کار را از ایشان ابو مخنف بطون یکی از دہ کی شعی کہ وہ بہت داکتر
فحص و در ب صحابہ کہ در کتاب او مندرج است از موضوعات و مخترعات اوست انتہی۔ غرض شیعہ کے ایسے کہ
بہت ہیں صحابہ با جہدین و جناب ام المومنین پر بہت شے روایات و امیرہ و قصص کاذبہ وضع کئے ہیں اہل سنت
میں بڑی تفتیش و تحقیق فرمادی خصوصاً مصنفون اور مولفون کو لازم ہی کہ آئندہ روایات میں بڑا احتیاط کریں ان
کوئی روایت شیعہ کی کتب میں تفصیل کے ساتھ بائی جاوے اور روایت اہل سنت کے مطابق یا مومہ ترستہ

یا کوئی قصہ ایسا ہو کہ جس میں بغض یا طعن صحابہ کا ذکر نہ ہو نہ مذہب کی مطابقت یا مخالفت سے کچھ علاقہ نہ رکھے مثلاً جنگ کفار کا قصہ اور غازیان اسلام کی جو انفرادی ایسے باتیں شیعہ کے کتب سے لیوں تو کچھ مضائقہ نہیں یہ فقرہ بھی اگرچہ اکثر وقتہ الاحباب سے لیا ہی لاکن حضرت علی و جناب صدیقہ اور علیہ و زبیری کی مخالفت میں جو بعض بے اصل روایتیں مذکور ہیں اور دوسرے مواضع جو صاحب اثنا عشریہ نے جنکا ایما فرمایا ان سے احتراز کیا۔ غرض حتی المقدور برا احتیاط طبعی و منظور رکھا۔ کوئی ایسی روایت جو شان صحابہ کے لائق نہ ہو نہ لائق شیعہ کے موضوعات و مقصودات سے قلم کہت دور رکھا جس کا کہیں سہو بشری سے قلم چلا ہو تو حق سبحانہ و تعالیٰ شائد سے امید غفور کھٹائی کہ اپنے لطف و کرم سے بخش دے علماء اعلام کی خدمت میں بھی یہی قسمی کہ کہیں سہو و خطا پائی جاوین تو قلم اصلاح جاری کر کے ماجرہ ہو۔

مطالعن ام المؤمنین علیہ الصلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیہا
 پہلا طعن یہ کہ اس بی بی نے مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ تک بھردمان سے بھرے کی طرف سفر کیا۔ جہاں کہ اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات کو اپنے گھروں سے نکلنا منع فرمایا اور انہیں مکانات کثیرہ البرکات میں قرار پکڑنا حکم کیا قوله تعالیٰ وَفَرَّانِیْ سُبُوْکَیْکَ وَکَا تَبْرَیْجَیْکَ اَلْاَکْوَلیْ اَلْاَیْمَہِیْنَ اِسْ بَیْ بَیْ کَیْکَ مناسب تھا کہ ناموس رسول کی محافظت نہ کی۔ ایک لشکر کی ہمراہ کہ جس میں سولائے اشخاص سے زیادہ ادب و باش دار و نزل جمع آئے تھے خروج کیا جواب اس طعن کا یہ ہے کہ اپنے گھروں میں قرار پکڑنا اور باہر نہ نکلنا اگر مطلق ہو تا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس آیت شریفہ کے نزول کے بعد اپنے ازواج مطہرات کو حج و عمرے کا سفر نہ داتے اور غزوات میں اپنے ہمراہ نہ لیجاتے۔ اور والدین کی زیارت اور بیماروں کی عیادت اور مردوں کی تعزیت کے لئے اپنے قرابت داروں کے گھر جانے سے منع فرماتے ایسا تو نہیں و ہر باطل قطعاً پس معلوم ہوا کہ اس امر وہابی سے مراد حکم ستر اور حجاب کا ہی۔ تا چادر پوشوں کے مانند کوجہ و بازار میں ہرزہ گردی نہ کریں۔ اور سفر کرنا منافی ستر اور حجاب کا نہیں۔ عورات محذوہ جو نہایت ستر اور حجاب میں رہا کرتے ہیں جیسے خواتین بزرگ اور بادشاہوں کی بیگمات بھی لشکر کے ہمراہ نکلتے ہیں خصوصاً جو سفر کر دینی یا دنیوی مصلحت پر متضمن ہو جیسے جہاد اور حج و عمرہ۔ اور ام المؤمنین کا یہ سفر بھی جب اصلاح ذات البین کے لئے اور خلیفہ عادل کا قتل جو ظلم و جفا سے ہوا تھا اسکے قصاص کا حکم جاری کر نیکی واسطے وقوع میں آیا۔ حج و عمرے کے ہی سفر سا ہوا۔ اگر اس زمانے میں بھی کیسے عرف عام میں کہے کہ فلان عورت خانہ نشین ہی باہر نہیں آتی ہی۔ اس سے کیا مفہوم ہوتا ہی انصاف کیا جاسکتا ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ دوسرے ازواج مطہرات جیسے بی بی ام سلمہ اور بی بی صفیہ کہ شیعہ کے پاس مقبول و معتبر ہیں حج اور عمرے کے لئے اپنے گھروں سے نکلتے تھے بلکہ ام سلمہ اس سفر میں مکہ معظمہ تک شریک تھیں اور جناب صدیقہ کے ہمراہ بھرے تک جانا چاہتی تھیں لاکن انکا فرزند عمر بن ابی سلمہ اپنے کئی مصلحتوں کی رعایت کرتے

منع کرنے سے نہیں کہیں۔ جب اللہ ازواج مطہرات کو سر اور پردے کے ساتھ اپنے گھر دن سے بچنے کی تجویز فرمادے
 میرا سر طعن و تشنیع کا محض زار و زانی ہی قولہ تعالیٰ یَا أَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لَا ذَنْبَ عَلَیْكَ وَبِإِیْتِکَ وَبِإِیْتِکَ
 الْمُؤْمِنِینَ یَدِیْنِیْنِ عَلَیْکَ مِنْ جَلَاکَ بَیْنَهُمْ ذَٰلِکَ اذْنِیْ اَنْ یَّعْرِضَ فِیْ فَلَآ یُؤْذِنُ وَکَانَ اللّٰهُ
 عَفُوًّا رَحِیْمًا اور صحیح حدیث میں آیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کے نزول کے بعد
 فرمایا اذْنُ لَکِنْ اَنْ یَخْرُجَ لِحَاجَتِکَ یَا مَنْ عَزَّزْتَ کَے سفر میں شرط یہ ہے کہ حرم ساتھ رہے۔ اس سفر
 میں تو عبد اللہ بن زبیر جو بی بی کے ہمیشہ زادہ حقیقی تھے انکے ہمراہ تھے اور طلحہ بن عبید اللہ جو بی بی کی خواہراؤں میں
 بنت ابی بکر کے شوہر۔ اور زبیر بن العوام اکی دوسری خواہراؤں میں ابی بکر کے شوہر۔ اور ان ہر دو کے اولاد بھی
 ہمراہ تھے۔ اور ابن قتیہ کہ جسکی تاریخ پر رشید کو کتاب اللہ سے زیادہ اعتماد دی اپنی تاریخ میں لکھتا ہے لَمَّا بَلَغْنَا
 بَیْعَةَ عَلِیٍّ اَمْرَتُ اَنْ یُعْمَلَ لَهَا حَوْذَجٌ مِنْ حَدِیْدٍ وَیُجْعَلَ فِیْهَا مَوْضِعًا لِلدَّخُولِ وَالْخُرُوجِ
 وَاِنَّا طَلِمَہُ وَذَیْرَہُمَا اَدَمِیْنِیْہِیْ اَزْوَاجِ مَطْہَرَاتِ کَے حتی میں سب امت کے رجال محرمیت میں کلمہ فرمادے
 رکھتے ہیں۔ پس اُن بی بیوں کو امت کے ہر فرد کے ساتھ ٹھکانا درست ہے۔ یہی مذہب ہی صحیح علماء امت کا۔ اسوا
 خلیفہ ثانی اپنے عہد میں جب ازواج مطہرات کو حج کے لئے بھیجا عثمان اور عبد الرحمن بن عوف کو ہمراہ دیا اور فرمایا
 کہ اِنْتُمَا وَلِدَانِ بَارَانِ لَہُنَّ پَسْ تَمَّ سے ایک انکی سودی کے آگے آگے رہے اور ایک سودی کے پیچھے۔
 اور ان امور کے قطع نظر لفظ فور قالی تَبْرُجْنِ تَبْرُجْ اِنجاء ہلینہ الاولیٰ مرج اسبات پر دلالت کرتا ہے کہ
 حق قالی نے عورات کو گھروں سے ٹھکانا مطلقاً منع فرمایا ہے بلکہ بے پردہ و زینت و زبور کے ساتھ رنگین لباس کے
 ظاہر کرنے سے گھروں سے ٹھکانا جو جائزیت کا رسم تھا منع کیا ہے۔ پس خود ہی تنگ سے ساقط ہوا آب ہم
 اسبات پر کرام و قرن فی بیوتنک جو قرآن میں آیا ہے۔ سابق سے تو بارنا معلوم ہوا کہ شہید کے پاس حدیث اور
 متعین وجوب کے واسطے نہیں تا اسکی مخالفت میں کچھ محذور لازم آوے و ووسر اطعن یہ کہ عائشہ صدیقہ
 رضی اللہ عنہا نے طلب خون عثمان کے لئے سفر کیا حالانکہ عثمان بن عفان کے ساتھ کیا علاقہ۔ انکے کچھ وارث
 نہیں تھیں اور انکے ساتھ کچھ قرابت نہیں رکھتی تھیں۔ پس معلوم ہوا کہ جناب امیر کے ساتھ انکو بغض و کدورت تھی
 اسبواسطے یہ سب فتنہ برپا کیا۔ اور آگے آپ ہی لوگوں کو قتل عثمان پر تحریریں کرتی اور کہتی تھیں اَقْتُلُوْا اَنْفُسَکُمْ
 چنانچہ ابن قتیہ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا کہ اِنَّ عَایِشَةَ اَنَاہَا خُبْرَ بَیْعَةِ عَلِیٍّ وَکَانَتْ خَارِجَةً مِنْ
 الْمَدِیْنَةِ فَقِیْلَ لَهَا قَتَلَ عُمَانُ وَبَايَعَ النَّاسُ عَلِیًّا فَقَالَتْ مَا اُبَالِیْ اِنْ قَتَعَ السَّمَاءُ عَلِیَّ الْاَرْضِ
 قَتَلَ وَاللّٰہُ مَظْلُوْمًا اَنَا طَالِبَةٌ بِدَمِیْہِ فَقَالَ لَهَا عُبَیْدُ اَوَّلُ مَنْ حَمَسَ عَلَیْہِ وَاَطْعَمَ النَّاسَ
 فِی قَلْبِہِ لَا مِتْ وَلَقَدْ قُلْتَ اَقْتُلُوْا اَنْفُسَکُمْ فَقَالَتْ عَایِشَةُ قَدْ وَاللّٰہُ قُلْتُ وَقَالَ النَّاسُ

فَقَالَ عُبَيْدُ بْنُ الْبَدَا وَمَنْكَ الْغَيْرُ وَمَنْكَ الرِّيحُ وَمَنْكَ لِلطَّرِيقِ وَأَنْتِ أَمَرْتِ بِقَتْلِ الْأَمَامِ
وَقُلْتِ إِنَّهُ فِي جَوَابِ اسْطَعْنِ كَابِهِي كَرَبْ خَلِيفَةُ عَادِلٍ سَبَّ مُسْلِمُونَ كَانَتْ بِي - انکی مال کی حفاظت اور
تقسیم غنیمت میں - اور بی بی عایشہ جو ام المؤمنین اور حرم رسول رب العالمین تھیں احکام الہی کی تنفیذ کے لئے کہ
قصاص حسین عمدہ کام ہی - خصوصاً ایسے مظلوم کا قصاص جو باوصف خلافت دریاست کے جوئے و بحر شرعی مار گئے ہو
کس لئے نہ نکلے اور ماتمہ پاؤں نہ مارے - حاشا یہ بات بہنیں کہ جناب عایشہ کو حضرت علی کے ساتھ یا حضرت علی کو جناب
عایشہ کے ساتھ کچھ بغض رہے بلکہ ان سے ہر ایک نے دوسرے کے فضائل و مناقب بیان کئے ہیں اس حوالہ الہی
عن عائشہ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُبَّ عَلِيٍّ عِبَادَةُ
اور بخانا اس بی بی کا جناب امیر کے قاتل کے لئے بہنیں بلکہ محض اصلاح ذات البین اور حضرت عثمان کے قاتلوں قصاص
لینے اور انکو حضرت امیر کے لشکر سے نکال دینے کے لئے تھا تا ظلم و ذریعہ اور دوسرے صحابہ جو قاتلان عثمان کے مقتول
معلوم ہو کے قرار کئے تھے اطمینان خاطر کی ساتھ حضرت امیر کے رفیق ہو دیں - اور انکے اتفاق سے خلافت کے امور
انتظام پا دیں معاویہ اور دوسرے باغی لوگ برسر حساب رہیں اور تاریخ سے تو قطعاً یہ بات معلوم ہو ہی کہ حضرت
عثمان کے قاتلوں نے اس مظلوم کے قتل کے بعد ظلم و ذریعہ کے قتل کا بھی ارادہ کیا تھا - اور ان ظالموں سے نفاق
کے کلمات بر ملا ظاہر ہوتی تھیں - پس دیوں سے بدلہ لینا کیونکر ضرور ہو گا - اور وہ جو کہتے ہیں کہ بی بی عایشہ حضرت
عثمان کے قتل پر لوگوں کو تحریص کرتی اور انکو تشکیلی کہتی تھیں - یہ سب مفتریات سے ابن قتیبہ اور ابن اعثم کو فی اور
سبساطی کے ہی ان کذابوں کی جماعت تو مشہور ہی واقعہ جمل میں اور دوسرے وقایع میں ان کاذبوں نے ایسے
باتیں ذکر کی ہیں کہ شیعہ دینی کے اتفاق سے محض افرا اور صرف بہتان ہیں - یہ بری بے انصافی ہی کہ حضرت عائشہ
صدیقہ کے باب میں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ محبوبہ ہیں خدا و رسول کی شہادت کو ہم طاق میں
رکھ دیکے چند کوفے کے اخوان الشیاطین کے اقوال کا ذہب کی طرف جا دیں اور اپنے دین و ایمان کو اکی اتباع
سے برباد کرین اللہ کی پناہ قَوْلُهُ تَاللَّهِ لَاطِيبَاتُ لَاطِيبَاتٍ وَلَاطِيبَاتُ لَاطِيبَاتٍ اُولَٰئِكَ مُبَرَّءُونَ
عَنِ اللَّهِ وَمَا يُفْعَلُونَ لَمْ مَغْفِرَةٌ وَدِرْفٌ كَغَرِيمِ ابن قتیبہ کا وہ قول کس طرح اہل سنت حضرت صدیقہ کے حق میں باور
کر سکے - حالانکہ ترمذی اور ابن ماجہ اور ابو حاتم رازی متعدد طریقوں سے روایت کرتے ہیں کہ عایشہ رضی اللہ عنہا
خبر دی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عثمان کو فرمایا یا عثمان لَعَلَّ اللَّهَ يَقْبِضَكَ فَيُصَافَا فَاِنْ
رَاَدَوْكَ عَلٰی خَلْعِهِ فَلَا تَخْلَعْهُ لَمْ نَلْنَا تَقِيْسًا طَعْنِ یہ کہ حضرت عایشہ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی مخالفت کی اور واقعہ جمل میں اس خلاف پر اصرار کیا تفصیل اسکی یہ ہے کہ نعیم بن حماد نے کتاب الفتن
میں اور محمد بن مسکویہ نے تجارب الامم میں اور ابن قتیبہ نے کتاب السیاسة میں لایا ہے کہ جب بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا

کالٹر خیر جواب پر پتیا اس جگہ کے کئے ہوئے تھے۔ بی بی نے محمد بن طلحہ سے دریافت کی کہ اس خیر کا کیا نام ہے
 اس نے کہا کہ اسکو خوات کہتے ہیں بی بی نے کہا کہ میرے ادب کو بھردو محمد بن طلحہ نے کہا کہ کس نے حضرت عائشہ سے
 کہا کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہے کہ اپنے ازواج مطہرات کو فرماتے تھے کافی اڑے
 باحد لکن تجھما کلاب الکواب فایاک ان نکو فی یا خیر اس باوجود یاد کرنے اس بھی کے مخالفت
 پر اصرار کیا اور اس مقام سے نہ بھرے جواب اس طعن کا یہی ہے کہ حضرت عائشہ رحمت کا قصد کرنا ان مایوں
 سے بھی ثابت ہوا۔ چنانچہ اہل سنت کی روایات میں مرآۃ ایامی کی بی بی نے فرمایا زہدونی زدونی یعنی مجھ کو
 مجھو دو۔ اور اس قصے کا تہ اہل سنت کی روایات میں اس طرح صحیح سے ثابت ہوا ہے کہ حضرت صدیقہ نے رحمت کے
 باب میں جب اساد و کالٹر والوں نے پھر وہاں سے پھر جانے میں انکی موافقت نہ کی باہم جھگڑ رہے تھے ایسے میں ان
 بن الحکم اور دوسرے لوگوں نے ان گرد و فواج کے دیحانی لوگوں کو جو اتنی آدمی کے قریب تھے گواہ لے آئے کہ
 اس خیر کا نام خوات نہیں ہے۔ تب بی بی نے ان کے روانہ ہوئیں یہی اس طعن کا جواب جو موافق روایت کے
 ہے۔ لکن درایت کی راہ کرتے جواب دوسرا ہے وہ یہی کہ حدیث مذکور میں خیر جواب پر گزرنے کا من
 نہیں آیا بلکہ اس پر اشارہ بھی نہیں ہوا۔ ثانی اس حدیث سے اس قدر استفادہ ہوتا ہے کہ حضرت نے اپنے بی بیوں کو
 خبر دی کہ تمہارے سے ایک کو یہ مصیبت پیش آئیگی۔ سو فی الواقع وہ حادثہ ایک مصیبت عظیم تھا کہ حرم محترم کی خفت
 کا سبب ہوا۔ اور مقصود اصلی جو اصلاح ذات البین تھا سراپا نام پنا یا اور مسلمانوں میں محبت میعادہ ہو دیا۔ اور
 اس حدیث سے بھی سمجھیں اور اسکی مخالفت کے بعد پھر مخالفت پر اصرار نہ کرنا نسبت بی بی کی طرف کرنی کس طرح ہو گیا
 علی الخصوص لفظ ایاک ان نکو فی یا خیر کی توبہ اہل سنت کی معتبر کتابوں میں موجود نہیں اگر بالفرض موجود
 بھی ہو اس باب سے ہی کہ عاتقوں سے ہر کسی نے اپنے اہل و عیال اور اولاد و ازواج کو ان آفتوں سے قدامت
 کہ جسکا واقعہ ہونا معلوم ہو یا طینوں جیسے راہوں کا خطر اور گھروں کی سوتھیری۔ ایسی تخریر شرعی منہا سے نہیں
 حضرت بھی اس قسم کے امور اپنے علی بن ابی طالب سے قریب تک میرا تخریر شرعی نہیں ہوا۔ پس ایسے امور کی مخالفت
 کو مصیبت کہنا کمال کسب و عباد سے ناشی ہے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بار شب کے وقت جناب
 امیر کے گھر تشریف فرما کے نماز تہجد کی تاکید فرمائی حضرت امیر نے صاف جواب دیا کہ واللہ لا نصلی الا ما کتب
 اللہ لکن ابہر شکے حضرت نے مراجعت کی۔ اور کہتے ہوئے پھر اپنے راتوں پر مارتے اور فرماتے تھے و
 کان الانسان اکثر شئی عبد لا یسب اب اس مخالفت کو اس مخالفت کے ساتھ وزن کیا جائے اور اس
 اصرار کو اس اصرار کے ساتھ موازنہ کر کے دیکھئے حالانکہ حضرت عائشہ اس امر میں مذکور نہیں۔ کیونکہ مکہ معظمہ سے
 نکلنے کے وقت بی بی کو یہ بات بھی معلوم نہیں تھی کہ خیر جواب اس ماہ میں واقع ہوئی اور اس راہ سے گزرنے کا لازم

آویگا۔ اور جب اس چشمے پر گزر ہوا اور سننے میں آیا کہ یہ وہی چشمہ ہی مراجعت کا ارادہ معجم کیا لاکن پھر نہ میر ہوا کیونکہ لشکر والوں سے کوئی پھر جانے میں بی بی کا رفیق نہ ہوا۔ اور حدیث میں بھی وہ واقعہ ظاہر ہوئے بعد کیا گیا چاہے کچھ ارشاد فرماے میں پس بی بی نے ناچار اصلاح ذات البین کے قصد سے جو بلاشبہ مامور ہی آگے روانہ ہوئے پس اس دور میں حضرت عائشہ کی حالت اس شخص کی حالت کی سی ہی کہ دور سے ایک بچے کو دیکھا کہ ایک چاہ میں گرنا چاہتا ہی ہے اختیار اسکے پچانیکے لئے دوا۔ اور دور نیکے وقت یخبر ایک نماز پڑھنے والیکے روبرو سے اسکا گذر ہوا۔ جب مصلی کے مقابل ہوا تب اسکو اطلاع ملے کہ وہی نماز پڑھنے والے کے روبرو ہوں۔ پس لوٹ جانا ہی تو وہ بچہ کنوے میں گرنا ہی اور یہ مرد جو واقع ہو گیا اسکا تدارک بھی ہو سکتا نہین سو دیا شخص ناچار اس بچے کی خلاصی کا قصد کر گیا اور اس مرد کو اپنے حق میں معفو سمجھ گیا چوتھا طعن یہ کہ جب بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کا لشکر بصرے میں پہنچا۔ بیت المال کو غارت کیا۔ اور حضرت امیر کے عامل کو جو عثمان بن حنیف انصاری صحابی رسول تھے امانت سے اخراج کیا جواب اس طعن کا یہ ہی کہ یہ امور جناب صدیقہ کے رضا مندی سے واقع ہوئے چنانچہ وہ مقدمہ واقع ہوئے کے بعد عثمان بن حنیف کو راضی کر نیکے باب میں درج نہایت تک سزا فرمائی اور عذر چاہا۔ اور جناب امیر کے لشکریوں سے جو مالک اشتر وغیرہ تھے کوفے میں ابو موسیٰ اشعری کے ساتھ ایسا ہی واقعہ وقوع میں آیا کہ اٹھا گھر چلا دیا اور مال و متاع غارت کیا۔ اگر محل طعن ہی تو ہر دو جگہ ہی اور نہین ہی تو ہر دو جگہ بھی نہین۔ مع ہذا فرق بھی ہی کیونکہ بیت المال سب مسلمانوں کا حق ہی۔ طلحہ دزیر نے تو اول عثمان بن حنیف سے پیغام کیا تھا کہ ہمارے ساتھ مسلمانوں کی ایک جماعت کثیر خلیفہ مقتول کے طلب قصاص کے لئے فراہم آئی ہی۔ پہنے جو توشہ ہمراہ لایا تھا آخر ہو گیا۔ اگر خزانہ بیت المال تم روانہ کرین ہم ان مسلمانوں میں تقسیم کر نیکے جب عثمان بن حنیف نے یہ بات قبول نہ کی اور جنگ و قتال پر مستعد ہوا۔ بلکہ انکے لشکریوں کو بصرے کے شہر میں آنے سے منع کر دیا اور دانہ چارہ اور ذوقہ لشکریوں پر بند کیا۔ قریب تھا کہ آدمیوں کو قوت اور جانور دن کو چارہ ہونے سے لشکر ہلاک ہو جاوے۔ تب ناچار اس واقعہ سخت کو دفع کیا جب لشکر کے اوباش اور عرب کے اجلاف کا مینہ کیسے محکوم نہین رہتی ہیں بے حجاب شہر میں داخل ہوئے اور بیت المال کو جو اپنا حق جانتے تھے غارت کیا اس صورت میں ملامت اور عتاب کا کیا محل ہی بعد اللتیا واللتی اہل سنت جناب صدیقہ اور طلحہ دزیر کو اہلیا کے مانند معصوم نہین جانتے ہیں۔ انکے لشکریوں کو معصوم جانا تو کہاں۔ تا ایسے امور صادر ہوئے تو انکے اعتقاد میں خلل آوے جبکہ طلحہ دزیر کا قتل اور بی بی عائشہ کی امانت جو حضرت امیر کے لشکریوں سے واقع ہوئی اور ظاہر ہی کہ اٹھا مرتبہ اہل سنت کے پاس عثمان بن حنیف کے بہ نسبت آسمان دزین کا حکم رکھتا ہی اہل سنت کے اعتقاد میں خلل انداز نہ ہوا۔ بی بی کے لشکریوں سے جو امور صدور پائے کس لئے اہل سنت کے اعتقاد میں خلل انداز

ہر ایک عن جحش بن زیاد الصبی قال سمعت الامخت بن قیس یقول لما ظفر طے علی
 اهل البعل ارسلا الی عایشہ ارجعی الی المدینۃ قال فابت قال فاعاد الیہا الرجل واللہ
 لترجعن اولاً بعث الیک نسوة من بکر بن وابل معهن متاع حداد باخذنک بما
 فلما رأت ذلک سخرجت رواہ ابو بکر بن ابی شیبہ فی المصنف یا نوح ان طعن یہ کہ
 صدیقہ رضی اللہ عنہا آخر مال میں کہتی تھیں کہ کائنات علیاً وادکذت انی کنت نسیاً منسیاً
 جواب اس طعن کا یہ ہے کہ یہ روایت اس لفظ کے ساتھ محض کو نہیں پہنچی مان اس قدر صحیح ہے کہ بی بی نے
 جب جنگ جمل کو یاد کرتیں اس قدر روایت تھیں کہ اکی سو بار اک شک سے بھیج جاتی۔ اسلئے کہ خروج میں
 جلدی کی اور تامل نہ کی۔ ادماغے اس بات کی تحقیق ضرورت تھی کہ چشمہ جواب اس راہ میں واقع ہے یا نہ یہاں تک
 کہ ایسا واقعہ عظیم ہو دیا۔ اور اہل سنت کی کتابوں میں یہ لفظ حضرت امیر سے مروی اور صحیح ہے کہ جب ام المؤمنین کے
 لشکر شکست ہوئی اور فریق کے لوگ مارے گئے۔ حضرت امیر نے مقتولوں پر نظر کر کے کمال حسرت سے اپنے رانوں
 مارنے اور فرمانے لگے یا لیتینی میت قبل هذا وکنت نسیاً منسیاً پس اگر جناب صدیقہ سے بھی ایسی
 عبارت ثبوت کو پہنچے اسی قبیل کی ندامت ہوگی کہ اس قسم کی خانہ جنگی میں درد و جانب و دوستی ہی یہ نظر نہیں
 لگاتا کمال انصاف اور رجوع حق اور ایک دوسرے کے مرتبوں کی معرفت ہی۔ اور یہ کیا بلا ہوگی کہ اس کو دھاک
 میں شمار کرنے میں مطاعن اصحاب کرام کے مجموعہ۔ پہلا طعن یہ کہ صحابہ دوبار
 مرکب کیرہ ہوئے۔ اول جنگ احد میں فرار کئے۔ دوسرا جنگ خندق میں۔ یہ ہر دو جنگ کفار کے ساتھ تھے
 کافروں کے جنگ سے خصوصاً پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رفیق ہونے کے فرار کا کیرہ ہی جواب احد کے
 دن کافراہنی کے آگے قحاصع ہر دفعہ بھی ہوا ہر دو جب نفس فرائز کے لقد عفا اللہ عنہم ان اللہ عفون خلیفہ
 اور منافقوں کا فرار قتال کے آگے تھا اور مومنوں کا فرار قتال اور شکست اور حضرت کی شہادت کی خبر شائع ہونے
 بعد ہر دو جنگ کے برادر اور امیر ارے جاوے اور جمعیت میں تباہی آوے پھر فراموشی و منسج نہیں رہتا ہی
 اور جن میں کے روز کا فرار حقیقت میں فراموش تھا۔ بلکہ بے تدبیری اور خالد بن الولید کی سبقت اور کفار کے گریز
 سے فعلت کا سبب تھا کہ جنگ میں چپ رہا است پوشیدہ تھے اور گزرنے کی جگہ بھی تنگ تھی۔ اور اسے
 میں غامد و شب و فرار واقع تھا۔ پس غازیوں میں بھی ایسی روشی اور شب و فرار ہی مروی۔ اس اثنا میں بعض
 لوگوں نے جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں تھے بلکہ طعنا کر اور سلمۃ الفحیح لینے کے فتح کے دن یا اسلام لا
 ہوئے لوگ تھے انہوں نے بھی امیر ار نکلیا۔ بلکہ لوٹ آئے پھر جنگ پر آمادہ ہوئے دلیل سے اس آیت کریمہ
 ثم انزل اللہ سیکنتہ علی رسولہ وعلی المؤمنین وانزل جنودا لم تر وہا اور حضرت نے بھی

اس سبب کسی پر غلبہ نہ کیا کیونکہ ان کا انداز معلوم تھا پس دوسرے کو بھی غلبہ اور طعن کی جاسے نہ ہی۔ اور شیعہ کے پاس توجہ ہلاکت متیقن پر جنگ کفار سے فرار جائز ہی نص علیہ اوالقاسم بن سعد نے الشرائع سوا اس جگہ بھی یہی صورت تھی کیونکہ گذرگاہ نہایت تنگ تھی اور کفاروں نے ہر دو طرف سے جویر چلانے تھے اہل اسلام زخمی ہو رہے تھے ان کا ایک تیر بھی خطا نہیں کرتا تھا تب ناچار پیچھے ہٹ کر کفار میدان میں آدین ناگشاہ راہ سے کفار پر حملہ کریں۔ جب بعض پیغمبروں کے حق میں کبار کا ارتکاب شیعہ نے اپنی صحیح روایتوں سے ثابت کیا ہو جیسے حضرت آدم و حضرت یونس وغیرہا حالانکہ انبیا کی عصمت قطعی اور مجمع علیہ ہی اگر صحابہ سے کہ بالا جماع معصوم نہیں تھے ایک گناہ صادر ہووے اور پھر زلال توبہ واستغفار اور رحمت پر دروگاہ سے وہ دہویا جاوے کہا عجب اور کونسا محل طعن ہوگا۔ اور معہذا انکی طاعتوں اور جہاد کی مشقوں کو توڑنے والا نہیں ہوتا ہی اور انکے حق میں جو بشارتیں کہ قرآن کریم اور احادیث متواترہ کی نصوص قطعہ سے آئیں ہیں انے چشم پوشی کرنی اور ایسے مادیوں کے تجسس میں پرانی ایمان کی شان نہیں ہی۔ اور ایسے شہادت سے اہل سنت کو آرام دینا اس وقت ہو سکیگا کہ انکے اعتقاد میں خلل انداز ہو۔ جب اہل سنت انبیا کے سوا کسی کی حق میں عصمت کا اعتقاد نہیں رکھتے ہیں پس انے صدور گناہ ہو تو کیا پردا۔ مان اس قدر ہی کہ اہل سنت صحابہ کے جمیع امور کو حقوق صحبت اور حضرت کی خدمت اور انکی جانبازی اور اپنے خاندان کا ترک کرنا اور اپنا جان و مال راہ خدا میں فدا کرنا اور دین و شریعت کی ترویج دینی اور جو آیتیں کہ انکے شان میں نازل اور جو حدیثیں کہ انکی فضیلت میں ناطق ہیں اور انکے مرتبے کی بلندی پیش نظر رکھتے ہیں۔ اور شیعہ سوا چند عیوب اور گناہ کے نہیں دیکھتے ہیں نوز بائد منہا دوسرا طعن یہ کہ ابن عباس سے اہل سنت کے صحاح میں مزی ہی کہ سیجاء برجال من امتی فیوخذ بهم ذات الشمال فاقول اصحابی اصحابی فیقال انک لا تدزی ما اخذتوا بعدک فاقول کما قال العبد الصالح وکنت علیکم شہیداً ما د فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم وانت علی کل شیء شہید فیقال انہم لن یزالوا مرتدین علی اعتقادہم منذ فارقتہم جواب اس طعن کا یہ ہے کہ یہ حدیث صریح ناطق ہی کہ مراد ان لوگوں سے دے مرتدین ہیں جبکہ موت کفر پر ہو ہی اہل سنت سے کوئی شخص دیسے لوگوں کو صحابی نہیں کہتا ہی اور انکی خوبی اور بزرگی کا معتقد نہیں ہوتا ہی اکثر بنی حنیفہ اور بنی تمیم جو جماعت جماعت انکے حضرت کی زیارت سے مشرف ہوئے تھے اس بلا میں مبتلا ہوئے اور اپنی عاقبت تباہ کر لی نوز بائد منہا اہل سنت کا کلام ان صحابہ میں ہی جو دولت ایمان اور نیک عمل کے ساتھ اس جہان سے گذرے لاکن اختلاف آرا کے سبب آپس میں منافقات اور مشابہات بھی رو دئے اور ہر دو طرف کے لوگ ایک دوسرے کی تکفیر کی بلکہ ایک

دوسرے کے ایمان پر گواہی دی۔ پس شیعہ ایسے اشخاص کے باب میں کوئی روایت رکھتے ہیں تو ان کو مرتبین کی بُرائی تو فریقین کے نزدیک ثابت تھی۔ ان مرتبہ دن کے فاضل تو حضرت کے صحابہ ہی تھے کہ ان کو بلاشبہ دین کے جہت سے بلند کئے اور اکام سرور اور قیامہ کے ساتھ راہ خدا میں جہاد کے انکو خوار و ذلیل کر دیا۔ اور ہزاروں لاکھوں شخص کو دایرہ اسلام میں لاکھ تعلیم قرآن کی اور انکو نوازادہ شریعت کے احکام سکھائے اور قطعا یہ بات تو ظاہر ہے کہ ایک شخص کو مسلمان بنانا یا ناز سکھانی یا تعلیم قرآن کرنی کس قدر ثواب ہے اور اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے جہاد قتال کرنا دین میں کیا درجہ رکھتا ہے یا ان باتخصیص ان بزرگواروں کے حق میں اللہ تعالیٰ نے بشارتیں دیں اور قرآن مجید میں نیک وعدے کئے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا اور اے مجھ فرماتے ہیں رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ خَيْرٌ مِنْهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ابداً اور فرماتے ہیں وَيُشْرِكُوا بِمُشْرِكِي آبَائِهِمْ وَأَعَدَّ لَهُمْ مِنْ اللَّهِ فَضْلًا كَبِيرًا اور فرماتے ہیں هَاجِرُوا وَآخِرُ جَوَامِدٍ دِيَارِهِمْ وَأَوْذُوا فِي سَبِيلِي وَقَاتِلُوا وَقَاتِلُوا الْكَافِرِينَ عَنْهُمْ سَيَاتِمٌ وَلَا تَخْلِفْنَهُمْ جَنَاتٍ خَيْرٌ مِنْ مِجْهَنَّا الْأَنْهَارِ اس جگہ یہ دقتہا ناچا ہے کہ انبیاء کے جناب میں بے ادب ہونے کے دشنام و طعن سے پیش نہ آئے کفر اور حرام ہی کہ سب و طعن کا وہ بیٹے کفر و معاصی ان بزرگواروں میں پایا جاتا نہیں بلکہ تعلیم و توفیق اور ثناء نیک کے موجبات نہایت و نور کے ساتھ انہیں موجود رہیں۔ جب مومنین کی ایک جماعت ایسی ہو کہ تعلیم و تکلم کے اسباب ان میں موجود رہیں اور ان کے گناہوں کی مغفرت اور کفارہ نفس قرآنی سے ثابت رہے یقیناً یہ جماعت بھی سب و طعن اور توہین و تحقیر حرام ہونے میں انبیاء کے حکم میں ہوگی نہایت کا ذریعہ کہ انبیاء میں تحقیر کے اسباب توجہ دہین اور اس جماعت میں وہ اسباب موجود ہوں کہ معدوم ہوئے اور یہ معدوم جو بعد الوجود ہی ہیں باب میں معدوم اصل کے مانند ہی اسیر اسطے تاب کو اس کے گناہ سے یاد کرنا حرام ہی اور صحابہ کے سوا اسے عوام امت یہ مرتبہ نہیں رکھتے ہیں کہ ان کے گناہ ہو یا نیک کفارہ اور مغفرت ہو یا قطعاً وحی سے معلوم ہوا ہو اور انکی طاعت کی قبولیت اور ان کے اعمال و معاصی الہی سے متعلق ہونا یا تخصیص درجہ یقین کو مینا ہو پس صحابہ کا فرقہ انبیاء اور امتیوں کے درمیان برزخ ہی سوا اسیر اسطے مذہب منصور ہی ہے کہ صحابہ کے سوا کسی کو یہ برزخ مطیع اور متقی ہونے کے درجے کو نہیں پہنچتا ہی اس لئے کہ محفوظ رکھا جائے کہ نہایت نفیس ہی قرآن مجید میں اور بھی ارشاد ہوا یُبَشِّرُكُمْ رَبِّكُمْ بِحَقِّهِ مِنْهُ وَرِضْوَانٍ لَكُمْ فِيهَا نَعِيمٌ مُقِيمٌ خَالِدِينَ

فیہا ابدا اور بھی ارشاد ہوا لیکن اللہ حبیب الیکم الایمان وزینہ فی قلوبکم وکوة الیکم الکفر
 والفسوق والعصیان اس آیت سے معلوم ہوا کہ اگر صحابہ سے کسی نے فسق وعصیان کا مرتکب ہو ہی تو
 خطا اور غلط فہمی سے ہو ہی فسق وعصیان کی کراہت یاد رکھتے ہوئے اور جانتے ہوئے فسق وعصیان کرنا
 محال ہی کیونکہ شوق اور استحسان عاقلوں کی اجماع سے افعال اختیار کے اندامین ضروری کما تقریر فی
 موضعه فی الحکمة اور بھی ارشاد ہوا اولئک ہم المؤمنون محققاً کم درجات عند ربکم
 ومغفرة ودرزق کریم پس معلوم ہوا کہ صحابہ کے اعمال ظاہری جیسے نماز روزہ اور حج و جہاد وغیرہ ہرگز
 نفاق اور کمزوری سے ناشئ نہیں تھے بلکہ انکا ایمان تحقیق و یقین کے ساتھ ثابت ہوا تھا اور بھی ارشاد ہوا کہ
 لکن الرسول والذین امنوا معہ جاهدوا باموالکم وانفسکم اولئک ہم الخیرات
 واولئک هم المفلحون اور بھی ارشاد ہوا لا یستوی سنکم من اتفق من قبل الفجر وقاتل
 اولئک اعظم درجة من الذین اتفقوا من بعد وقاتلوا وکلاً وعد الله الحسنی -
 وقوله للفقراء المهاجرین الذین اخرجوا من ديارهم واموالهم یتبعون فضلاً من الله
 ورضواناً ینصرون الله ورسوله اولئک هم الصادقون الی آخر الایة الثانیہ اور وہ
 انہیں بھی اس جماعت کے احتمال نفاق کو کمال صراحت کے ساتھ باطل کرتے ہیں وقوله تعالیٰ یوم لا یخزن
 الله النبى والذین امنوا معہ نورهم یسعی بین ایدیہم و بائنا کم یہ آیت دلالت کرتی ہی
 کہ صحابہ کو آخرت میں کچھ عذاب نہ ہوگا اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وفات کے بعد انکا نور ضبط اور زایل نہ ہوگا
 والا جو نور کہ ضبط ہوا اور زوال پایا ہو قیامت کے روز کس طرح انکے کام آدینگا وقوله تعالیٰ ولا تظن
 الذین یدعون ربکم بالغداة والعشی یریدون وخجہ یہ آیت بھی نفاق کے احتمال کو
 باطل کرتی ہی وقوله تعالیٰ واذ جاء لك الذین یؤمنون بایاتنا فقل سلام علیکم
 کتب ربکم علی نفسہ الرحمة انه من عمل منکم سوء ایجھالہ ثم تاب من بعدہ واصلہ
 فانه غفور رحیم یہ آیت بھی صاف قطعی دلالت اس بات پر کرتی ہی کہ صحابہ کے اعمال بغفورین اسیر
 کی مواخذہ نہ ہو دیگا وقوله تعالیٰ ان الله اشتترے من المؤمنین انفسهم واموالهم بان لهم
 الجنة یقاتلون فی سبیل الله فیقتلون ویقتلون وعدا علیہ حقاً فی التوراة والانجیل
 والفرقان ومن اوفی بعہدہ من الله پس معلوم ہوا کہ انکے حق میں بداحال ہی کہ انکو مغفرت اور برکت
 کی بشارت دینے کے بعد پھر دوزخ کے عذاب میں ڈالیں کیونکہ وعدے میں بداجر نہیں والا وعدے کا خلاف
 لازم آدینگا وقوله تعالیٰ لقد رضی الله عن المؤمنین اذ یبايعونك تحت الشجرة فعلم

ساقی، قلوب ہم اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا ان کے فطرتی عمل کے ساتھ نہیں مگر ان کے دلوں
 جو ابان اور صدق و اخلاص مستقر اور ثابت تھا اور ان کے رگ و پوست میں عراست کیا تھا اللہ تعالیٰ کی
 رضا و خوشنودی ان سب پر شامل تھی۔ اور وہ جو شیروہ کے بعض ٹہنا کہتے ہیں کہ رضا ایک کام کے ساتھ
 سر تو اس کام والے کے ساتھ بھی راضی رہنا لازم نہیں آتا ہی یہ قول بھی اس جگہ پیش رفت نہیں ہوتا ہی
 کیونکہ حق تعالیٰ نے رَضِيَ اللَّهُ عَنْ الْمُؤْمِنِينَ فرمایا ہے عَنْ الْمُؤْمِنِينَ اور پھر فَعَلِمَ مَا يَنْفَعُ
 قُلُوبَهُمْ اس کے ساتھ ضم فرمایا۔ ظاہر ہے کہ مزایم اور نیت و اخلاص کا محل دل ہی پس رضا صاحب فعل کے
 ساتھ متعلق ہی نہ فعل کے ساتھ اور فعل کا جو منہج اور مشاہی رضا ان کے ساتھ علاوہ رکھتی ہی نہ فعل کے صورت
 کے ساتھ۔ بالجمہ حافظ قرآن کو مکن نہیں کہ صحابہ کی بزرگی میں تردد رکھتا ہو اگرچہ حدیث و روایت پر نظر
 کیا ہو۔ کیونکہ اکثر قرآن اسی جماعت کی تعریف و توصیف سے ملوٹی اور قرآن دیکھ کے پہننے والے ایک
 آیت سے ایک لفظ کو دیکھتے ہیں اور اس کی سیاق و سباق کو یاد رکھ کے غور نہیں کرتے ہیں۔ کہ اس جگہ
 کہا تو واقعہ ہوتا ہے۔ اور اس لفظ کا ضمیر کو کسی چیز فہم قرآن میں ٹھہرا ہے گئی ہی کہ مبطلین کی
 تاویل اور جاہلین کی تحریف کو کچھ دخل نہ تھا۔ واللہ کہ اگر مراد بزرگوار سوائے حافظ قرآن کے مجھے کچھ فہم
 کیا ہوتا اس بزرگوار عالم ہمدار کے عہدہ منکر سے میں باہر نہ آسکتا روح پدرم شاد کہ میگفت باستاندا
 فرزند مرا عشق یا موزد و گریہ و پیرب حافظ قرآن کی نعمت ہی کہ دین کے ہر شکل میں اس کے ساتھ رجوع لاکے
 اس کو مل کرتے ہیں وَالْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مَبَارَكًا فِيهِ وَمَبَارَكًا عَلَيْهِ كَمَا يَحْتَثُّ رَبَّنَا
 وَبِزُحْنِي وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ الْاِمَامَانِ الْاَكْبَرَيْنِ عَلٰی مَنْ بَلَغَ الْاِلَهَ الْعَرَانِ وَأَوْصَحَهُ بِالْبَيَانِ
 ثُمَّ عَلَى اللَّهِ وَصِيَّةٌ وَاتِّبَاعُهُ وَوَرَاتِهِ مِنَ الْعُلَمَاءِ الرَّاسِخِينَ خُصُوصًا مَا شَاجِنَا وَاسْتَأْنَدَ
 فِي الطَّرِيقَةِ وَالشَّرِيعَةِ رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ وَوَسْطَرَطْنِ ابْرَكُو عَزَّ وَجَلَّ
 امیر اور جناب زہرا پر نظر کیا تو دوسرے صحابہ انکی امانت مکی پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دختر و داماد کو ظالموں
 پر دیا جواب اس طعن کا یہ ہی کہ یہ بات محض افتراء و مرجع بہتان ہی شیعہ تو ایسے ہی ہمین باز
 کے اپنے مذہب کو قوت دیا کرتے ہیں مساوات نہنا۔ اب جانا چاہئے کہ صحابہ سے کوئی شخص حضرت امیر اور
 جناب زہرا کے ایذا کا دربی ہوا بلکہ ہمیشہ انکی تعظیم و توقیر اور محبت و نفرت بکالاتے رہے جب حضرت علی نے
 اسے نفرت طلب کی تو نفرت دیاری اور جان نثاری سے پیش آئے عبدالرحمن بن ابزی کہتا ہی کہ شہنا
 صَفَيْنَ مَعَ عَلِيٍّ فِي ثَمَانٍ مِائَةٍ حَتَّى بَايَعَ حَتَّى الشَّجَرَةَ بَيْعَةَ الرِّضْوَانِ وَقُتِلَ مِنْهُمْ ثَلَاثَةٌ
 وَرِسْتُونَ رَجُلًا مِنْهُمْ عَمْرُ بْنُ بَابِئٍ وَخُرَيْفَةُ بْنُ ثَابِتٍ ذُو الشَّهَادَتَيْنِ وَجَمْعٌ كَثِيرٌ مِنْ

المہاجرین و الانصار و قد ذکرہم فی الاستیعاب وغیرہ دیکھئے کہ نبی البلاء نے امیر کے خطبے اور اس جناب کے نامے جو معاویہ کے نام سے لکھے تھے موجود ہیں۔ ہاجرین و انصار جو آپ کی رفاقت میں حاضر تھے اس بات کو جناب امیر نے اپنی خلافت کی حقیقت پر دلیل لائے ہیں۔ اگر معاذ اللہ ابو بکر صدیق و عمر فاروق سے کچھ ان پر ظلم ہوتا کیا امکان ہی کہ وہ ہاجرین و انصار جو جنگ صفین میں رفاقت کی داد دی خاموش رہتے۔ حالانکہ اس وقت حضرت کا زمانہ قریب اور حضرت زہر البضۃ الرسول کی ذات پاک موجود تھی۔ ابو بکر صدیق اور عمر فاروق کو وہ مشکوک و قوت حاصل تھا۔ وہی دو فرقوں کے سبب سے تھا بخلاف معاویہ کے کہ لاکھ شخص کے قریب شامیوں اور اس سرزمین کے پہلو افزوں سے اپنے ہمراہ رکھتا تھا اور وہ جہانین و انصار جو حضرت امیر کے ہمراہ تھے انکی کچھ پروا نہ کرتا تھا۔ سو وہ گروہ صحابہ باوصف اپنی قلت کے اس وقت جناب امیر کی رفاقت دینی۔ اور خلیفہ اول کے وقت جو ہاجرین و انصار بھی دفور اور کثرت کے ساتھ حاضر تھے اور نہ ان سے کوئی مواخا نہ شہید ہوا تھا رفاقت نہ کرنی غیر ممکن ہی۔ خصوصاً ظلم و غضب کے مقدمے میں کہ وہ خاندان رسول سے دفع مظالم کا مقام تھا برخلاف مقدمہ معاویہ کے کہ انہوں نے حضرت امیر کے جنگ پر بہینہ اُسے تھے بلکہ انکی بغاوت کے سبب سے جناب امیر نے ان پر فوج کشی کی تھی۔ غرض باوجود قلت کے معاویہ کے جنگ میں حضرت علی کی رفاقت و نصرت پر کمر باندھنی اور اپنی کثرت کے وقت رفاقت نہ دینی یہ بات ہرگز کسی عاقل کے عقل میں نہیں آتی ہی مگر جبکہ عقل کو شیطان یا اخوان الشیاطین برباد دیکے اسکو دشت ضلالت میں بہکا یا ہوا اللہ کی پناہ یہ حال چھوڑ صحابہ کا تھا جو نہ کورہوا۔ اب صدیق اکبر و عمر فاروق کا بھی حال سنا چاہے۔ ابو بکر صدیق تو پیشہ جناب امیر کی فضیلتیں بیان کرتے اور لوگوں کو انکی محبت اور تعظیم و توقیر پر تاکید فرماتے تھے۔ چنانچہ وار قطنی نے شعبی سے روایت کرتا ہی کہ بَنَّا أَبُو بَكْرٍ جَالِسًا إِذَا طَلَعَ عَلَيَّ فَلَمَّا رَأَاهُ قَالُ مَنْ سَرَهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى
أَعْظَمِ النَّاسِ مِثْرَلَةً وَأَقْرَبَهُمْ قَرَابَةً وَأَفْضَلَهُمْ وَكَأَكْثَرَهُمْ غِنَاءً مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَاللَّهُ وَسَلَّمَ فَلْيَنْظُرْ إِلَى هَذَا الطَّالِعِ اور اسطرح عمر بن الخطاب بھی حضرت امیر کی تعظیم و توقیر بجالانے اور ان سے مشورہ پوچھنے اور صلاح چہنہ میں بہت مباخرہ کرتے تھے چنانچہ وہی وار قطنی سعید بن المسیب سے روایت کرتا ہی عن عمر بن الخطاب أَنَّه قَالَ أَيُّهَا النَّاسُ أَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ لَا يَتِمُّ شَرَفٌ إِلَّا
بِوَلَايَةِ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ اور مؤودہ کے معنی میں اور ایک چہنہ یا دو چہنہ کا حمل جو ساقط کرتے ہیں وہ مؤودہ میں داخل ہی یا نہیں جب اس بات میں صحابہ کے درمیان اختلاف رو دیا تب بعضے متورعان صحابہ نے کہا کہ یہ بھی مؤودہ ہی حضرت امیر نے فرمایا کہ وَاللَّهِ لَا تَكُونُ الْمُؤُودَةُ حَتَّى تَأْتِيَ عَلَيْهَا النَّارُ
السَّبْعُ قَالَ لَهُ عُمَرُ صَدَقْتَ أَطَالَ لِلَّهِ بَقَاءُكَ ابو القاسم حریری نے درۃ النواصی فی غلط الخواص

میں کہا ہی کان عین اول من نطق بمذی الذ عاکرہ و عبد اللہ بن عمر جو اپنے پدر بزرگوار کے خلف
 رشید اور محالی بلا استیصال بلکہ عمدہ صحابی سے ہیں ہمیشہ نامت کرتے تھے کہ میں نے کئے حضرت امیر کے ہمراہ
 رکاب ہو کے باغیوں کے جنگ میں شریک نہ ہوا اور آپ کی وفات کی۔ اور طبرانی نے اسطالمعاجم میں روایت
 کی ہے کہ جب عبد اللہ بن عمر نے حضرت امام حسین کو شہ کی طرف روانہ ہوئی خبری نہایت مضطرب ہو کے کلمہ معلوم سے
 دوڑے اور میں منزل پر جا کے امام ہمام سے ملے اور کہا میں تریذ فقال الحسین الی العراق فاداً
 معہ کتب و طوا میر فقال ہذہ کتبہم و یغتمہم فقال لا تنظر الی کتبہم ولا تاقمہم فقال
 ابن عمر انی محمد ناک حدیث ان جبرئیل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فخرہ بین
 الدینا والآخرۃ فاختار الآخرۃ و انک بضعة من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 لا یلینہا احد منکم فابی ان ینزع و اعتنقہ ابن عمر فکی واجتہش فی البکاء وقال
 استودعک اللہ من قتل و روی البراز مخوہ یا سناہ حسن جید مطاعن
 خواج و نواصب کے جو حضرت علی پر کرتے ہیں جاننا چاہئے کہ حضرت علی کے مخالف
 جو عبد الحمید مغربی نامی کی کتاب میں آئے ہیں وہ دو قسم ہیں پہلی قسم وہ ہے کہ نواصب ہی اسکی
 روایت میں مشغول ہیں۔ اہل سنت اور شیعہ جو اس جناب کے محب ہیں ان روایتوں کا انکار کرتے ہیں سو کہا
 قسم کے مطاعن کا اعتبار نہیں ہی کیونکہ یہ انکار اور بہتان ہی ان مطاعن سے فریقین پر الزام نہیں عاید ہوتا
 جیسے حضرت عثمان کے قتل میں شرکت اور جناب عائشہ صدیقہ کے قتل میں شرکت اور واللہ ہی تو نے
 کبرۃ منہم لہ عذاب عظیم کا نزول و دوسری قسم وہ ہے کہ شیعہ اور اہل سنت کے کناہوں میں
 لڑتی صحیح سے نامت ہی اس قسم کے مطاعن البتہ جواب طلب ہیں چنانچہ شیعہ اور اہل سنت ہر دو اسکا جواب دے
 ہیں۔ شریف مرقفی نے جو علامہ سیو سے ہی کتاب ترمذیہ الا بیاد والائمنہ میں روایتیں حرم نے جو مالک اہل سنت
 سے ہی کتاب الفہم میں خواج کے بہت سے مطاعن کو دفع کیا ہے۔ انہیں مطاعن سے ہی کہ علی مرقفی نے
 عثمان ذوالنورین کے قتل کے بعد انکے ہتھیار اور مال میں تصرف کیا حالانکہ مسلمانوں کا مال کسی وجہ سے
 حلال نہیں ہوتا ہی اور ہر چند عثمان ذوالنورین کے دار ثون نے طلب کیا ہے علی مرقفی نے مذہباً۔ اور انکار
 یہ طعن ہی کہ جناب امیر نے اقیات الاولاد کے حق میں مذہب مختلف اختیار کئے اور ایک چیز پر قرار نہ لیا اول
 انکی محبت بچ کا قایل تھا میر عمر فاروق کے زمانے میں جب اسکے بطلان پر اجماع ہوا جناب امیر اس اجماع میں
 داخل ہوئے پھر اپنی خلافت میں اسکی محبت سچ پر فتویٰ دیا اسکی واسطے مافیہ شرح نے بالمتذہب امیر سے
 بحث کیا اور کہا و انک فی الجماعۃ ایجت الیاسین و انک و حدک خلاک کہ ہی فرمایا تھا الا ان

عن الصبی حتی يبلغ الاثر ^{از انجمن بیہ کہ} روى محمد بن بابويه القمي في الفقيه ان الله جاء رجلا الى
امير المؤمنين واقر بالسيرة اقر ارا يقطع به اليد فلم يقطع يده بس اقامت حدود بين
کرتی کبرہی از انجمن بیہ کہ جب نجاشی خارجی نے ماہ رمضان میں شراب پیا اور اسکو بکڑے آئے تو اسکے حد
میں میں تازیانے زیادہ کئے کارواہ محمد بن بابويه حدابی میں تو زیادہ کرنا جائز نہیں از انجمن
بیہ کہ شریف مرتضی نے کتاب نزهة الانبياء والائمة میں لایا ہے کہ انہ علیہ السلام اتی بآل من
محمود البغايا فقال از فقهه حتى يجي عطائي وباهله حالانکہ بغایا کی یہو سخت اور من
حرامی از انجمن بیہ کہ سود کے درجہ میں درجہ آخر رسول کی خلاف میں حکم کیا وہو قولہ صلی اللہ علیہ
وسلم لا تبعوا الدرهم بالدرهم از انجمن بیہ کہ ایسا کلام کیا جو دمی الوکیت پر مشعری کا ثبت عنہ
ذلك في خطبه البيان التي رواها اصبع بن بانه من رجال الشيعة انا حدثت
العهد على الارواح في الازل انا المنادي لم الست بربكم وكذا قوله انا مثنى
الارواح وقوله في خطبة الافتخار كارواه رجب بن محمد بن رجب البري
الحلي في كتاب مشارق انوار البقین في الكشف عن امير المؤمنين انا صاحب
الصورة انا خراج من في القبور وقوله انا حتى لا يموت انا جاووزت بموسى البحر
واعرفت فرعون وجوده انا ربيت الجبال الشاهجات وفجرت العيون الجاهل
انا ذلك النور الذي اقتبس موسى منه الهدى از انجمن بیہ کہ اپنے اتر باکو میں اور غرا
وغیر مالکون میں متعرف کیا اور ظلم اور سب کو کوفے اور بھرے کی امارت دینے پر راضی ہونے حالانکہ وہ
ہر دو تولیت اور امارت کے لئے آتی اور اولی تھے از انجمن بیہ کہ حضرت عثمان کے قاتلون پر قصاص قایم کرنے
میں توقف کیا حالانکہ عثمان ذو النورین کو قتل کرنے کا کچھ موجب ثابت نہیں تھا از انجمن بیہ کہ ابو موسی اس
کی امانت کی اور انکا مال غارت کیا اور اسکا گھر حلا والا اور ابو مسود انصاری کی بھی امانت کی از انجمن بیہ کہ
بی بی عائشہ کے قصہ ایک میں مسلمان سے بچے دلیس سے روایت بخاری کے وکان علی مسلما فی شاعها
حالانکہ اللہ تعالیٰ فرمایا ہے کہ لوکا اذ سمعتموه من المؤمنين والمؤمنات باقتضائهم حیل
وقالوا هذا افك من بین پس خلاف مقتضائے بیان عمل میں لایا۔ از انجمن بیہ کہ عثمان ذو النورین
کے قتل سے ایک بار بیری کی اور جب اسکے قاتلین آذر دہ خاطر ہوئے فرمایا قتلہ اللہ وانا معہ
یہ تو خلاف ہمدق و اخلاص ہی انتہی اس فاش ترین نواصب کے مطاعین علم و دیانت میں اس جانب کا
حساب اجمالی ان مطاعین مذکورہ کا اصول اہل سنت کے قاعدے پر ظاہری کیونکہ عثمان ذو النورین

کے مال و ہتھیار میں حضرت امیر کا تصرف کرنا اس قبیل سے ہی کہ بیت المال سے علاقہ رکھتا تھا اور خلافت کے لازم سے تھا کہ جسے خلیفہ ہووے اس میں تصرف کرے جیسے تخت اور چھتری اور ٹائی گھوڑے اور نوہ خانہ ہمارے زمانے میں لازم شاہی سے ہی۔ جناب امیر نے عثمان ذوالنورین کی خاص ملک میں تصرف کیا۔ اور اس قسم کا مال خلیفہ اول کے فوت کے بعد خلیفہ ثانی کے تصرف میں آتا ہی نہ خلیفہ اول کے وارثوں کی تصرف میں۔ جب عثمان ذوالنورین کے وارثوں نے یہ بات بہنیں سمجھی تھی ان چیزوں کی درخواست کی اور بھی اہل سنت حضرت امیر کو مجتہد جانتے ہیں اور اجتہاد میں ایک پہلی بات سے دوسری بات کی طرف رجوع کرنا جائز اور واقع ہی چنانچہ حضرات شیخین اور عثمان ذوالنورین سے بھی بار بار وقوع میں آیا ہی اور وہ اجماع جو حضرت عمر کے زمانے میں اجہات اولاد کو بیچنے پر منعقد ہوا تھا حضرت امیر کے پاس وہ اجماع قطع بہنیں تھا بلکہ آپ کے پاس شاید وہ اجماع ظنی ہو سکیا وسطے اسکی مخالفت کی۔ اجماع ظنی کی مخالفت تو کر سکتے ہیں جیسے اجماع سکوتی اور باقی رہنا اہل اجماع کا اپنے قول پر اسکی حجت ہونے میں اکثر اصولیوں کے پاس شرط ہی جب حضرت امیر بھی ایسی اہل اجماع سے تھے اور اجتہاد آپ کا متغیر ہوا اس صورت میں وہ اجماع حجت نہ رہا۔ اور جد کے حکم میں ابو بکر صدیق اور زید بن ثابت اختلافات رکھتے ہیں۔ اور حضرت عمر کے عہد میں اس باب میں مناظرے ہوئے اور دراز مباحثے ردوئے۔ مجتہدین کے اختلاف کی صورت میں اگر ایک مجتہد کو بھی مختلف وقتوں کے مطابق جو ماب حکم کی ترجیح نظر میں آوے کیا مضائقہ۔ اور جناب امیر نے وہ جو فرمایا من اراد ان یتختم الیہ اس سے مراد وہ ہی کہ جد کا مسئلہ مختلف فیہ ہی اور ہر طرف سے ترجیح کے لئے بہت سے وجوہات قائم ہیں اور اس باب میں کوئی نص وارد نہ ہوئی۔ پس جسے باوجود ان تمام باتوں کے قول جازم پر آوے وہ شخص بے باک اور بے احتیاط ہی یہی شان ہی احتیاط والے علمائے راسخین کی کہ مختلف فیہ اجتہادیات میں ایک طرف جزم بہنیں کرنے میں جو کہ جزم کر لیا قابل عذاب ہی۔ اور نوٹی اور زندیقوں کو جلا دینا بھی اجتہاد سے تھا۔ جب اپنے خبر صحیح سنی امیر نادم ہوئے۔ جمیع اخبار کا استیعاب تو اجتہاد میں شرط بہنیں ہی اس دلیل سے کہ ابو بکر صدیق کو جدہ کی میراث معلوم نہ تھی۔ جب بغیر بن شعبہ اور محمد بن مسلمہ نے اسکی خبر دی انہوں نے قبول کیا حالانکہ ابو بکر صدیق نواصب اور خوارج کے اجماع سے مجتہد تھے۔ اور شارب خمر جب حد مارنے سے مرگیا جناب امیر نے جو اسکی دیت ادا کی یہ بات بھی احتیاط کے لئے تھی نہ اپنے اجتہاد میں شک کے سبب اور عمل بالاحتیاط کرنا کمال درع و تقویٰ ہی جو حضرت امیر کی اور انکے امثال کی شان ہی۔ اور ولید بن عقبہ کے حد میں چالیس تازیانے پر اسلئے اکتفا فرمایا کہ اسکی حد کی گواہی میں شبہ واقع ہوا تھا کیونکہ ایک شاہد نے اسکے شراب پینے پر اور دوسرے شاہد نے اسکے نہ کرنے پر گواہی دی تھی۔ ہر چند خود حضرت عثمان نے اس شعبہ کو اجزائے حد میں معتبر نہ لکھا اور فرمایا۔

ماقتلاً حاکماً وقد شرعاً یعنی وہ فی کیا بلکہ اسکو بیا۔ لاکھ حضرت امیر نے احتیاط کے لئے اقل حد پر اکتفا فرمایا ماذائد کہ حضرت امیر عدا قلم کرنے میں عثمان ذوالنورین کے قربت کی پاسداری کی ہر حال کہ عثمان ذوالنورین کو کال تاکید کے ساتھ دہری عدا مارنے پر لے آیا چنانچہ کتب سیر و تواریخ جو نواصب اور اہل سنت کے درمیان محفلت علیہا ہیں اس پر دلالت رکھتے ہیں۔ اور قصاص کا معاف کر دینا حضرت امیر سے نہیں بلکہ مقتول کے والدین کی حضرت امیر کی مشورت سے معاف کیا۔ کیونکہ یہ قصہ معتبر کتابوں میں اسطرح مروی ہے کہ ایک شخص نے دہری شخص کے ساتھ جو عداوت رکھتا تھا اسنے ایک ایک دیرانے میں مار کر فرار ہوا جب مقتول کے والد اسکی تلاش میں نکلے۔ اور اس دیرانے کے پاس پہنچے اسکے قریب اور ایک دیرانہ تھا اس دیرانے میں ایک دوسرے شخص نے ایک خون بھری چاقو اپنے ہاتھ میں لیا ہوا پیشاب کر رہا تھا سو اس شخص کو پکڑ کے لئے آئے اور اسکے کپڑے بھی خون سے رنگین تھے۔ غرض جب وہ شخص حضرت امیر کے حضور میں پہنچا افراد کے سوا چارہ نہ دیکھا کہ کال میں مارا ہوں جو کہ حکم شرع ہوا سا قاتل ہوں کیونکہ لوٹ مرچ اور شاہد بھیج رکھا ہوں۔ اور مجھے مقتول کی قتل کی جگہ سے اس حالت کے ساتھ پکڑ لائے ہیں اس نامین اس مقتول کا قاتل اس قصے سے واقف ہو کے دودھ بھرا یا اور حضرت امیر کے حضور میں ملنے کے درمیان افراد کیا کہ یا امیر المومنین اس شخص کا قاتل میں ہوں۔ اور یہ شخص ہے گناہ معیت گرفتار ہوا قصاص میرے پر جاری کیجئے اور اس بیگناہ کو چھوڑ دیجئے۔ تب حضرت امیر نے اس پہلے شخص کو چھکا کر تیرا قصہ کیا ہی اور تو کسے قتل کا افراد کیا اسنے عرض کی یا امیر المومنین میں اصلاً یہ مجرا نہیں جانتا تھا بلکہ اپنے گھر ایک بکرانچ کیا تھا سو اسکے خون سے میرے کپڑے رنگین ہوئے تھے اور خون بھری چاقو میرے ہاتھ میں تھی اس سے بکرے کو پاک کر رہا تھا ایسے میں بلیک مجھے پیشاب کی حاجت ہوئی اپنی قصاے حاجت کے لئے اس دیرانے میں آیا دیکھا کیا ہوں کہ ایک شخص قتل ہو کے تڑپائی میں نے اندیشہ کر کے اس دیرانے سے نکلا اور دوسرا دیرانہ جو اسکے قریب تھا اس میں جا کے پیشاب کیا اور چاہتا تھا کہ اپنی گھر جاؤں اور اس بکرے کو پاک کرنے میں مشغول ہوں ایسے میں ناگاہ اس مقتول کے وارثین آ پہنچے اور مجھے پکڑ کے یہاں لائے جب میں نے دیکھا کہ قتل کی سب علامتیں میرے میں موجود ہیں سو اسے افراد کے چارہ نہ دیکھا۔ حضرت امیر نے حمد الہی بجالاے اور اس قاتل نے چار افراد کیا اس پر آفرین و تحسین کی کہ ہر چند تو نے ایک شخص کو قتل کیا لاکھ افراد کو جان بخشی کی اگر تو جلد نہ آتا اور افراد نہ کرنا یہ گناہ معیت مارا جاتا تو اس بات کے سزا داری کہ قصاص میرے سے معاف ہو دے۔ اس مقتول کے والدین نے جب حضرت امیر کا یہ کلام سنا اسکے خون سے دگدگ کر کے قصاص معاف کیا پس اس قصے میں ہرگز ظہن کی جگہ نہیں۔ اور عاقل کی کثیر کزور جم کیا اسکے جواز میں کلام نہیں کہ اسکے آندا دینے کے بعد ہو گا یا وہ کثیر رہنے پر حضرت امیر کو اطلاع ہونگی۔ اور نہ میں ثابت آپکے ساتھ حاضر ہوں

خلافت حضرت علیؑ ۳۸۷ مطاعن خوارج و لواصب کے

اور ایک مسئلے میں آپکو الزام دیا حضرت امیر کی حقارت کا موجب بہنیں کیونکہ حق بات کا تابع ہونا ایسے ہی اولیاء کی شان ہی خلیفہ ثانی عمر بن الخطاب سے بھی منقول ہے کہ انہوں نے ایک عورت کے کہنے پر قائل ہو کے فرمایا کُل الناس اَفْقَعُ مِنْ عَمْرٍو حتیٰ المَخدِرَاتِ فی الحِجَالِ اور تکلم کا لغض اس وقت لازم آتا ہے کہ مرد و عورت کو قائل سے ایک چیز قرار دے ہوئے اور الغضال کے ہوتے جب ایک حکم جو مواد یہ کے طرف سے تھا دوسرے حکم کو مکرو فریب سے پھسلا دیا اور مکرو قائل کی فرصت بھی مذی تکلم ہی متحقق کہنوی تا اسکا لغض لازم آوے۔ اور چور کے انگلیان کا قاتی جلاد کی خطا تھی نہ حضرت امیر کے فرمودے سے تا اسکا جہل لازم آوے۔ اور بعض ترکوں کی گواہی بعض پر ان باتوں میں جو ترکوں کے فیما بین جاری ہوتے ہیں جائز ہے اب بھی امام مالک کے پاس مقبول ہے اور آیہ واستشہدوا مخصوص ہے ترکوں کے امور کے سوا کیونکہ ترکوں کی کھیل بازی میں بالغ مردوں کا حضور متعذر ہے جیسے بعض کفار کی گواہی بعض پر مقبول ہے پس جاے طعن کی نہی لاکھ مذہب بعض المجتہدین اور حشمت اور کی ادبی دیت یعنی فقہائیت کی کمال دقت اور باریکی کا سبب ہے کیونکہ آئینہ کی آنکھ ایک فرد میں منحصر ہے پس حکم دو آنکھ کا رکھتی ہے پس صاحب قصاص نے کہ اسکی ایک آنکھ کو کر کے حق میں دو آنکھ کا حکم رکھتی تھی کہ کر کیا سو گویا اپنے حق سے زیادہ ایک آنکھ کو کر کیا اسلئے اس پر دیت لازم آئی لاکن بعض قرآنی کے مطابق کہ العین بالعين وار دہی اسکا قصاص لینا روا ہوا پس اس جگہ علی بن الحقیقۃ والشہرہ دو متحقق ہوئے اگرچہ عین سے کیا مذہب بہنیں لاکن اسکی نظر شرعی قواعد سے ثابت ہو سکتی ہے جیسے لینا بنت لبون کا بنت مخاض کی جا پر صدقے میں اور پھر دینا زیادہ قیمت کا۔ بالحد اجتہاد کو جاے طعن چھہرہ ناما بری نادانی ہے۔ اور نابالغ لڑکے پر حد سرقہ جاری کرنی صحت کو پہنچنے کی صورت میں یہ بات سیاست اور انکے آبا کی تاویس مرفوع بہنیں اس حدیث صحیح کی دلیل سے ۱۲ اضر لوہم علیہا وہم ابناء عیش سنین اور ابن بابویہ کی روایت حد سرقہ کے باب میں زیادہ کرنا نہیں نازیانے کا اس شخص پر جو رمضان میں شراب پیا تھا مقبول بہنیں تا جواب کی محتاج ہو اگرچہ دوسری بات کی توجیہ ہو سکتی ہے کہ یہ زیادتی سیاست کے لئے تھی نہ زیادتی حد مقرر پر اور فقہور بغا یا کی روایت اصلا اہل سنت کے کتب میں موجود بہنیں پس اس روایت کی تکذیب ہی اسکا جواب ہے بلکہ اہل سنت کے پاس اس روایت کا خلاف صحت کو پہنچا ہے روئے ابو سلمہ موسیٰ بن اسمعیل عن ابی عوانہ عن مغیرہ عن ثابت بن ہریرہ قال حمل المختار ما لامن المداہن من عند عمہ الی علی بن ابی طالب فاخرج کیسافہ خمسۃ عشر درہما فقال ہذا من اجور المومنان فقال علی ویک مالک مالی وللمومنان ثم قام المنار وعلیہ مقطعة حمراء فلما سلم قال علی مالہ قاتلہ اللہ لو شق عن قلبہ لان لوجہ ملان

اللاب والعرشے ہلکذا فی الاستیعاب فی ذکر المختار پس معلوم ہوا کہ شہید کو خود روایت پہنچی
 ہی وہ مختار کا بہتان و افتراء ہی کہ اس مال کے لینے اور اپنے دفع مغبحت کے لئے باندھے اپنے حاضر لشکر میں کہ
 اویسا بون کو نشان دیا اور رفتہ رفتہ منتشر ہو گیا۔ اور سوڈ کے دراہم میں کرش اس پر غالب رہے اسکے غفلت
 رواج کے بعد کہ انھوں نے جسے کا حکم ذیل ہوا ہی۔ اب بھی شافعیہ کے پاس قاض جانیہ ہی حرام نہیں شاید حضرت
 امیر نے جو تجویز فرمائی اسی باب سے ہو گا۔ اور دراہم سے مراد حدیث نبوی میں روپے کے خالص دراہم ہیں
 یا دراہم راجح بن جوینیت رکھتی ہوں۔ اور خطبہ الیاس و خطبہ الافخار اصلا اہل سنت کے کتابوں میں نہیں
 بلکہ اسکے موضوع ہونے پر انھوں نے حکم کیا ہی۔ اور اسکے راویان بھی امامیہ سے کا ذہن ہیں۔ بہتان و افتراء
 کو محل طعن نہیں رہا نہایت سفاہت ہی۔ بالفرض اگر صحیح ہو پس یہ کلام جذبات حسانہ اور سکر حال سے ناشی ہی
 کہ اولیاء اللہ کو رو دیا ہی اور حقیقۃ الحقان کی زبانی سے منکر کرتے ہیں اور شرع میں بھی یہ سکر حال اور غلبہ
 و اوقات غدر ٹھہرایا گیا ہی۔ اور حدیث تو بہین واقع ہی کہ ائیت عبیدی و انار بکلیہ اخطاویں
 سند الفرج اور بھی یہ منکر گویا حکایت ہی زبان حال کی مثل قولہم قالت الارض
 للو تدم لتشتقی قالت لا لتسألنی واسألنہن یکفنی ومثلہ فی الحدیث ہل
 تدنن ماذا قال ربکم انی بلسان الاشارة والا فالاطلاع علی العبارة للامۃ
 غیر ممکن حتی یستفہم عنہ ادا بارت و ترواری اپنے اقربا کو دینی جو اطاعت واجب کرین بہر
 ان گون سے جو اطاعت نکرین چنانچہ عثمان ذوالنورین نے بھی عمل میں لائی ہی۔ اور جناب ذوالنورین
 کا فیصا لینے میں توقف کرنا قائل متعین نہ ہو سکا سبب ہی اور قائل کی تفتیش خلیفہ کے دستے پر نہیں بلکہ
 مقتول کے وارثوں کے دستے پر ہی۔ اور ابو موسی اشعری کی امانت جو مالک اشتر اور اسکے غلاموں کے ہاتھ
 سے ہوئی اور جناب امیر کے بلا حکم جو انھوں نے کوتھے میں اسکا گھر چلا دیا حضرت امیر کو ان باتوں کی اطلاع
 نہیں تھی چنانچہ تاریخ طبری میں ثابت ہی۔ اور ابو مسعود انصاری کی امانت کا وجہ یہ تھا کہ اُس نے باغین
 کی طرف داری کرنا تھا۔ اور تسلیم شان عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی انکی برات نازل ہونیکے آگے تھی کہ اس
 کچھ درد نہیں لان الخ یحتمل الصدق والکذب اور قتله اللہ وانامعہ کی عبارت توبہ
 کی قبیل سے تھی کہ ضرورت کے لئے عمل میں لائی جیسے ہذا حتی حضرت سارہ کے حق میں حضرت ابراہیم
 سے مرزد ہوئی۔ اور وہ ضرورت قاتلان عثمان سے بلوا ہونے اور لشکر میں فتنہ و فساد برپا کر دینے کا اندیشہ
 تھا۔ بلکہ خوف اس بات کا بھی تھا کہ حضرت امیر کو بھی قتل کر دیں۔ بالحد شیطان نے بہر ہر دو فرغے لینے تو
 اور شیعی کی راہ ماری ہی اور دوستان خدا کے عیب جوئی میں ڈال دی۔ اس لحین کی نبی آرزو ہی اپنا

کام انکے ہاتھ سے کر دیا۔ اسی کے بعد خدا خواہ کہ پردہ کس در دہ میلش اندر طعنہ پاگان بردو و علیا ذبائند
تشریف فرما حضرت علی کا کوفہ کی طرف نقل ہی کہ جب امیر المومنین مرقی علی کرم
 اللہ: جبہ نے بی بی عائشہ صدیقہ کو مدینہ منورہ کی طرف روانہ کیا اور بصرے کے قسبط و نسق سے فارغ ہوئے۔ عبد اللہ
 ابن عباس کو اس ملک کی حکومت پر مسلط کر کے آپ کوفہ کی طرف روانہ فرما دیے اور اسکو اپنا پاسے تخت چھڑا
 اور انکے ہی معلوم ہوا کہ حضرت عثمان کی شہادت کے بعد بعض بنی امیہ حضرت عثمان کا خون آلود پیرہن۔ اور انکے
 بی بی کے کتے ہوئے انگلیاں لیکے شام کی طرف معاویہ کے پاس گئے۔ معاویہ نے یہ بات سوچھی تھی کہ امیر المومنین علی
 مرقی کے ساتھ کسی وجہ سے اسکو ملاپ ہنویگا مخالفت پر کمر باندھ ہی شہر میں منادی کر دے گا کہ تمام خاص و عام کو جمع
 دمشق میں جمع کر دیا۔ اور وہ خون آلود پیرہن اور کتے ہوئے انگلیاں سب لوگوں کو بتلا کے حضرت عثمان کے
 تخریص قتل کی نسبت حضرت علی کی طرف کر کے خلق کو قصاص طلبی کی ترغیب دی۔ آخر ہم اس درجے کو پہنچا کہ شام
 کے سپاہیوں نے سو گند کھائی کہ ہم خشک پانی نہ پینے اور فرش نرم پر نہ سوینے جب تک عثمان ذوالنورین کے خون کا
 بدلہ نہ لینے۔ پھر معاویہ نے عمر بن العاص کو فلسطین سے ہوا کے اس سے ساخت کیا عمر بن عاص کے ہی آنے سے
 معاویہ کے مزید اعتبار اور قوت کا سبب ہوا۔ ایسے میں جزیرہ عرب کے لوگ کہ وہ چند شہر میں مشہور ہیں معاویہ سے
 بیعت کر کے اسکے خراج گزار ہوئے۔ جب حضرت علی کی خدمت میں یہ خبر پہنچی مالک اشتر کے ساتھ ایک فوج
 دیکر روانہ فرمایا صھاک بن قیس جو معاویہ کی طرف سے جزیرہ عرب کا حاکم تھا مالک اشتر ایکلی خبر سنتے ہی رتہ و لوت
 مدد جا ہی انہوں نے ایک فوج سے تائید کی اسکو اپنے لشکر کے ساتھ ملحق کیا جب مالک اشتر نے بحران کے قریب
 پہنچا۔ صھاک نے وہ برا لشکر ہمراہ لیکے حصار سے باہر آیا۔ جب ہر دو فریق ملے جنگ شروع ہوا صبح سے شام
 تک تر و در چلی آخر صھاک ہزیمت کھا کے قلعے میں جا کے پناہ لی۔ پھر مالک کا لشکر اسکو محاصرہ کیا۔ یہ خبر جب معاویہ
 کو پہنچی عبدالرحمن بن خالد کے ساتھ ایک برا لشکر دیکر روانہ کیا۔ جب یہ خبر مالک اشتر کو پہنچی حصار سے نکل کے
 فتوڑی مسافت طی کی جب ہر دو فریق ملے تباہی جنگ ہوا مالک اشتر کو فتح ہوئی اور عبدالرحمن فرار کیا۔ پھر مالک
 اشتر نے غسان غزیمت رتہ کی طرف معطوف کی وہاں کے لوگوں نے جو قلعے میں پناہ لی تھی ان پر محاصرہ کیا۔
 معاویہ کو جب یہ خبر ہوئی ابن بن حریم الاسدی کے ساتھ بہت سے سپاہ دیکے صھاک کی مدد پر روانہ کیا۔
 تب صھاک اور امین ہر دو متفق ہو کے اطراف و نواحی کے بہت سے لوگوں کو جمع کر کے مالک اشتر پر گئے برا
 جنگ ہوا آخر مالک اشتر بھی فتح و نصرت نصیب ہوئی اور مخالفوں نے ہزیمت کھا کے صف میدان سے بھاگے اور
 شام کی راہ لیکے معاویہ سے جا ملے۔ مالک اشتر نے جزیرہ عرب کو اپنے تصرف میں لاکے فتح نامے میں سب
 ماجر اظاہر کر کے حضرت علی کی خدمت میں روانہ کیا۔ جب جناب ولایت مآب کو معلوم ہوا کہ معاویہ کال مخالفت

خلافتِ حضرت علیؑ ۳۹۰ھ ۴۰ھ مامہ روانہ حضرت علیؑ کا معاویہ کی طرف

وہا دوت بر کرمانہی ہی۔ سب ارکان دولت و اعیان ملک کو حاضر ہونا حکم کیا جب وہ سب فراہم فرمانے لگے معاویہ نے باطل میرے سے مخالفت اور دشمنیت کی راہ لی ہی عثمان ذوالنورین کی تحریریں قتل کی نسبت میرے طرف کے شام کے لوگوں کو میرے سے برگان کیا ہی اور حتی المقدور علیؑ کو میری اطاعت سے پھرنے میں کوشش کر رہی اور اسی پر کفایت کیا بلکہ اب سننے میں آتا ہی کہ حلی اسباب اور ایک لشکر عظیم جمع کرنے میں معروف ہی نامیرے ساتھ آگے مقابلہ کرے۔ اسلئے میں جہانن کر ایک مکتوب نصیحت آمیز اسکے نام سے لکھوں اور طریق جواب اور ماہ جن کی طرف ایک دوت کروں سب اکابر مدعا علیہ جو حاضر تھے اس واسے کہ بیت ہند کیا مامہ روانہ فرمانا حضرت علیؑ کا معاویہ کی طرف بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ مکتوب طرف سے عبداللہ امیر المومنین علیؑ کی ہی طرف معاویہ بن ابی سفیان کے۔ اما بعد جاننا چاہئے کہ جس طرح طبقات و ہاجرین و انصار نے میرے ساتھ پرستش کی اسی معاویہ اگرچہ تو غائب تھا لاکن میری اطاعت و خبر لازم ہوئی کیونکہ جو جامع ابو بکر صدیق اور عمر فاروق اور عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہم سے بیعت کی اور انکی خلافت پر رضی رہی۔ وہی جامع میری امامت پر بھی رضی ہوئی اور اپنی طوع و رغبت سے میری اطاعت آتے پر لازم کر لی ہی جب حصار ہاجر و انصار تھے انے کو ہی خلاف کیا غائبین کو خلاف اور اعراف میں بین پہنچا ہی جسے میری بیعت مکی وہ حق پر نہیں پس مانی الضمیر سے اعلام کیا چاہئے والسلام۔ یہ نامہ حجاج بن خزیمہ انصاری کے ہاتھ دیکر روانہ فرمایا اسنے جب قطع منازل کر کے دمشق پہنچا اور وہ نامہ معاویہ کو پہنچا۔ معاویہ نے اسکا جواب لکھ کے مین کے ذہنوں سے ایک شخص جو دشمن تین سکونت کی تھی دیکر روانہ کیا افسوس ہی کہ اس میں خلفائے ثلاثہ کی تعریف و توصیف کے بعد انکی بیعت میں تاخر کر فی اور ان پر حسد بچا خصوصاً خلیفہ ثالث سے زیادہ حسد کرنے اور انکے قتل تین سامی جنور کی نسبت حضرت رضی اللہ عنہ کے جناب پاک کے طرف کی تھی۔ اور یہ بھی لکھا تھا کہ اس بات کی دلیل یہی ہی کہ خلیفہ ثالث کے قاتل تمہارے ساتھ ہیں۔ اب میں چاہتا ہوں کہ انکو میرے پاس بھیج دیجئے تا انکی مرزا سے راجی انکو پہنچاؤں و لا اتھارے ہمارے درمیان شمشیر چلنے کے سواے گزیر نہیں عثمان ذوالنورین کے قاتلوں کو میں پھر درود سہل و جہل میں دہرند و تھنا جب تک ان سب کو قتل نہ کروں یا آب و آہن یا خون آرام پاؤنگا والسلام۔ جب معاویہ کا قصہ یہ نامہ ملے کلا اور قطع منازل کر کے کوہنے میں آیا۔ اور حضرت علیؑ کی شرفِ عازمت سے مشرف ہوئے وہ نامہ پہنچا یا۔ اور ابکی زبان فیض تر جان سے چند کلمات حقانی سے بجانِ دول آپکا معتقد ہوا۔ اور بے اختیار کہنے لگا کہ یا امیر المومنین مسند خلافت و سریر حکومت آب کے سواے دوسرے کو مرزا دارینین مناقب ظاہری و باطنی میں کیونکہ میں آپکا شریک نہیں دیکتا ہوں لاکن میں سمجھتا ہوں کہ عثمان ذوالنورین شیخ جفا سے مارے گئے

معاویہ نے جو انکی مخالفت پر کمر باندھ ہی اب اسکو یہی حیلہ ملا ہی اور اسی بات کو دہرا دیکھا ہی کہ عثمان ذوالنورین کے قاتل آپکے لشکر میں داخل ہیں۔ پس اگر حضور عالی کی رائے میں آوے تو ان قاتلون کو اسکے حوالے کر دین تافتن کی بخاریتھہ جاوے اور سازعت کا سلسلہ ٹوٹ جاوے۔ جناب امیر نے نہایت سنے اسکو جواب دیا کہ میں جنگو عاقل اور فہیم دیکھتا ہوں پھر عجب ہی جو تو ایسا کہتا ہی۔ اب سوچئے کہ معاویہ کون ہی کہ اسکے دعوے کے موافق عثمان ذوالنورین کے قتل کا گمان جن لوگوں کے ساتھ ہی انکو اسکے تحویل کر دیں تا وہ انکے باب میں حکم کرے۔ بلکہ معاویہ پر واجب ہی کہ حسب سب جہا جہا انصار میری بیعت اور اطاعت میں آئے وہ بھی انکی موافقت کرے اسکے بعد عثمان ذوالنورین کی اولاد کو جمع کر کے قصاص طلبی واسطے آوے اور انکو جن لوگوں پر گمان ہی دعوہ کریں۔ تب خلیفہ کو لازم ہی کہ دریافت کر کے شرع شریف کے موافق انکے درمیان حکم کرے۔ پھر چند روز کے بعد حضرت علیؑ نے معاویہ کا جواب رقم فرمایا اسکا خلاصہ مفہون یہی تھا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم ای معاویہ تو نے خلفائے کرام واصحاب عظام کے محاسن اعمال و مکام اخلاق جو لکھے تھے اس میں کیسے کچھ شک و شبہ نہیں اب جانئے کہ میں بھی امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور سب اہلبیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو اپنی رحمت بیعایت سے ایک خطہ وافر اور نصیب کار عطا فرماوے گا۔ کیونکہ اصل اس جناب کی جہنوں نے تصدیق رسالت کی ہم ہیں۔ اور ابتداء سے بشت میں جب کافرون نے حضرت کی قتل کا قصد کیا ہم نے بھی اپنی نقد حیات سے بامحہ اٹھایا اور انباب میں محض اللہ تعالیٰ کی رضا چاہی ہی۔ اور جن دنوں سب قریش متفق ہوئے باہم عہد کیا اور حضرت کی دشمنی میں ایک عہد نامہ لکھ کے کہے پر لگایا۔ تب آپ نے مکہ معظمہ سے مکہ کے تین سال تک غار میں تشریف رکھی ہم بھی ہمراہ رکاب ہوئے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اس تنگی سے خلاصی بخشی ہم دیسا ہی آستان نبوت کے ملازم رہے۔ پھر جب ہجرت کا حکم آیا ہم بھی گھر بار اور وطن چھوڑ کے مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اور جب جہاد کا حکم آیا ہم اس جناب فضیلت کے ہمراہ رکاب ہوئے کافرون کے ساتھ جنگ و قتال میں کمر باندھی اور جان و تن نثار کیا چنانچہ میرا ابن العم عبیدہ بن الحارث بن عبد المطلب بدر کے روز کفار کی زخم شمشیر سے اس دار فانی سے سدا مارا۔ اور میرے چچا حمزہ جنگ احد میں اور میرے برادر جعفر طیار جنگ موتہ میں شہید ہوئے۔ اور میں بھی ہمیشہ معارک و مشاہد میں حضرت کی رکاب فیض انتاب کے ساتھ رہا اور جہاد کفار میں نہایت سعی کی اور اجتہاد دجا اور برتری آرزو رکھتا تھا کہ درجہ شہادت میرے نصیب ہو کاش میں کسی جنگ میں شہادت پاتا مجھے شخص کے ساتھ مراسلات و مکاتبات کا بار اٹھانے سے جھوٹ جاتا۔ اور یہہ رنج و اذیت جو تجھے مجھ کو پہنچی ہی اس سے خلاصی پاتا۔ اور خلفائے کرام کی حسد کی نسبت تو نے جو میرے طرف کی ہی حاشا و کلاہر گز وہ بات

انہیں بلکہ حد میرے سے بیعت دو رہی۔ اور علیؑ اول کی بیعت میں میرے سے جو ناخیر ہوئی اسکا عذر میرے تو
 سب پر روشن ہی۔ پھر جناب امیر نے اسکے جواب میں وہی تقریر دہن پذیر تحریر کی جو حدین اکبر سے بیعت کر لینے
 وقت جمہور ہاجرین و انصار کے حضور بن کی تھی۔ اور سب صحابہ تسلیم کر لیکے مذرت سے پیش آئے تھے۔
 چنانچہ وہ بیان مفصل آگے گزرا ہی۔ اور یہ بھی رقم فرمایا کہ اسی معاویہ وہی بیعت کی تاخیر کے ایام میں تیرا پدر
 ابوسفیان اور میرا عم کرم عباس بن عبدالمطلب نے ہر چند عداوت کے باوجود یہ بیعت کرین لاکن میں قبول نہ کیا نا
 امت میں فتنہ نہ پڑے۔ یہ عجب معاملہ ہی کہ اگر میں خلافت چاہوں کہتے ہیں کہ یہ ریاست کا خزانہ ہی۔ اور اگر
 اس سے اجتناب کروں اور گوشہ شرافت میں بیٹھوں کہتے ہیں کہ یہ موت سے ترسان ہی۔ واللہ پھر وہ طالب
 موت سے ترساں نہیں بلکہ موت کا آرزو مند اور تقاے حق کا ہنایت مشتاق ہی۔ اور تو نے وہ جو لکھا تھا
 کہ عثمان بن عفان کے قتل کی تحریریں میں نے کی ہی یہ تو کذب میرے اور دروغ بے فروغ ہی بلکہ عامرے کے باپ
 میں میں نے اپنے ہر دو فرزند ارجمند حسنین کو عثمان بن عفان کی حفاظت و اعانت کے لئے بھیجا تھا اور انہیں
 گھربانی میں کچھ قصور نکلا لاکن جو نسبت الہی میں تھا وہی ظہور میں آیا۔ لاکن اسی معاویہ تو نے عثمان ذوالنورین کو
 چھوڑ کے شام چلا گیا تا حکومت کرے اور اب انکا قصاص چہا ہی اور اس قصاص طلبی کو حصول ملکیت کا وسیلہ
 تصور پایا ہی اگر تو یہ بات چہا ہی اول میرے سے بیعت کیجئے پھر عثمان مظلوم کی اولاد کی طرف سے قصاص کا دعو
 لے آئے تب شریعت عرا کے موافق حکم کیا جائیگا والسلام۔ اور یہ نامہ طرح بن عدی بن حاتم طائی کے ہاتھ
 دیکے روانہ کیا۔ طرح سے معاویہ کی مجلس میں عجب تقریر ظہور میں آئی اندیشہ طلالت سے یہاں نہیں لایا۔
 نقل ہی کہ جریر بن عبد اللہ بھی حضرت عثمان کی طرف سے ہمدان کی حکومت اور اشعث بن قیس کندی آذربائیجان
 کی امارت رکھتے تھے جناب ولایت ماب نے ان ہر دو کو اپنی بیعت و اطاعت کی طرف دعوت کی سو وہ
 ہر دو جنگ جمل کے بعد کوفے کی طرف آئے۔ اور جناب امیر کی خدمت سے مشرف ہو کے بیعت کی ایسے
 میں جب طرح نے شام سے لوٹ آیا اور صورت حال ظاہر کی۔ جناب امیر نے اپنے خواص اور مقرروں سے
 فرمانے لگے کہ معاویہ اگرچہ ہماری رقبہ بیعت میں آئے سے اساد کیا ہی لاکن میری خاطر میں یہ بات اتنی
 ہی۔ کہ حضرت کے اکابر صیبار سے اگر کسی کو دکالت دیکھے بھیجوں اور وہ معاویہ سے ملے بحث کرے اور جنت
 قائم کر کے اسکو ازام دیوے شاید کہ وہ راہ پر آوے۔ یہ بات کہنے ہی جریر بن عبد اللہ کہنے لگے
 یا امیر المؤمنین یہ میرا کام ہی کیونکہ میرے اقربا اور بنی اہام شام میں بہت براہین معاویہ میری صوابد
 تجاوز کرینگے تب جناب امیر نے اپنی کوروانہ فرمایا۔ جب جریر بن عبد اللہ قطع منازل کر کے داخل
 شام ہوئے معاویہ نے انکو کمال عزت و احترام سے ایک قصر اعظم من امارا جب جریر ریح سفر سے

خلافت حضرت علیؓ ۳۹۳ خطوط روانہ کرنا معاویہ کا اہل مدینہ کی طرف

آرام پائے۔ معاویہ کی مجلس میں جا کے ایسے کلمات شہ زبانی پر لائے اور تقریر دل بستہ سے جناب امیر کی جہت کی طرف دعوت کی کہ معاویہ کو سوائے تسلیم کے چارہ نہ آ آخر انہوں نے اباب میں چند روز کی جہلت طلب کی۔ اسکا غرض اس جہلت سے یہی تھا تا معلوم کرے کہ شام کے اکابر و اشراف کا کیا حال ہی اپنے تابع ہیں یا نہ اور اسکے لگے شرجیل بن شمس کو اطراف و اکناف میں روانہ کیا تھا تا لوگوں کو حضرت عثمان کی قصاص طلبی پر اغوا دے۔ جب اسکو اطمان حاصل ہوا کہ سب اہل شام اباب میں اپنے ساتھ مستحق ہیں کوئی مخالف نہ ہو گیا۔ جریر سے صاف کہہ دیا کہ اب کوئے کی طرف جا کے علی ابن ابیطالب کو سنا دیجئے کہ اہل شام تمہاری اطاعت میں نہ آئینگے بلکہ قصاص طلبی پر سب اتفاق کر کے جنگی اباب اور لشکر جمع کرنے میں مشغول ہیں پس تم بھی جنگ پر آمادہ ہو جا یا جائے۔ پس جریر نے شام سے نکل کے کوئے آئے اور سب برگزشتہ امیر المؤمنین کی خدمت میں ظاہر کیا۔ خطوط روانہ کرنا معاویہ کا طرف اہل مدینہ کے اور دعوت کرنی انکو اپنی متابعت کی طرف کہتے ہیں کہ جب معاویہ کو شامیوں کی اطاعت سے طمانیت حاصل ہوئی مدینے والوں کو بھی خطوط لکھ کے اپنی متابعت کی طرف بلانا چاہا اگرچہ بار اہل عمر دین العاص نے منع کیا بعد جب اسکا عزم مصر تک گیا طوعا و کرہا راضی ہوا۔ معاویہ نے اول سب اہل مدینہ کے نام سے لیکو خاص نکو کے نامہ لکھا۔ مدینے والوں نے اسکی دعوت قبول نہ کی صاف ایسا جواب روانہ کیا کہ امی معاویہ اور امی عمر دین العاص تم راہ خطا پر ہیں بار دیگر ہمکو تصدیق نہ دیجئے۔ پھر معاویہ نے تین مکتوب علیحدہ ایک عبد اللہ بن عمر کے دوسرا سعد بن ابی وقاص کے تیسرا محمد بن مسلمہ کے نام سے روانہ کئے۔ تینوں مکتوب کا مضمون یہی تھا کہ تم بزرگوں سے یہ ہر امید ہے کہ عثمان ذوالنورین کے قصاص طلبی میں مسلمان بھائیوں کی اعانت کریں اور جلد آگے لشکر کشام میں ملحق ہو دیں اور آخرت میں اجر و ثواب پا دیں والسلام۔ عبد اللہ بن عمر نے اسکا جواب یہ لکھا کہ امی معاویہ تو نے جو نامہ لکھا تھا پہنچا اور اسکا مضمون معلوم ہوا۔ میں تعجب کرتا ہوں جو تو نے مجھے اپنی متابعت اور جہا جہیں و انصار کی قتال پر دعوت کرتا ہی۔ معلوم ہوا کہ تجھے عثمان ذوالنورین کی قصاص طلبی سے سوائے جاہ و منصب خالی کے اور کچھ مقصود نہیں۔ اگر تجھے یہ گمان ہی کہ میں امیر المؤمنین علی رضی کا تابع ہوں کے تیرا محکوم ہو دوں گا تو یہ گمان سراسر خطا پر ہی۔ اور میں جو امیر المؤمنین کی رفاقت نہ کر کے خلوت نشین ہوا ہوں۔ اسکو تو نے جو مخالفت پر حمل کیا ہے یہ دوسری خطا ہی معاذ اللہ میں ہرگز جناب امیر کا مخالف نہیں اگر لیکو یاری دوں تو جناب ولایت ماب ہی سزاوار تر ہیں۔ کیونکہ اسلام میں انکو سبقت اور حضرت کی قرب قرابت حاصل ہی اور سب مناقب و فضائل میں کامل اور منصب خلافت لئے وہی احق اور سب اہل زمان سے فاضل ہیں۔ براہِ رسول و زوجِ مقبول۔ اور بہترین جوانان بہشتی کے والد ماجد ہیں۔ امی معاویہ میں نے جناب امیر کی جو رفاقت نہ کی

اسکا سبب یہ بھی کہ بنی مکہ وہ رکھتا ہوں کہ اہل قبلہ کے ساتھ جدال کروں۔ اس واسطے میں نے گوشت نشینی اختیار کی ہی کاش جن ایسے مقام میں ساکن ہو تاکہ اجناسے روزگار کی بے وفائی اور نا اتفاق نہ دیکھتا اور تو نے حج کو اپنی بیعت کی طرف دعوت کی ہی انصاف کیجئے کہ میں کس طرح تیرے سے بیعت کروں حالانکہ دین یمن میں تیرے سابق تراود فاضل تر موجود ہوں اور میرے مابین تیرے مابین سے شریف تر اور فاضل تر تھے والسلام۔ روایت ہے کہ عبداللہ ابن عمر نے اپنی اخیر حیات میں یمن جزیرہ بیت ناسف کرتے تھے۔ ایک تو یہ کہ میں نے جناب امیر سے بیعت کی۔ دوسری اس کے مخالفوں کے ساتھ جنگ نہ کیا۔ تیسری حرارت کے ایام میں زیادہ روزے نہ کھا اور سعد بن ابی وقاص نے معاویہ کا جواب اس طرح لکھا کہ تیرا مکتوب پہنچا اور تو نے مجھے طرہی باطل کی طرف جو دعوت کی تھی معلوم ہوا۔ اور عثمان ذوالنورین مظلوم مارے جا چکی بات جو کبھی تھی یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ہاکم الحاکمین ہی اہل حق اہل باطل سے جدا کرے گا اور ظلم کو ظلم کی سزا دے گا۔ اور قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ میں اگر علی ابن ابیطالب کے ساتھ خلاف وجدال نہ کروں گا اور اکی مخالفت پر تجھے یاری نہ دوں گا۔ جب اہل اسلام میں ای فتنہ ظاہر ہوا میں نے گوشہ اختیار کیا اسکو امیر المؤمنین کی مخالفت پر حل کیجئے۔ اور معاویہ نے سعد بن ابی وقاص کے مکتوب میں لکھا تھا کہ ظہم مذہبیر چلب میں تیرے مدد ملے اور اسلام میں تیرے نظیر و مشابہ۔ علی بن ابی طالب کے فتناس جس میں اسے اور ام فتمو میں غایبہ صدیقہ بھی انکی موافقت کی ہے۔

جواب میں رقم کیا اگر ظہم مذہبیر المؤمنین کے ساتھ جنگ وجدال کئے ہوتے یہی بات انکے حق میں بہتر اور انکے شان کے سزاوارتر تھی اللہ تعالیٰ انکے عفو کرے۔ اور ام المؤمنین سے جو صادر ہوا رحم الراحمین اللہ مدد فرمادے والسلام۔ اور محمد بن مسلمہ نے یہ جواب لکھا کہ اسی معاویہ میں ایسا سمجھتا ہوں کہ تو نے جو یہ کام اختیار کیا ہی تیرا عرض حصول سلطنت اور شاہی ہی۔ عثمان ذوالنورین کی قصاص خواہی۔ یقین جانتے کہ میں تیرے گجگو علی ابن ابیطالب پر ترجیح نہ دوں گا اور تیری جانب داری کر کے ذہنہ انکے ساتھ خلاف نہ کروں گا۔ جب معاویہ نے محمد بن مسلمہ کے مکتوب میں لکھا تھا کہ عثمان بن عفان پر جب مخالفوں نے محارہ کیا تھا تو نے انکو دفع کرنے میں کچھ کوشش کی۔ محمد بن مسلمہ نے اسکے جواب میں بخارش کیا کہ اسی معاویہ عثمان ذوالنورین کی خلافت میں جب فتنے برپا ہوئے انکو دفع کرنا میری مقدر سے خارج تھا اور مجھے شخص کی امر و نہی کچھ فائدہ نہیں دیتی تھی اسلئے میں نے اپنی تدار کو توڑ کے گوشہ نشینہ گیا ایسا صحابہ کبار کی ایک جماعت اسباب میں میری شریک ہوئی کیونکہ وہ بھی سمجھتے تھے کہ ہماری سعی سے کوئی کام سر انجام نہ پائے گا حالانکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اس فتنہ سے میرم سے جو بہ نسبت عثمان ذوالنورین کچھ ظہور کی خبر دی تھی عرض یہی عنہ ہی میری لاعلاجی کا جو اس فتنے کو دفع کرنے سے مجبور اور مقصر رہا۔ لکن اسی معاویہ تیرے سے نہایت عجب ہے

خلافت حضرت علیؑ ۳۹۵ خطوط روانہ کرنا معاویہ کا اہل بد مذہبیت

کہ تو اسباب میں اپنے نفس کو ملامت نہیں کرتا ہی۔ جن دنوں بلوئین نے عثمان ذوالنورین پر حجازہ کیا تھا اور وہ مظلوم ہنایت حیرانی اور پریشانی میں تھے کلمات و مرآت میرے پاس قاصد و مکتوب بھیجا اور میرے سے مدد طلب کی۔ اور باوجود قدرت کے اپنی حکومت کی رعایت کرتے اس مظلوم کی تائید ملی اور انکا حق نعمت و حق تربیت برباد کیا اور سمجھا کہ انکے دشمن ان پر ظفر بادین تو تو اپنی مراد کو پہنچا۔ اور اب قصاص طلبی کے جیلے سے تو چھٹی ہی کر حکومت کی تاج سر پر رکھے اور مملکت کی انگشتری اپنی انگلی میں ڈالے۔ عداوت نہ کیا کہ حد بار دے یا دالسلام القعدہ جب صحابہ کے یہ مکتوبات معاویہ کو پہنچے انکو مطالعہ کیا تو بہت ہی مادم اور پشیمان ہوا عمر بن العاص اسکو بہت ملامت اور سرزنش کی۔ معاویہ کہنے لگا کہ حق میرے جانب میں تھا کہ تو نے خطوط نویسی کو منع کیا تھا افسوس ہی کہ میں نے نہیں سنا۔ اب تو دینے والوں سے تائید کی امید نہ رہی اور علی بن ابیطالب کے ساتھ سوائے جنگ و جدال کے چارہ بھی نہیں پس قتال کے نتیجے میں بھیجیمت معروف ہوا۔ اسکے بعد بھی جناب امیر اور معاویہ کے درمیان کئی مراسلات چلے اور حضرت امیر نے بہت کچھ نصیحتیں کیں اور خبر خواہی سے پیش آئے لاکن کچھ فائدہ نہوا۔ الغرض جب جناب ولایت مآب کو خبر ہوئی کہ معاویہ ایک بڑا لشکر لیکے نکلنے والا ہی آپ بھی کوفہ کی اطراف و نواحی کے امرا و حکام کو فرامین روانہ فرماے کہ اپنے بلاد سے کوفہ کی طرف فوجیں روانہ کریں۔ سو تھوڑے عرصے میں بہت سے سپاہ و لاور کوفہ میں جمع آئے جناب امیر نے جھوکے دن بالائے منبر خطبہ پڑھا اور سب فوجیں موضع نخیلہ میں جمع آینکا حکم فرمایا۔ پس ابوسودانضاری کو کوفہ میں اپنا نائب ٹھہرا کر کوفہ کے اعیان و اکابر کو براہ لئے ہوئے آپ بھی نخیلہ کی طرف رونق افروز ہوئے اور چند روز وہیں اقامت فرمائی۔ عبداللہ بن عباس بھی ابوالاسود دہلی کو اپنی نیابت دیکے بھرے کاشکر اپنے ساتھ لئے ہوئے وہیں آئے ملے ہوئے۔ کہتے ہیں کہ جملہ توہر از جواہر حضرت علیؑ کے نقل روایت میں فراہم آئے۔ انہیں اہل بد مذہبیت انتہی اصحاب کرام۔ اور اہل بیعت الرضوان سے آئندہ متوصحیابی ذوی الاحترام داخل تھے۔ عارف باللہ و عاشق رسول اللہ زبدۃ الادلیا قدودۃ الاتقیاء اویس قرنی رضی اللہ عنہ بھی ہمراہ رکاب ہوئے اور امیر المؤمنین کے قرب میں ایک خصوصیت رکھتے تھے اور اکثر اس سفر میں جناب امیر انکے کلمات سننے اور آپ انسے رموز و اسرار فرماتے اور اکرام سے پیش آتے تھے۔ غرض جب موضع نخیلہ سے کوچ کر کے اس مسجد پر پہنچے جو راہ میں واقع تھی دامن نزول کر کے نماز نظر قہر ادا کی۔ اور جب آگے ترے دیر ابو موسیٰ کے پاس نزول کر کے نماز عصر سے فارغ ہوئے۔ اور ساحل فرات پر نماز مغرب گزار کے وہیں شب باقی کی۔ دوسرے روز آگے روانہ ہوئے دارالکک کسری پر پہنچے اور ایسی ہی منزلیں طے کرتے ہوئے جب جزیرہ عرب میں ایک راجہ کے صومعے پر پہنچے۔ سب اہل لشکر پانی نہ ملنے سے تشنہ تھے اس لئے جناب امیر اس صومعے کے پاس کھڑا

خلافت حضرت علیؑ ۹۴ خطہ روانہ کرنا معاویہ کا اہل بدعت کی طرف

ایک اس راہب کو ایک نہ کی جب اسے ابوزہب بنی صومے کے باہر رہا نہایت نحیف البدن اور
 اضعف اللون اور سیاہ پوش تھا امیر المومنین کو سلام کیا آپ نے اس سے پانی دریافت کیا اس نے کہا کہ میرے
 پاس تھوڑا پانی حاضری آپ نے فرمایا کہ سب لشکر پیاسا ہی وہ پانی کفایت نہ کر سکا راہب متحکروا اور کہنے لگا
 کہ اس بیابان میں پانی کہیں نزدیک نہیں۔ جناب ولایت آپ نے فرمایا کہ اسی راہب اس صومے کے
 میسر کے پاس ایک پانی کا چشمہ ہی کہ اس سے انیسویں بنی اسرائیل سے چھ تین پانی سے بہن راہب نے یہ
 چشمہ ہی جہا تری ہے اتر اور عرض کیا کہ میرے باپ نے اسے باپ سے نقل کی ہی کہ اس جگہ ایک پانی کا
 چشمہ مسدود اور دھنسا ہوا ہی اسکو پیو یا دھنی پیو کے سوا اسے کوئی کھول نہ سکیگا۔ اور میرے باپ سے
 مجھے ایک صحیفہ پہنچا ہی اس میں پیو آخر الزمان کا اور یہ چشمہ کھولنے والے کا نام مسطور ہی۔ آپ کا کیا نام ہی فرمایا
 کہ میرا نام علی ابن ابیطالب ہی۔ راہب نے کہا کہ آپ کے ہاتھ سے یہ چشمہ ظاہر ہوا تو میں اپنے دست مبارک
 پر ہی اسلام لانا ہوں۔ تب امیر المومنین صلی اللہ علیہ وسلم کے ترق کی جانب تشریف لاکے میں گرنے کے مقدور ہر ایک
 خطہ مذکور کہنے کے حکم فرمایا کہ اسکو کہ جو اہل لشکر نے جب اسکو کہو دایک تنگ غلط ظاہر ہوا لشکر کے تری
 قوت والے پہلو اتوں کی ایک جماعت نے بیانات اجتماعی سے بہت کچھ زور و قوت کیا لاکن وہ بہر جوش نہ کیا
 تب جناب امیر نے اپنا مبارک سپہ پیو سے لٹاکے قوت کیا تو وہیں سرگ گیا پھر ہاتھ سے اٹھا کے دوڑ ڈال دیا
 اس خیمے کا پانی نہایت صعبا اور بہت ہی شیریں تھا سب اہل لشکر اور جانور سیراب ہوئے۔ سب لوگوں نے
 جب یہ کرامت دیکھی انکو امیر المومنین کے ساتھ اور اعتقاد زیادہ ہوا۔ اور اس راہب نے اس وقت
 اسلام سے مشرف ہو کر وہ صحیفہ چرائے آپا و ایداد سے بطور وراثت کے پایا تھا حاضر کیا اسکی عبارت
 سرانی تھی اسکا خلاصہ ترجمہ یہی کہ تمہوں نے حضرت عیسیٰ سے روایت کرتا ہی کہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے
 بعد ایک پیغمبر کو مبعوث کرے گا جو ب پیغمبروں کا قائم ہی خوشی ہو گا نہ درشت گو باز و دون بن آواز بلند نہ کرے گا۔
 اور نبی کے بدلے میں برائی سے پیش نہ آئے گا بلکہ عفو فرماوے گا اور کرم سے درگزر کرے گا۔ اور اسکی امت
 ظاہر او باطن اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنائیں متغول ہوگی۔ جب وہ پیغمبر اس جہان فانی سے گزرے گا۔ اسکے
 اتباع اختلاف کے بعد اتفاق کرے گا۔ پھر ایک مدت کے بعد انہیں اختلاف آوے گا اسکی امت سے ایک مرد
 مشرق والوں کو ہمراہ لے کر مغرب والوں سے جنگ کرے گا جسکی فتح اسکا گزرا اس دیر پر ہوگا اور یہاں
 ایک جہمہ ہی آئیے گا تھ سے کہیگا وہ مرد صورت و معانی میں دو بیرون کی بہ نسبت اس پیغمبر کے ساتھ فریب
 ہوگا اسکا حکم انصاف راسی کے ساتھ ہوگا اور فہات کے فضیلتوں میں سستی نہ کرے گا رشوت نہ لے دینا کی
 فرخزات اسکی بہت کے پاس خاکستر سے بھی بے قیمت رہینگے۔ اور موت اسکے پاس پیاسے کے حل میں

پانی جانے سے بھی اسان ہوگی۔ باطن میں اللہ تعالیٰ سے قربا اور ظاہر میں عدالت و راستی کے ساتھ رہیگا۔ جسے اسکا زمانہ پادے تو اسکا قربان بڑا دے اسکی خوشنودی رضاے ایزدی کے ساتھ مقرون ہی خواہ حال ایسا جو اسکو پادے انتہی۔ جیب ایدر المؤمنین میں صحیفے کے مضمون پر مطلع ہوئے گاں خوشی سے روکے اور کہنے لگے کہ شکر نعمت اس پر دروگاہ۔ کما میں کس طرح اور کون کہ اسنے مجھے فراموش نہ کیا اپنی کتاب میں یاد فرمایا۔ القہ معاویہ نے بھی اپنا شکر لیکے شام سے جو نکلا تھا جب صحراے صفین پر پہنچے وہیں نزول کر کے اسکو اپنا شکر گاہ ٹھہرایا۔ زمانہ سابق میں روم کے بادشاہوں نے اس جگہ عمارتیں بنا کی تھیں اور دمان برد و فرات بھی واقع تھی لاکن اس سے پانی لینے کے واسطے ایک راہ کے سواے دوسری راہ نہیں تھی۔ جب حضرت علیؑ کا شکر آئیے آگے معاویہ نے دمان تک پہنچ گئے تھے ابو الاور کے ساتھ دس ہزار سوار و پیادے حکم کیا کہ پانی کی نگہبانی کریں کہ نہ کا شکر جب ایگا اس سے پانی روک لین کیو ایک قطرہ بھی نہ دین جب حضرت علیؑ کا شکر بھی مقام صفین پر پہنچ کے نزول کیا۔ اپنے لشکریوں نے کار غزت پر جا کے پانی لینا چاہا تو ابو الاور مانع ہوا۔ جب یہ حال حضرت علیؑ کی خدمت میں لوگوں نے ظاہر کیا آپ نے متفکر ہو کے صمصمہ بن سوجان کو معاویہ کے پاس بھیجا اور یہ پیغام کیا کہ ہم ایک لشکر کے ساتھ بہت دور سے آئے ہیں اس نیت سے کہ امر خلافت کو جو ملت کے معظمت امور سے ہی فرار دیں۔ اور ہمارا یہ قصد تھا کہ جب تک نگو نصیحت نہ کریں اور راہ صواب پر نہ بلا دیں جنگ و جدل میں اقدام نہ کریں۔ اب تمہارے لشکریوں نے پانی کو روک لیا یہی ہمارے رفیقو کو اس کے تصرف سے منع کرتے ہیں حالانکہ بانی اللہ تعالیٰ کی ملک سے ہی اپنے سب مجنوعات پر مباح کیا ہی کیو کہ نہیں پہنچا ہی کہ پانی ہنگام الہی سے منع کرے۔ اب چاہئے کہ اپنے لشکر کو حکم کرے کہ مخالفت سے باز آویں والا فریقین میں مقاتلہ کھار ہیگا۔ اسی معاویہ یقین جانتے کہ اگر میں تیرے سے آگے یہاں نزول کرنا ہرگز تمہارے سے پانی نہ روکا ہوتا۔ جب صمصمہ نے جا کے جناب امیر کی طرف سے یہ پیغام پہنچایا معاویہ نے ارکان دولت سے مشورت کی تو بعضے شریروں نے منع کیا۔ پر عمر و ابیہاص نے کہا کہ پانی کو روکنا : مرزا و رہنمیں یہ وحشت کا موجب ہوگا۔ اور قبیلہ ازوسے ایک شخص کہنے لگا کہ اسی معاویہ پانی کا منع کرنا مرد نہیں اگر تیرے مخالفین اہل روم سے بھی ہوتے مروت کا اقتضا یہ تھا کہ اول آب و مان سے ضیافت کرے اسکے بعد جنگ پر آمادہ ہووے۔ یہ تو اہل اسلام کا لشکر ہی اصحاب بدر اور اہل بیت الرضوان اور اشرف مہاجرین و انصار اور تابعین اختیار اور پیغمبر خدا علیہ السلام کے بنی اعوام اس لشکر میں داخل ہیں اللہ تعالیٰ سے قرعے پانی ہرگز روک لینا نہ چاہئے۔ لاکن دوسرے بعضے شریروں نے معاویہ کو اغوا و اسلئے اپنے پانی کی مخالفت پر ہی اصرار کیا جب حضرت امیر کے لشکر کے لوگ تشنگی سے جان طلب ہوئے۔

تب مالک اشتر اور اشعث بن قیس نے حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر اہل لشکر کا احوال بیان کیا اور کہنے لگے کہ اب ہمارے کچھ کتاب و طاقت باقی نہیں اجازت دیجئے تا ہاتھ بڑھ کر فرات پہنچیں اور پانی بیوین یا شربت شہادت نوش کریں۔ حضرت علیؑ نے لا علاج ہو کر فرمایا کہ جو مصلحت وقت ہی کیجئے تب دس ہزار پہلوان دس ہزار سوار کو ہمراہ لیکے ہر صورت فرات کے قریب جا پہنچے معاویہ کے لشکر والوں نے پانی کو روک لیکے متبادل کیا مالک اشتر نے اسے ساتھ شخص کو قتل کیا۔ پھر فریقین میں ایسا معاملہ ہوا کہ معاویہ کا لشکر بے طاقت ہو کر پیچھے ہٹا۔ جناب امیر کے لشکریوں نے پانی سے سیراب ہو کر دوبارہ کھڑے ہو کر پانی میں مشکون میں بھر لیا اور ان پر غالب آکر کبار فرات پر حاوی ہو گئے۔ جب یہ خبر معاویہ کو پہنچی تب ہی مذمت اور شہ پانی لی۔ تب عمرو بن عاص نے معاویہ کو طاقت اور سرزنش کرنے لگا کہ پانی کے باب میں ہم نے علیؑ ابن ابی طالب کے لشکر کے ساتھ جس معاملے سے پیش آئے اب دسے بھی ہمارے ساتھ اسی معاملے سے پیش آئیں تو کیا علاج۔ معاویہ نے کہنے لگا جو گذرا سو گذر اب علیؑ ابن ابی طالب کے ساتھ تجھے ظن غالب کیا ہی۔ عمرو بن عاص نے کہا کہ تو جس سلوک سے پیش آیا علیؑ رضی اس سلوک سے پیش آکر ہرگز پانی منع نہ کرے گا۔ تب معاویہ نے مادم اور عاجز ہو کر اپنے لشکر سے بار بار درخواست کی کہ حضرت علیؑ کی خدمت میں روانہ کیا تا عجز و الحاح سے پانی کی اجازت لین جب دس ہزار حاضر ہو کر جناب امیر نے پوچھا کہ تمہارے آنے سے کیا مقصود ہی۔ انے جو شب نے سبقت کر کے کہنے لگا کہ یا ابا الحسن اب معاویہ کے جرم کو غور کر کے پانی کی رخصت دیجئے۔ پھر معاذ بن زید نے عرض کی کہ یا امام المسلمین معاویہ نے جو قصاص طلب کرتا ہی اسکا مقصود دنیا طلبی اور سلطنت خواہی کے سوا اور کچھ نہیں۔ اگرچہ میں اہل شام سے ہوں لکن اب معاویہ کی رفاقت سے باز آیا۔ عرض جناب امیر نے بعد حمد و صلوات کے فرمایا اچھا اب تم جانے اور معاویہ کو کہئے کہ میں نے رخصت دی ہی کہ فرات سے پانی لو اور اپنے جانوروں کو پلاؤ۔ ابوالاعور کے خواص سے ایک شخص نے یہ کمال شفقت و رحمت دیکھی اپنے کئے سے یثبان ہو کر توبہ و استغفار کیا اور حضرت امیر کے لشکر میں داخل ہوا۔ پھر ہر دو لشکر تغیراً حجاج فرات سے پانی لینے لگے اور اختلاطاً آغاز کیا ایک کو دوسرے سے کچھ خطر تھا مالیوس ہونا فریقین کا مصالحت سے اور آخر ہم نگر ہونا جنگ محاربت کے طرف کہتے ہیں کہ پیانے میں جینے یعنی ربیع الاول اور ربیع الثانی اور جمادی الاول جناب امیر اور معاویہ کے درمیان رسل و رسائل جاری رہے لکن کسی وجہ سے صورت صلح کی گہرے نہ پائی اس پیام میں اتنی پرہیز و فرقی مگر کے میں معین کہیں نہیں۔ لکن ہر بار زیادہ و مخاطب و اغراض و مصالح بن لب کشا ہو کر اور الہامین تر واریجی نہ دی۔ جب ماہ جمادی الاولیٰ متعین اور مصالحت کی کچھ توقع نہ رہی

جناب امیر نے جنگ کی تیاری کر کے پیغام بھیجا کہ کل کے دن جنگ پر آمادہ ہو جاؤ۔ معاویہ بھی اپنے لشکر میں اعلام کروایا پھر دوسرے روز سے فریقین میں جنگ آغاز ہو نصف جاوی الاولی سے غزہ رجب تک ہمیشہ تلوار چلتی رہی۔ جب ہلال رجب رونما ہوا جنگ موقوف ہوا کیونکہ رجب ماہ ۱۷ء حرام سے ہی جاہلیت اور اسلام میں عرب اسکی بزرگی بجالاتے اور جنگ وجدال نہیں کرتے تھے۔ اس اثنائیں بودردا اور اسامہ جو ہر دو صحابہ سے تھے اور دیار شام میں ساکن اور اسوقت معاویہ کے ہمزہ آئے تھے کہنے لگے کہ اہی مخاویہ منصب خلافت کے لئے علی مرتضیٰ تیرے سے زیادہ اہق اور اولیٰ میں پھر تو کس دلیل سے انکے ساتھ قتال کرتا ہی معاویہ نے کہا کہ عثمان ذوالنورین کا قصاص چہتا ہوں۔ ان ہر دو نے پوچھا کیا انکو جناب امیر نے شہید کیا یا دوسرے لوگوں نے۔ کہا کہ عثمان بن عفان کے قاتل علی بن ابیطالب کے ساتھ ہیں اگر انکو میرے تسلیم کر دین اہل شام سے علی بن ابیطالب کے ساتھ پراول میں معیت کرتا ہوں تب ان دونوں نے حضرت علی کی خدمت میں آکے یہ احوال ظاہر کیا حضرت علی کے لشکر میں یہ خبر شہرت پائی ہی اسوقت میں ہزار شخص ان کے کھڑے اور آواز بلند سے کہنے لگے کہ قاتلان عثمان ہم ہیں۔ جب ان دونوں بزرگوں نے یہ حال دیکھا جناب امیر کے لشکر گاہ سے باہر گئے پھر معاویہ سے بھی نہ ملے بلکہ کج عزت اختیار کیا۔ پھر معاویہ نے شرجیل بن حبیط اور کئی شخص کو بھیج کے یہ پیغام کیا کہ عثمان بن عفان کے قاتلون کو میرے سپرد کر دین تو ہم امر خلافت لشکر پر رکھتے ہیں تا اہل شورہ جسکو مناسب جانیں خلیفہ تمہارا دین جناب امیر نے یہ پیغام سننے ہی غصہ ہوے اور قاتلون کو سپرد کر دینے کے باب میں فرمایا کہ میں ہزار شخص کو بکر کے دشمن کے تحویل کرنے کی مجھے طاقت نہیں تب ان قاصدون نے معاویہ کے پاس جا کے صورت حال ظاہر کی۔ کہتے ہیں کہ غزہ رجب ۱۷ء حرم تک ہر دو لشکر اپنی اپنی جگہ پر ہی تھے جدال و قتال واقع ہوا جب ماہ محرم گزر چکا حضرت علی نے معاویہ کے لشکر میں مذاکرہ کی کہ ہم نے ہر چند کٹو طریق حق و راہ صواب کی طرف دعوت کی آخر تم راہ راست پر نہ آئے ماہ محرم بھی گزر چکا صفر کی پہلی شب میں جنگ کی تیاری کر لیکے علی الصبح میدان میں آیا چاہئے غرض دیکھا دوسرے روز ہر دو لشکر جنگ پر آمادہ ہر سر میدان آئے اور صفیں آراستہ کیں۔ ایسے میں معاویہ کے لشکر سے ایک شخص نے آواز کی کہ اہی اہل عراق کیا تمہارے درمیان ادیس قرنی ہی۔ جناب امیر کے لشکر یوں نے کہا کہ مان حاضر ہی تو کس لئے پوچھتا ہی۔ اسنے کہا کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہی کہ فرماتے تھے ادیس قرنی خیر التامین ہی بس یہ کہہ کے اسنے شام کے لشکر سے نکل گیا اور حضرت علی کے لشکر میں انکے ملحق ہو اعمار بن یاسر کی شہادت نقل ہی کہ فریقین میں جنگ ہو کر آتا تھا ہزار حضرت علی کا لشکر ہی غالب آتا تھا اور معاویہ کا لشکر ہزیمت پاتا۔ جنگ صفین شروع ہو سو چھ سو بیس روز

خلافت حضرت علیؑ ۴۰۰ لیلۃ الہیر کا جنگ

عمار بن یاسر کی شہادت ہوئی اسکا مختصر قصہ یہ ہے کہ اس روز جب ہمارے بہت ہی جد و جد کہ جناب امیر
 قتال کی شخصیت لی اور صف میدان میں اپنے لشکر شام سے حارت نامی ایک شخص نخل کے اپنے معاذ بکا ہوا
 میں کئی حملات دلیرا نہ ہوئے۔ آخر عمار نے ایک مرتبہ تلوار سے اسکا کام تمام کیا پھر اپنے لشکر کی طرف رجعت
 کر کے اپنے بارون کو وداع کیا اور حضرت علیؑ کی اطاعت و اطاعت پر وصیت کی اور کہنے لگے کہ میں ایسا کرتا
 کہ آج کے دن شہادت پاؤں گا اور نہ جسے سیادت ہی کہ امام بحق کی امداد و انقیاد میں مارا جاؤں۔ یہہر لڑنے
 اپنے گھوڑے کو نایابانہ مار کے میدان میں آئے اور قتال شروع کیا علیؑ التواتر حملے کرتے اور ہر مرتبہ اپنے
 شامیوں نے انکی دلیری دیکھ کر حیران ہوئے۔ آخر انکی ایک جماعت انکے اسکو گھیر لیا۔ انے ایک
 شخص کو جبکی کینٹ ابو العادیہ بنی اسہر ایک ضرب کیا سو پورا سخت زخم لگا اسی زخم سے عمار کو تری میانی ہوئی
 اور اسشکر کی بھی بہت غلبہ کی تب اپنے لشکر کی طرف لوٹ آئے اور بانی طلب کیا تو پانی کا ایک پیالہ کہ جسین
 دودھ آمیز تھا لے آئے عمار نے اسپر نظر کرنے ہی تکبیر کی اور فرمایا صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 لوگوں نے جب اسکی حقیقت سے سوال کیا تو جواب دیا کہ حضرت نے مجھے خبر دی تھی کہ دنیا سے اخیر چہر جزیرہ
 روزی ہوگی وہ دودھ بنی۔ پس وہ قح اپنے ہاتھ میں لیکے نوش کیا اور اسیرت جان بحق تسلیم ہوئے۔
 جناب امیر نے یہ خبر سنتے ہی انکی محس مبارک کے پاس انکے انکھار اپنے زانو سے شریف پر لیا اور کہا اِنَّا لِلّٰہِ
 وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عمار پر رحمت کرے۔ میں نے بارہا حضرت کی خدمت میں
 دیکھا ہی اگر تین شخص رہتے عمار انکا جو تھا رہتا تھا اگر چہا شخص رہتے انکا پانچواں رہتا۔ عمار نے اکیلا
 نہیں بلکہ کئی بار بہشت کا استحقاق پیدا کیا اللہ تعالیٰ اسکو جنت عدن میں جگہ دیوے اور وہ مقتول ہوا
 جس حال میں کہ حق اسکے ساتھ تھا حضرت نے اسکی شان میں فرمایا بَیْکَ وَ الْحَقِّ مَعَ عَمَّارٍ حَتَّمَا یَس
 جناب امیر نے عمار کے جنازے پر نماز پڑھ کے اپنے دست مبارک سے اسکو دفن کیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ
لیلۃ الہیر کا جنگ صفین کا جنگ اخیر جس شب میں واقع ہوا اسکو جنگ لیلۃ الہیر کہتے ہیں
 عمار بن یاسر کے قتل کے بعد دوسرے دن جب ہر دو لشکر میں میدان آئے روایت ہی اس روز حضرت علیؑ
 سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دستا مبارک اپنے سر پر باندھی اور حضرت کے خاص گھوڑے پر سوار
 تھے دس ہزار سوار کو اپنے ساتھ لیکے شامیوں پر ایک ایسا حملہ کیا کہ معاویہ کا لشکر درہم و برہم ہو گیا اتنے
 لوگ مارے گئے کہ گھوڑوں کے چاروں بیر خون سے رنگین ہو گئے۔ کسی شامی کو مقابلے کا قوت باقی
 نہ رہا۔ معاویہ نہایت مضطرب ہو کے عمر بن عاص کی طرف توجہ لاکے کہنے لگے اے ابابعد اللہ اب صبر کیا چاہیے
 عمر بن عاص نے کہا کہ اے معاویہ اگر علیؑ ابن ابیطالب دوسرے بار ایسا حملہ کرے ہمارے سے کوئی باقی

خلافت حضرت علیؓ ۴۰۱ مکرو حیلت پیش آنا اہل شام حضرت علیؓ سے

زمینکا۔ غرض پھر ہر دو لشکر ایک دوسرے پر حملہ کرنے لگے اور گردوغبار اسقدر اٹھنے لگی کہ ایک دوسرے کی معرفت مشکل ہو گئی شام تک ایسا ہی جدال و قتال جاری رہا بلکہ شب کو بھی موقوف نہ ہوا۔ جناب امیر نے اس شب کئی بار بارگاہ الہی میں دست التجا بلند کر کے دعا کرتے اور جب دعا سے فارغ ہوتے محافلین پر حملہ لاتے اور آپ کے اہل لشکر بھی حملے کرتے تھے ہر حملے میں صد ناشامی ترقیع ہوتے تھے اور جناب امیر حملہ کرنے کے وقت تکیر کہتی تھی آپ کے رفیقوں سے ایک شخص نے روایت کرتا ہے کہ لیلۃ الہری میں نے جناب امیر سے پانستیس بار آواز تکبیر سنی۔ مجمع کبیر میں امام ابو سعید سمنانی سے منقول ہے کہ معاویہ کہتے تھے کہ علی بن ابیطالب نے لیلۃ الہری میں نفیس نفیس دن سو سے زیادہ شامیوں کو قتل کیا۔ میں نے اس شب بیطاقت ہو کے آٹھایا ار اوہ کیا کہ اب دو کام سے ایک کام کر نیکی سوائے گزیر نہیں یا عبداللہ بن عباس کے پاس التجا لجاؤں کہ تا میرے لئے علیؓ رضی سے اجازت چاہے کہ مکہ معظمہ کی طرف جا کے حرم میں اقامت کروں۔ یا قیصر روم کی پاس جا کے پناہ لوں اور کسی جزیرے میں سکونت کر کے فارغ البال گذرانوں۔ آخر اسی حصص و حصص میں شب گذر گئی جو وقوع میں آنا تھا آیا۔ غرض آتش جنگ ہرگز منطفی نہ ہوئی یہاں تک کہ صبح ہوئی۔ جانا چاہئے کہ ہر دو فریق نے جب صحرا سے صفیں پکڑنے کے نزول کیا تین چھینے تک آپس میں رسل و رسائل جاری رہے جب آخر کسی وجہ سے صلح کی صورت نہ تھمہری جنگ شروع ہو گیا راہینے تک اسکا سلسلہ باقی تھا مگر حرام مہینوں میں قتال موقوف رکھتے تھے اس عرصے میں خود جنگ ہوئے ہر بار جناب امیر کو ہی نصرت ہوئی جنگ اخیر بھی محتاج لیلۃ الہری میں واقع ہوا۔ ان جنگوں میں معاویہ کے لشکر سے پچاس ہزار اور جناب امیر کے لشکر سے پچیس ہزار شخص مقتول ہوئے۔ انہیں سے ہی عمار بن یاسر اور حرمیہ بن ثابت جو ذوالشہادتین سے طعنب ہی یعنی حضرت نے انکی ایک گواہی کو دو گواہ کے مرتبے میں اعتبار فرمایا اور عبداللہ بن ہزعل خزاعی۔ اور ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص جو سعد بن ابی وقاص کا برادر زادہ تھا اور ابوالبہسم شیبانی۔ اور عارف ربانی دلی حقانی او بیس قرنی اور دوسرے صحابہ و تابعین کہ جن ناموں کی تفصیل بڑی تطویل جیتی ہے مکرو حیلت سے پیش آنا اہل شام کا حضرت علیؓ کے لشکر کے ساتھ جب لیلۃ الہری میں اہل شام کو شکست فاش ہوئی اور بہت سے سردار اور سپاہ نامدار مارے گئے انکے لشکر میں بڑا ہی اضطراب اور تزلزل واقع ہوا۔ معاویہ کو بڑی وحشت و رودی اور ہنایت عاجز آ کے صلح کرنی چاہی اور کمال عجز و الحاح کے ساتھ ایک نامہ حضرت علیؓ کی خدمت میں روانہ کیا اسکا خلاصہ مضمون یہی تھا کہ یا ابا الحسن فریقین خصوصاً ہمارے بہت سے امیر اور پہلوان مارے گئے۔ اب امید ہے کہ قتال سے ہاتھ رکھیں۔ اور مجھے شام کی حکومت ارزانی فرمادیں لیکن اپنی سبقت سے معاف کہیں تا فارغ البال گذرانوں۔ جناب امیر نے اسکی مٹمن قبول نہ کی اور جواب تحریر

خلافت حضرت علیؓ ۲۰۲ مکرو حیلتیں ام اہل شام کا حضرت علیؓ سے

فرمایا کہ بلا حجت و طاقت تو نے شام کی حکومت جو طلب کرتا تھی یہ اتنا س مقبول نہیں امن سمیت کیجئے والا جنگ پر آمادہ ہو جائے۔ یہ مکتوب معاویہ کو بیت منفر کیا اسکو کچھ تدبیر سوچ سیتی نہیں تھی۔ خرف جناب امیر لیلۃ الہریر کے مقتولوں کے دفن سے فارغ ہوئے اپنے لشکر کے سردار دن سے فرمایا کہ تمہارا اور تمہارا مخالفین کا کاروبار اس درجے کو پہنچا جو دیکھتے ہو اللہ تعالیٰ انکو بے قوت کر دیا پھر جنگ کا نتیجہ کیجیو حتیٰ یحکم اللہ بیننا و ہونہر الحاکمین جب یہ خبر معاویہ کو پہنچی اور بھی گھبرائے۔ اشعث بن قیس جو اسکے لشکر کے سردار دن سے عتاب کئے لگا کر کل شب میں جیسا جنگ ہوا یقین ہی کہ پھر ہم جنگ بر کرنا بند ہیں تو ہمارے سے باقی لوگ بھی ترسنا ہو جائیگی ایک طرف سے اہل روم و دوسری جانب سے اہل فارس قابو پا کے ہمارے شہر و دیار کے تخت و تاج پر کرنا بند ہینگے اور ہمارے اہل و عیال کو بندی پکڑینگے۔ معاویہ نے اس بات کی تصدیق کی اور عمر بن العاص سے کہا اب تو ہمو معاہدے کی طاقت نہیں چاہئے کہ ایسا حیلہ کریں کہ جس سے معاہدہ حاصل ہو۔ تب عمر بن عاص نے یہ حیلہ سکھایا کہ اہل حجاز اور اہل عراق جو علی مرتضیٰ کے لشکر میں جمع آئے ہیں انکو کتاب اللہ کی طرف دعوت کیجئے اگر قبول کریں انہیں اختیاف آجائیگا۔ اور اگر رد کریں انہیں تفرقہ پڑ جائیگا۔ معاویہ نے اس تدبیر کو لید کر کے اپنے لشکر میں حکم کیا کہ معصفون کو نیزوں پر باندھیں کہتے ہیں کہ معاویہ کے لشکر میں یا نسو پچاس مصحف نئے شامیوں نے اپنے نیزوں پر باندھے علی الصباح ضعیف کیجیوں اور دسے نیزہ بردار نے لشکر کے آگے کھڑے رہے جب آفتاب طلوع ہوا جناب امیر کے لشکر وادوں نے دیکھ کر یہ تصور کیا شاید کہ نیزے درست کئے ہیں۔ پھر جب خود سے دیکھا تو کچھ صورت تھی پانی لگی ایسے میں شکر شام سے کئی سردار نے پیش قدم ہو کر مذاکی کہ انی معشر عرب اللہ تعالیٰ کے واسطے عورات و اطفال پر رحم کر د اگر جنگ سے ماتم نہ کھو گے اور بھی طرفین کے لوگ جب ہمارے جائیگی تب روم اور فارس کے کفار جو قابو طلب ہیں ہمارے اور تمہارے دن وادوں کو امیر کر کے لیجائیگی یہ دیکھنے کہ تمہارے ہمارے درمیان کتاب اللہ ہی۔ اسکے بعد ابوالا عور نے گھوڑے پر سوار اور قرآن مجید اپنے سر پر لیا ہوا ہر دو لشکر کے درمیان انکر کھرا مارا اور مذاکی کہ اسے اہل عراق تم لکو کتاب اللہ کی دعوت کرتے ہیں یہی کتاب تمہارے اور ہمارے درمیان حاکم ہی چاہئے کہ امیر عرب کریں۔ جب عراقیوں نے مخالفین کے باتوں پر مطلع ہوئے۔ تب دوس بن ابی بکر بنی نے کہنے لگا کہ ای اہل عراق شامیوں نے معصفون کو جو نیزوں پر چڑایا یہی امیر فریب نہ کھاؤ یہ صورت مکرو و تدبیر سے خالی نہیں۔ ابو سفیان بن بکر بنی لکھا کہ ہم نے اول شامیوں کو کتاب اللہ کی طرف دعوت کی جیسا انہوں نے اجابت نہ کی ہم پر انکا خون حلال ہوا۔ اگر انکی ملتس بھی ہم قبول نہ کریں تو ہمارا خون بھی ان پر مباح ہو جائیگا۔ خالد بن ولید

انہیں بن مندر کہنے لگے کہ امیر المومنین کی راہ مبارک جو نہایت عذاب پر ہی جس بات پر قرار پاوے عین مصلحت ہی۔ جب حضرت علی سے گزارش کی تو آپ نے فرمایا کہ کتاب اللہ کے حکم کو قبول کرنے میں میں سب سے زیادہ ہوں اور اسباب میں تم مجھی میرے شریک ہیں لاکن یہ ایک حیلہ ہی کہ مخالفوں نے نکالا ہی اور یہ ایک مکر ہی جو پیش کیا ہی مصحفون کو جو یزید بن ابی سہل اس سے انکا مقصود یہ نہیں کہ کتاب اللہ پر عمل کریں۔ بلکہ جب جنگ و جدال سے تنگ آگئے اور فتح و ظفر سے مایوس ہو گئے ہیں چاہتے ہیں کہ اس سے فتنے کو تشکیں دیں اور اس جھلکے سے نجات پاویں۔ میں اسے جنگ کر دینگا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر راضی ہو دیں۔ لاکن اس اثنا میں لشکر عراق کے اکثر سرداروں کو معاویہ کی طرف سے رشوتیں پہنچا دی گئیں اور جنگ سے تنگ آکے آرام طلب تھے سو کہنے لگے یا امیر المومنین معاویہ کی دعوت قبول کیجئے کہ وہ کتاب اللہ کی طرف بلاتا ہی اگر آپ اسکی متمس قبول نہ کریں ہم آپکو پکڑ کے اسکے تحویل کر دینگے جب انکی بیوفائی اس درجے کو پہنچی جناب امیر نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون

والی اللہ اشتکی واللہ المستعان علی تصفون اللہم انت الحاکم فیما بیننا فانک لا تجوز اس اثنا میں معاویہ کے قاصدوں نے مصاحف اپنے ہاتھوں میں لئے ہوئے حاضر ہوئے اور جناب امیر سے عرض کرنے لگے کہ ای ابا الحسن شامی لوگ کہتے ہیں کہ آپ اور ہم کتاب اللہ پر عمل کریں ہمارے درمیان اس کتاب الہی کے سواے دوسرا حکم نہیں۔ اشعث بن قیس کہ اکثر قبائل جسکے حکم میں تھے اور معاویہ کی طرف سے مبلغ خفیہ بطور رشوت کے لیا تھا کہنے لگا ای امیر المومنین کل کے دن جیسی ہم نے آپکی اطاعت کی تھی آج نہیں کریں گے۔ معاویہ تو انصاف سے بات کرتا ہی اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہی۔ امیر المومنین نے فرمایا کہ واللہ معاویہ اور عمر بن العاص سے زیادہ تر میں کتاب اللہ جانتا ہوں یہ مکر و کد کا ہی غرض اس اختلاف کی خبر جب لشکر میں شہرت پائی انفسوس ہی کہ کوفے کے لشکر والے مخالفوں کے مقابلہ سے پھرنے لگے۔ لاکن مالک اشتر جو مہینہ پہلے معاویہ ہی جنگ میں کوشش کر رہا تھا۔ جناب ولایت مآب نے جب دیکھا کہ اپنے لشکر کے سپاہ فوج معرکے سے بھرتے ہیں دست انفسوس مار کے فرمایا کہ ابن ہند غالب آیا۔ ایسے میں ابن الکوا اور اسکے ساتھ دالون کی ایک جماعت کہ اسنے بعد جن پر خوارج کا لفظ اطلاق پاتا ہی حضرت امیر سے کہنے لگا کہ بالضرور معاویہ کا دعوا قبول کیجئے والا ہم آپکے مخالف ہوینگے۔ اور اسکی قوم کہنے لگی کہ مالک اشتر قتال کا اشتغال رکھا ہی کیونکہ بھیج کے اسکو منع فرما دیں۔ جناب امیر نے یہ فتنہ اور مخالفت پر نظر کر کے یزید بن مانی کی زبانی مالک اشتر کو سینا بھیجا کہ مراجعت کیجئے مالک نے کہا کہ یہ وقت مراجعت کا نہیں کیونکہ فتح و ظفر قریب ہی یزید نے فوت

خلافت حضرت علیؓ

۴۰۴

مکرو حیلتیں آنا اہل شام کا حضرت علیؓ

اور مالک کا جواب ظاہر کیا ایسے میں مالک اشتراک اسکے تابعین کے آواز میں بلند ہوئے اور ایک گروہ ظاہر ہوئی۔ سب خارجیوں نے متفق ہو کر حضرت امیر سے کہا کہ ہم اب اس گمان کو مٹا دینا چاہتے ہیں کہ مالک اشتراک ہی اشارے سے جنگ و جدال میں مبتلا رہا ہے آپ نے فرمایا کہ میں تو علانیہ نیک و نیکو بنی انسانوں کو کھلا بھیجا کہ جنگ سے ہاتھ رکھے پھر دوسرے بار یہ یہ بنی انسانی کو بھیجا اور حکم کیا کہ مالک اشتراک کو بل کر جلد مراجعت کرو کیونکہ بیان ایک فتنہ عظیم پر پا ہوا ہے جب قاصد نے یہ خبر مالک اشتراک کو پہنچائی اس نے سستے ہی کہا شاید کہ یہہ واقعہ مصحفون کو نيزوں پر چرمانے سے رو دیا ہے قاصد نے کہا ان۔ مالک نے کہا کہ شامیوں نے جب مصحفون کو نيزوں پر چرمانا میں نے نہیں سمجھا کہ اب ہمارے لشکر میں تفرقہ آؤ گیاعرض حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے کرنے اور دوسرے کے سردار اور عمدہ لوگ جو حاضر تھے انکی طرف توجہ لاکر خطاب و خطاب آغاز کیا کہ اے اہل عراق تم نے ایسی ذلت قبول کی کہ پھر اب تک جسکا تذکرہ ہر ذلے شامیوں نے جو مصحفون کو درمیان لایا یہہ انکا کر تھا جو تم نے اس پر فرب کیا یا اگر اس پر فرب لگھانے دشمنوں پر غالب آئے ہوتے۔ اب بھی مجھ کو چھوڑ دو کہ اللہ تعالیٰ انکا کام تمام کرنا ہوں یہہ سب کے اہل بن نے کہا کہ ہم گناہ میں تیرے ساتھ شریک نہیں ہوتے میں پھر مالک انکے ساتھ ایسی گفتگو کی کہ انکو جواب نہ بن آیا۔ آخر خارجیوں نے اسکو گالیان دین اور اسکے گھوڑے کو تازیانہ مارا۔ مالک اشتراک نے انکو زجر و ملامت کی القصد جب حضرت امیر نے خراج کا یہہ حال دیکھا اشعث بن قیس کو حکم کیا کہ اب تو جاؤ ان لوگوں سے کہہ دیجئے جو مصحفون کو نيزوں پر چرمانا ہے کہ اب جنگ موقوف ہے۔ اشعث یہہ حکم پہنچانے کے لئے جاتا تھا جب قوم ربیعہ پر پہنچا عمیر نے اسکو دیکھ کے کہا اے اشعث کیا اہل شام سے تو اخلاط چھپائی حالانکہ ہم نے انکے خون میں غوطہ کھایا یہہ بول کے اسکے مرکب کی پتھر پر تار سے ایک فرب کیا۔ اشعث نے کہا کہ اپنی تروار کو نیام کیجئے کہ شامیوں نے ہلکوتا اب اللہ کی طرف بلاتے ہیں۔ ایسے میں معاویہ حبیب بن مسلم کو حضرت علیؓ کی خدمت میں بھیجا اور یہہ پیغام کیا کہ ہم اور تم کتاب اللہ کے تابع ہو جاؤ دین لاکن جب کتاب کو لفظ نہیں چاہتے کہ آپ ایک شخص کو اختیار کریں اور میں ایک کو اختیار کرنا ہوں تا یہہ ہر دو حکم ہو دین ہم ہر دو سے جسکی خلافت پر کہ انکی رائے آوے وہ خلیفہ ہووے اگر ہم ہر دو کے سوا بے دے اور کسیکو اختیار کریں تو اسکو خلیفہ تمہارا دین حبیب بن مسلم نے جب یہہ پیغام پہنچایا اشعث بن قیس نے کہا یا امیر المومنین معاویہ نے انصاف سے کلام کرنا ہی اور حسن بن منذر بھی اسکی تقویت کی۔ اور شقیق بن ثور نے کہا یا امیر المومنین ہمارے اکثر بیعت اور جو افراد لوگ مقتول ہو گئے۔ اب جواباتی میں ان پر تم فرمائے اور معاویہ کو یہہ بات معلوم تھی کہ جناب امیر کے لشکر یا نہ کو غلبہ ہے

خلافت حضرت علیؑ ۴۰۶ھ کو چیلے میں انا اہل شام کا حضرت علیؑ

کہ اسکی نسبت آپؑ اور معاویہ کے ساتھ برابر رہے۔ جناب امیر نے فرمایا کہ پھر کس لئے اہل شام نے
 عمرو بن عاص کو اختیار کیا تم جانتے ہو کہ معاویہ کی ساتھ اسکی نسبت اور خصوصیت کیسی تھی۔ خارجیوں نے
 جواب دیا کہ ہر شخص اپنی مصلحت آپؑ اچھی طرح جانتا تھی۔ اور ہماری صلاح اسی میں تھی کہ ابو موسیٰ اشعری
 ہماری جانب سے حکم ہو دے۔ امیر المومنین نے فرمایا کہ مالک اشتر بھی اس کام کے لئے موزوں رہتی۔ میں اسکو
 حکم ٹھہرا دیا۔ چونکہ اسوقت بن قیس جو خواجه کا سردار تھا کہنے لگا کہ کس طرح اسکو خیر ادرین کر جنگ اور فتنے کی
 آتش اسنے ملگائی تھی۔ جناب امیر نے فرمایا کہ مالک حکم ہو دے تو کیا معنی لیتا کہ وہ کتاب اللہ کے برخلاف
 حکم کرے گا۔ اسوقت نے کہا کہ اسکا حکم یہی تھی کہ اسکو چھ روز دین تا ترہار جلا دے اور لوگوں کو جنگ پر تخریبی
 حاصل کلام جناب ولایت اور حب و غنا جیسے اخف بن قیس و غیرہ کہنے لگے کہ ابو موسیٰ اشعری اس کام کے
 قابل نہیں۔ بلکہ اہل کیاست اور فرات سے اور کیا اختیار کیا جاوے تا عمرو بن عاص کے ساتھ مقابلہ کر سکے اور
 اسکے خرب بن تادے خوارج مطلقاً اسبات پر ماضی نہ ہوے۔ سوائے ابو موسیٰ کے اور کیا اختیار نہ کیا۔ اور
 اسوقت ایک شخص کو اسکی طلب میں روانہ کر دیا۔ ابو موسیٰ نے اندرون گزشتہ اختیار کیا تھا اور کسی امر میں
 نہیں دیا تھا۔ جب اسنے سنا کہ ہر دو گروہ باہم صلح کی کہا اللہ رب العالمین اور جب جوسے کہ انہوں نے تجھکو
 حکم ٹھہرایا تھی کہا اللہ وانا الیہ راجعون غرض ابو موسیٰ نے جناب امیر کے حضور میں حاضر ہوا اور دولت
 دست برہی سے شرف حاصل کیا۔ جب اسنے حیات کے انفضال سے خرب آکا دنیا صحابہ کرام سے شرف
 اسکی مجلس میں اسکے نصیحت میں لب کن ہوا۔ اور اسباب بن قیس و احتیاج کر کے لے سب جو صحبت کرنے لگے آخر ابو
 موسیٰ اشعری نے غصہ ہر کے کہا کہ مجھ کو تمہارے کہتے ہو تو اس جہم کے لئے دوسرے کو اختیار کرو مالک اشتر نے کہا کہ
 وہی شخص تھی کہ جب امام حسن واد کو فدہ ہوئے تو اسنے اپنے بیٹے میں لوگوں کو اپنی بیعت و ملازمت کی طرف غریب
 رہی اور کہا کہ جناب امیر کے ساتھ اتفاق کرنے میں فتنہ تھی ابو موسیٰ نے اقرار کیا کہ ان تب بھی بات و حق میں آئی
 تھی لکن آج تک اسی روز کی آتش میں رہا ہوں اب میں اس واقعے میں تمہارا یاہ ہوں۔ غرض جب امر
 خلافت مصلحت اور حکم کے حکم قرار پایا۔ جناب امیر اور عیاض عراق اور معاویہ اور انکا بہرہ و مالک
 در میان مجلس کر کے جمع ہوئے تا بعد نہ کہیں۔ عبد اللہ بن ابی رافع جو امیر المومنین کا کاتب تھا امور ہوا کہ
 اسباب میں چند سطرن تحریر کریں۔ اسنے تحریر فرمائی کہ اور اسقدر لکھا کہ ہذا امیہ صلح علیہ امیر المومنین
 علی بن ابی طالب معاویہ نے کہا کہ میں کیسا بڑا آدمی ہوں گا کہ امیر المومنین باوجود اس قدر
 مقابلہ کر دے۔ عمرو بن عاص نے کہا کہ لفظ امیر المومنین کو مجھ کو کے فقط اسنے نام اور اسنے والد کے نام پر لکھا
 کیجئے اخف بن قیس نے جو حضرت امیر کے لنگر دین سے تھا اسباب میں اسناد کیا۔ جناب ولایت آپؑ فرمایا

خلافت حضرت علیؑ ۷۰ھ مکرو حیلت پیش آنا اہل شام کا حضرت علیؑ سے

کہ اللہ اکبر صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی متعدد حدیث کے روز میرے ہاتھ پر واقع ہوا یعنی جب صلح نامہ لکھنے کے لئے مجھے حضرت کا حکم ہوا میں نے لکھا کہ یہ صلح نامہ ہی طرف سے محمد رسول اللہ کے کے والوں کے ساتھ مہیل بن عمرو نے کہا کہ لفظ رسول اللہ محمد بن عبد اللہ تحریر کیجئے۔ کیونکہ اگر تم آپ کو رسول اللہ جانتے کے میں آنے سے اور عمر بجالانے سے مانع نہ ہوتے تب جناب رسالت مآب نے فرمایا کہ یا علی اصح فان لك يومنا کیوجی هذا یعنی اے علی اسکو نحو کیجئے کہ تیرے واسطے بھی ایک روز ایسا ہی آئیگا جیسا یہ میرا روزی نہیں اے محمد اللہ یہ وہی روزی کہ خبر صادق نے جسکی خبر دی اب معاویہ کی حبشی مرضی ہی ویسا ہی لکھ دیجئے۔ تب عبد اللہ نے اس طرح لکھا کہ هذا ما صلح علی بن ابی طالب ومعاویہ بن ابی سفیان اسکے بعد اسکا خط لکھ مضمون یہی تھا کہ جانا امیر اور اب حجاز اور اہل عراق جو اسکے دوست ہیں اور معاویہ اہل شام جو اسکے حق گزار ہیں۔ یہ بات قبول کی کہ تم قرآن پر فاتحہ سے خاتمے تک عمل کریں۔ اور اسکے مضمون سے نہ گزریں زندہ کریں اسکو کہ قرآن مجید جسکو زندہ کرنا ہی اور مارین اسکو کہ قرآن کریم جسکو مارنا ہی۔ علی مرتضیٰ اور انکے شیعہ یعنی اہل حجاب اس بات پر راضی ہوئے کہ ابو موسیٰ اشعری اسباب میں حاکم اور ناظر ہے۔ اور معاویہ اور اسکے اتباع اس بات پر راضی ہوئے کہ اسکے قبائل سے عمر بن عاص حاکم و ناظر ہے انتہی۔ علی مرتضیٰ اور معاویہ نے ابو موسیٰ اور عمر بن عاص سے عہد و میثاق کیا کہ قرآن مجید کو اپنا پیشوا سمجھادیں۔ اور مضمون کلام ربانی سے تجاوز نہ کریں جو کہ قرآن مجید میں مسطور ہی اسکے مطابق حکم فرمادیں۔ اور جو اسکا مطلوب ہو اور کتاب اللہ میں وہ پایا جائے سنت نبوی کی طرف رجوع کریں اور قصد امتحان سنت نبویہ کے برخلاف عمل نہ کریں۔ دے ہر دو حکم نے بھی حضرت امیر اور معاویہ سے عہد و پیمان لیا کہ انکے حکم سے جو کتاب بہت کے مطابق ہو مدد دل نہ کریں۔ اگر یہ ہر دو حکم حکم کر نیلے انکے اُننے کوئی ایک فوت ہو جاوے تو جناب امیر اور معاویہ کے توابع دوسرے کیجو جو اہل عدل و صلاح سے ہو اسکی جگہ پر نصب کرے اور ہر دو حکم کو رمضان شریف تک جہالت ہی کہ اس عرصے میں حکم کریں اگر اس مدت میں امر خلافت کو کسی پر قرار نہ دیں اور سستی کریں فریقین کو جنگ و قتال کا اختیار ہی۔ اور جسے اس امر میں ظلم و فساد اور خلافت کر لگا سب امت اسکے دفع شر میں اتفاق کریں۔ جب صلح نامہ تام ہوا اسپر گواہان ثبت کین کہ شہید علی ما فی هذا الكتاب الحسن والحسين ابنا علی وعبد اللہ بن عباس وعبد اللہ بن جعفر بن ابیطالب واشعث بن قیس اور مشاہیر کی ایک جماعت نے جو حضرت امیر کی ملازم تھی۔ اپنے نام لکھ دئے۔ اور اہل شام کی ایک گروہ بھی اپنی گواہی ثبت کی۔ اور اخیر صحیفے میں مرقوم ہوا کہ کتبہ یوم الاربع ثلثة عشر من صفر سنہ ثلثین و ستمیع روایت ہی کہ اشعث بن قیس نے مالک اشتر سے التماس کی کہ تیری گواہی بھی ثبت کیجئے۔ اسنے جواب دیا کہ مالک کا داہنا ہاتھ کٹ چلا

خلافت حضرت علیؓ : ۱۰۸ نم مکرو حیجے پیش آنا اہل شام کا حضرت علیؓ سے

اور باطنی ناخوشی ہو جانے لگی اگر اپنا نام اس کا غنہ بن گئے۔ اشعث نے کہا کہ جب تک تو اپنا نام اس میں نہ گئے میں ترے سے راضی ہوں گا۔ مالک نے کہا کہ تو کون شخص ہی اور میری کیا رضائی خواہ تو میرے سے راضی رہے یا نہ اس مجلس میں تو مرداروں کی ایک جماعت جیسی تھی بنی حاتم طائی وغیرہ حاضر تھے اشعث نے کہا کہ غلامے عرب کی خورشت بیش نظر کیسا ہوں۔ والا جواب لایا تو دیا ہوتا۔ مالک نے کہا کہ میری قیامت کیا ہو گی ان سے تیر تیری اور میری سان تیری بسان سے ملے تیر اور میرا قبیلہ تیرے قبیلے سے بیشتر اور میں اکثر ہوں گا دوست ہوں تو دشمن اور چند کلمات سخت زبان پر رہے۔ اشعث نے ہر ہم ہو کے اپنی تراد کے قبضے پر ہاتھ ڈالا مالک اپنی شمشیر کے قبضے پر ہاتھ ڈالا اور ہمیں مالک بھی اپنی قیامت سے کہتی تھی مالک نے اپنے فرزند کو نصیحت کر کے اشعث کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا کہ اون تو نے اکراہ سے اسلام قبول کیا ان کے بعد اپنی کافر دن اور جنت پرستوں کے دین باطل کی طرف رجوع کیا پھر جان کے اندیشے سے مسلمان ہوا جب مالک کا کلام بیان تک پہنچا اور یہ خبر حضرت امیر کو پہنچی مالک کو اپنے پاس بلو کے فرمایا کہ اے مالک تو اس قوم کے ساتھ دلاسا کر جیسا میں کرتا ہوں حضرت مخیر صادق نے جھگڑ دی ہی کہ اشعث سے میرے بڑے بہنوئی اور اس کی اولاد سے میری اولاد کے بے نسبت کیا کیا عہد ہو گا۔ جناب امیر کا یہ کلام اُتبات پر مشور تھا جو اشعث نے کر لیا میں حضرت امام حسین سے قتال کیا اور اس کا پور محمد بن اشعث نے اس جناب پر پانی بند کیا تھا غرض جب عہد نامہ لکھا گیا۔ اشعث نے اس کو اپنے ہاتھ میں لیکر قبائل عرب کے پاس چوسا لشکر میں تھے لگیا۔ جب قبیلہ عرب اس کے مضمرین سے واقف ہوئے انہوں نے دوبارہ دونے نے مل کر آواز سے کہا لا طاع الا للہ میرے لشکر شام کے ساتھ قتال کرنے لگا بیان تک کہ ہر دو بارے گئے۔ جب اشعث نے قبیلہ قراد پر صلح نامہ دیا صلح بن شقیق نے جو ایک فاضل تھا کہنے لگا لا طاع الا للہ و لو کرہ المشرکون اور اکثر قبائل متفق ہو کر اشعث کو کعبت مرزقش کی۔ اور نہ کہتے ہیں جناب امیر کے لشکر سے ایک شخص نے جلد اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر پانی مانگا جب پانی مانگا جب پانی لیا پہلا اور معاویہ کے لشکر پر حملہ کیا اور بہت سے لوگ کو زخمی کر کے مراجعت کی۔ پھر پانی مانگ کے آیا اور حضرت علیؓ کے لشکر پر حملہ کر کے کئی تن کو زخمی کیا ایسا ہی کہیں اُس لشکر پر کہیں اُس لشکر پر حملہ کرتا رہتا تھا کہ یہاں اُن میں علیؓ رضی اور معاویہ اور حکمیں سے بڑا ہوتا حکم نہیں مگر اللہ تعالیٰ جل جلالہ کو و لو کرہ المشرکون اور جس مرتبہ کہ حضرت امیر کے لشکر پر حملہ کیا مارتا پہلا راجی جو مقتول ہوا وہی تھا۔ القعدہ نام مصالحت کے بعد حضرت امیر نے کوفہ کی طرف اور معاویہ نے شام کی طرف روانہ ہوئے اور یہ بات قراد پانی کہ انہوں نے امیر علیؓ رضی حجاز اور عراق کے آگاہ کے ساتھ اور مدینہ عاصی شام اور عرب کے علانیہ کے خاتمہ فوجہ الجندل میں جو عراق اور شام کے درمیان واقع

خلافت حضرت علیؓ ۲۰۹ جمع ہونا فریقین کا دومتہ الجندلین

ہی اے جمع ہو دیں۔ اور ہر دو متفق ہو کے اور خلافت میں حکم کریں۔ جناب امیر نے شریح بن ہانی کے ساتھ اپنے خواص سے پانچ ہزار نفر کو دیکے حکم فرمایا کہ دومتہ الجندل کی طرف جاویں۔ اور عبداللہ بن عباس کو حکم کیا کہ انکے ہمراہ رہے۔ اور معاویہ نے ابوالاعور السملی اور شریح بن سمط الکندی کے ساتھ لاکھ لاکھ کے عروبن عاص کے ہمراہ کیا۔ کہتے ہیں کہ اشنائے راہ میں عبداللہ بن عباس اور اخف بن قیس نے ابو موسیٰ اشعری کو نصیحت کر کے کہا کہ عروبن عاص کی باتوں پر فریفتہ نہ ہو جائے اور حکم کے باب میں کسی طرح سے اپر سبقت نہ کرے۔ ابو موسیٰ نے قبول کر کے ان ہر دو کو مطمئن کیا۔ لاکن جب وہ نہایت مرد ستادہ تھا آخر عروبن عاص کے فریب میں آگیا چنانچہ اسکا بیان اب لکھا جاتا ہی جمع ہونا فریقین کا دومتہ الجندلین اور جو کہ واقع ہوا درمیان ابو موسیٰ اشعری اور عروبن عاص کے کہتے ہیں کہ جب ہر دو فریق دومتہ الجندل میں آکے قرار پاسے۔ عروبن عاص نے ابو موسیٰ اشعری سے ملاقات کر کے اسکو آپ پر تقدیم دی۔ اور کہنے لگا اے برادر مفارقت بہت درازی گھنچی اب مجھے تیری نزدیکی سے بڑی خوشی حاصل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اس امر میں برکت نہ دیوے جس میں تفریق کا سبب ہو۔ پس عروبن عاص ہر روز اسکی خدمت میں آتا اور اسکی تعظیم و تکریم میں بڑا مبالغہ کرتا اور اسکے روبرو دوزانو تھکتا اور مسایل پوچھا کرتا۔ جب ابو موسیٰ سوار ہوتا وہ اسکی رکاب پکرتا۔ جب وہ مجلس سے اٹھتا انخلین اسکے آگے رکھتا۔ اور کہتا کہ سبقت اسلام اور علم و عمل کی فضیلت تمکو اس درجے میں ہی کہ انا سے روزگار سے کیسکو میر بہن۔ عرض ایسے ہی حیلہ و تدبیر سے اسکو اپنے فریب میں لایا۔ جب بہت ایام گزر گئے۔ اور ہر دو حکم سے کوئی حکم صادر نہ ہوا۔ لوگ طویل اور تنگ دل ہوئے ہر دو حکم سے کہنے لگے مدت مدید منعقد ہوئی اب تک خلافت کے باب میں تم نے کچھ حکم نہ کیا ہکو اسباب کا بڑا خطر ہے کہ کہیں وعدے کے ایام گزر جانے سے پھر فریقین میں قتال برپا نہ ہووے۔ تب ہر دو حکم نے لوگوں کو تسکین دیکے خلوت میں شہیر آغا کی عروبن عاص نے ابو موسیٰ سے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت فیض درجہ میں تو نے میرے سے آگے مشرف ہوا ہی اور داتا مامرد و گرم آزما یا ہی یقین جاسئے کہ تیری خواہدید سے تجاوز کرونگا۔ ابو موسیٰ نے کہا کہ عبداللہ بن عمر نے صلاح و عفت سے آراستہ اور علم و عمل سے پراستہ ہی اور اندون گوشتہ اختیار کیا ہی اور جنگ و جدال سے دوری لی اور اپنی تزداد کو کیسے خون سے آلودہ نہ کیا ہی۔ میں اسکو لایق خلافت کے سمجھتا ہوں۔ عروبن عاص نے پوچھا کہ معاویہ کے باب میں تو کہا کہتا ہی۔ ابو موسیٰ نے کہا کہ معاویہ خلافت کے لایق نہیں۔ اور بھی کوئی شخص کا نام لیا ابو موسیٰ نے کیسکو پسند نہ کیا آخر عروبن عاص نے یہ بات سمجھائی کہ ہم ہر دو متفق ہو کے علی رضی در معاویہ کو حکومت سے معزول کر دیں اور استقرار خلافت کا ہم شوری کے تجویز کریں تاوے جسکو

خلافت حضرت علیؑ ۴۱۰ حج ہونا فریقین کا دوسرا الجندل میں

مساب بن جہنم خلیفہ تمہرا دین۔ ابو موسیٰ نے یہ بات پسند کی۔ جب اپنے مکان آیا عبد اللہ بن عباس نے اس کے ساتھ خلوت کر کے فرمایا کہ ای ابو موسیٰ والدہ میں گمان کرتا ہوں کہ عرب بن عاص نے تجھے فریب دیا ہی اب میری اتناں بی بی کی کہ تم ہر دو حیات براتفاق کرین تو ہرگز اسباب میں اقدام نہ کیجئے کیونکہ وہ صاحب غرور ہے۔ مجھے اسات کا برا انداز ہے کہ ایک امر متفق علیہ میں تو اقدام کر لیا تو وہ نیز خلاف کو پیش کیا تب ایک ایسا فساد پیدا ہوا جو لگا کر کوئی سکا نہ لک کر سکیگا۔ ابو موسیٰ نے کہا کہ ہم ہر دو نے ایک ایسی بات پر اتفاق کیا ہی نہ ایک دوسرے کی مخالفت کو گنجائش نہیں۔ غرض دوسرے روز ابو موسیٰ اور عرب بن عاص اور سب لوگ مسجد طاع میں فراہم آئے ابو موسیٰ نے عرب بن عاص سے کہا کہ مہر پر سوار ہو کے وہ مات جبروم نے اتفاق کیا ہی لوگوں کو سنا دیکھے۔ عرب بن عاص نے کہا کہ میں تیرے پیچھے قدم کر دوں حالہ کہ تو میرے سے غرض میں طول اور افضل ہے۔ تب ابو موسیٰ نے ہلا سے منبر کے اندہ نقالی کی حمد و ثناء کی اور حضرت برادر و تیرا پھر کہنے لگا کہ اگر مایا اور بایا کی بہتری اسی میں پائی جاتی ہے کہ علی رضی اور معاویہ کو حکومت سے معاف رکھیں اور اس امر خیر کو تیرے کے تحویل کرین تا کہ حکومت کے سزاوارد سمجھیں اور اپنا اصلاح کار سمجھیں اسکو اختیار کر لیں۔ میرا بی انگوٹھی انجلی سے نکال کے کہنے لگا کہ میں نے علی رضی اور معاویہ کو حکومت سے عزل کیا ہی جیسا کہ یہ انگوٹھی ابی اعلیٰ سے نکالی یہ مول کے منبر سے اتر اور عرب بن عاص نے منبر پر چڑھ کر کہا کہ اس شخص نے اپنے صاحب کو خلافت سے عزل کیا جیسا کہ سب لوگوں نے مشاہدہ کیا۔ اور میں نے اپنے صاحب کو اپنے معاویہ کو خلافت پر مقرر کیا کیونکہ وہ عثمان بن عفان کا ولی اور ان کے قصاص کا طالب اور خلیفہ مظلوم کی مسند پر بیٹھنے کے لئے سزاوار ہے۔ یہ زمانہ ہم بات اسکی زبان سے نکلنے ہی لوگوں جڑا شور و فضاں ہوا۔ ابو موسیٰ نے عرب بن عاص کو دشنام دیکے کہا کہ اللہ تعالیٰ تجھے توفیق نہ دی کہ تو نے غرور کیا اور میری مخالفت کی تیرا اور میرا فرار دایا نہیں تھا و اما مثلک مثل الجار یحجل استغفار عرب بن عاص بھی اس کے جواب میں ہی کہا عبد الرحمن بن ابی بکر نے کہا کاش ای ابو موسیٰ تو مایا اور بایا حکم کرتا۔ شرح بن مانی نے عرب بن عاص کے سر پر تازیانہ مارا۔ لوگوں نے درمیان آگے ایک نسل دی۔ اور شرح ہمیشہ ناسف کرتا تھا کہ عرب بن عاص کے سر پر بچا سے تازیانہ میں ترمار سے کھٹے نہ مارا۔ بچے مختار مجلس نے آواز بلند سے کہا کہ کاشکہ اللہ ابو موسیٰ اور عرب بن عاص کو حکم فرما دے کے ساتھ کیا اختتام اور اہل عراق سے ایک جماعت جاری کر نیام سے ترمار بن گینچ کے منبر کے پاس قتال آغاز کرین پر عدنی بن حاتم طائی نے مانع ہو کے کہا کہ تمام وقت کے بلا حکم قتال جائز نہیں۔ اور یہ مقدمہ اہل حجاز پر خصوصاً بنی ہاشم پر نہایت گراں آیا۔ اور ایک حادثہ نے ابو موسیٰ کو سب و دشمن کر کے کہا کہ امیر المومنین کو تیری حاکمیت سے غرضی اسبواسطے نکلے حکم تمہرا نیکو کردہ دیکھتے تھے۔ جناب ولایت باب کے متبع کی ایک جماعت نے ابو موسیٰ کو مار ڈالا جانا اسے بہت جلدی سے کوٹھ

خلافت حضرت علیؓ ۱۱۴ محمد بن ابی بکر و مالک اشتر کا قتل

ایک طرف فرما لیا۔ عمرو بن عاص اور ابوالاعور اپنے تابعوں کے ساتھ معاویہ کے پاس جا کے خلافت کا سلام کیا۔ اور عبداللہ بن عباس اور شریح بن ہانی نے اپنے موافقین کے ساتھ حضرت امیر کی خدمت میں حاضر ہو کر سب مرکز نشین ظاہر کی محمد بن ابی بکر اور مالک اشتر کا قتل نقل ہی کر جناب امیر نے صفین کی طرف تشریف فرمانے کے اگے قیس بن سعد عبادہ کو مصر کی حکومت سے معزول کر کے محمد بن ابی بکر کو اسکی جاسے پر روانہ کیا تھا۔ جب محمد بن ابی بکر شہر مصر کو پہنچا۔ قیس نے حکومت اسکی سپرد کر کے اس ملک کے ضبط و نسق کے باب میں اور فلان فلان کی دلجوئی اور خاطر داری کر نیکے مقدمے میں نصیحت کی اور حضرت امیر کی خدمت میں حاضر ہو کے آپ کے ہمراہ رکاب صفین کی طرف روانہ ہوا۔ جب محمد بن ابی بکر نے مصر کی حکومت پر تسلط ہو کے اس ملک کے تنظیم و تنسیق پر بکربانہی۔ مصر میں ایک شخص معاویہ بن خنیس نام جناب امیر کے سخت دشمنوں سے تھا جنگ صفین آخر ہوا اور حکمین کا قصہ بھی وقوع میں آیا۔ معاویہ بن خنیس نے حضرت عثمان کے خون کا بدلہ طلب کرنے میں اتھا ادا بشوں کی ایک جماعت بھی اسکے ہمراہ ہوئی سو اس ملک میں ایک شور اور فتنہ پیدا ہوا۔ محمد بن ابی بکر نے یہ احوال حضرت امیر کی خدمت میں لکھا۔ حضرت امیر نے صفین سے مراجعت کرنے کے بعد مالک اشتر کو جزیرے کی حکومت پر بھیجا تھا جلد اسکو بلوا کے اسباب میں مشورت کی کہ محمد بن ابی بکر کو ایسی خبر پہنچے۔ پس کسکو دمان بھیجا جائے۔ مالک نے کہا کہ اس ملک کی فرمان روائی کے لئے قیس بن سعد ہی بہت سزاوار ہیں۔ لاکن حضرت علیؓ نے جب اسکو بلے سب معزول کیا تھا پھر دمان کے جانے پر راضی ہوا۔ اسلئے جناب امیر نے اسکو آذر باجان کی حکومت پر روانہ کر کے۔ مالک اشتر کو فرمایا کہ مصر کی حکومت تجھے سزاوار ہی ہے۔ مالک اشتر حکم کے ساتھ تری جلدی سے مصر کی طرف روانہ ہوئے یہ خبر شام میں معاویہ کو پہنچتی ہی درطہ اضطراب میں پڑا کیونکہ یہ سوچا کہ کونے کی طرف سے جناب امیر اور مصر کی جانب سے مالک اشتر فوج کشی کر آویں تو شام میں قیامت مشکل ہو جائیگی آخر یہ تدبیر سوچی کہ مالک کو دعا سے ہلاک کرے مصر کے راہ میں ایک قریہ واقع تھا اس میں ایک دھقانی جو معاویہ سے دوستی رکھتا تھا اقامت کی تجویز تری جلدی سے اسکو لکھ بھیجا کہ مالک اشتر مصر کی طرف جانے وقت البتہ تیرے قریے پر سے گزرے گا تو اسکی استقبال جا کے اسکے ساتھ تری محبت سے پیش آئے اسکی ضیافت کیجئے۔ اور ہر حیلہ و تدبیر اسکو زہر دیجئے۔ یہ خط اس دھقانی کو پہنچتی ہی اسنے انتظار میں تھا جب مالک اس نواح میں پہنچا اسکے استقبال جا کے تری تکریم اور محبت پیش آیا اور گھر لاکے اتارا۔ اور خوارج کا ذکر درمیان لاکے انکی تری شکایت اور مذمت کی اور کہا کہ ہم سب تیرے سے شہید و جوارہ کے محتاج تھے غرض شہد میں زہر ملا کے اسکو کھلا دیا مالک اشتر نے اسبوقت رحلت کی۔ جب اسکے رحلت کی خبر بدورت اشتر حضرت امیر کو پہنچی تباہی درد و ملال دار و خاطر ہوا بے اختیار رو دئے۔

خلافت حضرت علیؑ ۴۱۲ اٹھائیسویں سال کے وقایع

اور محمد بن ابی بکر کے نام سے ایک نام اس مضمون کا تحریر فرمایا کہ میں نے تیری جاسے پر جو مالک اشتر کو روانہ کیا اس کا سبب کچھ ترسے قصور و فتور کا نہیں بلکہ میں نے چاہا کہ تجھ کو ایسے ملک کی حکومت پر روانہ کر دوں جس کا فتنہ و فساد کا اندیشہ نہ ہو اور تو فارغ البال امام سے و مان گذار نہ بنے۔ خیر تو اٹھاے راہ مالک اشتر کی رحلت ہوئی اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے۔ چاہئے کہ تو اپنے مسند حکومت پر ٹھکن رہے تو ہی ہر شہادت سے خزانہ روانی کیجئے اور دشمن کے مقابلے سے پس پانہو۔ ہر امر میں اللہ تعالیٰ سے استعانت کیجئے وہی تیرا کاغذ عبادت و کفایت تھا ہی اسے چڑھ غیب سے جو ظہور نہیں پایا چھ اجڑا راضی رہنا چاہئے والسلام۔

نفل ہی کہ مالک اشتر کی رحلت کے بعد جب خواج کا فتنہ بدودیا۔ اور امیر المومنین اس کے دفع شر کی طرف متوجہ ہونا فرمادیتا۔ معاویہ کو تیری خوشی حاصل ہوئی۔ جنگ صفین کے وقت عمر بن عباس سے جو وعدہ کیا اس کے موافق اس کے ساتھ چھ ہزار کا لشکر دیکے مصر کی تسخیر پر روانہ کیا۔ عمر بن عباس نے جب مصر پہنچا معاویہ بن شدیج جو مصر میں فتنہ برپا کیا تھا اپنا لشکر لیکے عمر بن عباس کا رفیق ہوا۔ محمد بن ابی بکر کا لشکر اس کے ساتھ مقابلہ کیا آخر محمد بن ابی بکر کے لشکر کو شکست ہوئی لوگ متفرق ہو گئے معاویہ بن شدیج نے اس کو قتل کیا اور اس کے جسد مبارک کو جلا ڈالا انبیاء و اہل بیت را چون۔ پھر عمر بن عباس مصر کی حکومت پر قرار پایا۔ اور بعض روایات میں آیا ہی کہ جب عمر بن عباس نے مصر پہنچا محمد بن ابی بکر نے حضرت امیر کی خدمت میں اس کے احوال سے اطلاع دیکے مدد طلب کی۔ آپ نے ہر چند کو فیرون کو اس کی اعانت پر ترغیب و تحریک دی وہی پر وے بد مخفون نے قبول نہ کیا جناب امیر کو ذی رنجیدگی ہوئی سو رد بقبلہ ہو کے یہ دعا کی کہ الہی اس قوم پر ایسے شخص کو مسلط کر کہ ہرگز ان پر رحم کرے۔ آپ کی دعا مقرون اجابت ہوئی سو قبول چھوڑا اسی شب حجاج بن یوسف ظالم میدان کو بیٹوں کو اس کے ماتھے سے جو بیج بیچا سو شہور ہی۔ القصد جب محمد بن ابی بکر کے قتل کا واقعہ جا کر ان جناب امیر کے گوش گذار ہوا۔ بہت محزون طول ہوئے۔ ان دنوں عبداللہ بن عباس جو بصرے کی حکومت پر تھے ان کے نام سے ایک مکتوب تحریر فرمایا اور اسمیں اپنی کدورت اور دل تنگی ظاہر کی انہوں نے زیاد بن امیر کو اپنی نیابت دیکے بصرے سے کرنے کی طرف راجت کی اور اپنے دین پر قرار دیا کہ امیر المومنین کے جناب سے پھر مفارقت اختیار نہ کروں ہجرت سے اٹھائیسویں سال کے وقایع فوجیں روانہ کرنا معاویہ کا جزیرے اور یمن و حجاز عراق کی طرف کہتے ہیں کہ محمد بن ابی بکر کی شہادت اور عمر بن عباس مملکت مصر چھلے بانے کے بعد جناب امیر کے امور خلافت میں محمود داخل ہو دیا معاویہ نے عبداللہ حمری کو بصرے کی تسخیر پر نامزد کر کے روانہ کیا ایسے جب بصرہ پہنچا۔ زیاد بن امیر جو عبداللہ بن عباس کی طرف سے دیا گیا حاکم تھا مقابلے کی طاقت نہ پاسکے ختم ہو گیا۔ جب کوئے میں امیر

سر کی جلیت کے
حوالے سے

یہ لکھ کر
میں نے محمد بن

اس بات کی اطلاع ہوئی آپ نے امین بن مخاشع کو اسکے جنگ پر روانہ کیا۔ جب اسے جانے لگا اس سے
مقابلہ کیا عبداللہ بن حنفیہ نے اس پر فتح پانے کے اس کو قتل کر دیا۔ اسکے بعد امیر المومنین نے حارثہ بن قدامہ کو روانہ
فرمایا اسے بصرہ پہنچا اسکا مقابلہ کیا جنگ شدید واقع ہوا عبداللہ بن حنفیہ نے ہزیمت پانے کے ایک قصر بلند
میں جا کے پوشیدہ ہوا اور اسکے راہین اور دروازے بند کر دیئے۔ حارثہ نے حکم کیا کہ اس عمارت کو آتش
دین پس عبداللہ اور اسکے اتباع سب کے سب جل گئے۔ **ہجرت سے اچالیسویں سال کے**
وقایع اس سال میں معاویہ نے نفعان بن بشیر انصاری کے ساتھ دس ہزار کاشفہ دیکے عین التمر کے
تخت پر روانہ کیا اسوقت حضرت علی کی طرف سے مالک بن کعب و مانیکا حاکم تھا جب عین التمر کے لوگ
کم تھے شامیوں کی کثرت کو دیکھ کر فرار ہوئے۔ مالک نے تھوڑے لوگ کے ساتھ قطعے میں پناہ لیکے
ایک قاصد کو امیر المومنین کی خدمت میں بھیجا اور مدد طلب کی۔ جناب خلافت مآب نے چاہا کہ مدد روانہ
کرے لاکن کو فیوں سے کسی نے بھی قبول نہ کیا۔ مالک نے جب دیکھا کہ مدد آنے میں تری دیری ہوئی
آخر وہی شخص جس کے ساتھ جو اسکے ہمراہ تھے قطعے سے باہر آئے جنگ شروع کیا شام تک قتال جاری تھا۔
ایسے میں عبدالرحمن بن مخنف اپنے باپ کے حکم پر مالک کی مدد پر پہنچا۔ نفعان کو یہ تصور ہوا کہ مالک کی
مدد پر لوگ بہت آتے ہیں گھبرا کر شام کی طرف رجعت قہقری کی۔ اور اسی سال میں معاویہ نے چھ ہزار
سناہ کے ساتھ سفیان بن عوف کو سرحداری دیکے انبار پر روانہ کیا وہ شہر سواد عراق سے ہی جب سفیان
انبار پر پہنچا حسان نے جو دمان کا حاکم تھا اسکے ساتھ مقابلہ کر کے مارا گیا۔ شامیوں نے انبار کو سحر کر کے
غارت کیا۔ جب یہ خبر جناب خلافت مآب کو پہنچی۔ تیس بن سعد کے ساتھ شجیعوں کی ایک فوج دیکے
روانہ فرمایا وہ تری جلدی سے روانہ ہوا حدود شام تک جا کے دیکھا تو کسی کو نہ پایا۔ کیونکہ شامیوں نے
جو بہت سا مال و متاع غارت کیا تھا بلا توقف اپنے وطن میں جا کے پہنچ گئے۔ غرض معاویہ نے ایسا ہی اور
کئی شہروں میں اپنے تابعوں کو روانہ کیا جناب امیر کی طرف سے جو عامل اور حاکم مقرر تھے انکے ساتھ جنگ
جدال واقع ہوا کبھی فتح ادھر تھی کبھی ادھر۔ اور اسی سال معاویہ نے ایک ہزار کو مکہ معظمہ کی طرف روانہ کیا
تا مصر اور مغرب کے لوگوں کو ساتھ لیکے حج ادا کرے۔ اسوقت قثم بن عباس جو حضرت امیر کی طرف سے
مکہ معظمہ کا حاکم تھا اسکو امیر حجاج ہونے سے منع کیا اسلئے فریقین میں جنگ برپا ہوئی الا تھا لاکن مکہ میں
کہا کہ حج کے ایام میں ہم خون ریزی ہونے نہ چکے۔ آخر انہوں نے شعیبہ بن عثمان کو مقرر کیا کہ سب لوگ کو
مقتدہ ہونے کے مناسب جگہ پر قیام کرے۔ **خارج کا جنگ** نقل ہے کہ جب حضرت علی نے ابو موسیٰ
اشعری کو دومۃ الجندل کی طرف بھیجا چاہا۔ خرنوس بن زہیر اور زرع بن مالک نے انکے عرض کی کہ

خلافت حضرت علیؓ ۱۱۲ھ ۱۱۱ھ خوارج کا جنگ

ابو موسیٰ کو حکم ٹھہر کے نہ بھیجئے۔ جناب امیر نے فرمایا کہ جب میں نے عہد کر چکا۔ اور عہد نامہ میری لکھا گیا اور
 طرفین کے عہدیدار کا برکی گواہیاں بھی اس پر ثبت ہوئیں اب کس طرح اس کا خلاف کیا جا سکا۔ عہد شکنی تو جائز
 نہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **وَلَوْ اَبْعَدْتُ لَكُمْ اِذَا عَاهَدْتُمْ لَكُمْ** ابن ابی اکرہ اور سب خوارج کہنے لگے کہ ابو
 موسیٰ اشعری کو نہ بھیجئے بلکہ اب لشکر آرام پایا ہی پھر شامیوں سے جنگ برپا کیجئے۔ جناب امیر نے فرمایا
 کہ شامیوں نے جب صحیفوں کو نيزوں پر چڑھایا۔ میں نے کہا یہ بھی اسکا جیلہ ہی تم اور ایک ذمات جنگ
 کرو کہ اس میں فتح کی ہو۔ تب تم نے میرا کہا قبول نہ کیا۔ آخر میں نے لا علاج ہو کے حکمیں ٹھہرانے پر راضی ہوا
 تب ایک شخص نے کہنے لگا یا امیر المؤمنین ان لوگوں کی جمیعت زیادہ ہو گئی ہے۔ اور سب حکم کے آپ
 کی تکفیر کرتی ہے۔ اگر آپ ان کے کہے موافق اس سے باز نہ آویں تو یہ آپ سے قتال کریں گے۔ حضرت امیر نے
 فرمایا کہ اب اسے بھی جنگ کرنا مجھے حلال ہوا۔ غرض یہی اختلاف تھا کہ ابو موسیٰ نے دو تراجم نازل کیا۔ اور
 اسے عمر بن عاص کے قریب میں ان کے حاکم کیا اسکی خبر کو نے کو آتی ہے۔ خوارج بیت خوس ہوئے اور
 کہنے لگے کہ اب جناب امیر کا خون مباح ہے پھر سپہوں نے متفق ہو کے یزید بن حصین کو اپنا سردار مانا یا ہوا
 اسے قبول نہ کیا پھر یزید بن ادنیٰ سے الناس کی وہ بھی قتل نہ کیا آخر **عبد اللہ بن وہب**
 کو اپنا امیر بنا کے اس سے بیعت کی۔ ان مردود و احمقوں کا یہی وعدہ تھا کہ جب حکم کرے برطرہ ہر ایک
 لوگ راضی ہو کے حکم ٹھہرے ابوقت مورد تکفیر ہوئے۔ لکن کتاب اللہ کے موافق حکم کر لی جو شرط تھی
 اور دوسے برخلاف کتاب اللہ حکم کرنے کے سبب حضرت علیؓ جو اس پر راضی ہوئے ان نامہ تجاروں کو اس
 نظر نہیں **نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْعِبَادَةِ وَالْعَوَالِیَةِ** قصہ کو نامہ سب خوارج نے اس بات پر اتفاق کیا کہ
 کرنے سے ٹھکر نہرواں پر جانے کے جمع ہو دیں۔ اور جناب امیر پر امر معروف کریں اگر انہوں حکم ٹھہرے
 فعلی کفر سے تو کریں بہتر والا اسے جنگ برپا کریں نعوذ باللہ نہا پس سب کرنے سے ٹکے نکلنے میں شہرت
 اور مضرت کا خطر جان کے دو دو چار چار شہر سے اپنا منہ کالا کرنے لگے اور لیس کے کھنڈ
 کو بھی ایک نامہ لکھا کہ ہم ہندوان پر جا کے جمع ہوتے ہیں تم بھی جلد ومان ان کے ملحق ہو جاؤ۔ پس اس
 سے بھی پانسو خارجی ہندوان کا قصد کر کے نکلے۔ ان ظالموں کا تو یہ تشدد تھا کہ اٹھانے راہ جنگ
 اپنا مذہب ظاہر کر کے اگر وہ شخص قصہ تکبیر سے انکار کرتا اور ان کے ساتھ ملحق ہوئے۔ اور یہ خبر امیر المؤمنین
 کی خدمت میں پہنچی آپ نے ان کے سردار نامہ تجار کے نام سے یہ نامہ رقم فرمایا **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ**
مِنْ عَلِیِّ بْنِ ابِی طَالِبٍ اِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ وَهْبٍ الرَّاسِیِّ وَیَزِیْدِ بْنِ الْحَصَنِیِّ وَمَنْ
یَقْبَعُهَا سَلَامٌ عَلَیْكُمْ فَاِنَّ الرَّجُلَیْنِ الذِّیْنِ اِذْ یَضِیْعَانِ مَا خَلَفْنَا کِتَابَ اللّٰهِ وَاتَّبَعْنَاهُمَا

ہو انہا بغیر ہدیٰ فلما لم یجلا بستہ ولم یحکم بالقرآن وتبرانا من حکما نحن
 علی امرنا الاول فاقبلوا وحکم اللہ الینا فانما سبنا لانی عدونا وعدوکم لنعوقد
 الخان تم حق محکم اللہ بیننا وھو خیر الحاکمین جب یہہ بکثرت خوارج کو پہنچا دے نہ ہجرت
 نے کشاکش ہو کے یہہ جواب لکھا کہ آپ جب ہند امین حکیم کلین پر راضی ہوئے اس وقت ہجرت کو
 اگر اس سے توبہ کریں بہتر والا ہم انکو اہم معروف کریں گے اور راہ راست پر بلائیے آپ قبول کریں ہم آپ کے نان
 ہونگے والا آپ سے جنگ کریں گے۔ جب ان گمراہوں کا جواب جناب ولایت مآب کو پہنچا نہ انکے راہ صواب
 پر آنے سے مایوس ہوئے۔ اور چاہے کہ ان اشقیاء کو بالکل انکے حال پر چھوڑ دیکے غنان غنیمت شام
 کی طرف معطوف کریں اور انہیں نو معاویہ کو گوشمالی دیں۔ پس کونے سے نکلے موضع نخلہ کو شکر گاہ
 ٹھہرایا اور اپنے یاروں کو حکم فرمایا کہ سفر کا تہیہ کریں۔ اور حمالک محروسہ کے اطراف و انکاف کے عالم کو
 پروانجات روانہ فرمائے شعیب بن ادرجاء و زون کو بلوایا اور آپکا فرمان جب عبد اللہ بن عباس
 کو پہنچا انہوں نے بصرے سے ساتھ ہزار تیغ زن کا لشکر لیکے موضع نخلہ میں ہوئے۔ اور چو طرف کی جو فوجیں
 فراہم آئیں انکا شمار اسی ہزار آدمی سے زیادہ ہوا۔ ایسے میں یہہ خبر آئی کہ خارجیوں نے سواد عراق میں
 قتل اور غارت کا ماتھہ دراز کیا ہے اور کتاب اللہ و سنت رسول اللہ سے انکو غفلت اور حرمان ماتھہ دنی
 ہے۔ انکا ظلم اس درجے کو پہنچا ہے کہ عبد اللہ بن جناب ایک رفیق کو ہمراہ لیکے راہ سے چلا تھا ان خارجیوں
 نے اپنا مذہب ان پر عرض کیا دے ہر دو نے نہیں قبول کیا پھر انہوں نے ان ہر دو کو قتل کر ڈالا۔ امیر مومنین
 نے یہہ خبر سنے حارث بن عمر کو ہزدان کی طرف روانہ کیا تا انکی کیا حالت ہے تحقیق کر کے آوے۔
 جب اُسے ہزدان پہنچا ان ظالموں نے اسکو بھی مار ڈالا۔ جب یہہ خبر موضع نخلہ میں مسموع ہوئی سب لشکر
 کے سرداروں حضرت امیر کی جناب میں عرض کی کہ اب مصلحت یہی ہے کہ ہم ان گمراہوں کو چھوڑ دیکے شام کی طرف
 جا دیں۔ دے ایسا ہی ناحق مسلمانوں کو مار ڈالنے اور انکا مال غارت کرنے میں بے باک رہیں گے بلکہ انکا
 فساد کو بے تک بھی پہنچ جائیگا۔ اب مناسب یہی ہے کہ یہہ متعدد فوجیں جو جمع آئے ہیں ہمراہ لیکے ہزدان
 کی طرف روانہ ہو دیں۔ اور اس گمراہ فریق کو راہ راست کی طرف دعوت کریں دے قبول کر لیں تو بہتر
 والا ان سے جنگ برپا کریں۔ جب انکی سزا سے فراغت حاصل ہو شام کا قصد کریں۔ یہہ رائے جناب ولایت
 مآب کو پسند آئی۔ حکم ہوا کہ لشکر میں نہاد کر دیں کہ ہزدان کی طرف کوچ کریں۔ جب قطع منازل کر کے ہزدان
 ایک نرسنگ کی مسافت پر چاہنچے۔ جناب امیر نے عبد اللہ بن عباس اور ابو ایوب
 انصاری کو روانہ فرمایا تا انکو نصیحت کریں۔ دے ہر دو بزرگوں نے جانکے انکو بڑھ چڑھایا اور نصیحت

قول الخوارج جناب امیر نے پوچھا کہ ابو موسیٰ کیا دوسرے الجندل کی طرف جانے کے وقت کافر ہوا یا حکم کر کے ان کو لے کر آیا؟ حکم کر کے وقت۔ جناب امیر نے فرمایا جب اس کو بھیجے کے وقت وہ مسلمان رہے اور حکم کر کے وقت کافر ہو گئے۔ اس صورت میں میرا کیا گناہ اگر سب سے ایک شخص کو مشرکوں کے طرف بھیجے کہ تانا کو دعوت الی اللہ کرے فی السبل اگر وہ جا کے انکو دوسرے طرف دعوت کی تو اس میں پتھر پر کیا اعتراض۔ بالظہر ابو موسیٰ کے قصور سے محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی طرح ایسا کیا اور مسلمانوں کا خون مینا کس طرح تمہیں مباح ہو گیا۔ جب خوارج کے اکابر حضرت امیر سے یہ بات سنی ابن ابی اسد سے کہنے لگے کہ اب اس مرد کے عمارت سے زبان کو روک لے اور اپنی منزل کی طرف چل۔ یہ بات سنے اسے اس وقت بھر گیا اور سب خوارج قتال پر مستعد ہوئے۔ جناب امیر نے دیکھا کہ ان گمراہوں کا فتنہ شہر کے سوا سے انفصال پانا نہیں۔ آپ بھی اپنے لشکر طہر بیکر کو برسر میدان لے آئے۔ جہاں ہر دو لشکر ایک دوسرے کے مقابل ہوئے۔ جناب امیر نے حکم کیا کہ ایک جھنڈا اٹھ کر کے دوسرا شخص اس کی محافظت میں رہے۔ اور تدارک دین کہ جسے اس جھنڈے کے طرف آئیگا اس کو امان ہی۔ اور جسے کوئی طرف چلا جاوے۔ اس کو بھی امان ہی۔ اس اثنا میں قر وہ بن نوفل شجعی نے جو خوارج کے سردار تھا اپنے تابعوں سے کہنے لگا کہ میں نہیں جانتا ہوں کہ امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو ولی خدا و وحی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں ہم کس لئے جنگ کریں۔ میں پانچ سو شخص کے ساتھ اپنے لشکر گاہ سے نکل کے کوئی کی راہ لے آیا۔ یہاں سے اس کے لشکر سے ایک طايفہ کو لے کر ہی طرف چلا گیا۔ اور ایک جماعت اس جھنڈے کی طرف آئی جان و مال کا امان پایا۔ جناب امیر نے اپنے لشکر کو حکم فرمایا کہ جنگ میں تم اقدام نہ کرو اس قدر توقف کیجئے کہ مخالفین ابتدا کریں۔ اس لئے اچھا لشکر طہر بیکر کو جنس نکر کے اپنے مقام پر کھڑا ہوا تھا۔ جب خارجیوں نے دیکھا کہ اس لشکر سے کوئی اقدام نہیں کرتا ہی۔ بلکہ کلمہ لا حکم الا للہ ولو کرہ المشرکون کہتے ہوئے ہستات اجتماعی سے لشکر امیر پر حملہ کیا۔ خوارج کے لشکر سے انھیں طامی نے جو جنگ معین میں جناب امیر کی طرف تھا اور کئی شاہینوں کو قتل کیا تھا انہی حملات سے جب حضرت امیر کے لشکر پر حملہ لائے اپنے لشکر کی طرف بھاگے اور جناب ولایت آپ نے اس کا پیچھا کیا اسے انکو دیکھ کر گھوڑے کی باگ پھیر کے اس جناب کے ساتھ مقابلہ کیا حضرت امیر نے تدارک لے کر ایک ہی ضرب میں اس کو گھوڑے سے زمین پر گر آیا۔ تب اس کا برادر خروار نے اپنے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا حضرت علی کے نزدیک آیا چلا کہ آپ بردار کرے ایسے میں جناب امیر نے سبقت کر کے اس پر ایک ضرب ایسا کیا کہ تدارک اس کے مغز متک کاڑھ دی اور خروار کا گھوڑا بھی اس کی اختیار سے نکل جا کے جو طرف دوڑنے لگا آخر منہ کے سے باہر ہو کر ہڈیاں کے کنارے ایک غار میں گر آیا۔ اس کے بعد خروار کا چچرا بھائی مالک بن الوضاح میدان میں آئے کھڑا رہا۔ اور دو قطعے خروار کے

دفع میں ملے کے لئے وہی بیت مزدوری روایت ہی کہ جنگ سے فراغت حاصل ہوئی ابوہریرہ علیؓ کے
 حوکہ میں شریف فرمائی اور خوارج کے دشمنوں کی طرف متوجہ ہوئے فرمائیے کہ تجھ مختار سے جبارت ہی کہہ کر
 اس قدر فریب کیا کہ اگر آخر مختار سے قتل کی نوبت پہنچی مگر عازروں نے بوجھا کر انکو کئے قرب دیا۔ فرمایا کہ نفس و شہلا
 اور یہ آیت شریفہ ملاوت کی و عزیم احاشیم و ابن لہم الشیطان اجمال ہم کہتے ہیں کہ خوارج کے
 مقتولوں سے چار سو شخص ایسے تھے کہ انہیں حیات ایک دن باقی تھی جناب امیرؓ نے فرمایا کہ انکو انکے خویشوں
 کو مل کر دو۔ اور حکم کیا خوارج کے دشمنوں اور جاندار اپنے لشکر کے عازروں پر تعظیم کرن اور انکا مال انکے عورتوں کو
 پہنچا دیں۔ پھر ویسا ہی عمل میں آیا۔ نفی ہی کہ لشکر خوارج سے نوں شخص جو بکے گئے۔ اسے دو شخص بھاگ گئے
 حوہ سان گئے جذر و زدمان دم لیکے پھر خالان سے ولایت نیم روز کی طرف گئے اور وہیں قرار پائے سبحان
 خوارج انہیں سے منتک میں نہ اور اسے دو شخص میں کی طرف گئے یمن کے خوارج انہیں کی تسلی سے ہیں۔ اور
 دو شخص عمان میں طالب کے ساکن جو سے عمان کے خوارج انہیں کی اولاد سے جن اب اور نوفر نے جزیرہ عرب
 کی طرف اپنا منہ نہ کال کیا۔ ابھی انکی اولاد حاصل فرات میں باقی ہیں خود اسے نوان شخص بھی کہیں جو پیش ہوا
 سخذ لہم اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ جب خوارج کے ہم سے فراغت اور طمانیت حاصل ہوئی جناب امیرؓ نے
 اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی اور سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام بھیجے اور اپنے لشکر سے فرمایا کہ اللہ
 تعالیٰ نے تمکو خوارج پر فتح و نصرت عطا کی اب شام کا قضا کیجیو۔ تب لشکر کے نائب سرور وہیں نے متفق ہو گئے
 عرض کی کہ یا امیر المؤمنین ہمارے دشمنین کدہ ہو گئیں اور بڑے قوت گئے ہیں اگر کوئی کی طرف براحتت کا حکم ہو
 ہر اسے ہتھیار دین درست کر لیکے اور جاؤ و نکو خود آرام دیکے کمال شوکت و تابت کے ساتھ شام کی طرف کوچ
 کر لیکے۔ جناب ولایت ماب اسے ابھی عرض قبول کر کے حکم فرمایا کہ کہنے کی طرف کوچ کا تقاریر مجاہدین۔ عرض جب
 لشکر طرہ بیکار و فتنہ مشاغل کر کے کہہ دیا پھر اور شب لوگ اور جاؤ و خود سے آرام پائے اور ہتھیار دین درست کر والین
 امیر المؤمنین کا حکم ہوا کہ لشکر جمع کریں معقل میں **معیقل** فوجیں ہر ایک کے لئے دس سو تین کی طرف روانہ ہوا۔
 ایک روایت ہی کہ ایسے میں شام سے ایک جزیرہ خوش آئی اسلئے جا لیں ہزار آدمی نے حضرت امیرؓ کے ماتھے پر جنت
 کی تاشا بیوں کا شروع کر لیکے باب میں جان فشاں کریں لائن حب تقدیر علیؓ کے لئے موانع نہ تری ابھی معقل
 ہونہ مراجعت نہیں کی تھی کہ ایسے میں حضرت امیرؓ کی شہادت کا واقعہ مایہ درد و انا للہ وانا الیہ راجعون
 انشاء اللہ تعالیٰ اسکا بیان شریف آویگا **کاف** یعنی رہے کہ ان میں فرقوں نے پہلے طلوع و زبر و دہرے
 مناد و تیسرے خوارج کے ساتھ حضرت علیؓ کو جنگ کرنا لازم ہوا حضرت مخیر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکے
 ہی اس سے خبر دی تھی چنانچہ امام حسن علیؓ تاریخ الخلفاء میں یہ حدیث لائی ہے کہ امام احمد اور حاکم نے حدیث صحیحہ

خلافت کی نہیں ہی اجنبانوی	کرونگا اس سخن پرین منادی	اے دونوں کوئی حب کی محبت	گھر رکھا زبان کا ہی عزت
مگر کچھ عیب طعن انکو تو ہرگز	کہ میں یہ اہل سنت پاس مانز	جو فرقہ تیسرا ہی اذقین نام	خواجه ہیں وہ سارے کلبت اکام
ہوے جب دین کے سرحد وہ بھا	ہوا یہ نام زشت انکو تراد	کہ مولا سے ہر مومن ہی کن	خروج اس پر کئے تھے سب دین
امیر المومنین اسنے کیا جنگ	کہ تھے اسلام میں وہ خارج	کیا اس فوج نامور کو قتل	بھی انکے زشت رو مردار کو قتل
نہی مانند ذل اسکو ایک پستان	کیا عازت انہو کو شاہ مردان		

فصل شیعہ کے تخصیصات میں - شیعہ کے تخصیصات بہت ہیں۔ چنانچہ تحفہ اثنا عشریہ میں انکے پچیس تخصیصات مع جوابات مرقوم ہیں۔ ازاں مجاہد بیہ تیسرے حوالے تخصیصات ہی جو کہنے ہیں کہ اہل سنت بعض میں حضرت علی کے اور آپ کی ذریت طاہرہ کے افراط کرتے ہیں چنانچہ ابن شہر آشوب نے ذکر کیا ہے۔ اور اسی سبب سے انکو نواصب سے ملقب کرتے ہیں **جواب** شیعہ نے خود اپنے کتب میں اہل سنت کی کتابوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوہریرہ سے نقل کی ہیں قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا یومن احد حتی لکون احب الیہ من نفسه و لکون عترتی احب الیہ من نفسه۔ وعن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اجوا اللہ لما یعدو و کم من فجعہ واجبونی لحب اللہ واجبوا اہلبیتی لمحبی الی غیر ذلک اور یہ بھی جانتے ہیں کہ اہل سنت جناب امیر کی اور آپ کی ذریت طاہرہ کی محبت کو ایمان کے زاریض سے کہتے ہیں۔ حضرت شیخ فرید الدین احمد بن محمد میثاق پوری معروف بطائر قدس سرہ علی اشعار میں فرماتے ہیں **ع** فلا تعدل باہل

البیت خلقا لا فاہل البیت ہم اہل السعادة فی معظمہم من اکا لسان خمسہ بحقیقی و جہم عبادۃ و ان اشعار کو شیخ بہاء الدین عاملی نے اپنے کٹرول میں نقل کیا ہے۔ مہر شیخ طائر سے نقل کرنے میں کہ فرمایا تھے من امن بمحمد ولم یؤمن باہلبیتہ فلیس بمومن اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی محبت اعمش کے ساتھ انکار پر حاش مشہور ہے۔ ایسے اعمش نے اس قصے کی روایت کرتا تھا کہ ایک بار حضرت امیر نے ابو جہل کی بیٹی کے ساتھ مناجا کا پیام کیا تھا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب خبر ہوئی ان پر غائب فرمایا۔ امام ابو حنیفہ نے اعمش سے کہا کہ ہر چند یہ قصہ صحیح ہی ہے مگر کیا لایں گی کہ اس قصے کو بے ادبانہ لوگوں کے رد پر روایت کرنے کوئی دینی مسئلہ اس قصے پر موقوف نہیں۔ اور شرک ابن عبد اللہ ابن شہر و ابن ابی اللیلہ یہ سب امام کے ساتھ متفق ہوئے اعمش کے گھر گئے اور اسکو اس قصے کی روایت سے بلامت کی۔ اعمش کہنے لگا کہ حضرت علی کی محبت میں تمہارے سے پیش قدم ہوں لکن میں نے جو حدیث جیسی سی تھی روایت کی میرا کام یہی ہی تھا کہ ایک دفعہ حضرت علی کے مناقب سے روایت کیا۔ یہاں تک کہ سب اس سے خوش ہوئے اور اپنے گھروں کی طرف لوٹ آئے۔

اور امام ابو جعفر نے جو اخذ علم از شاگردی حضرت امام باقر اور حضرت امام جعفر صادق کی بجائے اہل اویس و بن علی بن الحسین کے ساتھ محبت اور عقیدت رکھنے سے بیان کیے تھے۔ اور ابو جعفر کے والد کی جگہ امام ثابت تھا۔
 حالت صغر میں اپنے والد کے ساتھ امیر المؤمنین رضی علی کی زیارت حاصل کی۔ حضرت امیر نے ان کے اور اہل اویس کے حق میں برکت کی دعا کی۔ اسی دعا کے مطابق ابو جعفر و خود میں آئے۔ اور امام شافعی رحمہ اللہ علیہ کی محبت اس خاندان کے ساتھ اور الرباب میں ان کے اشارہ شیعہ کی کتابیں مستطور و مشہور ہیں اور جو اشارہ کر کے نام سے تیرہ کی کتابیں دیکھے گئے بیان کسی خانی میں **یا اہل بیت رسول اللہ حکم فرما** میں اللہ
 فی القرآن انزلہ **یا یحییٰ** میں عظیم القدر انکم **یا من** لم یضل علیکم لا صلوة لہ **یا ابراہیم** شافعی کا مذہب بھی یہی ہے کہ نازنین در و در فرض جانتے ہیں اور ابی حنیفہ **یا من** ذکر پر مشتمل ہے۔ اور امام کا
 رحمہ اللہ علیہ امام جعفر صادق کے خلیفہ میں پادشہ سے تھے اور طول عمر کے ساتھ محبت رکھتے تھے اور اس سے
 اخذ کر کے اہل اہل جامعہ کے عمدہ شاگردوں سے ہیں۔ اور جب امام علی رضا شاہدین و حاکم تھے وہ اس سے اس وقت
 سوار تھے۔ اور تحقیق تھی جو اعظم صوفیائے امت سے ہیں امام کے آگے آگے تھے اور بطور نوری کر لے تھے۔ اور
 ایک جامعیت صوفیہ اہل سنت کی اپنے جادوین امام برہان کی تھیں۔ اور حافظ ابو عبد اللہ حرانی اور محمد بن اسم
 طوسی سب طالب علمین اور محدثین و تواتر کو براہ لے کر آئے۔ اپنے مددگاروں اور دعا گاروں سے بھلنے کے امام کی
 زیادت کے لئے آئے۔ اور شہر میں ایک جو غائبہ عظیم رہا ہوا۔ اور لوگوں نے اس صاحب کے دیدار کی گئی
 وجوم کیا اہل سنت کے محدثوں نے عرض کی کہ اگر ایک در حدیث اپنے آبا سے کہم کی سند سے جو مسند از مذہب ہی
 اس وقت جو خلق انہیں آئے ہیں وہ اس کی کمال منت ہی تھی کہ امام ہام یہ اپنے آبا سے اپنے اس وقت
 کہ جوابت کی لا الہ الا اللہ تحسبی فمن قال ہذا دخل حصنی ومن دخل حصنی امنی علی
 العذاب الموت اہل سنت کے محدثوں اور آگے شاگردوں سے جو حج آئے تھے ان کا حجاب ہوا تو میں ہزار
 آدمی گئے گئے۔ اور امام ابو جعفر نے یہ سند بیان کرنے تو فرماتے تھے لو قرأ ہذا علی مخمور لا فاق اور
 علی مرتضیٰ لہ ذکرہ این الا شہر فی الکامل و ذکرہ صاحب العقول من الامامیۃ الصفا
 فی تاریخ الاممۃ اور سعید بن المسیب روایت مشہور ہے کہ کان عندہ رجل من قریش فأتاہ علی
 بن الحسین فقال لہ الرجل القرینی یا ابا عبد اللہ من ہذا قال سعید ہذا الذی ہے
 لا یسع من الناس یجولہ یو علی بن الحسین ان ابی طالب رضی اللہ عنہم اجمعین
 اور صوفیہ اہل سنت کے سب سلسلے طریقت میں ان کے اطہار پر ہی مبنی ہے بن عباس و سب بزرگان دین جمع
 طوائف اہل سنت کے شیخ الشیوخ و میران خیرین۔ ظاہری کہ اہل سنت کے پاس ہر کی عزت اور بزرگی کس سے

دین ہی اور بیرون کے ساتھ کسی محبت رکھتے ہیں اور ان کے بعض اہانت کو طریقت کا ارتداد سمجھتے ہیں۔ اب
نظر انصاف سے دیکھا جائے کہ دراصل اہل سنت کا نہیں ہی مگر شریعت و طریقت پر اور اسی دو امر کو موقع ریاست
و بزرگی کا جانتے ہیں۔ اگر شریعت فقہائے اربعہ میں اور کبرائے طریقت اصحاب خانوادہ سے صوفیہ میں
ان ہر دو فرقوں کو بھی اہلیت کی طرف رجوع اور ان کی خواندہ میں سے ذلہ برداری ہی۔ پس اہلیت کے بعض کی نسبت
اہل سنت کی طرف کرنی محسوسات کا انکار اور اجتماع اہلداد کا دعویٰ کیا گیا ہے۔ اہل سنت کی طرف
اہل سنت کو نواصب سے ملحق کرنا اس بات سے ہی کہ وہ کونکلت اور آفتاب کو تاریک کہیں۔ اور قطعا تاریخ سے معلوم
ہی کہ اہل سنت ہمیشہ نواصب کے ساتھ مقابلہ کرتے اور ان اشعیا کے ہدایات کا جواب دیتے اور اسے پر خاش کرتے
رہے۔ کثیر غرہ شاعر جو ایک شاعر مشہور ہی ان ملعونوں کے مقابلہ میں نگ ان کے مظاہرین شعر سے گذر کے نوبت اس
اور بد دعا تک پہنچائی اسکا شعر مشہور ہے **لعن الله من سب حسينا وواخاه من ملو قرة**

وامام و سرخی الله من ليسب عليا واصلح ادم واولق و جدام واور فی الواقع اہل سنت کی محبت
شیعہ نہیں جان سکتے۔ مگر جذب امتحان کے لئے شیعہ نواصب کا مذہب اختیار کر کے بھڑکھین کر ان کے مقابلے میں اہل
سنت کیا کرتے ہیں عجب کہ دست میں بڑیاں چمکدے اور یہ جو **ہو ان** شیعہ ہی۔ شیعہ کہتے
ہیں کہ اہل سنت حضرت علی کے قتل کو فتن نہیں جانتے ہیں۔ اس جناب کا قاتل جو ابن ملجم ملعون ہی۔ بخاری نے اپنی
صحیح میں اسے روایت لایا اور اسکی تعدیل و توثیق بھی کی ہے **جواب** یہ شیعہ کی جھوٹی بات اور ایسا افسر ہی
کہ جسکی وقاحت کو نہایت نہیں کیونکہ صحیح بخاری ہی ایسی کتاب نہیں کہ نادر الوجود اور عزیز و کیاب رہے۔ اس کے ہزاروں
نسخے ہر شہر اسلام میں پائے جاتے ہیں۔ اور اس کے رجال بھی محدث و اور مضبوط ہیں۔ اہل سنت تو اپنی کتب عقاید
میں ائمہ اربعہ کے بعد قتل نفس مومن کو اگر کیا رکھتے ہیں۔ علی الخصوص ایسے نفس مقدس کا قتل جو جب حدیث
بنوی کے کفر جانتے ہیں حدیث اشقی الاخرین جو اس ملعون کے حق میں آئی ہے اہل سنت کے سب کتابوں میں موجود
ہی۔ کیا امکان ہی کہ اہل سنت کی کسی کتاب میں اس ملعون سے کوئی روایت مامود رہے صحیح بخاری میں تو کہاں۔

روى الطبرانی عن ابن عمر رضى الله عنه عن النبي صلى الله عليه واله وسلم قال اشقى
النامس ثلاثة عاقرة نافله عوف۔ وابن ادم الذي قتل احام۔ وقاتل علي ابن ابی طالب
اور یہ افسر ابن شہر آشوب نے اپنے مخالفین بخاری پر ذکر ہی اس حکمہ تخاص کیا جائے کہ شیعہ کی روایات و
اقوال اہل سنت کے حق میں کن ہیروگی کے ساتھ آئے ہیں۔ **تولا اور تبر کا بیان** صاحب اثنا عشریہ
بارہویں باب میں جو تولا اور تبر کے بیان میں کی مقدس لکھے ہیں بیان اسکا خلاصہ اختصار کے ساتھ لکھا جاتا
ہی ویرہو العین و العین لکھا جاتا ہے کہ تولا کی معنی محبت اور تبر کی معنی غلاوت ہی۔ اس نادر کی محبت میں بڑی

چند مقدمے سنا جاتے۔ اور دوسے مقدمات بھی مسلمانوں کے مستقیم کے معتبر اقوال اور قرآن مجید کے آیات سے ثابت کیے جاتے ہیں۔ بجز ان مقدمات کے نتیجے کیا ظاہر ہوتے ہیں دیکھا جاتا ہے؟ نا واضح ہو کہ قرآن کے قابل کون ہیں۔ اور قرآن کے لائق کون؟ اور یہ بھی اصولی معرکہ شیعہ پر لکھا جاتا ہے، اس میں اصلاً قتل اہل سنت کو دخل نہیں پہنچا تھا۔ مخالفین تاد عداوت میں فرق ہی کہ مخالفت کو عداوت لازم نہیں ہر چیز پر مقدمہ برپا ہی لاکر منہ بٹانے کو دفع کر کے نئے دو درجے سے ثابت ہو سکتا ہے۔ اول یہ کہ صاحب ابواب الجنان علامہ رفیع واعظ کے مستبرین فرق شیعہ سے ہی اس بات کی تصریح کی ہے کہ درموس کے درمیاں امور دینی کے لئے مخالفت ممکن ہے۔ حالانکہ ایمان کی حجت سے ہر ایک دوسرے سے محبت رکھتا ہے۔ دوسرا یہ کہ باعقاد و شیعہ اثنا عشریہ دو مجتہد کے فیما بین مثلاً اس بارے میں فرقی ظنی علم الہدی کے درمیان بعض مسائل فقہیہ و تصحیح روایات مردہ ہیں جیسے خبر شناق و غیرہ کی مخالفت محض ہے۔ اور اتحاد مذہب کے سبب ایک دوسرے کے ساتھ محبت رکھتے ہیں پس مخالفت اس میں عداوت سے۔ ہر جہاں مخالفت ہو لازم نہیں کہ عداوت بھی ہو۔ مان جس جگہ عداوت ہوگی بالضرور مخالفت بھی ہوگی۔ دوسرا یہ مقدمہ محبت اور عداوت کہ یہی جمع بھی ہو سکتے ہیں تفصیل اس لہجہ کی یہ ہے کہ عداوت و دشمنی کی کوئی بھی ایک دینی جیسے مسلمانوں کی عداوت کافروں کے ساتھ کہ سب اختلاف اصول عقائد ایک دوسرے کو دشمن کہتے ہیں۔ اور عداوت دینی جیسے عداوت مسلمان کی بھائی مسلمان کے ساتھ۔ یہہ دشمنی دنیا کی مصلحت اور مضار اور طبیعت کی نفرت سے ہو کر رہتی ہے۔ پس محبت و عداوت مختلف الجنس یعنی دینی و دنیوی کا اجتماع اصلاً مستبعد نہیں ہے۔ بلکہ اکثر اوقات ہوتی ہے۔ لاکن جو محبت و عداوت کہ متعلق الجنس مختلف النوع یا بعض النصف یعنی داخل ہوا کرتی ہے جیسے مومن و کافر یا ان کی حیثیت سے محبوبہ و بیہلیل قولہ تعالیٰ المؤمنون و المؤمنات بعضهم اولیاء بعض اور فرق کی حیثیت سے متغوض ذلیل کلام الہی ان اللہ لا یحب الخاشین واللہ لا یحب الظالمین اور اس دلیل سے کہ منکر سے اپنی کرنی فرض ہے۔ اور یہی منکر کا دنیوی مرتد دل سے بغض رکھتا ہے۔ اب ہم آئے اس بات پر کہ کافر بھی احوال عالم کے سبب سے جو اس سے عداوت نہیں نہیں جیسے قرآن و ہر ان یا عدیل و اوداد و غیر ذی اور خوشی و غمی اور صدق و کفر کے سبب سے دوست ہو سکتے ہیں یا نہ قاتل نظر اس کی اجتماع محبت و عداوت پر محکم کرتی ہے قیاس کر لے مومن عاشق رہتے ہیں یا تم کی محبت و عداوت کے سبب سے اور غیر وہ ان کی محبت انصاف و عدالت کی حجت سے لاکن نظر دینی اسکے حق میں اجتماع محبت و عداوت دینی کے محال ہوئے پر محکم کرتی ہے۔ اس سبب کہ مقبول ہونا عالم کا ماہ و خیرا مین دینی عقائد کافر ہی جیسے اس کا اعتقاد و سیدہ اس کا عمل جنی دین کے اعتبار کر لے اور اللہ تعالیٰ کے پاس ناجہ ہی قابل اعتبار نہیں محبت و کفر پس جو محبت کہ کافر مومن یا کافر مایل کے ساتھ ہم بیچے وہی محبت دینی ہی نہ دینی قولہ تعالیٰ والذین

کفر و اعمالہم کسراب بقیعة بحسبہ الضمان ماء حتی اذا جاءہ لم یجدہ شیئا و وجد
 اللہ عندہ فوفاء حسابہ واللہ سریع الحساب پس معلوم ہوا کہ محبت و عداوت کا اجتماع ایک
 شخص میں ایک حیثیت سے محال ہے۔ اور دو حیثیت سے جائز اور واقع چنانچہ ملا محمد رفیع واعظ نے تارا
 سے دو شخص کے قصے میں ایسے سے نقل کی ہے۔ اور یہ اجتماع جیسا عوام امت میں ممکن ہے۔ خواص امت
 میں بھی محال نہیں کیونکہ بشریت کا مقتضا مشترک ہے۔ اور جو فرق کہ خواص امت اور عوام امت میں متحقق
 ہے۔ اس سبب سے نہیں کہ بشریت کے احکام خواص میں مفقود ہیں اور عوام میں موجود۔ بلکہ سبب کثرت
 و قلت فضائل و مناقب کے۔ اور سبب قوت و ضعف ایمانی اور ترویج شریعت اور احکام الہی قبولیت
 میں مابقیہ و مسبقیت کے جہت سے ہے۔ چنانچہ ایک حدیث طویل ایمان کے درجات میں کلینی نے
 حضرت امام جعفر صادق سے روایت کی ہے۔ اور خواص امت بالا جماع تین فرقے ہیں اہلنیت یعنی اولاً
 پیغمبر۔ اور اہلے اقارب اور ازواج مطہرات۔ اور اصحاب خالص جہا جہین و انصار سے۔ اس قدر ہی
 کہ دو طرف اپنے ساتھ مقابل تناسبی رکھتے ہوں مثلاً احاد امت کو نہیں پہنچا ہے کہ خواص امت کے ساتھ
 اس طرح سے پیش آویں۔ کہ حسب طرح خواص با یکدیگر پیش آئے ہیں۔ اسباب میں بہت سے شرعی و دلیلین دار
 ہیں از انجملہ یہ حدیث مشہور ہے اللہ اللہ فی اصحابی لا یخذلکم و ہم غرضاً من بعدی الی اخرہ
 از انجملہ وہ جواہریت اور انصار کے حق میں وارد ہے کہ اقبلوا عن محسنہم و تجار و ذواعن
 محسنہم از انجملہ وہ جواز و اج مطہرات کے حق میں وارد ہے و از واجہ امما تم اور حضرت نے فرمایا
 کہ ان امر ککن فیما یحتمل من بعدی ولن یصبر علیکن الا الصابرین یعنی تمہاری
 اطاعت اور فرمانبرداری پر صبر نہیں کرے گے۔ اور تمہاری تعظیم و حقوق کی رعایت نہ جانے لائے گے۔ مگر وہ
 لوگ جو صبر کامل رکھیں۔ اور عرفی و دلیلین بھی بہت ہیں۔ از انجملہ یہ کہ اولاد کو والدین کے ساتھ ہرگز
 وہ معاملہ درست نہیں کہ فیما میں اپنے یا اپنے امثال کے گرفت و گیر اور طعن و تشنیع کریں اسکے اسباب باوجود
 ان کے متحقق ہونیکے۔ از انجملہ یہ کہ ہر دولت میں خواص کی ایک جماعت ہوتی ہے جیسے شاہزادے اور بیگات
 اور بڑے بڑے امیر و وزیر۔ کہ ابتدائ میں اس دولت کا نشو و نما اور انتہا میں اس دولت کا بقا انہیں سے
 ہی اور انہیں کی سعی اور تلاش سے وہ دولت قائم ہوئی اور ایک صورت پکڑی پس انکی مہفت اور قدامت
 کا حق۔ اس دولت کے سب مستفید و ن پر ثابت ہے۔ اور دوسری ایک جماعت ہے جوئی آئی ہو سو اس
 دولت کے خوشہ چینوں سے ہوگی پس دے نئی جماعت والے جو آپس میں با یکدیگر معاملہ کرتے ہیں اگر وہ
 معاملہ بیگات اور شاہزادوں اور وزیروں اور امیروں کی ساتھ کرینگے بلاشبہ یہ صاحب دولت کے

ایسے ملعون اور مردود ہو جائیگے۔ اور اس دولت کے خواص باہم گرفت و گیر انداختار و عناب اور شہرے میں مخالفت کریں۔ بلکہ انہیں کسی جنگ و قتال کی بھی قوت پہنچ رہے۔ اگر وہ نئی جماعت کے لوگ ہیں تو ایسے خواص دولت کے ساتھ پیش آویں یا شہر سب لوگوں کے پاس بے ادب اور اس کے مستحق ٹھہریں۔ ان کے انفرادی اثرات لوگوں سے ایک شخص نے دوسرے ایک شریف کے ساتھ عداوت اور اذیت اور اذیت اور بدگمانی سے پیش آیا۔ دنیا ہی ایک شخص بذیل کسی شریف کے ساتھ گزریے تو ہرگز عقلاً اسکو معذرت نہ کیے بلکہ اسکو تنبیہ اور تفریہ پہنچائیے۔ اور کہیں کہ تو نے اپنی حد نہیں پہچانی۔ تجھے نہیں پہنچائی کہ ایسے شرما کے ساتھ ایسا معاملہ کرے۔ مقررہ مفقود میر وہ عداوت جو دنیا کے لیے باہر مسلمانوں میں ہو کر رہی ہے وہ اہل باطن میں غل نہیں لاتی ہی لاکن مذموم اور قبیح ہے۔ اور جب بلند مرتبہ کی ہوا فوج اور شیعہ ہی۔ جس کے ساتھ وہ ہی کہ ہر دو خواص امت سے ہو دیں یا ہر دو عوام امت سے۔ اور جس کے رعایت نہ کرنی میر کہ ایک حامی نے ایک فرد خاص کے ساتھ ایسی ہی ادنیٰ سے پیش آوے جیسے اپنے بچوں کے ساتھ میر ہاں نہایت قبیح رہی۔ اور بعد ازل میں خواص امت میں گروہ بنیں۔ اجماع و ازدواج و اہلیت اور زمانہ و انداز میں بھی گروہ ہوئیں۔ سیادت و علما و مشائخ طریقت نے اولیا۔ پس اس حکم جو وہ دعوے ہم چنے۔ پہلا یہ کہ محل ایمان نہیں۔ دوسرا مذموم اور قبیح ہے۔ ان ہر دو کے راستہ کے لیے یحییٰ کی کافی سے ایک روایت کافی ہے۔ لا محمد رافع و عطاء ہے حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام کی از روایت کا قصہ معلوم حال کی روایت ہے جو کتاب کافی ہے نقل کیا ہے اسکے آخرین کہتا ہے کہ ناخوشی کی لکھنے سے جب ایک شخص گزری حضرت ابو عبد اللہ نے عبد اللہ بن الحنفیہ کے گھر شریف لائی اور صل کی۔ پس معلوم ہوا کہ اس طرح کی اندک خواص امت کے درمیان وقوع میں آئیں۔ لاکن معاذ اللہ کیا ایسا مکان ہی کہ وہ اندک گمان طرف سے کیے محل ایمان ہوئے ہوں۔ اور پھر بھی معلوم ہوا کہ اس قسم کی از روایت کی بھی مذموم اور قبیح ہے جو اسکا تذکرہ کیا جائے۔ اور خواص امت میں باوجود مسافرت خارج کے بشریت کے حکم سے حجاب بردہ النساء حضرت علی مرتضیٰ میں ایک روز از روایت کی آئی ہے۔ اس قصے کو بھی لا محمد رافع نے لایا ہے اور اقتضا سے بشریت پر حوالہ کیا۔ چوتھا مفقود میر بالا حجاج صحابہ اور ازواج مطہرات سے کوئی ایسی چیز واقع نہ ہو کہ اس کے کفر کا موجب یا اس کے اعمال جلیب ہو نہ اس سبب ہو یا ایسا ملاوٹ بغیر خدا علی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سابقہ ہو جاوے۔ یا ان ایسے جو واقع ہوا ہے کہ بعضوں نے خلافت کے باب میں حجاب اجر حاصل کیا اور اہلیت کے حقوق کا غصب قصہ فرک وغیرہ کے مانند۔ اب علما یہ شیعہ کے ہی کلام میں نظر کیا جائے کہ مخالفت اور حجاج نے اور غصب کو کفر جانتے ہیں یا نہیں۔ اس مقام میں خواجہ فیروز گنجی کا کلام

مشہور ہے کہ صحیح الفوہ فسقہ و حار بوہ کفرہ پس صحابہ کی ایک جماعت جو حضرت امیر کی فقط مخالفت کی ہی دے قابل تبرا نہیں کیونکہ انکا مہتا ہے کہ فسق ہی اور فاسق مومن ہی والمومنون والمومنات بعضهم اولیاء بعض پس شیخین کریمین اور عثمان ذوالنورین سے شیعہ کے اصول پر تبرا جائز نہیں۔ انکے علمائے محققین نے اس قدر اعتراف کیا ہی قاضی نور الدین شوشتری مجالس المومنین میں لایا ہی کہ حضرات شیخین کے جناب میں تکفیر کی نسبت اہل سنت نے جو شیعہ کی طرف کی ہی یہ بے اصل بات ہی کیونکہ شیعہ کے کتب اصول میں اس سے کوئی نشان نہیں۔ مان انکا مذہب ہی ہی کہ حضرت علی کے مخالف فاسق ہیں اور اسے جنگ کرنے والے کافر چنانچہ نصیر الدین طوسی تحریر میں لایا ہی مخالفوہ فسقہ و حار بوہ کفرہ بمقتضائے حدیث حرب بک حسرتی و سلمی کے جو واقع ہی ظاہر ہی کہ حضرت شیخین نے تو امیر المومنین علیہ السلام کے ساتھ جنگ نہیں کیا ہی بلکہ بے زحمت قتال امر خلافت غضب کیا انتہی کلامہ جواب اول یہ کہ یہ کلام مجاز پر محمول ہی حرف تشبیہ کے حذف کے ساتھ یعنی حرب بک کا حربا ہی کیونکہ حقیقی معنی امکان نہیں رکھتا ہی یہ ظاہر ہی کہ حضرت امیر کا حرب حقیقہ حضرت رسول کا حرب نہیں بلکہ حکائی۔ جب مجاز حرف تشبیہ سے حذف ہوا۔ اس حدیث سے قبیح اور مذموم ہونا معلوم ہوتا ہی نہ کفر ہونا۔ کیونکہ مساوات مشبہ اور مشبہ بہ کی تمام احکام میں سرگزشت تشبیہ میں لازم نہیں اور حضرت خاتونہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تو اس لفظ کو بہت سے صحابہ کے حق میں بلکہ اسلام اور عمار اور جہنہ وغیرہ قتال متعددہ کے حق میں بھی فرمایا ہی۔ انکا جنگ تو بالاتفاق کفر نہیں ہی۔ دوسرا حرب بک حسرتی کنا یہ ہی عداوتک عداوتی سے۔ اور یہ ظاہر ہی کہ طلحہ و زبیر اور ام المومنین جناب امیر سے عداوت نہیں رکھتے تھے انکا جنگ کرنا عداوت کے سبب سے نہیں تھا بلکہ محض امت سے رفع فساد اور قضا میں طلبی کے لئے جو انہوں نے مقابل کیا آخر قتال کی نوبت نہیں۔ تیسرا یہ کہ تمام افعال اختیار یہ میں قصد و ارادہ شرط ہی تاج و دم کا مورد ہو مثلاً اگر ایک شخص کہے کہ جسے اس برتن کو پورے گا اسکو ایسا اور دنیا کا دیگا۔ ایک شخص چلتے چلتے جو اسکا پاؤں بھسا سو اس برتن کو چالکا بالا جماع اسکو بھورے والا نہ کہینگے۔ اور وہ امن و عید میں داخل ہوگا۔ یہی حال ہی انکے جنگ و قتال کا حضرت امیر کے ساتھ اذروے تواریخ معبرہ کے۔ جو تھا یہ کہ سلمان حضرت امیر کے ساتھ جنگ کرنا حضرت رسول مقبول کا ہی جنگ ہوا لکن حمار یہ رسول بھی مطلقاً کفر نہیں بلکہ نبوت و رسالت کے انکار کے ساتھ کفر ہی دینا اور مال کی طمع سے ہو تو کفر نہیں دلیل سے اس آیت قرآنی کے جو قطاع الطریق کے حق میں لئی ہی کہ بالا جماع دے کافر نہیں مان فاسق ہیں قولہ تعالیٰ انما جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ ولیسعون فی الارض

خلافت حضرت علی --- ۲۸ --- تو لا و تبرا کا بیان

فساد ادا ان یقتلوا و یصلبوا اور سود خواروں کے حق میں بھی یہی وعید وارد ہوئی سود خوار بھی اللہ کا
 کافر بہین قولہ تعالیٰ فاذا نواجر من اللہ ورسوله بلکہ ان آیتوں میں خدا و رسول ہر دو کا کھل
 فاطقون کے حق میں ثابت کرتے ہیں۔ اور اس حدیث میں تو فقط حرب رسول آیا ہی۔ پس جب
 حرب خدا و رسول ہر دو کفر ہو تو ذہن فقط حرب رسول کس طرح موجب کفر ہوگا مان جو حرب رسول
 کے ساتھ انکار دین اور اٹھنا اسلام کی راہ سے واقع ہووے بلاشبہ کفر ہی نہ مطلق حرب کسی
 مومن کو رسول مقبول کے ساتھ مطلق حرب بھی واقع نہ ہو۔ اور کوئی کیا کہہ سکتا ہے کہ حضرت موسیٰ کے حق
 میں جو حضرت ہارون کے چار بے میں کچھ قصور فرمایا۔ یہاں تک کہ حضرت ہارون زاری سے پیش آئے
 اور فرمایا کہ یا ابن ام کلا تخذ بلحیبتی و لا براسی حاربے میں اسکے سواے کیا حرکات سوائے میں
 حال کہ حضرت امیر بھی حکم انت معنی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ کے وہی مرتبہ رکھتے تھے۔
 اور حضرت کے زوجہ مطہرہ و اکوفا ثمان ثمان کے حامی اور قصاص جاری کرتے ہیں مہاجن سمجھ کے ایک
 ساتھ جنگ پڑا تھیں۔ بعینہا حضرت موسیٰ کے مثال ہی کہ حضرت ہارون کو گوسالہ پرستوں کے حامی اور
 حدود تعزیر جاری کرنے میں مہاجن سمجھ کے ایسی امانت اپنے بڑا درکلاں اور سیر کے بہ نسبت علی میں لایا
 پس اگر حرب رسول کفر ہو تو حضرت موسیٰ بھی حاشا لمن ذلک اسکے مورد ہونے والی عبادۃ اللہ میں دلک
 اور حضرت یوسف کے ہارون کا معاملہ جو انہوں نے حضرت یوسف کے ساتھ کیا اور حضرت یعقوب
 کو بیچ بیچا یا حاربے سے کیا کم ہی۔ اس مقام میں انصاف کی راہ چلا جائے۔ اور ہر شخص کے رستے
 کو دیکھا جائے کہ دوسرے جانب بھی ام مومنین و زوجہ سید المرسلین میں کہ کجک نفس قرانی کے سبب رسول
 کے ماوراء حضرت امیر کے بھی ماوراء ہیں۔ اگر مادہ اپنے فرزند پر زبرد و قبیح اور ہتھ دیکرے گو کہ وہ
 فرزند رسید اس فقیر سے بری الذمہ ہو۔ مادہ تاکر بتین بیٹیاں ہی کہ اسکی ماوراء پر طعن کرین صیبا کہ
 ہو کہ بہین بیٹیاں ہی کہ حضرت موسیٰ اور حضرت یوسف کے بڑا درون پر طعن کرین۔ بلکہ اس جگہ ماوراء اور
 پسری ہی ادا اس جگہ بہ نسبت بڑا درمی اور بڑا درمی عا کہ حفظ مراتب نہ کنی زندیقی کو بالجملہ معلوم ہو کہ
 حدیث حربی کا دستاویز حضرت امیر کے محاربوں کی تکفیر میں ہرگز قاعدے پر بہین تھی ہی اور
 بہت سے اصول کی مخالف ہوتی ہی۔ اور محاربوں کا ایمان اور اعمال صالحہ کہاں گئے۔ وہی مثال
 صالحہ بنفس و عداوت اور سب و تبرا کے مانع ہیں۔ غرض حدیث مذکور قابل تاویل ہی اور بالقطع
 اسکی حقیقی معنی مراد بہین ہی۔ ان آیات قطعہ کی معارض ہو سکتی بہین جو عموم مہاجرین و انصار کے
 حق میں اور بالخصوص ازواج مطہرات اور یہ ہر دو بزرگوں کے حق میں وارد ہوئی ہیں۔ غایت الامر

امام وقت کے ساتھ جنگ کرنا بغاوت ہی اور بغاوت فسق ہی نہ کفر۔ اور شیہہ یا تاویل کے سبب سے ہوتو فسق
 میں نہیں بلکہ خطا سے اجتہادی ہوتی ہی۔ جب اس بحث میں شیعہ کے کلام کا منہا معلوم ہوا اب ضرور ہوا کہ
 اس مسئلہ میں اہل سنت کا مذہب بھی مذکور ہووے۔ جانا چاہئے کہ حضرت امیر کی مخالفت امامت اور میر
 پیغمبر کے باب میں اور مذہب تمام ہونے میں قبض کے آگے اور تقسیم جس اور متعہ الحج وغیرہ فقہ کے اجتہادی
 مسئلوں میں جو بعض صحابہ سے ہوئی اصلاً کفر نہیں بلکہ معصیت بھی نہیں ہی کیونکہ حضرت امیر بھی مجتہدین اصحاب
 ایک مجتہد تھے۔ مجتہدین کو مسائل اجتہادیہ میں بائیکدیگر خلاف جائز ہی۔ اور ہر مجتہد ماجور ہی۔ اور حضرت
 امیر سے جنگ کرنا بالاجب و عداوت کی راہ سے علماے اہل سنت کے پاس بالاجماع کافری۔ اور یہی
 ہی انکا مذہب خوارج اور اہل ہنروان کے باب میں۔ اور حدیث حرب بن ابی انکے پاس اسی جنگ پر محمول
 ہی۔ لاکن اس جگہ بھی لزوم کفر ہی نہ التزام۔ پس مرتد کا اطلاق ان پر ہو سکتا نہیں۔ جب خوارج کا شبہ بہت
 ہی بے مغز اور قرآن مجید کے نصوص قطعیہ اور پیغمبر کے احادیث متواترہ کے مقابل ہی انکے اعتدار کا موجب بھی
 ہو سکتا نہیں۔ پس خوارج اہل سنت کے پاس احکام اخروی میں کافر ہیں انکے واسطے مغفرت کی دعا نہ کیا
 چاہئے اور انکے جواز سے پرناز نہ ترنا چاہئے و علی بذالقیاس اور حضرت امیر سے جنگ کرنا بے جوعبض و
 عداوت سے نہیں بلکہ شبہ فاسد اور تاویل باطل سے کیا ہی چنانچہ اصحاب جل واصحاب صفین۔ پس خطا سے
 اجتہادی اور بطلان اعتقادی میں مشترک ہیں۔ فرق یہ ہی کہ اصحاب جل کی یہ خطا سے اجتہادی اور فسق
 اعتقادی طعن و تحقیق کی مجوز نہیں کیونکہ قرآن کریم کے نصوص قطعیہ اور احادیث متواترہ انکی مدح و ثناء میں
 ہیں اور اسلام کی سبقت اور حضرت کی قرابت اور انکا نبی و صہری علاقہ جو حضرت کے ساتھ ثابت ہی جیا
 کہ حضرت موسیٰ کے حق میں انکی عصمت اور علو مرتب پر نصوص قطعیہ قائم ہیں انکی طعن و تحقیق سے مانع میں اس باب
 میں جو انہوں نے اپنے برابر حضرت ماردوں کے ساتھ جلدی اور بے تاملی سے پیش آئے۔ وہ سب بشیر
 و فی اللہ تھانہ ہوا سے نفسانی و زعم شیطانی سے حاشا جنابہ من ذلک۔ اور اصحاب صفین میں جب یہ
 باتیں بالقطع ثابت ہوئیں توقف اور سکوت لازم ہی نظر کرتے عموم آیات و احادیث پر جو صحابہ کے بلکہ جمیع
 مومنین کی فضائل پر اور شفاعت اور نجات اور عفو الہی بر دلالت کرتے ہیں۔ مان جب یہکو بالیقین معلوم ہو
 کہ جماعت شام سے جسے حضرت امیر کے ساتھ بعض عداوت رکھے یا بحدیکہ اس جناب کی تکفیر یا من یا و شام
 اپنی زبان پر لاوے۔ بالیقین ہم اسکو کافر جانینگے۔ جب یہ بات اتنگ روایت معتبرہ سے ثابت ہوتی او
 انکا اصل بالیقین ثابت ہی ہم مشترک اصل کے ساتھ رکھنے میں بالجملہ اس بات پر اہل سنت کا اجماع ہی کہ جسے
 حضرت امیر کی تکفیر کرے یا باعتبار اوصاف دین کے جیسے علم و عدالت اور ورع و تقویٰ کے انکو لائق خلافت

خلافت حضرت علیؑ

۴۰۴

شہادت حضرت علیؑ

نجانے یا اس جانب کے بہت ہی خوب نیکو انتہا کرتے وہ بلا شک کافر تھے۔ جب تلے بائیں خوارج اقبال ہنر والے کے
 بنی جن فطانت کو پہنچے بلاشبہ ان کو کافر کہتے ہیں۔ جب دوسروں سے ہرگز ثابت ہو نہیں سکتے انکی تکفیر
 نہیں کرتے ہیں۔ یہ وہی متعجب مذہب اہل سنت کی اس بات میں اور موافق انکے اصول کے۔ کیونکہ اس بات پر
 اصرار رکھتے ہیں کہ حدیث دین کا مسک کاغذ ہے۔ حضرت امیر کے ایمان کا علو درجہ اور بہشتی ہونا ایسا اہل عقافت
 سیفیر کی یافتہ رکھنا اس جانب کا احادیث صحیحہ کے قطعاً نایاب متواتر ہونے کا ثبوت ہی نہیں مسکوں ان امور کا کافر
 ہونا اور حاربہ اسکے ساتھ شامت لعن اور حب غلام کے سلب یا تاویل باطل اور متبرہ حامد کے حب سے نفی
 علیؑ یا یفسق اعتقاد ہی نہ کفر اس اصل میں المیہ تھی متفق ہیں نہیں اس حکم میں بھی جاکر متفق ہیں وہاں اللہ تعالیٰ
 ہجرت سے چالیسویں سال کے وقایع۔ امیر المومنین حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ
 کرم اللہ وجہہ کی شہادت کہتے ہیں کہ واقعہ نہروان کے بعد علالت خوارج نے میں عمر
 بیلا سعید الرحمن بن طلحہ مرادی۔ دوسرا برک بن عبد اللہ التمیمی۔ تیسرا عمرو بن بکر السدوسی کہ معظمہ میں حج انکے
 باہم طاقت کی اور مسکوں کے عاملوں کے عیوب اپنی زبان پر لاکے نہروان کے کشنگون کی تعریف و توصیف
 بیان کی اور اپنے ناپاک انکھوں سے پانی نکالا آخر یہ تدبیر شہرانی کہ میں شخص کو قتل کر دیں تو لوگوں کی آرا
 ہوگی یعنی علیؑ ابن ابیطالب اللہ معاویہ بن ابی سفیان و عمرو بن العاص۔ ابن طلحہ ملعون نے کراہل مصر سے تھا
 کہا کہ میں علیؑ رضی اللہ عنہ کو قتل کرنا ہوں اور برک بن عبد اللہ نے کہا کہ میں معاویہ کو مار داتا ہوں۔ اور عمرو بن
 نے کہا کہ میں عمرو بن العاص کے سر کو دفع کرتا ہوں۔ پس یمنوں نے اپنے شمشیروں کو مسوم کیا اور یہ قرار دیا
 کہ نہ مصفا کی فغان شب میں یمنوں کو قتل کر دیں۔ اس عہد وہاں کے بعد وے یمنوں نے ابن طلحہ کو
 کی طرف روانہ ہوا اور برک و دمشق کی طرف اور عمرو مصر کی جانب۔ جب ابن طلحہ کو نے میں آیا ایک خارجہ
 عورت کا عاشق ہوا اسکا قصہ طعرب آویگا اس فحش نے اور دو شخص کو اسکے معاذین شہر کے اسکو جناہا
 امیر کے قتل کی ترغیب دی۔ پس وہ یمنوں ملعون کو نے میں مقرر رہی شب کے مستغرق تھے۔ اور برک
 بن عبد اللہ و دمشق میں مصفا کی اسی مقرر رہی شب میں جو ایک روایت سے سرسبز ہیں تھی تا جو پاک
 معاویہ پر شمشیر چلائی لاکن اسکا ضرب زیادہ کاہر گر نہوا اور برک کو لوگوں نے پکڑ لیا جب وہ ماخوذ
 ہو گیا معاویہ نے کہنے لگا کہ تجھے امین بات کی ضرورتا ہوں کہ میں سے تجھے خوشی حاصل ہو معاویہ پوچھا کہ
 کیا ہے جواب دیا کہ میرا رادہ ابن طلحہ نے آج کی شب علیؑ رضی اللہ عنہ کو قتل کیا معاویہ نے کہا شاید یہ صورت
 اسکو بھی جائز نہ ہو۔ پس حکم کیا کہ برک کو مار دالین۔ معاویہ کے سر مسکوں نے اسکے ہاتھ پاؤں اور
 تکیوں کو کاشت کے وال ڈال دیا سوزہ بہت بری وجہ سے ہوا معاویہ نے حراغی ہوا تھا ایک طعین کہ لوگوں

علاج کر دیا۔ جب صحت حاصل ہوئی حکم کیا کہ مسجد میں ایک مقصورہ باندھیں۔ جب مقصورہ تیار ہوا چند مختصر عرصہ
 ہمراہ لیکے اس میں نماز پڑھا کرتا اور ایک جماعت تہذیب میں کھینچی ہوئی اس کی حراست و حفاظت کرتی تھی۔ اور
 عہد میں بکرب مصر پہنچا تھا وہ ہندو دھرم کا تھا اتفاقاً اسی شب عہد میں عاص کو درویش شکم پیدا ہوا سو سجا کر لے گیا
 بنی عامر سے ایک شخص کو نائب بنانے کے بھیجا تا امانت کرے۔ جب وہ داخل مسجد ہوا عہد میں بکرب نے جو مسجد میں
 پہنان تھا اس پر دربار چلائی پھر اسے سر نہ اٹھایا۔ اور مسجد میں ایک غل ہوا اور کہنے لگے کہ اسی ظالم بیہ امر ہونے
 تھا تو نے اسکو قتل کیا۔ اسے کہا کہ اس میں میرا کیا گناہ کہ میں امیر کے سوا دوسرے کو قتل کرنا نہ چاہا۔ اور
 حضرت علی کی شہادت کا قصہ یہی کہ کہتے ہیں کہ جب آپ کی رحلت کے ایام قریب ہوئے کہی حضرت امام حسن
 گھر رہتے اور کوئی شب حضرت امام حسین کے مکان میں۔ اور یہی عبد اللہ بن جعفر طیار کے بیان جو دایا و خاگر
 اس جناب کے تھے افطار کرتے تھے اور تین لغون سے زیادہ تناول فرماتے اور فرماتے تھے کہ میں چند
 شب کا چھان ہوں اور چہا ہوں کہ خالی شکم اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں جاؤں۔ روایت یہی کہ انہیں ایک
 میں ایک روز حضرت علی نے سبط اکبر حضرت امام حسن سے فرمایا کہ مجھے آج کی شب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم کی رویت بابرکت نصیب ہوئی۔ میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ کی اخت سے مجھے کیا کیا نصیب
 اور کہ در تین پہنچیں۔ حضرت نے فرمایا کہ تو ان پر دعا کر میں نے دعا کی اللہم ابدلنی منہم خیرا
 منہم و ابدلہم بی شرالہم منی یعنی آپ ہی مجھے ان سے بہتر لوگوں کی صحبت سے مشرف کر اور میرے
 ایک بدتر کو ان پر سوئپ۔ آپ کی دعا و زجر اجابت کو پہنچ کر انہیں دنوں آپ کی شہادت ہوئی۔ مروی
 ہی کہ اپنی آخریام حیات میں جناب امیر نے ایک روز حضرت امام حسن سے پوچھا کہ اس جیسے سے کتنے
 روز گزرے ہیں کہا پندرہ روز اور حضرت امام حسن سے دریافت کی کہ اس جیسے سے کتنے روز باقی ہیں
 کہا کہ پندرہ روز۔ یہ سنکے جناب ولایت مآب نے فرمایا کہ میں اور پانچ روز تمہارا چھان ہوں۔ اور آپ کی
 ایک کنیز سے منقول ہی کہ دو شبے کی شب میں میں نے حضرت علی کے ہاتھ پر پانی ڈال رہا تھا اسوقت آپ نے
 اپنی محاسن شریف کو اپنے مبارک ہاتھ میں لیکے فرمایا واسے اس محاسن سفید پر کہ جمعے کی شب سرخ ہوگی
 القصہ ان دنوں جناب امیر سے ایسے کلمات اور خرق عادات کثیر ظہور میں آئے۔ غرض جب رمضان
 کی انیسویں شب جو شب جمعہ تھی حضرت امیر نے اپنی عادت معہود کے موافق صبح کی نماز کے لئے مسجد کا
 قصد کر کے نکلا آپ کے دولت سرا میں جو بدق اور قاصد تھے آپ کو گھیر لے شور مچائیں تو ایک شخص نے
 انکو مانکنے لگا آپ نے فرمایا کہ انکو چھوڑ دیجئے کیونکہ میں نے مجھے مداع کرنے ہیں۔ پھر مسجد کی طرف رہو تو ان
 ہوئے جب مسجد میں قدم رکھا وہ تینوں ملعون جو مسجد میں چھپے ہوئے قابو دیکھتے کھڑے تھے ان سے

ابن ابی عمیر نے اس جانب کے سردار کے ہزار ہا جوانوں کی اسکی تشہیر اس مقام پہنچی کہ جنگ احزاب میں عمرو بن عبدود کی قیادت میں آپ کے سردار کے ہر ایک شخص جیسا کہ خبر صادق نے خبر دی تھی ویسا ہی ایک خون مبارک دلا ہوا اور محاسن شریف رنگین ہوئی۔ اور وہ طعون و مان سے بھاگا۔ جب وہ جانب زخمی ہوئے شہر میں ایک غل ہوا اور طعن کثیر جمع آئے۔ اور ابن ابی عمیر نے ہزاروں کی جستجو میں برے۔ اور وہ طعون نے وہی برہنہ تر مارا تھہ میں لیا ہوا وحشت زدہ کرنے کی گلیوں میں دودھ پھرتا تھا لوگوں نے جب اسکو پکڑ کے جانب خلافت پناہ کے حصّہ میں لے آیا آپ نے اسکی طرف متوجہ ہونے کے پوچھا کہ اسی دشمن خدا کیا تجھے میرے احسان ثابت نہیں تھے کہ انان۔ پھر فرمایا کہ کیا چیز تجھے اس حرکت پر باعث ہوئی۔ اس طعون نے اپنا قصہ بیان کیا پس جانب ولایت آپ نے حضرت امام حسن کو وصیت کی کہ ابن ابی عمیر کو نگاہ رکھئے اور اسکو آب و طعام دیا کرے۔ اور فرمایا کہ میں رطبت پاؤں تو اسکو ایک زخم سے زیادہ نہ مار دو۔ اور بھی وصیتیں فرمائیں۔ جب وصایا سے فراغت حاصل ہوئی زبان مبارک ذکر لہی میں کھولی کلمہ طیب کی تکرار کرنے لگے آخر دعا کی اکیسویں کو آپ کی روح مقدس اس عالم فانی سے طرف اعلا علیین کے ہزاروں کی انا للہ وانا الیہ راجعون صاحب تفسیر عزیزی نے سورۃ شمس کی تفسیر میں لایا ہے۔ اب بیان پر جان دیا جائے کہ حدیث صحیح میں جو امام احمد کی سند اور دوسرے معتبر کتابوں میں آئی ہے وہی وہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بارگاہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ کچھ تمکو معلوم ہی کہ سب سے زیادہ بد بخت پہلی امتوں کا کون ہے جسکی اس امت میں زیادہ بد بخت کون ہی حضرت علی نے عرض کی کہ خبر کو معلوم نہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ تیرا بد بخت اگلی امتوں کا ایک سرخ رنگ عمرو کی قوم سے تھا یعنی ہزار بن مالک کہ حتی تعالیٰ کی اودھنی کی کوپنے اسی صفیں اور اس امت کا تیرا بد بخت وہ شخص ہی جو تیرے سر پر تر مار مارے گا اور تیری اڑی اس خون سے رنگین ہوگی اور اسی تر مار سے تو شہید ہوگا۔ ہزار بن مالک طعون نے اودھنی کا مارا کچھ قصہ مختصر نہیں ہی کہ جب صالح علیہ السلام نے عمرو کی قوم کو دعوت کرنے لگے اس قوم کا ایک سردار نے حضرت صالح کو عاجز کر دیکھنے لگے اسے ایسا معجزہ طلب کیا کہ اس پہاڑ سے ایک اودھنی کو نکالے اور وہ دس مہینے کی گاہ بھر رہے اور وہ تیسرے بچے کے بعد ہمارے روز و پچھ جئے۔ حضرت صالح نے فرمایا کہ میرے ہر روز کا کی قدرت سے یہ بات کچھ بڑھ نہیں۔ اگر میں ایسی اودھنی تیرے نکالوں تو کیا تم بیان لاؤ گے۔ سر پہاڑ اقرار کیا کہ مان۔ پس صالح علیہ السلام نے ان لوگوں کو جواب بیان لائے تھے اپنے ہمراہ لیکے اس بھارت کے پاس شریف لیکے اور دو بکت غار ادا کی اور دعا میں مشغول ہوئے اور مسلمانوں کو حکم کیا کہ تم آمین کہو اور قوم عمرو کے سردار مع فوج و لشکر اسکی گرد گھمڑے دیکھ رہے تھے۔ یہاں تک قدرت سے اس قدر قوت

اس پہاڑ کے پٹنے سے جانور چلانے کی آواز آنے لگی جس طرح جانور بچنے کے وقت آواز کرتا ہی یہاں تک کہ وہ پستہ
 مشق ہوا اور اس سے ایک اونٹنی جیسی انہوں نے طلب کی تھی نکلی اور جنگل میں چلنے لگی۔ اور ایک ساعت
 کے بعد اسکو بھی دروازہ شروع ہوا وہ بھی ایک بچہ جیسی قد و قامت اور شکل و صورت میں وہ بھی اپنی ما کے برابر
 تھا۔ یہہ معجزہ دیکھتے ہی سب کے سب پکار اٹھے کہ صالح کا معبود بڑا قادر ہی۔ اور جند بن عمر چھ ہزار آدمیوں
 سمیت ایمان لایا اور حضرت صالح کے قدم پر گر کے پچھلے تقصیر و ن کی معافی چاہی۔ اور دوسرے سردار اور
 انکے تابعدار ایمان سے محروم رہے۔ صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ تم خلاف عہد کیا اب اللہ تعالیٰ سے بہت
 درو۔ اور اوس اونٹنی کی اور اسکے بچے کی تعظیم پیش نظر رکھو اور سیطرچ اسکو رنج نہ دو جب تک یہہ اونٹنی
 اور اسکا بچہ تمہارے میں رہیگا تم پر عذاب نہ آویگا۔ اس اونٹنی کی خاصیت یہہ تھی کہ سب جانور اہل
 اور جنگلی اسکو دیکھنے سے خوف کھا کے بھاگتے اور جس جنگل میں وہ چرتی کوئی دوسرا جانور قدم بہین رکھتا
 تھا۔ اور شام کے وقت جب شہر میں آتی سب شہر والوں نے اپنے برتن لاکے اسکے دودھ سے بھر لیتے
 اسکا دودھ تمام شہر والوں کو کوفایت کرتا تھا غرض جب اسکے خوف سے دوسرے جانور جنگل میں جا بہین
 سکتے تھے اکثر لوگ جو جانور رکھتے تھے تنگ آگئے حضرت صالح کے جناب میں شکایت لائے تب حضرت
 صالح نے یہہ بات ٹھہرائی کہ ایک روز تم اپنے جانور چھوڑ دو ہم اونٹنی کو بند رکھینگے۔ اور ایک روز ہم اونٹنی
 کو چڑھالیتے ہیں تم اپنے جانور وں کو بند رکھو۔ ایک مدت اس سیطرچ گزری۔ ایسے میں ایک شخص اسی قوم قذار
 بن سالف نام شورہ پشت کو تہ گردن چار شانہ مانباپ کو رنج دینے والا ایک فاحشہ عورت کا عاشق ہوا اس کا
 نام غیزہ تھا خوبصورتی اور خوش اسلوبی اور لطیفہ گوئی میں مشہور تھی۔ چند روز اسکے یہاں جانا آتا شرب
 خواری اور زنا کاری سے رویہا ہوتا آخر چاکا کہ اسکو اپنے نکاح میں لاوے تب اس خجہ نے کہی اگچھے نکاح
 میں لانا چھتا ہی اس اونٹنی کے کو بچے مار دیکھئے کہ اس سے میرے جانور وں کو رنج ہی۔ اس ملعون نے پہاڑ
 کو قبول کر کے اور سات شخص کو اپنے ہمراہ لیکے قابو میں تھا ایک روز اونٹنی جب چراگاہ سے پھری شہر میں
 آئی تو قذار نامی بھار نے اسکے پیشانی پر اسکو زخمی کیا پھر چوڑف سے تروار وں سے مارنے لگے قذار نے پیچھے
 سے اسکے کو بچے مارے پس وہ اونٹنی زمین پر گری اسکے یار گرد سے پہنچے اور تروار وں سے اسکے پر
 پر زے کر کے اسکا گوشت تقسیم کیا۔ اسکا بچہ جو چھپے سے آتا تھا ما کا یہہ حال دیکھ کے دمان سے بھاگا اور
 اسی پہاڑ پر جا کے کھڑا ہوا جب حضرت صالح کو یہہ خبر پہنچی تو بہت افسوس کرتے ہوئے باہر نکلے اور شہر کے
 لوگوں سے فرمایا کہ یہہ بہت برا کام ہوا تم نے خدا کا عذاب فصد امنگوایا۔ اب بھی ایک بچاؤ کی صورت
 پہنچتی کہ میرے ساتھ تمنا دے سکے بچے کو شہر میں لاؤں کہ اسکے سبب حق تعالیٰ کے عذاب سے بچ جاؤ۔ کافروں

یہ بات بھی قول کی۔ آخر صالح علیہ السلام نے سب مسلمانوں کو ساتھ لیکے اس بچے کو لایکے واسطے جنگ کیں گئے اس بچے نے حضرت صالح کو دیکھتی ہی تین بار آواز کی اور بار بار کالینہ شق ہوا وہ بچہ اس میں گھس گیا۔ حضرت صالح نے انہیں کرتے ہوئے پھرے اور شہر یوں سے کہا کہ تم نے اپنے انہ سے اپنی خرابی کی۔ اس بچے کے تین بار آواز کر کے یہی تقریر یہ کہ تم کو عذاب الہی سے تین دن کی جہلت ہی۔ پہلے دن تمہارے منہ زرد ہو چکا دوسرے دن سرخ۔ تیسرے دن سیاہ۔ پختہ کی طرح کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے حکم الہی سے آسمان زمین دھڑکایا ایک تہی دہشت ناک صورت سے ظاہر ہوئے اور ایک ایسی آواز کی سب شہر والے اودھے اپنے اپنے زانو پر گر پڑے اور انکے پتے بھٹ گئے اور سب واصل جہنم ہوئے۔ پس صالح علیہ السلام مسلمانوں کو فرما کہ یہ شہر غضب الہی نازل ہوئی جگہ یہی بیان دینا ہرگز مناسب نہیں سب کہ معذکرہ کی خرم کا احترام باز ہو اور دین جلا کر ہو۔ انہوں نے صالح علیہ السلام کے حکم کے موافق ویسا ہی کیا سعادت دارین حاصل کی اب جاننا چاہئے کہ اشقی الاولین قدر ان سالف اور اشقی الآخرین ابن طلحہ جو یہنا شہیت یہ کہ بے ہر دوا کہ قسم کی معصیت میں مبتلا ہوئے اور فیض شہرت چلائی گئے فاحشہ بکار عورات کے کہہ۔

وغضب کے مغلوب ہوئے اور طوق وفاق کی حقوق نفی پر کرنا مذہبی اور ایسے بہادی کام سے سب کہ ہر دو جہان کی رسوائی اور روسیاسی اور تباہی اور عذاب و عتاب الہی کے نزار اور ہوسے نوزہ منہا۔ صاحب تفسیر عزیز تہذیبی سوزہ شمن کی تفسیر میں لایا یہی کہ جب مشہرت و غضب کے سبب واجب حق تلف ہونے لگتے ہیں تب سب لوگوں کے نزدیک وہ شخص معیوب اور مطعون ہو جاتا ہے اور جب قدر وہ حق بزرگ ہوگا اس قدر طعن و تشنیع زیادہ لاحق ہوگی۔ قواعد بدعت وہ شخص ہی خواہ اپنے نفس کے حق پر مشہرت و غضب کو مقدم رکھے اور نفس کے حق تلف کرے۔ اس سے زیادہ بدعت وہ شخص ہی کہ اپنی لذت تمہاری اور غضب کے سبب سے دوسرے کا حق تلف کر دے۔ اور اس بھی زیادہ بدعت وہ شخص ہی کہ ان دونوں لذتوں کے سبب سے بدعت آدمیوں کے حقوق تلف کرے پھر حق ملی انہیں مختلف ہیں جیسے دنیا کا حق اور اسکا تلف ہونا سہل و آسان ہے آخرت کا حق تلف ہونے کے اسکا دفعہ بہت مشکل ہے۔ چنانچہ مقدمہ یہی کہ آدمی زمین حق کرے اور عمدہ ثابت ہیں پہا حق اللہ تعالیٰ جو اسکا مبداء کرے والا اور نعمت دے والا ہی اور کسی وقت اور کلام آدمی اسکا احسان سے باہر نہیں جو سکنا اور ہر کام میں آدمی اسکی مدد اور مہربانی کا محتاج ہی اسکی واسطے کوئی حق اور کسی کا حق اس کے حق کی برابر نہیں سکتا۔ دوسرا حق اپنی قوم اور برادری کا ہے کہ اپنی زندگی اور موت میں انکا محتاج ہی اور ہر طرح کی مدد کا ان سے امید وار۔ تیسرا حق اپنے نفس کا ہے اور اس حق

کی حقیقت خود ظاہری کچھ حاجت بیان کی نہیں تھی۔ پس سب بد بختوں سے زیادہ بد بخت وہ شخص ہی کہ ان تینوں حقوق کو ایک خسیس شہوت کی عوض میں تلف کرے سو یہ وصف اگلی امتوں میں سے قرار بن سالف میں تھا کہ ادنیٰ اور خمس کام کے واسطے ان تینوں حقوق کو تلف کر دالا اول اپنے نفس کے حق کو تلف کیا کہ کافر اور دوزخ کا کندہ ہوا اور اپنی زندگی کو برباد کیا دوسرا اپنے قوم کے حق کو تلف کیا یعنی اسکے سبب سے سب حق تعالیٰ کے عذاب میں گرفتار ہوئے کیسا نام اور نشان باقی زمانہ قیصر حق تعالیٰ کا حق تلف کیا یعنی اس اونٹنی کو کہ جسکو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف منسوب کیا تھا اور ہدایت الہی کی صورت تھی بلکہ رحمت اور عنایت الہی کے نزول کی سبب تھی اور بیت اللہ کی ہی بزرگی پیدا کی تھی سو اس کم بخت نے اسکی کوچین کا تین اور ہلاک کیا اور اس امت میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قاتل یعنی ابن ملجم ویسایہی بد بخت تھا توضیح اس ابہام کی اور تشریح اس مقام کی یہی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اونٹنی جس طرح حضرت صالح علیہ السلام کے کمال کی صورت تھی اور اگلی نبوت پر گواہ صادق تھی اور قوم ثمود کی ہدایت کے واسطے جو حق تعالیٰ کی عنایت منسوب ہوئی تھی اور حضرت صالح علیہ السلام کو مرتبہ رسالت کا مرحمت کر کے اس قوم کو کبریاں مبعوث کیا تھا اور وہی ہدایت انکے سوال کے بموجب ناقہ کی شکل میں ان میں پھری تھی اور قرار پکا تھا یہاں تک کہ اس ناقہ کی تعظیم اور اسکے حق کو ادا کرنا گویا حضرت صالح علیہ السلام کی شریعت کا قبول کرنا تھا اور عذاب الہی کے دفع کرنے کے واسطے اتنا دین قبول کر نیکیہ قائم مقام تھی گویا حضرت صالح علیہ السلام کی ولایت کا نور اس راہ سے جلوہ گر اور ظاہر ہوتا تھا اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کے مرتبے کی بزرگی اور ان کی دعا کی قبولیت اس حجرہ کے سے ظاہر ہوتی تھی اسی طرح سے وجود جسمانی حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جو ختم کرنا خلافت حق کا تھا اور جناب نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولایت کے کمال کی صورت تھا اور ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہدایت کا نور اس راہ سے جلوہ گر تھا اور اس جناب کے قرب معنوی کی روشنی اسی راہ سے ظاہر تھی اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت اور نبابت اس وقت میں اسی ذات جامع الصفات میں منظر تھی سو اسطے حدیث شریف میں جس طرح بیت اللہ کے حق میں وارد ہوئی النظر الی النکبة عبادۃ یعنی دیکھنا بیت اللہ کا عبادت ہی اور قرآن شریف کے حق میں وارد ہوئی کہ النظر الی المصحف عبادۃ یعنی دیکھنا قرآن کے حرفوں کی طرف عبادت ہی اسی طرح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں آپ نے فرمایا کہ النظر الی وجہ علی عبادۃ یعنی دیکھنا علی کے منہ کی طرف عبادت ہی سو اس وقت میں وجود شریف حضرت علی کا مشی وجود شریف حضرت نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے تھا سو اگر اس وقت میں نشان امت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی جسم خاص گریب ہوئے تھے اور ہر حاجت ظاہری اور باطنی کو اس وقت میں سبب جہ ہو تمام صفات کمال شری کو وہ داماد تقاری تھے

خلافت حضرت علیؑ

۳۴۶

شہادت حضرت علیؑ

اس وجود باوجود کو جو اس بد بخت ترین جد بختوں نے شہید کیا تو گویا ہدایت کی شمع کو گل کر دیا اور اللہ تعالیٰ کے حق کو تلف کیا اور نام امت کے حق کو بھی تلف کیا بیٹھے ایسی ذلت کو جو اس وقت میں اپنا ثانی و اولیٰ مقام فضیلت اور بزرگی میں نہ کہتی تھی ہلاک کر کے نام امت کو جھارو بیٹے سی کی مانند منتشر اور فرج بے سروار کی طرح پریشان کر دیا اور اپنے نفس کے حق کو بھی تلف کیا اور کندہ و دوزخ کا ہوا اور اپنی زندگی کا کوہ برباد کیا اور یہ سب برائی ان بد بختوں کو اسی شہادت کے سبب سے حاصل ہو گئی تھی چنانچہ روایات صحیحہ میں وارد ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قاتل عبداللہ بن عجم راوی تھا خارجی مذہب کوٹے میں آیا اور نگاہوں اس کی نظر ایک عورت خولعینہ پر جم گیا نام قطام تھا چڑی - دل اور جان سے اس پر فریفتہ ہوا اور وہ عورت بھی یہی مذہب باطل رکھتی تھی اللہ باب اور بھائی اس کا ہنروان کی زانی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مبارک ہاتھ سے جہنم واصل ہوئے تھے جب ابن عجم کو اس کی ملاقات کا خیال دل میں پڑا اور خط کتابت اس مقدسے میں اس سے شروع کی اور آدمیوں کو درمیان میں ڈال کر اس عورت نے جواب دینا نہیں کہا کہ ایک میرا کام ہی اگر وہ تجھ سے ہو سکے اور تو اس کے سیکھا اور نہ کرے تو البتہ میں تجھ کو قبول کر دوں اور اپنے تئیں تیرے نکاح میں دوں اور وہ کام یہی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تو شہید کر اس ملعون نے کہ مغلوب شہادت کا تھا اس بات کو اس ملعون نے قبول کیا اور اس کام کی تدبیر میں پڑا چنانچہ ایک نوار ہزار درم کو خرید لی اور اس کو زہر کے پانی سے بچھایا اور اپنے یا دونوں سے اس کام کی تدبیر پوچھی اسکے یا دونوں نے کہا کہ میرا کام کچھ شکل نہیں ہی بہت آسان ہی اس واسطے کہ حضرت علی کوئی نگہبان اپنے ساتھ نہیں رکھتے میں اور اکیلے رات کو نہ ہیرے میں مسجد کو جاتے ہیں کسی دن مسجد میں انہیں ہیرے وقت چھپ رہا اور اپنا کام انجام کو پہنچا چنانچہ انیسویں رمضان مبارک کی صبح صادق کے وقت کہ ہنوز تاریکی باقی تھی حضرت علی رضی اللہ عنہ گھر سے مسجد شریف میں تشریف لائے اور وہ ملعون اکیلا خستون کی آڑ میں مستعدی کام پر کھڑا تھا اور ایک حادثہ شریف ایسی تھی کہ مسجد میں چوتھے ہوئے آدمیوں کو تکبیر کی آواز سے جیدا کرتے تھے تاکہ دس بجے آخر کے ظہارت کر جن اٹھنا چاہتے تھے جو نہیں آتے تھے مسجد شریف میں قدم مبارک نہ رکھا دو چہن اس ملعون نے چچے سے غفلت میں ایک نوار آپ کے سر مبارک پر مار ڈالی اور بھاگا آدمی ہر طرف سے دوڑا اور اس کو پکڑ کے قید کیا ہر خند کہ زخم چندان کاری نہ تھا لیکن زہر کے آپکا کام تمام ہوا اور اس خاکدان ظلمانی سے فردوس برین کو انتقال فرمایا چنانچہ انیسویں رمضان کے جب مبارک کو بحف الحیرۃ میں جو ایک جگہ کا نام بھی کہتے تھے مسجد جامع سے ایک فرنگ پر حیرۃ النعمان کی راہ میں قادیان مرغون کیا اور اپنی قبر کو بلند کیا بلکہ بالکل بے نشان رکھا تاکہ خارجی لوگ جو اس زمانے میں کونے کی تلاش

میں بہت منتشر تھے کچھ بے ادبی آپ کے جہد مبارک سے ٹکرین اور یہ قصہ سنہ جالیں مجری میں واقع ہوا اور آپ کی شہادت سے نبوت کی خلافت منقطع ہو گئی اور کوئی قائم مقام اس رتبے کا نہ رہا یہی بات صحابہ نے سمجھ کے بنایت افسوس کیا۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب خبر شہادت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سنی فرمایا کہ اب عرب جو جاہلین سوکرین ایسا کوئی نہ بنا کہ انکو کسی بد کام سے منع کر لیا آپ جانا چاہتے تھے کہ صحابہ میں بعد وفات حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علما اور داغظ بہت موجود تھے اور آدمیوں کو بد کاموں سے بے محابا یعنی بے دہشت منع کرتے تھے اور کسی کی بنی امید کے پادشاہوں سے یا دوسرے سرداروں سے لحاظ اور خاطر داری سچی بات کہہ دینے میں ٹکرتے تھے لیکن اسکا امر وہی مانند سمجھانے علما کے اور رہنمائی اولیا کے تھا نہ پیغمبروں کے حکم کے مانند کہ وہ بات حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ختم ہو گئی اسی واسطے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ کلمہ ارشاد فرمایا اسی جگہ سے قاتل حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اشتہی ہونے کی وجہ ظاہر ہو گئی کہ اسوقت میں تمام کمالات ولایت کے جو قائم مقام نبوت کے ہیں اسی ذات مبارک میں منحصر تھے دوسرا کوئی اسوقت میں ویسا نہ تھا بخلاف خلفاء سابقین کے زمانے کے کہ اسوقت میں دوسرے بھی ایسے تھے جو ولایت اس امر کی رکھتے تھے چنانچہ انکے معدوم ہونے کے بعد اس امر کو سنبھال لیا اور ان کے قتل ہونے سے دین میں خلل پنا یا گیا بخلاف حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کے کہ یہ خاتم الخلفاء تھے تو اسکا قتل کرنا گو یا اللہ تعالیٰ کے نور کو بالکل بجھا دینا تھا اور ہدایت کی شمع کو گل کر دینا تھا اسی واسطے ان کے قتل سے ایسی خرابی دین میں ہوئی کہ پھر تدارک اسکا نہ ہو سکا اور اگر کسیکو یہ شبہ خاطر میں گذرے کہ اس بد بخت ترین کی حرکت سے مشرود کی قوم سب ہلاک ہو اور اس امت کے بد بخت ترین کی حرکت سے باقی ماندہ کو کچھ آسیب نہ پہنچا اسکا کیا سبب ہے اسکا جواب یہ ہے کہ ان دونوں میں فرق دو وجہ سے ہے اول وجہ یہ ہے کہ اونٹنی کے مارے جانے سے نام مشرود کی قوم راضی اور خوش ہوئے تھے اور اس امت میں اکثر لوگ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل ہونے سے راضی نہ ہوئے تھے بلکہ اس حرکت کو نینوالے پر لعنت اور نفرین کرتے رہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اونٹنی کے مارے جانے کے بعد اسکا کچھ بھی غائب ہو گیا تھا اور بالکل اسکا نام اور نشان نہ رہا تھا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد آپ کی اولاد ایجاد باقی رہی اور آپکا نام و نشان قائم رہا اور اس ولایت کا نوز جیکے آپ حامل تھے سنا بعد نسل ایک حامل آپ کی اولاد میں پیدا ہوتا رہا اور امام اپنے وقت کا ہوتا رہا ہر چند کہ وہ ہیئت اجتماعی مت گئی تھی لیکن وہ نوز متفرق اور منتشر ہونے کے موافق استعداد کے ہر ایک فرقے میں اہل خیر قائم رہا ان سب کو یہ امت اس طرح کے عذاب پہنچ رہی اور ایک سانچہ عجیب آپ کی شہادت کے بعد یہ ہوا تھا کہ اسکا

بیت المقدس میں کوئی قبر تھا جسے نیچے سے خون جوش نہ اٹھا دے اور اللہ تعالیٰ کی بیعت نہ کرے۔

قرۃ العین رسول جگر گوشہ قبول امام ہمام امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے احوال میں اس شاہزادے کا نام نامی حسن اور کنیت ابو محمد بنی اور آپ کا لقب مجتبیٰ بنی اور آپ کے سوا کسی اور نے اس کی اور سید و مطیب سے بھی لقب بنی۔ ہجرت سے تیسرے سال رمضان المبارک کی پندرہویں کوئی کے روز مدینہ منورہ میں آپ کی ولادت ہوئی۔ امام سید علیؓ تاریخ الخلفاء میں لایا

بنی اخرج ابن سعد عن عمران بن سلیمان قال الحسن والحسين اسمان من اسماء الخیر ما سمت العرب بھما فی الجاہلیۃ یعنی ابن سعد نے عمران بن سلیمان سے نقل کرنا بنی کہ کہ حسن اور حسین یہ ہر دو جنّت کے ناموں سے بنی۔ جاہلیت میں عرب یہ نہیں جانتے تھے وقال ابن المفضل

ان الله حجب اسم الحسن والحسين حتى صمى بھما النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابذیہ اس شاہزادے کے ولادت باسعادت سے حضرت جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تہی فرحت و بشارت طالع ہوا۔ تو اس کے ساتویں روز آپ ہی ان کا نام رکھا۔ اور دو بکروں سے ان کا عقیقہ کیا اور سر مبارک ہندھوا کے اسکے ہم وزن روپا خیرات کیا اخرج البخاری عن انس قال لم یکن

احدا شبۃ بالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من الحسن بن علی بخاری نے انس سے نقل کرنا بنی کہ کہا کہ حضرت کے ساتھ امام حسن سے زیادہ کوئی شہادت نہیں رکھتا تھا و اخرج السیحان عن البراء قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والحسن علی عاتقہ و

هو یقول اللهم انی احبہ فاحبہ بخاری اور مسلم نے بڑے سے نقل کرنا بنی کہ کہا کہ میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ آپ کے دو شاہ مبارک پر امام حسن تھے اور حضرت یہ دعا کرتے تھے کہ یا اللہ میں اس کو دوست رکھتا ہوں تو بھی اس کو دوست رکھ و اخرج البخاری عن ابی بکر

قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی المنبر والحسن الی جانبہ ینظر الی الناس قرۃ والیہ مرۃ یقول ان ابنی سید ولعل اللہ ان یصلح بہ بین فشتین من المسلمین بخاری نے ابی بکر سے لایا بنی کہ میں نے حضرت سے سنا بنی کہ مہر زیور تھے

اور امام حسن ان کے گود میں تھے یعنی شاہزادے کو گود میں لیکے بالائے منبر خطبہ پڑھتے تھے اور کہتے اس جگر گوشہ کی طرف دیکھتے تھے اور کبھی لوگوں کی طرف۔ اور فرماتے تھے کہ یہ میرا فرزند مردار ہی قریب ہی کہ اللہ تعالیٰ اسکے واسطے سے مسلمانوں کی دو گروہ میں صلح کر دیگا و اخرج البخاری

عن ابن عمر قال قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہما رجالتی من الدنیا یعنی

خلافت حضرت علی

۴۴۴

احوال امام حسن رضی

ساتھ ملکر کہ ترک خلافت کرینگے۔ ایسے بائین سکے خواہج کی ایک گروہ منسلک شدہ نے اس امام خدا
 الاقرام کی تکفیر کی غرض سے ہندو اور اس جناب پر ہجوم کر کے آپ کے لباس کو پارہ پارہ کیا۔ اور جو کچھ
 پرکھ کر شریف رکھتے تھے اسکو فارت کیا اور آپ کے دوش مبارک سے چادر بھی کھینچی۔ امام ہام نے جب
 یہ حال دیکھا فرمایا لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ اور اپنے گھوڑے پر سوار ہو کے ندائی کہ قوم مسیہ وہمان
 کہاں ہیں۔ دسے ہر دو قبیلے حاضر ہوئے اور حمایت و حفاظت میں کرنا بند ہی اور ان شریر دن کا شرم
 جناب سے فریق کیا میر حضرت امام حسن و مان سے ملان کی طرف روانہ ہوئے۔ اٹھارے رادین خارجین
 سے ایک شخص کہ جسکو جراح بن قیسہ امرومی کہتے تھے قابو پا کے امام ہام کی ران مبارک کو زخمی کیا تب
 عبداللہ بن جفل و عبداللہ بن ثعلبان نے اس ملعون کو قتل کر دالا۔ پس امام ہام رنجور ہوئے اور مدین
 کے قصر امین میں نزول فرماے۔ اور بڑا حوں نے اس زخم کا علاج شروع کیا اللہ تعالیٰ علیلہ تعالیٰ بخشا۔ اور
 میں معاویہ نے اپنے زبک پہنچ کے قیس بن سعد کو حضرت امام حسن کی طرف سے دمان کا حاکم مقرر کیا
 اور عبداللہ بن مامر کو مدائن کی طرف روانہ کیا جب اس امام ہام کو اس بات کی خبر ہوئی آپ اپنا لشکر روانہ
 جنگ کا قصد کر کے مدائن سے باہر نکلے۔ جب ہر دو فریق کی ملاقات ہوئی عبداللہ بن عامر نے فریاد کیا کہ
 اہل عراق میں معاویہ کے لشکر کا مقدمہ ہوں میں جنگ کرنا نہیں چاہتا ہوں معاویہ ایک لشکر کے ساتھ
 انبار میں نزول کیا بی بی ابراہیم امیر المؤمنین امام حسن بن علی کو بھیجا وادہ کہید کہ عبداللہ آپ کو اللہ تعالیٰ
 کی قسم دیتا ہے کہ جنگ سے ہاتھ نہ کھو تا لوگ ہلاکت سے بچیں۔ جب یہ بات عراق والوں نے سنی سنت
 ہوئے امام ہام نے مدائن کی طرف مراجعت کی۔ اور عبداللہ بن عامر کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ میں خلافت
 چھوڑ دیکے معاویہ کی ساتھ صلح کرنا ہوں مگر چند شرطوں کے ساتھ۔ اور بعضے روایات میں آیا ہے کہ اگر میر
 حسن بخیر بنے سا با طین جنگ و جدال عقوق کرنا چاہا۔ تب عبداللہ بن حارث بن زفل کو معاویہ کا
 خواہر زادہ تھا وکالت دیکے معاویہ کے پاس بھیجا اور یہ پیغام کیا کہ اگر تم کتاب اللہ دست رسول اللہ
 پر عمل کرین اور ذیر دستوں پر شفقت رکھیں اور لوگ اپنے جان و مال کا امن پادین وطن کی امر و
 نہی کی خدمت اور منصب خلافت تمھارے سپرد کرنا ہوں والا جنگ و قتال پر حاضر ہوں حتیٰ تک کہ اللہ
 جینا و جو غیر الحاکمین معاویہ یہیں سے کہیت ہی خوش ہوئے اور کہا کہ امام حسن کی زبان مبارک پر جو باتیں
 گزریں ہیں میں نے ان سب کو قبول کر لیا بلکہ اسکے سوا سے اور بھی کچھ فرماتے ہیں تو قبول کرنا ہوں۔
 عبداللہ نے کہا کہ امام حسن کہتے ہیں کہ نسل جو موت چند شرطوں پر عقوق ہی معاویہ نے پوچھا کہ وہ کیا
 ہی عبداللہ نے جواب دیا کہ اگر تو آگے مر جاوے گا کے ریاست امام حسن کے ہی طرف رجوع کرے۔ دوسری

شرط یہ کہ اپنی مدت العمر ہر سال پانچ لاکھ درہم بیت المال سے انگو بیچا جا رہے۔ دوسرا یہ کہ دار البحر اور فارس کا خراج سال بسال انہیں کو بیچنا جا رہے معاویہ نے کہا یہ سب شرطیں میں نے قبول کیں پس ایک سفید معرا کا غدر اپنی قبر کے عبداللہ کے تحویل کیا اور کہا کہ امام حسن کی خدمت میں میری طرف سے یہ گزارش کیجئے کہ میں نے اس کا غدر پر اپنی قبر پرست کر کے بھیجا ہی آپ جو چاہیں اس پر تحریر فرما دیں مجھے قبول ہی۔ اور قریش کے چند سردار کو بھی عبداللہ کے ہمراہ کر کے روانہ کیا۔ جب عبداللہ بن حارث اور دوسے اکابر قریش شاہزادے کی خدمت میں حاضر ہوئے سب احوال ظاہر کیا۔ اور وہ شرط جو عبداللہ نے اپنے طرف سے معاویہ کو بولا تھا کہ ترے رحلت کے بعد پھر حکومت امام حسن کے ہی قبولین کیا جائے۔ امام ہمام نے اسکو سکے پسند فرمایا اور کہا کہ مجھے حکومت کی طرف ہرگز میل نہیں۔ اگر اسکی خواہش ہوتی آج نہیا ہوتا۔ پس اپنے کاتب کو صلح نامہ لکھنے کا حکم کیا۔ اسکا مضمون یہی تھا کہ یہ صلح نامہ ہی درمیان حسن بن علی بن ابیطالب اور معاویہ بن ابی سفیان کے اس مسئلے پر کہ ام خلافت معاویہ کے تسلیم کی گئی ہی۔ اس شرط کے ساتھ کہ جب معاویہ کی موت نزدیک پہنچے کسی شخص کو حکومت پر نصب نہ کرے بلکہ اہل شہر سے اسکو اہل اسلام مصلحت وقت کے مطابق جسکو مناسب جائیں خلیفہ چھرا دیں۔ دوسری شرط یہ ہی کہ سب اہل اسلام اسکے ماتھے اور زبان سے امین رہیں اور سب خلق اللہ کے ساتھ سلوک نیک سے پیش آوے۔ تیسری شرط یہ ہی کہ حضرت علی کے شیعہ اور متعلقین اور متنبین کے ساتھ کسی طرح سے کچھ قرض نہ کرے اور انکو رنج نہ پہنچا دیں اور معاویہ ان شرطوں کو وفا کرے مگر وکید سے بہت دور رہے۔ اور امام حسن اور انکے برادر امام حسین کے ساتھ ظاہر و باطن بدی نہ کرے۔ اور کسی کو اتوا نہ دے اور حکم نہ کرے کہ انکو یا انکے متعلقین کو ضرر پہنچا دے۔ اور انکے متعلق یا احباب اقطاع زمین سے جس جگہ کہ رہیں معاویہ یا اسکے گماشتوں سے محفوظ رہیں۔ اور امیر عبداللہ بن الحارث بن نوفل اور عمر بن ابی سلمہ اور کئے اکابر گواہی لکھے۔ پس امام ہمام کو نے طرف روانہ ہوئے۔ اور قیس بن سعد بھی اپنی جگہ سے نکل کے کوئے ننگ جا پہنچا اور حضرت امام حسن کی خدمت سے مشرف ہوا۔ اور معاویہ بھی اسی روز شام کا لشکر اپنے ساتھ لیکے دار و کوذ ہوا معاویہ اور امام ہمام اور خلق کثیر مسجد میں جمع آئے۔ معاویہ نے کہا کہ امام حسین کو بھی بلوا دیں تا انہوں بیعت کریں تب ایک شخص انکے بلانے کے لئے گیا۔ حضرت امام حسین نے ابا کیا اور اس مجلس میں حضرت امام حسن نے معاویہ سے فرمایا کہ حسین کو اپنی بیعت پر اکراہ نہ کر کیونکہ اسکے پاس میرے ماتھے پر بیعت کرنے سے اپنا قتل دوست تری۔ جب معاویہ نے یہ بات سنی انکی بیعت سے درگزر کی۔ قیس بن سعد بھی معاویہ سے بیعت کرنے پر راضی نہیں تھا امام ہمام کے حکم پر طوعا و کرہا بیعت کی۔ عرض اس مجلس میں حضرت امام حسن نے معاویہ سے بیعت کر کے اپنی خلافت و ریاست اسکے سپرد کی۔ پھر منبر پر سوار ہوئے

خلافت حضرت امام حسنؑ ۴۴۲

ایک خطبہ کال مضاحت و بلاغت کے ساتھ پڑھا۔ حدودت کے بعد اس خطبے میں فرمایا کہ اے مسلمانوں میں سے
 فتنے کو نہایت مکر وہ رکھتا ہوں۔ میرے بعد مجھ کی امت نے فتنہ و فساد دور کرنے اور مسلمانوں کے حال
 بالی کما ان حاصل ہو چکے تھے میں معاویہ سے صلح کی اور اس حکومت کا کاروبار اسکو دے دیا۔ اگر قی
 اسکے ہی اسکو پہنچ گیا اگر میرا حق ہی میں اسکو بخش دیا۔ اسکے بعد معاویہ کو کوئی وصیتیں نہ کر کے میرے ارٹھ گئے۔
 سبحان اللہ یہ خرمناحق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجز و ظاہر سوا جو ایک روز بادل سے منبر فرمایا تھا کہ پھر
 مردار ہی میں امیر رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اسکے واسطے سے مسلمانوں کے دنگر وہ بین صلح گردیگا۔ غرض
 جب امام ہمام منبر سے اترے معاویہ نے حیران اور بخود ہو کے کہنے لگا کہ یا ابو محمد آپ نے آج ایسی چیز سے
 جو انگریز کی کراچی تک پہنچنے میں آٹھ دن کی دریا ہے جو دور کم کو نہایت بہتین و فتنی رہے گا امام
 ہمام نے جو معاویہ کے ساتھ صلح کی اور خلافت چھوڑ دی حالانکہ اسوقت خلافت کا اسحقاقی الہی
 ہی ذات مالی صفات میں منحصر تھا۔ اور خلافت کی جانب میں سے اسحقاقی ظاہر غرض اسکا سبب کہ جو عرفاء و اولیاء
 کا نہیں تھا شاہزادے کی طرف مال و مال کی کثرت اور جنگ و قتال کی تفریق میں حاشیہ دلی غرض وہی۔
 بلکہ اسکا سبب یہ تھا کہ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ انجیل و انجیل کے بعد ہی التلون یسیدۃ الیم کیوں مہلک
 خصوصاً یعنی خلافت کا زمانہ میرے بعد تیس سال تک ہی پھر اسکے بعد بادشاہ کرندہ ہوگا۔ سو امام
 ہمام نے سوچا کہ خلافت کا زمانہ تو گذر گیا اب دورہ ظلم و جبرادی کا آیا ہے۔ اب ریاست کروں تو میری
 جو مصلحتیں کہ امت میں بطور ظہر میں فتنہ ہو جائیگی۔ پس ناچار اسوقت کی ریاست۔ کیا رہے۔ لیکن اسکا
 جو معاویہ اس کام کے لائق تھا وہ ریاست اسکے سیر دیا۔ اور اس میں یہ مصلحت بھی منظور تھی کہ طریق
 جنگ میں مسلمانوں کے جان و مال کا جو نقصان کھرا بی لوگ ان سے امن پا دیں اور ریاست محمدیہ میں اتفاق
 حاصل ہو دے کہ نہانی فتنہ آنا مشرور۔ نقل ہے کہ جب امام ہمام نے صلح کی جو ان عدی نے بہت ملال
 اور کہنے لگا یا ابن رسول اللہ کاش میں اسکے آگے مر جاتا تو میرے روز نہ کیا ہوتا۔ آپ نے ہم کو اہل عدل کے
 شر سے نکال کے اور باب جو روچنا کے فرستے ہیں داخل کیا اس میں ہمارے ہی تہی دولت و خیر کا سبب ہوا
 امام ہمام نے فرمایا کہ اے ابن عدی میں نے اس واسطے صلح کی تا ہمارے شہید و احباب معرض ہلاکت میں
 نہ آویں۔ پھر ابن عدی نے عبیدہ بن عمر کو بھرا۔ لیکن حضرت امام حسین کی خدمت میں آگے اپنا بیخ و علل ظاہر
 کیا اور اس جناب کو جنگ و جدال پر غریب و غریب کی حضرت امام حسین نے فرمایا کہ ہم نے جب معاویہ سے جیت
 کر کچھ اور عبیدہ و میان در میان لایا پھر اب جو دشمنی مرزا اور نہیں رہے باٹ سکے وہ برودیت ہی جو خون و مل
 ہوئے لا علاج صبر کیا۔ علی بن ابی طالب کی کہتا ہے کہ میں اور صفیان بن ابی علی حضرت امام حسن کے باپ کی

خلافت حضرت امام حسنؑ ۳۴۴ھ حضرت امام حسنؑ کی صلہ معاویہ کے ساتھ

دینے کے طرف گئے۔ جب آپکی مجلس میں حاضر ہوئے چند اکابر انکی خدمت میں بیٹھے تھے۔ میں نے آپکی طرف متوجہ ہو کر کہا السلام علیک یا مذلّ المؤمنین۔ شاہزادے نے فرمایا وعلیک السلام بیٹھے میں مومنوں کو ذلیل کر ڈیلا نہیں بلکہ انکو عزیز کر دیا ہوں کیونکہ میں نے معاویہ سے جو صلح کی اس سے میرا غرض یہ تھا کہ تمہارے خون بیٹے یا دون اور میں نے یقین جانا کہ اگر صلح نہ کروں میرے سب دوست و احباب تلف ہو جائیں گے۔ اگر خیال و اشتیاق کے ساتھ بھی ہم معاویہ سے جنگ کئے ہوتے آخر یہ کام ایسے نقولین کرنا ضرور بخارواوی کہتا ہی کہ میں نے یہ باتیں سنے تھیں اور حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں جا کے یہ قیل و قال ظاہر کیا آپ نے فرمایا کہ ابو محمد جو ارشاد کیا حق اور مطابق صدق کے ہی کہ جب تک معاویہ زندہ رہے ہر شخص اپنے گھر بیٹھنے کے سوا بے چارہ نہیں۔ کہتے ہیں کہ یہ صلح ماہ ربیع الاول سن یکتا لیس ہجری میں واقع ہوئی۔ پھر چند روز کے بعد حضرت امام حسنؑ اپنے سب اتباع و احباب کے ساتھ مدینہ طیبہ کی طرف اور معاویہ شام کی طرف روانہ ہوئے۔ جب امام ہمام نے مدینہ پہنچے ایک شخص نے کہا کہ درو سے نقولین خلافت کے باب میں آپکو بلا امت کی تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر واقعے میں ظاہر کیا کہ نبی امیہ کے ظالم حضرت کے منبر پر ایک کے بعد دوسرا بندہ رون کی طرح کود کود کر بیٹھتے ہیں۔ اور رعیت پر ظلم و ستم کرتے ہیں یہ بات حضرت پر نہایت شاق گذری سو بہت محزون و غمگین ہوئے۔ حق سبحانہ تعالیٰ آپکو طمانیت کے لئے سورہ قدر نازل فرمایا۔ اس سورہ میں ارشاد ہوا کہ ہم تم کو حاجات کو تم کو ایک رات ایسی دی ہی کہ ہزار مہینوں سے بہتر لگنے اس شب کی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت سے افضل ہی۔ ہزار مہینوں مراد نبی امیہ کی سلطنت کے ایام ہیں کہ جبکہ اتنی سال ہوتے ہیں۔ اور یہ رات کئی طور سے دوسری راتوں شرف اور بزرگی رکھتی ہی۔ اول یہ کہ تجلی الہی شام سے صبح تک اس رات میں بندوں کے حال کی طرف متوجہ ہوتی ہی اور انکو قرب معنوی حق تعالیٰ کی جناب میں پیدا ہوتا ہی۔ دوسرے یہ کہ فرشتوں کا عالم اور ارواح کا عالم صلی اور عابدوں کی ملاقات کو آسمان سے زمین پر آئے ہیں اور ان کے نزدیک ہونیکے سبب عباد تو انکی نصیب اور طاعتوں کی حلاوت دوسری راتوں کی عبادت اور حلاوت سے ہزاروں درجے ترجیح جاتی ہی تیسری یہ کہ قرآن مجید بھی اسی رات کو لوح محفوظ سے دنیا کے آسمان پر نازل ہوا ہی اور یہ ایسا شرف ہی کہ نہایت نہیں رکھتا۔ چوتھی یہ کہ پیدائش فرشتوں کی بھی اسی رات میں ہی۔ پانچویں یہ کہ بہشتیوں کا آرامہ کرنا بھی اسی شب کو ہی۔ چھٹے یہ کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کا مادہ بھی اسی شب کو جمع ہوا ہی اور صبح روز میں آیا ہی کہ عثمان بن ابی العاص کا ایک غلام تھا کہ ساٹھ سال جہازوں کی ملاجی کی تھی ایک وزان سے کہنے لگا کہ درانکے عجائبات سے ایک چیز میرے تجربے میں ہی کہ میری عقل اس سے حیران ہی وہ یہ ہی کہ دریا شو کا

خلافت حضرت امام حسنؑ ۴۴۴ ۴۴۴ حضرت امام حسن کی وفات

بانی سال میں ایک دست تھا ہوتا ہی عثمان بن ابی العاص نے اسے کہا کہ جب وہ رات آوے تو مجھ کو خبر دے
 کہ مجھ کو کہہ دو کہ کون سی رات ہی اودھیا بڑگی رکھتی ہی اس غلام نے سنا میں نے کو رمضان مبارک کی ان سے
 کہا کہ میرات وہی ہی۔ کہانی تغیر فتح العزیز۔ غرض حضرت امام حسن داخل حیدر ہڑے بعد دس سال زندہ رہے
 معاویہ نے ہر سال ہر مال حضرت حسین کریم رضی اللہ عنہما کی خدمت میں سمیٹا اور عزت و احترام سے پیش کرتا تھا
 جب صلحیہ میں جو وہ شرط قرار دے تھی کہ معاویہ اپنی ریت کے قریب یہ حکومت اور کیونہ سے۔ نیز یہ ملید کو جو
 معاویہ کا پورا ناستید تھا یہ شرط مغلظ اور بے آرام رکھتی تھی۔ بہر صورت حضرت امام حسن کی ہلاکت چہرے
 آخر جدہ سے ساخت کیا اور اسکو مال و زر کی طبع تیار اسکے ہاتھ سے اس امام ہام طر کرشہ سید نام کو زہر ملا
 سوآب نے اسی قہدے سے بہت ریخ و دیاری کیج کے رحلت فرمائی۔ آب کی رحلت کا بیان ہی فقیر نے
 جو شرح الشہادتین میں لایا ہے یہ بیان وہی نقل کیا جاتا ہی حضرت امام حسنؑ کی وفات کا بیان

سب رحلت کا اسکے ہی ہر	وہی قہدہ اور جدہ	نہی ہی حضرت ابی بکر	دیا انوار یہ اسطرح کہ
حسن کو زہر گلاب دیوئی تو	میرے مال نہ رہے کیو	نہج ابیا کو دنگا میں ہر	تو پاو گی تیرہ ہر تہ
مسجدہ آخرت کو بھول	طبع و مال فانی بھول	جہانی نارا یہی بھول	وہی ہی ہر اس بھول
اٹھا کھنچ کر دیواری چل	ہر اقلد برین کو دہلی	جہاں چہ ہو نہا نہت	وہ طعون تہ یہی
کہ آوہ و کرے ایسا دوا	کہ اس یوفا کو پر جہا	کہم و جہا دے جس کے پاس	کہم نہ ہا رہم ماضی نہ
بارے یا میں کہنے کو	بجے کس طرح ماضی	سواں ریت کی جدہ	لنی دارین کا نقصان

قال الله تعالى اخسر الا ناسا ولا خيرة ذلالت هو الخسران المبين

غرض حبیب یزدی جدہ	علی کا بیغ کے سرچن	جو خا چالیس دن تک بار	یہی تھی اسکی بیاری
کہہ جتے بہت اہمال کہی	عدو کو اسکے ہر جنجال	جگہ اور تریان کے مبارک	تھے گرنے بارہ بارہ ہر
مشہر بیغ تھا جیسا زبا	تھا مبر شکر بھی دیر زبا	جب آیا آہ کا وقت طلت	ہوا خضر حسین پاک بہر
لگا ہی غرض کہ جہنم کر	کہہ بیغ بھانجین بھگو دیا	کہا کیا قتل تو چہا ہی اسکا	کہا ان تہ جس کہنے کو
کہ میں بیغ لگان کھتا ہوں	وہ قاتل گم ہو میرا ہی	تو البتہ خدا ہی سخت اسپر	کہہ لے انتقام بھگو
نہو دے فی الحقیقت کوئل	تو میں ہر ہر خیریت ہر	کہ کوئی بگینہ نہ میں	نہرے اب قہدہ علی بھائی
وہ تھے نہر تو جھگو کی	کوئی ایسا نہیں بھگتا سخت	شہادت سر نہجی بھگلا	نہاں ہی میں دیر و
یقین نہیں قاتل کی	موافق شرع کے تھی کہ	وہے بیغ سے اسکے دنگ	کہہ بھنچ اور تحقیق
وہی باکران کا ہی ہر	جو ہر غرض نہاں	والا باجو و قہدہ ہی	نہ ایسا دنگ نہی امر

تھی تا کہ انکی ایسی ہی جلی
کھا نفس خطاب اندر پہنچائی

کہ تھی وہ خلق نبوی کی تھی
دئے حضرت حسن کی زہر جھپٹا

حدیث

کہ میں ایک شخص کو ہمراہ کرے
کیا میں عرض ای غفلت کے حال
کہا رادی یہ نہ کر شاہ والا
دئے تھے زہر جو جھک کوئی
بھی دسر روز میں حاضر ہو جا
میں حالت سے اسکو جھک پایا
کہ دو آنکھو کے درمیان کے ترن
کہ ہی نزدیک اب حلت جس کی
کہ بی بی عایشہ سے ای بودر
کئی ہی مجھ سے پیچہ وہ بی
جناب عایشہ سے چاخصت
ولیکن آہ ابا سے امیہ
بقیہ اندر مجھے تب فن کیجے
امام دین حسین باکر امت
وے یہ خبر جب مردان کو پہنچی
مبارک تب جنازہ اسکا پائی
مزار فاطمہ بنت اسد پاس
کھنکھو کیا آہ میں شہر کا غم
رسول اللہ نہ اسکا جد باقی
ہیں کوئی رٹا نادوے یاری
جنازے پر حسن بن علی کے
ہوے ناپاکوں کا سایہ فی حقیت

عیادت لگیا حضرت حسن کے
نہ میں کچھ دھچک سکتا ہوں
گیا گھر کو وہیں بھر جلد آیا
نہ کوئی زہر تھا اس زہر سے
قریب اگر تھا حضرت حسن
بہت درد و الم سے ٹھلایا
ہی گویا سورہ اخلاص مکتوب
رسول اللہ کے سروچمن کی
کئی دن لگے میں ابلا تھا ہلک
یقین امید ہی خست وہ دگی
وہ خاقون گر تھک دیکھ اجازت
کر نیلے منع ظالم بدر وہ
کبلی ناخوشی ہرگز نہ لیجے
ہی چاہی عایشہ سے اجازت
وہ مانا ثانی شیطان کو پہنچی
اٹھا آگے سے اس رو کے ناپاک
جو داوی اسکی ہی وہ پاک
حسین باصفاء دلیگیر کا غم
نہ حیدر والد امجد زما ہی
ہوا اتحاد و دو ماتم اسکو بھاری
جنازے پر وہ فرزند ہی کے
ہمیں رکھتا تھا ہرگز یہ قیامت

بیان وہ شدت سم کا کیا جو
ہنوی ناثر اسکی خج باری
بروایت کی ہی یوں ان سجا
مجھے اسطرح فرمائے لکات
کہ تو پایا ابھی اتنا افادہ
کہا جو دچھنا ہی دچھ لیجے
کہ کرتے ہیں مکتوبے جگر سے
حسن کے سر آئینہ پر غم
بھی آئی ہی بروایت وہ مقل
سعید ابن المسیب سنا ہی
عرض نزدیک پہنچ جھک جلت
کہ دنیا سے کرونگا نقل حسن
رکھو ہر جنازے کو لجا کے
تو قبر حیدر نجد پاس میرے
تراغ آئے نہیں لای ہی
ہزار فوس وہ جینا کہا ہی
وہ ام المومنین خست وہی
ہوا مانع وہ ابد ذات ملون
بقیہ پاک میں بالغور لا کر
کئے ہیں فن میں جان جان کو
کوئی ہرگز معین دیار اسکا
نہ اسکی والدہ باقی ہی زہر
یقین جب قوت بازو گیا ہی
نہ ابا سے امیہ کوئی آخر
کہ پاکوں کے جنازے پر چڑا

کہا یہ یاس پرچینے سے تھا
ہوا وہ بارشتم زہر کاری
بکلیہ بونعم ای نیک اخلاق
تو گر چاہے کر سے دچھ کچھ
میں آئیدہ کچھ دچھ چکا ہی نہ
کہ یہ فرصت نہ جھک جھکا
بہت نگین ہوا میں نے پیسے
تھا استغفار میں قاتل کے اسد
ہی کو عالم رویا میں دیکھا
وہیں تعبیر اسکی یوں کہا ہی
حسین ابن علی کو کی وصیت
کرے وہ دفن اپنے گھر جے
رسول اللہ کے روضے کے آگے
مجھے ای بھائی میر دفن کیجے
ہی افسے درگزر کرنا سزاوار
زہر نقل دیسا ہی ہوا ہی
ہمیں کچھ عذر اور جملہ کئی ہی
ہمیں کرنے دیار وہ میں مدفون
رکھے ہیں قبہ عباس اندر
سر عزت امام السن جان کو
ہمیں باقی رٹا غم خوار اسکا
ہمیں باقی برادر کوئی دوسرا
بہت نگین تن تہا رٹا ہی
ہمیں ہرگز ہوا ہی آہ حاضر
رکھا ہوا سٹے دور انکو مولا

حضرت امام حسن کی ولادہ کا بیان

۴۴۶

عبدالرحمن بن عوف کا احوال

وفات اسکا بوجہ بی بی زینہ	نہی تیرا تیس سال عمر طہر	عصیت اچھے زیادہ کم کنی رو	ہر از دوس میں جلوہ روز
وہ دوت اسکی شہانہ کی بی بی	کہے بیٹے تھی برص کی بی بی	تھا ہجرت سے بی بی کا بی بی	برصی حالت کا تھا بیجا۔
	ہو تھی سے اس پر ضرور حیات	رکھے اعدا کو اس کے در و در	

حضرت امام حسن کے اولاد کا بیان

کے سب اولاد پندرہ سال کے	پسرون اور چھٹے ان میں	یہ عیسا بی بی اسکا محمد	بی بی کنیت ابو محمد اسکی بی بی
موسیٰ زید امام حسن امام علی	ابو شریہ شبہ بن شریہ کی بی بی	پسرن التی اسکا شہید	بی بی مادر اسکی خوار بنت مسعود
عراق اسم و عبد اللہ طہر	اتھی ام ولد شریہ کی مادر	بھی تھا فرزند فہان عبد	یقین ام ولد اسکی بھی تھی ام
حسن ام ولد طہر کی مادر	تھی طہر بن عبد اللہ کی دختر	تیرا بی بی پاکیزہ ام ولد	کہ کنیت بی بی اسکی ام حسان
بھی عبد اللہ ثانی اور احمد	بھی اسماعیل فرزند محمد	جسین باصفانے باک ام ولد	عقیل خرم فرزند عمو کا
بینہ باختر کہے میں بی بی کو	بہن مادر کا انکے نام مسعود	بھی بی بی ام عبد اللہ و تیر	جناب ناصر اور ام سلمہ
انہو کی والدہ کا نام طہر	بہن دیکھتا تو بن میں	جو تھا اسکا پسرن التی	وہ تھا ناما حسن بن علی
وہ فرج ناصر مضر کی بی بی	بی بی ثابت بی بی زید کی بی بی	جو بی بی بی بی اسکا ام ولد	محقق بی بی شہید کے بی بی
دیکھ بیٹے شہید غریب	ہوے اس میں بی بی کے خلاف	تھا کہ کہ بی بی بی بی	ہو اقدی بی بی بی بی
تھی اسکی عجب برادر بی بی	کیا عجب بگڑ رہا تھا	پسرن جو بی بی اسکا مکرم	کنیت اسکی بی بی بی بی
جی بی بی وہ بھی زید کا بی بی	تھا وہ بی بی کہ بی بی بی	ہو ان سب بی بی بی بی	حیات و سلام رب ایک

جانا چاہئے کہ جب ابن عباس وغیرہ مشرک سے غلام سے اندر ہو کر عبد بن ابی وقاص اور ابو عبیدہ ابن الجراح اور دیگر غلام کو اجال کیا۔ پاتی رہے دو صحابی بیٹے عبدالرحمن بن عوف و سعید بن زید اب انکا احوال مختصر بھی لکھ کے ختم کیا جائی تا یہ کہ کتاب مستطاب عشرۃ المدینہ کے احوال اور انکے مناقب اجمال کو شامل رہے۔

عبدالرحمن بن عوف کا احوال انکی کنیت ابو محمد بی بی عذہ اصحابہ اور قبیلہ بنی زہرہ تھے بی بی زہرہ غلام سے قریش سے ہیں۔ انکا نسب حضرت کے ساتھ کلاب بن ملجمی۔ عبدالرحمن بن عوف آثار ہوا سابقین اور عشرہ مبشرہ ہاجرین سے ہیں۔ اعدان تھے صحابہ ہیں جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور خلافت کو انکی مسرت پر دیکھا تھا۔ اور صاحب برترین اور عذہ اصحاب سید الکرمین سے ہیں۔ کہے ہیں کہ جاہلیت میں عمر اپنے برادر کو کیا تھا اور بری شجاعت و سخاوت سے موصوف تھے جبکہ احد میں انکو اکسیر فخر گئے تھے با این صفت میدان میں ثابت قدم رہے۔ خبری کہ ایک روز خالد بن ولید کے ساتھ سخت بات کی حضرت نے برہم ہر کے خا کہ میرے باروں سے فخر من مت کرو اور انکو دشنام نہ دو۔ قسیر بی اللہ تعالیٰ کی اگر تم کوہ احد پر بار پہنارہ

عبدالرحمن بن عوف کا احوال ۴۴۷ سعید بن زید کا احوال

خدا میں خرچ کر کے انکے ایک مددگار نصف مد کو نہ پہنچا۔ اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جسے میرے ازدواج کی خبر گیری کرے وہ صدق اور سچ سے متصف ہوگا۔ اس واسطے عبدالرحمن بن عوف حضرت کے بعد آپ کے ازدواج مطہرات کے بہت خدمت گزار تھے۔ ہر سال انکو حج بیت اللہ کے لئے لانے اور لجانے میں مبلغ خطر خرچ کرتے تھے۔ اور مدینہ طیبہ میں ایک بہتر باغ خرید کر کے اسکو امہات المؤمنین پر وقف کیا تھا۔ بی بی عائشہ صدیقہ نے فرماتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ اسکو جنت کا سلسیلہ بلا دے ہم ازدواج رسول اللہ سے بہت سے احسانات کئے ہیں۔ اور روایت ہے کہ ایک بار حسین بن علیؑ کے بھوکے ہوئے حضرت نے انکو دیکھ کر فرمایا کہ کون ہے یہ؟ اب انکو کھلا دے عبدالرحمن بن عوف نے جا کے جلد ایک قاب بھر کے سموا اور دو مان لے آئے۔ حضرت نے بہت خوش ہو کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ترے دینا کے سب کام کر دیوے اور ترے آخرت کے سب کاموں کے لئے میں ضمان ہوں اور کئی بار انکو حضرت نے جنت سے بشارت دی ہے۔ اور ایک سفر میں حضرت نے صبح کی ایک رکعت میں انکا اقتدا کیا یہ شرف کسی صحابی کو نہ ملا اور حضرت نے انکے حق میں برکت کی دعا کی اسلئے اللہ تعالیٰ نے انکے مال میں بڑی ترقی دی۔ روایت ہے کہ ایک بار حضرت کے حضور میں امور دینیہ میں خرچ کرنے کے لئے چار ہزار دینار حاضر کئے۔ اور ایک روز چالیس ہزار درہم اور ایک بار چالیس ہزار دینار لے آئے اور تین ہزار غلاموں کو اللہ آزاد کر دیا اور بیت باغ وقف کئے اور سہنا روپا حد سے زیادہ اور پالتو گھوڑے خیرات کئے انکی تجارت جو بوجہ حلال سے تھی اللہ تعالیٰ اس میں نفع کثیر دیا تھا اور اپنے مرض الموت میں وصیت کی کہ صحابہ بدر سے ہر صحابی کو چار دینار دیوں اور ازدواج مطہرات کو بھی بہت مال دیا۔ کہتے ہیں کہ اسوقت بدریان سو تھے ان سب کے حصے پہنچ گئے حضرت عثمان اور حضرت علیؑ نے اپنے حصے لیکر انکی شاکی اور عمار قاروق نے کہا کہ وہ دین کے سرداروں سے ایک ہزار ہی باوجود اس اخراجات و خیرات کثیر کے جب انکے ترکے سے انکے بیویوں کو اتھو ان حصہ ملا چار بی بیان تھیں ہر بی بی کو تین لاکھ میں ہزار دینار آئیں ہجرت کے بیسیوں سال انکی رحلت ہوئی تب انکی عمر پچھتر سال کی تھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سعید بن زید رضی اللہ عنہ کا احوال حضرت عمرؓ کے چچے بھائی اور بھنوئی ہیں جو سابق اسلام سے ہیں سب مشاہدین حضرت کے ساتھ رہے کہیں جہانم سے بدر میں حاضر نہیں تھے حضرت نے انکو طلوع کے ساتھ بھیجے تھے جب وہاں سے مراجعت کی حضرت نے انکو بدر کا حصہ دیا پس وہ بدریوں میں داخل ہوئے اور حضرت نے انکو جنت سے بشارت دی اور وہ فضلاء صحابہ سے ہیں اور انکے کرامتیں مشہور ہیں اور کتب میں مسطور۔ ایک عورت نے کہ جسکا نام اردوی تھا ان پر آکے زمین کا جھوٹا دعویٰ کیا سعید نے دعا کی اگلی اگر یہ اپنے دعوے میں جھوٹی ہو تو اسکو نابینا کر دے اللہ تعالیٰ نے انکی دعا کو قبول کیا اور وہ نابینا ہو گئی۔ ایک روز کہیں جاتی تھی اسکا پیر جھسل کے ایک چاہ میں گر پڑی اور مر گئی مدینہ میں یہ قصہ صغیر و

ت نامہ کتاب مستطاب حدیقۃ الاحباب فی احوال الاصحاب مطبوعہ مطبعہ محمدیہ

جائے کہ حضرت علی کے شہادت کے بعد ایک ازواج و اولاد کا ذکر جو ۸۳ صفحہ میں لکھے تھے سو چھوٹ گیا اس لئے یہاں لکھا جاتا ہے کہ ابن حبرہ
 دایت کی ہے کہ حضرت کو اولاد بقول بعض چھپس تھے اور بعض بتائیں ۳۲ اور بعض اونٹ کہے ان میں فرزند بار اور دختر شہزاد کی تفصیل یہ کہ فرزند بن
 ن و امام حسین اور دختر بن بن بنی رقیہ جس کا نام کلثوم بھی کہتے ہیں اور بنی زینب ان پانچوں کے والدہ ماجدہ جناب فاطمہ الزہراء بن
 اللہ اور عثمان اور جعفر اور عباس علم بردار جسکی والدہ ام البنین بنت حرام ہے اور عبداللہ اور ابو بکر جسکی والدہ بنت خالد ہے اور سحر علی
 یہ جانتے ہیں کہ اور بنی رقیہ اور عمر کے مانت زمرہ ہے اور ابو القاسم جسکی بن حنیفہ کہتے ہیں انکی مادر جو بنت جعفر ہے انکی سوا
 اب فرزند محمد اوسط نامی بن جسکی مادر امام بنت ابو العاص بن جو بنائے بنت دختر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لڑکی بن محمد اصغر نامی ایک
 بن جسکی مان ام ولد بن یعقوب نے انکی ما اسماء اور بعض لکھتے ہیں کہ اور دختر بن میں میمونہ بنفیسہ امام نامی زینب کہتے ہیں
 م سلمہ ام جعفر ام الکرام خدیجہ فاطمہ ام کلثوم انکی ماؤں کے نام معلوم نہیں اور امامہ ناجیہ ایک دختر تھی جسکی مان کا نام معلوم
 ایک لڑکی لڑکا کی بن رحلت کی جسکی مانت ام ولد القیس ہے امام حسین کو جعدہ زہر دینے سے شہادت باطنی پائی اور محسن
 بن رحلت کیا امام حسین اور ایک ہمراہ عباس اور جعفر اور عبداللہ و عبداللہ و عثمان اور ابو بکر و محمد اصغر و بنت کریمین
 ت پائی اور یحییٰ عالم طفلی بن رحلت پائے اور عمر بن قیس پر پانچ سال میں وفات کیا اور محمد بن حنیفہ نے جو وقت خلافت صدیق
 میں ولادت پائی تھی عمر ۷ سال میں کس ہجری انسی میں مدینہ میں رحلت پائی شیوہ انکی امامت و عصمت کے قائل ہیں اور جناب
 اکبر کے اور رقیہ عہد ہمسیر میں ہی وفات کیں صلوات اللہ وسلامہ علیہم وعلیہم اجمعین۔

تصحیح الاغلاط

صحیح	غلط	صحیح	غلط	صحیح	غلط	صحیح	غلط	صحیح	غلط
۱۷	ثابت جانے	۱۹	ثابت بن	۱۹	ثابت بن	۱۹	ثابت بن	۱۹	ثابت بن
۱۸	مستقل	۲۰	مستقل	۱۹	سوال کہ	۱۹	سوال کہ	۱۹	سوال کہ
۱۹	کار	۲۱	کار	۲۵	شرف سلام	۲۵	شرف سلام	۲۵	شرف سلام
۵	الزجاج	۳۳	الزجاج	۳	بین	۳	بین	۳	بین
۳	غرض انے	۳۶	غرض ایسے	۲۸	فضلت لے	۲۸	فضلت لے	۲۸	فضلت لے
۱۹	اصحابین	۴۵	اصحابین	۵	قتل پر	۵	قتل پر	۵	قتل پر
۲۲	راہ خدایا	۴۹	راہ خدایا	۱۶	پکڑنے گئے	۱۶	پکڑنے گئے	۱۶	پکڑنے گئے
۳	راہ خدایا	۵۰	راہ خدایا	۱۲	ان دونوں	۱۲	ان دونوں	۱۲	ان دونوں
۱۴	راہ کرے	۵۵	راہ کرتے	۳	پس حکم لے	۳	پس حکم لے	۳	پس حکم لے
۱۲	اصحاب جات	۵۶	اصحاب جات	۲	سبب	۲	سبب	۲	سبب
۲۲	لکھا جاتا ہے	۶۶	لکھا جاتا ہے	۲۵	غیمت	۲۵	غیمت	۲۵	غیمت
۱۰	مسطح	۶۸	مسطح	۲۱	طرف	۲۱	طرف	۲۱	طرف

[illegible]

صفحہ	خط	صحیح	خط	صفحہ	خط	صحیح	خط	صفحہ	خط	صحیح	خط	صفحہ	خط	صحیح	خط
۱۰	۲۳۹	تبوت	تبوت	۱۰	۲۱۶	زین بن	زید بن	۱۶	۲۲۰	نیر بن	۱۶	۲۲۰	زین بن	زید بن	۱۶
۲۱	۲۷۲	حضرت کی	حضرت امیر کی	۱۳	۲۲۰	روایت	روایت سے	۲	۲۲۱	روایت سے	۲	۲۲۱	روایت	روایت سے	۲
۲۱	۲۷۲	اسود	اسود	۳	۲۲۱	الحجۃ	الحجۃ	۱	۲۲۵	الحجۃ	۱	۲۲۵	الحجۃ	الحجۃ	۱
۲۵	۲۷۲	ہوتے تھے	ہوتے تھے	۱۱	۲۷۲	خرج	خرج	۵	۲۸۵	خرج	۵	۲۸۵	خرج	خرج	۵
۲۳	۲۸۳	حرکت میں	حرکت میں	۱۱	۲۷۲	ہمارے	ہمارے	۱۲	۲۸۵	ہمارے	۱۲	۲۸۵	ہمارے	ہمارے	۱۲
۲۰	۲۵۸	توجہ	توجہ	۳	۲۷۸	دلائل	دلائل	۱۳	۲۸۵	دلائل	۱۳	۲۸۵	دلائل	دلائل	۱۳
۱۰	۲۵۹	پہار	پہار	۱۹	۲۷۱	چلا جائیگا	چلا جائیگا	۰	۰	چلا جائیگا	۰	۰	چلا جائیگا	چلا جائیگا	۰
۲۳	۲۹۰	خلافت	خلافت	۱۶	۲۵۱	اولس	اولس	۰	۰	اولس	۰	۰	اولس	اولس	۰
۷	۲۸۴	شہادت	شہادت	۱۵	۲۵۸	استرخان	استرخان	۱۵	۲۸۶	استرخان	۱۵	۲۸۶	استرخان	استرخان	۱۵
۹	۳۰	کرنا ہوں	کرنا ہوں	۱۶	۲۹۲	رحم کیا	رحم کیا	۱۳	۲۲۰	رحم کیا	۱۳	۲۲۰	رحم کیا	رحم کیا	۱۳

صفحہ	بیان	صفحہ	بیان	صفحہ	فہرست اوراق الحاق
۱۲	بی بی خولہ مع جذبی بیان قید ہو جانا اور اور خالد بن ولید کا چوڑا نا۔	۲۶	وغظ نجم بن فرج کا مقام یرموک میں۔	۱۶۹	یرموک کے جنگ میں ساتھ غازیان اسلام
۱۵	بی بی خولہ اور دوسرے عورت عرب کا جنگ اہل دمشق کے ساتھ۔	۲۹	پانچویں روز کا جنگ مقام یرموک میں۔	۳۷	ساتھ ہزار کفار خام سے مقابلہ کر کے فتح پائی۔
۲۶	بی بی ام ابان کی بہادری جو جنگ میں ظاہر ہوئی۔	۳۳	ابو عبیدہ بن الجراح کی شجاعت مقام یرموک میں۔	۱۲	نامہ روا کرنا ابو عبیدہ کا مقام یرموک سے۔
۱۶۹	جنگ کرنا عورت مجاہدہ کفار روم کے ساتھ مقام یرموک میں۔	۱۷۰	مزار بن الازور اور مالک اشتر کی بہادری حلب کی فتح۔	۱۳	امیر المؤمنین کو۔
۲۵	جنگ کرنا عورت مجاہدہ کفار روم کے ساتھ مقام یرموک میں۔	۱۷۱	متوجہ ہونا ابو عبیدہ کا ایلد کی طرف اور تشریف فرما فی حضرت عمر کی دیار شام کی طرف بیت المقدس کی فتح۔	۱۴	یرموک کے مقام پر دوسرے روز کا جنگ۔
		۱۷۲	اعزاز کی فتح۔	۱۵	قیس بن مسیرہ اور عبد الرحمن بن ابی بکر صلی اللہ علیہ وسلم کی جوان مردی۔
		۱۷۳	روانہ ہونا یونان کا انطاکیہ کی طرف۔	۱۶	ایک نفرانی کا خواب جو مسلمانوں کی فتح پر دلالت کرتا ہے۔
		۱۷۴	روانہ الکبریٰ کے طلسم کا بیان۔	۱۷	مقام یرموک سے تیسرے روز کا جنگ۔
		۱۷۵	مروج القبائل کی فتح۔	۱۸	ابو عبیدہ کا خواب جو مسلمانوں کی نصرت پر مشتمل ہے۔
		۱۷۶	ہرقل کی موت اور اسکے ایمان لایا جانا۔	۱۹	قوم خولان کا ایک شخص خواب دیکھنا۔
		۱۷۷	عرب اور اہل روم کے نسب کا بیان۔	۲۰	جذوب بن عامر کی بہادری۔
		۱۷۸	طلحہ زبہ کر سنے کا بیان۔	۲۱	جو تھے روز کا جنگ مقام یرموک میں۔
		۱۷۹	خواب خالد بن ولید کا عرل و وفات۔	۲۲	شیرجیل بن حسنہ کا مقابلہ بادشاہ لان کی ساتھ۔
		۱۸۰	عورت صحابہ کی جنگ کی فہرست الحاق کے اوراق میں۔	۲۳	بادشاہ لان کا قتل فرار کے نامہ سے۔
		۱۸۱	بی بی خولہ کی شجاعت اور بہادری کا بیان۔	۲۴	نیر بن العوام کی بہادری۔
		۱۸۲		۲۵	جنگ کرنا عورت مجاہدہ کفار روم کے ساتھ مقام یرموک میں۔

صفحہ	علائق	نام کتاب
۱	۵۰۰	جنان السیر فی احوال سید البشر
۲	۷۰۰	ریاض الازہر و فخر ثنائی جناب
۳	۳۷۰	فوائد عزیزہ در سیر نجد
۴	۳۷۰	مناہج النبوة

روز	تاریخ	شرح	روز	تاریخ	شرح
۱	۱۳۰۱	روز یکشنبه	۱	۱۳۰۱	روز یکشنبه
۲	۱۳۰۲	روز دوشنبه	۲	۱۳۰۲	روز دوشنبه
۳	۱۳۰۳	روز سه شنبه	۳	۱۳۰۳	روز سه شنبه
۴	۱۳۰۴	روز چهارشنبه	۴	۱۳۰۴	روز چهارشنبه
۵	۱۳۰۵	روز پنجشنبه	۵	۱۳۰۵	روز پنجشنبه
۶	۱۳۰۶	روز شنبه	۶	۱۳۰۶	روز شنبه
۷	۱۳۰۷	روز یکشنبه	۷	۱۳۰۷	روز یکشنبه
۸	۱۳۰۸	روز دوشنبه	۸	۱۳۰۸	روز دوشنبه
۹	۱۳۰۹	روز سه شنبه	۹	۱۳۰۹	روز سه شنبه
۱۰	۱۳۱۰	روز چهارشنبه	۱۰	۱۳۱۰	روز چهارشنبه
۱۱	۱۳۱۱	روز پنجشنبه	۱۱	۱۳۱۱	روز پنجشنبه
۱۲	۱۳۱۲	روز شنبه	۱۲	۱۳۱۲	روز شنبه
۱۳	۱۳۱۳	روز یکشنبه	۱۳	۱۳۱۳	روز یکشنبه
۱۴	۱۳۱۴	روز دوشنبه	۱۴	۱۳۱۴	روز دوشنبه
۱۵	۱۳۱۵	روز سه شنبه	۱۵	۱۳۱۵	روز سه شنبه
۱۶	۱۳۱۶	روز چهارشنبه	۱۶	۱۳۱۶	روز چهارشنبه
۱۷	۱۳۱۷	روز پنجشنبه	۱۷	۱۳۱۷	روز پنجشنبه
۱۸	۱۳۱۸	روز شنبه	۱۸	۱۳۱۸	روز شنبه
۱۹	۱۳۱۹	روز یکشنبه	۱۹	۱۳۱۹	روز یکشنبه
۲۰	۱۳۲۰	روز دوشنبه	۲۰	۱۳۲۰	روز دوشنبه
۲۱	۱۳۲۱	روز سه شنبه	۲۱	۱۳۲۱	روز سه شنبه
۲۲	۱۳۲۲	روز چهارشنبه	۲۲	۱۳۲۲	روز چهارشنبه
۲۳	۱۳۲۳	روز پنجشنبه	۲۳	۱۳۲۳	روز پنجشنبه
۲۴	۱۳۲۴	روز شنبه	۲۴	۱۳۲۴	روز شنبه
۲۵	۱۳۲۵	روز یکشنبه	۲۵	۱۳۲۵	روز یکشنبه
۲۶	۱۳۲۶	روز دوشنبه	۲۶	۱۳۲۶	روز دوشنبه
۲۷	۱۳۲۷	روز سه شنبه	۲۷	۱۳۲۷	روز سه شنبه
۲۸	۱۳۲۸	روز چهارشنبه	۲۸	۱۳۲۸	روز چهارشنبه
۲۹	۱۳۲۹	روز پنجشنبه	۲۹	۱۳۲۹	روز پنجشنبه
۳۰	۱۳۳۰	روز شنبه	۳۰	۱۳۳۰	روز شنبه
۳۱	۱۳۳۱	روز یکشنبه	۳۱	۱۳۳۱	روز یکشنبه
۳۲	۱۳۳۲	روز دوشنبه	۳۲	۱۳۳۲	روز دوشنبه
۳۳	۱۳۳۳	روز سه شنبه	۳۳	۱۳۳۳	روز سه شنبه
۳۴	۱۳۳۴	روز چهارشنبه	۳۴	۱۳۳۴	روز چهارشنبه
۳۵	۱۳۳۵	روز پنجشنبه	۳۵	۱۳۳۵	روز پنجشنبه
۳۶	۱۳۳۶	روز شنبه	۳۶	۱۳۳۶	روز شنبه
۳۷	۱۳۳۷	روز یکشنبه	۳۷	۱۳۳۷	روز یکشنبه
۳۸	۱۳۳۸	روز دوشنبه	۳۸	۱۳۳۸	روز دوشنبه
۳۹	۱۳۳۹	روز سه شنبه	۳۹	۱۳۳۹	روز سه شنبه
۴۰	۱۳۴۰	روز چهارشنبه	۴۰	۱۳۴۰	روز چهارشنبه
۴۱	۱۳۴۱	روز پنجشنبه	۴۱	۱۳۴۱	روز پنجشنبه
۴۲	۱۳۴۲	روز شنبه	۴۲	۱۳۴۲	روز شنبه
۴۳	۱۳۴۳	روز یکشنبه	۴۳	۱۳۴۳	روز یکشنبه
۴۴	۱۳۴۴	روز دوشنبه	۴۴	۱۳۴۴	روز دوشنبه
۴۵	۱۳۴۵	روز سه شنبه	۴۵	۱۳۴۵	روز سه شنبه
۴۶	۱۳۴۶	روز چهارشنبه	۴۶	۱۳۴۶	روز چهارشنبه
۴۷	۱۳۴۷	روز پنجشنبه	۴۷	۱۳۴۷	روز پنجشنبه
۴۸	۱۳۴۸	روز شنبه	۴۸	۱۳۴۸	روز شنبه
۴۹	۱۳۴۹	روز یکشنبه	۴۹	۱۳۴۹	روز یکشنبه
۵۰	۱۳۵۰	روز دوشنبه	۵۰	۱۳۵۰	روز دوشنبه
۵۱	۱۳۵۱	روز سه شنبه	۵۱	۱۳۵۱	روز سه شنبه
۵۲	۱۳۵۲	روز چهارشنبه	۵۲	۱۳۵۲	روز چهارشنبه
۵۳	۱۳۵۳	روز پنجشنبه	۵۳	۱۳۵۳	روز پنجشنبه
۵۴	۱۳۵۴	روز شنبه	۵۴	۱۳۵۴	روز شنبه
۵۵	۱۳۵۵	روز یکشنبه	۵۵	۱۳۵۵	روز یکشنبه
۵۶	۱۳۵۶	روز دوشنبه	۵۶	۱۳۵۶	روز دوشنبه
۵۷	۱۳۵۷	روز سه شنبه	۵۷	۱۳۵۷	روز سه شنبه
۵۸	۱۳۵۸	روز چهارشنبه	۵۸	۱۳۵۸	روز چهارشنبه
۵۹	۱۳۵۹	روز پنجشنبه	۵۹	۱۳۵۹	روز پنجشنبه
۶۰	۱۳۶۰	روز شنبه	۶۰	۱۳۶۰	روز شنبه
۶۱	۱۳۶۱	روز یکشنبه	۶۱	۱۳۶۱	روز یکشنبه
۶۲	۱۳۶۲	روز دوشنبه	۶۲	۱۳۶۲	روز دوشنبه
۶۳	۱۳۶۳	روز سه شنبه	۶۳	۱۳۶۳	روز سه شنبه
۶۴	۱۳۶۴	روز چهارشنبه	۶۴	۱۳۶۴	روز چهارشنبه
۶۵	۱۳۶۵	روز پنجشنبه	۶۵	۱۳۶۵	روز پنجشنبه
۶۶	۱۳۶۶	روز شنبه	۶۶	۱۳۶۶	روز شنبه
۶۷	۱۳۶۷	روز یکشنبه	۶۷	۱۳۶۷	روز یکشنبه
۶۸	۱۳۶۸	روز دوشنبه	۶۸	۱۳۶۸	روز دوشنبه
۶۹	۱۳۶۹	روز سه شنبه	۶۹	۱۳۶۹	روز سه شنبه
۷۰	۱۳۷۰	روز چهارشنبه	۷۰	۱۳۷۰	روز چهارشنبه
۷۱	۱۳۷۱	روز پنجشنبه	۷۱	۱۳۷۱	روز پنجشنبه
۷۲	۱۳۷۲	روز شنبه	۷۲	۱۳۷۲	روز شنبه
۷۳	۱۳۷۳	روز یکشنبه	۷۳	۱۳۷۳	روز یکشنبه
۷۴	۱۳۷۴	روز دوشنبه	۷۴	۱۳۷۴	روز دوشنبه
۷۵	۱۳۷۵	روز سه شنبه	۷۵	۱۳۷۵	روز سه شنبه
۷۶	۱۳۷۶	روز چهارشنبه	۷۶	۱۳۷۶	روز چهارشنبه
۷۷	۱۳۷۷	روز پنجشنبه	۷۷	۱۳۷۷	روز پنجشنبه
۷۸	۱۳۷۸	روز شنبه	۷۸	۱۳۷۸	روز شنبه
۷۹	۱۳۷۹	روز یکشنبه	۷۹	۱۳۷۹	روز یکشنبه
۸۰	۱۳۸۰	روز دوشنبه	۸۰	۱۳۸۰	روز دوشنبه
۸۱	۱۳۸۱	روز سه شنبه	۸۱	۱۳۸۱	روز سه شنبه
۸۲	۱۳۸۲	روز چهارشنبه	۸۲	۱۳۸۲	روز چهارشنبه
۸۳	۱۳۸۳	روز پنجشنبه	۸۳	۱۳۸۳	روز پنجشنبه
۸۴	۱۳۸۴	روز شنبه	۸۴	۱۳۸۴	روز شنبه
۸۵	۱۳۸۵	روز یکشنبه	۸۵	۱۳۸۵	روز یکشنبه
۸۶	۱۳۸۶	روز دوشنبه	۸۶	۱۳۸۶	روز دوشنبه
۸۷	۱۳۸۷	روز سه شنبه	۸۷	۱۳۸۷	روز سه شنبه
۸۸	۱۳۸۸	روز چهارشنبه	۸۸	۱۳۸۸	روز چهارشنبه
۸۹	۱۳۸۹	روز پنجشنبه	۸۹	۱۳۸۹	روز پنجشنبه
۹۰	۱۳۹۰	روز شنبه	۹۰	۱۳۹۰	روز شنبه
۹۱	۱۳۹۱	روز یکشنبه	۹۱	۱۳۹۱	روز یکشنبه
۹۲	۱۳۹۲	روز دوشنبه	۹۲	۱۳۹۲	روز دوشنبه
۹۳	۱۳۹۳	روز سه شنبه	۹۳	۱۳۹۳	روز سه شنبه
۹۴	۱۳۹۴	روز چهارشنبه	۹۴	۱۳۹۴	روز چهارشنبه
۹۵	۱۳۹۵	روز پنجشنبه	۹۵	۱۳۹۵	روز پنجشنبه
۹۶	۱۳۹۶	روز شنبه	۹۶	۱۳۹۶	روز شنبه
۹۷	۱۳۹۷	روز یکشنبه	۹۷	۱۳۹۷	روز یکشنبه
۹۸	۱۳۹۸	روز دوشنبه	۹۸	۱۳۹۸	روز دوشنبه
۹۹	۱۳۹۹	روز سه شنبه	۹۹	۱۳۹۹	روز سه شنبه
۱۰۰	۱۴۰۰	روز چهارشنبه	۱۰۰	۱۴۰۰	روز چهارشنبه